بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

ناشر
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله القديم الذی ارسل الیٰ خلقه من عظيم الاقدار سهاماً وحكم عليهم بالموت والفناء فلم يترك الموت لاحد منهم دماً ولا ماً ○ وشتت بها ذم الذات شملاً وفرق نظاماً ○ فتركوا الحلائل اراملاً والاولاد ايتاماً ○ احمده سبحانه وتعالیٰ واشكره انال به فضلاً وانعاماً ○ واشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له شهادة من شهدها نال بها عزاً وكراماً ○ واشهد ان سيدنا ونبينا ومولٰنا محمداً عبده ورسوله الذی كان يشفی بريقه الشريف اسقاماً وزلاماً ○ صلی الله عليه وعلیٰ اٰله واصحابه وازواجه واحبابه وعلماء امته اجمعين ○

اما بعد فقیر حقیر درماندہ نفس شریر ابو الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان وامیر مرکزی حزب الاحناف پاکستان خلف الرشید امام اہل سنت ماحی بدعت حامی سنت محدث اعظم فقیہ اتم حضرت استاذ العلماء علامہ ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب حنفی قادری نقشبندی رضوی مشہدی نور اللہ مرقدہٗ بانی وامیر حزب الاحناف لاہور

زمانہ تحریک ختم نبوت میں جب کہ فقیر کو اپنے رفقاء کے ساتھ ۲۶، ۲۷ فروری ۵۳ء کی درمیانی شب کراچی میں رات کے تین بجے ناظم الدین حکومت نے سیکورٹی ایکٹ کے ماتحت گرفتار کر کے ایک سال کے لیے کراچی جیل میں نظر بند کر دیا تو خیال آیا کہ اس اسیری کے لیل و نہار خدمت دین میں ہی گذارے جائیں چنانچہ کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ دور حاضر میں احناف اہل سنت کے لیے کوئی مفصل مدلل جامع تفسیر قرآن کریم اردو زبان میں عوام کے سامنے پیش نہ ہو سکی لہذا مجھے اس دور فرصت میں اس کام کو انجام دینا چاہیئے۔ لیکن چونکہ ہمیں سی کلاس میں رکھا گیا تھا اور یہ کام بھی معمولی نہ تھا اس وجہ سے قید و بند کے دو تین ماہ اسی کشمکش و پنج بیت و لعل میں گزر گئے ادھر لخت جگر نور بصر اعز الاخص حکیم ابی الحسنات سید خلیل احمد قادری صانہ اللہ عن شر حاسد اذا حسد بھی لاہور میں جامع مسجد وزیر خاں سے تحریک کی قیادت کرتے ہوئے شاہی قلعہ لاہور میں ایسے مخفی ہوئے کہ ان کی موت و حیات سے بھی لاعلمی رہی حتی کہ مختلف افواہوں اور پریشان کن خبروں سے پریشانی میں اضافہ ہوتا رہا اور تفسیر کا کام شروع نہ ہو سکا بالآخر کراچی جیل سے ہم بعد رفقاء سکھر جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ جہاں ۱۲۵ ایکسو پچیس ڈگری گرمی پڑ رہی تھی آخر ش فقیر نے عزم صمیم کے ماتحت اس کام کو شروع کر دیا اور اس کا نام تفسیر الحسنات بایات بینات خلاصہ تفسیر الآیات باقوال حسنات رکھا گیا ایک سال کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ آٹھ پارے مکمل کر لیے گئے تھے لاہور میں ہائی کورٹ نے ہیبس کارپس کے ذریعہ ہماری نظر بندی کو حبس بیجا قرار دے کر ہم کو بمعہ رفقاء رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد بھی اس فریضہ کو جاری رکھا اور باوجود پریشانیوں کے بحمدہٖ تعالیٰ قرآن کی تفسیر مکمل کر چکا ہوں بارگاہ ایزدی میں دست بستہ ہوں کہ مولا کریم اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس کام کو قبول فرمائے اور مقبول عام کرے۔

فقیر قادری ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

امام اہلسنت غزالِ دوراں
استاذ العلماء حضرت
شیخ الحدیث علامہ

سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الحسنات بآیات بینات " مؤلفہ مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا سُبْحٰنَ اللّٰہ، تفسیری محاسن کا حسین و جمیل مرقع ہے۔ کیوں نہ ہو جس کے مؤلف فاضلِ اجل عالم بے بدل حافظ قاری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قدس اللہ سرہ العزیز جو آبًا عن جدٍّ وارث علوم قرآن و حدیث ہیں۔ فنون متداولہ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر قرآن کریم حافظ اور قاری تفسیر و حدیث فقہ اور تصوف کے علوم کے جامع بلکہ طب یونانی کے بھی عظیم فاضل طبیب حاذق صالح متقی شریعت و طریقت کے حامل تصنیف و تالیف میں بے مثال ان کی لکھی ہوئی تفسیر کیسی نفیس اور عمدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنی جسے تفسیر کہا جا سکتا ہے۔ وہ تفسیر الحسنات ہے لفظی ترجمہ میں لغات قرآن کو حل کر دیا اور بامحاورہ ترجمہ فرما کر قرآن پاک کو آسان کر دیا شان نزول تحریر فرما کر مطالب قرآن کو مزید واضح فرما دیا افسوس ہے کہ تاحال فقیر کو بالاستیعاب مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو کچھ دیکھا جہاں تک دیکھا صفحات اوراق پر جواہر پارے اور دریائے نایاب بکھرے ہوئے پائے سورۂ قٓ تک حضرت مولف قدس سرہٗ تفسیر الحسنات لکھنے پائے تھے کہ رب العٰلمین کی بارگاہِ عظمت میں حاضری کا وقت آگیا۔ اے کاش بقیہ تفسیر بھی مکمل ہو جاتی تو ہمارے اس دینی علمی سرمایہ میں مزید نعمتیں نصیب ہوتیں۔ بہر نوع اور جتنا بفضلہ اللہ جو کچھ ہمیں ملا ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور حضرت مولف علیہ الرحمۃ کے لخت جگر صاحبزادہ سید خلیل احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ کے اس احسان عظیم پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے اس علمی خزانہ کو محفوظ رکھا اور تفسیر الحسنات کو حسن و خوبی کے ساتھ زیور تصحیح و ترتیب سے آراستہ کر کے تشنگان علوم تک پہنچا دیا اللہ حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اسلاف کرام کے ساتھ جنات الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور صاحبزادہ امیر الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ کو صحت و عافیت کے ساتھ زندہ و سلامت رکھے کہ وہ اپنے اسلاف کرام کی چمکتی ہوئی نشانی ہیں۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

فہرست مضامین پارہ چھ سے پارہ دس تک

مضمون	صفحہ
۱۰۰ ۲ سو سال قبل مسیح آپ کا ظہور ہوا۔	۳۷۸
اُور کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔	؍؍
حضرت ابراہیم سے آپ کی والدہ کی گفتگو	۳۷۹
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی توحید کی حمایت کی۔	؍؍
چاند، سورج، ستاروں کا غائب ہو جانا ہی بتا رہا ہے کہ یہ خدا نہیں۔	۳۸۰
اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔	؍؍
قوم ان سے جھگڑنے لگی توحید الٰہی اور نفی شرک میں۔	۳۸۱
ترجمہ تفسیر نسفی	۳۸۱
بامحاورہ ترجمہ پندرہواں رکوع پ سورۃ انعام	۳۸۲
حل لغات ؍؍ ؍؍ ؍؍	۳۸۳
مختصر تفسیر ؍؍ ؍؍ ؍؍	۳۸۵
ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو توحید کا علم پر حاوی بنایا	؍؍
خلاصہ مفہوم آیات	۳۸۶
حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام جن سے اکثر انبیاء کرام پیدا ہوئے	؍؍
ان آیات سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں۔	۳۸۷
	؍؍

مضمون	صفحہ
ہر نبی کے کمالات و فضائل آپ کی ذات اقدس میں جمع کر دیے ہیں۔	۳۸۷
جن کو اللہ نے ہدایت کی یعنی انبیاء مذکورین انہی کی راہ پر چلیو	۳۸۸
علامہ نسفی فرماتے ہیں اس میں یہ دلیل ہے کہ تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت جائز نہیں	؍؍
اس آیت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ قیامت تک کے لیے ثابت ہوتی ہے	؍؍
بامحاورہ ترجمہ رکوع شانزدہم پ سورہ انعام	۳۸۹
حل لغات ؍؍ ؍؍ ؍؍	۳۹۰
مختصر تفسیر ؍؍ ؍؍ ؍؍	۳۹۲
شان نزول	؍؍
جب مالک بن صیف مناظرہ کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا	۳۹۳
حضور علیہ السلام نے فرمایا توریت سے اپنا ایمان ثابت کرو تو وہ گھبرا گیا۔	؍؍
انکار کیا بعثت رسل سے اور وحی سے حالانکہ یہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے	۳۹۴
مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے	؍؍
وہ آیہ کریمہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظالم ترین مرتدین مشرکین کی علامتیں واضح کی گئیں ہیں۔	۳۹۵
ابی سرح کے دل میں وسوسہ	؍؍
یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی	۳۹۶

فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری

امیر جامعہ حسنات العلوم و خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

۱۷ اکتوبر بروز شنبہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ بروز منگل

مینار و گنبد مسجد وزیر خاں لاہور

پارہ ششم (۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بامحاورہ ترجمہ انیسواں رکوع پ ۶ سورۂ نساء

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَہۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ اِلَّا مَنۡ ظُلِمَ ؕ	اللہ پسند نہیں کرتا برائی کا اعلان کرنے کو مگر مظلوم سے
وَ کَانَ اللّٰہُ سَمِیۡعًا عَلِیۡمًا ۝	اور اللہ سنتا جانتا ہے۔
اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡہُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا ۝	اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگذر کرو تو بیشک اللہ معافی دینے والا قدرت والا ہے
اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ یَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّ نَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ ۙ وَّ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۝	وہ جو کفر کریں اللہ اور اسکے رسولوں سے اور ارادہ کریں کہ اللہ اور اسکے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور ارادہ کریں کہ ایمان اور کفر کے مابین کوئی راہ نکال لیں۔
اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۝	یہ لوگ وہی ہیں جو پورے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ وَ لَمۡ یُفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ اُولٰٓئِکَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۝	اور وہ جو ایمان لائے اللہ اور اسکے رسولوں پر اور ان میں سے کسی ایک میں (ایمان کے اندر) فرق نہیں کرتے یہ وہ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دیگا ان کا اجر اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حل لغات انیسواں رکوع پ ۶ سورہ نساء

لا۔ نہیں	یحب۔ پسند کرتا	اللہ۔ اللہ	الجھر۔ اعلان
بالسوء۔ برائی کا	من القول۔ بات سے	الا۔ مگر	من۔ جو
ظلم۔ مظلوم ہو	و۔ اور	کان۔ ہے	اللہ۔ اللہ

سمیعا۔ سننے والا	علیما۔ جاننے والا	ان۔ اگر	تبدوا ظاہر کرو
خیرا۔ بھلائی	او۔ یا	تخفوہ۔ چھپاؤ اس کو	او۔ یا
تعفوا۔ معاف کرو	عن۔ کوئی	سوء۔ برائی	فان۔ تو بے شک
اللہ۔ اللہ	کان ہے	عفوا۔ معاف کرنے والا	قدیرا۔ قدرت والا
ان۔ بیشک	الذین۔ وہ جو	یکفرون۔ کفر کرتے ہیں	باللہ۔ اللہ
و۔ اور	رسلہ۔ اسکے رسولوں کا	و۔ اور	یریدون۔ چاہتے ہیں
ان۔ یہ کہ	یفرقوا۔ فرق کریں	بین۔ درمیان	اللہ۔ اللہ
و۔ اور	رسلہ۔ اسکے رسولوں کے	یقولون کہتے ہیں	نؤمن۔ ہم ایمان لاتے ہیں
ببعض۔ ساتھ بعض کے	و۔ اور	نکفر۔ کفر کرتے ہیں	ببعض۔ ساتھ بعض کے
و۔ اور	یریدون۔ چاہتے ہیں	ان۔ یہ کہ	یتخذوا۔ پکڑیں
بین۔ درمیان	ذلک۔ اس کے	سبیلا۔ راستہ	اولئک۔ یہی
ھم وہ ہیں	الکفرون۔ کافر	حقا۔ سچے	و۔ اور
اعتدنا۔ تیار کیا ہم نے	للکفرین۔ کافروں کیلئے	عذابا۔ عذاب	مھینا۔ ذلیل کرنے والا
و۔ اور	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے	باللہ۔ ساتھ اللہ کے
و۔ اور	رسلہ۔ اس کے رسولوں کے	و۔ اور	لم۔ نہ
یفرقوا۔ فرق کیا	بین۔ درمیان	احد۔ کسی کے	منھم۔ ان میں سے
اولئک۔ یہ لوگ ہیں کہ	سوف جلدی	یؤتیھم۔ دیگا ان کو	اجورھم۔ ان کے اجر
و۔ اور	کان ہے	اللہ۔ اللہ	غفورا۔ بخشنے والا
رحیما۔ مہربان۔			

مختصر تفسیر انیسواں [١٩] رکوع پ ۶ سورۃ نساء

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا اِنْ تُبْدُوْا
خَیْرًا اَوْ تُخْفُوْہُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ
وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ

اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّاۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىٕكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

اللہ پسند نہیں کرتا اعلان برائی کا کرنے کو مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے اگر تم بھلائی اعلانیہ کرو۔ یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگذر کرو تو بے شک اللہ معافی دینے والا قدرت والا ہے وہ جو کفر کریں اللہ اور اس کے رسولوں سے اور ارادہ کریں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور ارادہ کریں کہ ایمان و کفر کے مابین کوئی راہ نکال لیں یہ لوگ وہی ہیں جو پورے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر اور ان میں سے کسی ایک میں (ایمان کے اندر) فرق نہیں کرتے یہ وہ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دے گا ان کا اجر اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جَھْرِ بِالسُّوْءِ: چلا کر بری بات زبان سے کہنا بعض علماء کے نزدیک بدزبانی کرنے سے مراد گالی دینا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گالیاں دینے والوں میں سے جو پہل کرے الزام اس پر ہے۔

شانِ نزول: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر تھے کہ ایک شخص حضرت صدیق اکبر کی شان میں زبان درازی کرتا رہا۔ آخر جب باز ہی نہ آیا تو آپ نے بھی ایک بار اسے جواب دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق کے جواب کو مسموع فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے گویا حضرت صدیق کے جواب کو پسند نہ فرمایا۔ صدیق نے عرض کی حضور جب تک یہ بکواس کرتا رہا حضور نے پرواہ نہ فرمائی اور جب میں نے اسے جواب دیا تو حضور نے اسے پسند نہ فرمایا۔ سرکار نے فرمایا صدیق تمہاری طرف سے ایک فرشتہ اسے جواب دے رہا تھا جب تم نے خود اسے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آگیا۔ اس کے متعلق یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

علامہ بغوی نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا۔ انہوں نے اس مہمان کی خاطر خواہ میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو اس نے اپنے میزبانوں کی شکایت کی اور ان کے اخلاقیات پر چہ میگویاں کرتا رہا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

غرضیکہ آیہ کریمہ کا مفہوم و منطوق یہ ہے کہ کسی کے پوشیدہ کام کا اظہار کرنا خواہ وہ بطور غیبت ہو یا بہ خیال نمائش عیب جنبحوری اسے اللہ پسند نہیں فرماتا۔ انسان عاقل وہ ہے جو اپنے عیب دیکھ کر ان کی اصلاح کرے ایک قول یہ بھی ہے کہ جہر بالسوء سے مراد گالی ہے پہلی آیتوں سے اس کا ربط یہ ہے کہ اول آیات رحمت بیان فرما کر اب اصلاح

اخلاق فرمانے کو ظاہر فرمایا کہ اللہ سب و شتم غیبت اور بدنامی کو پسند نہیں فرماتا البتہ یہ جائز ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کر دے اور چور غاصب کی نسبت کہہ دے کہ اس نے میرا مال چرایا یا فلاں نے میرا مال غصب کیا۔

اِنْ تُبْدُوْا خَیْرًا۔ اگر تم کوئی نیک کام علانیہ کرو۔ خیر سے مراد طاعت و فرمانبرداری ہے۔ ظالم کے ساتھ بھلائی کرو تاکہ برائی بھلائی سے مٹادی جائے اَوْ تُخْفُوْہُ یا پوشیدہ طور پر کرو۔

اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیْرًا۔ برائی سے درگذر کرو یعنی ظالم کے ساتھ بھلائی اگرچہ نہ کرو مگر ایسے ظلم کو اپنے دل سے مٹا دو یعنی درگذر کر دو تو بلاشبہ اللہ بڑا معاف کرنے والا کامل قدرت والا ہے۔

آگے بتایا کہ بھلائی علانیہ کرو یا پوشیدہ یا کسی کی برائی سے چشم پوشی کر دو یا اسے معاف کر دو تو اللہ معاف کرتا ہے تو تم بھی معاف کرو۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ وہ جو تفریق بین اللہ و بین الرسول کہ کہ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں سے کفر کریں جیسے یہود و نصاریٰ یہ صریح کافر لوگ ہیں خواہ یہودی ہوں یا نصرانی یا مرزائی یا کوئی فرقہ ان کے لیے ذلت کا عذاب اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت مسیح علیہ السلام اور سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کفر کیا اور اسلام یہ بتاتا ہے کہ بعض رسولوں پر ایمان لانا انہیں کفر سے نہیں بچا سکتا اس لیے کہ ایک نبی کا انکار کرنا بھی تمام انبیاء کے انکار کے برابر ہے اور جو تمام انبیاء و رسل کو مانتا ہے ایمان رکھتا ہے مگر مرتکب کبیرہ ہے وہ یقیناً مستحق مغفرت ہے۔ معتزلہ کا چونکہ یہ عقیدہ تھا کہ مرتکب کبائر بھی خلود عذاب کا مستحق ہے اس آیت کریمہ میں ان کا رد کیا گیا اور آخر میں اپنی صفات فعلیہ کا اظہار کہ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا فرما کر کیا۔ صفات فعلیہ مغفرت و رحمت ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ بیسواں رکوع پ ۶ سورۃ نساء

یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْھِمْ کِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓی اَکْبَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا	تم سے سوال کرتے ہیں اہل کتاب (اے محبوب) یہ کہ ان پر اتار دو ایک کتاب آسمان سے تو یقیناً وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بڑا سوال کہ کہنے

اللّٰہَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

لگے ہمیں دکھلا دو اللہ کو علانیہ تو پکڑ لیا ان کو کڑک نے ان کی زیادتی سے پھر پکڑ بیٹھے بچھڑا بعد اس کے کہ آگئیں ان کے پاس روشن آیتیں تو معاف کر دیا ہم نے ان سے یہ اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور اونچا کیا ہم نے ان پر طور کو ان سے عہد لینے کو اور کہا ہم نے انہیں کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے اور ان سے کہا ہم نے کہ ہفتہ کے دن حد سے نہ بڑھو اور لیا ہم نے ان سے عہد غلیظ۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

تو بسبب عہد شکنی کے اور ان کے کفر کے باعث جو اللہ کی آیتوں سے کیا اور قتل ناحق نبیوں کا کرنے سے (لعنت کی) اور ان کے کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ان کے کفر کی تو ایمان نہیں لاتے۔

اِلَّا قَلِيْلًا وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝

مگر تھوڑے اور بسبب ان کے کفر کے اور مریم پر بول کر بہتان عظیم لگانے میں۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا نہ اسے سولی دی۔ بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں اس سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ علم ہی نہیں سوا اس کے کہ وہ گمان میں پڑے ہیں اور انہوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب

عَزِیْزًا حَکِیْمًا

حکمت والا ہے

وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا o

کوئی اہل کتاب ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوگا۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْہِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَہُمْ وَبِصَدِّھِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا o

تو بسبب ظلم یہود کے ہم نے حرام کیا ان پر پاک چیزوں کو جو ان کے لیے حلال تھیں اور بسبب ظلم یہود کے ہم نے حرام کیا ان پر پاک چیزوں کو جو ان کے لیے حلال تھیں اور بسبب اس کے کہ بکا انہوں نے بہت لوگوں کو اللہ کی راہ سے۔

وَّاَخْذِھِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُھُوْا عَنْہُ وَاَکْلِہِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا o

اور اس لیے کہ وہ سود لیتے حالانکہ انہیں اس سے بہت منع کیا تھا اور کھاتا مال لوگوں کا ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔

لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْہُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗئِکَ سَنُؤْتِیْہِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا o

لیکن جو ان میں پکے ہیں علم کے اندر اور وہ ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو اترا تم سے پہلے اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور ایمان لانے والے اللہ اور قیامت پر یہ وہ ہیں کہ عنقریب دیں گے ہم انہیں بڑا ثواب۔

حل لغات بیسواں رکوع، پ ۶، سورہ نساء

یَسْئَلُکَ۔ آپ سے سوال کرتے ہیں

اَھْلُ الْکِتٰبِ۔ اہل کتاب

اَنْ۔ یہ کہ

تُنَزِّلَ۔ اتارے تو

عَلَیْہِمْ۔ ان پر

کِتٰبًا۔ کتاب

مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے۔

فَقَدْ۔ تو تحقیق

سَاَلُوْا۔ سوال کر چکے ہیں

مُوْسٰی۔ موسیٰ سے — اَکْبَرَ۔ بڑا — مِنْ ذٰلِکَ۔ اس سے — فَقَالُوْا۔ تو کہا
اَرِ۔ دکھا — نَا۔ ہم کو — اللّٰہَ۔ اللہ — جَھْرَۃً۔ علانیہ
فَاَخَذَتْ۔ تو پکڑ لیا — ھُمُ۔ ان کو — الصّٰعِقَۃُ۔ بجلی نے — بِظُلْمِھِمْ۔ انکے ظلم کے سبب
ثُمَّ۔ پھر — اتَّخَذُوا۔ پکڑا انہوں نے — الْعِجْلَ۔ بچھڑا — مِنْ بَعْدِ۔ بعد
مَا۔ اس کے کہ — جَاءَتْ۔ آئیں — ھُمُ۔ انکے پاس — الْبَیِّنٰتُ۔ روشن آیتیں
فَعَفَوْ۔ تو معاف کیا — نَا۔ ہم نے — عَنْ ذٰلِکَ۔ اس سے — وَ۔ اور
اٰتَیْنَا۔ دیا ہم نے — مُوْسٰی۔ موسیٰ کو — سُلْطٰنًا۔ غلبہ — مُّبِیْنًا۔ روشن
وَ۔ اور — رَفَعْنَا۔ اٹھایا ہم نے — فَوْقَھُمُ۔ ان پر — الطُّوْرَ۔ طور کو
بِمِیْثَاقِھِمْ۔ ان سے عہد لینے کو — وَ۔ اور — قُلْنَا۔ کہا ہم نے
لَھُمُ۔ انہیں — ادْخُلُوا۔ داخل ہو — الْبَابَ۔ دروازے سے — سُجَّدًا۔ سجدہ کرتے
وَ۔ اور — قُلْنَا۔ کہا ہم نے — لَھُمْ۔ انہیں — لَا۔ نہ
تَعْدُوْا۔ حد سے بڑھو — فِی السَّبْتِ۔ ہفتہ کے دن میں — وَ۔ اور
اَخَذْنَا۔ لیا ہم نے — مِنْھُمْ۔ ان سے — مِّیْثَاقًا۔ عہد — غَلِیْظًا۔ پکا
فَبِمَا۔ تو بسبب — نَقْضِھِمْ۔ توڑنے انکے کے — مِّیْثَاقَھُمْ۔ اپنے وعدے کو
وَ۔ اور — کُفْرِ۔ انکار کرنا — ھِمْ۔ ان کا — بِاٰیٰتِ اللّٰہِ۔ اللہ کی
آیتوں سے — وَ۔ اور — قَتْلِھِمُ۔ قتل کرنا ان کا — الْاَنْبِیَآءَ۔ نبیوں کو
بِغَیْرِ۔ بغیر — حَقٍّ۔ حق کے — وَ۔ اور — قَوْلِھِمْ۔ ان کا کہنا
قُلُوْبُنَا۔ ہمارے دل — غُلْفٌ۔ غلافوں میں ہیں — بَلْ۔ بلکہ — طَبَعَ۔ مہر لگائی
اللّٰہُ۔ اللہ نے — عَلَیْھَا۔ اس پر — بِکُفْرِ۔ بسبب کفر — ھِمْ۔ انکے کے
فَلَا۔ تو نہ — یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لائینگے — اِلَّا۔ مگر — قَلِیْلًا۔ تھوڑے
وَ۔ اور — بِکُفْرِ۔ بسبب کفر — ھِمْ۔ ان کے کے — وَ۔ اور
قَوْلِھِمْ۔ انکے کہنے کے کہ — اِنَّا۔ ہم نے — قَتَلْنَا۔ قتل کردیا — الْمَسِیْحَ۔ مسیح
عِیْسَی۔ عیسیٰ — ابْنَ۔ بن — مَرْیَمَ۔ مریم کو — رَسُوْلَ۔ جو رسول ہے
اللّٰہِ۔ اللہ کا — وَ۔ اور — مَا۔ نہ — قَتَلُوْہُ۔ قتل کیا اسکو
وَ۔ اور — مَا۔ نہ — صَلَبُوْہُ۔ سولی چڑھایا اسکو — وَ۔ اور

لکن۔لیکن	شبہ۔شبیہ بنایا گیا	لہم۔ان کے لیے	و۔اور
ان۔بیشک	الذین۔وہ جنہوں نے	اختلفوا۔اختلاف کیا	فیہ۔اس میں
لفی۔یقینا	شك۔شک میں ہیں	منہ۔اس سے	ما۔نہیں
لھم۔ان کو	بہ۔اس کا	من۔کوئی	علم۔علم
الا۔مگر	اتباع۔پیروی کرتے ہیں	الظن۔ظن کی	و۔اور
ما۔نہیں	قتلوہ۔قتل کیا انہوں نے اسکو	یقینا۔یقیناً	بل۔بلکہ
رفعہ۔اٹھا لیا اسکو	اللہ۔اللہ نے	الیہ۔اپنی طرف	و۔اور
کان۔ہے	اللہ۔اللہ	عزیزا۔غالب	حکیما۔حکمت والا
و۔اور	ان۔نہیں	من۔کوئی	اھل الکتاب۔کتاب والا
الا۔مگر	لیؤمنن۔ایمان لائیگا	بہ۔اس پر	قبل۔پہلے
موتہ۔ان کی موت کے	و۔اور	یوم۔دن	القیمۃ۔قیامت کے
یکون۔ہوگا	علیہم۔ان پر	شہیدا۔گواہ	فبظلم۔تو بسبب ظلم کے
من الذین۔ان سے	ھادوا۔جو یہود ہیں	حرمنا۔حرام کیں ہم نے	علیہم۔ان پر
طیبت۔پاکیزہ چیزیں	احلت۔جو حلال تھیں	لہم۔ان کے لیے	و۔اور
بصدھم بہ۔سبب ان کے روکنے کے		عن سبیل اللہ۔اللہ کی راہ سے	
کثیرا۔بہت لوگوں کو	و۔اور	اخذ۔لینے	ھم۔ان کے
الربوا۔سود	و۔اور	قد۔بیشک	نھوا۔روکے گئے
عنہ۔اس سے	و۔اور	اکلھم۔کھانا انکا	اموال۔مال
الناس۔لوگوں کے	بالباطل۔ناحق	و۔اور	اعتدنا۔تیار کیا ہم نے
للکفرین۔کافروں کے لیے	منہم۔ان سے	عذابا۔عذاب	الیما۔دردناک
لکن۔لیکن	الراسخون۔مضبوط	فی العلم۔علم والے	منہم۔ان سے
و۔اور	المؤمنون۔مومن	یومنون۔ایمان لاتے ہیں	بما۔اس پر جو
انزل۔اتارا گیا	الیك۔تیری طرف	و۔اور	ما۔جو
انزل۔اتارا گیا	من قبلك۔تجھ سے پہلے	و۔اور	المقیمین۔قائم کرنے والے
الصلوۃ۔نماز	و۔اور	المؤتون۔دینے والے	الزکوۃ۔زکوۃ

و۔ اور | المؤمنون۔ ایمان لانے والے | باللہ۔ اللہ پر | و۔ اور
اليوم۔ دن | الآخر۔ پچھلے پر | اولئک۔ یہ لوگ | سنوتیہم۔ جلدی دینگے ہم انکو
اجرا۔ اجر | عظیما۔ بڑا۔

مختصر تفسیر بیسواں رکوع۔ پ ۶۔ سورہ نساء

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ آپ سے سوال کرتے ہیں اہل کتاب (اے محبوب) یہ کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب آتار دو۔ تو یقیناً وہ سوال کر چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑا۔ تو بولے ہمیں اللہ کو علانیہ دکھادو۔ توان کو کڑک نے پکڑلیا ان کے ظلموں پر۔ پھر بچھڑا پکڑ بیٹھے بعد اس کے کہ آچکیں ان کے پاس روشن آئتیں تو ہم نے معاف کردیا یہ قصور اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ عطا فرمایا۔

شان نزول: یہود کا بڑا سردار کعب بن اشرف اور فنحاص بن عازورا بارگاہ رسالت پناہ میں آکر بولے کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے کتاب نازل کردو جیسے حضرت موسیٰ توراۃ لائے تھے۔ یہ سوال ان کا ہدایت قبول کرنے اور اتباع شریعت کے واسطے نہ تھا۔ بلکہ سرکشی اور بغاوت سے ایسی باتیں کر رہے تھے تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے جواب ملا کہ یہ سوال یہ ہی نہیں کر رہے بلکہ ان کے باپ دادا بھی ایسے ہی سوال کیا کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑے سوال ہو چکے ہیں۔

یہ حقیقت حال ہے کہ اگر سوال طلب رشد کے لیے ہوتا تو پورا کردیا جاتا مگر وہ تو کسی صورت میں ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام سے علانیہ اللہ تعالےٰ کو دیکھنے کا بھی مطالبہ کیا گیا جس پر صاعقہ محرقہ سے جلا دیے گئے اور پھر زندہ کیے گئے مگر وہ کافر کے کافر ہی رہے پھر بچھڑا پوجنے پر اتر آئے پھر توبہ کے بعد انہیں معافی دی گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت پر واضح الدلالت تھے اور باوجودیکہ ہم نے توریت یکبارگی ہی نازل کی تھی تو بھی بدلے بہانے بسیار۔ بجائے اطاعت کرنے کے انہوں نے خدا کے

دیکھنے کا سوال کر دیا۔ آخرش اللہ تعالٰی نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا (روح المعانی)

قطع نظر اس کے یہ سوال بھی معقول نہ تھا اس لیے کہ جسے دیکھنا چاہتے تھے وہ یدرک الابصار ہے نہ کہ ابصار اس کا احاطہ کر سکتی ہیں قرآن کریم میں فرمایا گیا لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار دوسرے وہ ذات والاصفات وہ ہے جس نے اپنے تقرب کو نحن اقرب الیہ من حبل الورید کہہ کر ظاہر فرمایا تو جو اقرب من حبل الورید ہے اس کا نظر آنا اقرب من حبل الورید کے دعوی کو رد کرنا ہے پھر مشاہدہ ہے کہ ہماری نظر تو قریب کے دیکھنے سے بھی قاصر ہے تو اقرب کا مشاہدہ کیونکر کر سکتی ہے۔ روح انسان، انسان کے اندر ہے مگر باصرۂ انسان اس کے مشاہدہ پر قادر نہیں۔ آنکھ ناک۔ کان۔ سر یہ انسان کے جسم میں قریب ہیں۔ لیکن باصرہ اس کے دیکھنے سے قاصر ہے۔ سرمہ جب تک بعید من الانسان رہتا ہے باصرہ اسے دیکھتا ہے۔ مگر جب وہ سرمہ چشم انسان میں جا جاتا ہے اور اقرب ہو جاتا ہے تو نظر سے نظر نہیں آتا البتہ جب آنکھ کا سرمہ کوئی دیکھنا چاہے تو شیشہ لاتا ہے اس میں اس کا پرتو دیکھ لیتا ہے اسی طرح جو ذات باری کو دیکھنا چاہے وہ آئینہ جمال حق ذات مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کو دیکھے تو من رانی فقد رای الحق کے نشان پاکر جلوۂ حق دیکھ لے گا۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ۔ تو کڑک نے ان کو پکڑ لیا یعنی آسمان سے آگ آئی اور ان کو ہلاک کر گئی۔

غرضیکہ ضدی ہٹیلے۔ ہٹ دھرم۔ گمراہ۔ بے دین۔ جاہل۔ باغی ایسے سوالات غیر معقول کرتے اور کفر و طغیان میں پڑتے ہیں۔ ان کا مقصد قبول حق ہرگز نہیں ہوتا آگے ارشاد ہے۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ اور ہم نے موسٰی کو روشن غلبہ دیا۔ وہ غلبہ یہی تھا کہ جب بنی اسرائیل کی توبہ کے لیے انہیں خود ان کے قتل کا حکم دیا تو وہ انکار نہ کر سکے اور پیروی کرنی پڑی۔ (روح المعانی)

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا۔ اور ہم نے ان کے اوپر طور کو لٹکا دیا ان سے عہد لینے کو اور ان سے کہا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور ان سے کہا کہ ہفتہ میں حد سے نہ بڑھو اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا۔

طور وہ ہی پہاڑ ہے جو وادی مقدس طوی میں واقع ہے جس پر موسٰی علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔

اس واقعہ کی تفصیل سورہ بقر میں گذر چکی ہے ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار ان کے لیے حرام کیا گیا تھا اس پر ان سے عہد لیا گیا تھا انہوں نے یہ عہد توڑ دیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ تو ان کی بدعہدی کے سبب اور ہماری آیتوں سے کفر کے باعث اور انبیاء کو ناحق شہید کرنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگا دی تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے ۔

آیت کا مفہوم واضح ہے محتاج تفسیر مزید نہیں ۔ لفظ ہی بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جو معاہدہ کیا اسے توڑا احکام الٰہی کی مخالفت کی نصیحت قبول کرنے کی بجائے گستاخانہ بکواس کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے ۔ آپ کی نصیحتیں ہمارے دل تک نہیں پہنچ سکتیں ۔ اللہ تعالے نے فرمایا غلاف نہیں ۔ بلکہ ہم نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر لگا دی ہے یہ کبھی ایمان نہ لائیں گے ۔ مگر تھوڑے ایمان لائیں گے ۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۔ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔

اور بسبب کفر کرنے ان کے اور کہنا ان کا مریم پر بہتان عظیم اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسٰی بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا اور حال یہ ہے کہ انہوں نے نہ قتل کیا نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا گیا اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں خود اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں ۔ انہیں اس کا کوئی علم نہیں مگر یہی کہ ظن و وہم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے ۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ ان کا کفر متعدد صورتوں میں تھا ایک تو یہ کہ انہوں نے آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر ناگفتنی الزام و بہتان لگائے ۔ اس کا رد اللہ تعالے نے اس طرح فرمایا وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۔ اور ان کا قول اور حضرت مریم پر بہتان عظیم لگایا ان کے کفر کی وجہ سے تھا ۔ دوسرے یہود نے دعوی کیا کہ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا اور نصاریٰ نے اس کی تصدیق کی تھی اللہ تعالے نے دونوں کی تکذیب فرما دی اور بتا دیا کہ جیسا انہوں نے قتل کیا ۔ اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسٰی ہیں ۔ باوجودیکہ یہ ان کا خیال خام تھا ۔ چنانچہ وہ خود یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ مقتول عیسٰی ہیں یا کوئی اور ہے ۔ ان کے بعض تو یہی رٹ لگاتے رہے کہ مقتول عیسٰی ہی

ہیں۔ بعض کہتے تھے کہ چہرہ تو حضرت کا ہے مگر جسم عیسیٰ کا نہیں لہٰذا یہ عیسیٰ نہیں اور تردد میں پڑے ہوئے چنانچہ اٹکلیں دوڑاتے رہے اور اپنا دعویٰ صحیح نہ کر سکے اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ پر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ صحیح و سالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بسوئے آسمان اٹھا لیے گئے۔ سورہ آل عمران میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

اور یہاں وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فرما کر قطعی فیصلہ فرما دیا کہ یہود و نصاریٰ کا یہ گمان محض گمان ہی ہے۔ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ مع دلائل واضح کرنا ضروری ہے

موجودہ ماحول اور فتنۂ مرزائیت کے زور کی بنا پر اس مقام پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صلب و قتل و رفع الی السماء وفات۔ توفی اور متوفی اور توفیتنی اور الا لیؤمنن بہ قبل موتہ پر سیر حاصل روشنی ڈال دی جائے تاکہ مجھ جیسے بے بضاعت قلیل العلم افراد کے لیے وہ دلائل مشعل راہ ہو سکیں اور کسی باہزن دشمن اسلام کے دام تزویر میں نہ آ سکیں۔

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِى التَّحْقِيْقِ وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

اول واقعہ رفع الی السماء عیسیٰ علیہ السلام کی بابت جو مبادیات صاحب روح المعانی فرماتے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اِنَّ رَهْطًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَبُّوْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاُمَّهٗ فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَمُسِخُوْا قِرَدَةً وَّخَنَازِيْرَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ يَهُوْدَا رَأْسَ الْيَهُوْدِ فَخَافَ فَجَمَعَ الْيَهُوْدَ فَاتَّفَقُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ فَسَارُوْا اِلَيْهِ لِيَقْتُلُوْهُ فَاَدْخَلَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْتًا فَرَفَعَهٗ مِنْهُ اِلَى السَّمَاءِ وَلَمْ يَشْعُرُوْا بِذٰلِكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ طِيْطَانُوْسُ لِيَقْتُلَهٗ فَلَمْ يَجِدْهُ وَاَبْطَاَ عَلَيْهِمْ وَاَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ شِبْهَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا خَرَجَ قَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ۔

ایک جماعت یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو گالیاں دے رہے تھے آپ نے ان پر بددعا کی وہ سور اور بندروں کی صورت میں مسخ ہو گئے یہ خبر یہودا کو پہنچی جو سردار یہود تھا اس نے خوف زدہ ہو کر یہود کو جمع کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر سب کو متفق کر لیا اور اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ آپ کو شہید کر دیں تو جس مکان میں آپ تھے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو آسمان کی طرف اٹھا لے گئے اور جو لوگ مکان پر جمع تھے انہیں اس کا کچھ شعور ہی نہ ہوا۔ پھر طیطانوس نامی ایک یہودی اس مکان میں داخل ہوا تاکہ آپ کو شہید کرے تو اس نے وہاں آپ کو نہ پایا وہ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرا اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس پر

شبیہ عیسیٰ ڈال دی جب وہ باہر آیا لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا اور سمجھتے رہے کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ نہ وہ قتل ہوئے نہ وہ صلیب دیئے گئے لیکن ان کے لیے شبیہ عیسیٰ بنا دیا۔ (روح المعانی)

وہب بن منبہ ایک طویل حدیث ابن منذر سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ستائیس حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں تشریف لائے۔ یہودیوں نے اس مکان کو گھیر لیا۔ جب وہ اس مکان میں داخل ہوئے جتنے حواری تھے سب کو اللہ تعالےٰ نے شبیہ عیسیٰ میں بدل دیا تو وہ ایک دوسرے کو عیسیٰ سمجھ کر کہنے لگے۔ تم نے ہم پر جادو کر دیا۔ تاکہ اصل عیسیٰ نکل جائیں اور ہم سب کو قتل کر ڈالیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا مَنْ یَّشْتَرِیْ نَفْسَہٗ مِنْکُمُ الْیَوْمَ بِالْجَنَّۃِ تم میں کون جنت کے بدلے اپنی جان بیچتا ہے ایک حواری بولا حضور میں حاضر ہوں اور وہ یہودیوں میں نکلا اور کہنے لگا اَنَا عِیْسٰی میں عیسیٰ ہوں فَقَتَلُوْہُ وَصَلَبُوْہُ وَرَفَعَ عِیْسٰی دَفَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اور ابو علی جبائی کہتے ہیں اِنَّ رُؤَسَاءَ الْیَہُوْدِ اَخَذُوْا اِنْسَانًا فَقَتَلُوْہُ وَصَلَبُوْہُ یہودیوں نے ایک آدمی پکڑا اور اس کو قتل کر کے اونچی جگہ صلیب پر چڑھا دیا تاکہ کوئی اس کے قریب نہ جاسکے چند روز میں اسکی لاش کا حلیہ تبدیل ہو گیا تو اعلان کر دیا۔ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر کے صلیب دیدیا۔ روایات مذکورہ میں ابن عباس جو حضور کے چچازاد بھائی ہیں۔ وہب بن منبہ۔ ابن منذر راوی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق اکمال فی اسماء الرجال" میں لکھا ہے۔ وہ عبداللہ بن عباس حضور کے چچازاد بھائی ہیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ لبابہ بنت حارث حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں یعنی حضور کی سالی ہجرت سے قبل ۳ھ میں ولادت ہوئی، اور جب حضور کی وفات ہوئی تو آپ تیرہ سال یا پندرہ سال کے تھے۔ آپ امت میں بہترین فرد ہیں اور اعلیٰ صحابہ کرام سے ہیں۔ حضور نے ان کے لیے حکمت، فقہ اور تاویل کی قابلیت کے لیے دعا فرمائی۔ آپ نے حضرت روح الامین کو دو بار دیکھا ہے۔

وہب بن منبہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ وہب بن منبہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ صنعانی ہے ابناء فارس سے ہیں آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور حضرت ابن عباس سے بھی روایت کی آپ کا وصال ۱۱۴ھ میں ہوا۔

ابن المنذر کے والد منذر بن ابی اسید ساعدی ہیں انہیں جب کہ ان کی ولادت ہوئی تو بارگاہ رسالت

میں حاضر کیا گیا۔ حضور نے حضرت منذر کو اپنی گود میں بٹھا کر منذر اسید نام رکھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہر سہ روایات اسرائیلیات سے نہیں ہیں بلکہ ان کے راوی صحابی یا تابعین ہیں۔
ایک روایت بلا سند یہ بھی علامہ آلوسی نے نقل کی کہ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْحَوَارِیِّیْنَ یُنَافِقُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَمَّا اَرَادُوْا بِقَتْلِہٖ قَالَ اَنَا اَدُلُّکُمْ عَلَیْہِ وَاَخَذَ عَلٰی ذٰلِکَ ثَلٰثِیْنَ دِرْھَمًا فَدَخَلَ بَیْتَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرُفِعَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاُلْقِیَ شِبْھُہٗ عَلَی الْمُنَافِقِ فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَتَلُوْہُ وَھُمْ یَظُنُّوْنَ اَنَّہٗ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ ایک آدمی حواریین میں منافق تھا تو جب یہودیوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو وہ بولا میں پتہ دیتا ہوں اور اس کے معاوضہ میں تیس درہم لیے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا تو آپ کو اللہ نے اٹھا لیا اور اس منافق پر شبہ عیسٰی ڈال دی جب وہ بھی گھر میں گھسے تو گھر میں اسی کو پایا اور قتل کر دیا اور ان کا گمان یہی رہا کہ مقتول عیسٰی علیہ السلام ہی ہیں۔

اس کے بعد کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ اور وہ اس اختلاف میں پڑ گئے کہ ہم نے عیسٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ یا ان کے شبہ میں کسی اور کو۔ بعض کہنے لگے اگر وہ جھوٹے نبی تھے تو ہم نے بطریق حق انہیں قتل کیا اور اس معاملہ میں یہودی متردد ہو گئے اور کہنے لگے اِنْ کَانَ ھٰذَا عِیْسٰی فَاَیْنَ صَاحِبُنَا وَاِنْ کَانَ صَاحِبُنَا فَاَیْنَ عِیْسٰی۔ بعض نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ اَلْوَجْہُ وَجْہُ عِیْسٰی وَالْبَدَنُ بَدَنُ صَاحِبِنَا چہرہ تو عیسٰی علیہ السلام اور بدن ہمارے مخبر کا ہے۔ بہر حال یہ تمام تفصیل تواریخ وسیر کی ہے اب قرآن کریم کا فیصلہ ناطق یہی ہے کہ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا۔ اور وہ عیسٰی علیہ السلام کو قتل نہ کر سکے یہ یقینی بات ہے تو پھر کیا ہوا اور وہ کہاں چلے گئے قرآن کریم فرماتا ہے بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ان کا رفع فرما لیا۔

مبحث الرفع

مفردات راغب اصفہانی۔ رفع۔ اَلرَّفْعُ یُقَالُ تَارَۃً فِی الْاَجْسَامِ الْمَوْضُوْعَۃِ اِذَا اَعْلَیْتَہَا عَنْ مَقَرِّھَا۔ رفع عموماً اجسام موضوعہ پر بولا جاتا ہے جبکہ اسے اس کے مقر سے اونچا کیا جائے جیسے قرآن کریم میں ہے وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ۔ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَہَا۔

اور کبھی بنا کے لیے بولتے ہیں جبکہ اسے بڑھایا جائے۔
وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰہِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ
اور کبھی ذکر میں بولا جاتا ہے جبکہ کسی کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہو جیسے

ورفعنا لك ذکرک۔

اور کبھی عزت و منزلت میں بولا جاتا ہے

ورفعنا بعضہم فوق بعض درجات جبکہ شرف و وقار و مرتبہ بیان کرنا مقصود ہو جیسے

نرفع درجات من نشاء

رفیع الدرجات ذوالعرش

بل رفعہ اللہ الیہ لیکن اس مثال پر صاحب مفردات فرماتے ہیں ویحتمل رفعہ الی السماء

یہ آیہ کریمہ محتمل ہے رفع الی السماء پر۔

اور رفع من حیث التشریف کے معنی بھی دیتا ہے۔ وقال تعالی

خافضۃ رافعۃ۔

والی السماء کیف رفعت اس پر فرماتے ہیں فاشارۃ الی معنیین الی اعلاء مکانیۃ والی ما خص

بہ من الفضیلۃ وشرف المنزلۃ۔ اس میں اشارہ ہے دو معنی کی طرف بلند مکانی کے لیے اور اس طرف جو مخصوص کیا جائے فضیلت و شرف منزلت کے لیے۔

وفرش مرفوعۃ۔

صراح میں رفع کے معنی لکھے ہیں۔ رفع برداشتن و ھو خلاف الوضع یعنی رفع کے معنی اوپر کی طرف اٹھانے کے ہیں برخلاف وضع کے کہ اس کے معنی "نیچے رکھنا" ہیں

مصباح المنیر میں ہے رفعتہ رفعا خلاف خفضتہ۔

مگر کہا جائے کہ جب رفع کا صلہ الی آتا ہے تو یہ اعزاز و اکرام کی طرف کنایہ مانا جاتا ہے جیسے رفعتہ الی السلطان تو غور طلب یہ امر ہے کہ اس محاورے سے تمسک کرنے والا عزت کی موت مراد نہیں لے سکتا۔ اس لیے بل رفعہ اللہ الیہ میں عزت کی موت کا واہمہ بھی نہیں دوسرے رفعتہ الی السلطان میں خود رفع ضمیر موجود ہے۔ صراح کی پوری عبارت اس تحقیق پر شاہد ہے۔ او نزدیک گردانیدن کسے را بجسے صلتہ بالی ومن ذلک قولہم رفعتہ الی السلطان۔ عبارت کا مفہوم واضح کر رہا ہے کہ یہاں رفعت منزلت قطعاً مراد نہیں بلکہ رفع جسم من مکان الی مکان مراد ہے اس لیے کہ سلطان کے حضور جانا مع الجسم ہی جائے گا اور یہ جانا مع الجسم ہی ہوگا اور یہ جانا محض اس وقت عزت ہی کے لیے نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ہے منظور نظر شاہ ہے تو رفع لے السلطان میں اس کی عزت ہے اور اگر وہ بصورت مجرم دربار شاہی میں اٹھا کر لے جایا گیا تو لازمی طور پر مورد سخط و عذاب ہوگا۔

فتح الباری شرح بخاری میں جزء ۹ کے اندر ص۱۳۱ پر محاورہ دَفَعَہٗ اِلَی الْحَاکِمِ کی بحث میں لکھا ہے اِحْضَارُہٗ لِلشَّکْوٰی یعنی شکایت کے لیے حاکم کے حضور لے گئے۔

مصباح المنیر میں رفع کے ماتحت لکھا ہے دَفَعْتُ الْمَزْرُعَ اِلَی الْبَیْدَرِ۔ اس کے معنی صاحب صراح یوں کرتے ہیں" برداشتم غلہ دروده و بخرمن گاه آوردم" یعنی کھیت میں سے غلہ کٹا ہوا لایا اور خرمن گاہ میں پہنچا دیا۔

قاموس میں ہے دَفَعُوا الزَّرْعَ حَمَلُوْہُ بَعْدَ الْحَصَادِ اِلَی الْبَیْدَرِ۔ رَفَعُوا الزَّرْعَ کے یہ معنی ہیں کہ کسان کھیت کاٹ کر اٹھا لایا اور خرمن گاہ میں ڈالا۔

اساس البلاغۃ میں بھی یہی مضمون درج ہے۔

صحیح بخاری میں ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص کو وکیل بنایا وکیل نے کچھ چھوڑ دیا۔ وکالت ابی ہریرۃ بحفظ زکوٰۃ رمضان میں یہ لفظ آتے ہیں لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اور فتح الباری شرح بخاری باب الوکالۃ جزو ۹ ص۳۴۱ میں ہے لَاَرْفَعَنَّكَ اس کی شرح میں لکھتے ہیں لَاَرْفَعَنَّ بِكَ اِلَی الرَّسُوْلِ یُقَالُ رَفَعَہٗ اِلَی الْحَاکِمِ اِذَا اَحْضَرَہٗ لِلشَّکْوٰی یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان لعین کو جو سارق غلہ صدقات تھا فرمایا۔ آج تو میں تجھے ضرور حضور سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تیری شکایت کے لیے بھیجوں گا۔

اسی طرح محاورہ بھی ہے رَفَعَہٗ اِلَی الْحَاکِمِ جس کے معنی عام طور پر یہی لیے گئے ہیں کہ وہ اسے حاکم کے روبرو اس کی بدعملی کی شکایت کے لیے لے گیا۔

صحیح بخاری باب فضل الکہف و نزول السکینہ میں اور مشکوٰۃ المصابیح کے ص۱۸۴ پر حدیث قراءۃ اسید بن حضیر سورۃ الکہف میں ہے رَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ یعنی اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ایک جگہ ہے فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَاءِ تو میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا" وارد ہے اس حدیث میں دو دفعہ رفع کے ساتھ صلہ الیٰ آیا ہے اور یہاں رفع ضمیر ہی مراد ہے نہ کہ رفع منزلت۔

بخاری مسلم مشکوٰۃ کے کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت میں ہے جو ہمارے دعویٰ کی کافی وضاحت کرتا ہے۔ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے جب وفات پا گئے تو انہیں بارگاہ رسالت میں لایا گیا۔ اس کے متعلق حدیث میں یہ لفظ استعمال ہوتے ہیں فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ۔

وہ بچہ جس میں روح نہیں تھی خدمت والا میں لایا گیا۔ یہاں رفع رفع جسم کے لیے ہی استعمال ہوا ہے

نہ کہ عزت کی موت یا کوئی اور معنی سورۃ فاطر میں ارشاد الٰہی ہے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ (فاطر پ۲۲) کلمہ طیب خدا کی طرف ہی چڑھتا ہے اور نیک عمل کو خدا بلند فرماتا ہے۔
تفسیر فتح البیان میں اس آیت کے ماتحت یہ تفسیر ہے۔

الیہ تعالیٰ لا الی غیرہ یصعد الکلم الطیب الصعود وھو الحرکۃ الی فوق وھو العروج ایضا وموضع الثواب فوق وموضع العذاب اسفل ومعنی صعودہ الیہ قبولہ لہ اوھو والکتبۃ من الملئکۃ بما یکتبون من الصحف کلمہ طیبہ صرف خدا ہی کی طرف چڑھتا ہے اور صعود اس حرکت کو کہتے ہیں جو اوپر کی جانب ہو اسی کو عروج بھی کہتے ہیں اور مقام ثواب اوپر کو ہے اور عذاب کی جگہ نیچے کو اور خداتعالیٰ کی طرف کلمہ کے صعود کے دو معنی ہیں پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرلے یا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کراماً کاتبین جو فرشتہ ہیں وہ اس کے عمل کو صحیفوں کی شکل میں لے کر آسمان کو چڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے چنانچہ یصعد بھن الی السماء وغیرہ حدیثوں میں آیا ہے۔

اس جگہ عروج جو صعود کے مترادف ہے اس کا صلہ الیٰ ہی آیا ہے اور یہاں عروج سے مراد عروج حقیقی ہے نہ کہ کنائی نہ مجازی۔

صحیح مسلم میں ہے یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار رات کا عمل خدا کی طرف مرفوع ہوجاتا ہے پیشتر اس کے کہ دن کا عمل صادر ہو اس میں بھی رفع کا صلہ الیٰ آیا ہے یہ حدیث من وجہ تفسیر ہے آیہ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ کی۔

شیخ محقق علامہ مدقق عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار برداشتہ میشود و بالا بردہ میشود بسوئے درگاہ وے عملہائے بندگان کہ در شب میکنند پیش از عمل ہائے کہ در روز میکنند و عمل النہار قبل عمل اللیل و برداشتہ می شود عمل روز پیش از عمل شب یعنی ہنوز روز نہ شدہ و عملے دراں واقع نہ شدہ کہ عمل شب بالا می برند و شب نہ رسیدہ کہ عمل روز بر بند دریں مبالغہ است در مسارعت ملائکہ موکل باعمال عباد و امتثال امر و سرعت عروج ایشاں بمعالی عرض و مصاعد سماوات ایشاں بر رفع اعمال در ادنیٰ ساعت چہ فرق میان روز و شب۔

مجمع البحار میں زیر لفظ رفع لکھا ہے

ص۲۳
فرفعہ الی یدہ ای رفعہ الی غایۃ طول یدہ لیراہ الناس فینظرون جلد ثانی

یعنی حضور علیہ السلام نے پیالہ اپنے دست مبارک کے طول برابر اوپر اٹھایا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں اور روزے افطار کر لیں اس حدیث میں بھی رفع کا صلہ الیٰ آیا ہے اس سے بھی رفع (یعنی برتن) کا مدخول الیٰ کی طرف اٹھانا ہے جو رفع جسمانی کی دلیل ہے۔

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ لغت میں

رفع کے حقیقی معنی اور وضعی معنی اوپر کو اٹھانا ہیں۔ برخلاف وضع اور خفض کے کہ انکے معنی نیچے رکھنا ہیں تو جہاں رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں اس سے مراد نیچے سے اوپر کو حرکت دینا ہوگا اور اگر اس کا متعلق و معمول کوئی معنی ہوگا تو باقتضائے مقام اس کا محمل ہوگا۔

جیسے محاورہ رفعتہ الی الحاکم میں اگر ضمیر منصوب سے مراد کوئی جسم ہو تو اس سے مقصود رفع جسم ہوگا۔ اور اگر امر معاملہ ہو تو صرف اس امر کا پیش کرنا مراد ہوگا چنانچہ مصباح المنیر میں ہے۔

فالرفع فی الاجسام حقیقۃ فی الحرکۃ والانتقال وفی المعانی ما یقتضیہ المقام۔ لفظ رفع جب معمول کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لیے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع و مقام ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔

مصباح کی اس تصریح سے واضح ہے کہ رفع کے حقیقی و وضعی معنی نیچے سے اوپر کو حرکت اور انتقال کے ہوتے ہیں۔

بنا بریں و رافعک الی اور بل رفعہ اللہ الیہ کا مفہوم منطوق واضح ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ مرفوع الی السماء ہوئے کیونکہ رافعک الی میں ضمیر مخاطب راجع بطرف منادی ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہاں بل رفعہ اللہ الیہ میں ضمیر راجع بعیسیٰ ہے پھر یہ امر بھی متحضر رہے کہ معنی حقیقی اور معنی کنائی دونوں باہم جمع ہونے جائز ہیں برخلاف مجاز کے کہ وہ حقیقت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا اور مجاز و کنایہ میں یہی فرق مابہ الامتیاز ہے۔ مطول میں بصراحت موجود ہے۔ حیث قال

الکنایۃ لفظ ارید بہ لازم معناہ مع جواز ارادتہ معہ ای ارادۃ ذلک المعنی مع لازمہ کلفظ طویل النجاد والمراد بہ لازم معناہ اعنی طول القامۃ مع جواز ان یراد حقیقۃ طول النجاد ایضا فظھر انہا تخالف المجاز من جہۃ ارادۃ المعنی الحقیقی بلفظ مع ارادۃ لازمہ کالارادۃ طول النجاد مع ارادۃ طول القامۃ بخلاف المجاز فانہ لا یجوز فیہ ان یراد المعنی الحقیقی۔

کنایہ ایک ایسا لفظ ہے جس سے اس کے لازمی معنی کا ارادہ کیا جاوے اور اس لازمی معنی کے ساتھ

اس لفظ کے اصلی معنی کا ارادہ بھی جائز ہو مثلاً لفظ طویل النجاد کہ اس کے لازمی معنی قد کی درازی مراد ہیں اور ساتھ ہی اس کے حقیقی معنی شریف النسب مراد لیے جائیں تو جائز ہیں تو ظاہر ہو گیا کہ کنایہ اور مجاز میں یہی فرق ہے کہ کنایہ میں حقیقی ولازمی معنی جمع ہو سکتے ہیں برخلاف مجاز کے کہ اس کے ساتھ حقیقی معنی جمع نہیں ہو سکتے۔

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بل رفعہ اللہ الیہ ورافعک الیّ کے معنی حقیقی رفع جسم کے ہیں اور یہی معنی حق ہیں اور معنی کنائی رفع منزلت یہاں مراد نہیں ہیں لیکن اگر حقیقی معنی رفع جسم الی السماء کے ساتھ کنائی معنی رفع منزلت بھی مان لیے جائیں تو دونوں معنی میں تباین کلی لازم نہیں آتا۔ یہ دونوں معنی معاً مجتمع و متحقق ہو سکتے ہیں۔

اس لیے کہ رفع جسم الی السماء بہ نسبت عبد صالح مستلزم اعزاز واکرام بھی ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں ورفع ابویہ علی العرش سے واضح ہے۔ یعنی یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر چڑھایا۔ ظاہر ہے کہ بمعنی حقیقی والدین یوسف نیچے سے تخت کے اوپر آئے اور بہ معنی کنائی یہ تخت پر بیٹھنا اعزاز ہے۔

اسی طرح رفع مسیح الی السماء میں رفعت منزلت بھی بطریق اولیٰ ہے جو معنی کنائی سے نکلتا ہے اور وہ ہمیں مضر نہیں اور حقیقی معنی رفعت جسم الی السماء بھی ہے۔ البتہ اگر معنی حقیقی کے ساتھ معنی کنائی لینا ممنوع ہوتا تو ہمیں چھوڑ ا ایک معنی پر زور دلائل سے پیش کرنا ضروری تھا۔

اور مجازی کے متعلق ارباب اصول کی تصریحات موجود ہیں کہ اگر معنی حقیقی متعذر ہوں تو معنی مجازی لیے جائیں گے اور معنی حقیقی لیے جا سکتے ہوں تو مجازی معنی ممنوع ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رفع بعضہم درجت (سورہ بقرہ پ۳) نرفع درجت من نشاء (انعام و یوسف) اور ورفع بعضکم فوق بعض درجت (انعام پ۸ سورہ زخرف پ۲۵) میں درجات بالتصریح موجود ہے۔

اور آیہ کریمہ ورافعک الیّ اور رفعہ اللہ الیہ میں اور وہ رفع جسم الی السماء کے لیے نہ تو تعذر حقیقت لازم آتا ہے اور نہ کوئی قرینہ موجود ہے اس لیے اس جگہ صرف رفع منزلت مراد نہیں لے سکتے۔

یہی تصریح جملہ تفاسیر معتبرہ مثل تفسیر کبیر۔ معالم۔ جلالین۔ سواطع الالہام۔ فتح البیان۔ روح المعانی جامع البیان۔ ابن کثیر۔ مدارک۔ درمنثور۔ بیضاوی۔ خازن۔ کشاف۔ ابی السعود۔ عباسی میں بلا خلاف

بل رفعہ اللہ الیہ اور رافعک الی سے الی السماء مراد رکھا ہے

چنانچہ بعض تفاسیر کا اقتباس منقول ہے۔

تفسیر رحمانی:۔ رافعک الی ای الی السماء میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔

کشاف ومدارک:۔ ورافعک الی ای الی سمائی ومقر ملائکتی تجھے اپنے آسمان اور فرشتوں کی قرارگاہ میں اٹھانے والا ہوں۔

صاحب کشاف محمود جار اللہ زمخشری باوجود معتزلی ہونے کے رافعک الی میں معنی حقیقی رفع الی السماء ہی کی طرف گئے۔ اسی طرح قاضی بیضاوی۔ سراج منیر۔ ابی سعود نے ترجمہ کیا۔

محدث ابن جریر اپنی تفسیر میں ابن جریج رومی سے نقل کرتے ہیں۔ قولہ انی متوفیک ورافعک الی و مطھرک من الذین کفروا قال فرفعہ ایاہ الیہ توفیہ ایاہ وتطھیرہ من الذین کفروا جلد ۲ صفحہ ۱۴۸-۱۴۷ قول الٰہی انی متوفیک ورافعک الی میں اللہ تعالےٰ کا حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالینا ہی آپ کی توفی ہے اور یہی کفار سے تطہیر ہے۔

ایسا ہی تفسیر کبیر۔ معالم۔ جلالین۔ رحمانی۔ فتح البیان وغیرہ میں ہے۔

اور تفسیر کبیر اور خازن نے تو رفع الی السماء کو توفی سے تعبیر کرنے میں ایک خاص نکتہ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

ان التوفی اخذ الشئ وافیا ولما علم اللہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ ھو روحہ لاجسدہ ذکر ھذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دفع بتمامہ الی السماء بروحہ وبجسدہ۔ تفسیر کبیر جلد دوم۔

توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو تمام لے لینا اور چونکہ اللہ تعالےٰ کو علم تھا کہ بعض انسان ایسے بھی ہونگے جن کے دل میں یہ خطرہ گذرے گا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسٰی کی صرف روح کو اٹھایا تھا اس لیے اللہ تعالےٰ نے کلام ہی انی متوفیک کے ساتھ فرمایا تاکہ اس امر پر دلالت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمامہ مع الجسم والروح کے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

اب حسب موقع متوفیک پر بھی روشنی ڈالنی مناسب معلوم ہوتی ہے تاکہ کشف مغالطہ ہوجائے اور بحث تشنہ تشریح و تصریح نہ رہے وھو ھذا۔

مفردات راغب:۔ وفی۔ الوافی الذی بلغ التمام یقال درھم واف وکیل واف واوفیت الکیل والوزن قال تعالیٰ واوفوا الکیل اذا کلتم۔ متوفی کا مبداء اشتقاق وفی ہے اور وافی وہ ہے جو تمام کو پہنچ جائے محاورہ میں بولتے ہیں درہم وافی ہے۔ کیل وافی ہے۔ پورا کیا میں نے کیل یعنے

پیمانہ قرآن کریم میں ہے پورا کرو پیمانہ جب پیمانہ سے ناپو۔

وفی بعہدہ لایفی وفاء واوفی اذا تمم العہد ولم ینقض حفظتہ واشتقاق ضدہ وھو الغدر یدل علی ذلک وھو الترک والقرآن جاء باوفی قال تعالی اوفوا بعہدی اوف بعہدکم واوفوا بعہد اللہ اذا عاھدتم۔ بلی من اوفی بعہدہ واتقی۔ والموفون بعہدھم اذا عاھدوا۔ یوفون بالنذر۔ ومن اوفی بعہدہ من اللہ۔ وابراھیم الذی وفی توفیتہ انہ بذل المجہود فی جمیع ما طولب بہ مما اشار الیہ فی قولہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم من بذل مالہ بالانفاق فی طاعتہ وبذل ولدہ الذی ھو اعز من نفسہ للقربان والی ما نبہ علیہ بقولہ وفی اشار بقولہ تعالی واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمہن وتوفیتہ الشئ بذلہ وافیا واستیفاؤہ مفاعلہ وافیا قال تعالی ووفیت کل نفس ما کسبت وقال انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔ من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا۔ وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم فوفاہ حسابہ وقد عبر عن الموت والنوم بالتوفی قال تعالی اللہ یتوفی الانفس حین موتہا۔ وھو الذی یتوفاکم باللیل۔ قل یتوفاکم ملک الموت الذی۔ اللہ الذی خلقکم ثم یتوفاکم۔ الذین تتوفاھم الملئکۃ۔ توفتہ رسلنا۔ او نتوفینک۔ وتوفنا مع الابرار۔ وتوفنا مسلمین۔ توفنی مسلما۔ یاعیسی انی متوفیک ورافعک الی۔ وقد قیل توفی رفعۃ واختصاص لا توفی موت۔ قال ابن عباس توفی موت لانہ اماتہ ثم احیاہ۔

اس تصریح میں قول ابن عباس سے قبل جو قول ہے اس میں واضح کردیا ہے کہ یہ وفات اٹھانے کے معنی میں ہے نہ کہ موت کے معنی میں۔ قول ابن عباس کے متعلق جس میں اماتہ ثم احیاہ آیا ہے کی تفسیر میں یہ تصریح موجود ہے انی متوفیک اسم فاعل من التوفی بمعنی تمام گرفتن حق کذا فی الصراح وفی القاموس وغیرھا التوفی اخذ الشئ وافیا۔

وفی ابی البقاء متوفیک ورافعک الی کلاھما للمستقبل والتقدیر رافعک ومتوفیک لانہ رفع الی السماء ثم یتوفی وفی العباسی ثم متوفیک قابضک بعد النزول وفی معالم التنزیل قال الحسن والکلبی وابن جریج انی قابضک ورافعک من الدنیا الی من غیر موت وفی تفسیر الکبیر معنی قولہ انی متوفیک انی متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکھم حتی

یقتلوك بل انا رافعك الی سمائی ومقربك بملائکتی واصونك ان یتمکنوا من قتلك هذا تاویل حسن اھ۔

وایضا فیہ وقد ثبت الدلیل انہ حی وورد فی الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سینزل ویقتل الدجال ثم انہ تعالی یتوفاہ بعد ذلك اھ وفی ابن ماجہ حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتقوم الساعۃ حتی ینزل عیسی بن مریم حکما مقسطا واماما عادلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد۔

وفی ابی داؤد ثم ینزل عیسی بن مریم علیہما السلام عند المنارۃ البیضاء الشرقی دمشق ۔ ملخص الحدیث

وفی المشکوۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر رواہ ابن الجوزی۔

اور فقہ اکبر میں ہے فالحاصل ان نزول عیسی وحیاتہ ثابتۃ باحادیث الصحاح و غیرھا فمنکرھما من اھل البدعۃ ولا اعتبار فیہ قول البعض فعلینا اتباع جمہور المفسرین والعقائد الاسلامیۃ والاحادیث ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کا نزول اور ان کی زندگی صحاح وغیرہ کی احادیث سے ثابت ہیں اور ان دونوں کا منکر بدعتی ہے اور اس میں بعض کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ جمہور مفسرین اور عقائد اسلامیہ اور احادیث کا اتباع کریں۔

منقولات بالا سے واضح ہے کہ علامہ راغب اصفہانی نے ستائیس آیات قرآنیہ پیش کر کے توفی کا استعمال واضح کیا اور اس میں توفّی بمعنی بلندی بغیر موت بتایا۔ قول ابن عباس کی توجیہ کمالین میں آ گئی کہ وہ موت زمانہ استقبال کی ہے اس سے اول رفع الی السماء لازمی۔ خود حضرت عباس کی تفسیر نے روشن کر دیا کہ وہ قبض بعد نزول ہے۔ معالم نے صراحت کر دی کہ قابضك ورافعك من الدنیا الی من غیر موت ہی صحیح ہے۔ تفسیر کبیر نے بھی اسی کی تائید کی۔ پھر ابن ماجہ و ابو داؤد کی منقولہ احادیث

ہماری ہی تائید میں ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں تفصیل کے ساتھ حدیث آگئی جس سے ہمارے عقیدہ کی تائید بالوضاحت ہوگئی۔ فقہ اکبر میں عقیدہ اہل سنت کو واضح کر دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا منکر مبتدع فاسق ہے اس کے بعد اگرچہ مزید دلائل لانا بظاہر تحصیل حاصل معلوم ہوتا ہے لیکن مبحث لفظی اصول نحوی سے استعانت کے لیے ہم کچھ بحث اور کرنا چاہتے ہیں جو ما نحن فیہ کی تائید کے لیے حکم عدل ہوگی۔

حضرت ابن عباس کا قول منکرین حیات عیسیٰ متوفیک پر ممیتک دکھا کر عموماً بتاتے ہیں حالانکہ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہو چکی ہے بلکہ اس کے معنی میں خود استقبال ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں کسی زمانہ میں کسی وقت آپ پر موت طاری ہوگی۔ کیونکہ متوفی اسم فاعل ہے اور وہ اپنی وضع میں زمان مستقبل سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا اشتقاق بھی فعل مضارع سے ہے چنانچہ صراح میں ہے۔ اسم الفاعل وھو اسم مشتق من المضارع اور اس امر کا لحاظ قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے ولا تقولن لشئ انی فاعل ذلك غدا (کہف پ ۱۵) اس آیت میں فاعل سے جو اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ لفظ غداً منضم کیا جس کے معنی کل آئندہ کے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ممیتک کے واضح معنی آئندہ زمانہ میں مارنے کے ہیں اور قول ابن عباس میں جو پہلو ہے وہ آیت کے اجزاء میں تقدیم و تاخیر ظاہر کرتا ہے جیسے مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ توفی سے مراد اگر موت بھی لیا جائے تو توفی یا موت کا تحقق وقوع آسمان سے نازل ہونے کے بعد ہوگا اور انی متوفیک و رافعک الی جو واو عطف ہے وہ جمع کے لیے ہے ترتیب کے لیے نہیں ہے جیسے یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی۔ تو اگر واو عاطفہ کو ترتیبی تسلیم کیا جائے تو سجدہ اول اور رکوع بعد میں کرنا لازم مانا جائے گا۔ پھر اس کی تائید پر صاحب کافیہ فرماتے ہیں الواو للجمع لا للترتیب فیھا۔ واو جمع کے لیے ہوتا ہے اس میں ترتیب لازم نہیں

اس کی تائید امام فخر الدین رازی فرما رہے ہیں۔ تفسیر کبیر جلد دوم

قالوا ان قولہ ورافعك الی یقتضی انہ رفعہ حیا والواو لا یقتضی الترتیب فلم یبق الا ان یقول فیھا تقدیم و تاخیر والمعنی انی رافعك الی ومطھرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انزالی ایاك فی الدنیا ومثلہ من التقدیم والتاخیر

فی القرآن۔

قول الٰہی ورافعک الیّٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندہ اٹھالیا اور واؤ عاطفہ ترتیب نہیں چاہتا تو سوا اس کے کچھ نہ رہا کہ کہا جاوے اس میں تقدیم وتاخیر ہے اور معنی یہ ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھالینے والا ہوں اور کفار کے الزامات سے پاک وصاف رکھنے والا ہوں اور تجھے دنیا میں نازل کرنے کے بعد موت دینے والا ہوں اور اس تقدیم وتاخیر کی مثالیں قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں۔

اس میں سورہ آل عمران کے اندر جلد دوم میں مزید وضاحت کرتے ہیں۔

الرابع فی تاویل الایۃ ان الواو فی قولہ متوفیک ورافعک الی لایفید الترتیب فالایۃ تدل علی انہ تعالی یفعل بہ ھذہ الافعال۔ فاما کیف یفعل ومتی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل وقد ثبت الدلیل انہ حی وورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سینزل ویقتل الدجال ثم انہ یتوفاہ بعد ذالک۔

عبارت بالا کا خلاصہ بھی یہی بتارہا ہے کہ واؤ مفید ترتیب نہیں اور اس پر دلیل موجود ہے کہ عیسٰی علیہ السلام عنقریب نازل ہوں گے اور دجال کو قتل فرمائیں گے پھر انتقال فرمائیں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی درمنثور میں بروایت ضحاک فرماتے ہیں۔

عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی اخر الزمان۔

حضرت ضحاک تابعی سے قول ابن عباس میں ہے کہ انی متوفیک ورافعک الی کے معنی یہی ہیں کہ رافعک ثم متوفیک پہلے اٹھاؤں گا آسمان کی طرف پھر آخر زمانہ میں موت کے ذریعے بلاؤں گا۔

تفسیر ابی السعود میں ہے۔

والصحیح ان اللہ تعالی رفعہ من غیر وفاۃ ولا نوم کما قال الحسن وابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس۔ صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بغیر موت اور نیند کے اٹھالیا جیسے کہ حضرت حسن بصری اور ابن زید تابعی نے کہا اور یہی مسلک امام ابن جریر طبری نے اختیار کیا اور یہی حضرت ابن عباس سے صحیح طور پر ثابت ہے۔

اور علم نحو میں کافیہ۔ شرح جامی۔ رضی شرح کافیہ زینیزادہ۔ ترتیب سعدی تکملہ مولینا عبدالحکیم

سیالکوٹی۔ الفیہ ابن مالک۔ حاشیہ مرتضیہ شرح الفیہ لابن عقیل۔ مفصل للزمخشری۔ الفیہ للسیوطی سب اس پر متفق ہیں کہ واو ترتیب کے لیے نہیں ہوتا۔

اس واو عاطفہ سے ترتیب نہ ہونا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔

نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین۔ ہم مرتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اس کے بعد ہم زندہ نہیں کیے جائیں گے۔ آیہ کریمہ میں مرنا پہلے اور زندہ ہونا بعد میں مذکور ہے حالانکہ مفہوم منطوق سے واضح ہے کہ زندہ رہ کر مرنا بتایا گیا اس کے بعد زندہ ہونے سے انکار کیا گیا۔

تحقیق توفی

موجودہ دور کے مصنوعی نبی اور ان کی امت کے بے پڑھے لکھے عالم یہ دعوی عموماً کرتے ہیں کہ توفی کا لفظ صرف اور صرف موت اور قبض روح کے لیے موضوع ہے اس لیے یہاں اس کی علمی تحقیق پیش کر دینا بے جا نہ ہوگا۔

توفی لفظ وفا سے ماخوذ ہے اور وفا کے معنی پورا کرنا ہیں۔

اردو میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے جیسے وعدہ آسان ہے وعدہ کی وفا مشکل ہے۔

لسان العرب میں ہے الوفاء ضد الغدر یقال وفی بعھدہ وفا ضد غدر ہے چنانچہ بولتے ہیں کہ فلاں نے اپنا عہد پورا کیا۔

اور اوفی باب افعال سے اسی کا ہم معنی ہے۔

اور توفی باب تفعل ہے مادہ اس کا بھی وفا ہے اس کے معنی اخذ الشئ وافیا کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہوتے ہیں یہی تفسیر کبیر میں ہے اور خازن۔ جامع البیان۔ بیضاوی۔ سراج منیر۔ ابی السعود اور فتح البیان تمام تفاسیر اس کی مؤید ہیں اور دیگر ابواب جو مادۂ وفا سے آتے ہیں ان سب میں بھی یہی معنے ملحوظ ہیں اس لیے کہ یہ اصول ہے کہ مادہ کے حروف ہر صیغے میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر باب اور صیغہ میں باقی رہتے ہیں۔ علم صرف میں ادنی مہارت رکھنے والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔

اب ہم بغرض سہولت ناظرین مادہ وفی سے جو جو باب عربی میں مستعمل ہیں انہیں پیش کرتے ہیں تاکہ کسی گھڑے ہوئے ضابطہ سے لوگ دھوکے میں نہ پڑیں۔

اور اظہر من الشمس ابین من الامس ہر کہ و مہ پر ہو جائے کہ ہر باب کے ہر صیغے میں اسکے مادی معنے یعنی پورا کرنا بہر صورت ملحوظ ہیں۔

وَفیٰ کے معنی مصدری پورا کرنا نباہنا ہیں۔ یہ ثلاثی مجرد ہے۔ مثال

اما ابن طوق فقد اوفی بذ متہ　　　کما وفی بقلاص النجم حادیہا

یعنی ابن طوق نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا۔

لسان العرب اور مصباح میں لفظ وَفّی کے نیچے اس شعر کو اس لیے ذکر کیا تاکہ پڑھنے والا سمجھ سکے کہ مجرد وفی اور مزید فیہ اَوْفی ہم معنی ہیں۔

وَفا۔ پورا کرنا۔ نباہنا ثلاثی مجرد لسان العرب میں دوسری مثال حدیث سے دی ہے۔

فمررت بقوم تقرض شفاههم كلما قرضت وفت ای تمت وطالت

حدیث معراج میں ہے حضور نے فرمایا میں دوزخیوں کی ایک قوم سے گزرا ان کے ہونٹ کاٹے جاتے تھے جب وہ ہونٹ کتر دیے جاتے تو علی الفور پھر وہ پورے ہو جاتے۔ دیکھیے یہاں وَفَت وفا سے لے کر اسی معنی میں مستعمل ہوا۔

ایفا۔ پورا کرنا۔ پورا دینا۔ باب افعال سے مزید فیہ ہے۔ مثال قرآن کریم میں ہے۔

اوفوا بعهدی اوف بعهدکم (سورۂ بقرہ پ ۱) اے بنی اسرائیل تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔

اوفوا الكيل والميزان (انعام پ ۸) پیمانے اور ترازو کو پورا کرو۔

اذا غدرت حسناء اوفت بعهدها　　　ومن عهدها ان لا يدوم لها عهد

جب وہ حسینہ عہد شکنی کرے تو اس نے اپنا عہد پورا کر دیا۔ کیونکہ اس کے عہد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا عہد مدام نہ ہو۔ (متنبی)

توفیت۔ پورا دینا۔ باب تفعیل۔ مثال فيوفيهم اجورهم (آل عمران پ ۳) تو خدا ان کے اجر پورے دیگا۔

وانما توفون اجوركم يوم القيامة (آل عمران پ ۴) جز این نیست کہ تمہارے اجر پورے تم کو قیامت کے دن دیے جائیں گے۔

وابراهيم الذى وفى (النجم پ ۲۷) اور وہ ابراہیم جس نے پورا کر دکھایا۔

لسان العرب میں ہے وفی بالشئ واوفی ووفّی بمعنی واحد یعنی اس کا مجرد اور باب افعال اور باب تفعیل تینوں ہم معنی ہیں۔

استیفاء۔ پورا لے لینا۔ باب استفعال۔ مثال

اكتالوا على الناس يستوفون (سورۃ تطفیف پ ۳۰) جب لوگوں سے پیمانہ میں ناپ کر

لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔

محاورہ توفیت منہ دراھمی میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لیئے۔

توفّی کامل۔ پورا لے لینا۔ باب تفعل

وتوفاہ ھومنہ واستوفاہ لم یدع منہ شیئا (لسان العرب جلد ۲۰) توفاہ اور استوفاہ دونوں کے یہ معنی ہیں کہ اس نے پورا پورا لے لیا۔ اور اسے کچھ بھی نہ چھوڑا۔

توفی۔ پورا گن لینا۔ باب تفعل۔ توفیت عدد القوم اذا عددتہم کلھم (لسان العرب جلد ۲۰ میں نے سب قوم کی گنتی پوری لے لی۔

اور بقرینہ لیل منام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثال

ھوالذی یتوفاکم باللیل (انعام پ ۷) وہ ذات ہے کہ تم کو رات کے وقت پورا پورا لے لیتا ہے یعنی سلا دیتا ہے۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا (زمر پ ۲۴) خدا ہی ہے جو پورا لیتا ہے جانوں کو انکی موت کے وقت اور جو ابھی نہیں مریں انکو پورا لیتا ہے نیند کے وقت یعنی سلا دیتا ہے۔

توفّی۔ باب تفعل بمعنی مجازی مار دینا بقرینہ موت و ملک الموت۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا (زمر پ ۲۴) یعنی خدا ہی جانوں کو قبض کرتا ہے انکی موت کے وقت

قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم (الم السجدۃ پ ۲۱) اے محبوب انہیں بتا دیجئے کہ تم کو قبض کرے گا وہ ملک الموت جو تم پر مسلط کیا گیا ہے۔

حتی یتوفھن الموت (نساء پ ۴) یعنی حتی کہ قبض کرے انکو موت یعنی وہ مر جائیں۔

یہاں توفی سے موت مراد لینے کے لیے ملک الموت اور موت قرینہ ہیں اس لیے بمعنی مجازی یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ توفی بمعنی موت مجازا ہے نہ حقیقتا چنانچہ کتاب اساس البلاغت میں ہے۔ ومن المجاز توفی فلان۔ وتوفاہ اللہ۔ وادرکتہ الوفاۃ۔ یعنی سب مجازات ہیں۔

اور لسان العرب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ

توفی المیت استیفاء مدتہ التی وفیت لہ وعدد ایامہ وشہورہ واعوامہ فی الدنیا میت کی توفی سے مراد اس کی موت کی مدت اور اس کے دنیا میں رہنے کے دن مہینوں اور سالوں

کی گنتی کو پورا ہونا ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ لفظ توفّی سوائے قبض روح کے کسی اور معنی میں مستعمل نہ ہونے کے دعویٰ کرنے والے غلط ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قاضی بیضاوی زیر آیت فلما توفیتنی لکھتے ہیں۔

التوفی اخذ الشئ وافیا۔ والموت نوع منہ توفی کے معنی کسی چیز کو پورا لے لینا ہے اور موت اس کی ایک نوع ہے۔

اب حسب موقع لفظ توفی کے استعمال کو قرائن کے ساتھ واضح کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ (البقرہ پ ۲) تم میں سے جو وفات پائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان کی بیویاں چار مہینے دس دن۔ دس رات اپنے نفسوں کو روکیں۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ تم میں سے جو وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں وہ اپنی بیویوں کے گذارے اور سکونت کی وصیت ایک سال کے لیے کر جائیں۔

ہر دو آیات منقولہ بالا میں
عورتیں بیوہ چھوڑنے اور عدت گذارنے اور وصیت کرنے کا حکم ہے۔

یہاں توفی سے موت کے معنی مجازی لینے کے لیے قرینے موجود ہیں۔

حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ (النساء پ ۴) حتی کہ پکڑے انہیں موت۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (النساء پ ۵) جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (انعام پ ۷) حتی کہ جب تم میں سے ایک کی موت آجاتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کو اٹھا لیتے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (اعراف پ ۸) یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آجاتے ہیں تو انہیں وفات دیتے ہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ (انفال پ ۱۰) اگر تم دیکھو جبکہ قبض کرتے ہیں کافر کو مارتے ہیں اس کے منہ پر اور پشت پر۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (محمد پ ۲۶) تو کیسی ہو گی جب قبض کریں گے فرشتے

الذین تتوفہم الملئکۃ ظالمی انفسہم (سورہ نحل پ۱۴) جنکو فرشتے قبض کرتے ہیں اپنر سختی کرتے ہوئے
الذین تتوفہم الملئکۃ طیبین (نحل پ۱۴) جنکو قبض کرتے ہیں فرشتے خوشحالی میں۔
ان آٹھ آیتوں میں توفی سے مراد موت لینے کے لیے ملائکہ موت اور جان کنی کے وقت کفار پر عذاب مومنوں پر خوشحالی کے صریح قرینے موجود ہیں۔

واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک (یونس پ۱۱)
واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک (رعد پ۱۳)
فاما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک (مومن پ۲۴)

ہر سہ آیات کا ترجمہ ایک ہی ہے۔ اگر تجھ کو ہم اپنے وعدے کے ایک حصے کو پورا کر دکھائیں۔ یا تجھ کو وفات دیدیں۔

ہر سہ آیات بالا میں توفی بمقابلہ نرینک آئی ہے جو موت کے معنی کے لیے قرینہ قوی ہے اس لیے کہ نرینک حیات کو چاہتا ہے اور نتوفینک اس کی ضد یعنی موت کا مقتضی ہے اور ایک جگہ سورہ زخرف میں نتوفینک کی جگہ نذہبن بک بھی ہے جو کنایہ ہے فنا سے تو یہاں توفی بمعنی موت ماننی پڑے گی ایسی آئتیں اور بھی ہیں سورہ یوسف پ۱۳ میں اعراف پ۹ میں آل عمران پ۴ مومن پ۲۴ حج پ۱۷ نحل پ۱۴۔ ان سب آیتوں میں قرینہ کے لحاظ سے موت کے معنی لیے گئے۔

اور انعام پ۷ میں ایک آیت ہے جو بلحاظ قرینہ توفی بمعنی نوم آئی ہے۔

وھوالذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی وہ ذات ہے جو تم کو رات میں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو تم دن کو کرتے ہو پھر تم کو دن میں اٹھا دیتا ہے تاکہ زندگی کی مدت پوری ہو جائے۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت (زخرف پ۲۴) خدا ہی جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو ابھی نہ مریں انہیں قبض کرتا ہے ان کی نیند میں تو جس پر موت کا حکم ہو جائے اسے تو بند رکھتا ہے اور دوسری کو مدت مقررہ تک پہنچاتا ہے۔

ان آیتوں میں قرائن موجود ہیں۔ پہلی میں لیل موجود ہے اور دن کو اٹھانا اسی طرح دوسری آیت میں پہلے توفی سے مراد موت ہے بقرینہ حین موتہا اور دوسرے موقعہ پر بقاعدہ عطف محذوف ہے۔ حین منامہا موجود ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (پ ۶) اور کوئی نہیں اہل کتاب سے مگر یقیناً ایمان لے آئیں گے اس کی موت (عیسیٰ علیہ السلام) سے پہلے اور قیامت کے دن وہ (عیسیٰ) ان پر گواہ ہوگا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔

پہلا قول:۔ یہود و نصاریٰ کو جب بوقت موت ملائکہ عذاب نظر آتے ہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لے آتے ہیں اور اس حالت کا ایمان مثل ایمان فرعون ہی ہوتا ہے جیسے کہ فرمایا حتی اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ چنانچہ نصاریٰ اور یہود کا یہ ایمان مقبول و معتبر نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ قرب قیامت پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اس وقت کے تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے مطابق حکم کریں گے اور اس وقت آپ ائمہ دین میں سے ایک امام کی حیثیت سے ہوں گے۔ اور نصاریٰ نے جو آپ کی نسبت گمان ہائے باطلہ فاسدہ کاسدہ باندھ رکھے ہیں انکا ابطال فرمائیں گے۔ دین محمدی کی اشاعت عام فرمائیں گے جو آپ کے ذریعہ سے ہوگی اور یہ وہ وقت ہوگا جب یہود و نصاریٰ یا تو اسلام قبول کریں گے یا قتل کر دیے جائیں گے جزیہ کا قانون منسوخ ہوگا اس جزیہ کا دستور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک ہی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آیہ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے گا۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے گا لیکن بوقت موت ایمان مقبول نہیں بنا بریں اس سے کتابی کو نفع نہ ہوگا۔

اور آپ کی شہادت بروز قیامت یہ ہوگی کہ یہود جو آپ کی تکذیب کر گئے۔ آپ کی شان میں زبان طعن دراز کر گئے ان کی شہادت دیں گے کہ انہوں نے ایسا کیا اور وہ نصاریٰ جنہوں نے آپ کو رب مانا اور خدا کا شریک گردانا، ان کے اس شرک کی شہادت دیں گے۔

اور اہل کتاب میں سے جو ایمان لائے ان کے ایمان کی بھی شہادت دیں گے صاحب روح المعانی بھی اسی مضمون سے متفق ہیں۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان مومنوں کے گواہ ہوں گے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے متعلق شہادت دیں گے اور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ تو بسبب ظلم ان کے جو یہودیوں سے ہوئے ہم نے حرام کیں پاک چیزیں جو ان کے لیے حلال تھیں اور بہ سبب اس کے کہ انہوں نے بہت لوگوں کو اللہ کے راہ سے روکا اور اس لیے کہ وہ سود لیتے تھے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں سے جو کافر ہیں ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ناجائز طریقوں میں رشوت چوری وغیرہ ہے۔

حرمنا علیہم طیبت کی تشریح سورہ انعام میں بھی وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر رکوع ۱۸ پ ۸ میں بیان ہوگی۔

سود رشوت وغیرہ شرائع سابقہ میں بھی حرام تھا۔ شریعت محمدیہ میں بھی حرام ہی رکھا گیا آگے استثنا فرمایا گیا ہے۔

لٰكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ لیکن راسخ فی العلم اور پختہ لوگ ان میں سے ایمان والے ہیں اور وہ ایمان لانے میں اس پر جو (اے محبوب) تمہاری طرف اترا اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے یہ وہ ہیں جنہیں عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

راسخ فی العلم اہل کتاب سے مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب ہیں جو علم راسخ اور عقل صافی اور بصیرت وافی رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے علم کی روشنی میں حقیقت اسلام کو جانا اور سید انبیاء علیہ التحیۃ والثنا پر ایمان لائے اور احکام شرعیہ کا اتباع کیا۔ قائم کیں نمازیں۔ زکوۃ دی۔ تورات کے ساتھ انجیل زبور کو مانا۔ قرآن کریم کو آخری کتاب تسلیم کیا۔ قیامت پر ایمان لائے۔ ان سے وعدۂ اجر عظیم فرمایا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست ویکم پ ۶ سورۂ نساء

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَّ — بے شک ہم نے (اے محبوب) تمہاری طرف وحی

النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ

بھیجی جیسے وحی بھیجی نوح کی طرف اور اس کے بعد نبیوں کو اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں کو اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور دی ہم نے داؤد کو زبور۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ

اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تجھ پر کر چکے ہیں اور ان سے قبل اور رسول جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا تم پر اور اللہ نے کلام فرمایا موسٰی سے حق کلام۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے ہیں تاکہ لوگوں کو نہ رہے اللہ کے حضور کوئی عذر بعد رسولوں کے اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

لیکن اللہ گواہ ہے اس کا جو اس نے اتارا (اے محبوب) تمہاری طرف اور اس نے اپنے علم سے اتارا اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ۝

وہ جنہوں نے کفر کیا اور روکا اللہ کی راہ سے بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے گا اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے گا۔

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

مگر جہنم کا رستہ کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہے یہ اللہ کے لیے آسان۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اے لوگو بے شک آیا تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تو ایمان لاؤ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا	اے اہل کتاب نہ زیادتی کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ پر مگر سچ مسیح نہیں ہے مگر عیسے مریم کا بیٹا اللہ کا رسول اور اس کا ایک کلمہ جو ڈالا مریم کی طرف اور روح اس سے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین۔ باز رہو تمہارے لیے بہتر ہے جز ایں نیست کہ اللہ ایک ہے۔ پاکی ہے اسے اس سے کہ ہو اس کے لیے بچہ اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ کافی کارساز ہے۔

حل لغات رکوع بست و یکم پ ۶ سورہ نساء

انا۔ بیشک ہم نے	اوحینا۔ وحی کی	الیک۔ تیری طرف	کما۔ جیسے
اوحینا۔ وحی کی ہم نے	الی۔ طرف	نوح۔ نوح کی	و۔ اور
النبیین نبیوں کی	من بعدہ۔ اسکے بعد	و۔ اور	اوحینا۔ وحی کی ہم نے
الی۔ طرف	ابراھیم۔ ابراہیم	و۔ اور	اسمعیل۔ اسمٰعیل
و۔ اور	اسحق۔ اسحاق	و۔ اور	یعقوب۔ یعقوب
و۔ اور	الاسباط۔ انکے بیٹوں	و۔ اور	عیسی۔ عیسٰی
و۔ اور	ایوب۔ ایوب	و۔ اور	یونس۔ یونس
و۔ اور	ھرون۔ ہارون	و۔ اور	سلیمان سلیمان کی
و۔ اور	اتینا۔ دی ہم نے	داؤد۔ داؤد کو	زبورا۔ زبور
و۔ اور	رسلا۔ رسولوں کو	قد۔ کہ بیشک	قصصنھم۔ بیان کیا
ہم نے انکو	علیک۔ تجھ پر	من قبل۔ پہلے	و۔ اور
رسلا۔ کئی رسول ہیں کہ	لم۔ نہیں	نقصصھم۔ بیان کیا ہمنے انکو	علیک۔ تجھ پر

و۔اور	کلمو۔کلام کیا	اللہ۔اللہ نے	موسیٰ۔موسیٰ سے
تکلیما۔حق کلام کا	رسلا۔رسول	مبشرین۔بشارت دیتے	و۔اور
منذرین۔ڈراتے	لئلا۔تاکہ نہ	یکون۔ہو	للناس۔لوگوں کے لیے
علی۔اوپر	اللہ۔اللہ کے	حجۃ۔کوئی عذر	بعد۔بعد
الرسل۔رسولوں کے	و۔اور	کان۔ہے	اللہ۔اللہ
عزیزا۔غالب	حکیما۔حکمت والا	لکن۔لیکن	اللہ۔اللہ
یشہد۔گواہ ہے	بما۔اس کا جو	انزل۔اتارا	الیک۔تیری طرف
انزلہ۔اتارا اسکو	بعلمہ۔اپنے علم سے	و۔اور	الملئکۃ۔فرشتے بھی
یشہدون۔گواہ ہیں	و۔اور	کفی۔کافی ہے	باللہ۔اللہ
شہیدا۔گواہ	ان۔بیشک	الذین۔وہ جو	کفروا۔کافر ہوئے
و۔اور	صدوا۔روکا	عن سبیل اللہ۔اللہ کی راہ سے	
قد۔بیشک	ضلوا۔گمراہ ہوئے	ضلالا۔گمراہی	بعیدا۔دور کی
ان۔بیشک	الذین۔وہ جو	کفروا۔کافر ہوئے	و۔اور
ظلموا۔ظلم کیا	لم۔نہیں	یکن۔ہے	اللہ۔اللہ
لیغفر۔کہ بخشے	لہم۔انکو	و۔اور	لا۔نہ
لیہدیہم۔یہ کہ ہدایت کرے انکو	طریقا۔راہ کی	الا۔مگر	طریق۔راہ
جہنم۔جہنم کی	خلدین۔رہنے والے ہیں	فیہا۔اس میں	ابدا۔ہمیشہ تک
و۔اور	کان۔ہے	ذلک۔یہ	علی۔اوپر
اللہ۔اللہ کے	یسیرا۔آسان	یایہا۔اے	الناس۔لوگو
قد۔بیشک	جاء۔آیا	کم۔تمہارے پاس	الرسول۔رسول
بالحق۔حق کے ساتھ	من ربکم۔تمہارے رب سے	فامنوا۔سو ایمان لاؤ	خیرا۔بہتر ہے
لکم۔تمہارے لیے	و۔اور	ان۔اگر	تکفروا۔کفر کرو
فان۔تو بیشک	للہ۔اللہ کا ہے	ما۔جو	فی۔بیچ
السماوات۔آسمانوں	و۔اور	الارض۔زمین کے ہے	و۔اور
کان۔ہے	اللہ۔اللہ	علیما۔جاننے والا	حکیما۔حکمت والا

یا۔ اے	اهل الکتاب۔ کتاب والو	لا۔ نہ	تغلوا۔ زیادتی کرو
فی۔ بیچ	دینکم۔ اپنے دین کے	و۔ اور	لا۔ نہ
تقولوا۔ کہو	علی۔ اوپر	اللہ۔ اللہ کے	الا۔ مگر
الحق۔ حق بات	انما۔ اسکے سوا نہیں کہ	المسیح۔ مسیح	عیسی۔ عیسٰی
ابن۔ بیٹا	مریم۔ مریم کا	رسول۔ رسول ہے	اللہ۔ اللہ کا
و۔ اور	کلمتہ۔ اس کا کلمہ	القہا۔ ڈالا اسکو	الی۔ طرف
مریم۔ مریم کی	و۔ اور	روح۔ روح	منہ۔ اس سے
فامنوا۔ سو ایمان لاؤ	باللہ۔ اللہ پر	و۔ اور	رسلہ۔ اسکے رسولوں پر
و۔ اور	لا۔ نہ	تقولوا۔ کہو	ثلثۃ۔ تین
انتہوا۔ باز آجاؤ	خیرا۔ بہتر ہے	لکم۔ تمہارے لیے	انما۔ سوا اسکے نہیں
اللہ۔ اللہ	الہ۔ معبود ہے	واحد۔ ایک	سبحنہ۔ پاک ہے وہ
ان۔ یہ کہ	یکون۔ ہو	لہ۔ اسکی	ولد۔ اولاد
لہ۔ اسی کا ہے	ما۔ جو	فی۔ بیچ	السموات۔ آسمانوں کے ہے
و۔ اور	ما۔ جو	فی۔ بیچ	الارض۔ زمین کے ہے
و۔ اور	کفی۔ کافی ہے	باللہ۔ اللہ	وکیلا۔ کارساز

مختصر تفسیر رکوع بست و یکم پ ۶ سورہ نساء

اِنَّآ اَوۡحَيۡنَآ اِلَيۡكَ كَمَآ اَوۡحَيۡنَآ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ۚ وَاَوۡحَيۡنَآ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ‌ۚ وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا‌ۚ وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ‌ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ۚ

بے شک ہم نے تمہاری طرف (اے محبوب) وحی کی جیسے وحی کی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو اور وحی کی ہم نے طرف ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور ہم نے داؤد کو دی زبور۔ اور رسولوں کو جن کا ذکر ہم تم سے فرما چکے پہلے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر ہم نے تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے کلام کیا موسٰی سے حق کلام۔

شانِ نزول: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ علماء یہود میں سے راہب سکین عدی بن زید تھا اس نے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ ان کے لیے آسمان سے یکبارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لائیں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خازن)

ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء مبارکہ یہاں بیان فرمائے گئے ۔ اہل کتاب ان سب کی نبوت مانتے ہیں لیکن ان میں سے کسی پر یکبارگی کتاب نازل نہیں ہوئی تو جب ان انبیاء کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہوا تو سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے میں یکبارگی کتاب نازل ہونے کی شرط کیوں اور حقیقت یہ ہے کہ مرسلین کرام کی بعثت سے مقصود صرف اور صرف ہدایت خلق معرفت توحید ۔ تکمیل ایمان ۔ طریق عبادت ۔ اصلاح اخلاق ہے یہ مقصد بخاتم نزول کتاب سے بھی بر وجہ اتم حاصل ہوتا ہے تاکہ تھوڑا تھوڑا آسانی سے ان کے دل نشین ہو جائے ۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور لایعنی شرط بے معنی اعتراض کرنا حماقت اور ہٹ دھرمی ہے ۔ اور بہت سے رسولوں کا ذکر ہم آگے قرآن کریم میں نام بنام کر چکے ہیں اور بہت سے وہ رسول ہیں جن کا ذکر ابھی نہیں کیا گیا تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے واسطہ کلام فرمانا دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قادح نہیں ۔ اس طرح کہ اوروں سے کلام نہیں فرمایا اور تم اوروں کی نبوت تسلیم کرتے ہو ۔ ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب کا یکبارگی نازل ہونا بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت میں قادح نہیں یہاں حسب موقع تعریف وحی اور اس کے اقسام بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

تعریف وحی

علامہ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں ۔ اصل الوحی الاشارۃ السریعۃ ومتضمن السرعۃ وحی اصل میں ایک تیز اشارہ ہے جو متضمن سرعت ہو ۔

لسان العرب میں ہے الوحی الاشارۃ والکتابۃ والرسالۃ والالہام والکلام الخفی و کل ما القیتہ الی غیرک ۔ وحی ایک اشارہ ہے اور کتابہ اور پہنچانا ہے اور الہام ہے اور کلام خفی ہے اور ہر وہ چیز جو ملے غیر کی طرف ۔

اللہ تعالٰی کی جانب سے جو وحی انبیاء علیہم السلام کو کی جاتی ہے وہ علم یقینی اور قطعی ہوتا ہے ۔

جو صرف انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں ہی القاء فرمایا جاتا ہے یہ القاء کبھی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتا ہے کبھی بلا واسطہ بھی۔

اقسام وحی

وحی۱ الٰہی۔ فطری۲ حکم۔ بوساطت۳ نبی۔ مختص۴ بالنبی۔ نفث۵ فی الروع۔ وسوسہ۶۔ زخرف۷ القول بالحق۸ الالہام۔ وحی۹ بوساطۃ اللوح والقلم۔ وحی۱۰ الی السماء۔ وحی بسلسلۃ۱۱ الجرس۔ وحی فی المنوم۱۲ بطریق رویا۔ وحی۱۳ بمعنی کتابت جیسے عجاج کہتا ہے۔ مقدلکان وحا الواحی

۱۴۔ وحی بمعنی خط۔ جیسے لبید کہتا ہے خلقفا کما ضمن الوحی سلامہا۔

۱۴۔ وحی بمعنی حکم جیسے عجاج کہتا ہے۔ وحی لہا القرار فاستنقرت

۱۵۔ وحی بمعنی کلام مخفی۔ ابو ذویب کہتا ہے۔ فقال لہا وقد اوحت الیہ

۱۶۔ وحی بمعنی اشارہ " " " یوحی الیہ بانقاض ونقنقۃ

۱۷۔ وحی بمعنی آواز۔ ابو زبید کہتا ہے۔ ویجز الحرف یوحی اجحو۔

وحی الٰہی جیسے ارشاد ہوا۔ ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا۔ کوئی بشر ایسا نہیں جس سے اللہ کلام کرے مگر وحی کی صورت میں یا پردہ سے۔ یا بھیجے اس کی طرف فرشتہ۔

وحی امر فطری۔ واوحی ربک الی النحل۔ تیرے رب نے وحی فطرت کی مکھیوں کو

وحی بوساطت نبی۔ واذ اوحیت الی الحواریین۔ اور جب ہم نے اپنے نبی کے ذریعہ حواریوں کو وحی کی۔

واوحیت الی الحواریین ان امنوابی وبرسولی۔ اور جب وحی کی میں نے اپنے نبی کے ذریعہ حواریوں کی طرف یہ کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ۔

واوحینا الیہم فعل الخیرات اور وحی کی ہم نے بوساطت رسول ان کی طرف نیک کام کرنے کی۔

وحی مختص بالنبی اتبع ما اوحی الیک من ربک اے محبوب اتباع کیجئے جو وحی آپ کی طرف ہوا آپ کے رب سے۔

ان اتبع الا مایوحی الی ۔ میں پیروی نہیں کرتا مگر اس کی جو میری طرف وحی ہو۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد ۔ فرما دیجئے جز ایں نیست کہ میں بشر ہوں مثل تمہارے وحی ہوتی ہے میری طرف یہ کہ میرا تمہارا خدا ایک ہے۔

نوٹ :۔ ایسی وحی کے لیے حضور کا اعلان ہے۔ انقطع الوحی وبقی المبشرات رویا المؤمن ۔ وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے خواب ہیں۔

وحی نفث فی الروع :۔ اما بالقاء فی الروع کما ذکر علیہ السلام ان روح القدس نفث بروعی ۔ یہ یا تو دل میں القاء کی شکل پر ہوتا ہے جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک روح القدس نے القاء کیا میرے دل میں۔

وسوسہ :۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کیے ہیں آدمیوں اور جنوں میں سے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر چکنی چپڑی بناوٹ کی بات دھوکہ دینے کو ڈالتے ہیں۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم ۔ اور بے شک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دل میں تاکہ تم سے جھگڑیں۔

زخرف القول :۔ یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ۔ ڈالتے ہیں بعضے بعض کے دل میں چکنی چپڑی دھوکہ ڈالنے کو۔

الہام :۔ واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ ۔ اور ہم نے موسی کی ماں کو الہام کیا کہ اسے دودھ پلا ۔ اذ اوحینا الی امک مایوحی ۔ جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کیا۔

وحی بوساطت اللوح والقلم :۔ اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم ۔ جب مطلع کیا تیرے رب نے ملائکہ کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں

وحی الی السماء :۔ بان ربک اوحی لھا ۔ بے شک تیرے رب نے آسمان کو فرمایا۔

وحی اھل السماء :۔ اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ ۔ جب حکم کیا تیرے رب نے ملائکہ کو۔

وحی بسلسلۃ الجرس :۔ یہ وحی بھی انبیاء کی طرف ہوتی ہے ۔ زنجیر بلنے کی آواز میں۔

وحی فی النوم :- انقطع الوحی وبقی المبشرات رؤیا المؤمن ۔ وحی منقطع ہوگئی ۔ اور مبشرات باقی ہیں جو مومن کے رؤیا صالحہ ہیں۔

نوٹ :- نفث فی الروع ۔ زخرف القول ۔ صلصلۃ الجرس ۔ یہ ہر سہ اصطلاح بھی چونکہ اقسام وحی سے متعلق ہیں ۔ اس لیے وحی میں انہیں دکھایا گیا ۔ بصورت دیگر یہ نوعیت وحی میں داخل نہیں ۔

آیات منقولہ بالا میں گیارہ نبیوں کا تذکرہ ہے ۔

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ ۔ ہم نے آپ کے پاس اسی طرح وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام کے پاس بھیجی تھی ۔

انبیاء علیہم السلام میں حضرت نوح علیہ السلام کا سب سے اول اس لیے ذکر کیا گیا کہ حضرت آدم کی طرح حضرت نوح بھی تمام انسانوں کے باپ تھے ۔ طوفان نوح کی وجہ سے سب لوگ ہلاک ہو گئے تھے جو کشتی میں رہے وہی محفوظ رہے ان میں حضرت نوح کی نسل کے علاوہ کوئی نسل باقی نہیں رہی تھی ارشاد باری تعالےٰ ہے وجعلنا ذریتہ ھو الباقین ۔ صرف انہی کی نسل ہم نے دنیا میں باقی رکھی ۔

خصوصیات حضرت نوح علیہ السلام

آپ برگزیدہ نبی ، پہلے اولوالعزم رسول اور صاحب شریعت تھے ۔ امت کو شرک سے خوف دلایا اور دعوت توحید دی آپ کی امت نے شدت سے سرکشی کی اور مخالفت حق میں حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ ان پر عذاب آیا اور وہ سارے غرق کیے گئے آپ کی عمر شریف ۹۵۰ برس ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے تمام انبیاء سے زیادہ عمر پائی جبکہ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا زمانہ تبلیغ وارشاد ساڑھے نوسو برس ہے اور عمر شریف زیادہ ہے واللہ اعلم باوجود طوالت عمر کے آپ پر مکمل بڑھاپا نہ آیا وہ لوگ جو آپ کے ہمراہ کشتی میں تھے ان سے نسل نہ چلی صرف آپ ہی کی نسل باقی رہی اسی وجہ سے آپ کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں ۔

ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں ابراہیم دراصل اَبٌ رَحِیْم کا مجموعہ ہے جس کے معنی ہیں مہربان باپ شفقت و مہربانی دونوں باپ بیٹا میں صفت مشترک تھی ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں ماسوا حضرت صالح ، ہود اور لوط علیہ السلام کے جبکہ حضرت آدم حضرت شیث ، حضرت ادریس اور حضرت نوح علیہم السلام آپ کے اجداد میں سے ہیں ۔ لوط صالح اور ہود علیہ السلام اولاد نوح علیہ السلام سے ہیں اور لوط علیہ السلام آپ کے بھتیجے تھے جبکہ باقی تمام انبیاء آپ کی اولاد سے ہیں ۔

صفا، مروہ آپ کی یادگاریں ہیں۔ آپ کے دم سے مکہ آباد ہوا۔ اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ اِسْمَعْ یا اِیْل ہر دعا میں عرض کرتے تھے اس لیے آپ کا نام اسمٰعیل رکھا گیا۔ اسحٰق علیہ السلام تمام بنی اسرائیل کے نبیوں کے جدِ امجد ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔ یعقوب کے معنی ہیں عقب میں آنے والا۔ یعنی پچھلا بیٹا۔ اسباط جمع سبط کی ہے سبط کے معنی ہیں اولاد۔ قرآنی اصطلاح میں یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کو اسباط کہا جاتا ہے۔

صاحب روح المعانی والاسباط کی تعریف میں فرماتے ہیں وھم اولاد یعقوب علیہ السلام فی المشھور۔ اس سے مراد یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہے۔

دوسرا قول یہ ہے ان الاسباط فی ولد اسحٰق کالقبائل فی اولاد اسمٰعیل۔ اسباط سے مراد اولاد اسحٰق میں ہے مثل قبائل اسمٰعیل میں۔

آگے فرماتے ہیں ولم یصح ان الاسباط الذین ھم اخوۃ یوسف کانوا انبیاء بل الذی ھم عندی والف فیہ الجلال السیوطی رسالتہ خلافہ۔ اور یہ بات صحیح نہیں کہ اسباط یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں اور یہ سب نبی تھے بلکہ میرے نزدیک صحیح اس کے خلاف ہے اور جلال الدین سیوطی نے اس کے خلاف ایک رسالہ بھی تصنیف کیا ہے۔

وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ۔ الاسباط میں سے ان انبیاء کا نام خصوصی طور پر لیا گیا اس لیے کہ صاحب فضیلت تھے۔

وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

زبور اس کتاب کا نام ہے جو حضرت داؤد پر بذریعہ وحی نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ عطف علی اوحینا داخل فی حکمہ لان ایتاء الزبور من باب الایحاء وکما اٰتینا داؤد زبورا فایثارہ علی اوحینا الی داؤد لتحقق المماثلۃ فی امر خاص وھو ایتاء الکتاب بعد تحققھا فی مطلق الایحاء۔ داؤد علیہ السلام کے زبور کا عطف بھی اوحینا پر ہی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ زبور بھی بذریعہ وحی نازل ہوئی۔ اور وکان انزالہ علیہ علیہ السلام منجما زبور کا نزول بھی نجماً نجماً ہی ہوا۔ وکان فیہ کما قال القرطبی مائۃ وخمسون سورۃ لیس فیھا حکم من الاحکام وانما ھی حِکَمٌ ومواعظ والتحمید والتمجید والثناء علی اللہ تعالٰی شانہ۔ زبور میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں۔ مگر اس میں کوئی حکم نہ تھا اس میں صرف حِکَم ومواعظ اور تحمید وتمجید اور ثنا الٰہی تھی (روح المعانی)

علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ زبور اللہ کی حمد و ثنا اور مجد کا بیان تھا۔ حضرت داؤد شہر سے باہر جنگل میں جا کر کھڑے ہو کر زبور کی تلاوت فرماتے آپ کے پیچھے علماء بنی اسرائیل صف بستہ کھڑے ہوتے ان کے پیچھے جنات کھڑے ہوتے۔ جنگل کے چوپائے بھی صف بنا کر کھڑے ہوتے پرندے اپنے بازو پھیلا کر سروں پر منڈلاتے (خازن۔ روح البیان)

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ہم نے کچھ پیغمبر بھیجے جن کا ذکر ہم نے تم سے کر دیا جیسے آدم۔ شیث۔ ادریس۔ زکریا۔ یحیٰی۔ ذوالکفل وغیرہ۔

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔ اور کچھ پیغمبر اور بھی بھیجے جن کا ذکر ہم نے تم سے نہیں کیا۔

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صرف اس قدر ہی نہیں جن کا ذکر کیا گیا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے بعض کا ذکر کر دیا بعض کا ذکر نہ کیا بعض پر کتاب بعض پر صحیفے نازل ہوئے اور بعض پر نہ کتاب نازل ہوئی نہ صحیفے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارگاہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ سب سے پہلے کون نبی تھا فرمایا حضرت آدم جن سے کلام کیا گیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل تعداد انبیاء کی کس قدر ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار جن میں سے تین سو پندرہ رسول ہوئے رواہ احمد و ابن ابی حاتم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نے آٹھ ہزار انبیاء مبعوث فرمائے ان میں چار ہزار بنی اسرائیل میں سے چار ہزار باقی سے تمام انبیاء پر ایمان لانا اجمالاً لازم ہے۔

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔

اللہ کا کلام کرنا وحی کا انتہائی درجہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں یہ فضیلت کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی۔ مگر رحمت مجسم سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بے مثل فضیلت عطا کی گئی۔ فکان قاب قوسین کا مقام کسی دوسرے نبی کو عطا نہ ہوا سوائے حبیب کبریا صلے اللہ علیہ وسلم کے۔

اس پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) گویا کہ فرمایا گیا ہم نے وحی کی تمہاری طرف جیسے وحی کی فلاں فلاں کی طرف اور عطا کیا ہم نے مثل اس کے کہ عطا فرمایا فلاں کو اور بھیجا ہم نے تمہیں مثل بھیجنے ان رسولوں کے جن پر ذکر فرمایا وغیرہ

اور اس میں کوئی تفاوت نہیں تمہارے اور ان کے مابین حقیقت وحی میں اور رسول ہونے میں تو ان کا قول کو کیا ہو گیا ہے جو آپ سے سوال کرتے ہیں اس چیز کا جو کسی نبی کو نہیں دی گئی اور معنی قصہ کرنے اللہ تعالیٰ کے یہ ہیں کہ حکایۃً ان کی خبریں اور ان کی شانوں کی تعریف اور ان کے احکام کی تفصیل اس سورت سے پہلے یا اس دن سے قبل۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ میں بیان کر دیا گیا تھا سورہ انعام وغیرہ میں۔

اور بعض کا قول ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں فرمایا وہ بذریعہ وحی بیان کر دیا اور بعد میں قرآن کریم میں بیان ہوا ورسلاً لم نقصصہم علیک کے یہی معنی ہیں کہ بہت سے رسولوں کا قصہ تم پر اس سے قبل نہیں کیا اور یہ منافی آیت نہیں جو حدیث میں وارد ہوا کہ رسول تین سو تیرہ اور انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔

اور کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی چودہ لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ اس لیے کہ نفی بیان قصہ اس سے قبل کے جو ہے وہ مستلزم نہیں قصہ کی مطلقاً اس لیے کہ نفی خاص نفی عام کو مستلزم نہیں ہوتی۔ اور لم جب مضارع پر داخل ہو تو وہ معنی استقبالیہ کو ماضی کے معنی میں بدل دیتا ہے۔ اور واو عطف کے بعد کلّم اللہ موسیٰ جو فرمایا وہ رفعت جلالت و اظہار منصب موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے۔

پھر کلام موسیٰ اور کلام مصطفےٰ کی کیفیت کا فرق لکھتے ہیں

(ترجمہ) اس حال کی تفصیل پہلے آچکی ہے کہ سماع موسیٰ علیہ السلام کلام الٰہی کے لیے کیسا تھا اور یہ تکلم ہمارے نبی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو لیل اسریٰ میں رفعت مرتبت اور تقرب خاص سے حاصل ہوا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ ایسا نہیں جو ہمارے حضور کو اس کا مثل بلکہ اس سے زیادہ شرف و منزلت کے ساتھ نہ حاصل ہو بلکہ دنیا کا کوئی ذرہ دنیا پر ایسا نہیں چمکا مگر وہ صدقہ تھا شمس ذات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلی کا۔ علامہ امام بوصیری نے خوب فرمایا۔

وکل اٰیٍ اتی الرسل الکرام بہا فانما اتصلت من نورہ بہم

ہر معجزہ جو رسل کرام کو ملا اور وہ لائے وہ سب نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نور سے ہی مستنیر ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ہ رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے ہیں تاکہ اللہ کے حضور لوگوں کے لیے کوئی عذر نہ رہ جائے

اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

یعنی قیامت کے دن لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس کے کہنے پر چلتے۔

مفہوم آیت واضح ہے صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) رسولوں کا شریعت لانا اس لیے ضرور تھا تاکہ جو ایمان لائے اطاعت و فرمانبرداری کرے اسے جنت کی بشارت دیں اور انہیں ڈر سنائیں جو کفر کریں نافرمان بنیں جہنم اور عذاب کا تاکہ کوئی عذر باقی نہ رہے اور یوں کہنے کی جرأت نہ ہو کہ ہماری طرف تو نے رسول کیوں نہ بھیجا کہ وہ ہم پر شریعت ظاہر فرما دیتا اور جو ہم نہ جانتے تھے وہ سکھا دیتا تیرے احکام سے کیونکہ ہم میں نقص قوی بشری ہے جو ادراک مصالح دنیا اور آخرت سے قاصر رکھتا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ بعثت رسل سے قبل خلق پر عذاب نہیں فرماتا چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہی دیا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔

علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ثبوت اس آیت کا ہے کہ اللہ تعالےٰ پیغمبروں کو بھیجے بغیر کسی کو عذاب نہیں دیگا اور نبی کے احکام پر عذاب اللہ کی طرف سے اسی وقت ہو گا جب لوگ اس سے سرکشی کریں گے۔

دوسرے یہ بھی روشن ہو گیا کہ معرفت الٰہی اور بیان شرع زبان انبیاء ہی سے حاصل ہوتی ہے محض عقل کی روشنی اس منزل تک پہنچانے سے عاجز ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں ان العقل کاف وان ارسال الرسل انما ھو للتنبیہ احناف کا مذہب یہ ہے۔ فالایۃ ظاھرۃ فی انہ لابد من الشرع وارسال الرسل وان العقل لایغنی عن ذلک لازمی ہے شرع اسلام میں ارسال رسل اس لیے ہے کہ عقل محض اس سے مستغنی نہیں کر سکتی۔

چنانچہ یہی ارشاد ہوا کہ ہم نے رسل کرام کی بعثت اس لیے فرمائی کہ بعد میں کوئی کافر لولا ارسلت الینا رسولا کہہ کر عذر پیش نہ کر سکے (روح المعانی)

"لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْہَدُوْنَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِیْدًا ہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَہُمْ وَلَا لِیَہْدِیَہُمْ طَرِیْقًا ہ اِلَّا طَرِیْقَ

جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ٥

لیکن اللہ گواہ ہے (اے محبوب) اس کا جو اس نے تمہاری طرف آتارا وہ اتارا ہے اپنے علم سے اور اللہ گواہی کو کافی ہے۔ وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا بے شک وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور ظلم میں بڑھے ہرگز نہیں اللہ کہ انہیں بخشے نہ انہیں کوئی راہ دکھائے مگر راہ جہنم کی ہمیشہ رہیں گے اس میں دوامی اور اللہ پر یہ آسان ہے۔

شان نزول:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں آئی تو حضور نے فرمایا۔ انی واللہ اعلم انکم تعلمون انی رسول اللہ فقالوا ما نعلم فنزلت میں خدا کی قسم جانتا ہوں کہ تم مجھے اللہ کا رسول جانتے ہو تو کہنے لگے ہم نہیں جانتے تو آیہ کریمہ میں استدراکاً فرمایا لکن اللہ یشہد (روح المعانی)

یعنی اللہ تو اس کتاب کے ذریعہ سے جو آپ پر نازل ہوئی آپ کی نبوت کی شہادت دے رہا ہے یعنی قرآن جو اپنی عبارت اور معانی کے لحاظ سے مکمل معجزہ ہے جو آپ کی نبوت ثابت کر رہا ہے۔ ایک تاویل یوں فرمائی۔ لکن اللہ یشہد وھو استدراک عن مفہوم ماقبلہ کانہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم انزال کتاب من السماء وتعنتوا ورد علیہم بقولہ انا اوحینا الیک الخ قیل انہم لا یشہدون مفہوم ماقبل سے استدراک کرتے ہوئے لکن اللہ یشہد فرمایا۔ گویا انہوں نے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کتاب کے آسمان سے نازل ہونے پر تو انہوں نے انا اوحینا الیک کا رد کیا۔ گویا انہوں نے کہا ہم گواہی اس کے منزل من اللہ ہونے کی نہیں دیتے تو اللہ تعالے نے فرمایا لکن اللہ یشہد یہ گواہی دیں یا نہ دیں لیکن اللہ گواہ ہے اور ملائکہ گواہ ہیں اس پر جو تجھ پر اے محبوب آتارا۔ انزلہ بعلمہ۔ وہ آتارا ہے اپنے علم سے اس میں چار وجہیں بیان کی گئیں۔

الاول ان یکون المعنی انزلہ بعلمہ الخاص بہ الذی لا یعلمہ غیرہ سبحانہ وھو تالیفہ علی نظم واسلوب یعجز عنہ کل بلیغ وصاحب بیان واختارہ جماعۃ من المفسرین۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ انزلہ بعلمہ کے معنی یہ ہوں کہ قرآن کریم اس علم خاص سے آتارا جسے سوا واجب تعلے شانہ کے کوئی نہ جانتا تھا اور وہ ایسی تالیف عبارت و نظم بلاغت اور اسلوب بیان ہے جس کے مقابلہ سے ہر بلیغ اور ماہر بیان عاجز ہو جائے اس توجیہ کو مفسرین کی ایک جماعت نے لیا۔

دوسری وجہ یہ ہے۔ ان یکون المعنی انزلہ وھو عالم بانک اھل لانزالہ الیک لقیامک فیہ بالحق ودعائک الناس الیہ واختارہ الطبرسی اس کے معنی یہ ہوں انزلہ نازل کیا اسے اور وہ عالم ہے کہ آپ کی ذات مبارک اس کے نازل کرنے میں اہل ہے تاکہ آپ قائم فرمائیں اس سے حق اور لوگوں کو اس کی طرف بلائیں اسے طبرسی نے اختیار کیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اس نزول کی برکت سے سمجھے جائیں بندوں کے مصالح جو ان کے لیے ضروری ہیں۔

چوتھی توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جس نے نازل فرمایا وہ اس کا عالم ہے اس کا رقیب اور محافظ ہے شیاطین سے جو بذریعہ صدر اخبار سماویہ حاصل کرتے تھے تو ملائکہ کی محافظت سے انہیں روک دیا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے سورہ جن پ۲۹ فمن یستمع الان یجد لہ شہابا رصدا تو جو کوئی اب سنے وہ اپنے لیے شہاب آتشی پائے۔ اللہ گواہی میں کافی ہے (روح المعانی)

ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلالا بعیدا وہ جنہوں نے کفر کیا اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت ونعت چھپا کر لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈال کر اللہ کی راہ سے روکا ان الذین کفروا وظلموا۔ بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور نبوت کا انکار کر کے ظلم کیا لوگوں کو بھلائی کے راستے سے روکا۔

لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جھنم اللہ نہ تو ان کی مغفرت کریگا اور نہ سوائے جہنم کے ان کو کوئی رستہ دکھائے گا۔

اس لیے کہ ان میں استعداد ہدایت نہیں۔ نیکی اور اعمال صالحہ پر قائم رہنے کی قابلیت بھی نہیں جو طریقہ اہل جنت ہے۔ خلدین فیہا ہمیشہ وہ جہنم میں رہیں گے اس کے ساتھ ابدا اور بڑھا دیا گیا تاکہ تابد الکفار فی جہنم کا عقیدہ متحقق ہو جائے اس لیے کہ خلدین فیہا میں مکث طویل یعنی ایک مدت تک جہنم میں رہنا ہی نکلتا تھا۔ چنانچہ ابدا یہ فرماتے ہیں نصب علی الظرفیۃ دافع احتمال ان یراد بالخلود المکث الطویل اس میں یہ احتمال رفع کیا گیا کہ خلدین فیہا کا مقتضی مکث طویل تھا تو ابدا نے احتمال کا رفع کر دیا فکان ذلک علی اللہ یسیرا۔ یعنی ای انتفاء غفرانہ وھدایتہ سبحانہ ایاھم وطرحھم فی النار الی الابد ہمیشہ ہمیش کو جہنم میں رہیں گے یسیرا۔ سہلا لا صارف عنہ کوئی اس سے ارادہ الٰہی کو پھیر نہیں سکتا۔ آگے ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا

فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اے لوگو بیشک آئے تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تو ایمان لاؤ لینے بھلے کے لیے اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اَلنَّاس میں صرف زمانہ مخصوص کے انسانوں سے خطاب نہیں بلکہ قیامت تک کے انسانوں سے مخاطبہ ہے۔ یہ ندا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت عامہ کی دلیل ہے اگرچہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق جن و انس فرشتوں اور تمام کائنات کے لیے نبی ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اس لیے خاص طور پر ہر زمانہ کے انسانوں کو خطاب کیا۔

اقوال حسنات:۔ اس آیت کریمہ میں رسول سے مراد ذات اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور قد تاکید کا وجوب رسالت کے لیے بالحق سے مراد متلبسا به وھی بالقرآن وبدین الاسلام وبشھادۃ التوحید یعنی متلبس بالحق اور قرآن کریم کی وضاحت اور دین اسلام کی اہمیت اور شہادت توحید یہ سب امور حضور کے بغیر نہیں ہو سکتے اس لیے کہ وہ تمہارے پاس خدا کے پاس سے تشریف لائے ہیں تو فامنوا ای بالرسل صلی اللہ علیہ وسلم و بما جاء به من الحق ایمان لاؤ اس رسول پر اور جو کچھ وہ لائے حق کے ساتھ تو خیرا لکم بھلا ہے تمہارے لیے ان پر مطلق ایمان لانا وان تکفروا فان للہ ما فی السموات والارض۔ وان تکفروا فھو سبحانہ قادر علی تعذ یبکم بکفرکم تو اللہ تعالےٰ قادر ہے عذاب دینے پر بوجہ کفران کے کے اس لیے کہ جل شانہ ما فی السموات والارض او فھو غنی عنکم لا یتضرر بکفرکم کما لا ینتفع بایمانکم اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ غنی ہے اسے تمہارے کفر سے کوئی نقصان نہیں ہے جیسے تمہارے ایمان لانے سے انہیں کوئی نفع نہیں ہے وکان اللہ علیما حکیما علیما باحوال کل۔ اور وہ تمہارے سب احوال جانتا ہے حکیما فی جمیع افعالہ وتدابیرانہ ویدخل فی ذالک تعذ یب من کفر۔ جانتا ہے سب احوال حکمت والا ہے تمام افعال میں اور تدبیر اموریں میں اور اس میں عذاب بھی کافروں کو حکمت میں داخل ہے (روح المعانی)

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اے کتابیو اپنے دین میں غلو زیادتی نہ کرو اور نہ کہو اللہ پر مگر سچ مسیح عیسیٰ ابن مریم

اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس سے روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو تین باز رہو بھلا ہے تمہارے لیے جز ایں نیست کہ اللہ ایک ہے پاکی ہے اسے اس سے کہ اس سے کوئی بچہ ہو۔ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور کافی ہے اللہ کارساز۔

غلوّ کے معنی ہیں حد سے بڑھ جانا حکم دیا گیا ہے کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے یہ دونوں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کی تنقیص کرتے تھے۔ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے تھے۔ اس طرح حد صداقت سے ہٹ گئے۔

شانِ نزول:۔ علامہ بغوی نے لکھا کہ یہ آیت صرف نصاریٰ کے متعلق ہے۔ نصاریٰ کے چار فرقے تھے۔ یعقوبیہ۔ ملکانیہ۔ نسطوریہ۔ مرقوسیہ۔

یعقوبیہ اور ملکانیہ کے عقیدہ میں حضرت عیسیٰ خدا تھے۔

مرقوسیہ کے عقیدہ میں عیسیٰ تینوں میں کا تیسرا تھا۔

یہ تعلیم ان کو ایک یہودی نے دی تھی جس کا نام بولس تھا۔

وَكَلِمَتُهٗ:۔ اور اللہ کا کلمہ تھا یعنی اللہ کے کلمہ کن کا نتیجہ تھا اللہ نے فرمایا ہو جا۔ جس پر وہ بغیر باپ بلا نطفہ کے محض امر الٰہی سے مخلوق ہوئے۔

اور اس کلمہ کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا۔ بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے باپ۔ بیٹا روح القدس۔ باپ سے ذات الٰہی بیٹے سے عیسیٰ۔ روح القدس سے ان میں حلول کرنے والی حیات مراد لیتے تھے۔ تو ان کے عقیدہ فاسدہ کاسدہ میں تین الٰہ تھے۔ اور اس تین کو ایک کا درجہ دیتے بعض گویا توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے چکر میں جکڑے ہوئے تھے۔

بعض کہتے تھے کہ عیسیٰ ناسوتیت اور الوہیت کے جامع ہیں۔ ماں کی طرف سے ان میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے الوہیت۔ تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا

یہ فرقہ بندی نصاریٰ میں ایک پولوس نامی یہودی نے پیدا کی اور اس کے بہکانے سے یہ گمراہ ہو کر اس کی تعلیم میں بہکے۔ اس آیت کریمہ میں منجانب اللہ انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں افراط و تفریط اور غلو سے باز رہیں۔ خدا یا خدا کا بیٹا بھی نہ کہیں اور تثلیث فی التوحید سے بھی باز رہیں۔ ان تمام عقاید میں عیسیٰ علیہ السلام کی بھی تنقیص شان ہے اور ذات واجب تعالیٰ شانہ کی بھی اہانت ہے۔

اس بحث کو علامہ آلوسی بغدادی صاحب روح البیان نے اپنی تفسیر میں تحت آیہ کریمہ منقولہ تقریباً بارہ تیرہ صفحات میں واضح فرمایا ہے جس کا ملخص ہم نے یہاں پیش کیا ہے اور آگے ارشاد ہے وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۔ اللہ پر افتراء نہ باندھو جو کچھ سچ کہو اللہ کا شریک اور بیٹا بنا کر حلول و اتحاد کے عیب لگا کر اپنا ایمان غارت نہ کرو۔ مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں

اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ ۔ اللہ نے اپنا کلمہ مریم تک پہنچایا۔

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۔ اس روح کا صدور اللہ کی طرف سے تھا اس لیے آلہ نہیں ہو گیا۔ اس فقرہ میں اللہ نے روح کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور روح کا صدور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ مِنْہُ میں مِن ابتدائیہ ہے تبعیضیہ نہیں ہے۔

اس فقرہ میں اللہ نے روح کی نسبت اپنی ذات کی طرف صرف عیسیٰ علیہ السلام کے شرف کو ظاہر کرنے کے لیے کی ہے ورنہ حقیقت میں تمام ارواح کی تخلیق اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

روح منہ سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح تھے یا روح کے جز تھے بلکہ وہ ایک مخلوق تھے جس کو اللہ نے ہی پیدا کیا۔

بعض مفسرین نے روح سے وہ پھونک مراد لی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکی تھی اور بہ حکم خدا اس پھونک سے حضرت مریم حاملہ ہو گئی تھیں پھونکنے کو روح کہتے ہیں۔ یا فوال حسنات

اور انہیں جو کلمہ کہا وہ لفظ کن تھا جس پر وہ بغیر باپ اور بلا نطفہ کے محض امر الٰہی سے مخلوق ہوئے اور اس امر کی تصدیق کرو کہ اللہ ایک ہے واحد ہے

بیٹے اور رشتے سے پاک ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول مانو اور عقیدہ نصرانیت جو خالص کفر ہے اس سے اجتناب کرو اور یقین کرو کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

البتہ اس کی ملکیت کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اور وہی کارساز مطلق اور تمام کے لیے کافی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجزی ماننا محض باطل ہے اس پر علامہ صاحب روح المعانی نے ایک حکایت نقل فرمائی ہے۔

(ترجمہ) ایک طبیب نصرانی جو کہ ہارون الرشید کا معالج تھا اس نے ایک دن مناظرہ کرتے ہوئے علی بن حسین سے کہا آپ کے قرآن سے عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ کا جز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس پر اس

طبیب نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ تو علامہ واقدی نے اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ پڑھی و سخر لکم مافی السموات ومافی الارض جمیعا منہ اور کہا اس سے لازم آتا ہے کہ تمام اشیاء جزو الٰہی ہوں معاذ اللہ تو وہ نصرانی لاجواب ہوا اور مسلمان ہو گیا اور ہارون رشید واقدی سے بہت خوش ہوا اور واقدی کو انعام فاخرہ سے نوازا۔

باقوال حسنات:۔ اس کے بعد صاحب روح المعانی نے روح کے معنی کی تصریح و تشریح کی ہے وہو ہذا۔ لاصحاب النظر والہدی۔

(ترجمہ) روح کے معنی میں چند قول منقول ہیں۔

(۱) روح کا نام روح اس لیے ہوا کہ لوگ اس سے زندہ ہوتے ہیں جیسے ارواح کے ساتھ زندگی ہے جبائی کا یہی مذہب ہے۔

(۲) روح اس جگہ بمعنی رحمت ہے جیسے قرآن کریم میں فرمایا وایدہم بروح منہ۔ مدد کی ان کی روح سے۔

(۳) روح سے مراد وہ وحی ہے جو بطریق الہام القاء ہوتی ہے جیسے حضرت مریم علیہ السلام کو بشارت ہوئی ان اللہ یبشرک بکلمۃ

(۴) عام طریقہ ہے کہ جب کسی شے کی تعریف غایت طہارت و نظافت سے کرنا مقصود ہو تو کہتے ہیں وہ روح ہے۔ تو جب عیسیٰ علیہ السلام کی تکوین نفخ ربانی سے ہوئی نہ کہ نطفہ سے تو ان کی صفت روح سے کی گئی۔

(۵) ایک قول یہ ہے کہ روح سے سر الٰہی مراد ہے جیسے کہا کرتے ہیں اس مسئلہ کی روح یہ ہے ایسے ہی بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سر ہیں اسرار اللہ تعالےٰ سے اور ایک نشانی ہیں ربانی نشانیوں سے۔

(۶) ایک قول یہ ہے کہ یہاں مراد روح سے ذو روح ہے حذف مضاف کر کے اور اضافت اللہ تعالےٰ کی طرف بغرض تشریف و تعظیم عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالےٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و عبدیت کی شہادت دی اور یہ بھی اعتراف کیا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کا کلمہ تھا جو اللہ نے مریم کو پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے صادر شدہ روح بھی تھا اور یہ یقین رکھا کہ جنت حق ہے دوزخ حق ہے

تو اس کو اللہ جنت میں پہنچائے گا۔ عمل خواہ کچھ بھی ہوں۔ (بخاری مسلم)
مزید توضیحات کے لیے روح المعانی کا ملاحظہ ضروری ہے جلد رابع تحت آیت کریمہ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموات الخ
تثلیث سے باز رہو تمہارے لیے بہتر ہو گا

بس اللہ ہی معبود ہے وہ اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ اولاد ہونے کا تصور تو وہاں ہو سکتا ہے جہاں اصل کی مثل ہو سکتی ہو اور فنا کا تصور کیا جا سکتا ہو۔ اللہ کا نہ تو مثل ہے نہ وہ فانی ہے اس لیے اللہ نے اپنے لیے اولاد کی نسبت کو گالی قرار دیا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لیے یہ جائز نہ تھا۔ اس نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ بھی درست نہ تھا کہ میری تکذیب تو اس قول سے کی کہ اول تخلیق کی طرح دوبارہ اللہ تخلیق نہ کرے گا حالانکہ اول تخلیق سے دوبارہ تخلیق میرے لیے دشوار نہیں اور گالی اس قول سے دی کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنا لیا حالانکہ میں اکیلا ہوں بے احتیاج ہوں نہ کوئی میری اولاد نہ میں کسی کی اولاد نہ میرا کوئی مثیل۔
حضرت ابن عباس کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں ہوں اور اولاد سے پاک ہوں رواہ البخاری۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اسی کی مخلوق اور ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست و دوم پ ۶ سورہ نساء

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝

ہرگز نفرت نہیں کرتا مسیح اس سے کہ ہو اللہ کا بندہ اور نہ مقرب فرشتے اور جو نفرت کرے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے تو عنقریب محشور ہوں گے اس کی طرف سب۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو پوری دیگا انہیں ان کی مزدوری اور زیادہ دیگا انہیں اپنے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

فضل سے اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تو انہیں عذاب ہوگا عذاب دردناک۔
اور نہ پائیں گے سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

اے لوگو بے شک آئی تم میں دلیل واضح تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے اتارا تمہاری طرف نور روشن

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

تو جو ایمان لایا اللہ پر اور مضبوط تھامی رسی اس کی تو عنقریب وہ داخل کرے گا رحمت میں اپنی طرف سے اور اپنے فضل سے اپنی طرف دکھائے گا سیدھی راہ

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ

(اے محبوب) آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں فرمادیجئے اللہ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ میں اگر کسی ایسے مرد کا انتقال ہو کہ نہ ہو اس کے اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو اسے آدھا ملے گا ترکہ سے۔

وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر نہ ہو اس کے اولاد تو اگر دو بہن ہوں تو دونوں میں دو تہائی ترکہ سے اور اگر ہوں بھائی بہن مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ مثل حصہ دو عورتوں کے ہے۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ تم نہ بھٹکو اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

حل لغات رکوع بست و دوم سورہ نساء پ ۶

لن۔ ہرگز نہ   یستنکف۔ نفرت کریگا   المسیح۔ مسیح   ان۔ یہ کہ

یکون - ہو　　عبداً - بندہ　　للہ - اللہ کا　　و - اور

لا - نہ　　الملئکۃ - فرشتے　　المقربون - مقرب　　و - اور

من - جو　　یستنکف - نفرت کرے　　عن عبادتہ - اسکی بندگی سے

و - اور　　یستکبر - تکبر کرے　　فسیحشرہم - توجلدی اکٹھا کریگا　　ھم - ان کو

الیہ - اپنے طرف　　جمیعا - سب کو　　فاما - پھر وہ　　الذین - جو

آمنوا - ایمان لائے　　و - اور　　عملوا - عمل کیے　　الصلحت - نیک

فیوفیہم - تو پورے دیگا انکو　　اجورھم - اجر　　ھم - ان کے　　و - اور

یزیدھم - زیادہ دیگا　　ھم - ان کو　　من فضلہ - اپنے فضل سے　　و - اور

اما - وہ　　الذین - جنہوں نے　　استنکفوا - نفرت کی　　و - اور

استکبروا - تکبر کیا　　فیعذبہم - تو عذاب کریگا انکو　　عذابا - عذاب　　الیما - دردناک

و - اور　　لا - نہ　　یجدون - پائیں گے　　لہم - اپنے لیے

من دون اللہ - اللہ کے سوا　　ولیا - کوئی دوست　　و - اور

لا - نہ　　نصیرا - مددگار　　یا ایہا - اے　　الناس - لوگو

قد - بیشک　　جاء - آئی　　کم - تمہارے پاس　　برھان - دلیل

من ربکم - تمہارے رب سے　　و - اور　　انزلنا - اتارا ہم نے　　الیکم - تمہاری طرف

نورا - نور　　مبینا - روشن　　فاما - پھر وہ　　الذین - جو

آمنوا - ایمان لائے　　باللہ - اللہ پر　　و - اور　　اعتصموا - تھام لیا

بہ - اسکو　　فسیدخلہم - جلدی داخل کریگا انکو　　فی - بیچ

رحمۃ - رحمت　　منہ - اپنی کے　　و - اور　　فضل - فضل کے

و - اور　　یہدیہم - دکھائیگا انکو　　الیہ - اپنی طرف　　صراطا - رستہ

مستقیما - سیدھا　　یستفتونک - آپ سے سوال کرتے ہیں　　قل - کہہ

اللہ - اللہ　　یفتیکم - فتوی دیتا ہے تم کو　　فی - بیچ　　الکللۃ - کلالہ کے

ان - اگر　　امرؤ - کوئی آدمی　　ھلک - مرجائے　　لیس - نہ

لہ - ہو اسکی　　ولد - اولاد　　و - اور　　لہ - اس کی

اخت - بہن ہو　　فلہا - تو اسکے لیے　　نصف - آدھا ہے　　ما - اس کا جو

ترک - چھوڑ جائے	و - اور	ھو - وہ	یرثھا - اس کا وارث ہوگا
ان - اگر	لم - نہ	یکن - ہو	لھا - اس کی
ولد - اولاد	فان - پھر اگر	کانتا - ہوں	اثنتین - دو بہنیں
فلھما - تو ان کے لیے	الثلثن - دو تہائی ہے	مما - اس سے جو	ترک - چھوڑ جائے
و - اور	ان - اگر	کانوا - ہوں	اخوۃ - بہن بھائی
رجالا - مرد	و - اور	نساء - عورتیں	فللذکر - تو مرد کے لیے
مثل - مثل	حظ - حصے	الانثیین - دو عورتوں کے ہے	یبین - بیان کرتا ہے
اللہ - اللہ	لکم - تمہارے لیے	ان - یہ کہ تم	تضلوا - گمراہ نہ ہو
و - اور	اللہ - اللہ	بکل - ہر	شیء - چیز کو
علیم - جاننے والا ہے۔			

مختصر تفسیر رکوع بست و چہارم سورہ نساء

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝

مسیح علیہ السلام تو اللہ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار نہ کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اللہ کی بندگی سے عار کرتے ہیں اور جو شخص اللہ کی بندگی سے عار و تکبر کریگا تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا اور سزا دیگا۔

استنکاف کے معنی ہیں کسی چیز کو حقیر سمجھ کر ناک چڑھانا۔ محاورہ ہے نَكَفْتُ الدمع میں نے ہاتھ سے آنسو پونچھ لیے تھے تاکہ آنسو باقی نہ رہیں۔

شان نزول:۔ وفد نجران نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے صاحب کو کیوں عیب لگاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ صاحب تمہارے کون ہیں نجرانی بولے عیسٰی علیہ السلام۔ حضور نے فرمایا وہ کون سی چیز ہے جو میں نے ان کی شان میں فرمائی۔ بولے آپ کہتے ہیں وہ اللہ کا بندہ اور رسول ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لیے اللہ کی بندگی باعث شرف وکمال ہے جس پر خود ان کو فخر ہے کیونکہ ممکنات میں کمال وصفی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جبتک ان کا انتساب اللہ کی طرف نہ ہو لہذا عبدیت

ہی ان کے لیے باعث کمال ہے۔

متذکرہ آیت سے ملائکہ کی فضیلت انسانوں پر لازم نہیں آتی۔ جزئی فضیلت ضرور ہے انسان جو اپنی شخصی اور نوعی بقا کے لیے کھانے پینے جماع کا محتاج ہے۔ اس کا زمانہ حدوث میں قریب ہے وہ اللہ کی عبدیت اور مخلوق ہونے سے کیسے انکار کرسکتا ہے۔ ملائکہ جو مادی کثافت سے پاک ہے ان کو کوئی حاجت نہیں۔ قوت بھی زائد ہے عمریں بھی زائد ہیں لیکن پھر بھی وہ عبدیت سے انکار نہیں کرتے۔

باقوال حسنات:۔ استنکاف باب استفعال سے ہے مبدأ اشتقاق نکف ہے علامہ راغب اصفہانی نے کہا من نکفت الشئ نحیتہ۔ ورجلہ نخینہ الدامع عن الخد بالاصبع وقالوا بحر لاینکف ای لاینزح ومنہ قولہ

فباتوا ولولا ماتذکر منھم من الخلف لم ینکف لعینک مدمع

جو کسی چیز کو مٹائے اور اس کی اصل رخسارے سے انگلی کے ساتھ آنسو مٹانا اور شعر کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے جو اس کے اندر سے نہ نکالا جاسکے۔ نظیر میں شعر کے اندر محاورہ بنایا۔

وقیل النکف قول السوء نکف بری بات کا کہنا ہے ویقال ما علیہ فی ھذا الامر نکف ولا وکف محاورہ ہے کہ اس امر میں اس پر کوئی عیب نہیں اور نہ الزام۔ پھر اسے باب استفعال میں لاکر اس سے سلب کے معنی لیے گئے۔

قال المبرد وفی الاساس استنکف ونکف امتنع وانقبض انفا وحمیۃ۔ مبرد نے کہا اور اساس میں ہے استنکف ونکف بمعنی امتنع اور انقبض کے آتا ہے۔ بغیر رد کتا اور کسی سے قبض کرنا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ مسیح ہرگز تکبر نہیں کرتے اس میں کہ ہوں بندے اللہ کے (روح المعانی) اور جو بھی تکبر کرے یا نفرت اللہ کا بندہ ہونے سے تو عنقریب وہ اسے محشور کرے گا اور سب کو آخر میں اس تکبر و نفرت کی سزا دے گا اور جو ایمان لائے اس کے لیے ارشاد ہے۔

فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ۔ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے انکو پورا پورا ان کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور زیادہ کیا جائے گا اللہ کے فضل سے۔ مقام قرب میں دیدار کے وہ معاملات جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے نہ کسی دل میں ان کا تصور آیا جو کچھ چاہے گا عطا فرمائے گا۔

واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبہم عذابا الیما۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی بندگی سے عار کی اور بڑے بننے مغرور تکبر والے تو اللہ ان کو دکھ کا عذاب دے گا۔

ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ اور وہ جو نفرت و تکبر کریں انہیں عذاب دیا جائے گا دردناک اور نہ پائیں گے وہ اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار۔

یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا۔ فاما الذین اٰمنوا باللہ واعتصموا بہ فسیدخلہم فی رحمۃ منہ وفضل ویہدیہم الیہ صراطا مستقیما۔

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے واضح دلیل آگئی اور ہم نے تمہارے پاس روشنی پیدا کرنے والا یعنی قرآن نازل کیا جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور اس کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو اللہ ان کو اپنی رحمت وفضل میں ضرور داخل کرے گا اور اپنے قرب کا سیدھا رستہ دکھائے گا۔

لغت میں برہان مضبوط کرنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں قوی دلیل کو کہتے ہیں جس سے دعوی پختہ ومضبوط کیا جائے جسے مخالف توڑ نہ سکے۔ برہان میں تنوین عظمت کی ہے۔ من ابتدائیہ ہے من ربکم یا تو برہان کی صفت ہے یا جاءکی یعنی اے لوگو تم سب کے پاس ایک بہت مضبوط اور مدلل دلیل تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے۔

اقوال حسنات برہان سے مراد حجۃ قاطعہ ہے اور اس سے مراد معجزات سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابن عساکر سفیان ثوری سے راوی ہیں کہ ان المراد بالبرہان ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ برہان سے مراد ذات اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وعلیٰ ھذہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بذالک لما معہ من المعجزات التی تشہد بصدقہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ اس سے مراد لیتے ہیں ذات اقدس صلے اللہ علیہ وسلم معہ معجزات کے جو شہادت دیتے ہیں صداقت مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر اور برہان پر تنوین تفخیم ہے۔

برہان حجت الٰہیہ سے مراد ذات مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضور علیہ السلام کی آنکھ شریف معجزہ ہے جو اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی تھی اور جس نے نماز کسوف میں جنت کا مشاہدہ کیا۔

حضور علیہ السلام کی ناک معجزہ ہے جس نے مدینہ منورہ میں حضرت اویس قرنی کے ایمان محبت کی خوشبو یمن سے پالی (روح البیان)

حضور علیہ السلام کی زبان معجزہ ہے جس کی ہر بات وحی خدا ہے جو منہ سے نکلا پورا ہو کر رہا گویا کن کی کنجی ہے۔

حضور علیہ السلام کا لعاب معجزہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آشوب کو لعاب سے صحت حاصل ہو گئی حضرت عتیق کے پاؤں کی ٹوٹی ہوئی ہڈی بدر میں لعاب سے جوڑ دی۔ حضرت معوذ بن عفراء کے بازو کو بدر میں لعاب سے جوڑ دیا حضرت صدیق اکبر کے پاؤں کے انگوٹھے کو سانپ کے زہر کو لعاب سے تریاق بنا کر صحت بخش دی کھاری کنویں کو لعاب سے شیریں کر دیا وغیرہ وغیرہ

حضور علیہ السلام کے ہاتھ معجزہ ہیں ید اللہ فوق ایدیہم جس ہاتھ پر صحابہ نے بیعت رضوان کنکریوں نے کلمہ پڑھا جس دسترخوان سے دست مبارک پونچھ لیے تندور کی آگ نے اس پر اثر نہ کیا اور وہ صاف ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کی انگلیاں معجزہ ہیں ایک پیالہ پانی سے پانچوں انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے سفر حدیبیہ میں انگلی مبارک کے اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا۔ اشارے سے چاند چیر دیا۔ چھپے ہوئے خود کو پھیر دیا۔ گئے ہوئے دن کو عصر کیا۔ یہ تاب و تواں تمہارے لیے۔

حضور علیہ السلام کے پاؤں معجزہ جو فرش پر چلے عرش پر چڑھے۔ بیماروں کو ٹھوکر لگ جائے تو شفا ہو جائے۔

حضور علیہ السلام کا پسینہ معجزہ ہے جس میں گلاب سے اعلیٰ خوشبو ہے۔

حضور علیہ السلام کے بال مبارک معجزہ۔ حضرت خالد نے اپنی ٹوپی میں تبرکاً رکھا ہر جہاد میں فتح نصیب ہوئی۔ ہرقل بادشاہ نے ٹوپی میں رکھا مرد کو شفا ہو گئی۔ بیمار غسل دے کر غسالہ پی لیتے تو شفا پا جاتے تھے۔ حضرت طلحہ کے گھر بال شریف تھے تمام رات فرشتوں کی تسبیح سنی (مدارج النبوۃ)

باقوال الحسنات۔ نور مبین کے انزال سے مراد قرآن کریم ہے جو بواسطہ سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نازل ہوا۔ اور نور مبین پر فرماتے ہیں وھو القران کما قالہ قتادۃ و مجاھد والسدی وہ فرماتے ہیں وہ قرآن کریم ہے جیسا کہ قتادہ اور مجاہد اور سدی نے کہا جس طرح اشیاء کا انکشاف روشنی سے ہوتا ہے اسی طرح حق کا انکشاف قرآن سے ہوتا ہے۔

اب آگے ان لوگوں کی شان میں ارشاد ہے جو اعتصام بحبل اللہ کرتے ہوئے ایمان لائے اور اس کی رحمت یعنی جنت میں اور فضل یعنی ایسی نعمتوں سے احسان فرمایا جائے گا جسکی مقدار و تعداد طاقت بیان سے باہر ہے۔

اب کلالہ کے متعلق قانون فرمایا جاتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(اے محبوب) آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ فرما دیجئے اللہ تمہیں کلالہ کے معاملہ میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کسی مرد کا انتقال ہوا اور وہ لاولد ہو اس کے صرف ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو تو اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اللہ بیان فرماتا ہے تمہارے لیے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

شانِ نزول: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم عیادت کے لیے تشریف لائے اور حضور کی معیت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت جابر بیہوش تھے حضور نے وضو فرما کر آبِ وضو ان پر ڈالا۔ فوراً افاقہ ہوا آنکھ کھولی تو دیکھا جانِ عالم رحمتِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے مال کا کس طرح تقسیم کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری و مسلم (روح المعانی)

تعریف کلالہ

کلالہ اصل میں مصدر ہے معنی میں کلال کے اور کلال کہتے ہیں تھکنے اور ضعیف ہونے کو محاورہ عرب میں کل الرجل کلا وکلالۃ کہتے ہیں پھر اسے قرابت کے لیے استعارہ کر لیا گیا اور جو ولد اور والد کی جانب سے ہو تو چونکہ اس قسم کی قرابت میں ضعف ہوتا ہے لہٰذا اسے کلالہ کہا گیا تو تعریف کلالہ یہ ہوئی کہ جو باپ بیٹیا نہ چھوڑے یعنی اس کی اصل باقی ہو نہ فرع وہ کلالہ ہے اور کلالہ ذکر قرآن مجید میں دو جگہ ہے ایک چوتھے پارہ سورہ نساء کے دوسرے رکوع یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین میں وان کان رجل یورث کلالۃ اوامرأۃ ولہ اخ اواخت فلکل واحد منہما السدس وان کانوا اکثر من ذلک فہم شرکاء فی الثلث من بعد وصیۃ یوصی بہا اودین غیر مضار

ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور وہ کلالہ ہو یعنی اس کے باپ بیٹا یعنی اصل و فرع نہ ہو اور دوسری ماں سے اس کے بھائی یا بہن ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں برابر کے شریک ہیں۔ اور یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد دیے جائیں گے بشرطیکہ میت نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو۔ دوسرا حکم اسی سورۃ کے آخری رکوع میں ہے۔

یستفتونك قل الله یفتیکم فی الکلالة ان امرؤ هلك لیس له ولد وله اخت فلها نصف ما ترك وهو یرثها ان لم یکن لها ولد فان کانتا اثنتین فلهما الثلثان مما ترك وان کانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین۔

اے محبوب آپ سے کلالہ کے متعلق پوچھتے ہیں تو انہیں فرما دیجئے کہ اللہ کلالہ کے بارہ میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو اور نہ باپ دادا کہ ایسے ہر شخص کو کلالہ کہتے ہیں۔ اور اس کے صرف ایک بہن ہو تو اس کو ترکہ کا آدھا دیا جائے اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا وارث یہ بھائی ہے۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں یا زائد تو ان کو تو اس کے ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا اور اگر بہن بھائی ہوں تو دو عورتوں کے حصہ کے برابر ایک مرد کو ملے گا۔ یہ تفصیل سیاق عبارت اور اقوال سلف کے مطابق بیان کی گئی ہے اور بہن بھائی سے مراد عینی اور علاتی ہیں نہ کہ اخیافی۔

خلاصہ مسئلہ یہ ہوا کہ کلالہ کی تین صورتیں ہیں اور کلالہ کا بیان قرآن کریم میں دو جگہ ہے تو تین صورتوں کی تفصیل یہ ہے کہ کلالہ عینی بھائی بہن چھوڑے یعنی ایک ماں باپ کے سگے بہن بھائی۔ دوسرے علاتی یعنی سوتیلے ایک باپ کی اولاد جن کی مائیں مختلف ہوں۔ تیسرے اخیافی یعنی سوتیلے جن کی ماں ایک اور باپ مختلف ہوں۔ قرآن کریم میں وان کان رجل یورث کلالة او امرأة وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس میں۔ اس تیسری صورت کا حکم یہ ہے اور اس میں بھائی بہن ہر ایک برابر چھٹے حصہ کا حقدار ہے للذکر مثل حظ الانثیین کا قاعدہ یہاں نہیں چلے گا اور اگر دو سے زائد ہوں تو تہائی کے بالمساوات مالک ہیں۔ رہیں پہلی اور دو صورتیں ان کے احکام آخر میں مذکور ہیں جو اپنے مقام پر ذکر کیے گئے۔

ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جابر سے فرمایا کہ میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔ اس سے ایک مسئلہ یہ مستنبط ہوا کہ مقدس ہستیوں کا آب وضو تبرک اور شفا ہے اسے حصول شفا کی غرض سے استعمال کرنا سنت فعلی ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو اللہ تعالے نے موت وزیست کے متعلق بھی علم غیب عطا فرمایا۔

سورۂ مائدہ مدنیہ اس میں ایک سو بیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۂ مائدہ پ ۶

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۃ۔ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو حلال کیے گئے تمہارے لیے بے زبان چارپائے مگر وہ جو حکم دیا جائے گا تمہیں۔ شکار حلال نہ سمجھو جبکہ تم احرام میں ہو بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

اے ایمان والو نہ حلال کرو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینہ اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ قلادہ کے نشان والی اور ان کا مال و آبرو جو بیت حرام کا قصد کریں یعنی ڈھونڈیں فضل اپنے رب سے اور رضا اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور نہ زیادتی کرنے پر ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ روکا تھا انہوں نے مسجد حرام سے کہ تم حد سے بڑھو اور مدد کرو نیکی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ اور زیادتی پر اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور گلا گھونٹنے سے مرا ہوا اور گر کر مرا ہوا اور جسے کسی جانور نے سینگ سے مارا اور جسے درندہ کھا چکا ہو

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر جسے تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کے کام ہیں۔ آج مایوس ہو گئے کافر تمہارے دین کی طرف سے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین تو جو بھوک پیاس سے مضطر ہو نہ کہ گناہ کی طرف جھکے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

آپ سے پوچھتے ہیں (اے محبوب) ان کے لیے کیا حلال ہے فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور جو شکاری جانور سدھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے ہیں اس سے سکھا کر جو علم خدا نے تمہیں دیا تو کھاؤ اس میں سے جو وہ روک رکھیں تمہارے لیے تو اس پر اللہ کا نام لو اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ کو حساب کرتے کوئی دیر نہیں لگتی۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ

آج کے دن حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور وہ کھانا جو کتابیوں کو ملا حلال ہے تم پر اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور نیک چلن عورتیں مسلمان اور نیک چلن عورتیں ان کی جو کتابی ہیں تم سے پہلے جب تم انہیں ان کے دے دو مہر نیکی سے رکھتے ہوئے نہ کہ آوارگی سے نہ آشنائی سے رکھنا اور جو کفر کرے ایمان سے تو بے شک سب عمل اس کا اکارت ہے

وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

حل لغات رکوع اول سورۂ مائدہ پ ۶

يٰاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو جو	اٰمَنُوْٓا۔ ایمان لائے ہو	اَوْفُوْا۔ پورے کرو
بِالْعُقُوْدِ۔ اپنے عہد	اُحِلَّتْ۔ حلال کیے گئے	لَكُمْ۔ تمہارے لیے	بَهِيْمَةُ۔ بے زبان
الْاَنْعَامِ۔ جانور	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ جو	يُتْلٰى۔ پڑھے جائیں گے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	غَيْرَ۔ نہ	مُحِلِّى۔ حلال سمجھنے والے	الصَّيْدِ۔ شکار کو
وَ۔ جبکہ	اَنْتُمْ۔ تم	حُرُمٌ۔ احرام میں ہو	اِنَّ۔ بیشک
اللّٰهَ۔ اللہ	يَحْكُمُ۔ حکم دیتا ہے	مَا۔ جو	يُرِيْدُ۔ چاہے
يٰاَيُّهَا۔ اے	الَّذِيْنَ۔ لوگو	اٰمَنُوْا۔ ایمان والو	لَا۔ نہ
تُحِلُّوْا۔ حلال بناؤ	شَعَآئِرَ۔ نشان	اللّٰهِ۔ اللہ کے	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	الشَّهْرَ۔ مہینے	الْحَرَامَ۔ حرمت والے کو	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	الْهَدْيَ۔ قربانی کو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
الْقَلَآئِدَ۔ پٹے والے کو	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	آٰمِّيْنَ۔ قصد کرنے والوں کو
الْبَيْتَ۔ بیت	الْحَرَامَ۔ الحرام کا	يَبْتَغُوْنَ۔ چاہتے ہیں	فَضْلًا۔ فضل
مِّنْ رَّبِّهِمْ۔ اپنے رب کا	وَ۔ اور	رِضْوَانًا۔ رضامندی	وَ۔ اور
اِذَا۔ جب	حَلَلْتُمْ۔ تم احرام اتارو	فَاصْطَادُوْا۔ تو شکار کرلو	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	يَجْرِمَنَّكُمْ۔ برانگیختہ کرے تم کو	شَنَاٰنُ۔ دشمنی	قَوْمٍ۔ کسی قوم کی
اَنْ۔ یہ کہ	صَدُّوْ۔ روکا	كُمْ۔ تم کو	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ مسجد
حرام سے	اَنْ۔ یہ کہ	تَعْتَدُوْا۔ تم زیادتی کرو	وَ۔ اور
تَعَاوَنُوْا۔ مدد کرو	عَلَى۔ اوپر	الْبِرِّ۔ نیکی کے	وَ۔ اور
التَّقْوٰى۔ پرہیزگاری کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَعَاوَنُوْا۔ مدد کرو
عَلَى۔ اوپر	الْاِثْمِ۔ گناہ	وَ۔ اور	الْعُدْوَانِ۔ زیادتی کے
وَ۔ اور	اتَّقُوا۔ ڈرو	اللّٰهَ۔ اللہ سے	اِنَّ۔ بیشک

الله - اللہ　شدید - سخت　العقاب - عذاب والا ہے　حرمت - حرام کیا گیا

علیکم - تم پر　المیتۃ - مردار　و - اور　الدم - خون

و - اور　لحم - گوشت　الخنزیر - خنزیر کا　و - اور

ما - جو　اھل - پکارا جائے　لغیر - واسطے غیر　الله - اللہ کے

بہ - اسکو　و - اور　المنخنقۃ - گلا گھونٹا ہوا　و - اور

الموقوذۃ - چوٹ سے مرا ہوا　و - اور　المتردیۃ - گر کر مرا ہوا　و - اور

النطیحۃ - سینگ سے مرا ہوا　و - اور　ما - جسے　اکل - کھا جائے

السبع - درندہ　الا - مگر　ما - جو　ذکیتم - ذبح کر لو تم

و - اور　ما - جو　ذبح - ذبح کیا جائے　علی - اوپر

النصب - تھان کے　و - اور　ان - یہ کہ　تستقسموا - تم تقسیم کرو

بالازلام - پانسہ ڈال کر　ذلکم - یہ　فسق - گناہ ہیں　الیوم - آج

یئس - مایوس ہو گئے　الذین - وہ جو　کفروا - کافر ہیں　من دینکم - تمہارے دین سے

فلا - تو نہ　تخشو - ڈرو　ھم - ان سے　و - اور

اخشون - ڈرو مجھ سے　الیوم - آج　اکملت - میں نے پورا کر دیا　لکم - تمہارے لیے

دینکم - تمہارا دین　و - اور　اتممت - پوری کر دی　علیکم - تم پر

نعمتی - اپنی نعمت　و - اور　رضیت - پسند کیا میں نے　لکم - تمہارے لیے

الاسلام - اسلام کو　دینا - دین　فمن - پس جو　اضطر - مجبور ہو جائے

فی - بیچ　مخمصۃ - بھوک کے　غیر - نہ　متجانف - مائل ہو

لاثم - گناہ کی طرف　فان - تو بیشک　الله - اللہ　غفور - بخشنے والا

رحیم - مہربان ہے　یسئلونک - آپ سے پوچھتے ہیں　ماذا - کیا

احل - حلال کیا گیا ہے　لھم - ان کے لیے　قل - آپ کہہ دیں　احل - حلال کی گئیں

لکم - تمہارے لیے　الطیبت - پاکیزہ چیزیں　و - اور　ما - جو

علمتم - سکھاؤ تم　من الجوارح - شکاری　مکلبین - جانوروں کو　تعلمونھن - سکھاؤ تم ان کو

مما - اس سے جو　علمکم - سکھایا تم کو　الله - اللہ نے　فکلوا - تو کھاؤ

مما - اس سے جو　امسکن - روک لیں　علیکم - تمہارے لیے　و - اور

اذکروا - یاد کرو	اسم - نام	اللہ - اللہ کا	علیہ - اس پر
و - اور	اتقوا - ڈرو	اللہ - اللہ سے	ان - بیشک
اللہ - اللہ	سریع - جلدی	الحساب حساب لینے والا ہے	الیوم - آج
احل - حلال کی گئیں	لکم - تمہارے لیے	الطیبت - پاک چیزیں	و - اور
طعام - کھانا	الذین - ان کا جو	اوتوا - دیے گئے	الکتاب - کتاب
حل - حلال ہے	لکم - تمہارے لیے	و - اور	طعامکم - تمہارا کھانا
حل - حلال ہے	لہم - ان کے لیے	و - اور	المحصنت نیک چلن عورتیں
من المومنات - مسلمان	و - اور	المحصنت - نیک چلن عورتیں	من الذین - ان سے جو
اوتو - دیے گئے	الکتاب - کتاب	من قبلکم - تم سے پہلے	اذا - جب
اتیتمو - دیدو تم	ھن - ان کو	اجور - حق مہر	ھن - ان کے
محصنین - نکاح کرنے والے	غیر - نہ	مسافحین - بدکاری کرتے ہوئے	و - اور
لا - نہ	متخذی - پکڑنے والے	اخدان - پوشیدہ دوستی	و - اور
من - جو	یکفر - کفر کرے	بالایمان - ایمان کے بدلے	فقد - تو بیشک
حبط - ضائع ہوئے	عملہ - اسکے عمل	و - اور	ھو - وہ ہوگا
فی - بیچ	الاخرۃ - آخرت کے	من الخاسرین - خسارہ اٹھانے والا۔	

مختصر تفسیر رکوع اول سورۂ مائدہ پ ۶

یہ سورت تمام مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں ۱۶ رکوع اور ایک سو بیس آیتیں ہیں بارہ ہزار چار سو چونسٹھ حرف ہیں۔ صرف ایک آیت الیوم اکملت لکم دینکم الی آخرہ یوم عرفہ حجۃ الوداع میں نازل ہوئی اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں تلاوت فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ اے ایمان والو اپنے قول وقرار پورے کرو۔

عقد۔ مضبوط ترین عہد کو کہتے ہیں۔

عقود کے معنی میں مفسرین کے یہاں چار اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔ وفی۔ وفّی۔ واوفیٰ۔ الوفاء حفظ

مایقتضیہ العقد والقیام بموجبہ - وفا وہ ہے جو بمقتضائے عقد محافظت کے لیے ہو اور اس کے موجبات پر قائم رہنا۔

عقد کی تعریف میں ہے اصل العقد الربط محکما - عقد کی اصل ہے مضبوط طریقہ سے باندھنا ثم تجوزبہ عن العھد المؤثق پھر اس کا استعمال مضبوط عہد کے معنی میں کرنا جائز ہوگیا۔

اور عقد اور عہد میں علامہ طبرسی نے فرق کیا وہ کہتے ہیں ان العقد فیہ معنی الاستیثاق والشدۃ ولایکون الابین اثنین - عہد وہ ہے جس میں میثاق اور شدت کی پابندی کے معنی ہوں اور وہ ہو بھی دو کے مابین - اور عہد کبھی تنہا ایک آدمی بھی کر سکتا ہے - اس کے بعد عقد اور ایفا پر چار قول نقل کیے گئے

احدھا ان المراد بہا العھود التی اخذ اللہ تعالی علی عبادہ بالایمان وطاعتہ فیما حل لھم او حرم علیھم وھو مروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنھما - پہلا قول تو یہ ہے کہ ایفائے عہد بالعقد اللہ تعالے اس سے لے اور اپنے بندوں سے میثاق حاصل فرمائے اس پر ایمان لانے اور پیروی کرنے پر جو کچھ وہ حلال کرے یا حرام کرے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

وثانیھا العقود التی یتعاقدھا الناس بینھم کعقد الایمان وعقد النکاح وعقد البیع ونحو ذلک والیہ ذھب ابن زید وابن الزبیر۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عقد وہ ہے جو لوگ منعقد کرتے ہیں آپس میں مثلاً قسم باللہ اور نکاح کا ایجاب وقبول اور بیع وشراء کا اقرار وغیرہ اسی طرف ابن زید اور زبیر بن اسلم گئے ہیں۔

وثالثھا العھود التی کانت تؤخذ فی الجاھلیۃ علی النصرۃ والموازرۃ علی من ظلم وروی ذلک عن مجاھد والربیع وقتادۃ وغیرھم۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں نصرت وحمایت وحفاظت کے لیے کیے جاتے تھے اس کے مقابلہ میں جو ظلم کرے اسے مجاہد - ربیع وقتادہ سے روایت کیا گیا۔

ورابعھا العھود التی اخذھا اللہ تعالی علی اھل الکتاب بالعمل بما فی التوراۃ و الانجیل مما یقتضی التصدیق بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم وبما جاء بہ وروی ذلک عن ابن جریج وابی صالح۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عہد ہیں جو اللہ تعالے نے اہل کتاب سے لیے عمل کرنے کو اس

پر جو تورات اور انجیل میں ہیں جن کا مقتضی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ہے اور جو حضور کی شان میں توریت و انجیل میں آیا یہ قول ابن جریج اور ابی صالح سے مروی ہے۔

پانچواں قول بعض مفسرین سے یوں ہے اس سے مراد وہ عام احکام ہیں جو لازم ہیں من جانب اللہ اس کے بندوں پر احکام دینیہ عقود و امانات۔ معاملات اور جس پر پورا پورا کرنا یا دینا واجب ہو اور شئی دین مستحب ہوں یا واجب اور اس میں اجتناب محرمات و مکروہات سب داخل ہیں اس لیے کہ یہ عقد محلی بالف لام استغراق ہے (روح المعانی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ سورت مائدہ کا نزول قرآن میں سب سے آخر میں ہوا۔ اس لیے جو چیزیں تم اس میں حلال پاؤ ان کو حلال سمجھو جو حرام پاؤ اس کو حرام قرار دو اس کا حکم منسوخ نہیں رواہ احمد والنسائی۔ آگے ارشاد ہے۔

اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ٥ حلال ہوئے تمہارے لیے بے زبان مویشی مگر وہ جو سنایا جائے گا تمہیں سوا شکار کے جب تم احرام میں ہو۔ بیشک اللہ حکم دیتا ہے جو چاہے۔

بہیمہ وہ جانور ہے جس میں قوت تمیز نہ ہو۔ انعام چوپائے اونٹ گائے بکری وغیرہ ہے۔ آیت مذکور کا مقصد ان چوپایوں کو حلال بنا دینا ہے جو اہل جاہلیت نے اپنے اوپر حرام کر لیے تھے۔ بہیمہ کے پیٹ کا بچہ تمہارے لیے جانور مذبوحہ کے پیٹ کے بچے حلال ہیں۔ احناف کے یہاں ذبح کرنے کی شرط ہے جبکہ اس میں جان پڑ چکی ہو امام شافعی کے نزدیک مطلقاً جائز ہے (روح المعانی)

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ۔ سوائے ان کے جن کی تلاوت کی جا رہی ہے۔

جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا گیا وہ یہ ہیں مردار جن کو ذبح کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو یعنی بغیر تکبیر کے ذبح کیا گیا ہو۔ یا بتوں کے بھینٹ چڑھایا گیا ہو یا گلا گھونٹ کر یا مارا ہو یا خود گر کر مر گیا ہو یہ سب میتہ کے حکم میں ہیں۔

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ۔ لیکن شکار کو حلال کر دیا گیا۔

یعنی جن کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ان کے سوا تمام چوپائے تمہارے لیے حلال ہیں اور حالت احرام میں شکار کرنا حلال نہیں مگر دریائی شکار جائز ہے خواہ احرام میں ہو البتہ محرم کے لیے خشکی کا شکار حرام ہے یہ حکم اس سورہ مبارکہ کے آخر میں آئے گا۔ احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما۔ حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے

اور مسافروں کے کھانے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا جانور جبتک تم احرام میں ہو۔
اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ
وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا۔ اے ایمان والو نہ حلال کرو اللہ کے
نشان اور نہ حرمت والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ وہ جن کے گلے میں قلادہ ہو اور نہ
ان کا (مال آبرو) جو بیت الحرام کا قصد کریں اور اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔
اللہ کے شعائر جو خاص طور پر فرمائے گئے جیسے والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم
فیھا خیر اسی طرح ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من
تقوی القلوب۔ عند المشعر الحرام۔ لا تحلوا شعائر اللہ۔
شعائر جمع شعیرۃ واحد۔ کسی چیز کی خصوصی علامت کو شعیرہ کہتے ہیں۔ حج کے مناسک مواقف
حج کی علامات اور نشانیاں ہیں اسی لیے ان کو شعائر حج کہا جاتا ہے۔
ان میں وہ معالم بیان ہوئے جن کی تعظیم لازمی ہے اس پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔
لما بین سبحانہ حرمۃ احلال المحرم الذی ھو من شعائر الحج۔ یہ مشعرہ کی جمع ہے۔
علامت نسک کو شعائر فرمایا گیا۔ مواقف حج۔ رمی جمار۔ طواف۔ مسعی۔ سعی صفا مروہ حلق۔ نحر ان سب
کی عظمت ظاہر فرمانے کے لیے یہ حکم جامع فرمایا۔ اور ارشاد ہوا۔ لا تحلوا شعائر اللہ لغیر معالم
دین میں جو باتیں تم پر حرام کی گئی ہیں۔ انہیں حلال نہ ٹھہراؤ۔ اور اسی طرح اشھر حرم رجب۔ ذو القعدہ ذوالحجہ
اور محرم اس کی تفصیل سورۃ توبہ کے نصف پر رکوع ۵ میں ہے ان عدۃ الشھور عند اللہ
اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم
یہ چار مہینے تین متصل اور ایک جدا محرم عرب کے لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان کی تعظیم کرتے تھے اور
ان مہینوں میں حرمت و عظمت کرتے ہوئے قتال حرام سمجھتے تھے۔ اسلام میں بھی ان مہینوں کی
حرمت و عظمت زیادہ کی گئی۔ ولا الھدی سے مراد وہ جانور جو قربانی کے لیے ہوں ولا القلائد سے
مراد وہ قربانی کے جانور ہیں جنہیں اہل عرب حرم کے درختوں کی چھال کا گلوبند بنا کر ان کے گلے میں ڈالتے
تھے تاکہ دیکھنے والے سمجھ سکیں کہ یہ قربانی کی ہدی ہے۔ ان کی طرف پھر کوئی دست درازی نہ کرے ولا
امین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربھم ورضوانا۔ یہ ان کی محافظت کیلئے
حکم آیا جو حج و عمرہ کرنے کے لیے حرم کی طرف آتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا فضل چاہتے

ہیں۔ ان کی جان اور مال اور آبرو سب کی محافظت مسلمانوں کے ذمہ ہے کہ من دخلہ کان امنا حکم عام ہے۔

اب آگے حکم ہے احرام سے نکلنے کے بعد کا۔ چنانچہ فرمایا واذا حللتم فاصطادوا اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

شان نزول:- شریح بن ہند ابن خلیفہ لقب حطم یا حلیم تھا ایک مشہور شقی تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی تعلیم میں کیا کیا چیزیں ہیں فرمایا اپنے رب کے ساتھ ایمان لانا اور اپنی رسالت کی تصدیق کرنے اور نماز قائم رکھنے زکوۃ دینے کی تعلیم دیتا ہوں۔ شریح بولا یہ تو بہت اچھی تعلیم ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لوں گا اس کے بعد میں بھی اسلام لاؤں گا اور انہیں بھی اسلام لانے کی طرف مائل کروں گا یہ کہہ کر چلا گیا۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس کی اندرونی حالت ملاحظہ فرما کر اس کے آنے سے قبل ہی اپنے اصحاب کو فرما دیا تھا۔ کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان میں گفتگو کرے گا چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد حضور نے فرمایا کافر کا چہرہ لے کر آیا اور غادر و غاصب بدعہد کی طرح واپس لوٹا۔ یہ اسلام قبول کرنے والا نہیں۔

چنانچہ بموجب پیشگوئی ایسا ہی ہوا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کی بجائے مدینہ منورہ سے نکلتے ہی وہاں کے مویشی اور اموال اپنے قبضہ میں کیے۔ آئندہ سال یمامہ کے حاجی ماہ شعبان میں کافی مقدار میں ہمراہ لے کر حج کو آئے اور حج کے قلادہ پوش قربانیاں بھی ساتھ تھیں۔ ان میں شریح بھی تھا۔ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کرام کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے صحابہ نے راستہ میں شریح کو دیکھ کر چاہا کہ مویشی اس سے واپس لیں حضور نے منع فرمایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور حکم ہوا کہ پہلی عداوت اور غصہ تمہیں کسی قوم کو مسجد حرام سے روکنے اور زیادتی کرنے پر آمادہ نہ کرے اور جو بیت الحرام کی طرف آرہا ہے اس کو روکنے کی طرف تمہیں مائل نہ کرے۔ واذا حللتم فاصطادوا میں فاصطادوا بیان اباحت ہے کہ احرام کے بعد شکار کی اجازت ہے جیسے فرمایا گیا فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض میں بیان اباحت ہے۔ آگے ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝

اور نہ ابھارے تمہیں کسی قوم کی عداوت کہ انہوں نے تمہیں روکا تھا مسجد حرام سے کہ آج تم ان پر زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب والا ہے۔

اہل مکہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو حدیبیہ کے دن عمرے سے روکا تھا۔ آج وہ عمرہ کے لیے آئے تو حکم ہوا انہیں تم انتقامی جذبہ کے ماتحت نہ روکو۔ اس حکم کی تعمیل کرنا بر ہے اور جس سے منع فرمایا اس سے بچنا تقوی ہے اور جس چیز کا حکم دیا گیا اسے نہ کرنا اثم اور جس سے روکا گیا اس کو کرنا عدوان یعنی زیادتی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (روح المعانی)

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرا اور بے دھار والی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مار کر ہلاک کیا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی بت کے تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسہ ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ میں جو استثناء تھا اس کا بیان یہاں ہو رہا ہے یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا تذکرہ ہے۔

اول مردار۔ جسے ذبح نہ کیا گیا ہو یہ وہی جانور ہے جس کے لیے شریعت میں ذبح کا حکم ہوا۔ اور بغیر ذبح مر جائے مردار نجس ہے جس کی نجاست کسی بیرونی سبب سے بدن سے نکل جائے۔

دوسرے دم۔ یعنی بہنے والا خون۔ زمانہ جاہلیت میں خون پیا کرتے تھے اور آج بھی یورپ میں رواج ہے۔

تیسرے لحم خنزیر۔ یعنی سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزا۔ استعمال اجزاء سے بچیں چونکہ کھانے میں گوشت آتا ہے اس لیے اس کا ذکر کیا

چوتھے ما اہل لغیر اللہ۔ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین بتوں کے نام لے کر ذبح کیا کرتے تھے صاحب روح المعانی فرماتے ہیں

ای رفع الصوت لغیر اللہ تعالے عند ذبحہم والمراد بالاھلال ھنا

ذکرہما یذبح لہ کاللات والعزی یعنی غیر خدا کا نام ذبح کے وقت لینا اس سے مراد اہلال ہے اور اہلال اسی کو کہتے ہیں جو ذبح کے وقت کہا جاوے بسم اللہ اللہ اکبر اگر کہا حلال ہے بسم اللات والعزی کہا تو حرام حتیٰ کہ بسم محمد بسم غوث بسم عبد القادر بسم معین الدین کہہ کر اگر ذبح کیا تو حرام۔ برخلاف اس کے اگر بغرض فاتحہ کسی کا نام لیا مثلاً کہا یہ غوث پاک کا بکرا ہے یا غریب نواز کا ہے تو اس سے حرمت ذبیحہ پر نہیں آتی۔ اور یہ کہے بغیر تو عید قربان پر قربانی ہی صحیح نہیں ہوتی۔ قربانی کا بکرا اگر فلاں کا کہا تو صحیح ورنہ نہیں۔ اسی طرح عقیقے کا بکرا۔ ولیمہ کا دنبہ۔ فاتحہ کا جانور۔ گیارہویں کی گائے غریب نواز کا مینڈھا وغیرہ ایسی صورت میں سب حلال وطیب ہے۔ جو ایسے انتساب کی وجہ سے ذبیحہ ناجائز یا حرام کہتے ہیں وہ خلاف تفاسیر اور مخالف مفہوم آیت ہے۔ اس لیے کہ ما اہل بہ اگر ذبح کے ساتھ مقید نہ مانا جائے تو الا ما ذکیتم کا استثناء اس کو لاحق ہوگا۔

پانچواں منخنقہ یعنی گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور۔ روح المعانی میں ہے قال السدی ھی التی یدخل رأسھا بین شعبتین من شجرۃ فیختنق وقال الضحاک وقتادۃ ھی التی تختنق بحبل الصائد فتموت سدی کہتے ہیں مختنقہ وہ جانور ہے جسے درخت کے دو شعبوں میں دبا کر مارا جائے ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں مختنقہ وہ جانور ہے جسے شکاری رسہ میں لپیٹ کر بل دیتا ہے تو مر جاتا ہے وقال ابن عباس کان اھل الجاھلیۃ یختنقون البھیمۃ ویاکلونھا فحرم ذالک علی المومنین۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل جاہلیت گلا گھونٹ کر کھایا کرتے تھے تو یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا۔

چھٹا موقوذہ یعنی ضرب سے مارا ہوا بغیر دھار کے آلہ کے یعنی لاٹھی پتھر گولی وغیرہ سے مرا ہوا کذا فی روح المعانی۔ زمانہ جاہلیت میں پتھر گولی سے مار کر ہلاک کرتے پھر کھا لیتے تھے۔

ساتواں متردیہ یعنی اونچی جگہ سے گر کر مرا ہوا۔ روح المعانی میں ہے ای التی تقع من مکان

حال اوفی بہتر فقوت۔ وہ جو اونچی جگہ سے گر کر مرے یا کنویں میں پڑ کر ہلاک ہو۔

آٹھواں نطیحہ کسی جانور نے سینگ مارا اس سے مرا۔

نواں ما اکل السبع یعنی جسے جانور درندہ مارے اور وہ مر جائے یا جانور کے پھاڑنے سے یا ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو حرام ہے کھانا جائز نہیں۔ ہے روح المعانی ای ما اکل منہ السبع فمات اور اگر درندہ پکڑے جیسے پلا ہوا اسد یا پلا ہوا چیتا کتا پکڑ لیتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں اور اس کا استثناء بھی آگے ہے۔

دسواں الا ما ذکیتم مگر وہ جانور جسے ذبح کر لو مرنے سے قبل جائز ہے روح المعانی ای الا ما ادرکتموہ وفیہ بقیۃ حیات یضطرب اضطراب المذبوح فذکیتموہ یعنی وہ جانور جسے درندے نے شکار کیا اور جب تم نے اسے پایا تو وہ کچھ زندہ تھا اگرچہ مضطرب تھا کہ تم نے اسے ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

گیارہواں ما ذبح علی النصب جو ذبح کیا گیا ہو کسی بت کے تھان پر بغرض عبادت جیسے اہل جاہلیت نے کعبۃ اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب کیے ہوئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے جانور ذبح کرتے تھے ان کے نام لے کر اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرب کی نیت کرتے تھے کما قال روح المعانی ھی حجارۃ کانت حول الکعبۃ وکانت ثلثمائۃ وستین حجرا وکان اھل الجاھلیۃ یذبحون علیھا ولعل ذبحھم علیھا کان علامۃ لکونہ لغیر اللہ ۔ و قیل ھی الاصنام لانھا تنصب فتقید من دون اللہ وما ذبح مسمی علی الاصنام۔ یہ خانہ کعبہ کے گرد پتھر تھے تین سو ساٹھ اور اہل جاہلیت ان پر ذبح کیا کرتے تھے اور یہ غیر اللہ کے لیے ہونے کی علامت تھی۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بت تھے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور ان بتوں پر جانور ان کا نام لے کر ذبح کرتے تھے۔ یہ ذبیحہ حرام ہے۔

مسئلہ: ذبح کی رگیں چار ہیں۔ حلقوم۔ سانس کی نالی۔ مری۔ غذا کی نالی و داج خون کی نالیاں۔ امام عالی مقام حضرت ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین رگیں ذبح میں کٹنی ضروری ہیں۔

مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ اور جن جانوروں کو تھانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔
نُصُب جمع نصاب واحد جیسے کُتُب۔ بیت اللہ کے گرد ۳۶۰ بت نصب تھے جن کی پوجا ہوتی تھی لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے اور جانوروں کو بھینٹ چڑھاتے تھے اور اس کو عبادت تصور کرتے تھے۔
وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ یہ جوئے کے تیروں سے فال نکالنا تھا جو حرام قرار دیا گیا۔ استقسام اپنا نصیب پہچاننے کی طلب۔ ازلام جوئے کے چھوٹے تیر جن میں نہ پر ہوتے تھے نہ پھل ازلام سات تھے جو کعبہ کے مجاوروں کے پاس ہوتے تھے۔ یہ لکڑی کے بنے تھے۔ ایک پر ٹھیک لکھا ہوتا تھا۔ دوسرے پر نہیں۔ تیسرا خالی ہوتا۔ کسی کام سفر وغیرہ کے لیے

بارہواں استقسام بالازلام

اور حکم معلوم کرنے کے لیے پانسہ ڈالتا زمانہ جاہلیت کے لوگ جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کا فیصلہ چاہتے تو وہ تین تیروں یا قلموں سے پانسہ ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے اسے حکم الٰہی جانتے روح المعانی میں ہے اذا قصدوا فعلا ضربوا ثلاثة اقداح مکتوب علی احدھا امرنی ربی وعلی الثانی نہانی ربی ویقوا الثالث غفلا لم یکتب علیه شئ فان خرج الامر مضوا لحاجتهم وان خرج الناهی تجنبوا تین قلم یا تیر ہوتے تھے ایک پر لکھتے میرے رب نے مجھے حکم دیا۔ دوسرے پر لکھتے منع کیا مجھے میرے رب نے باقی تیسرا رکھتے تھے خالی نہیں لکھتے تھے اس پر کچھ اگر نکل آیا ہیں حکم تو پورا کرتے اپنی حاجت کو اور اگر نفی کا حکم نکلتا تو باز رہتے۔
پھر تبصرہ فرماتے ہیں کہ
وقد کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب الفال حضور فال لینے کو پسند فرماتے تھے۔ آگے فرماتے ہیں منجمین یا بتوں کے ذریعہ سوال کرنا حرام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اگر بت یا طریقہ باطل ہو مثل استعانت بالاصنام تو حرام ہے۔
واما فی فتاوی الصوفیة نقلا عن الزندوستی من انه لا باس بها وانه قد فعلها علی کرم اللہ وجهه ومعاذ رضی اللہ عنه وروی عن علی کرم اللہ وجهه قال من اراد ان

یتفاول بکتاب اللہ تعالیٰ فلیقرء

قل ھو اللہ احد سبع مرات ولیقل ثلاث مرات

اللھم بکتابک تفاولت وعلیک توکلت اللھم ارنی فی کتابک ما ھو المکتوم من سرک المکنون فی غیبک ثم یتفاول باول الصحیفۃ ففی النص منہ شئ

فتاویٰ صوفیہ میں زندوستی سے ہے کہ اس میں حرج نہیں بلکہ ایسا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو تفاول بکتاب اللہ کرنا چاہے اسے چاہئے کہ قل ہو اللہ احد سات بار پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھے اور مقصد دل میں مستحضر رکھے پھر پہلا صفحہ دیکھے اس میں جواب ملے گا۔ دعا تین بار پڑھنے والی یہ ہے۔ اللھم بکتابک تفاولت وعلیک توکلت اللھم ارنی فی کتابک ما ھو المکتوم من سرک المکنون فی غیبک

اس کے علاوہ اس کی تحقیق ابنق مکمل کی ہے۔ من شاء فلینظر۔ روح المعانی۔ یہ گیارہ چیزیں بیان فرما کر آگے ارشاد ہے۔

ذٰلِکُمْ فِسْقٌ۔ یہ گناہ کا کام ہے۔

گویا ممانعت گناہ بتا کر بیان کی گئی۔ آگے ارشاد ہے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج مایوس ہو چکے ہیں کافر تمہارے دین سے تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت کی تشریح اس طرح کی کہ میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اب کسی مشرک نے تمہارے ساتھ حج نہیں کیا تمام مذاہب پر تمہارے دین کو غالب کر دیا۔ دشمنوں سے تم کو بے خوف کر دیا۔

سورہ مائدہ میں یہ آیت وہ ہے جو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جمعہ کے روز بعد عصر نازل ہوئی۔ کفار کا دین سے مایوس ہونا یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے اور اکمال دین یہ کہ امور تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں اور قوانین قیاسی سب مکمل کر دیے یہی وجہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حرام و حلال کے بیان میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی۔ البتہ ایک آیت واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ نازل ہوئی۔ لیکن یہ آیت احکام میں نہیں بلکہ موعظہ و

نصیحت سے ہے اس کے بعد حضور اس جہان فانی میں ۸۱ دن تشریف فرما رہے پھر رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا۔

چنانچہ آیہ کریمہ کے منشا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے بروایت ابن ابی شیبہ عنترہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو حضور نے فرمایا ما یبکیک یا عمر تمہیں کس بات نے رلایا۔ عرض کی ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما اذا کمل فانہ لم یکمل شئ قط الا نقص فقال علیہ السلام صدقت مجھے اس خیال نے رلایا کہ اب تک ہم اپنے دین میں ترقی پر تھے مگر جب وہ مکمل ہو گیا تو کوئی شئے مکمل کبھی نہیں ہوتی مگر پھر تنزول و نقص میں آتی ہے تو حضور نے جواب سن کر فرمایا تم نے سچ کہا۔

علامہ طبری ابن عباس سے ایک روایت اور نقل فرماتے ہیں ان اللہ انزل بعد ذلک آیۃ الکلالۃ وھی اخر اٰیۃ نزلت اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیۃ کلالہ قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل فرمائی اور یہ آخری آیت ہے جو نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ اکمال دین و اتمام نعمت سے یہ مراد ہے کہ اسلام کو غلبہ دیدیا چنانچہ حجۃ الوداع میں کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا ایک قول یہ ہے کہ اس کی تکمیل یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔ روح المعانی

شان نزول:۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اس نے کہا امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ ہم میں نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے آپ نے فرمایا کونسی آیت اس نے کہا۔ الیوم اکملت لکم دینکم آپ نے فرمایا میں اس آیت کو جانتا ہوں اور اس دن کو جس میں یہ نازل ہوئی اور اس مقام کو جہاں نازل ہوئی وہ مقام عرفات تھا اور دن جمعہ کا تھا گویا آپ نے فرمایا تو ایک عید منانے کا خیال کر رہا ہے۔ ہم اس دن دو عید مناچکے ہیں۔ یعنی جمعہ اور یوم حج۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابن عباس سے بھی ایک یہودی نے یہی بات کہی آپ نے فرمایا جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس دن دو عید تھیں۔ اس سے چند مسائل مستنبط ہوئے

اول۔ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز بلکہ سنت نبی کریم و صحابہ کرام ہے اس لیے کہ ابن عباس نے یہودی کو جواب دیا کہ یوم نزول پر دو عید ہیں کا اظہار فرمایا در نہ فرماتے کہ کامیابی اور خوشی کے دن کو عید منانا بدعت ہے اس لیے ہم نہیں مناتے۔

دوم عید میلاد النبی یوم ولادت النبی پر منانا مستحسن ثابت ہوا اس لیے کہ ولادت مصطفی علیہ التحیۃ و الثناء اعظم نعم الکبیر ہے اور اس کی یادگار یوم میلاد النبی کی عید ہے۔

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - تو جو بھوک پیاس کی شدت سے مخمصہ میں پڑ جائے اور ناچار ہو جائے سوا اس کے کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جن باتوں سے ہم نے روکا ہے اور ان کو حرام کیا ہے اگر اضطرار میں پڑ جاؤ تو ان محرمات کا استعمال بقدر ضرورت مباح ہے۔ مخمصہ پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں ای مجاعۃ تخمص بہا البطون ای تضمر یخاف معہا الموت او مبادیہ یعنی جو ایسی بھوک پیاس میں مبتلا ہو جائے کہ اس میں موت یا مبادیات موت کا یقین ہو غیر متجانف لاثم ای غیر مائل و منحرف الیہ یعنی گناہ و بغاوت قانون یا انحراف عن الشریعت نہ ہو تو گناہ کی طرف میلان لازم نہ آئے گا۔ اور ایسی صورت میں جان بچانے کے لیے کھانے کی اجازت ہے اس لیے آگے فرمایا فان اللہ غفور رحیم یعنی لا یواخذہ باکلہ ایسی صورت میں وہ حرام چیز کھانے پر ماخوذ نہ ہوگا۔

علامہ بغوی نے ابو واقد لیثی کی روایت سے لکھا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کبھی ایسی سرزمین پر جاتے ہیں جہاں بھوک لگتی ہے اور کھانے کے لیے کچھ نہیں ملتا ہمارے لیے مردار کب حلال ہو جائے گا۔ فرمایا جب صبح تم کچھ نہ پاسکو نہ پچھلے وقت کچھ پاسکو نہ زمین سے سبزی اکھاڑ کر کھا سکو اس وقت مردار صرف جان بچانے کی حد تک کھا سکتے ہو۔

اب تفصیل ان محللات کی بیان ہو رہی ہے جن کا اجمالاً بیان ہوا اور محرمات کا بھی اس میں بیان ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں اخراج فرمایا ابو رافع سے روایت ہے کہ

جاء جبریل علیہ السلام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستاذن علیہ فاذن لہ فابطأ فاخذ رداءہ فخرج الیہ وھو قائم بالباب فقال علیہ الصلوۃ والسلام قد اذنا لک قال اجل ولکنا لا ندخل بیتا فیہا صورۃ ولا کلب فنظروا فاذا فی بعض بیوتہم جرو قال ابو رافع فامرنی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقتل کل کلب بالمدینۃ ففعلت وجاء الناس فقالوا یا رسول اللہ ماذا یحل لنا من ھذہ الامۃ التی امرت بقتلہا فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ تعالیٰ

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی حضور نے اجازت دی اور منتظر قدوم جبریل رہے جب وہ اندر نہ آئے تو حضور نے ردائے مبارک لی اور باب عالی سے باہر تشریف لائے تو دیکھا جبریل دروازے پر کھڑے ہیں حضور نے فرمایا میں نے تمہیں اندر آنے کی اجازت دی تھی جبریل نے عرض کیا بے شک مگر ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوا کرتے جہاں تصویر یا کتا ہو تو حضور نے ملاحظہ فرمایا تو ایک مکان میں کتے کے چھوٹے بچے جنہیں پلا کہتے ہیں موجود تھا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھے حکم دیا کہ تمام مدینہ کے کتے مار دوں چنانچہ ایسا ہی کیا تو اس پر عاصم بن عدی۔ سعد بن قسیم۔ عویمر بن ساعدہ بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر آئے اور عرض کیا حضور ہم پر کیا حلال ہے۔ تو حضور نے سکوت فرمایا کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح المعانی

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ الآیۃ

اے محبوب آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا حلال ہے ان کے لیے فرمادیجئے حلال ہوا تمہارے لیے ہر پاک چیز اور وہ شکاری جو سدھا کر نشانہ پر چھوڑ دو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا وہ انہیں سکھاتے ہو تو کھاؤ اس میں سے جو وہ شکار کر کے تمہارے لیے رہنے دیں اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سریع الحساب ہے۔

اس پر مفسرین کرام نے تصریح کی کہ جن کی حرمت قرآن وحدیث واجماع وقیاس سے ثابت نہیں اور وہ پاک ہے تو جائز ہے اس لیے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو متلزم نہیں ہوتا اس بنا پر دوسرے مقام پہ فرمایا عفا اللہ عنہا سکوت عنہ جتنی چیزیں ہیں وہ معاف ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ طیبات وہ چیزیں ہیں جنہیں سلیم الطبع لوگ پسند کرتے ہیں اور خبیث چیزیں وہ ہیں جن سے سلیم طبعتیں نفرت کرتی ہیں اور سلیم الطبع وہ مسلمان کہلاتا ہے جو احکام اسلامی کا پیرو ہو۔ نہ کہ سفلر خوش پوشاک۔ مغرب زدہ۔ نیم انگریز یا خالص انگریز یا عیسائی یہودی۔ روح المعانی۔

آیہ کریمہ کا شان نزول ایک یہ بھی ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن مہلہل کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یہ دونوں وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جن کا نام حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر رکھا۔

انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعہ شکار کرتے ہیں تو اس پر ہمارے لیے کیا حکم ہے تو حکم آیا وما علمتم من الجوارح مکلبین وہ شکار تم میں جائز ہے خواہ وہ

کلب معلم کے ذریعہ کیا جائے یا چیتے سے یا شکاری پرندوں سے مثلاً باز شکرہ۔ شاہین طرمی وغیرہ سے جب انہیں اس طرح سدھا لیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ کھائیں اور شکاری انہیں چھوڑے تو شکار کریں جب بلائے واپس آجائیں ایسے شکاری کتے یا عام جانوروں کو معلم کہتے ہیں۔ یہ سدھائے ہوئے جانور خود نہیں کھاتے بلکہ شکاری پہنچ کر اسے ذبح کر لیتا ہے پھر اس میں سے جو ٹکڑا اسے شکاری دے وہ کھاتا ہے۔

جوارح جمع ہے جارحہ کی جس کا مادہ جرح ہے اس کے معنی زخم بھی ہیں اور کمانا بھی اسی لیے انسان کے ظاہری اعضاء کو بھی جوارح کہتے ہیں ان سے کمائی کی جاتی ہے۔ یہاں بمعنی کسب ہے شکاری جانور مکلّب تکلیب سے ہے جس کے معنی کتے کو شکار دکھانا یا کتے کو شکار کے لیے چھوڑ دینا یا آمادہ کرنا ہے۔

آیہ کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ

جو کتا۔ شکرا۔ باز۔ ترمجی وغیرہ شکار پر چھوڑا جائے تو وہ شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

(۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سدھایا ہوا ہو۔ یعنی تین وصف اس میں پائے جائیں ایک یہ کہ شکار پر چھوڑنے سے دوڑ جائے دوسرے یہ کہ بلانے پر واپس آجائے یا دوڑتے ہوئے کو روکنے سے رک جائے۔ تیسرے یہ کہ شکار سے کچھ نہ کھائے صحیح سلامت مالک تک لے آوے یا شکار گاہ میں شکار کو دبوچ کر بیٹھ جائے۔ تفسیر کبیر۔ روح المعانی

(۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔

(۳) شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(۴) اگر شکاری شکار کے پاس ایسی حالت میں پہنچا ہو کہ وہ زندہ ہے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور اگر زندہ نہ ملا تو حلال نہ ہوگا۔ روح المعانی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اس کے بعد عام اشیاء طیبہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ

وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥

آج حلال ہوئیں تمہارے لیے پاک چیزیں اور ان کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی حلال ہے تمہارے لیے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور نیک عورتیں مسلمان اور نیک عورتیں ان میں سے جنکو کتاب دی گئی تم سے پہلے جب تم انہیں ان کے مہر دیدو نیک چلن ہوں عصمت والیاں نہ کہ علانیہ زنا کرنے والیاں اور نہ غیر آشنا بنانے والیاں اور جو انکار کرے ایمان باللہ پر اس کا سب عمل اکارت ہے اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔

طیبات پاکیزہ۔ خبائث ناپاک گندہ کی ضد ہے۔ اس جگہ طیبات کا لفظ مجمل ہے احادیث مبارکہ میں طیبات و خبائث کی تفصیل آئی ہے۔ طیب اور خبیث کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے۔ نص یعنی قرآن کریم نے جس کو حلال کہا اس کو طیب کہا جائے گا جس کو حرام کہا اس کو خبیث کہا جائے گا اور جن کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ خبیث فاسق ہے اور حرام ہے مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جن کو حرم میں بھی احرام کی حالت میں مار دینے کا حکم ہے اور ایسی پر کوئی گناہ نہیں۔ چوہا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو۔ زہریلا کتا جو دیوانہ ہو جائے (متفق علیہ)

حکم کا اعادہ اس آیت میں تاکیداً ہے اور وضاحت احکام بھی مقصود ہے یعنی پاک چیزیں تو حلال ہیں مگر اہل کتاب کا کھانا بھی حلال ہے اس پر بسیط بحث ہے جو صاحب روح المعانی سے کی دھونڈا۔

ہمارے نزدیک یہود و نصاریٰ حتیٰ کہ نصاری عرب بھی اس میں داخل ہیں۔

حضرت شیر خدا اسد اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روایت ہے اس میں یہ تصریح ہے اس میں نصاریٰ بنی تغلب مستثنیٰ ہیں۔

ابن عباس۔ ابوالدرداء۔ ابراہیم۔ قتادہ۔ سدی۔ ضحاک۔ مجاہد رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں اس حکم سے مراد ان کے ذبیحہ ہیں اور اسی پر عیاض بلخی وغیرہ بھی متفق ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ذبیحے ہیں اور اس کی حلت میں اختلاف نہیں اور اسی پر اکثر مفسرین بھی متفق ہیں۔

آگے فرماتے ہیں وحکم الصابئین حکم اھل الکتاب عند الامام الاعظم اہل کتاب صابیوں کے حکم میں ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پھر صابی کی دو قسم لکھتے ہیں۔

ایک وہ صابی ہیں جو زبور پڑھتے ہیں اور ملائکہ کو پوجتے ہیں۔

دوسرے وہ صابی جو زبور نہیں پڑھتے مگر ستارہ پرستی کرتے ہیں۔

یہ دونوں اہل کتاب نہیں اور مجوس پر بھی ایسے ہی اہل کتاب ہیں ان پر جزیہ لینے کا حکم ہے اور انکا ذبیحہ ناجائز ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ علماء میں حل ذبیحہ یہود و نصاریٰ میں اختلاف ہے اگر یہودی نصرانی وقت ذبح عزیر یا عیسیٰ کا نام لیتا ہے تو وہ ذبیحہ جائز نہیں (روح المعانی) میں کہتا ہوں کہ بہرحال موجودہ یہودی اور عیسائی مشرک ہیں یہ کسی طرح کتابی نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک انجیل مقدس بھی ایک مجموعہ تاریخی بن کر رہ گئی ہے لہٰذا ان کا ذبیحہ ناجائز اور ان کی عورتوں سے نکاح ممنوع ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ جب تک مشرک عورتیں ایمان نہ لائیں ان سے نکاح نہ کرو۔

اب رہا یہ سوال کہ وہ ہمارا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں اس پر فیصلہ فرمایا ہے لاجناح علیکم ایہا المؤمنون ان تطعموا اھل الکتاب من طعامکم۔ اگر وہ ہمارے ذبیحہ کو کھائیں ہمارا کھانا کھانے میں پرہیز نہ کریں تو ہم پر گناہ نہیں۔

اور نکاح کے متعلق فرمایا کہ محصنۃ مسلمہ یعنی پاک دامن بی بی سے جو مسلمان ہو اور عفیفہ آزاد ہو اس سے نکاح کر سکتے ہو اور کتابیہ جو بمعنی حقیقی کتابیہ ہوں وہ بھی جائز ہیں اور لونڈیاں کتابیہ مسلمہ عورتوں کے حکم میں ہیں حیث قال واما الاماء الکتابیات منھن کالمسلمات عند الامام الاعظم رضی اللہ عنہ۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتابی لونڈیاں مسلمان عورتوں کے حکم میں ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے۔

والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لایجوز نکاح الحربیات اگر وہ حربیہ ہے تو نکاح جائز نہیں اور مشرکہ سے جیسے نکاح حرام۔ ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ایسے ہی موجودہ کتابیہ ہے کالمشرکہ ہے چنانچہ۔ والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتاب پر فرماتے ہیں ان المراد من المحصنات من الذین اوتوا الکتاب اللاتی اسلمن منھن۔ محصنات من الذین اوتوا الکتاب سے وہ کتابیہ مراد ہے جو ان میں سے اسلام لا چکی ہو اس پر یہ حدیث سند میں لاتے ہیں۔ ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اصناف النساء الا ما کان من المؤمنات المھاجرات وحرم کل ذات دین غیر الاسلام۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم منع فرمایا عورتوں کی قسموں سے نکاح کو مگر وہ کہ ہو مومنہ مہاجرہ۔ اور حرام فرمایا ہر دین والی عورت سے سوا اسلام کے۔

ان میں بھی ارشاد ہے محصنین ہو یعنی پاکدامن عفیفہ۔ نیک چلن نہ کہ بدچلن یار پکڑنے والی ہرکس وناکس کو اخدان جمع خدن کی ہے والخدن الصدیق یقع علی الذکر والانثی خدن دوست کو کہتے ہیں خواہ مرد ہو یا عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔

آخر فرمایا جو مومن ہونے سے انکاری ہو اس کی کرنی اکارت ہے اور آخرت میں نقصان و خسران کا مستحق ہے۔ اسی کو مرتد کہتے ہیں عام اس سے کہ خاتمیت کا انکار کرے عام اس سے کہ حضور کے بعد کسی نبی کے ہونے کا اعتقاد رکھے۔

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ اس کے اعمال اکارت جائیں گے اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورہ مائدہ پ ۶

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝

اے ایمان والو جب نماز کو کھڑا ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور دونوں پاؤں دھوؤ ٹخنوں تک اور اگر تم کو نہانا واجب ہو تو خوب پاک ہوا کرو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر یا آئے تم میں سے کوئی پاخانہ سے یا صحبت کی ہو عورتوں سے اور نہ پاؤ پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے تو اپنے منہ کا مسح کرو اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم پاک رہو اور تم پر پوری کردی اپنی نعمت تاکہ تم شکر گذارو۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ

اور یاد کرو اللہ کی وہ نعمت جو تم پر کی اور

مِيْثَاقَهُ الَّذِىْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

وہ عہد جو تم سے لیا جب کہ تم نے کہا سنا ہم نے اور مانا ہم نے اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ جانتا ہے تمہارے دلوں کی بات۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اے ایمان والو ہو جاؤ قائم اللہ کے لیے گواہی منصفانہ دینے کو اور نہ برانگیختہ کرے تمہیں عداوت کسی قوم کی اس پر کہ نہ انصاف کرو انصاف کرو وہ قریب تر ہے پرہیزگاری کے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے کہ ان کے لیے بخشش ہے اور اور ثواب بہت۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ جہنم والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو تم پر کیا جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر ہاتھ ڈالے تو روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرو اللہ سے اور اللہ پر ہی مسلمانوں کا بھروسہ ہونا چاہیئے۔

حل لغات رکوع دوم سورۃ مائدہ پ ۶

یاایھا۔ اے لوگو	الذین۔ جو	اٰمنوا۔ ایمان لائے ہو	اذا۔ جب
قمتم۔ کھڑے ہو	الی۔ طرف	الصلوٰۃ۔ نماز کی	فاغسلوا۔ تو دھوؤ
وجوھکم۔ اپنے منہ	و۔ اور	ایدیکم۔ اپنے ہاتھ	الی۔ طرف

المرافق۔کہنیوں تک	و۔اور	امسحوا۔مسح کرو	برؤسکم۔اپنے سروں کا
و۔اور	ارجلکم۔دھوؤ اپنے پاؤں	الی۔طرف	الکعبین۔ٹخنوں کے
و۔اور	ان۔اگر	کنتم۔ہو تم	جنبا۔جنبی
فاطھروا۔تو پاک ہو	و۔اور	ان۔اگر	کنتم۔ہو تم
مرضی۔بیمار	او۔یا	علی۔اوپر	سفر۔سفر کے
او۔یا	جاء۔آئے	احد۔کوئی	منکم۔تم میں سے
من الغائط۔حاجت سے	او۔یا	لمستم۔ہمبستری کی ہو تم نے	النساء۔عورتوں سے
فلم۔تو نہ	تجدوا۔پایا تم نے	ماء۔پانی	فتیمموا۔تو تیمم کرو
صعیدا۔مٹی	طیبا۔پاک کا	فامسحوا۔تو مسح کرو	بوجوھکم۔اپنے منہ کا
و۔اور	ایدیکم۔اپنے ہاتھوں کا	منہ۔اس سے	ما۔نہیں
یرید۔چاہتا	اللہ۔اللہ	لیجعل۔کر رکھے	علیکم۔تم پر
من حرج۔کوئی تنگی	و۔اور	لکن۔لیکن	یریدا۔چاہتا ہے
لیطھر۔کر پاک کرے	کم۔تم کو	و۔اور	لیتم۔پورا کرے
نعمتہ۔اپنی نعمت کو	علیکم۔تم پر	لعلکم۔تاکہ تم	تشکرون۔شکرر و
و۔اور	اذکروا۔یاد کرو	نعمۃ۔نعمت	اللہ۔اللہ کی
علیکم۔اپنے اوپر	و۔اور	میثاقہ۔اس کا عہد	الذی۔جو
واثقکم بہ۔تم سے پختہ کیا	اذ۔جب	قلتم۔تم نے کہا	سمعنا۔ہم نے سنا
و۔اور	اطعنا۔ہم نے مانا	و۔اور	اتقوا۔ڈرو
اللہ۔اللہ سے	ان۔بیشک	اللہ۔اللہ	علیم۔جانتا ہے
بذات الصدور۔دل کی باتیں		یاایھا۔اے لوگو	الذین۔جو
امنوا۔ایمان لائے ہو	کونوا۔ہوجاؤ	قوامین۔قائم	للہ۔اللہ کے لیے
شھداء۔گواہ	بالقسط۔منصفانہ	و۔اور	لا۔نہ
یجرمنکم۔آمادہ کرے تم کو	شنان۔دشمنی	قوم۔کسی قوم کی	علی۔اوپر
ان۔کہ	لا۔نہ	تعدلوا۔انصاف کرو	اعدلوا۔انصاف کرو
ھو۔وہ	اقرب۔بہت قریب ہے	للتقوی۔پرہیزگاری کے	و۔اور

اتقوا-ڈرو	الله-اللہ سے	ان-بیشک	الله-اللہ
خبیر-خبردار ہے	بما-اس سے جو	تعملون-تم کرتے ہو	وعد-وعدہ کیا
الله-اللہ نے	الذین-ان لوگوں سے جو	امنوا-ایمان لائے	و-اور
عملوا-عمل کیے	الصلحت-اچھے	لھم-انکے لیے	مغفرۃ-بخشش ہے
و-اور	اجر-اجر	عظیم-بہت بڑا	و-اور
الذین-وہ جو	کفروا-کافر ہوئے	و-اور	کذبوا-جھٹلایا
بایتنا-ہماری آیتوں کو	اولئك-یہ ہیں	اصحب الجحیم-جہنم والے	یاایھا-اے
الذین-لوگو جو	امنوا-ایمان لائے ہو	اذکروا-یاد کرو	نعمۃ-نعمت
الله-اللہ کی	علیکم-تم پر	اذ-جب	ھمّ-قصد کیا
قوم-ایک قوم نے	ان-یہ کہ	یبسطوا-پھیلائیں	الیکم-تمہاری طرف
ایدیھم-اپنے ہاتھ	فکف-تو روکے اس نے	ایدیھم-انکے ہاتھ	عنکم-تم سے
و-اور	اتقوا-ڈرو	الله-اللہ سے	و-اور
علی-اوپر	الله-اللہ کے	فلیتوکل-چاہئے توکل کریں	المومنون-مومن

مختصر تفسیر رکوع دوم سورۂ مائدہ پ ٦

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ؕ اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

عربی میں وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ چہرہ دھویا جاتا ہے۔ فم منہ کو کہتے ہیں داخل ہونٹ سے حلق تک فم کل کو کہتے ہیں۔ روح المعانی۔ فَاغْسِلُوْا غسل۔ پانی اتنا بہانا کہ کم از کم ایک قطرہ ٹپک جائے۔ اور وضو کے چار فرض ہیں۔

منہ دھونا۔ کہنیوں تک ہاتھ دھونا۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ٹخنوں تک دونوں پیر دھونا۔

تشریح:۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا افضل سمجھتے تھے یہ استحبابی فعل ہے۔ آج بھی اگر کوئی ایسا کرے تو بہتر ہے۔

مگر مسئلہ شرعیہ یہ ہے کہ اگر ایک وضو سے چند نمازیں یا پانچوں نماز اگر کوئی پڑھ سکے تو پڑھ سکتا ہے اور اسی وضو سے نوافل اور تلاوت وغیرہ سب جائز ہے۔

البتہ روح المعانی میں یہ روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں ہر نماز کے لیے جدا وضو کرنا فرض تھا بعد میں یہ قانون منسوخ کر دیا گیا اور حکم عام ہو گیا کہ جبتک حدث واقع نہ ہو یعنی وضو نہ ٹوٹے ایک ہی وضو سے فرائض ونوافل وتلاوت سب جائز ہیں۔ فتح مکہ کے دن حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے چند نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں اور چمڑے کے موزوں پر مسح کیا رواہ مسلم

تحقیق انیق

تعریف وحدود چہرہ:۔ شروع پیشانی سے جہاں سے بال جمنے شروع ہوں ٹھوڑی تک طول میں اور ایک کان سے دوسرے کان تک عرض میں چہرہ ہے۔

ہاتھ کہنیوں تک:۔ غسل میں کہنیاں داخل ہیں اس لیے کہ وایدیکم لنے المرافق حکم ہے۔ اور الیٰ غایت کے لیے ہے اور اس کی مغیا ید ہے تو اس حکم میں مغیا تحت غایت ہے وجہ یہ ہے کہ محاورۂ اصول میں غایت ومغیا کا یہ طریقہ ہے کہ اگر مغیا جنس غایت سے ہو تو داخل ہوگی اور اگر مغیا کی غایت جنس مغیا سے نہ ہو تو خارج ہے جیسے ثم اتموا الصیام الی اللیل میں نہار کی جنس مغیا سے مغیا جو لیل ہے وہ خارج ہے اس لیے کہ نہار جنس لیل سے نہیں اور لیل جنس نہار سے نہیں۔ دن اور ہے اور رات اور ہے برخلاف ید کے کہ وہ جنس غایت یعنی مرفق سے ہے۔

عربی میں وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ جو دھویا جاتا ہے۔ فم منہ کو کہتے ہیں داخل ہونٹ سے حلق تک منہ ہے فم کل کو کہتے ہیں فاغسلوا۔ اغسلوا غسل پانی آنا بہانا کہ کم از کم ایک قطرہ ٹپک جائے۔

مسح سر:۔ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ۔ مسح کا لفظی معنی چھونا ہے۔ اصطلاح میں گیلا ہاتھ پھیرنا مسح ہے۔ بٔ زائدہ ہے جو سر کی بعضیت بتلانے کے لیے ہے یعنی بعض سر کا مسح کرو حدیث پاک کی روشنی میں بھی سر کا چوتھائی مسح فرض ہے یہی احناف کا

مذہب ہے سارے سر کا مسح سنت ہے (روح المعانی)

سر کا مسح اطلاق حکم کے لحاظ سے مطلق ہے اس بنا پر تمام سر کا مسح لازم تھا لیکن اصول یہ ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے بشرطیکہ مخصص نہ ہو اور اگر مخصص ہو تو پھر وہ اطلاق نہیں رہتا۔ چونکہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ پر حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے تصریح کر دی ہے بنا بریں چوتھائی سر کا مسح احناف کے ہاں فرض مانا گیا۔ حدیث یہ ہے عن مغیرۃ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی سباطۃ قوم فبال وتوضأ ومسح علی الناصیۃ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے اور پیشاب فرما کر وضو کیا اور پیشانی پر مسح کیا۔ اس کی شرح میں ہے ای مسح علی مقدار الناصیۃ یعنے پیشانی کے مقدار سر کا مسح کیا اور یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ ہر پیشانی سر کے چوتھائی مقدار ہوتی ہے۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں والمفروض فی المسح عندنا مقدار الناصیۃ وھو ربع الراس من ای جانب کان۔ ہمارے یہاں فرض مسح سر مقدار ناصیہ ہے اور وہ چوتھائی سر ہے خواہ کسی جانب سے ہو۔

غسل رجلین الی الکعبین

ارجلکم الی الکعبین۔ اَرْجُلَ جمع ہے رِجْلٌ کی اس کے معنی پاؤں ہے انگلیوں سے لے کر ران تک کو رِجل کہا جاتا ہے۔ قدم۔ پنڈلی۔ گھٹنا۔ ران عربی میں قدم کے بیچ کے حصہ کو کعب کہتے ہیں۔ ابھری ہوئی ہڈیوں کو بھی کعب ہی کہا جاتا ہے۔

وارجلکم الی الکعبین میں تین قراءت ہیں ایک شاذ ہے اور دو متواتر۔ قراءت شاذہ میں رفع کے ساتھ ہے اور متواتر دو قراءتوں میں نصب ہے۔ اور وہ قراءت نافع۔ ابن عامر حفص۔ کسائی۔ یعقوب کی ہے۔ آگے فرماتے ہیں وقال جمهور الفقهاء والمفسرين فرضها الغسل جمہور فقہاء و مفسرین فرماتے ہیں دونوں پیروں کا دھونا فرض ہے۔

اور جو لوگ وارجلکم کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ مسح رجلین کے قائل ہیں

اور جر جوار مانتے ہیں اس پر صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

باطل من وجوہ۔ اولہا ان الکسر علی الجوار وجد ودفی اللحن الذی قد یتحمل لاجل الضرورۃ فی الشعر وکلام اللہ تعالی یجب تنزیہہ عنہ۔ باطل ہے چند وجوہ سے جر جوار کا اصول یہاں نہیں چلتا۔ اول یہ کہ کسر علی الجوار متحمل ہوتا ہے ضرورت شعری کے لیے اور کلام الٰہی کے لیے اس سے منزہ ہونا لازمی ہے۔

دوسری وجہ فرماتے ہیں۔ ان الکسر انما یصار الیہ حیث حصل الدفع من الالتباس کما فیما استشہدا بہ وابنۃ الدفع من الالتباس غیر حاصل۔ تیسری وجہ فرماتے ہیں ان الجر بالجوار ان یکون بدون حرف العطف واما مع حرف العطف فلم تتکلم بہ العرب جر جوار ہمیشہ بدون حرف عطف ہوتا ہے اور جب حرف عطف بیچ میں آجائے تو عرب جر جوار کا فائدہ اپنے تکلم میں ہرگز نہیں لیتے وھذا مذھب مشہور للنحاۃ پھر فرماتے ہیں ثم قال الامام واعلم انہ لایمکن الجواب عن ھذا الامن وجھین الاول الاخبار الکثیرۃ واردۃ بایجاب الغسل والغسل مشتمل علی المسح ولا ینعلق۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جر جوار سے جواب کسی طرح صحیح نہیں اس کی دو وجہ ہیں۔
پہلی یہ کہ اخبار کثیرہ وجوب غسل رجلین میں وارد ہیں اور غسل مشتمل مسح بھی ہے اور مسح مشتمل غسل نہیں فکان الغسل اقرب الی الاحتیاط فوجب المصیر الیہ وعلی ھذا الوجہ یجب القطع بان غسل الارجل یقوم مقام مسحھما تو غسل قریب تر ہے احتیاطاً اس لیے کہ غسل ارجل قائم مقام مسح بھی ہے۔

والثانی ان فرض الارجل محدود الی الکعبین والتحدید انما جاء فی الغسل لا فی المسح دوسری وجہ یہ ہے کہ پیروں کی فرضیت محدود الی الکعبین ہے اور یہ حد ٹخنوں تک کے غسل میں تو صحیح ہوسکتی ہے نہ کہ مسح میں۔
اس کے متعلق مبسوط بحث فرما کر آخر میں ناطق فیصلہ فرماتے ہیں۔

ان سنن خیر الورٰی صلی اللہ علیہ وسلم وآثار الائمۃ رضی اللہ عنہم شاھدۃ علی ما یدعیہ اھل السنۃ وھی فی طریقہم اکثر من ان تحصی واما من طریق القوم فقد روی العیاشی عن علی عن ابی حمزۃ قال سالنا اباھریرۃ عن القدمین فقال تغسلان۔
حضور کا طریقہ اور ائمہ کرام کی روایات اہل سنت کے دعوی کی شاہد ہیں اور ان روایات کے

طریقہ بے گنتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پیروں کے متعلق جو سوال ہوا تو فرمایا دونوں پیر دھوئے جائیں۔

حضرت امام اعظم نے فرمایا میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت نہیں ہوا جبتک دن کی روشنی کی طرح اس کی وضاحت نہیں ہوگئی۔

امام احمد نے فرمایا میرے دل میں موزوں پر مسح کے جواز کے متعلق کوئی کھٹک باقی نہ رہی۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی چالیس احادیث آئی ہیں۔ جن میں سے کچھ مرفوع ہیں اور کچھ موقوف ہیں۔ ان احادیث میں سے دو حدیثیں بیان کیں ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ والی انہوں نے فرمایا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغیرہ لوٹا لے لو۔ میں نے لوٹا لے لیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کے لیے تشریف گئے۔ واپس تشریف لاکر وضو فرمایا۔ میں نے وضو کرایا جیسا کہ وضو نماز کے لیے کرتے ہیں پھر دونوں موزوں پر مسح کیا متفق علیہ

حضرت مغیرہ کی یہ حدیث تقریباً ساٹھ سندوں سے نقل کی گئی ہے۔

اس مبحث میں چھ سات صفحہ پر سے میں نے ضروری اقتباس پیش کردیے ہیں اور اگر مزید تفصیل دیکھنا ہو تو فلینظر الی روح المعانی ص۸۱ الی ص۸۱ آگے ارشاد ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اگر تم پر غسل فرض ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا۔ یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو نہیں چاہتا اللہ کہ تم پر کچھ تنگی ہو لیکن چاہتا ہے کہ تم خوب ستھرے ہو جاؤ اور اپنی نعمت تم پر پوری کردے تاکہ تم شکر گذار بنو۔ خلاصہ حکم یہ ہے کہ

جنابت سے طہارت کاملہ لازم آتی ہے۔ جنابت کبھی بیداری میں دفق و شہوت کے ساتھ انزال ہو جانے سے ہوتی ہے اور کبھی نیند میں احتلام سے اور سبیلین میں ادخال حشفہ سے فاعل و مفعول دونوں پر غسل لازم ہے۔ اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ ہو حیض و نفاس سے صاف ہو جانے

کے بعد بھی غسل لازم ہے بخوب پاک ہونے کے حکم سے تمام بدن کا دھونا واجب ہے۔ کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا وغیرہ

۔اور قدرت علی الماء نہ ہو خواہ بیماری کی وجہ سے خواہ پانی لینے سے خطرہ کسی موذی کا محسوس ہو یا پانی ہوتے ہوئے لیسے نہ مل سکے سب صورتیں فان لم تجدوا سے فتیمموا صعیدا طیبا کی اجازت دیتا ہے۔ اسی بنا پر فان لم تجدوا کی تفسیر میں فان لم تقدروا علی الماء لکھا ہے اگر قدرت نہ ہو پانی پر۔

آیہ کریمہ کی مزید تفسیر سے پہلے چند ضروری اصطلاحات سمجھ لینا ضروری ہیں تاکہ تحقیق مسئلہ سمجھتے وقت اصطلاحات فقہیہ پر نظر رہنے سے بآسانی سمجھ میں آسکے۔

طہارت :۔ دو قسم ہے صغریٰ۔ کبریٰ۔ طہارت صغری وضو ہے اور کبری غسل۔

حدث :۔ دو قسم پر ہے حدث اصغر حدث اکبر جس سے وضو لازم ہو وہ حدث اصغر ہے اور جس سے غسل لازم آئے وہ حدث اکبر ہے۔

فرض اعتقادی :۔ جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر احناف کے نزدیک کافر مطلق ہے۔

فرض عملی :۔ جو ایسے دلائل سے ثابت ہو جسے قطعی کہا جا سکے مگر مجتہد کی نظر میں بحکم دلائل جزم ہو یعنی مجتہد اپنے دلائل کی روشنی میں اسے اتنا ضروری سمجھ چکا ہو کہ بغیر اس کے کیے بری الذمہ نہ ہو بلکہ اگر وہ کسی عبادت میں فرض کے درجہ پر ہو تو بغیر اس کے وہ عبادت باطل ہے۔
اس کا بے وجہ انکار مستلزم فسق و گمراہی ہے باستثنائے مجتہدین کے کہ وہ اپنی تحقیق میں انکار کر سکتے ہیں۔

واجب اعتقادی :۔ وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔

واجب عملی :۔ وہ واجب ہے کہ اس کے کیے بغیر بری الذمہ ہو سکے اگرچہ اس عبادت میں نقص رہے۔

سنت مؤکدہ :۔ وہ ہے جسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ بیان جواز کے لیے کبھی ترک بھی کر دیا ہو۔ مگر اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو۔ اس کا ترک کرنا اساءت ہے۔

سنت غیر مؤکدہ جو نہ شرعاً ایسی لازمی ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند کیا ہو، مگر نہ اس حد تک

کہ اس کے ترک پر وعید عذاب ہو۔

مستحب :- وہ ہے جسے شرع میں پسند کیا ہو اور ترک پر کوئی ناپسندیدگی نہ ہو۔

مباح :- وہ ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حرام قطعی :- یہ فرض کے مقابل ہے اس کا ایک بار بھی کرنا گناہ کبیرہ ہے اس کا مرتکب مستحق ہے۔

مکروہ تحریمی :- یہ واجب کے مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

اساءت :- جس کا کرنا گناہ ہو اور نادرًا کرنے والا مستحق عتاب ہو لیکن۔

مکروہ تنزیہی :- جس کا کرنا شرعًا ناپسند ہو مگر کرنے والا مستحق عتاب نہ عذاب نہیں۔

خلاف اولیٰ جس کا نہ کرنا بہتر اور کرے تو مضائقہ نہیں۔

وضو اور غسل میں فرض۔ واجب۔ سنت مؤکدہ۔ مکروہ تحریمی۔ مکروہ تنزیہی۔ خلاف اولیٰ سب کچھ ہیں اس کی تصریح آگے آئے گی۔

فتیمموا صعیدا طیبا۔ عدم استطاعت و عدم قدرت علی الماء پر تیمم پاک مٹی اور جنس مٹی سے کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضرب دونوں ہاتھوں کی مار کر منہ پر پھیر یا دوسری ضرب مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیر لیں۔ یہ غسل اور وضو دونوں کا بدل ہے صرف نیت میں حدث صغیر اور حدث کبیر مشخص کرنا ضروری ہے۔

آخر میں ارشاد ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ اللہ تم پر تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ نجاستوں اور گناہوں سے تم کو پاک کرنے کے لیے اور اس لیے کہ اپنا انعام تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر ادا کرسکو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین تین بار اعضاء کو دھونے کے بعد فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص میرے اس وضو کی طرح وضو کرے گا اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں پاؤں سے گناہ جھڑ کر نکل جاتے ہیں۔

اس میں سہولت فی الشریعت کی بشارت ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا

اللہ اِنَّ اللہَ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ اور اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو اور اس عہد کو بھی یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ جاننے والا ہے سینے کی باتیں۔

اس میثاق کے متعلق علامہ آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں

اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہے جو مسلمانوں سے بیعت کے وقت حضور نے عقبۃ الثانیہ میں ۱۳ سنہ نبوی پر لیا جس میں مسلمانوں سے ہر حکم کی اطاعت کا معاہدہ تھا خواہ تنگی اور فراخی وغیرہ میں جیسا کہ بخاری و مسلم میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ میثاق ہے جو عقبہ اولیٰ پر ۱۲ سنہ نبوی پر لیا گیا یا بیعت رضوان کا معاہدہ ہے جو حدیبیہ کے موقع پر ہوا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ آگے ارشاد ہوا۔

یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ۰ اے ایمان والو ہو جاؤ قائم اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی کو ادا کرنے والے اور نہ ابھارے تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر کہ نہ انصاف کرو۔ انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

جَرَمَ اور اِجْتِرَامٌ کمانا۔ جَرَمَ لاہلہ اپنے گھر والوں کے لیے کمایا (تو مون) اصطلاح میں برائی کرنے کے ہیں۔ پانچ چیزوں کا تاکیدی حکم ہے۔ قائم للہ رہنا۔ انصاف سے گواہی دینا۔ دشمن غصہ میں بے انصافی نہ کرنا۔ بجنسہ عدل و انصاف کرنا۔ اللہ سے ڈرنا۔ مشرکین سے سخت عداوت تم کو عدل و انصاف سے چھوڑنے پر آمادہ نہ کرے۔

اس آیت کریمہ میں اخلاق اسلامی اور رواداری کی تعلیم ہے کہ کسی قوم سے اگر تمہاری عداوت یا دشمنی ہو اور وہ تمہارے ہاتھ میں آجائے تو ان سے اس رنج کا انتقام لینا نازیبا ہے فرائض عدل کا کوئی اثر نہیں عدل و انصاف کے خور سے نہ ہٹا دے۔ اسلامی تقویٰ سے اسی کا تسمیہ ہے۔

عدل ہر چیز سے زیادہ تقویٰ کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ افعال سے اپنے نفس کی ظاہری اور باطنی قوتوں کو بچایا جائے اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خیال رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے آگے ارشاد ہے۔

وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر عظیم ۰ والذین کفروا وکذبوا باٰیتنا اولئک اصحب الجحیم ۰ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے ان کے لیے جو ایمان لائے اور نکوکار رہے بخشش کا اور بڑے ثواب کا۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔

وَعَدَ۔ ماضی میں بہت ہی گنجائش ہے اس کلام سے وعدہ فرمانا مقصود ہے اَلَّذِیْنَ سے مومن مراد ہیں۔ نیک عمل ہمیشہ کرتے رہنا ضروری ہے۔ لھم مغفرۃ واجر عظیم۔ لھم میں لام نفع کا ہے ھُم کا مرجع الذین ہے۔ یعنی بخشش اور بڑا ثواب صرف نکوکار مومنین کے لیے ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا۔ الذین سے تمام کفار مراد ہیں۔ آیات سے مراد آیات قرآن ہیں۔ ہر کافر آیات اللہ کو جھٹلانے والا ہے اُوْلٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ جحیم دوزخ کا حصہ ہے دوزخ والے صرف کفار ہیں جو حق کی تکذیب کرنے والے ہیں۔

یہ آیت نص قاطع ہے اس پر کہ خلود نار سوا کفار کے اور کسی کے لیے نہیں (خازن۔ روح المعانی)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاتَّقُوا اللہَ وَعَلَی اللہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۰ اے ایمان والو اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر کیا جبکہ ایک قوم نے چاہا کہ تم پہ ہاتھ ڈالے تو اس نے ان کے ہاتھ تم پہ سے روک لیے اور اللہ سے ڈرو اور اللہ ہی پہ مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

شان نزول:۔ علامہ بغوی نے عکرمہ بن بشار کا قول نقل کیا ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت منذر بن عمر ساعدی کو مہاجرین وانصار کی تیس عدد آدمیوں کی جماعت کے ساتھ بنی عامر بن صعصعہ کی طرف تبلیغ اسلام کی لیے بھیجا حسب الحکم یہ لوگ گئے اور بنی عامر کے ایک چشمہ پر جس کا نام بیر معونہ تھا بنی عامر بن طفیل سے مقابلہ ہوا بنی عامر نے فریب کیا اور سب مسلمانوں کو قتل کر دینا چاہا۔ حضرت منذر اور آپ کے ساتھی شہید ہوگئے صرف تین مسلمان بچے جو گمشدہ اونٹنی کو تلاش کرنے گئے ہوئے تھے۔ ان میں عمرو بن امیہ ضمیری نے یہ واقعہ دیکھ کر اندیشہ ظاہر کیا کیونکہ پرندے فضا میں چکر لگا رہے تھے اور ان کے چونچ پنجے خون سے رنگے ہوئے تھے گوشت کے لوتھڑے جو زمین پر گر رہے تھے یہ دیکھ کر یہ تینوں اپنے رفقاء کی طرف چلے راستہ میں ان کا مقابلہ بھی ان کفار سے ہوا ایک ساتھی جن کو ضرب سے امان لگی نے دشمنوں کی طرف سر اٹھایا با آواز بلند کہا اللہ اکبر رب العالمین کی قسم میں جنت میں داخل ہو گیا۔

بقایا دونوں ساتھیوں کا بھی مقابلہ بنی سلیم کے آدمیوں سے ہوا۔ بنی سلیم بنی عامر کی ایک شاخ تھی۔ ان دونوں آدمیوں نے اپنا نسب بنی عامر سے بلایا تو دونوں مجاہدین نے ان کو کافر سمجھ کر قتل کر دیا۔ بنی سلیم حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے معاہد تھے ان سے صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ بنی سلیم نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے آدمیوں کا خونبہا طلب کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو کعب بن اشرف یہودی اور بنی نضیر کے پاس بھیجا تاکہ دیت ادا کرنے کے لیے ان سے مالی امداد حاصل کریں انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا کہ ان سے مسلمانوں کی جنگ نہ ہوگی۔ اگر ضرورت پڑے تو خونبہا ادا کرنے میں وہ مسلمانوں پوری پوری مدد کریں گے۔

یہودیوں نے باہم مشورہ کر کے منصوبہ بنایا کہ اگر کوئی مکان کی چھت پر چڑھ کر بھاری پتھر ان پر گرا دے تو مسلمانوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس منصوبہ کے تحت جب انہوں نے ایسا کرنا چاہا تو اللہ تعالے نے ان کے ہاتھوں کو شل کر دیا۔ اور جبرئیل امین نے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو باخبر کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنے تمام رفقاء کو بحفاظت مدینہ لے آئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضور سید اکرم صلے اللہ علیہ نے ایک منزل میں قیام فرمایا اور اصحاب جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام گزیں ہو گئے۔ حضور نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی ایک اعرابی غورث بن حارث نے اپنی قوم سے کہا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کیے دیتا ہوں۔ وہ تلوار درخت سے اتار کر حضور کی طرف بڑھا اور پکارا یا محمد من یمنعک منی۔ اے محمد اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا میرا اللہ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ روح الامین نے اس کا ہاتھ روک لیا اور تلوار گرا دی حضور نے اسی وقت تلوار تھامی اور فرمایا الآن من یمنعک منی۔ اب بتا مجھ سے تجھے کوئی بچانے والا ہے وہ اعرابی لرز گیا اور کہنے لگا کوئی نہیں سوا آپ کے حضور نے تلوار نیام میں کی اور فرمایا جا۔ وہ دست بستہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک محمد رسول اللہ (تفسیر ابوالسعود)

اور روح المعانی میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ بعسفان قاموا الی الظھر معًا فلما صلوا ندموا ان لا کانوا اکبوا علیھم وھ۔ ۔ ان اذا قحوہم

اذا قاموا الی الصلٰوۃ العصر فرد اللہ تعالیٰ کید ھم بان انزل صلوٰۃ الخوف۔ مقام عسفان میں حضور معہ صحابہ ظہر پڑھ رہے تھے مشرکین نے دیکھا کہ اب ظہر پڑھ چکے ہیں تو بہت پچتائے اور ارادہ کیا کہ جب عصر کے لیے کھڑے ہوں تو یکبارگی حملہ کر دیا اللہ تعالےٰ نے ان کا مکر رد فرمایا اور صلوٰۃ خوف کا طریقہ تعلیم فرما دیا۔ اور نماز خوف کے احکام نازل ہوئے جن میں مسلمان دو ٹولیاں بنا کر نماز باجماعت پڑھتے ہیں آدھے نماز میں آدھے کفار کے مقابل ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں دوسری میں تبدیلی ہو جاتی ہے (تفسیر خازن۔ تفسیر کبیر)

مفصل واقعہ گزشتہ صفحات میں رکوع تیرھواں سورۃ نساء میں واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منہم معک ولیاخذوا اسلحتہم کے تحت گزر چکا۔

واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ پر ہی اہل ایمان کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورہ مائدہ پ ۶

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝

اور بے شک لیا اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد اور ہم نے ان میں بھیجے بارہ نقیب اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور تعظیم کرو ان کی اور قرض دو اللہ کو قرض حسنہ تو یقیناً اتار دوں گا میں تمہارے گناہ اور یقیناً داخل کر دوں گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہوں گی نہریں تو جو کفر کرے بعد اس کے تم میں سے تو وہ یقیناً بہکا سیدھی راہ سے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

تو بسبب ان کی بدعہدیوں کے ہم نے لعنت کی اور کیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت اللہ کے کلام کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں اور بھلا دیا سب

ذُكِّرُوا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

حصہ ان نصیحتوں کا جو ان کو دی گئی تھیں اور ہمیشہ تم مطلع رہو گے ان کی دغابازیوں پر۔ مگر تھوڑے ان سے تو انہیں معاف کردو اور درگذر کرو بے شک احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور بعضے ان سے وہ ہیں جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے ان سے عہد تو بھلا دیا انہوں نے وہ سب حصہ نصیحتوں کا تو ڈال دی ہم نے ان میں عداوت اور بغض قیامت تک اور عنقریب بتادے گا انہیں اللہ جو کچھ وہ بات بناتے ہیں۔ اے کتابیو بے شک تم میں ہمارا رسول کہ تم پر ظاہر کرے بہت سی وہ باتیں جو چھپائیں تم نے کتاب سے اور بہت سی معاف کرتا ہے بے شک آیا تم میں اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ہدایت دیتا ہے اس سے اللہ اسے جو پیروی کرے اللہ کی رضا کی اور چلا سلامتی کا راستہ اور انہیں نکالتا ہے اندھیریوں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ سیدھی

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

بے شک کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہے بیٹا مریم کا فرمادو تو کون قبضہ رکھتا ہے اللہ سے کچھ اگر چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح کو جو مریم کا بیٹا ہے اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو سب کو اور اللہ کے لیے ہی ملک آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے پیدا

وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○
وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا
اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ط قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ
بِذُنُوْبِکُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ
خَلَقَ ط یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ
یَّشَآءُ ط وَلِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ○

کرے جو چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔
اور کہا یہودیوں اور نصرانیوں نے ہم اللہ کے
بیٹے اور اس کے پیارے ہیں فرما دیجئے تو تم
کو کیوں عذاب ہونے لگا تمہارے گناہوں پر
بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے جسے چاہے
بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ
کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور
جو کچھ ان میں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

یٰۤاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا
یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا
نَذِیْرٍ ط وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

اے اہل کتاب بے شک آیا تم میں وہ رسول
جو ظاہر کرتا ہے تم پر مدتوں بند رہنا اور ان کے
آثار رسولوں کا تاکہ نہ کہہ سکو کہ نہیں آیا ہمارے
پاس کوئی خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر
شے پر قادر ہے۔

حل لغات رکوع سوم سورۂ مائدہ پ ۶

و۔ اور	لقد۔ بیشک	اخذنا۔ لیا ہم نے	میثاق۔ عہد
بنی اسرائیل۔ بنی اسرائیل سے		و۔ اور	بعثنا۔ مقرر کیے ہم نے
منہم۔ ان میں سے	اثنی عشر۔ بارہ	نقیبا۔ سردار	و۔ اور
قال۔ کہا	اللہ۔ اللہ نے	انی۔ بیشک میں	معکم۔ تمہارے ساتھ ہوں
لئن۔ اگر	اقمتم۔ قائم کی تم نے	الصلوٰۃ۔ نماز	و۔ اور
اٰتیتم۔ دی تم نے	الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ	و۔ اور	اٰمنتم۔ ایمان لائے تم
برسلی۔ میرے رسولوں پر	و۔ اور	عزرتمو۔ تعظیم کی تم نے	ھم۔ ان کی
و۔ اور	اقرضتم۔ قرضہ دیا تم نے	اللہ۔ اللہ کو	قرضا۔ قرضہ
حسنا۔ اچھا	لاکفرن۔ تو دور کروں گا میں	عنکم۔ تم سے	سیاتکم۔ تمہاری برائیاں

و - اور　لادخلنکم - ضرور داخل کروں گا تم کو　جنت - باغوں میں
تجری - چلتی ہیں　من تحتہا - ان کے نیچے　الانھر - نہریں　فمن - پھر جو
کفر - کفر کرے　بعد - بعد　ذلک - اس کے　منکم - تم میں سے
فقد - تو بے شک　ضل - گمراہ ہوا　سواء - سیدھے　السبیل - راستہ سے
فبما - تو بسبب　نقضہم - توڑنے انکے　میثاقہم - اپنے عہد کو　لعنا - لعنت کی ہم نے
ھم - ان پر　و - اور　جعلنا - بنائے ہم نے　قلوبہم - انکے دل
قاسیۃ - سخت　یحرفون - بدلتے ہیں　الکلم - کلمات کو　عن مواضعہ - ان کی
جگہ سے　و - اور　نسوا - بھول گئے　حظا - حصہ
مما - اس چیز کا جو　ذکروا - نصیحت کیے گئے　بہ - اس کی　و - اور
لاتزال - تو ہمیشہ　تطلع - مطلع ہوتا رہیگا　علی - اوپر　خائنۃ - خیانت
منہم - ان کی کے　الا - مگر　قلیلا - تھوڑے　منہم - ان میں سے
فاعف - پس معاف کر　عنہم - ان کو　و - اور　اصفح - درگذر کر
ان - بے شک　اللہ - اللہ　یحب - پسند کرتا ہے　المحسنین - نیکوں کو
و - اور　من الذین - ان سے جو تھے　قالوا - کہا　انا - ہم
نصری - نصاری ہیں　اخذنا - لیا ہم نے　میثاقہم - ان سے عہد　فنسوا - تو بھول گئے
حظا - حصہ　مما - اس کا جو　ذکروا - نصیحت کیے گئے　بہ - اسکی
فاغرینا - توڈال دی ہم نے　بینہم - ان میں　العداوۃ - عداوت　و - اور
البغضاء - بغض　الی - طرف　یوم - دن　القیمۃ - قیامت کے
و - اور　سوف - جلدی　ینبئہم - خبر دیگا ان کو　اللہ - اللہ
بما - اس کی جو　کانوا - وہ　یصنعون - کرتے تھے　یا - اے
اھل الکتب - کتاب والو　قد - بے شک　جاء - آیا　کم - تمہارے پاس
رسولنا - ہمارا رسول　یبین - بیان کرتا ہے　لکم - تمہارے لیے　کثیرا - بہت سی
مما - وہ باتیں جو　تخفون - چھپاتے ہو　من الکتب - کتاب سے　و - اور
یعفوا - معاف کرتا ہے　عن کثیر - بہت سے　قد - بیشک　جاء - آیا
کم - تمہارے پاس　من اللہ - اللہ سے　نور - نور　و - اور

کتاب۔کتاب	مبین۔روشن	یھدی۔ہدایت دیتا ہے	بہ۔اس سے
الله۔اللہ	من۔اس کو جو	اتبع۔پیروی کرے	رضوانہ۔اسکی رضامندی کی
سبل السلام۔سلامتی کے راستوں کی		و۔اور	یخرجہم۔نکالتا ہے انکو
من الظلمت۔اندھیروں سے	الی۔طرف	النور۔روشنی کے	باذنہ۔اپنے حکم سے
و۔اور	یھدیہم۔راہنمائی کرتا ہے انکی	الی۔طرف	صراط۔راہ
مستقیم۔سیدھی کے	لقد۔بے شک	کفر۔کافر ہو گئے	الذین۔وہ جنہوں نے
قالوا۔کہا	ان۔بیشک	الله۔اللہ	ھو۔وہی ہے
المسیح۔مسیح	بن۔بیٹا	مریم۔مریم کا	قل۔کہہ
فمن۔پھر کون	یملک۔اختیار رکھتا ہے	من الله۔اللہ سے	شیئا۔کچھ بھی
ان۔اگر	اراد۔ارادہ کرے	ان۔یہ کہ	یھلک۔ہلاک کردے
المسیح۔مسیح	بن مریم۔مریم کے بیٹے کو	و۔اور	امہ۔اس کی ماں کو
و۔اور	من۔جو	فی۔بیچ	الارض۔زمین کے ہے
جمیعا۔سب کو	و۔اور	لله۔اللہ ہی کی	ملک۔ملکیت ہیں
السموات۔آسمان	و۔اور	الارض۔زمین	و۔اور
ما۔جو	بینہما۔ان کے درمیان ہے	یخلق۔پیدا کرتا ہے	ما۔جو
یشاء۔چاہتا ہے	و۔اور	الله۔اللہ	علی۔اوپر
کل۔ہر	شئ۔چیز کے	قدیر۔قادر ہے	و۔اور
قالت۔کہا	الیہود۔یہودیوں نے	و۔اور	النصری۔عیسائیوں نے
نحن۔ہم	ابناء۔بیٹے ہیں	الله۔اللہ کے	و۔اور
احباؤہ۔پیارے اسکے	قل۔کہہ	فلم۔پھر کیوں	یعذبکم۔سزا دیتا ہے تمکو
بذنوبکم۔تمہارے گناہوں کی	و۔اور	لله۔اللہ ہی کی	ملک۔ملکیت ہیں
السموات آسمان	و۔اور	الارض۔زمین	و۔اور
ما۔جو	بینہما۔انکے درمیان ہے	و۔اور	الیہ۔اسی کی طرف
المصیر۔پھرنا ہے	یا۔اے	اھل الکتب۔کتاب والو	جاء۔آیا ہے
کم۔تمہارے پاس	رسولنا۔ہمارا رسول	یبین۔بیان کرتا ہے	لکم۔تمہارے لئے

علی۔ اوپر	فترۃ۔ تاخیر کے	من الرسل۔ رسولوں سے	ان۔ یہ کہ
تقولوا۔ تم کہو کہ	ما۔ نہیں	جاء۔ آیا	نا۔ ہمارے پاس
من بشیر۔ کوئی خوشخبری سنانے والا	و۔ اور	لا۔ نہ	نذیر۔ ڈرانے والا
و۔ اور	اللہ۔ اللہ	علی۔ اوپر	کل۔ ہر
شئ۔ چیز کے	قدیر۔ قادر ہے۔		

مختصر تفسیر رکوع سوم سورۂ مائدہ پ ۶

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

اور بے شک لیا اللہ نے عہد بنی اسرائیل سے اور بھیجے ہم نے ان میں بارہ سردار اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض دو قرض حسنہ بے شک میں اتاروں گا تمہارے گناہ اور تمہیں داخل کروں گا ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں تو جو کفر کرے بعد اس کے تو یقیناً وہ گمراہ ہے سیدھی راہ سے۔

جب اللہ تعالےٰ نے توریت نازل فرمائی تو بنی اسرائیل سے ایک پختہ وعدہ لیا میثاق کے معنی پختہ وعدے کے ہیں قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ۔ اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی جب تک تم عہد پورا کرتے رہو گے اللہ کا ساتھ ہونا بے کیف ہے مخلوق کی معیت کی کیفیت سے خالی ہے اللہ کی معیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے عہد یہ تھا کہ
لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ۔ اگر تم نمازی ہو گے۔ زکوۃ ادا کرو گے میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ گے وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ۔ ان کی تعظیم کرو گے۔ عزر مصدر مجرد تعظیم و تکریم کرنا (قاموس) وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ کو اچھا قرض دو گے یعنی راہ خدا میں خرچ کرو گے یہی بہتر ہے اللہ کو قرض دینے سے مراد نیکی کرنا اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا۔ قرض حسنہ وہ قرض ہے جس میں احسان نہ ہو

نہ اس میں غرور دکھاوا ہو۔

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ تو میں ضرور تمہاری برائیوں کا کفارہ کروں گا۔

ولادخلنکم جنت تجری من تحتہا الانہار۔ اور ضرور تم کو ان جنتوں میں داخل کروں گا جن کے درختوں کوٹھیوں کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

فمن کفر بعد ذالك منکم۔ پھر جس نے اس کے بعد کفر کیا۔

فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔ تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

غرق فرعون کے بعد جب بنی اسرائیل مصر میں مقیم ہو گئے تو اللہ تعالٰی نے حکم دیا کہ تم سب زمین شام کی بستی اریحا کی طرف چلو۔ اریحا قوم جبارین کنعانیین کا دار الخلافہ تھا۔ یہ کفار جبارین ایک ہزار بستی کے بادشاہ تھے ہر بستی باغات سے سرسبز و شاداب تھی اس بستی کو بستی ریحان کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ وہ جگہ تمہاری جائے قرار ہوگی اور ہم مجاہدین کی مدد فرمائیں گے حضرت موسٰی علیہ السلام نے بہ حکم رب العالمین ان میں سے بارہ نقباء چنے۔ ہر قبیلہ نے ایک سردار منتخب کر لیا جو اپنی اپنی قوم و قبیلہ کا ذمہ دار ہوگا اور وہ ایفائے عہد کریں گے اور قرض حسنہ خیرات و صدقات اس کی راہ میں دیں گے اور وعدہ جہاد پورا کریں گے۔ ان بارہ ضامنوں کو نقیب کہا جاتا ہے۔ ان نقیبوں میں حضرت کالب بن یوحنا اور یوشع بن نون بھی تھے۔

مفسرین نے اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام سے اللہ تعالٰی نے وعدہ فرمایا تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو ارض مقدسہ کا وارث بنائے گا۔ اس ارض مقدسہ میں پہلے کنعانی رہتے تھے جنہیں جبارین کہا جاتا تھا۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد حضرت موسٰی علیہ السلام کو حکم الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو ارض مقدسہ کی طرف لے جائیں میں نے اس سرزمین کو تمہارے لیے مسکن و قرار گاہ بنایا ہے وہاں جاؤ اور جو دشمن وہاں ہیں ان پر جہاد کرو میں تمہاری مدد کے لیے تمہارے ساتھ ہوں اور اول ایسا کرو کہ اپنے اسباط یعنے قبائل سے ہر قبیلہ کا ایک ایک سردار چنو اس طرح بارہ سردار منتخب کر کے حکم فرماؤ کہ ہر سردار کا اتباع ان کا قبیلہ کرے اور ہر سردار ایفائے عہد کا ذمہ دار ہو۔ بنی اسرائیل کے بارہ گروہ تھے اس لیے بارہ نقباء چنے گئے اور ہر گروہ اور ہر قبیلہ بنی اسرائیل سے ایک سردار چنا گیا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے بارہ سردار منتخب کر کے معہ قبائل بنی اسرائیل روانہ ہوئے جب مقام اریحا پر پہنچے تو ان نقباء قوم کو حکم دیا کہ جاؤ اور تجسس احوال کر کے آؤ انہوں نے وہاں پہنچ کر دیکھا

کہ کنعانی بہت قدآور اور تنومند والے ذی ہیبت و شوکت ہیں (بعض ارباب سیر نے یہاں بعض کہانیاں بھی گھڑلی ہیں جن سے ہم احتراز کرتے ہوئے واقعہ کی اصلیت پیش کر رہے ہیں) مختصر یہ کہ یہ لوگ ان سے ہیبت زدہ ہو کر واپس آئے اور اپنی قوم کو سب کچھ بتادیا باآنکہ انہیں حکم تھا کہ جو کچھ وہاں دیکھو وہ قوم کے آگے بیان نہ کرنا لیکن سب نے عہد شکنی کی صرف دو نقیب اپنے عہد پہ رہے ایک کالب بن یوقنا۔ دوسرے یوشع بن نون۔ باقی سب نے اپنا عہد توڑ دیا اور خوب چرچا کیا جس سے بنی اسرائیل گھبرا گئے۔ خائف ہو گئے اور جہاد سے انکار کر دیا۔

یہ واقعہ دوسرے مقام پر اسی پارہ میں مفصل بیان ہو گا بتحت آیت کریمہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فقاتلا انا ھھنا قاعدون رپٗ سورہ مائدہ رکوع ۸)

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی اس مقام پر صوفیائے کرام کے نظریات کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ھذا

وھم فی الانفس الحواس الخمس الظاھرۃ والخمس الباطنۃ والقوۃ العاقلۃ النظریۃ و القوۃ العلمیۃ یہ بارہ نقباء پانچ نفس حواس خمسہ ظاہریہ ہیں اور پانچ باطنیہ اور قوت عاقلہ نظریہ۔ اور قوت عملیہ کل بارہ ہو گئے۔

وذکر غیر واحد من ساداتنا الصوفیۃ ان النقباء احد انواع الاولیاء نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم اور اکثر نے ہمارے سردار صوفیائے کرام نے فرمایا کہ نقباء ایک قسم ہے اولیاء کرام کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے ہمیں متمتع فرمائے۔

فتوحات میں ہے کہ اولیاء کرام میں سے نقباء ہیں اور وہ بارہ ہوتے ہیں ہر زمانہ میں نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ ان کی تعداد بارہ بروج فلکیہ کے ساتھ ہے۔ ہر نقیب ایک برج کے خواص کا عالم ہوتا ہے۔ اور اس کے اسرار و تاثیرات اور جو کچھ کواکب سے سیارات و ثوابت میں ہے سب جانتے ہیں۔ اور ثوابت میں بھی ایک قسم کی حرکت ہوتی ہے جو حسی طور پر شعور میں نہیں آتی اور یہ اتنی بطی حرکت ہوتی ہے کہ ہزار ہا برس میں ظاہر ہوتی ہے اور رصد کی عمریں اس سے کم ہوتی ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان نقباء کے ہاتھ میں علم شرائع منزلہ اور خرابیہائے نفوس اور تکلیفات اور مکروہات وغیرہ ان پر منکشف فرمائے ہیں اور شیطان جو نظر حس سے مخفی ہے وہ ان پر مکشوف ہوتا ہے یہ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو کوئی نہیں جانتا۔ وہ علم میں اتنا درجہ رکھتا ہے کہ جب قدم اٹھاتا ہے اور زمین پر چلتا ہے یہ جان لیتے ہیں کہ یہ قدم سعید اٹھاتا ہے یا شقی جیسے علماء آثار و علامات و

قیافہ سے جان لیتے ہیں۔

دیار مصر میں ان سے اکثر جب نکلتے ہیں جنگلوں سے اور کوئی انہیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے یہ وہ شخص ہے جس میں یہ اثرات ہیں اور یہ اولیاء سے نہیں۔ اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ جب غیر ولی میں ایسے کمالات ہو سکتے ہیں تو تیرا کیا خیال ہے اگر اللہ ان نقباء کو علوم آثار سے اس قدر عطا فرمادے۔ آگے فرماتے ہیں۔

وقد عد الشیخ قدس سرہ فیہا انواعا کثیرۃ والسلفیون ینکرون اکثر تلک الاسماء

شیخ اکبر قدس سرہ نے ان کی بہت سی قسمیں گنی ہیں اور سلف نے ان میں سے اکثر ناموں کا انکار کیا ہے۔

ففی بعض فتاوی ابن تیمیۃ واما الاسماء الدائرۃ علی السنۃ کثیر من النساک والعامۃ مثل الغوث الذی بمکۃ والاوتاد الاربعۃ والاقطاب السبعۃ والابدال الاربعین والنجباء الثلاثمائۃ۔

بعض فتاوی ابن تیمیہ رح میں ہے کہ وہ نام جو زبان زد عوام ہیں وہ غوث ہیں جو مکہ میں ہوتے ہیں اور اوتاد چار اور اقطاب سات۔ ابدال چالیس۔ نجباء تین سو ہیں۔

اس کے بعد نقد و تبصرہ علمی کے لحاظ سے فرماتے ہیں یہ چیزیں کتاب اللہ اور سنت سید الانبیاء سے ثابت نہیں اور ان کی سندیں نہ صحیح ہیں نہ ضعیف۔

شامی میں ایک منقطع الاسناد حدیث علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں ان فیہم۔ یعنی من اھل الشام الابدال اربعین رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ تعالی مکانہ رجلا ۔ ملک شام میں ابدال چالیس ہوتے ہیں جب ان میں سے کوئی مرد انتقال کرتا ہے اللہ اس کی جگہ دوسرا آدمی ابدال کو دیتا ہے۔

ولا توجد ایضا فی کلام السلف اور کلام سلف میں یہ روایت اور یہ نام نہیں پائے جاتے

اقول وباللہ التوفیق

علامہ آلوسی نے ابتداء روایت میں ہی فرمادیا ہے کہ یہ سادات صوفیہ سے ہم لکھ رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ صوفیائے کرام کے اقوال شرعیات میں واجب العمل اور لازم الاعتقاد نہیں ہوتے

لیکن اس سے یہ بھی مستفاد نہیں ہوتا کہ ان کے لطائف وغرائب کو بلاوجہ تسلیم ہی نہ کیا جائے۔

ابن تیمیہ کا غوث قطب ابدال نجباء وغیرہ کا ذکر کر کے لیست بموجودۃ فی کتاب اللہ تعالی ولا ھی ماثورۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم کہہ دینا بھی ہمارے لیے خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

البتہ اصول شرعی کے اعتبار سے یہ مسلم ہوگا کہ ان کا منکر کافر نہیں مگر جو انکار مستلزم کفر نہ ہو وہ انکار قطعی طور پر جائز بھی تو نہیں۔ وجود اولیاء پر اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ آیت قرآنی ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ پ۹ وجود اولیاء کی دلیل میں نص ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ پ۱۱ رکوع ۲-آیت کریمہ ہے۔

پھر احادیث میں بھی کم من اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لا برہ جیسی احادیث وارد و صادر ہیں تو نفس ولی کا انکار تو کسی طرح نہیں ہو سکتا۔

اور نفس کرامت کا منکر بھی آیت قرآنی کا منکر کہلائے گا۔ سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا کا واقعہ قرآن کریم میں ہے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ پ۱۹ رکوع ۱۷ کے ساتھ مذکور ہے اور اسے مفسرین نے کرامت سے تعبیر کیا ہے۔

اب اقسام ولایت اور انواع اولیاء میں صوفیاء کا غوث۔ قطب۔ ابدال۔ نجباء نقباء کے ساتھ تصریح کر دینا اگر کتاب وسنت میں علانیہ نہ بھی ہو تو ان کا انکار بھی تو نہیں اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں۔ بنابریں ہم انواع اولیاء میں مذکورہ اقسام کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ البتہ ان کا دخل اعتقادیات میں نہیں مگر اھل البیت ادری بما فیہ کے ماتحت یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ صوفیا ہی صوفیوں کے اقسام و انواع بتلانے کے اہل ہیں نہ کہ ہم جیسے نا اہل چشم باطنی سے اندھے نہ سمجھ کر انکار کی جرأت کریں۔

بہر حال یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے کہ اولیائے کرام میں سب سے بلند مقام خلفاء راشدین کا ہے اور خلفاء میں سب سے اعلی مقام مقام صدیق ہے۔ اسی طرح عارفان علم میں ایک درجہ صوفی صافی کا ہے۔ سالک مسالک طریقت کا ہے تو ایک درجہ غوث کا اور ایک مقام قطب کا۔ ابدال کا۔ نجباء کا بھی ہوگا۔ پھر نقباء کے مدارج کے انکار کی کوئی وجہ نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ۔ اس کی تفسیر مفسرین کی طرف سے ہو چکی اب علامہ آلوسی اس پر قول صوفیاء کے ماتحت تاویلی تفسیر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں ہمت واعانت کے لیے بشرطیکہ تم نماز قائم رکھو اور عبادات بدنیہ کے ساتھ تم مزین رہو۔

اور زکوۃ دے کر صفات ذمیمہ سے خالی ہو جاؤ مثل بخل تکبر کے اور اللہ تعالےٰ کے لیے اپنی خواہشات پر دوسرے کی ضرورت مقدم رکھو۔

اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اس کی عقل اور الہامات اور فکر صحیح اور خیالات صادقہ روح سے اور ملت سے اور اعانت ملکوتیہ پر۔

اور تعظیم کرو ان کی اور ان کی عظمت اتنی کرو کہ شیاطینی وہم پر غالب آجاؤ اور مغلوبی سے اس شیطان کو وساوس پیدا کرنے سے روکو اور توہمات ہونے سے باز رکھے اور خیالات نفسانیہ سے ہمیشہ علیحدہ رہو۔

اور قرض دو اللہ تعالےٰ کو قرض حسن ایسے طرح کہ بے تعلق رہو کسی طاقت اور قوت اور علم وقدرت سے اور اپنے تمام معاملات اس ذات عزشانہٗ سے وابستہ کرو بلکہ افعال وصفات سے بھی بری ہو جاؤ اور اپنی ذات سے سب کچھ محو کرتے ہوئے اتنے فنا ہو جاؤ کہ اپنے رب کے حضور جھک جاؤ۔

تو اللہ تعالےٰ تمہارے سر سے بار گناہ اتار دے گا جو حاجب ومانع ہے تمہاری ترقی کا۔

اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا جو میرے پاس ہے جس میں نہریں رواں ہیں علوم وتوکل اور رضا وتسلیم وتوحید کے اور تجلیات افعال وصفات اور ذات کی روشنی۔

تو جو منحرف ہو جائے اس معاہدہ کے بعد اور بعثت نقباء سے تو یقیناً بہکا سیدھے راستہ سے اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوا۔

اور بہ سبب اس کے کہ نقض عہد کیا انہوں نے اللہ نے لعنت کی ان پر اور دور کر دیا انہیں اپنی حضوری سے اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت بسبب استیلاء صفات نفسانیہ کے اور بوجہ میلان امور ارضیہ کے بدلتے ہیں کلمات ان کی جگہ سے مجبور ہو جانے کے باعث انوار ملکوتیہ جبروتیہ سے اور وہ ہیں کلمات اللہ تعالےٰ کے جنہیں بدلنا چاہتے ہیں ان کے قوی نفسانیہ اور اس کے بجائے وہمیات وتخیلات فاسد لاتے ہیں۔

وَنَسُوْا حَظًّا۔ اور بھلا بیٹھے بہت کچھ حصہ جو انہیں نصیحتوں کا پہنچا تھا میثاق سے اور جاتا رہا وہ کمال جو ان کی استعداد اور حق میں آیا تھا اور ہمیشہ مطلع رہیں گے نیک بندے ان کی خیانت سے جو نسی عہد منع امانت میں استیلاء شیطان کے باعث کریں گے اور قساوت قلبی سے وہ اس کے مرتکب ہونگے مگر تھوڑے ان سے ایسے بھی ہیں جن میں استعداد صلاحیت ہو تو معافی اور چشم پوشی کرو۔ اللہ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

یہ تو روح المعانی میں علامہ آلوسی نے صوفیا کی تفسیر بیان کی اور عام فہم تفسیر جو عام تفاسیر میں مثلاً معالم و خازن وغیرہ میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیہ کریمہ اپنے شان نزول کے لحاظ سے اس امر کی صراحت کرتی ہے کہ یہ اس قوم کے حق میں حکم آیا جنہوں نے اول نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر اسے توڑا تو اللہ تعالے نے اپنے حبیب جناب مصطفے علیہ التحیہ والثناء کو ان کے اس نقض عہد سے فوراً مطلع فرما دیا۔

آخر حکم دیا کہ جبتک وہ جزیہ ادا کرتے رہیں اور خود جنگ کی پہل نہ کریں ان سے چشم پوشی کیجئے اور اوپر کے واقعہ پر فرمایا کہ انہوں نے عہد توڑا اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کی تکذیب کی بلکہ انہیں قتل کیا۔ احکام کی مخالفت کی جن آیات توراۃ میں حضور کی نعت تھی ان میں تحریف کی۔ اور اس قسم کی دغا و خیانت اور نقض عہد۔ انبیاء کرام سے بدعہدی کرنا ان کی ان کے آباؤ اجداد کی قدیم عادت ہے مگر بعض وہ بھی ہیں جو ایمان لائے لہذا ان سے جو خطائیں سرزد ہوئیں اسکی گرفت نہ کیجئے معاف فرما دیجئے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور وہ جنہوں نے دعوی کیا کہ ہم نصاری ہیں ہم نے عہد لیا ان سے تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ڈال دیا ان کے اندر بیر اور عداوت قیامت تک کے لیے اور عنقریب بتا دیگا انہیں اللہ جو کچھ وہ کرتے ہیں

جنہوں نے اپنے آپ کو نصاری کہا اللہ کے دین کے مددگار مگر حقیقتاً وہ ایسے نہ تھے ان کا یہ محض دعوی تھا عمل اس کے خلاف تھا نصاری یا ناصر بمعنی مددگار ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ہم اللہ کے مددگار ہیں اس لیے ان کو نصاری کہا گیا۔
نصارا ہی کا انا نصاری کہنا یا انصار اللہ کہنا زبانی تھا ویسے ان کی اذیت شیطان کے ساتھ

تھی۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کی وجہ تسمیہ اصل میں تو یہی تھی کہ وہ انصار اللہ تھے مگر بعد میں وہ انصار الشیطان ہو گئے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکندر رومی کے تین سو چار سال بعد بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ بیت اللحم بیت المقدس سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے پھر ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم مصر لے آئیں جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو شام کی بستی ناصرہ میں لے آئیں۔ ناصرہ کے رہنے والوں کو ناصری یا نصاری کہا جانے لگا پھر دین عیسائیت کا نام نصرانیت اور عیسائیوں کا نام نصاریٰ ہو گیا (روح المعانی)

میثاق پختہ وعدہ لیا تھا انجیل میں نصاریٰ سے کہ ایک آنے والے رسول محتشم صلے اللہ علیہ وسلم جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائیں گے مگر آپ کی بعثت کے بعد انہوں نے تکذیب کی

فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ۔ عیسائی انجیل کے عہد و پیمان کو بہت ہی جلد بھول گئے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین فرماتے ہیں کہ بموجب قول قتادہ جب نصاریٰ نے انجیل کی بھی پرواہ نہ کی اور اس پر عمل کرنا ترک کر دیا اور رسولوں کی نافرمانی کرنے لگے اور حدود و احکام سے بے پروائی تو اللہ تعالیٰ نے ان میں ایسی پھوٹ ڈالی کہ آپس میں ایکدوسرے کے دشمن بن گئے۔

عداوت۔ عَدْوٌ سے بنا یعنی حد سے بڑھ جانا دشمنی کو عداوت اسی لیے کہتے ہیں

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ دوام کے لیے ہے یعنی قیامت تک محدود ہیں اس کے بعد کفار کی عداوتیں دوسری نوعیت کی ہوں گی۔ عیسائیوں کی فرقہ بندی کی عداوتیں قیامت تک ہوں گی۔

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔ سَوْفَ یہ خبر ہے سزا دینے کی۔

بروز قیامت وہ اپنے کردار کا بدلہ پائیں گے۔ آسمانی کتابوں کی مخالفت کفر و معصیت نبی آخر الزمان کی تکذیب اور جو کچھ کرتے تھے قیامت کے دن اس کی سزا دے گا۔

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس آ گئے ہمارے رسول کہ ظاہر فرماتے ہیں تم پر بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی ہیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بے شک آیا تم میں

اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب ہدایت دیتا ہے اس سے اللہ اسے جو اللہ کی رضا پر چلا سلامتی کی راہ اور انہیں نکالتا ہے اندھیریوں سے روشنی کی طرف اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو بتایا کہ ہمارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم میں تشریف لائے اور تمہیں وہ احکام بتاتے ہیں جو تم تورات وانجیل سے پوشیدہ رکھنے کی خواہش کرتے ہو جیسے آیت رجم اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومناقب اور اس قسم کی آیتوں کا ذکر بھی نہیں کرتے تو ہمارے محبوب بھی تم سے درگذر فرماتے ہوئے مواخذہ نہیں فرماتے۔ بلکہ معاف فرماتے ہیں۔

دوسری آیت میں حضور کو نور فرمایا اس لیے کہ نور کا کام ہے تاریکی دور کرنا اور روشنی پھیلانا تو حضور کی تشریف آوری سے تاریکی کفر دور ہوئی۔ راہ حق واضح اور روشن ہوئی اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے۔ صاحب روح المعانی بھی یہی فرماتے ہیں کہ قد جاءکم رسولنا سے حضور کی ذات مراد ہے یبین لکم کثیرا میں توریت وانجیل سے نعت پاک۔ آیت الرجم۔ بشارت عیسیٰ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم چھپانا مراد ہے۔

شان نزول: حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ ایک بار یہود کی ایک جماعت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اس نے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سے رجم کے بارے میں دریافت کیا کہ زانی کو سنگسار کرنا کیسا ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں بڑا عالم کون ہے انہوں نے لبنے یا دری ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔

حضور سید نا نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن صوریا تجھے قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تجھے قسم ہے اس کی جس نے بنی اسرائیل کے سروں پر کوہ طور کو اٹھایا ابن صوریا کانپ گیا فرمایا سچ بتا توریت میں رجم کا حکم ہے یا نہیں۔

ابن صوریا بولا آپ نے حق کی قسم مجھے دی ہے ہاں توریت میں رجم کا تاکیدی حکم ہے۔

فرمایا پھر تم نے رجم کے حکم پر عمل کرنا کیوں چھوڑ دیا۔

اس نے جواباً عرض کیا ہماری قوم میں زنا بہت بڑھ گیا خصوصاً بڑے لوگ اس وبا میں مبتلا ہو گئے تب ہم نے اس کی سزا ہلکی کر دی یعنی زانی کا سر مونڈ دینا۔ منہ کالا کر دینا اور سو کوڑے مارنا اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی گئی روح المعانی

آگے قد جاءکم من اللہ نور اس پر فرماتے ہیں۔ عظیم وھو نور الھدایۃ نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم نور عظیم سے مراد نوروں کے نور جناب مصطفی نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہے جو ہدایت دیتا ہے متبعین رضا کو جو سلامتی کی راہ چلتے ہیں انہیں یہ نور اور کتاب مبین کفر و شرک کی اندھیریوں سے نکال کر اللہ کے حکم سے ایمان کی روشنی کی طرف لے جاتی ہے۔

نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔ نور کی دو قسم ہیں ایک نور حسی جیسے چاند۔ سورج ستارے چراغ۔ بجلی جس سے آنکھیں منور ہوتی ہیں۔ دوسرا نور عقلی جیسے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم۔ کتاب اللہ یا علم جس سے عقل منور ہوتی ہے کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔ مبین کتاب کی صفت ہے ظاہر کرنے والی۔ قرآن کریم دینی۔ دنیاوی شرعی احکام ظاہر فرماتا ہے۔ اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ آگے فرق نصاریٰ کی تصریح اور ان کے عقائد بیان ہوئے اور اس کا رد کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْــًٔـا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ؁

بے شک کفر کیا انہوں نے جو بولے بے شک اللہ مسیح بن مریم ہی ہے آپ فرمائیں تو کون قدرت رکھتا ہے اللہ پر اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح ابن مریم اور اس کی ماں کو اور تمام زمین والوں کو اور اللہ ہی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان دونوں میں ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نصاریٰ نجران والے حضرت مسیح کو خدا مانا اور نصاریٰ کے دو فرقہ لیعقوبیہ۔ ملکانیہ کا بھی یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰے عیسیٰ علیہ السلام کے بدن میں حلول کیے ہوئے ہیں معاذ اللہ تو آیہ کریمہ میں اللہ تعالٰے نے اس کا رد فرمایا اور ان پر کفر کا فتوے دیا۔ پھر بتایا کہ اگر مسیح بن مریم خدا ہے تو خدا چاہے تو انہیں ہلاک کر دے اور ان کی ماں اور تمام مخلوق کو موت دیدے تو تمہارے نزدیک جو خدا ہے اسے موت سے روکنے والا کون ہے حقیقت یہ ہے کہ مشیت الٰہی میں کوئی دخیل نہیں۔ بنابریں حضرت مسیح کو خدا بنانا صریح باطل ہے روح المعانی

ایک نکتہ

آیہ کریمہ میں ارادۂ اللہ کے ساتھ ان یہلک المسیح بن مریم اور امہ اور من فی الارض جمیعا ارشاد ہوا ہے تو اگر نزول آیت کے وقت سے قبل مسیح علیہ السلام ہلاک ہو چکے تھے جیسا کہ جماعت مرزائیہ خذلہم اللہ تعالےٰ کا عقیدہ باطلہ کاسدہ فاسدہ ہے تو قرآن کریم نے ان اراد ان یہلک المسیح کیوں کہا۔ بلکہ یوں فرمانا تھا کہ قل اماتہ اللہ قبل ستین واللہ تعالی منزہ عن الموت والفناء والتغیر والتبدل۔

یعنی اے محبوب فرمادیجئے جسے تم اللہ کہہ رہے ہو اسے تو اللہ تعالےٰ موت دے چکا ہے برسوں قبل اور ذات واجب تعالےٰ شانہ منزہ و مبرا ہے موت وفنا اور تغیر و تبدل سے۔

اب آگے جو فرمایا و امہ ان کی موت نزول آیت سے قبل واقع ہو چکی تھی تو یہاں یہ ماننا پڑے گا کہ ماں کو مثال کی صورت میں پیش کیا گیا۔ گویا یوں ارشاد ہوا فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم کا ھلاک امہ اور من فی الارض جمیعا۔ تو ابھی ہلاک نہیں ہوئے اس لیے پھر ارشاد ہوا کہ وہی نہیں بلکہ تمام روئے زمین کے موجودات کے ہلاک کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے بنابریں جو ہلاک ہو سکتا ہے جیسے اس کی ماں ہلاک ہو چکیں ایسے ہی تمام روئے زمین میں جو کچھ ہے وہ بقدرۃ اللہ تعالی ہلاک ہو سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسکی مشیت میں دخیل ہو سکے تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔

علامہ راغب اصفہانی مفردات میں وامہ کے اشکال کا حل ایسا فرما گئے کہ اب تاویلی پہلو پر خامہ فرسائی کرنا بیکار ہے وہ فرماتے ہیں۔

اُم۔ قولہ تعالی فامہ ھاویۃ ای مثواہ النار فجعلہا اما لہ قال وھو نحو ماواکم النار اُمّ بمعنی مثوا اور ماوٰی۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو ماں اس کی ہاویہ ہے یعنی اس کا ٹھکانا آگ ہے تو آگ کو اس کی ماں کہا جیسے کہ اللہ تعالی یہ فرمان ہے یعنی تمہاری جلائے پناہ آگ ہے یعنی اُمّ کا معنی ٹھکانا اور جائے پناہ بھی ہے۔

بنابریں وامہ کے معنی من یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم وامہ کون قوت رکھتا ہے اللہ سے کچھ اگر ارادہ کرے اللہ یہ کہ ہلاک کر دے مسیح ابن مریم کو اور اس کے

متواور مادی کو۔ اب جو تاویل پیش کی گئی تھی اس کی بھی حاجت نہیں رہی۔

یہ ایک بات میرے خیال ناقص میں آئی ہے اگر ناظرین پسند کریں فبہا قبول فرمالیں فہو المراد ورنہ منہ ہے اور وہ بھی مجھ جیسے ہیچ میرز کا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

یہودی اور نصرانی بولے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں فرما دیجئے تو پھر کس لیے تمہارے گناہوں پر عذاب ہوگا بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات میں سے جو پیدا فرمائی جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ ہی کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

ابن جریر، بیہقی نے دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعمان بن آصی اور بحری بن عمرو اور شاش بن عدی حاضر ہوئے اور گفتگو شروع کی حضور نے انہیں جواب دیے اور دعوت الی اللہ فرمائی اور عذاب آخرت سے ڈرایا تو وہ بولے ما تخوفنا یا محمد نحن واللہ ابناء اللہ واحباؤہ۔ کس لیے آپ ہمیں ڈراتے ہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں ان کے دعوی کا بطلان کیا گیا۔

اور چونکہ ایک جگہ ان کا یہ بھی اقرار ہے کہ ہمیں عذاب ہوگا تو گنتی کے دن۔ حیث قال وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ اور بولے ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن۔ فرمائیں کیا تم نے عہد لے لیا ہے تو ہرگز اللہ اپنے عہد کے خلاف نہ کرے گا تو حضور نے فرمایا۔

تو جب تمہیں اس امر کا بھی اقرار ہے کہ گنتی کے دن تم جہنم میں رہو گے تو غور کرو اور سوچو کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو بلکہ کوئی شخص اپنے پیارے کو آگ میں جلانا گوارا کرتا ہے جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو تم کیسے بیٹے ہو اور تمہارا فرضی خدا کیسا باپ ہے۔ جب یہ بات روشن ہو چکی تو تمہارا دعوی نحن ابناء اللہ کا کذب و بطلان تمہارے اقرار سے ثابت ہے اس کے بعد تنبیہ فرمائی گئی۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا

جَاءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ

اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس آگیا ہمارا رسول کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا۔ تاکہ تم نہ کہہ سکو ہمارے پاس کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یقیناً آیا تم میں خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

شان نزول: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں حضرت معاذ بن جبل سعد بن عبادہ عقبہ بن وہب نے دو راہبوں سے کہا جن کا نام رافع بن حرملہ اور وہب بن یہودا تھا کہ تم لوگوں نے زمانۂ جہالت میں ہم لوگوں کو نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی اور تم نے اوصاف حمیدہ بھی بیان کیے تھے اب جب آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں اور تمہاری بتائی ہوئی اوصاف بھی موجود ہیں تو تم ایمان کیوں نہیں لاتے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہماری کتابوں میں کوئی خبر نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ ان کی اس بات کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ اور علیٰ فترۃ اس لیے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پانچ سو اہتر سال کی مدت زمانہ فترت ہے اتنی لمبی مدت نبی سے خالی رہی۔ اس کے بعد حضور کے تشریف لانے کا احسان رکھا اور فرمایا لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا اور یہ احسان اس لیے فرمایا کہ نہایت حاجت کے وقت اللہ تعالےٰ نے یہ عظیم نعمت عطا فرمائی اور منکرین کے الزام عدم اتیان بشیر و نذیر کا عذر بھی رفع فرما دیا۔

یہاں ایک رباعی عربی کی نہایت خوبی سے چسپاں ہو رہی ہے کہ ادھر اللہ تعالےٰ کو ملنے اور ادھر اس کے ساتھ لم یلد ولم یولد کے خلاف عقیدہ بھی ظاہر کرے وہ کس طرح اللہ کا محبوب ہو سکتا ہے۔

تعصی الالٰہ وانت تظھر حبہ — ھذا لعمری فی الخیال بدیع

لو کان حبک صادقا لاطعتہ — ان المحب لمن یحب مطیع

تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتا ہے اور اس کی محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ تو عجیب خیال ہے۔

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع اور فرمانبردار ہوتا ہے۔

تحقیق لفظ فترۃ

روح المعانی میں ہے۔ فترۃ۔ یعنی رسولوں کی آمد کی بندش۔ اور فَتْرَۃٌ فَعْلَۃٌ کے وزن پر ہے جبکہ چلتا کام رُک جائے فتر کا معنی ہے ٹھہر گیا اس میں اصل یہ ہے کہ جو کام پہلے ہو رہا تھا وہ رک جائے اور تمام مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں کی آمد منقطع ہو گئی۔

مفردات راغب اصفہانی میں ہے۔ فتر کا معنی ہے تیزی کے بعد سکون اور سختی کے بعد نرمی اور طاقت کے بعد کمزوری۔ اللہ تعالے نے فرمایا اے اہل کتاب بیشک آیا تمہارے پاس ہمارا رسول بیان کرتا ہے تمہارے لیے رسولوں کی بندش کے بعد یعنی جبکہ رسولوں کا آنا بند ہو چکا تھا۔ اور اللہ تعالے نے فرمایا فرشتے اللہ کی عبادت سے کبھی رکتے نہیں۔

خلاصہ یہ کہ فتور اس زمانۂ تعطل کو کہتے ہیں جس وہ کام منقطع ہو جائے جو ہو رہا تھا اور مفسرین کے نزدیک وہ انقطاع مراد ہے جو مابین دو رسولوں کے ہو۔

مقدار زمانہ فترۃ مابین عیسیٰ و سید الانبیاء علیہم السلام

روح المعانی میں ہے کہ اس مدت میں اختلاف ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہے۔

قتادہ کہتے ہیں پانچ سو ساٹھ سال ہے۔

ابن جریج کے نزدیک پانچ سو سال ہے۔

ضحاک کہتے ہیں چار سو تیس سال اور چند سال ہیں۔

اور بروایت ابن عساکر سلمان کے نزدیک چھ سو سال ہیں۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین تین نبی اور بھی آئے جن کی طرف قرآن کریم میں اشارہ ہے۔

ادسلنا الیہم اثنین فکذ بوھما فعززنا بثالث

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین چار نبی اور ہیں۔ تین تو وہ جن کی طرف آیہ کریمہ مذکورہ میں اشارہ ہے اور ایک عرب قبیلہ بنی عبس سے جن کا نام

خالد بن سنان علیہ السلام ہے۔

جس کے متعلق حضور نے بھی فرمایا ذلك نبی ضیعہ قومہ یہ نبی تھے۔ ان کی قوم نے ان کو ضائع کر دیا۔

پھر علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ تین نبی تو وہ ہیں جن کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ لیکن خالد بن سنان عبسی ان کے متعلق راغب بھی متردد ہیں۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قبل عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اس لیے کہ حضور نے فرمایا ہے۔

لانبی بینی و بین عیسی صلی اللہ علیہما وسلم

حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں دنیا و آخرت میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قرابت رکھتا ہوں۔ انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں شریعتیں مختلف ہیں۔ دین سب کا ایک ہے اور ہم دونوں کے درمیان کوئی اور پیغمبر نہیں ہوا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے مابین مدت فترت

روح المعانی۔ وکان بین موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام الف وسبعمائۃ سنۃ فی المشہور۔ بروایت مشہورہ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے مابین ایک ہزار سات سو سال کا زمانہ فترت گذرا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ مائدہ پ ۶

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا میری قوم یاد کرو اس نعمت کو جو اللہ نے تم پر کی جب کیا تم میں نبیوں کو اور بنایا تمہیں بادشاہ اور دیا تم کو وہ جو نہیں دیا کسی اس زمانہ میں۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ

اے قوم داخل ہو اس مقدس زمین میں جو لکھ دی ہے

كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اللہ نے تمہارے لیے اور نہ پلٹو واپس ایڑیوں اپنی کے تو پلٹو گے تم زیاں میں۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝

بولے اے موسیٰ بے شک اس میں قوم جبارین ہے اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک وہ نہ نکل جائیں وہاں سے تو اگر وہ نکل جائیں وہاں سے تو ہم داخل ہوں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝

کہا دو مردوں نے جو ایسے تھے کہ ڈرتے تھے اللہ نے انہیں نوازا بولے ان پر داخل ہو دروازے سے تو جب داخل ہو جاؤ تو تم ہی غالب رہو گے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان والے

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝

بولے اے موسیٰ ہم تو ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گے کبھی جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیں اور آپ کا رب تو مقابلہ کرو تم ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

عرض کی موسیٰ نے اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو ہمیں جدا کر دے ہم میں اور اس قوم میں جو بے حکمی ہے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس برس بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم افسوس کرو اوپر قوم فاسق کے۔

حل لغات رکوع چہارم پ ۶ سورۃ مائدہ

وَ۔ اور	اِذْ۔ جب	قَالَ۔ کہا	مُوْسٰى۔ موسیٰ نے
لِقَوْمِهٖ۔ اپنی قوم سے	يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اذْكُرُوْا۔ یاد کرو	نِعْمَةَ۔ احسان

نِعْمَۃَ اللّٰہِ - اللہ کی ۔ عَلَیْکُمْ - تم پر ۔ اِذْ - جبکہ ۔ جَعَلَ - بنائے
فِیْکُمْ - تم میں ۔ اَنْبِیَآءَ - نبی ۔ وَ - اور ۔ جَعَلَکُمْ - بنایا تم کو
مُّلُوْکًا - بادشاہ ۔ وَ - اور ۔ اٰتٰکُمْ - دیا تم کو ۔ مَّا - جو
لَمْ - نہ ۔ یُؤْتِ - دیا ۔ اَحَدًا - کسی کو ۔ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ - جہان سے
یٰقَوْمِ - اے میری قوم ۔ اُدْخُلُوا - داخل ہو ۔ الْاَرْضَ - زمین ۔ الْمُقَدَّسَۃَ - پاک میں
الَّتِیْ - جو ۔ کَتَبَ - لکھی ۔ اللّٰہُ - اللہ نے ۔ لَکُمْ - تمہارے لیے
وَ - اور ۔ لَا - نہ ۔ تَرْتَدُّوْا - پھرو ۔ عَلٰی - اوپر
اَدْبَارِ - ایڑیوں ۔ کُمْ - اپنی کے ۔ فَتَنْقَلِبُوْا - تو پھرو گے ۔ خٰسِرِیْنَ - زیاں کار
قَالُوْا - بولے ۔ یٰمُوْسٰی - اے موسٰی ۔ اِنَّ - بیشک ۔ فِیْھَا - اس میں
قَوْمًا - قوم ہے ۔ جَبَّارِیْنَ - طاقتور ۔ وَ - اور ۔ اِنَّا - ہم
لَنْ - ہرگز نہ ۔ نَّدْخُلَھَا - داخل ہونگے ۔ حَتّٰی - یہاں تک کہ ۔ یَخْرُجُوْا - نکل جائیں
مِنْھَا - اس سے ۔ فَاِنْ - پھر اگر ۔ یَّخْرُجُوْا - نکل جائیں ۔ مِنْھَا - اس سے
فَاِنَّا - تو ہم ۔ دٰخِلُوْنَ - داخل ہونگے ۔ قَالَ - کہا ۔ رَجُلٰنِ - دو آدمیوں نے
مِنَ الَّذِیْنَ - ان سے جو ۔ یَخَافُوْنَ - ڈرتے تھے ۔ اَنْعَمَ - انعام کیا ۔ اللّٰہُ - اللہ نے
عَلَیْھِمَا - ان پر ۔ اُدْخُلُوْا - داخل ہو ۔ عَلَیْھِمُ - ان پر ۔ الْبَابَ - دروازے سے
فَاِذَا - پھر جب ۔ دَخَلْتُمُوْہُ - داخل ہو تم ۔ فَاِنَّکُمْ - تو تم ہی ۔ غٰلِبُوْنَ - غالب ہو
وَ - اور ۔ عَلَی اور ۔ اللّٰہِ - اللہ ہی کے ۔ فَتَوَکَّلُوْا - بھروسہ کرو
اِنْ - اگر ۔ کُنْتُمْ - ہو تم ۔ مُّؤْمِنِیْنَ - مومن ۔ قَالُوْا - بولے
یٰمُوْسٰی - اے موسٰی ۔ اِنَّا - ہم ۔ لَنْ - ہرگز نہ ۔ نَّدْخُلَھَا - داخل ہونگے ہمیں
اَبَدًا - کبھی ۔ مَّا دَامُوْا - جبتک رہیں وہ ۔ فِیْھَا - اس میں ۔ فَاذْھَبْ - تو جا
اَنْتَ - تو ۔ وَ - اور ۔ رَبُّکَ - تیرا رب ۔ فَقَاتِلَا - جا کر لڑو
اِنَّا - ہم تو ۔ ھٰھُنَا - یہاں ۔ قٰعِدُوْنَ - بیٹھے ہیں ۔ قَالَ - کہا موسٰی نے
رَبِّ - اے میرے اللہ ۔ اِنِّیْ - میں ۔ لَآ - نہیں ۔ اَمْلِکُ - اختیار رکھتا
اِلَّا - مگر ۔ نَفْسِیْ - اپنی جان کا ۔ وَ - اور ۔ اَخِیْ - اپنے بھائی کا
فَافْرُقْ - تو علیحدگی کر دے ۔ بَیْنَنَا - ہمارے درمیان ۔ وَ - اور ۔ بَیْنَ - درمیان

القوم - قوم	الفسقین - بے حکم کے	قال - فرمایا	فانہا - بیشک وہ
محرمۃ - حرام ہے	علیہم - ان پر	اربعین - چالیس	سنۃ - سال تک
یتیہون - پھریں گے پریشان	فی - بیچ	الارض - زمین کے	فلا - تو نہ
تاس - غم کھا	علی - اوپر	القوم - قوم	الفاسقین - بدکردار کے

مختصر تفسیر رکوع چہارم پ ۶ سورۃ مائدہ

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے میری قوم یاد کرو اس احسان الٰہی کو جو تم پر ہوا کہ تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور دیا تمہیں وہ جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا۔ اے میری قوم اب داخل ہو زمین مقدس میں جو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور نہ پلٹو ایڑیوں پر کہ یہ پلٹنا نقصان پر ہوگا۔

پہلی نعمت نبوت ہے کسی قوم میں کسی قبیلہ میں اتنے نبی نہ آئے جتنے بنی اسرائیل میں آئے حضرت یعقوب علیہ السلام سے مسلسل بنی اسرائیل میں نبی آئے۔ ہمارے نبی علیہ السلام بنی اسماعیل میں تشریف لائے جَعَلَ ماضی فرمایا گیا (تفسیر کبیر)

ان آیات میں اول تو پیغمبروں کی ذات مبارکہ کو نعمت فرمایا اور ان کی بعثت کو احسان سے تعبیر کیا اور اس احسان اور نعمت کی تذکیر کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا اس لیے کہ ان کی ذات برکات وثمرات کا سبب ہے اس سے یہ مسئلہ مستفاد ہوتا ہے کہ جب عام انبیاء کی ذات کو نعمت فرمایا تو ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بدرجہ اولےٰ نعمت ہے اور تذکیر نعمت کے لیے قرآن کریم میں امر وجوبی نافذ ہو چکا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث بنابریں بہ نیت تذکیر نعمت اگر محافل میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کیے جائیں تو ناجائز یا بدعت تو کجا موجب رحمت و برکات ہی ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ احناف اہل سنت اس قسم کے محافل کو موجب برکات و ثمرات اور باعث اجر عظیم خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے محمود و مستحسن ہونے میں آیت کریمہ

مؤید ہے۔

جَعَلَكُمْ مُلُوكًا۔ ملوک جمع ہے مَلِک کی جس کے معنی سلطان، بادشاہ ہے جیسے بنی اسرائیل میں نبی بہت ہوئے جو نبی بھی ہیں اور سلطان بھی جیسے حضرت یوسف و حضرت داؤد و حضرت سلیمان علیہم السلام ہیں۔

دوسری نعمت فرمائی کہ تمہیں بادشاہ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ آزاد صاحب حشم و خدم بنایا یا آنکہ اول تم لوگ فرعونیوں کے ہاتھوں مقید تھے اور ان کی زنجیر غلامی تمہاری گلوگیر تھی اس سے تمہیں نجات دلائی۔ عیش و آرام کی زندگی عطا فرمائی۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی بڑی نعمت تھی۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں جو خادم عورت سواری رکھتا وہ ملک یعنی بادشاہ کہلواتا تھا کذافی روح المعانی۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے کہا کہ ہم فقیر مہاجر ہیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس بیوی ہے رہنے کو مکان ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں فرمایا تو غنی ہے اس نے کہا کہ خادم بھی ہے فرمایا تو بادشاہ ہے۔ خازن اور اٰتاکم مالم یوت احدا من العالمین ه سے وہ نعمتیں یاد دلائیں گئی ہیں جیسے دریا میں راہ بنانا۔ دشمن اور لشکر فرعون کو غرق نیل کرنا۔ من و سلوی اتارنا۔ پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دینا۔ ابر کو سائبان بنانا وغیرہ روح المعانی۔

اسکے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو جبارین پر جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دیا اور اس میں بارہ سردار مقرر فرمائے جس کا تذکرہ اس سے قبل رکوع ۳ سورہ مائدہ میں ہو چکا ہے۔

اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ یہ زمین اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیئے لکھ دی ہے۔ ارض مقدسہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ زمین ہے جو اکثر انبیاء کرام کا مسکن رہی ہے۔ روح المعانی۔ ارض مقدس وہ پاک و صاف سرزمین ہے جہاں وبائی بیماریاں قحط اور آفات نہیں آتیں۔

اس سے ایک مسئلہ یہ بھی نکلتا ہے کہ

جس زمین پر انبیاء کی سکونت ہو وہ زمین شرف حاصل کر لیتی ہے اور اس زمین کی زیارت دوسروں کے لیے موجب برکت و سعادت ہے اور ذات اقدس سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جس زمین میں جلوہ آرا ہوئے اسے تو اللہ تعالےٰ نے مقسم بہ بنا کر لا اقسم بھذا البلد ۔ و انت حل بھذا البلد فرمایا۔

کلبی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کوہ لبنان پر چڑھے تو آپ کو حکم ہوا کہ یہاں سے آپ نظر ڈالیں تو جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی وہ تمام زمین مقدس ہو گی اور وہی آپ کی ذریت کی میراث بن جائے گی یہ زمین طور اور اس کے گرد و پیش کی تھی۔ ایک قول میں ملک شام بھی ہے۔ اور ایک قول میں اردن ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں اس کے آگے یوں فرماتے ہیں۔

والارض المقدسۃ ھی کما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما والسدی وابن زید بیت المقدس وقال الزجاج دمشق وفلسطین والاردن وقال مجاھد ھی ارض الطور وما حولہ وعن معاذ بن جبل ھی ما بین الفرات وعریش مصر۔

بیت المقدس ہے یا دمشق ہے یا فلسطین ہے یا ملک شام کا اونچا ٹیلہ اردن ہے یا زمین طور اور اس کے گرد کا حصہ ہے یا مابین فرات وعریش مصر ہے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

بولے اے موسیٰ اس زمین میں قوم جبارین ہیں اور اس میں ہم ہرگز نہ داخل ہوں گے حتیٰ کہ نکل جائیں وہ اس سے تو ہم داخل ہوں بولے دو آدمی اللہ سے ڈرنے والوں میں سے کہ انعام فرمایا اللہ نے ان دونوں پر کہ داخل ہو جاؤ ان پر دروازے سے تو جب داخل ہو جاؤ تم اس میں تو تم ہی غالب ہو گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔

مفسرین نے فرمایا کہ وہ دو آدمی کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون تھے یہ ان بارہ سرداروں میں تھے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجا تھا اور ہدایت کی تھی کہ تمام حال واپس آ کر کسی سے نہ کہیں صرف ہمیں بتائیں۔ اس عہد پر مذکورہ دو نقیب قائم رہے باقی جتنے تھے انہوں نے قوم پر سب کچھ افشا کر دیا۔ ان دو نقیبوں نے کہا تم شہر کے دروازے سے بے دھڑک داخل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو کہ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ تم جبارین کے قوی ہیکل جسیم حتیٰ کہ عوج بن عنق جس کے متعلق نہ معلوم کیا کیا لکھا جا چکا ہے۔ لیکن علامہ آلوسی فرماتے ہیں کا خبار عوج بن عنق وھی حدیث خرافۃ اس لیے ہم نے اس کی نقل سے احتراز کیا۔ بہر حال قوم جبارین کے قوی ہیکل ہونے پر تو لفظ جبارین ہی خود مؤید ہے۔ لہٰذا اس میں شک

نہیں کہ وہ قوم طاقت ور اور قوی ہیکل مزدور تھی۔ اگرچہ نقل روایت میں ایک عجیب و غریب روایت میں نقل فرماتے ہیں۔ وہو ہذا

اخرج ابن عبد الحکم فی فتوح مصر عن ابن جبیرۃ قال استظل سبعون رجلا من قوم موسی علیہ السلام فی قحف رجل من العمالقۃ ستر آدمی موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے عمالقہ کے ایک آدمی کے تالو کی ہڈی کے سایہ میں آ جاتے تھے۔ مگر یہ روایتیں تو روائتیں ہی ہیں۔

تو موسیٰ علیہ السلام کے ان دو نقیبوں نے فرمایا کہ وہ سب کچھ سہی مگر دل سے وہ سخت کمزور ہیں تو جب ان دو نقیبوں نے یہ کہا تو قوم بنی اسرائیل سخت برہم ہوگئی اور ان پر سنگ باری کی ٹھان لی اور بگڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ بگڑ کر وہ کہنے لگے اے موسیٰ ہم وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ قوم وہاں ہے تو آپ جائیں اور آپ کا رب تم دونوں مقاتلہ کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

اور یہ دس بدعہد نقیب مقام تیہ میں بڑی آفتوں میں مبتلا ہو کر مر گئے۔ (تفسیر کبیر)

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ عزت میں عرض کی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝

عرض کی اے میرے رب مجھے اختیار نہیں مگر اپنی جان پر اور اپنے بھائی پر تو تو ہمیں ان بے حکم فاسقوں سے جدا کر دے۔

املک سے مراد قبضہ اختیار۔ اخی سے مراد حضرت ہارون علیہ السلام ہیں یہ حضرت موسیٰ کے بھائی تھے۔ یوشع علیہ السلام بھانجے تھے اور کالب بن یوقنا بہنوئی تھے۔

اے میرے رب مجھے اپنی جان اور بھائیوں پر اختیار ہے بنی اسرائیل میرے کہنے سے جہاد نہیں کرتے لہذا آخرت میں بھی یہ لوگ ہمارے ساتھ نہ رہیں۔ یعنی ہمیں ان کی صحبت سے علیحدہ کر دے یا ان کے ہمارے مابین فیصلہ فرما دے تو ارشاد ہوا۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ اللہ تعالے نے فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم ان فاسقوں کا افسوس نہ کرو۔

یعنی ارض مقدسہ (یہ شام و مصر کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے جسے تیہ کہتے ہیں) میں یہ مخالفت کنندہ احکام داخل نہ ہو سکیں گے وہ زمین جس میں یہ لوگ بھٹکتے پھرے کل نو کوس چوڑے اور تئیس میل لمبے میدان میں تھی اور قوم چند لاکھ اور پھر جنگی سامان بھی ان کے ساتھ تھا یہ تمام دن خاک پھانکتے چلتے جب شام ہوتی تو اپنے کو وہیں پاتے جہاں سے چلے تھے انہیں من جانب اللہ حکم عدولی کی سزا تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون اور یوشع بن نون اور کالب ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آسانیاں عطا فرمائیں۔ یہ چند لاکھ اس چھوٹے سے رقبہ زمین میں چالیس برس سرگرداں و حیران پھرتے رہے اور نکل نہ سکے یہ معجزہ موسوی تھا یا عذاب الٰہی۔

فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ اس میں خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہے اور قوم فاسقین سے مراد ضدی نافرمان اسرائیلی ہیں۔

بہر حال آخر تنگ آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات طلب کرنے لگے اور اپنی تکالیف کا شکوہ کیا آپ نے ان پر رحم فرما کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمانی غذا منّ و سلویٰ عطا فرمایا اور لباس کا نظام یوں ہوا کہ ان کے بدن پر ہی لباس پیدا ہوتا اور جسم کے ساتھ بڑھتا رہتا میلا بھی نہ ہوتا اور کوہ طور کا ایک سفید پتھر انہیں ملا جس میں ان کے بارہ قبیلوں کے لیے بارہ چشمے ضرب عصا سے جاری ہو گئے اور سایہ کے لیے ایک ابر پیدا ہوا جو تیہ میں جتنے لوگ داخل ہوئے تھے۔ ان پر سایہ کرتا۔ ان میں چند روز میں ان میں سے چوبیس سال سے زیادہ عمر والے سب مر گئے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے سوا کوئی بھی ارض مقدس میں داخل نہ ہو سکا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ کی وفات بھی اسی جنگل میں ہوئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے چالیس سال بعد حضرت یوشع بن نون کو نبوت عطا ہوئی اور قوم جبارین پر پھر جہاد کا حکم ملا۔ آپ بچے ہوئے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبارین پر جہاد کیا۔ اور بیت المقدس کو فتح کیا روح المعانی۔

حضرت یوشع علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سو چھبیس سال ہوئی۔ افرائیم پہاڑ میں دفن کیا۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ستائیس سال زندہ رہے (روح المعانی۔ خازن)

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۃ مائدہ پ ۶

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ م — اور پڑھ کر سنائیں انہیں آدم کے بیٹوں کی سچی خبر

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

جب دونوں نے ایک منت پیش کی تو قبول ہوئی ایک کی اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے بولا میں ضرور تجھے قتل کردوں گا۔ بولا جز این نیست کہ قبول کرتا ہے اللہ ڈر والوں سے۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک اگر تو بڑھائے گا ہاتھ میری طرف کہ مجھے قتل کرے میں نہ بڑھاؤں گا ہاتھ تیری طرف کہ تجھے قتل کروں میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو عالم کا پروردگار ہے۔

اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور تیرا گناہ بھی تجھی پر ہو تو ہو جائے تو جہنمیوں سے اور یہ بے انصافوں کی سزا ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

تو خواہش کی اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کی تو قتل کردیا اسے تو صبح کی زیاں کاروں سے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

تو اللہ نے ایک کوا بھیجا کہ کرید رہا تھا زمین میں تاکہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی بولا افسوس میں عاجز ہوں اس سے کہ ہوتا اس کوے جیسا تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی تو صبح کی پچھتانے والوں سے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًاؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝

اس سبب سے لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو قتل کرے کسی جان کا بغیر بدلے جان کے یا فساد کرکے زمین میں تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جو زندہ رکھے اس جان کو تو گویا زندہ رکھا سب لوگوں کو اور البتہ ان کے پاس آئے ہمارے رسول دلائل کے ساتھ پھر یقیناً ان میں سے بہت بعد اس کے زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَ اَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

جزایں نیست کہ وہ جو محاربہ کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد کی یہ کہ قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ایک طرف سے ہاتھ کاٹے جائیں اور پیر کاٹے جائیں دوسری طرف سے یا دور کر دیے جائیں زمین سے یہ ان کے لیے رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لیے آخرت میں عذاب ہے دردناک۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْہِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اس سے قبل کہ تم قابو پاؤ ان پر تو جان لو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع پنجم سورہ مائدہ پ ۶

و۔ اور	اتل پڑھ	علیہم۔ ان پر	نبا۔ خبر
ابنی۔ دو بیٹوں	ادم۔ آدم کی	بالحق۔ سچی	اذ۔ جب
قربا۔ منت	قربانا۔ پیش کی	فتقبل۔ تو قبول ہوئی	من احدھما۔ ان میں
سے ایک کی	و۔ اور	لم۔ نہ	یتقبل۔ قبول ہوگی
من الاخر۔ دوسرے کی	قال۔ بولا	لاقتلنک۔ میں تجھے قتل کرونگا	قال۔ بولا
انما۔ اسکے سوا نہیں کہ	یتقبل۔ قبول کرتا ہے	اللہ۔ اللہ	من المتقین۔ پرہیزگاروں کی
لئن۔ اگر	بسطت۔ تو بڑھائیگا	الی۔ میری طرف	یدک۔ اپنا ہاتھ
لتقتلنی۔ تاکہ مجھے قتل کرے	ما۔ نہیں	انا۔ میں	بباسط۔ بڑھانے والا
یدی۔ اپنا ہاتھ	الیک۔ تیری طرف	لاقتلک۔ تاکہ میں تجھے قتل کروں	انی۔ بیشک میں
اخاف۔ ڈرتا ہوں	اللہ۔ اللہ سے جو	رب۔ پروردگار ہے	العلمین۔ سب جہانوں کا
انی۔ بے شک میں	ارید۔ چاہتا ہوں	ان۔ یہ کہ	تبوء۔ لوٹے تو

اثمی - میرے گناہ	و - اور	اثمک - اپنے گناہ لیکر	فتکون - تو ہو جائے تو
من اصحب النار - آگ والوں سے		و - اور	ذلک - یہ
جزاء - بدلہ ہے	الظلمین - ظالموں کا	فطوعت - تو چاہا	لہ - اس کے
نفسہ - نفس نے	قتل - قتل کرنا	اخیہ - اپنے بھائی کا	فقتلہ - تو قتل کردیا اسکو
فاصبح - تو ہوگیا	من الخسرین زیانکار	فبعث - تو بھیجا	اللہ - اللہ نے
غرابا - ایک کوا	یبحث - کریدتا تھا	فی - بیچ	الارض - زمین کے
لیریہ - تاکہ دکھائے اسکو	کیف - کس طرح	یواری - چھپائے	سوءۃ - لاش
اخیہ - اپنے بھائی کی	قال - کہا	یویلتی - کاش	اعجزت - میں عاجز آگیا
ان - یہ کہ	اکون ہوجاتا	مثل - مثل	ھذا - اس
الغراب - کوے کے	فاواری - تو چھپا لیتا	سوءۃ - لاش	اخی - اپنے بھائی کی
فاصبح - تو ہوگیا	من الندمین - پچھتانے والوں سے		من اجل ذلک - اس
سبب سے	کتبنا - ہم نے لکھا	علی - اوپر	بنی - بیٹوں
اسرائیل - اسرائیل کے	انہ - یہ کہ	من - جو	قتل - قتل کرے
نفسا - کسی آدمی کو	بغیر - بغیر	نفس - بدلے کے	او - یا
فساد - فساد کے	فی - بیچ	الارض - زمین کے	فکانما - تو گویا
قتل - قتل کیا	الناس - لوگوں کو	جمیعا - سب کو	و - اور
لقد - بیشک	جاءتہم - آئے انکے پاس	رسلنا - ہمارے رسول	بالبینت کھلے دلائل لیکر
ثم - پھر	ان - بیشک	کثیرا - بہت سے	منہم - ان میں سے
بعد - بعد	ذلک - اس کے	فی - بیچ	الارض - زمین کے
لمسرفون - حد سے بڑھنے والے ہیں	انما - جز این نیست کہ	جزاء - بدلہ	الذین - ان کا جو
یحاربون - لڑیں	اللہ - اللہ	و - اور	رسولہ - اس کے رسول سے
و - اور	یسعون - کوشش کریں	فی - بیچ	الارض - زمین کے
فسادا - فساد کی	ان - یہ کہ	یقتلوا - قتل کیے جائیں	او - یا
یصلبوا - سولی دیے جائیں	او - یا	تقطع - کاٹے جائیں	ایدیہم - ان کے ہاتھ
و - اور	ارجلہم - انکے پاؤں	من خلاف - الٹے کرکے	او - یا

ینفوا - دور کیے جائیں	من الارض - زمین سے	ذلک - یہ	لہم - ان کے لیے
خزی - ذلت ہے	فی - بیچ	الدنیا - دنیا کے	و - اور
لہم - ان کے لیے	فی - بیچ	الاخرۃ - آخرت کے	عذاب - عذاب ہے
عظیم - بڑا	الا - مگر	الذین - وہ جو	تابوا - توبہ کرلیں
من قبل - پہلے اس سے	ان - کہ	تقدروا - قابو پاؤ	علیہم - ان پر
فاعلموا - تو جان لو	ان - بیشک	اللہ - اللہ	غفور - بخشنے والا
رحیم - مہربان ہے۔			

مختصر تفسیر رکوع پنجم سورۃ مائدہ پ ۶

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور انہیں پڑھ کر سنایئے آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی بولا میں تجھے ضرور قتل کردوں گا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جو متقی ہو اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو پروردگار عالم ہے۔

وَاتْلُ۔ اُتل سے بنا۔ تلاوت آیات قرآنی کا پڑھنا۔

یہ دو صلبی بیٹے آدم علیہ السلام کے ہیں جن کا نام ہابیل و قابیل تھا۔ اس خبر سنانے سے مقصد یہ ہے کہ حسد کی برائی معلوم ہو اور سید عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حسد کرنے والوں کو اس سے سبق حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔

علماء سیر و اخبار کہتے ہیں کہ حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک حمل کے لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا اور چونکہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل ہی نہ تھی۔ اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح لیوذا سے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل

کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کرنا چاہا۔ قابیل اس پر راضی نہ ہوا اور چونکہ اقلیما حسین تھی اس لیے وہ اس کا طلب گار ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے لہٰذا وہ تیری بہن ہے۔ اس کا نکاح تیرے ساتھ حلال نہیں۔ قابیل بولا یہ تو آپ کی ایک رائے ہے اللہ تعالے نے یہ حکم نہیں دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اچھا اس کا فیصلہ یوں کر لو کہ تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی مقبول ہو جائے وہی اقلیما کا حقدار ہے۔

شریعت آدم کے زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی اسے آسمان سے ایک آگ اتر کر کھا لیا کرتی تھی۔

قابیل جو ایک زراعت پیشہ تھا گندم کا انبار لایا اور ہابیل نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک بکری قربانی کے لیے پیش کی۔ آسمانی آگ نے ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں کا انبار چھوڑ گئی حضرت آدم علیہ السلام کو بامر الٰہی علم تھا کہ قابیل کی قربانی رد ہو گی۔ چنانچہ اس پر قابیل کے دل میں بغض و حسد پیدا ہوا۔

ادھر آدم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ کیا اور دونوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو قابیل نے حسد میں آکر ہابیل کو کہا میں تجھے قتل کروں گا۔ ہابیل علیہ السلام نے پوچھا کس وجہ میں میرے قتل کی تو نے ٹھانی ہے کہنے لگا اس وجہ میں کہ تیری قربانی مقبول ہوئی اور تو اقلیما کا مستحق ہو گیا۔ اس میں میری ذلت ہے۔ ہابیل علیہ السلام نے فرمایا کہ قربانی قبول کرانا میرا کام نہیں۔ یہ منجانب اللہ ہے اور وہ ذات ستودہ صفات متقیوں کی قربانی قبول کرتی ہے تو متقی ہوتا تو تیری قربانی قبول ہوتی یہ تیرے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس میں میرا کیا دخل ہے۔ بہرحال تو مجھے قتل کرنا چاہے تو کریں تو اپنی طرف سے پہل نہ کروں گا باآنکہ میں تجھ سے قوی و توانا ہوں مگر انی اخاف اللہ رب العلمین میں اللہ سے ڈرتا ہوں روح المعانی۔ اب اگر تجھے خوف الٰہی نہیں تو جو تیرے جی میں آئے کر میرا گناہ اور تیرا گناہ تجھ پر ہی پڑے گا چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تَبُوْءَ بِإِثْمِيْ وَإِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ أَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا گناہ بھی تیرے گناہ کے ساتھ تیرے ہی پلہ پڑے تو تو جہنمی ہو جائے گا اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

اس آیت میں قابیل کو قتل نہ کرنے کی دوسری وجہ کا ذکر ہے ایک وجہ خوف خدا تھی اور دوسری وجہ یہ تھی۔

یعنی مجھ کو قتل کرنا ایک گناہ۔ اپنے اس والد کی نافرمانی جو نبی ہے دوسرا گناہ۔ میرے اس فیصلہ پر حسد جو منجانب اللہ مقبولیت قربانی کے ثبوت سے ہوا اس پر حسد کرنا اور خدا کے فیصلہ کو بھی نہ ماننا۔ یہ ظلم عظیم تھا۔ اور اس کی سزا جہنم تھی۔ آگے ارشاد ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝

تو خواہش ہوئی اس کے دل میں بھائی کے قتل کی تو اسے قتل کر دیا تو صبح کی زیانکاروں میں سے تو اللہ نے بھیجا ایک کوا کریدتا تھا تاکہ اسے دکھائے کہ کیونکر اپنے بھائی کی لاش چھپائے بولا افسوس کیا میں عاجز ہو گیا اس کوے جیسا ہونے سے کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا۔

طوّع کے معنی فرمانبرداری۔ آسان کر دینا پہلے قابیل کو ہابیل کا قتل بڑا مشکل نظر آ رہا تھا کیونکہ اس سے قبل انسانی قتل وجود میں نہ آیا تھا مگر نفس امارہ نے آسان کر دیا اور اس کو اس قتل پر راضی و خوش کر لیا نفس سے مراد نفس امارہ ہے۔ آخ سے مراد ہابیل ہے۔

ابن جریر ابن مجاہد اور ابن جریج نے روایت کی ہے کہ قابیل کو قتل کرنے کی ترکیب نہیں آتی تھی۔ کیونکہ یہ پہلا انسانی قتل تھا۔ شیطان نے جانور کی شکل اختیار کی اور قابیل کے سامنے آیا اس کے ہمراہ ایک اور جانور تھا اس نے اس جانور کا سر پتھر پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پتھر مارا اور سر کو کچل دیا جس سے وہ جانور مر گیا۔

ہابیل اپنے جانور کسی پہاڑی پر چرا رہے تھے دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں سو گئے۔ قابیل نے ایک بڑا پتھر جو وزنی تھا ان کے سر پر مارا اور سر کو کچل دیا وہ انتقال کر گئے اس وقت ہابیل کی عمر پچیس سال تھی حضرت آدم حج بیت اللہ میں مصروف تھے آپ نے دیکھا کہ بعض درخت خاردار ہو گئے اس سے قبل کبھی درخت میں کانٹے نہ ہوتے تھے اس وقت آپ سمجھ گئے کہ کوئی بہت بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔

قتل کا واقعہ بعض کہتے ہیں کہ بصرہ میں ہوا بعض کا قول ہے کہ ہند میں ہوا بعض کا قول ہے کہ غار حرا کے پشت پر ہوا اس قتل کے بعد قابیل کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ دل سخت ہو گیا۔

خٰسِرِيْنَ۔ دنیا و آخرت میں نقصان پانے والا فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا۔ فَ تعقیب کے لیے ہے فوراً کے معنی نہیں۔ دفن کا واقعہ قتل کے چالیس دن بعد ہوا۔ قابیل حیرت زدہ تھا کہ اب لاش کو کیا کر دوں اس

لیے کہ ہابیل سے پہلے کوئی انسان مرا ہی نہ تھا قابیل مدت تک لاش کو پشت پر لادے پھرتا رہا تو قدرت نے دو کوے بھیجے ایک کوے نے دوسرے کوے کو قتل کر کے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر گڑھا کیا اور مرے ہوئے کوے کو اس گڑھے میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی قابیل یہ دیکھ کر شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں اس کوے کے برابر بھی عقل نہیں رکھتا غرضکہ دور اولے میں مردہ کو دفن کرنے کی ترکیب اس طرح قدرت نے تعلیم دی۔ (جلالین۔ مدارک) صاحب روح المعانی نے اس واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

ابن جریر راوی ہیں کہ آدم علیہ السلام قتل ہابیل کے بعد سو سال تک ہنسے نہیں پھر اللہ تعالے نے بشارت دی ایک اور اولاد کی تو آپ ہنسے۔

محی السنۃ کی روایت ہے کہ آدم علیہ السلام سے پچاس سال بعد قتل ہابیل کے شیث علیہ السلام پیدا ہوئے جو ساعات لیل و نہار کے عالم تھے۔ آپ پر پچاس صحیفے نازل ہوئے اور آپ وصی آدم اور ولی عہد قرار پائے۔

ابن مسعود فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتل نفس ظلما الا کان علی ابن آدم الاول کفل من دمها لانہ اول من سن القتل۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے پر ایک خون کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے کیونکہ اسی نے قتل ناحق کا طریقہ جاری کیا۔

قابیل کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ قتل ہابیل کے بعد یہ عدن کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں شیطان نے اسے کہا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ (معاذ اللہ) آگ پوجتا تھا اگر تو بھی آگ پوج لے تو تیرا مقصد حل ہو جائے گا چنانچہ ایک مکان بنا کر آگ دھکائی اور قابیل نے اسے پوجا تو یہ پہلا قاتل بھی ہے اور پہلا آتش پرست بھی۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ اسی وجہ سے ہم نے لکھ دیا بنی اسرائیل پر کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلایا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔

اَجَل کے معنی وقت مقرر ذٰلِكَ اشارہ ہے کوے کے واقعہ کی طرف كَتَبْنَا۔ فیصلہ کر دینا لازمی حکم دے دینا۔ نفساً انسانی جان۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت ہے کہ خون ناحق کرنا فساد فی الارض ہے اور اگر کسی خون کے بدلے قصاص کے طور پر یا شرک و کفر یا قطع طریق وغیرہ کسی موجب قتل یا فساد کی وجہ سے مارا۔ وہ اس حکم میں نہیں اس لیے کہ قصاص پر قتل ہونے والا یا اردت کی بنا پر اگر قتل ہو تو یہ قتل وہ نہیں کیونکہ اس نے حق اللہ کی رعایت اور حدود شریعت کا پاس نہ کیا۔

وہ آٹھ چیزیں ہیں قتل عمد۔ زنا۔ ڈاکہ۔ بغاوت۔ خروج۔ حربی کافر ہونا۔ مرتد ہو جانا۔ بلا قصور قتل کی نیت کرنا۔

اور کسی جان کو جلتے ڈوبتے یا کسی ظالم سے بچائے۔ مثلاً کوئی شخص بھوک پیاس سے مر رہا تھا اسے کھانا کھلا دیا۔ کوئی نابینا کنویں میں گر رہا تھا اسے گرنے سے بچا لیا وہ گویا دنیا میں دنیا کے لوگوں کی جان بچانے والا ہے۔ اسی طرح جو کسی کو ناحق مارے یا قتل کرے وہ ان ظالموں میں سے ہے جو دنیا کو ہلاک کرنے کی ٹھان چکا ہو۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور بے شک آئے ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بے شک ان میں بہت سے اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔ سوا اس کے نہیں کہ بدلہ ان کا جو اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کرتے اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یہی ہیں کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ ایک طرف کے کاٹے جائیں اور دوسری طرف کے پاؤں یا زمین سے دور کر دیے جائیں یہ رسوائی ہے ان کے لیے دنیا میں اور آخرت میں ان کے لیے عذاب ہے زبردست مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے قبل کہ تم قابو پاؤ ان پر تو جان لو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بنی اسرائیل کو قتل ناحق سے منع کیا گیا۔ رُسُلُنَا سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ بَیِّنٰت سے آسمانی کتابیں یا ان کے معجزات ہیں۔ ظلماً قتل کو بدترین جرم قرار دیا۔ ثُمَّ مہلت کے لیے آتا ہے یہاں تاخیر زمانی ہے۔ کثیراً اس لیے فرمایا کہ بعض بنی اسرائیل عابد زاہد تھے۔ ذالک سے اشارہ ہے توریت اور اس میں قتل کی برائیاں۔ الی الارض سے مراد فلسطین شام ہے۔ مُسْرِفُوْن۔ اسراف بے جا زیادتی مراد ہے۔

بنی اسرائیل میں جو انبیاء کرام تشریف لائے وہ معجزات باہرہ بھی لائے اور احکام بھی مگر ان یہودیوں نے ان کی مخالفت کی اور حدود شریعت سے تجاوز کر کے زیادتی کرنے والے ہو گئے۔

ان کی سزا دو ہیں۔ دنیا میں ان کے ہاتھ پیر کاٹے جائیں۔ گن گن کر قتل کیے جائیں سولی دیے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں۔ پھر آخرت کی سزا بدستور باقی ہے جو زبردست ہے اللہ تعالٰے سے محاربہ کرنا یہی کہ اس کے نبیوں سے الجھیں۔ اولیاء اللہ سے عداوت رکھنا چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حدیث قدسی میں فرمایا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ مجھ سے مقابلہ کرے۔ جن منافقین نے اسلام لانے کا احسان حضور پر جتا کر غنائم سے حصہ زیادہ طلب کیا تھا تو اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ سورت حجرات پ۲۶ لا تمنوا علی اسلامکم بل الله یمن علیکم ان هدٰکم للایمان ان کنتم صدقین ہمارے اوپر اپنے ایمان کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ تمہیں ہدایت ایمانی فرمائی اگر تم سچے ہو۔ تو یہاں بھی وہ احسان جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر جتایا گیا تھا اسے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں قطاع الطریق یعنی رہزنوں کی سزا کا بیان ہے۔

شان نزول آیہ کریمہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے سنہ ۶ھ میں عرینہ کے چند لوگ جو بظاہر مسلمان ہو گئے تھے مدینہ آئے اور اتنے بیمار ہو گئے کہ ان کے رنگ زرد ہو گئے۔ پیٹ مشک کی طرح پھول گئے گویا استسقاء نق ہو گیا۔ حضور نے حکم دیا کہ انہیں صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پلایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ تندرست ہو گئے اور پھر مرتد ہو کر چرواہوں کو قتل کر دیا اور پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے۔

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لانے کے لیے حضرت یسار کو بھیجا۔ آپ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ ہاتھ پیر کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کر ڈالا۔

پھر حضور نے ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔

یہ لوگ جب گرفتار کر کے لائے گئے تو اللہ تعالٰے نے ان کے حق میں وہی سزا تجویز فرمائی جو حضرت یسار کے ساتھ وہ کر چکے تھے۔ پھر ان کو مقام حرہ کے تپتے ہوئے میدان میں پھینکوا دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر خازن۔ تفسیر احمدی)

مگر رحمٰن و رحیم کا کرم خاص ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ یہ عبارت تمام دنیاوی سزاؤں اور اخروی عذاب سے اتنا استثناء بھی فرما دیا کہ گرفتاری سے قبل اگر ایسے لوگ تائب ہو جائیں تو توبہ کر لینے کے بعد عذاب آخرت اور سزائے رہزنی سے بری ہو جائیں گے۔

لیکن مال کی واپسی اور قتل کا قصاص حق العباد ہے یہ باقی رہے گا۔ تفسیر احمدی
فاعلموا ان اللہ غفور رحیم ۔ اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے رحیم بھی ہے جو لوگوں کو بخش دیتا ہے
علامہ آلوسی یہی روایتیں بروات دیگر نقل کر کے قطاع الطریق یعنی رہزن اور وہ جو ایمان لاکر مرتد
ہوئے اور پھر توبہ نہ کی انکے متعلق احناف محققین کا فیصلہ نقل فرماتے ہیں بغرض تفریح خواطر عوام و خواص
ان کی تشریح بھی حسب موقعہ پیشکش ہے ۔ وہو ہذا ۔

او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای تقطع مختلفۃ بان
تقطع ایدیہم الیمنی وارجلہم الیسری یعنی مختلف صورت میں قطع کیا جائے یعنی سیدھا ہاتھ
کاٹا جائے تو بایاں پیر کاٹا جائے ۔

یہ کاٹنے کی وجہ محض سزا نہیں ہے بلکہ راستہ میں اس کا خوف نہ رہے اور امن فوت ہونے کا کھٹکا جاتا رہے
او ینفوا من الارض یا اس کو زمین سے نکال دیا جائے والمراد بالنفی عندنا ھو الحبس و
السجن والعرب تستعمل النفی بذلک المعنی لان الشخص بہ یفارق بیتہ واھلہ لفظ ینفوا نفی
سے ہے اور نفی سے مراد ہمارے نزدیک حبس یعنی قید اور جیلخانہ ہے اور اہل عرب نفی کے لفظ کو ایسے
ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں اس لیے کہ انسان کو اس کے بیوی بچوں سے علیحدہ کر دینا جیسے نظر بندی معنی
ہوتا ہے اس کے ایک رباعی قیدیوں کے حسب حال نقل کی ہے ۔

خرجنا من الدنیا ونحن من اھلھا فلسنا من الاموات فیھا ولا الاحیاء
اذا جاءنا السجان یوما لحاجۃ عجبنا وقلنا جاء ھذا من الدنیا

دنیا سے ہم نکلے باوجودیکہ اہل دنیا سے ہیں تو (حیل ہیں) نہ ہم مردوں میں ہیں نہ زندوں میں جب آتا
ہے ہمارے پاس کوئی قیدی کسی غرض کے لیے تو ہم اسے تعجب سے کہتے ہیں کہ یہ دنیا سے آیا ہے۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفی سے مراد شہر بدر ہے۔
ابن عباس حسن، سدی رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس کے شہر سے کسی بعید آبادی میں نکالنے کو نفی کہتے
ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز بھی اس سے متفق ہیں۔
ایک قول ہے کہ کسی بعید جگہ اسے نکال دینا ینفوا من الارض ہے وکانوا ینفونھم الی دھلک
ھو بلد فی اقصی تہامۃ وناصع وھو بلد من بلاد الحبشۃ اور مقام دہلک میں ایسے
لوگوں کو شہر بدر کیا کرتے جو آخر حدود تہامہ میں ہے یا ناصع میں نکال دیتے تھے یہ ایک شہر ہے حبشہ کے
شہروں سے ۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورہ مائدہ پ ۶

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ○

بے شک وہ جو کافر ہوئے اگر ان کے لیے ہو جو کچھ زمین میں ہے اور اس کے برابر اور بھی کہ فدیہ دے دیں عذاب قیامت سے بچنے کے لیے تو نہیں قبول کیا جائے گا ان سے اور ان کے لیے عذاب ہے دردناک۔

يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ○

چاہیں گے یہ کہ نکل جائیں دوزخ سے اور وہ نہ نکل سکیں گے اس سے اور ان کے لیے عذاب دوامی ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

اور چور مرد اور چور عورت ہو تو کاٹو ان کا ہاتھ بدلہ ہے اس کا جو کیا انہوں نے عذاب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

تو جو توبہ کرے ظلم کے بعد اور اصلاح کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ رجوع فرمائے گا اس پر بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

تو کیا تو نہیں جانتا کہ بے شک اللہ کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ

اے رسول نہ غمگین کرے تمہیں ان کا دوڑنا کفر میں

يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ۖ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۚ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ان میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ایمان لائے ہم محض منہ سے اور در حقیقت ایمان نہ لائے ان کے دل اور کچھ وہ ہیں جو یہودی ہیں بناوٹ کے لیے جو سنتے ہیں جھوٹ بنانے کے لیے خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی جو نہیں آتے تمہارے پاس۔ تحریف کرتے ہیں کلمات میں ان کے موقعہ پر ہونے کے بعد کہتے ہیں نہیں آیا تمہیں حکم تو مانو اسے اور اگر نہ ملے تمہیں یہ حکم تو بچو اور جسے چاہے اللہ گمراہ کرنا تو ہرگز نہیں تجھے اس کے لیے اللہ کے مقابلہ میں کچھ یہ وہ ہیں کہ نہ چاہا اللہ نے یہ کہ پاک دل انکے کرے ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۚ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ۚ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

کان لگا کر جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور تو اگر آئیں تمہارے پاس تو فیصلہ کر دو یا ان سے اعراض کرو اور اگر اعراض کرو ان سے تو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے کچھ تمہیں اور اگر ان میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک اللہ منصف کو پسند کرتا ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور کیونکر تمہیں حکم مانیں گے وہ حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے اس میں اللہ کا حکم ہے پھر پھرتے ہیں اس کے بعد اس کے اور وہ ایمان والے نہیں۔

حل لغات رکوع ششم سورہ مائدہ پ ۶

یَآاَیُّھَا۔ اے وہ	الذین جو	امنوا۔ ایمان لائے ہو	اتقوا۔ ڈرو

الله۔ اللہ سے　و۔ اور　ابتغوا۔ ڈھونڈو　الیه۔ اسکی طرف
الوسیلة۔ وسیلہ　و۔ اور　جاھدوا۔ کوشش کرو　فی۔ بیچ
سبیله۔ اسکی راہ کے　لعلکم۔ تاکہ تم　تفلحون۔ کامیاب ہوجاؤ　ان۔ بے شک
الذین۔ وہ جو　کفروا۔ کافر ہیں　لو۔ اگر　ان۔ یقیناً
لھم۔ ہو ان کے لیے　ما۔ جو　فی۔ بیچ　الارض۔ زمین کے ہے
جمیعا۔ سب　و۔ اور　مثله۔ اسکے برابر　معه۔ اور بھی
لیفتدوا۔ تاکہ فدیہ دیں　به۔ اس سے　من عذاب۔ عذاب　یوم۔ دن
القیمة۔ قیامت سے　ما۔ تو نہ　تقبل۔ قبول ہوگا　منھم۔ ان سے
و۔ اور　لھم۔ ان کے لیے　عذاب۔ عذاب ہے　الیم۔ دردناک
یریدون۔ چاہیں گے　ان۔ یہ کہ　یخرجوا۔ نکل جائیں　من النار۔ آگ سے
و۔ اور　ما۔ نہیں　ھم۔ وہ　بخرجین۔ نکلنے والے
منھا۔ اس سے　و۔ اور　لھم۔ ان کے لیے　عذاب۔ عذاب ہے
مقیم۔ قائم رہنے والا　و۔ اور　السارق۔ چور مرد　و۔ اور
السارقة۔ چور عورت　فاقطعوا۔ کاٹ دو　ایدیھما۔ انکے ہاتھ　جزاء۔ بدلہ ہے
بما۔ اس کا جو　کسبا۔ کمایا انہوں نے　نکالا۔ سزا ہے　من الله۔ اللہ سے
و۔ اور　الله۔ اللہ　عزیز۔ غالب ہے　حکیم۔ حکمت والا
فمن۔ پھر جو　تاب۔ توبہ کرے　من بعد۔ بعد　ظلمه۔ اپنے ظلم کے
و۔ اور　اصلح۔ درست کرے　فان۔ تو بیشک　الله۔ اللہ
یتوب۔ رجوع کریگا　علیه۔ اس پر　ان۔ بے شک　الله۔ اللہ
غفور۔ بخشنے والا　رحیم۔ رحم کرنے والا ہے　أ۔ کیا　لم۔ نہ
تعلم۔ جانا تو نے　ان۔ بیشک　الله۔ اللہ　له۔ ہی کی
ملک۔ ملکیت ہیں　السموات۔ آسمان　و۔ اور　الارض۔ زمین
یعذب۔ سزا دے　من۔ جسے　یشاء۔ چاہے　و۔ اور
یغفر۔ بخشے　لمن۔ جسے　یشاء۔ چاہے　و۔ اور
الله۔ اللہ　علی۔ اوپر　کل۔ ہر　شیء۔ چیز کے

قدیر۔قادر ہے	یا ایہا۔اے	الرسول۔رسول	لا۔نہ
یحزنک۔غمگین کریں آپ کو	الذین۔وہ جو	یسارعون۔دوڑتے ہیں	فی۔بیچ
الکفر۔کفر کے	من الذین۔ان سے	ھادوا۔جو یہودی ہیں	سمعون۔سننے والے ہیں
للکذب۔جھوٹ کو	سمعون۔سننے والے ہیں	لقوم۔دوسرے لوگوں	آخرین۔کے لیے
لم۔جو نہ	یاتوک۔آئے آپکے پاس	یحرفون۔بدلتے ہیں	الکلم۔کلمات کو
من بعد۔بعد	مواضعہ۔انکی جگہ کے	یقولون۔کہتے ہیں	ان۔اگر
اوتیتم۔دیے جاؤ	ھذا۔یہ	فخذوہ۔تو لے لو اسکو	و۔اور
ان۔اگر	لم۔نہ	تؤتوہ۔دیے جاؤ یہ	فاحذروا۔تو بچو اس سے
و۔اور	من۔جو کہ	یرد۔چاہے	اللہ۔اللہ
فتنتہ۔اسکو گمراہ کرنا	فلن۔تو ہرگز نہیں	تملک۔اختیار رکھتا تو	لہ۔اس کے لیے
من اللہ۔اللہ سے	شیئا۔کچھ بھی	اولئک۔یہ	الذین۔وہ ہیں کہ
لم۔نہ	یرد۔چاہا	اللہ۔اللہ نے	ان۔یہ کہ
یطھر۔پاک کرے	قلوبہم۔ان کے دلوں کو	لہم۔ان کے لیے	فی۔بیچ
الدنیا۔دنیا کے	خزی۔ذلت ہے	و۔اور	لہم۔ان کے لیے
فی۔بیچ	الاخرۃ۔آخرت کے	عذاب۔عذاب ہے	عظیم۔بڑا
سمعون۔سننے والے ہیں	للکذب۔جھوٹ	اکلون۔کھانے والے ہیں	للسحت۔حرام
فان۔پھر	جاءو۔آئیں	ک۔آپکے پاس	فاحکم۔تو فیصلہ کرو
بینہم۔ان میں	او۔یا	اعرض۔اعراض کرو	عنہم۔ان سے
و۔اور	ان۔اگر	تعرض۔منہ پھیرو	عنہم۔ان سے
فلن۔تو ہرگز نہ	یضرو۔بگاڑ سکیں گے	ک۔آپ کا	شیئا۔کچھ بھی
و۔اور	ان۔اگر	حکمت۔فیصلہ کریں	فاحکم۔تو فیصلہ کرو
بینہم۔ان میں	بالقسط۔انصاف سے	ان۔بے شک	اللہ۔اللہ
یحب۔پسند کرتا ہے	للمقسطین۔منصف کو	و۔اور	کیف۔کیسے
یحکمونک۔حاکم بنائیں گے آپ کو		و۔اور	عندہ۔پاس
ھم۔ان کے	التوراۃ۔تورات ہے	فیھا۔اس میں	حکم۔حکم ہے

الله۔ اللہ کا　ثم۔ پھر　یتولون۔ پھر جاتے ہیں　من بعد۔ بعد
ذلک۔ اس کے　و۔ اور　ما۔ نہیں　اولئک۔ یہ لوگ
بالمؤمنین۔ ایمان والے۔

مختصر تفسیر رکوع ششم سورہ مائدہ پ ۶

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو مخاطب فرما کر تین تعلیمیں دی ہیں سب پہلے بنیادی چیز خشیت الٰہی ہے اور دوسری تعلیم ابتغاء وسیلہ ہے اور تیسری جہاد فی سبیل اللہ ہے اس پر امید دلائی گئی کہ اگر تم ایسا کرو گے تو فلاح پاؤ گے۔

تمام جن وانس مومنوں سے خطاب ہے اِتَّقُوا اتّقاء سے ہے تقویٰ ڈرنا بچنا یہاں ڈرنا معنی ہیں۔ تقویٰ اللہ ورسول کی اطاعت ہے اس کی اتباع رسول ہے اطیعوا الله واطیعوا الرسول دوسرا حکم ہے وَابْتَغُوْا ابتغاء کے معنی تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈو رسول کے ذریعہ اور رسول کو تلاش کرو اولیاء کے ذریعہ اصطلاح میں ذریعہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے۔ اولیاء انبیاء نیک عمل ان کے تبرکات سب ہی ان میں شامل ہیں۔

تحقیق وسیلہ

الوسیلة۔ هی فعیلة بمعنی ما یتوسل به ویتقرب الی الله عزوجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وسل الی کذا ای تقرب لشیء۔ وسیلہ بروزن فعیلہ ہے اس کے معنی ہیں جو توسل کرے اس کے ساتھ اور تقرب حاصل کرے اللہ تعالیٰ کی طرف افعال طاعت سے اور ترک معاصی سے محاورہ میں ہے من وسل الی کذا۔ یعنی قریب ہوا اس کی طرف کسی شے کے ساتھ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں الوسیلۃ الحاجۃ وسیلہ حاجت ہے اور عنترہ شاعر کا قول دلیل میں پیش کیا۔

ان الرجال لہم الیک وسیلۃ ان یاخذوک مکحل وتخیض

وفسر بعضہم الوسیلۃ الجنۃ بعض نے تفسیر کی کہ وسیلہ جنت کی ایک منزل یا مقام ہے وکونہا بہذا المعنی غیر ظاہر لاختصاصہا بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بناء علی ما رواہ مسلم انہا منزلۃ فی الجنۃ جعلہا اللہ تعالیٰ لعبد من عبادہ وارجو ان اکون انا ہو فاسئلوا الی الوسیلۃ۔

اس کا مادہ وسل ہے راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں الوسیلۃ التوصل الی الشیئ برغبۃ وھی اخص من الوصیلۃ لتضمنہا لمعنی الرغبۃ قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وحقیقۃ الوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ مراعاۃ سبیلہ بالعلم والعبادۃ وتحری مکارم الشریعۃ وھی کالقربۃ والواسل الراغب الی اللہ تعالیٰ ویقال ان التوسل فی غیر ھذا السرقۃ یقال اخذ فلان ابل فلان توسلا ای سرقۃ۔

وسیلہ ملنا کسی شے کی طرف رغبت کے ساتھ اور وہ مخصوص ہے وصیلہ سے بوجہ متضمن ہونے معنی رغبت کے قرآن کریم میں ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور حقیقت وسیلہ اللہ تعالےٰ کی طرف یہ ہے کہ رعایت رکھے اس کے راستہ میں علم کے ساتھ اور عبادت سے اور غور کرے اعزاز شریعت پر وہ مثل قربت کے ہیں اور واسل راغب الی اللہ کو بھی کہتے ہیں اور محاورات میں کہا گیا کہ توسل اس کے سوا سرقہ کے معنی بھی دیتا ہے جیسے کہا جاتا ہے اخذ فلان ابل فلان توسلا ای سرقۃ فلاں نے لیا اونٹ فلاں کا بطریق توسل یعنی بطور سرقہ (روح المعانی)

اور بعض لوگوں نے نیک لوگوں سے استغاثے کے جواز اور ان کو اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ بنانے اور اللہ تعالےٰ کو ان کی قسم دینے (یعنی اس طرح کہا جائے اے اللہ ہم تجھ کو فلاں کی قسم دیتے ہیں کہ تو ہمیں یہ چیز دیدے) پر اس آیت سے استدلال کیا ہے اور بعض ایسے ہیں جو کسی نیک بندے غائب یا مردہ کو کہتے ہیں اے فلاں تم اللہ تعالےٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے فلاں فلاں چیز عطا کرے اور کہتے ہیں کہ یہ بھی وسیلہ تلاش کرنا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تم کو کام عاجز کردیں تو اہل کے پاس جاؤ یا اہل قبور سے استغاثہ کرو۔

اس کے بعد لکھتے ہیں "اور یہ تمام باتیں حق سے بہت دور ہیں"۔

پھر لکھتے ہیں

"اور اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ مخلوق سے استغاثہ اور اس کو وسیلہ بنانا یعنی اس سے دعا کی درخواست کرنا اس کے جواز میں تو شک نہیں"۔ اور اس میں بھی اس کے بعد اپنی رائے میں لکھتے ہیں "بشرطیکہ جس سے دعا کی درخواست کر رہا ہے وہ زندہ ہو"۔

پھر آگے لکھتے ہیں "اور یہ طالب سے افضل ہونے پر موقوف نہیں ہے بلکہ کبھی طالب افضل ہوتا ہے مطلوب سے کیونکہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جبکہ انہوں نے عمرہ کے لیے جانے کی اجازت مانگی اے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھول جانا اور ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ اویس قرنی سے دعا کی درخواست کرنا اور اپنی امت کو حکم دیا کہ وسیلہ تلاش کیا کرو"۔

منقولہ بالا عبارتیں اس امر کو واضح کر رہی ہیں کہ مسلمانوں میں وسیلہ بین اللہ وبین العباد جاری رہا ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اب رہا علامہ آلوسی کا خیال کہ وہ زندہ سے ہی ہو سکتا ہے یہ محض ان کی رائے ہے اور ایسی رائے ہے کہ ایک جگہ تو معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی خلاف ہیں دوسری جگہ نظر آتا ہے کہ موافق ہیں چنانچہ "اس کے جواز میں تو شک نہیں" بھی کہہ رہے ہیں اور "اگر" کی شرط بڑھا کر اسے مشروط کہتے ہیں یعنی زندہ کے ساتھ حالانکہ زندہ مردہ کا یہاں فرق بے معنی ہے۔

اس لیے کہ زندہ میں جو شئے دیکھنے حرکت کرنے والی ہے وہ روح اور محض روح ہے اور اسے ابدیت حاصل ہے۔ اگر وہ جسم میں ہے پھر صاحب جسم کو حی اور زندہ کہا جاتا ہے اور جب وہ جسم عنصری سے پرواز کر جائے تو روح کو کوئی مردہ نہیں کہتا۔ بلکہ صاحب جسم کے جسم کو میت کہہ دیتے ہیں حتیٰ کہ اسی جسم کو زمین میں دفنا دیتے ہیں۔ مگر روح وہ نہ دفن ہوتی ہے نہ مرتی ہے اس لیے کہ عالم کی دو قسمیں جو ہیں وہ عالم کون اور عالم امر کے نام سے مشہور ہیں۔ قرآن کریم بھی روح کے سوال پر یہی جواب دیتا ہے قل الروح من امر ربی اے محبوب یہودیوں کو فرما دیجئے کہ روح عالم امر سے ہے یا میرے رب کے حکم سے ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اگر زندہ ہے تو اس کا امر بھی زندہ ہے اور اگر وہ مر گیا تو اس کا امر بھی مر گیا یہی وجہ ہے کہ وصیت وغیرہ پر عمل کرنے کا حکم قضا پر موقوف ہے نہ کہ آمر خود آ کر اپنی وصیت پر عمل کرائے برخلاف رب الارباب کے کہ وہ حی وقیوم ہے۔ اسی بنا پر کلام اللہ شریف کو قدیم کہتے ہیں کہ اس کا متکلم قدیم ازلی ابدی سرمدی ہے اور عالم کون وہ عالم ہے جو متکون ہو کر تدریجاً نشو ونما پائے جیسے جسم

جوہر درخت حیوانات وغیرہ موجودات۔ برخلاف عالم امر کے کہ اس میں تدریجی نشو و نما کو دخل نہیں جیسے آسمان۔ زمین۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ جنت۔ دوزخ۔ ملائکہ۔ روح۔ یہ سب عالم امر سے متعلق ہیں ان کا وجود ابدی ہے۔

تو جب روح ابدی ہے تو جس کی روح ہے اس کے تصرفات و توجہات اسی کے جسم میں توسل روح پذیر تھے۔ اب جبکہ وہ روح قید پنجرۂ جسم سے آزاد ہوگئی تو تصرفات کے حق حقوق بطریق ادلے بڑھنے چاہئیں نہ کہ معدوم ہوں۔

بنابریں جس زندہ جسم سے توسل کے مجوز آلوسی ہیں۔

اس مردہ سے توسل بطریق اولیٰ جائز ہوگا نہ کہ جواز بشرطجبات رہے پھر ممنوع ہو جائے۔ چنانچہ آگے فرماتے ہیں اور پہلی شرط کو خود ہی مسترد کرتے ہیں حیث قال

"ہاں السلام علی اہل القبور (قبروں والوں پر سلامتی ہو) کہنا مشروع اور ان سے ہم کلام ہونا جائز ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو کہیں اے قبروں والے مومنو تم پر سلام ہو اور اللہ کو منظور ہوا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں اللہ تعالے ہم میں سے اور تم میں سے پہلوں پر بھی رحمت کرے اور پچھلوں پر بھی۔ ہم اللہ تعالے سے اپنے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی عافیت کا سوال کرتے ہیں اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں کسی فتنہ میں نہ ڈال اور ہمیں اور ان کو بخش دے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی بھی صحابی سے یہ وارد نہیں حالانکہ وہ ہر بھلائی کے طلب کرنے میں احرص الخلق تھے کہ کسی نے میت سے کچھ طلب کیا ہو۔ بلکہ صحیح روایت یہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق ہے کہ وہ جب حجرہ نبویہ میں زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں کہا کرتے تھے۔

السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابت۔

پھر واپس ہوتے اور اس سے زائد کچھ نہ کہتے۔ اور نہ سید العالمین سے صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم پہلو خلیفتین مکرمین سے کچھ طلب کرتے۔ حالانکہ وہ اکرم و ارفع قدر ہیں تمام اس مخلوق سے کہ جن پر آسمان کا احاطہ ہے۔ ہاں دعا ان دونوں حضرات کے حضور اور روضہ مکرمہ کے سامنے امر مشروع ہے اور صحابہ کرام استقبال قبلہ کر کے دعا کیا کرتے تھے۔ ان سے استقبال روضہ کی روایت وارد نہیں البتہ دعا کے وقت روضہ مقدسہ داہنے بائیں کر لینا ثابت ہے۔

یہ بیان بھی علامہ آلوسی کا قابل نظر ہے۔

میں عرض کروں گا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو کلمات سلام فرما کر واپس آتے تھے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ وہ کچھ مانگنے کو ممنوع بھی جانتے تھے اور اصول شرع میں عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں ہوتا۔ بنابریں اس سے یہ استدلال کرنا کہ صاحب قبر سے دعا کرانا یا مانگنا ممنوع ہے آلوسی جیسے متبحر سے تعجب ناک ہے۔

اس سے آگے چل کر علامہ آلوسی فرماتے ہیں (ترجمہ) اور نقل کیا مناوی سے شرح کبیر میں جو جامع صغیر کی شرح ہے اور وہ دلیل توسل کے جواز میں یہ حدیث لاتے ہیں جو ترمذی نے روایت کی اور اس حدیث کو حسن صحیح کہتے ہیں جو عثمان بن حنیف سے مروی ہے۔

ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ تعالی ان یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال۔

ایک شخص جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں مجھے شفا ہو جائے تو حضور نے فرمایا اگر چاہے تو دعا کروں اور اگر چاہے صبر کرنا تو وہ تیرے لیے بہتر ہے۔

تو انہوں نے عرض کی حضور دعا ہی فرما دیجیے تو حضور نے فرمایا اچھی طرح وضو کر پھر دعا کر جس میں یہ دعا کے الفاظ ہوں۔

اللھم انی اسالک واتوجہ بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا رسول اللہ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم تشفعہ فی۔ اور البیہقی نے روایت احمد سے منقول ہے۔

بعد ابن تیمیہ اس قسم کے توسل کو منع کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ اور ابو یوسف وغیرہ بھی۔ علامہ آلوسی نے جواب دیا اس حدیث کے متعلق جس میں دعا کو وسیلہ بنایا ہے فرماتے ہیں دھو جائز بل مندوب وہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

آگے فرماتے ہیں ولم ینکر احد من السلف والخلف حتی جاء ابن تیمیۃ فانکر ذالک وعدل عن الصراط المستقیم ویبتدع مالم یقلہ عالم اور اس سے سلف و خلف میں کسی نے انکار نہ کیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا تو اس نے انکار کیا اور صراط مستقیم سے منحرف ہوا اور وہ نئی بات نکالی جو کسی عالم نے نہیں کی۔

پھر آگے یہ بھی لکھتے ہیں۔ تساوی حالتی حیاتہ ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا الشان یحتاج الی نص اور برابر ہے اس میں کہ حیات ہو یا وفات اس شان توسل میں۔ پھر صحیح بخاری سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو ابن عمر سے ہے۔

کان اذا قحطوا استسقی بالعباس رضی اللہ عنہ فقال اللہم انا کنا نتوسل الیک بنبیک صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون۔ کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کراتے اور کہتے اے اللہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لیا کرتے تھے تو ہمیں بارش دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لائے ہیں تو ہمیں بارش دے تو بارش ہو جاتی۔

اس پر طویل بحث اور احتمالات بیان کر کے فیصلہ لکھتے ہیں۔

وبعد ھذہ کلہ انا لا اری باسا فی التوسل الی اللہ بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند اللہ تعالی حیا ومیتا بعد اس تمام بحث کے ہم برائی یا گناہ توسل میں نہیں دیکھتے جاہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں زندہ اور بعد موت کے۔

پھر آگے اس سے بھی زیادہ وسعت کے ساتھ بیان دیتے ہیں۔ اس غیر نبی کے توسل کو بھی جائز بتا رہے ہیں۔ الاول ان التوسل بجاہ غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بہ پہلا فیصلہ یہ ہے کہ توسل غیر نبی کے واسطہ سے بھی اگر ہو تو اس میں مضائقہ نہیں۔

وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اور جہاد کرو اس کی راہ میں اپنی حد استطاعت سے جس قدر ممکن ہو تاکہ فلاح پاؤ۔ یعنی نعیم ابدی اور خلاصی نار سے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْاَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اگر وہ جو کچھ زمین میں ہے سب کے مالک ہوں اور اس کے برابر اور بھی ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے نجات چاہیں۔

اَلَّذِیْنَ سے مراد تمام کفار ہیں خواہ انسان ہوں یا جن۔ کَفَرُوْا سے مراد نبی کا انکار۔ عذاب کے لیے عمر میں ایک بار کفر یہ الفاظ کہہ دینے کافی ہیں مَا سے مراد ہر قسم کا مال ہے سونا چاندی یا جو سمندر میں ہوتا ہے یا زمین کی تہ میں۔

تو ان سے وہ فدیہ قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔

یعنی کفار کے لیے عذاب لازم ہے اس سے رہائی کا وہ ذریعہ اور سبیل نہیں رکھتے اور کوئی صورت ان کی نجات کی نہیں کما فی روح المعانی۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

وہ چاہیں گے کہ نکل جائیں جہنم سے حالانکہ وہ اس سے نہ نکل سکیں گے اور ان کے عذاب دوامی ہے یعنی ان کی عذاب جہنم سے نکلنے کی کوشش لبعد از مرگ بے سود ہے۔ بہ حسن سے روایت ہے۔ اور وہ کہتے ہیں الارادۃ بمعنی التمنی ای یتمنون ذالک۔ یریدون کے معنی تمنی کے ہیں کہ چاہیں گے کہ کسی طرح اس عذاب سے نکل جائیں۔

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۔ یعنی تصریح بما اشیر الیہ من عدم التناھی مدۃ العذاب بعد بیان شدتہ ای عذاب دائم ثابت لایزول ولاینتقل ابدًا اس آیت کریمہ میں تصریح ہے کہ عذاب غیر تناہی ہوگا جس میں عذاب کی کوئی مدت نہیں بلکہ وہ عذاب دائم و ثابت ہے اور وہ منتقل نہیں ہوگا کبھی۔

اب بیان حکم سرقہ صغری شروع فرمایا بعد بیان احکام کبری کے۔

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ چور مرد اور چور عورت تو کاٹو دونوں کا ہاتھ بدلہ ہے اس کا جو کیا ان دونوں نے عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

شان نزول:۔ یہ آیت کریمہ طعم بن ابیرق کے متعلق نازل ہوئی جس نے مدینہ منورہ میں ایک گھر سے آٹے کا تھیلا اور زرہ چوری کر کے ایک یہودی پر تہمت لگا دی۔ مفصل تفصیل پارہ پانچ سورۃ النساء میں بیان ہو چکی ہے۔

اس کا قانون حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں نافذ فرمایا کہ جب چوری دو مرتبہ کے اقرار یا دوسروں کی شہادت سے قاضی اسلام کے سامنے ثابت ہو جائے اور جو مال چرایا ہے وہ دس درہم کی مالیت سے کم نہ ہو تو اس کا داہنا ہاتھ پہلے کاٹا جائے اور دوبارہ پھر ارتکاب جرم سرقہ ہو تو بایاں پاؤں اس کے بعد بھی اگر ارتکاب جرم سے باز نہ آئے تو قید کیا جائے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

مزید توضیح

فاقطعوا ایدیہما۔ قراءت حفص ہے اور قراءت ابن مسعود میں ایمانہما وارد ہے [illegible] تہا نے

کہا کہ ثبوت جرم کے بعد محض ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور مال مسروقہ اگر موجودہ ہو تو واپس کرنا بھی واجب ہے اور اگر مال مسروقہ ضائع ہو گیا تو ضمان واجب نہیں۔ تفسیر احمدی

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں۔ والسرقۃ اخذ مال الغیر خفیۃ وانما توجب القطع اذا کان الاخذ من حرز والماخوذ یساوی عشرۃ دراھم فمافوقھا اور مقدار قطع میں فرماتے ہیں والجمہور علی ان مقدار القطع ھو الرسغ۔

سرقہ کہتے ہیں کسی غیر کے مال کا خفیہ طریقہ سے لے لینا۔ لیکن قطع لازم آتا ہے جبکہ وہ مال حفاظت کی جگہ سے لیا جاوے اور وہ دس درہم سے کم نہ ہو اور مقدار قطع میں جمہور اس پر ہیں کہ پہونچے سے کاٹے جائیں۔ قطع سے مراد تلوار یا تیز دھار چیز سے ہاتھ کاٹنا ہے توڑا مروڑا نہ جائے۔

اس پر عبداللہ بن ابی ربیعہ سے علامہ بغوی یہ حدیث سند میں پیش کرتے ہیں۔ انہ علیہ السلام اتی بسارق فامر بقطع یمینہ عنہ حضور کے دربار میں ایک چور لایا گیا حضور نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حدیث پاک میں اَیدی سے مراد صرف داہنا ہاتھ ہے مطلقاً ہاتھ نہیں۔

اس حکم کے مجاز کون ہو سکتے ہیں

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وولاۃ الامور کالسلطان ومن اذن لہ فی اقامۃ الحدود او القضاۃ والحکام:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام امور کے ذمہ وار جیسے بادشاہ یا جیسے بادشاہ حدیں قائم کرنے کی اجازت دے اور قاضی اور حاکم۔

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

تو جو توبہ کرے بعد ظلم کے اور اپنی اصلاح کرلے تو بے شک اللہ رجوع فرماتا ہے اس پر بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَنْ سے مراد چور ہے توبہ ہاتھ کٹ جانے کے بعد کرے تو اس صورت میں ظلم سے مراد چوری ہوگی۔ اور اَصْلَحَ سے مراد آئندہ کے لیے چوری سے باز رہنے کا عہد ہے یعنی اخروی عذاب سے نجات حاصل کرنا۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اس توبہ سے قطع ید معاف نہیں ہوگا بلکہ یقبل توبتہ فلا یعذب بہ فی الاخرۃ اس کی توبہ بایں معنی مقبول ہوگی کہ آخرت میں اس پر عذاب نہ ہو۔ یعنی چور مالک سے معافی مانگ لے یا چرایا ہوا مال واپس کردے مالک حاکم کے پاس مقدمہ نہ لے جائے مالک راضی ہو جائے تو اللہ تعالے بخش دے گا اور آخرت میں سزا نہ دیگا۔

واما القطع فلا یسقطہ التوبۃ عندنا لان فیہ حق المسروق۔ لیکن قطع ید یہ توبہ سے

سافط نہیں ہوتا ہمارے نزدیک یعنی مذہب حنفی میں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ کے لیے ہے ملکیت آسمانوں کی اور زمین کی عذاب کرتا ہے جسے چاہے اور بخشتا ہے جسے چاہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ خطاب یا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر ایک مومن کے لیے ہے جو اصلاح کرلے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت عابد تھے جب وقت زمان بھی وجود میں نہ آیا تھا صرف ایک معبود تھا ایک عابد۔ ملکوت صرف انبیاء عظام اور اولیائے کرام کو عطا ہوتا ہے وہ کریم جس مجرم کو چاہے سزا دے جسے چاہے بخشدے۔ اللہ تعالےٰ ہر شے پر قادر ہے۔

یا بقول شیخ الاسلام اس میں استشہاد ہے قوت الٰہی کا تعذیب اور مغفرت میں گویا یا ارشاد ہے
الم تعلم ان اللہ تعالیٰ لہ السلطان القاہر والاستیلاء الباہر المستلزمان للقدرۃ التامۃ علی التصرف الکلی فیہما وفیما استشہد علیہ ایجادا واعداما احیاء واماتۃ الی غیر ذالک حسبما تقتضیہ مشیئتہ۔ یعنی استفہام انکاری کے ساتھ فرمایا کہ تم خوب جانتے ہو اللہ تعالےٰ کے لیے سلطنت قاہرہ ہے اور کائنات پر اس کے استیلاء کا ایسا غلبہ ہے جو اس کی قدرت تامہ پر دال ہے اور اس کے تصرف کلی پر مشعر ہے اور اس میں سب کچھ مشتمل ہے ایجاد۔ اعدام۔ احیاء۔ امانت حتی کہ اس کے سوا جو کچھ مقتضیات مشیت ہیں سب پر حاوی ہے۔

اب خصوصیت سے حضور مخاطب کیے گئے اس تخاطب میں منافقین کی مسارعت الی الکفر اور مخالفت اسلام پر غمگین نہ ہوتے اور ان سے بے نیاز رہنے کی تلقین کرتے ہوئے تسلی دی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جو جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے

پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے بعد بدلتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور اگر یہ نہ ملے تو بچو اور جسے اللہ گمراہ کرتا ہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ نہ بنا سکے گا وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کو ان کے مقدس ناموں سے پکارا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کو اوصاف سے خطاب فرمایا اکثر مقامات پر نبی فرمایا یَاأَيُّهَا النَّبِيُّ۔ دو مقام پر یاایہا الرسول۔ یاایہا المزمل۔ یاایہا المدثر سے خطاب فرمایا۔ نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے رسول کے معنی فرمان رساں جو مخلوق کو خالق کا پیغام پہنچائے۔ حضرت مریم سے جبریل امین نے فرمایا میں تمہارے رب کا رسول ہوں اس لیے آیا ہوں کہ تم کو ستھرا بیٹا بخشوں۔

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ سے مراد وہ منافقین ہیں جو یہود مدینہ اور یہود خیبر و فدک کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے فیصلہ حاصل کرنے کے بہانہ سے يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ یہ منافقین غمگین نہ کریں جو بہت جلد کفر کا اظہار کر دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے صرف زبان سے کہہ دیا تھا۔ لیکن ان کے دل ایمان نہ لائے تھے مِنَ الَّذِينَ هَادُوا۔ بعض یہودی آپ کا فرمان جھوٹ بولنے کے لیے سنتے ہیں تاکہ آپ کی بات سن کر جائیں اور جھوٹی باتیں آپ کی طرف منسوب کریں۔

سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ۔ قوم آخرین سے مراد وہ خیبر یا فدک کے یہودی جو مدینہ منورہ میں خود حاضر نہ ہوتے تھے کچھ لوگوں کو سکھانے سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تھے لیکن یہ یہودی منافقین آپ کے فرمان نہیں سنتے تھے وہ لوگ جو آپ کے پاس نہیں آتے خیبر یا فدک میں رہے ان کے دل ان کے ساتھ ہیں۔

توضیح:۔ لقوم آخرین کا لام بمعنی من ہے اگر لام علت تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی ہونگے دوسری قوم کے لیے سنتے ہیں۔ یہ معنی مقصود کلام کے مغائر ہیں۔ مقصود قائل یہ ہے کہ اس امر کا اظہار ہو کہ یہ لوگ اپنے سرداروں کی جھوٹی باتیں خوب سنتے ہیں اور یہود خیبر کی باتوں کو دل سے مانتے ہیں (جمل)

آخرین سے مراد حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسئلہ بتانا یہود خیبر و فدک نے ان لوگوں کو جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ سمجھا کر بھیجا کہ اگر حضور علیہ السلام شادی شدہ زانی کی سزا وہی سنائیں جو ہماری کتابوں میں ہے یعنی کوڑے مارنا منہ کالا کرنا۔ گدھے پر بٹھانا تو تم اس فرمان کو بخوشی قبول کر لینا اور اگر رجم کا حکم دیا جائے تو اس حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دینا تاکہ ہمارا

* پردہ دری نہ ہو

شان نزول: خیبر کے یہودیوں کے شرفاء میں سے ایک شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت نے زنا کیا اس کی سزا توریت میں سنگساری تھی یہ سزا انہیں گوارا نہ تھی۔ اس لیے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کرائیں چنانچہ ان دونوں زانیوں کو ایک وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور حد کا حکم دیں تو مان لینا اور اگر رجم یعنی سنگساری کا حکم دیں تو نہ ماننا یہ لوگ قبیلہ بنی قریظہ اور بنی نعیبر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور کے ہم وطن بھی ہیں اور ان کے ساتھ حضور کی صلح بھی ہے اگر ان کی سفارش حضور کو پہنچ گئی تو حضور (معاذ اللہ) یقیناً ان کا لحاظ فرمائیں گے یہ گمان ان کا ان کے بے دین احبار یہود کی عادتوں کے تحت تھا چنانچہ سرداران یہود سے کعب بن اشرف اور کعب بن اسد اور سعید بن عمرو اور مالک بن حیف اور کنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے۔

پھر مقدمہ پیش کیا اور طالب فیصلہ ہوئے

حضور نے فرمایا تم لوگ کیا میرا فیصلہ تسلیم کرو گے انہوں نے عرض کیا ہم ماننے کے لیے ہی حاضر آئے ہیں کہ آیت رجم نازل ہوئی حضور نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

یہود نے رجم کا حکم سنتے ہی انکار کر دیا۔

حضور نے فرمایا تم میں ایک شخص نوجوان گورے رنگ کا یک چشم باشندہ فدک ہے جس کا نام ابن صوریا ہے تم اسے جانتے ہو؟ یہودیوں کے وفد نے جواب دیا جی ہاں اسے خوب جانتے ہیں حضور نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے؟

یہودیوں نے جواب دیا وہ ایسا آدمی ہے کہ روئے زمین ہم میں اسکے پایہ کا کوئی عالم نہیں توراۃ کا یکتا عالم ہے۔

حضور نے فرمایا اسے بلاؤ۔ چنانچہ ابن صوریا کو بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا۔ تو ہی ابن صوریا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں حضور نے فرمایا یہود میں سب سے بڑا عالم توریت کا تو ہی ہے کہنے لگا لوگ ایسا ہی کہتے ہیں۔

حضور نے وفد یہود سے فرمایا تم اس کی بات مانو گے سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہاں ضرور مانیں گے۔

پھر حضور نے ابن صوریا سے فرمایا۔ میں تجھے اس اللہ تعالے کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود

نہیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا تمہارے لیے دریائے نیل میں راہیں بنائیں۔ تمہیں فرعون کے مظالم سے نجات دی۔ فرعون کو غرق دریا کیا تمہارے لئے ابر کو سائبان بنایا تم پر من وسلویٰ نازل فرمایا۔ اپنی وہ کتاب نازل کی جس میں حلال و حرام کا بیان ہے۔ سچ بتاؤ تمہاری کتاب میں شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے زانی مرتبہ ہونے پر سنگساری کا حکم ہے یا نہیں۔ ابن صوریا نے جواب میں صاف عرض کیا۔

بے شک ہے مجھے اس کی قسم جس کا آپ نے تذکرہ فرمایا اگر مجھے انکار کرنے ہوئے اندیشہ عذاب نہ ہوتا تو میں ہرگز اقرار نہ کرتا اور ضرور جھوٹ بول دیتا۔ مگر مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی کتاب میں ایسے مجرم کی کیا سزا ہے؟

حضور نے فرمایا جب چار عادل اور معتبر شاہدوں کی شہادت سے زنا بصراحت ثابت ہو جائے تو رجم لازم و واجب ہو جاتا ہے۔

ابن صوریا نے عرض کیا خدا کی قسم بعینہٖ یہی حکم تورات میں ہے
حضور نے ابن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکم الٰہی میں تبدیلی کس طرح واقع ہوئی۔

اس نے صاف صاف طور پر عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو اس کو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے۔

اس طرز عمل سے شرفاء میں زنا کی بہت کثرت ہو گئی حتیٰ کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اسے سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اسے سنگسار کرنا چاہا اس پر اس زانی کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور بول پڑی کہ جب تک بادشاہ کے چچازاد کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک یہ سنگسار نہ ہوگا۔

آخر ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لیے بجائے رجم یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر گشت کرائی جائے۔

ابن صوریا کا یہ بیان سن کر وہ وفد جو یہودیوں کا موجود تھا بگڑ گیا اور ابن صوریا سے کہنے لگا تو نے صاف بیان دینے میں اتنی جلدی کی۔ درحقیقت ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں ہے۔

ابن صوریا بولا حضور نے مجھے تورات کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب الٰہی کا خوف نہ ہوتا تو میں صاف بیان بھی نہ دیتا اور جو حکم تورات کا وہ بھی نہ بتاتا۔

اس کے بعد حضور نے ان دونوں زناکاروں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور وہ سنگسار کیے گئے اس وقت یہ

آیت کریمہ نازل ہوئی۔ خازن

اور روح المعانی نے مذکورہ واقعہ بالاختصار بیان کیا۔ اس کے ساتھ چند اور روایتیں بھی بڑھائیں جو بہ اختلاف الفاظ دو واقعہ ملتے جلتے ہیں بخوف طوالت ہم ان کو نقل نہیں کرتے۔

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ۔ یہاں مَن سے مراد انسان و جنات ہیں کہ یہ دونوں گناہ پر قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالے ایمان و تقوی سے ہی راضی ہے فتنہ کے معنی ہیں رسوا کرنا۔ گمراہ کرنا۔ آزمائش میں ڈالنا۔

فَلَنْ تَمْلِكَ میں خطاب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا غم و رنج دور کرنا مقصود ہے۔ شَيْئًا سے مراد ہدایت و رحمت۔ ہے یا دفع عذاب ہے۔ روح المعانی۔

اُولٰٓئِكَ۔ اسم اشارہ بعید ہے۔ لَمْ يُرِدِ میں ماضی کا ذکر ہے یعنی ازل سے اللہ تعالے نے ارادہ ہی نہ فرمایا۔ طہارت سے مراد باطنی پاکی ہے جس کا تعلق دل و دماغ سے ہوتا ہے اس کے بعد قلوب کا ذکر فرمایا یعنی یہ وہ بد نصیب لوگ ہیں کہ روز ازل سے ہی یا جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب سے ہی اللہ تعالے نے ان کو ہدایت اور پاک فرمانے کا ارادہ نہ فرمایا اب یہ کیسے نور ایمان سے منور ہو سکتے ہیں ان کے لیے دنیا میں بھی خجالت و ذلت ہے اور آخرت میں بھی عذاب شدید ہے یعنے جہنم کی آگ ان کے لیے تیار ہے۔

آگے ارشاد ہے جس میں رشوت کی مذمت اور رشوت ستانی کی برائی جو یہودیوں میں پیدا ہوئی اس کا تذکرہ ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

سننے والے جھوٹی باتوں کے حرام خور تو اگر وہ حاضر ہوں تمہارے حضور تو فیصلہ کرو ان میں یا ان سے اعراض کرو (یعنی آپ اس میں مجاز ہیں) اور اگر آپ ان سے اعراض فرمائیں تو وہ آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور اگر فیصلہ فرمائیں تو فیصلہ ان میں فرمائیں منصفانہ بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے منصفوں کو۔

یہ آیت کریمہ حکام یہود کی مذمت میں نازل ہوئی جو رشوتیں لے کر حرام کو حلال کرتے اور احکام شریعت کو بدل دیتے تھے۔

رشوت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاکم ظالم سے مال لے کر اس کے حق میں غلط فیصلہ کر دے۔ یا مظلوم سے مال لے کر اس کو اس کا حق دینا۔ یا رشوت لے کر غلط فتوی دینا وغیرہ وغیرہ

روح المعانی میں ہے المراد بالکذب ھنا الدعوی الباطلۃ سمع للکذب سے مراد باطل دعوے

کرتا ہے جو احبار یہود کے سامنے پیش کیے جاتے اور رشوتیں لیکر اس کے ناحق فیصلے کیے جاتے۔

اکّٰلون للسحت کے معنی حرام خور اس لیے کیے گئے کہ رشوت شریعت مطہرہ میں قطعی حرام ہے اور رشوت لفظ سحت کے معنی میں لی گئی۔ علامہ راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں السحت القشر الذی یستاصل للمحظور الذی یستلزم منہ العار کانہ سبقت دینہ ومروتہ قال تعالی اکّٰلون للسحت ای فیسحت دینہم وقال علیہ السلام کل لحم نبت من سحت فالنار اولی بہ وسمی الرشوۃ سحتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا ہر وہ گوشت جو سحت سے اگے تو آگ اس کے لیے بہتر ہے اور رشوت کا نام سحت ہے اور علامہ آلوسی روح البیان میں فرماتے ہیں۔ السحت بضمتین وھما لغتان کالعُنُق والعُنْق اور تفسیر میں فرماتے ہیں اکلون للسحت ای الحرام من سحتہ اذا استأصلہ وسمی الحرام سحتا عند الزجاج لانہ یعقب عذاب الاستیصال والبوار۔ اکّٰلون للسحت یعنی حرام کھانے والے اور حرام کا نام سحت رکھا گیا۔

وقال الجبائی لانہ لابرکۃ فیہ لاھلہ فیھلک ھلاک الاستیصال غالبًا جبائی فرماتے ہیں رشوت خوری کرنے میں برکت نہیں تو ہلاک ہو جاتا ہے رشوت حاصل کرنے والا۔ قیل یا رسول اللہ وما السحت قال الرشوۃ فی الحکم عرض کیا گیا حضور سحت کیا ہے فرمایا یہ رشوت کے حکم میں ہے جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدایا الامراء سحت امراء کو ہدیہ پہنچانا بھی سحت ہے یعنی رشوت۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق نے پوچھا حضور کیا رشوت سحت ہے فرمایا سحت نہیں لیکن کفر ہے۔ پھر مزید توضیح فرماتے ہیں سحت یہ ہے کہ کوئی آدمی حکام کے پاس ہو اور کسی کو اس حاکم سے غرض ہو اور وہ اس وقت تک کام نہ کرے جب تک اسے کوئی چیز ہدیہ نہ پہنچائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سحت کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا الرشا وہ رشوت ہے۔ بیہقی نے ایک حدیث نقل کی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لعن الراشی والمرتشی والرائش الذی یمشی بینہما حضور نے رشوت لینے دینے والے پر لعنت فرمائی اور اس پر بھی لعنت کی جو رشوت کے بیچ میں پڑے۔

اس کے بعد حضور سے خطاب ہے کہ اگر یہودی آپ کا حکم مانیں تو اس میں آپ مختار ہیں فیصلہ کریں یا اس سے اعراض کریں مگر اس حکم کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور اس پر اکثر سلف کا اتفاق ہے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم

كان اولا تخيروا انہ اعرض عليہ الصلوٰۃ والسلام باجراء الاحکام علیہم - اول حضور کو اختیار دیا گیا تھا کہ انکے فیصلے فرمائیں یا نہ فرمائیں لبعدہیں اجراء احکام بین الیہود کا حکم ہوا۔ کہ ضرور آپ فیصلہ کریں آگے فرماتے ہیں۔

ہمارے فقہاء نے کہا کہ ذمی لوگوں پر اسلام کے احکام نافذ کیے جائیں گے مثلاً تجارت میراث اور تمام معاملات۔ ہاں شراب اور خنزیر کی تجارت کے معاملات وہ خود ہی طے کریں گے اور ان کو مسلمانوں کی طرح زنا سے منع کیا جائے گا لیکن ان کو زنا پر رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ شریعت کی نگاہ میں محصن نہیں ہیں اور رجم کی حدیث جو پہلے گذر چکی ہے اس کی توجیہ پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور ان کے نکاح کے متعلق اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان کو انکے پہلے نکاح پر ہی رکھا جائے گا اور امام زفر اور محمد نے بعض چیزوں میں اس کے خلاف کہا ہے۔ اور اگر ذمی ہمارے احکام راضی نہ ہوں تو ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں اور جب وہ راضی ہو جائیں اور مقدمہ ہمارے پاس لائیں تو لازمی ہے کہ ہم ان پر اسلامی احکام نافذ کریں اور پوری تفصیل فروعات میں ہے۔

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ خیبر فدک وغیرہ کے یہود آپ کی خدمت میں فیصلے کرانے کے لیے آتے ہیں مگر اس سے ان کا مقصود صرف یہ ہے کہ اگر فیصلہ ان کی مرضی کے مطابق ہوگا تو قبول کریں گے ورنہ نہیں تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ فیصلہ کریں یا نہ کریں اس کے بعد فرمایا وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا۔ اور اگر فیصلہ نہ فرمادیں۔ اعراض۔ منہ پھیرنا یعنی توجہ نہ فرمادیں تو وہ لوگ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ آخر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد خاص ہے جو تمام متبعین کے لیے عام ہو گیا۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ اگر ان میں فیصلہ فرماؤ۔ تو انصاف سے فیصلہ کرو بیشک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں۔

یعنی فیصلہ کریں اس عدل سے جس کا آپ کو حکم ہے اور وہ وہی احکام ہیں جو قرآن کریم اور شریعت اسلام میں ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر مجھے مسند افتا ملے تو میں اہل تورات کو انکی توریت سے اور اہل انجیل کو انجیل سے فتویٰ دونگا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اور کیونکر وہ تم سے فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس سے منہ پھیرتے ہیں بعد اس کے اور نہیں یہ لوگ ایمان لانے والے۔

کَیۡفَ عربی میں تعجب دلانے کے لیے آتا ہے حضور سید عالم یا مسلمانوں کو تعجب دلانے کے لیے آیا ہے۔

اس آیت کریمہ میں تعجیب ہے تحکیم رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لیے کہ یہود حضور پر ایمان لائے نہیں بلکہ مخالفت کرتے ہیں اور جو حکم وہ سننا چاہتے ہیں وہ توریت میں صاف موجود ہے تو جو اپنی کتاب کو نہیں مانتے وہ حکم ہے شادی شدہ مرد عورت کے زنا کا اور توریت میں ان کے لیے حکم رجم ہے تو اگر وہ اپنی کتاب توریت پر ایمان رکھتے تو انہیں ابن صوریا ہی سے معلوم کرلینا چاہئے تھا مگر اپنی غرض اور نفسانیت سے وہ توریت کو چھوڑ کر حضور سے فیصلہ مانگنے کے لیے محض اپنی نفسانیت کی بنا پر آتے ہیں تاکہ ان کا کفر واضح ہو جائے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورہ مائدہ پ ۶

اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ‌ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ‌ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ

بے شک ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ حکم دیتے تھے اس کے مطابق نبی اور جھکنے والے اور عالم فرمانبردار اور اللہ کے ماننے والے اور فقیہ جن سے حفاظت طلب کی گئی تھی کتاب اللہ کی اور تھے وہ اس پر گواہ تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور نہ خریدو میری آیتوں کے بدلے قلیل و ذلیل رقم۔

وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ‏

اور جو نہ حکم کرے اللہ کے نازل کئے پر تو وہ لوگ کافر ہیں۔

وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَالۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَالۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَالۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ‌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ‌ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ

اور ہم نے ان پر (یہود پر) واجب کیا اس میں (توراۃ میں) کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے تو جو دل سے بدلہ گرا دے تو وہ اسکا

يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

کفارہ ہے اور جو نہ حکم کرے اللہ کے اتارے ہوئے پر تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور ہم نے ان کے پیچھے ان کے قدم قدم عیسی بن مریم کو بھیجا تصدیق کرتا ہوا اس کی جو ان کے آگے تھا توریت سے اور دی ہم نے انہیں انجیل اس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق کرتی ہے جو توریت سے ہے اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور چاہیئے کہ انجیل والے حکم کریں وہ جو نازل کیا اللہ نے اس میں اور جو نہ حکم کرے وہ جو نازل کیا اللہ نے تو وہی فاسق ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور نازل کیا ہم نے اے محبوب تمہاری طرف کتاب کو سچائی کے ساتھ تصدیق کرتی ہے اس کی جو کتابوں سے تمہارے آگے ہے اور محافظ ہے اس پر تو حکم کرو ان میں جو نازل کیا اللہ نے اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی اس سے جو آیا ہے سچ حق چھوڑ کر ہر ایک کے لیے بنایا ہم نے تم سے ایک شریعت اور راستہ اور اگر اللہ چاہتا تو کر دیتا تم سب کو امت ایک لیکن منظور یہ ہے کہ آزمائے تمہیں جو دیا تم کو تو بھلائیوں کی طرف سبقت کرو اللہ کی طرف تمہارا لوٹنا ہے سب کا وہ تمہیں بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ

اور یہ کہ حکم کرو ان میں اس سے جو اللہ نے اتارا اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی اور ان سے بچتے رہو کہ کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں کسی

اللّٰهُ اِلَیْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ	حکم سے جو اتارا اللہ نے تمہاری طرف تو اگر وہ منہ
اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ	پھیریں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے یہ کہ پہنچے انہیں
ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ	بوجہ بعض گناہوں کے سزا اور بے شک بہت لوگوں
لَفٰسِقُوْنَ ○	میں سے فاسق ہیں۔
اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ	تو کیا حکم جاہلیت کا چاہتے ہو اور کون ہے
اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ	بہتر اللہ سے حکم دینے میں یقین کرنے والوں
یُّوْقِنُوْنَ ○	کے لیے

حل لغات رکوع ہفتم سورۂ مائدہ پ ۶

انا۔ بیشک	انزلنا۔ اتاری ہمنے	التوراۃ۔ توریت	فیہا۔ اس میں
ھدی۔ ہدایت	و۔ اور	نور۔ نور تھا	یحکم۔ فیصلہ کرتے تھے
بہا۔ اسکے ساتھ	النبیون۔ نبی	الذین۔ وہ جو	اسلموا۔ فرمانبردار تھے
للذین۔ انکے لیے جو	ھادوا۔ یہودی ہوئے	و۔ اور	الربانیون۔ اللہ والے
و۔ اور	الاحبار۔ علما	بما۔ جن سے	استحفظو۔ حفاظت چاہی
گئی تھی	من کتب۔ کتاب	اللہ۔ اللہ کی	و۔ اور
کانوا۔ تھے	علیہ۔ اس پر	شہداء۔ گواہ	فلا۔ تو نہ
تخشوا۔ ڈرو	الناس۔ لوگوں سے	و۔ اور	اخشون۔ ڈرو مجھ سے
و۔ اور	لا۔ نہ	تشتروا۔ خریدو	بایتی۔ میری آیات کے بدلے
ثمنا۔ قیمت	قلیلا۔ تھوڑی	و۔ اور	من۔ جو
لم۔ نہ	یحکم۔ فیصلہ کرے	بما۔ وہ جو	انزل۔ اتارا
اللہ۔ اللہ نے	فاولئک۔ تو وہ	ھم۔ وہی ہیں	الکافرون۔ کافر
و۔ اور	کتبنا۔ لکھا ہم نے	علیہم۔ ان پر	فیہا۔ اس میں
ان۔ بیشک	النفس۔ جان	بالنفس۔ بدلے جان کے	و۔ اور
العین۔ آنکھ	بالعین۔ بدلے آنکھ کے	و۔ اور	الانف۔ ناک

بالانف-بدلے ناک کے و-اور　الاذن-کان　بالاذن-بدلے کان کے
و-اور　السن-دانت　بالسن-بدلے دانت کے و-اور
الجروح-زخموں کا　قصاص-بدلہ ہے　فمن-تو جو　تصدق-صدقہ کرے
بہ-اس کا　فھو-تو وہ　کفارۃ-کفارہ ہے　لہ-اس کے لیے
و-اور　من-جو　لم-نہ　یحکم-حکم کرے
بما-اسپر جو　انزل-آتارا　اللہ-اللہ نے　فاولئک-تو یہ
ھم-وہی ہیں　الظالمون-ظالم　و-اور　قفینا-پیچھے بھیجا ہم نے
علی-اوپر　آثار-قدموں　ھم-ان کے کے　بعیسی-عیسی
ابن-بیٹے　مریم-مریم کو　مصدقا-تصدیق کرتے　لما-اسکی
بین یدیہ-جو اسکے آگے ہے　من التوراۃ-توراۃ سے　و-اور
اتینہ-دی ہم نے اسکو　الانجیل-انجیل　فیہ-اس میں　ھدی-ہدایت
و-اور　موعظۃ-نصیحت تھی　للمتقین-پرہیزگاروں کیلئے　و-اور
لیحکم-چاہئے کہ حکم کریں　اھل الانجیل-انجیل والے　بما-اس پر جو　انزل-آتارا
اللہ-اللہ نے　فیہ-اس میں　و-اور　من-جو
لم-نہ　یحکم-حکم کرے　بما-اسپر جو　انزل-آتارا
اللہ-اللہ نے　فاولئک-تو وہ　ھم-وہی ہیں　الفاسقون-فاسق
و-اور　انزلنا-آتاری ہم نے　الیک-تیری طرف　الکتب-کتاب
بالحق-حق کے ساتھ　مصدقا-تصدیق کرتا　لما-اس کی جو　بین-آگے
یدیہ-اسکے ہے　من الکتب-کتاب سے　و-اور　مھیمنا-محافظ ہے
علیہ-اس پر　فاحکم-تو فیصلہ کر　بینھم-ان میں　بما-اسپر جو
انزل-آتارا　اللہ-اللہ نے　و-اور　لا-نہ
تتبع-پیروی کر　اھواء-خواہشات　ھم-انکی کی　عما-اس سے جو
جاء-آیا　ک-تیرے پاس　من الحق-حق　لکل-ہر ایک کے لئے
جعلنا-بنائی ہم نے　منکم-تم سے　شرعۃ-شریعت　و-اور
منھاجا-رستہ　و-اور　لو-اگر　شاء-چاہتا

الله ۔ اللہ	یجعلکم ۔ تو بنا دیتا تم کو	امۃ ۔ امت	واحدۃ ۔ ایک
و ۔ اور	لکن ۔ لیکن	یبلو ۔ تاکہ آزمائے	کم ۔ تم کو
فیما ۔ اس میں جو	اتٰکم ۔ دیا تم کو	فاستبقوا ۔ تو دوڑو	الخیرات ۔ نیکیوں کی طرف
الی ۔ طرف	الله ۔ اللہ کی ہے	مرجعکم ۔ تمہارا لوٹنا	جمیعا ۔ سب کا
فینبئکم ۔ پھر خبر دیگا تم کو	بما ۔ اسکی	کنتم ۔ کہ تھے تم	فیہ ۔ اس میں
تختلفون ۔ اختلاف کرتے	و ۔ اور	ان ۔ یہ کہ	احکم ۔ حکم کر
بما ۔ اسپر جو	انزل ۔ اتارا	الله ۔ اللہ نے	و ۔ اور
لا ۔ نہ	تتبع ۔ پیروی کر	اھواء ۔ خواہشات	ھم ۔ انکی کی
و ۔ اور	احذر ۔ بچتے رہو	ھم ۔ ان سے	ان ۔ یہ کہ
یفتنو ۔ فتنہ میں ڈالیں	ک ۔ تجھ کو	عن ۔ بعض	بعض ۔ اس سے جو
ما ۔ جو	انزل ۔ اتارا	الله ۔ اللہ نے	الیک ۔ تیری طرف
فان ۔ پھر اگر	تولوا ۔ منہ پھیریں	فاعلم ۔ تو جان لے	انما ۔ اسکے سوا نہیں کہ
یرید ۔ چاہتا ہے	الله ۔ اللہ	ان ۔ یہ کہ	یصیبھم ۔ پہنچے انکو
ببعض ۔ انکے بعض	ذنوبھم ۔ گناہوں کا بدلہ	و ۔ اور	ان ۔ بیشک
کثیرا ۔ بہت سے	من الناس ۔ لوگ	لفسقون ۔ فاسق ہیں	ا ۔ کیا
فحکم ۔ حکم	الجاھلیۃ ۔ جاہلیت کا	یبغون ۔ چاہتے ہیں	و ۔ اور
من ۔ کون	احسن ۔ اچھا ہے	من الله ۔ اللہ سے	حکما ۔ حکم میں
لقوم ۔ اس قوم کے لیے	یوقنون ۔ جو یقین والے ہیں		

مختصر تفسیر رکوع ہفتم پ ٦ ۔ سورۃ مائدہ

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے حکم دیتے تھے اس کے ماتحت یہود کو ہمارے فرمانبردار نبی اور ربانی لوگ یعنی عالم ، درفقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی اور وہ اس پر گواہ تھے تو نہ خوف کرو لوگوں کا اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل وقلیل قیمت نہ لو اور جو حکم نہ کرے اللہ کے اتارے ہوئے پر تو وہی لوگ کافر ہیں ۔

توریت کی صفت میں ارشاد ہے فِیۡہَا ہُدًی یعنی اس کتاب میں ہدایت ہے یعنی ارشاد الی الحق لوگوں کے لیے اور نور یعنی ضیا اور ایسی ضیا جس سے وہ انکشاف حاصل ہوتا ہے جو آپ چاہیں ان پر (روح المعانی) علامہ زجاج نے کہا فیہا ہدی وہ بیان اس حکم کا ہے جو یہودی آکر حضور سے استفسار کرتے ہیں اور نور وہ بیان ہے کہ بے شک حضور نے جو انہیں حکم دیا وہ حق ہے (روح المعانی) اس کتاب توریت کے مطابق

یَحۡکُمُ بِہَا النَّبِیُّوۡنَ الَّذِیۡنَ اَسۡلَمُوۡا ۔ سابقہ انبیاء کرام جن میں حضرت موسیٰ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گذرے جبکہ توریت منسوخ نہ ہوئی تھی ۔ کیونکہ زبور وانجیل پر ان کے احکام جاری ہوئے ۔ یہ انبیاء ہزاروں تھے جو صاحب کتاب نہ تھے توریت پر ہی عمل کرتے تھے اور ان کے علماء خدا ترس جنہیں ربانی فرمایا اور احبار یعنے فقہاء یہود حکم کیا کرتے تھے اور بما استحفظوا من کتاب اللہ اور ان سے کتاب اللہ یعنی توریت کی حفاظت چاہی گئی کہ اپنے سینوں میں محفوظ رکھیں ۔ اس کے درس دیں تاکہ ان سے کتاب فراموش نہ ہو جائے اور اس کے احکام نسیًا منسیًا نہ ہوں (خازن)

اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ توریت کے مطابق انبیاء کرام کا حکم دینا اس امر کو واضح کرتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور اس کے رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ترک کا ہمیں نہ فرمایا ہو اور وہ منسوخ نہ ہوا ہو وہ بھی ہم پر لازم ہے جیسے محصنہ زانیہ اور زانی کے رجم کا حکم تورات میں تھا تو اگرچہ قرآن کریم میں وہ بالوضاحت نہ ہو مگر تورات کے سابقہ احکام جو غیر منسوخ ہیں انہیں سے ایک حکم رجم کا ہے وہ ہماری شریعت میں لازمًا مشروع ہے ۔ جمل ۔ تفسیر ابو السعود ۔

وکانوا علیہ شھداء یعنی یہود کے علماء فقہاء اس پر شاہد تھے کہ حضور کی نعت اور حکم رجم توریت میں مذکور ہے اور وہ آج تک شریعت محمدیہ میں بھی مشروع ہے ۔ تو

فلا تخشوھم واخشون ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا ۔ اے یہودیو لوگوں سے ڈر کر احکام نہ بدلو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل وقلیل رقم لے کر من گھڑت احکام نہ دو ۔ اس لیے کہ احکام

آئینہ کی تبدیلی بھی صورت ممنوع ہے خواہ لوگوں کے خوف سے ہو یا عوام کی ناراضگی کے ڈر سے یا مال و جاہ کے اور رشوت کے طمع سے یہ سب کچھ حرام مطلق ہے۔ ایمان والوں کو صرف میرا خوف رکھنا ضروری ہے اور جو اللہ کے اتارے ہوئے احکام کے خلاف حکم دے وہ کافر ہے کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ آگے ارشاد ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے تو جو خوشی سے بدلہ کر دے تو وہ اس کے گناہ اتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے ہوئے حکم پر فیصلہ نہ دے تو وہی ظالم ہیں۔

اگرچہ یہ بیان جو توریت میں یہود کے لیے تھا۔ تورات کے ہی حوالہ سے کلام پاک میں وارد ہوا مگر چونکہ ہمیں ان کے ترک کرنے یا اس کے منسوخ ہونے کی کوئی خبر نہیں ملی اس لیے ہم پر بھی احکام لازم و واجب ہیں۔ اس لیے کہ شریعت مطہرہ میں یہ اصول ہے کہ شرائع سابقہ کے جو احکام ہم تک پہنچیں اور وہ منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں تو وہ ہمارے لیے بھی بحالہ واجب و لازم ہیں جیسا کہ پہلی آیتوں میں بیان ہو چکا۔

دوسری واضح صورت آیۃ کریمہ سے یہ نکلی کہ شریعت محمدیہ میں بھی وہی حکم ہے جو شریعت موسوی میں تھا کہ اگر کسی نے کسی کو قتل کر دیا تو اس کی جان مقتول کے بدلہ میں ماخوذ کی جائے گی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلم ہو یا ذمی۔ اس لیے حکم میں اطلاق ہے اور المطلق یجری علی الاطلاقہ اصول ہے۔

شان نزول بھی یہی بتا رہا ہے کہ یہود نے حکم میں جو تبدیلی کی کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان کی اس رسم کا رد کیا۔ مدارک رواہ ابن عباس

دوسرے یہ بھی واضح ہوا کہ مماثلت و مساوات کی رعایت ضروری ہے یعنی آنکھ کے مجرم کو آنکھ کی سزا۔ ناک کے مجرم کو ناک کی۔ کان کے مجرم کو کان کی دانت کے مجرم کو دانت کی اور ہر زخم کے بدلے زخم کی سزا شریعت میں ہے۔ نہ یہ کہ برسوں مہینوں حوالات میں رکھ کر مہینوں برسوں کی سزا دے کر

چھوڑ دیا جائے۔

تیسرے یہ بھی واضح ہوا کہ قاتل! جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وبال آخرت سے بچنے کے لیے بخوشی اپنے اوپر حکم شرع جاری کرائے تو صرف قصاص ہی یعنی دنیا کی سزا ہی اس کے جرم کا کفارہ ہو جائیگا اور آخرت میں اس کی گرفت میں عذاب نہ ہوگا۔ جمل وجلالین

بعض مفسرین مثل روح المعانی۔ مدارک وغیرہ کے اس طرف گئے کہ صاحب حق اگر قصاص معاف کردے تو یہ معافی اس کے لیے کفارہ ہے۔

اور تفسیر احمدی میں ہے کہ یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوں گے جب صاحب حق معاف نہ کرے اور اگر معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔

دیلمی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا یہ وہ آدمی ہے کہ اس کا دانت توڑا گیا یا اس کا جسم مجروح کیا گیا پھر اس نے معاف کر دیا تو اپنے جسم کی جتنی دیت اس نے معاف کی ہے اسی مقدار کے مطابق اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اگر وہ آدھی دیت ہے تو اس کے آدھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر چوتھا حصہ دیت ہے تو اس کے چوتھا حصہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر تیسرا حصہ دیت ہے تو اس کے تیسرا حصہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر پوری دیت ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اور عدی بن ثابت سے بھی مروی ہے کہ عہد معاویہ میں ایک مقدمہ پر یہ حدیث سنائی گئی۔

روح المعانی

ایک آدمی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی کا منہ زخمی کر دیا اس نے دیت دی اس نے قصاص کا مطالبہ کیا تو اس نے دیت دگنی کر دی اس نے پھر انکار کر دیا اس نے دیت تین گنا کر دی۔ اس نے پھر انکار کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے یہ حدیث سنائی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی خون کا یا اس سے کم کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے پیدائش سے لے کر مرنے تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ حضور نے فرمایا جو معاف کر دے اللہ کے واسطے کسی کا خون وہ اسکے لیے پیدائش کے دن سے مرنے کے دن تک کے لیے کفارہ ہے۔

نہ یہ کہ انگریزی قانون کی طرح کہ صاحب حق کو حق معافی ہی نہیں بلکہ اس کی مدعی خود حکومت ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر وعید سنایا گیا کہ جو حکم الٰہی کے خلاف حکم دے وہ ظالم ہے۔

اب احکام توریت کا بیان کر کے احکام انجیل کا ذکر شروع ہوا۔ اس میں بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصدق توریت تھے اور تسلیم کرتے تھے کہ وہ منزل من اللہ ہے اور نسخ سے قبل اس پر عمل واجب تھا۔ پھر شریعت عیسوی میں جو اس کے بعض احکام منسوخ ہوئے وہ منسوخ مانے گئے چنانچہ ارشاد ہے

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ؁ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؁

اور بھیجا ہم نے ان نبیوں کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق کرتی ہے توریت کی جو اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیز گاروں کو۔ اور چاہئے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارا اور جو اللہ کے اتارے ہوئے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

قَفَّيْنَا۔ تَقْفِيَةٌ سے بنا اس کے معنی پیچھے چلانا یا بھیجنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ انبیاء کے بعد تشریف لائے اور آپ کے زمانہ میں کوئی نبی نہ تھا اس لیے قَفَّيْنَا فرمایا آثار جمع ہے اثر کی اس کے معنی ہیں نشان قدم مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۔ مصدقاً کے معنی سچا کہنے والا عیسیٰ علیہ السلام زبور اور تمام آسمانی کتابوں کے مصدق تھے۔ کیونکہ یہاں خطاب یہود سے ہے اس لیے توریت کا ذکر فرمایا توریت نے ان کے آنے کی خبر دی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۔ اس آیت کریمہ میں انجیل کے لیے لفظ ہدیٰ دو جگہ ارشاد ہوا۔ پہلی جگہ ضلالت و جہالت سے بچانے کے لیے رہنمائی مراد ہے ۔ دوسری جگہ ہدیٰ سے حضور سید یوم النشور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت مراد ہے اس لیے کہ حضور کی رونق افروزی کے بعد حضور کی نبوت کا اقرار لوگوں کی رہنمائی ہدایت ہے۔

نور سے مراد اعمال صالحہ ہیں یعنی ہم نے وہ انجیل دی جس میں ہدایت و نور تھا۔

اسی بنا پر فرمایا ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ یعنی چونکہ انجیل میں حضور پر ایمان لانے اور آپ کی نبوت تسلیم کرنے کا حکم ہے لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے اسکی تصدیق کرو اور جو نہ مانے اور اپنی مرضی سے حکم دے وہ فاسق یعنی کافر ہے۔

اہل انجیل سے مراد عیسائی ہیں بما انزل اللہ سے مراد انجیل کے احکام پر فیصلہ کرنا ہے ۔ قرآن پاک نے

انجیل کی تصدیق فرمادی۔

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ بدعقیدگی جو کفر تک پہنچ جائے فسق ہے یعنی جو حکم الٰہی کو غلط سمجھ کر اس پر فیصلہ نہ کرے اور رواج کے قانون کو ٹھیک سمجھے وہ کافر ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور (اے محبوب) ہم نے نازل کی آپ کی طرف سچی کتاب پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی اور ان پر محافظ و گواہ تو ان میں (یہودیوں میں) فیصلہ کیجئے اللہ کے نازل کیے ہوئے سے اور اے سننے والے کو ان کی (یہودیوں کی) خواہشوں کی پیروی نہ کرنا چاہیئے اپنے پاس آیا ہوا چھوڑ کر ہر ایک کے لیے ہم نے تم سب کے لیے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا مگر اسے منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے تو بھلائیوں کی طرف مسابقت کرو تم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہی ہے تو وہ تمہیں بتا دیگا جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔

نبوت اور قرآن کریم کے نزول کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین منکر تھے۔ تئیس سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اسی لیے نزلنا فرمایا گیا۔ بعض آیات بلاواسطہ بھی حضور علیہ السلام پر نازل ہوئیں جیسے سورۃ بقرہ کی آخری آیات شب معراج وغیرہ میں اِلَیْكَ فرمایا گیا یعنی حضور علیہ السلام پر نازل کیا گیا۔ الرسول سے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب سے قرآن کریم مراد ہے۔ بالحق۔ قرآن کریم حق ہے۔

یعنی جو کتاب قرآن کریم آپ پر نازل ہوئی ہے وہ اپنے تفوق مطلقہ میں تمام کتب سماویہ پر فرد کامل ہے اور متلبس بالحق والصدق ہے اور مصدق ہے کتب سابقہ توریت۔ انجیل۔ زبور کی اور مہیمن ہے اس کی۔

علامہ خلیل فرماتے ہیں ای رقیبا علی سائر الکتب السماویۃ وہ محافظ ہے کتب سماویہ کی اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے ایسی محفوظ کہ اس کی صحت و ثبات پر عوام و خواص شاہد ہیں۔

ابن عباس حسن مجاہد۔ قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں ای شاھدا علیہ بانہ الحق یہ کتاب اس کی گواہ ہے کہ وہ حق ہے۔

مبرد اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں یان المھیمن اصلہ المؤمن وھو من اسماء اللہ تعالی فصغر و ابدلت ھمزتہ ھاءً مہیمن کی اصل مومن ہے اور یہ اللہ کے ناموں سے ایک نام ہے تو اس کی تصغیر کی گئی ہے۔

ہمزہ ہا سے بدل دیا مہیمن ہوگیا۔

حضرت حسان بن ثابت نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْکِتَابَ مُھَیْمِنٌ لِنَبِیِّنَا وَالْحَقُّ یَعْرِفُہٗ ذَوُوا الْاَلْبَابِ

اس شعر میں مہیمن بمعنی گواہ ہے۔ اس کا فعل ہیمن جیسے بیطر۔ سیطر۔ بیقر یہ پانچ لفظ ہی اس وزن پر آتے ہیں چھٹا لفظ نہیں ہے۔ روح المعانی

ابن محیصن اور مجاہد کہتے ہیں انہا قرا مھیمنا بفتح المیم والمعنی انہ حوفظ من التحریف والتبدیل والحافظ لہ ھو اللہ تعالیٰ کما قال سبحانہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون مہیمن بفتح میم ہے اس کے معنی ہیں حفاظت کی گئی تحریف وتبدیل سے اور اس کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

ولا تتبع اھواءھم پر ابن عباس فرماتے ہیں یرید ما حرفوا وبدلوا من امر الرجم اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہودی اپنی تحریف وتبدیل پر معاملہ رجم میں فیصلہ چاہیں گے تو آپ ان کی خواہشات کی موافقت میں امر رجم محصنہ ومحصن زناکاروں کا نہ چھوڑیں بلکہ جو حکم آپ کی طرف حق آیا ہے اس پر عمل فرمائیں۔

لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا شرعۃ بکسر شین ہے اور یحیٰی بن وثاب نے شرعۃ بفتح شین پڑھا اور اس کے معنی اصلی راستہ کے ہیں جو ظاہر ومبرہن ہو اور جانے والے کو بحالت تجنبی پانی کی جگہ تک پہنچا دے اور اس سے مراد دین ہے اور اس کا استعمال ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ راستہ مطلوب ہو جو موصل ہو اس راستہ کا جو سبب ہو حیات ابدیہ کا جیسے پانی سبب ہے حیات فانیہ کا۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں سمی الدین شریعۃ تشبیھا بشریعۃ الماء دین کو شریعت کہا گیا اس مشابہت سے کہ پانی تک جانے کے راستہ کو شریعت کہتے ہیں۔

اور منہاج کشادہ راستہ کو کہتے ہیں یا وہ طریقہ واضح جو دین میں ہو۔ مبرد کے نزدیک الشریعۃ ابتداء الطریق والمنہاج الطریق المستقیم شریعت ابتدائے طریق کو کہتے ہیں اور منہاج سیدھے راہ کو (روح المعانی)

ایک قول یہ بھی ہے شرعۃ اور منہاج کے ایک ہی معنی ہیں اور تکریر برائے تاکید ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ منہاج سے مراد دلیل ہے اور شرعۃ بمعنی طریق ہے۔ عام اس سے کہ واضح ہو یا نہ ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ شرعۃ سے مراد ذات اقدس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور منہاج سے مراد قرآن کریم ہے۔

آگے جو ارشاد ہے ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام جماعتیں ایک دین واحد پر متفق ہو جاتیں اور سب ملت واحد ہوتی۔ اللہ تعالٰے چاہتا تو ایک ہی دین ایک ہی شریعت تمام لوگوں کے لیے آتی حضرت آدم کا حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک ایک ہی دین رہتا۔ ولکن لیبلوکم فی ما اٰتکم۔

مگر ایسا اللہ تعالے نے نہ چاہا بلکہ جو نظر آرہا ہے وہ ہی مشیت الٰہی ہوئی تاکہ ہمارے تمہارے مابین وہی معاملہ ہو جو ایک امتحان کے نتیجہ میں ہوتا ہے شرائع مختلفہ کے ساتھ ہر زمانہ میں اس اختلاف میں معاش و معاد میں بھی امتحان ہے اور خواہشات کے متبعین اور راستی و ضلالت کی کیفیت بھی منکشف ہوتی ہے اور اعلان عام فرمادیا گیا۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ استباق کے معنی ایک دوسرے سے سبقت لے جانا۔ ایمان میں جلدی کرنا۔ خیرات کے معانی اچھے اعمال و عقیدہ ہے۔

یعنی جب علیحدہ علیحدہ طریقے لوگوں میں ہیں تو تم مسابقت بالخیرات کی طرف رجوع ہو جو تمہارے لیے دارین میں بہتر ہے۔ عقائد حقہ اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے اوراق زندگی کو مزین رکھو تاکہ مقربین میں شمار کیے جاؤ۔ پھر وعید ہے کہ جیسے بھی تم رہو رہو آخر تمہیں لوٹ کر آنا ہماری طرف ہے اس وقت تم پر واضح ہوگا کہ تمہارے اہواء کی پیروی کا کیا نتیجہ مل رہا ہے پھر کتاب پر ہی عطف فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ ہم نے کتاب تمہاری طرف نازل فرمائی اور اب ہمارا تمہارے لیے یہ حکم ہے کہ (روح المعانی)

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا۔ تم سب نے آخر کار اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے اس دن تمہارا رب تمہارے باطل اختلاف کا فیصلہ دے گا۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ۔ اور یہ کہ حکم کرو ان یہودیوں میں اس کے مطابق جو اللہ نے نازل فرمایا اور نہ چلو ان کی خواہشوں پر اور ان سے بچتے رہو تاکہ تمہیں کہیں لغزش نہ دے دیں کسی حکم میں جو اللہ نے تمہاری طرف اتارا تو اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ ان کے بعض گناہوں کی سزا انہیں پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک اکثر آدمیوں میں سے

فاسق متمرد ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور کون ہے اللہ سے بہتر حکم دینے والا اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ ان آیات کے تمام خطابات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں۔ یا مسلمان حکام سے ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام پر اہل کتاب کا فیصلہ کرنا ضروری نہ تھا۔

لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ اہواء نفسانی خواہش یعنی اہل کتاب کی نفسانی خواہش پوری نہ کرو بلکہ اسلامی احکام کی روشنی میں فیصلہ کرو۔

وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ حذر سے مراد احتیاط کرنا ہے بعض سے مراد وہ خاص قتل کا فیصلہ کرنا ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا منہ پھیرنا جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے وہ اگر حق فیصلہ سے منہ پھیر لیں اور اسے قبول نہ کریں

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ۔ دنیاوی سزا یعنی ان کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونا۔ ان پر جزیہ مقرر ہونا۔ جلا وطن ہونا وغیرہ۔ ذنوبہم سے مراد ظلم کرنے کی سزا اور آخرت میں بقیہ سزا دینا۔ ان میں سے اکثر کافر ہیں۔ فاسقون سے مراد کفر ہے مگر بعض نرم ہیں اور بعض سرکش ہیں۔ ناس سے مراد تمام انسان ہیں۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ اس سے مراد زمانہ فترت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے پانچ سو ستر سال رہا اس کے بعد حضور تشریف لائے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون اچھے حکم والا ہے۔

ان آیات میں عامہ مومنین کو استقامت علی الدین کی تعلیم دی ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کہ کوئی قبیلہ والا کسی قبیلے کے معاملہ میں آپ سے خلاف ما انزل اللہ آکر حکم چاہے تو ہرگز منظور نہ فرمائیں شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نضیر اور بنی قریظہ دونوں یہودی تھے ان میں باہم جنگ وجدال رہتی تھی۔ جب حضور مدینہ تشریف لائے تو دونوں قبیلے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم دونوں ایک برادری ہیں ایک جدی خاندان ہیں ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی توریت کو ہم دونوں مانتے ہیں۔

لیکن اگر بنی نضیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کا خونبہا ہمیں ستر وسق کھجور دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی بنی قریظہ کا آدمی مار دے تو وہ ہم سے ایک سو چالیس وسق کھجور وصول کرتے ہیں۔ آپ اس کا فیصلہ

ہمارے حق میں فرما دیں۔ ہم سب ایمان لانے کے لیے تیار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے انکار فرما دیا حضور علیہ السلام کی تائید میں یہ آیت وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَہُمْ نازل ہوئی۔ خازن۔ روح المعانی

جب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بنی قریظہ اور بنی نضیر کے قتل کا مقدمہ پیش ہوا تو حضور نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظی اور نضیری دونوں کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ خون کا حکم تمام قوموں پر برابر ہے ہمارے ہاں صدیوں سے یہ رواج ہے کہ ایک نضیری کے عوض دو قریظی قتل کیے جاتے ہیں آپ اس رواج کے مطابق فیصلہ فرمائیے تب افحکم الجاہلیۃ نازل ہوئی (روح المعانی)

یہ سن کر قریظی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ کا فیصلہ نہیں مانتے۔ آپ معاذ اللہ ہمیں ذلیل کرنے کی نیت سے ایسا فیصلہ دیتے ہیں۔ آپ ہمارے دشمن ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس کے بعد رکوع شروع ہے اس میں جو بیان ہے اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ یہود و نصاری سے ہر مسلمان کو محترز اور مجتنب رہنا چاہیئے۔ ان سے دوستی و موالات ان کی مدد کرنا ان کے ساتھ روابط محبت و وداد برتنا اسلام میں ممنوع ہے۔ اس کا شان نزول کسی خاص واقعہ کے ساتھ وابستہ ضرور ہے۔ مگر یہ اصول ہے کہ مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں ہوتا جب تک مخصص موجود نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

خلاصہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۃ مائدہ پ۶

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّهٗ مِنْھُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اے ایمان والو نہ پکڑو یہود و نصاریٰ کو دوست آپس میں ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو دوستی کرے گا تم سے ان کے ساتھ وہ انہی میں سے ہے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالم قوم کو۔

فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ

تو دیکھو گے تم انہیں کہ جن کے دلوں میں آزار ہے دوڑتے ہیں ان میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش نہ آجائے تو قریب ہے کہ اللہ لادے فتح یا اپنی طرف سے کوئی حکم تو صبح

فِیْ اَنْفُسِہِمْ نٰدِمِیْنَ ؁ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَھٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِہِمْ ۙ اِنَّھُمْ لَمَعَکُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ ؁

کریں گے اپنی چھپائی پر اپنے دلوں میں پچھتاتے ہوئے اور کہتے ہیں ان سے جو آپ پر ایمان لائے ہیں کیا یہی ہیں وہ جو قسم کھا چکے تھے اللہ کی اپنے حلف میں با ب وہ ان کے ساتھ ہیں۔ اکارت گئے ان کے عمل تو صبح کی نقصان میں

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ؁

اے ایمان والو جو بھی پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے تو عنقریب لائے گا اللہ ایسی قوم جو محبت رکھتی ہوگی اللہ سے اور وہ اللہ کی محبوب ہے نہایت نرم مومنوں پر اور سخت کافروں پر جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہیں خوف کھائے گی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ؁ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ؁

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ایسے کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے رکوع میں ہیں اور جو جھکے اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کی طرف تو بے شک لشکر الٰہی ہی غالب ہے۔

حل لغات رکوع ہشتم سورۂ مائدہ پ ۶

یاایھا ۔ اے	الذین ۔ وہ جو	امنوا ۔ ایمان لائے ہو	لا ۔ نہ
تتخذوا ۔ بناؤ	الیھود ۔ یہود	و ۔ اور	النصاریٰ ۔ نصاریٰ کو
اولیاء ۔ دوست	بعضھم ۔ بعض انکا	اولیاء ۔ دوست ہے	بعض ۔ بعض کا
و ۔ اور	من ۔ جو	یتولھم ۔ دوستی رکھے ان سے	منکم ۔ تم میں سے
فانہ ۔ تو وہ	منھم ۔ انہی سے ہے	ان ۔ بیشک	اللہ ۔ اللہ

لا۔نہیں	یہدی۔ہدایت دیتا	القوم۔قوم	الظلمین۔ظالم کو
فتری۔تو دیکھے گا	الذین۔ان کو کہ	فی۔بیچ	قلوبہم۔انکے دلوں کے
مرض۔بیماری ہے	یسارعون۔دوڑتے ہیں	فیہم۔ان میں	یقولون۔کہتے ہیں
نخشی۔ہم ڈرتے ہیں	ان۔یہ کہ	تصیبنا۔پہنچے ہمیں	دائرۃ۔کوئی مصیبت
فعسی۔تو قریب ہے	اللہ۔اللہ	ان۔یہ کہ	یاتی۔لائے
بالفتح۔فتح	او۔یا	امر۔کوئی حکم	من عندہ۔اپنا
فیصبحوا۔پھر ہو جائیں	علی۔اوپر	ما۔اس کے	اسروا۔جو چھپایا انہوں نے
فی۔بیچ	انفسہم۔اپنی جانوں کے	ندمین۔پشیمان	و۔اور
یقول۔کہتے ہیں	الذین۔وہ جو	امنوا۔مومن ہیں	ا۔کیا
ھؤلاء۔یہ	الذین۔وہ ہیں کہ	اقسموا۔قسمیں کھائیں انہوں نے	باللہ۔اللہ کی
جہد۔مضبوط	ایمانہم۔قسمیں	انہم۔کہ بیشک وہ	معکم۔تمہارے ساتھ ہیں
حبطت۔ضائع ہوئے	اعمالہم۔ان کے عمل	فاصبحوا۔تو ہو گئے	خسرین۔خسارہ اٹھانیوالے
یایہا۔اے	الذین۔لوگو جو	امنوا۔ایمان لائے ہو	من۔جو
یرتد۔پھر جائے گا	منکم۔تم میں سے	عن دینہ۔اپنے دین سے	فسوف۔تو جلدی
یاتی۔لائے گا	اللہ۔اللہ	بقوم۔ایسی قوم	یحبہم۔کہ اللہ ان کو دوست
رکھتا ہے	و۔اور	یحبونہ۔وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں	
اذلۃ۔نرم	علی۔اوپر	المؤمنین۔مومنوں کے	اعزۃ۔سخت
علی۔اوپر	الکافرین۔کافروں کے	یجاھدون۔جہاد کرینگے	فی۔بیچ
سبیل۔راہ	اللہ۔اللہ کے	و۔اور	لا۔نہ
یخافون۔ڈریں گے	لومۃ۔ملامت	لائم۔ملامت کرنے والے سے	ذلک۔یہ
فضل اللہ۔فضل ہے اللہ کا	یؤتیہ۔دیتا ہے یہ	من۔جسے	یشاء۔چاہے
و۔اور	اللہ۔اللہ	واسع۔فراخی والا	علیم۔جاننے والا ہے
انما۔اسکے سوا نہیں	ولیکم۔کہ تمہارا دوست	اللہ۔اللہ ہے	و۔اور
رسولہ۔اس کا رسول	و۔اور	الذین۔وہ جو	امنوا۔مومن ہیں
الذین۔وہ جو	یقیمون۔قائم کرتے ہیں	الصلوٰۃ۔نماز	و۔اور

یؤتون۔ دیتے ہیں	الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ	و۔ اور	هم۔ وہ
راکعون۔ رکوع میں ہیں	و۔ اور	من۔ جو	یتول۔ دوستی رکھے
الله۔ اللہ سے	و۔ اور	رسوله۔ اسکے رسول سے	و۔ اور
الذین۔ ان سے جو	امنوا۔ مومن ہیں	فان۔ تو بیشک	حزب لشکر
الله۔ اللہ کا	هم۔ وہی ہیں	الغالبون۔ غالب	

مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورہ مائدہ پ ٦

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ہ

اے ایمان والو نہ پکڑو یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو دوستی رکھے ان سے تم میں سے تو وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔

شانِ نزول:۔ ایک دفعہ حضرت عبادہ بن صامت جو بنی حارث بن خزرج قبیلہ سے تھے۔ انصاری خزرجی تھے۔ بارگاہ رسالت پناہ میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ یہود کی بہت بڑی جماعت جو بہت ہی زیادہ دولت مند ہیں میری ان سے دوستی تھی میں نے ان سب کی محبتوں کو قربان کر دیا ہے عبداللہ بن ابی بن سلول المنافق سے وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ میں نے یہود سے اپنے تعلقات ختم نہیں کیے کیونکہ مجھے تعلق رکھنے کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ پیش آنے والے حوادث کا خطرہ ہے اس وجہ سے رابطہ رکھنا ضروری ہے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کی محبت تو ہی کر سکتا ہے عبادہ نہیں کر سکتے۔ وہ بولا ان سے محبت ہی منظور ہے اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تفسیر خازن۔ روح المعانی۔

مدارک میں ہے کہ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر کوئی بھی ہو خواہ یہودی ہو جہودی۔ مرزائی ہو یا عیسائی اور ان میں باہمی اختلاف بھی ہوں لیکن مسلمانوں کے مقابلہ کے وقت سب ایک ہوں گے۔ الکفر ملۃ واحدۃ۔ لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ۔ ہر مسلمان پر یہود و نصاریٰ کی دوستی حرام ہے۔

خازن و مدارک نے مزید توضیح کی اور روح المعانی بھی ایسا ہی مضمون پیش کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں شدت سے تاکید کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ۔ عیسائی۔ مرزائی بے دین فرقوں سے علیحدہ رہنا لازم و واجب ہے۔

اَوْلِیاء - جمع ہے ولی کی اس کے معنی ہیں قُرب - محبت - ولایت - مدد - نصرت - یہود و نصاریٰ کو بھی دوست نہ بناؤ۔

بحث لفظ ولی

الولی:- الولاء والتوالی ان یحصل شیئان فصاعدا حصولا لیس بینھما مالیس منھما ویستعار ذلك للقرب من حیث المکان ومن حیث النسبۃ ومن حیث الدین ومن حیث الصداقۃ والنصرۃ والاعتقاد۔

ولی - ولاء اور توالی سے ہے اور وہ یہ ہے کہ دو یا زیادہ چیزیں اس طرح حاصل ہو جائیں کہ ان میں کوئی اجنبی چیز حائل نہ ہو اور پھر استعارۃً اس کا معنی ہے قرب - خواہ قرب مکانی ہو یا نسبی ہو یا دینی ہو یا دوستی اور مدد اور عقیدے کے لحاظ سے ہو۔

والولایۃ النصرۃ - ولایت کا معنی مدد بھی ہے۔

ولایت کا معنی کسی کام کا والی ہونا بھی ہے۔

اور ولایت کی حقیقت کام کا والی ہونا بھی ہے

اور ولی اور مولیٰ یہ دونوں لفظ ان تمام معانی میں استعمال ہوتے ہیں - فاعل کے معنی میں بھی اور مفعول کے معنی میں بھی فاعل کے لیے میم کے ضمہ سے اور مفعول کے لیے میم کی فتحہ سے - مومن کو ولی اللہ تو کہا جاتا ہے لیکن اللہ کا مَولیٰ نہیں کہا جاتا۔

اور اللہ تعالےٰ کو مومنوں کا ولی بھی کہا جاتا ہے اور مَولیٰ بھی - پہلے معنی کی مثالیں یہ آیات ہیں۔

"اللہ مومنوں کا ولی ہے"۔ "میرا ولی اللہ ہے"۔ "پھر اللہ ہی مومنوں کا ولی ہے"۔ اور دوسرے معنی کی مثالیں یہ آیات ہیں۔ "اللہ مومنوں کا مولیٰ ہے"۔ "وہ اچھا مولیٰ ہے اور اچھا مددگار ہے"۔ "اللہ کو مضبوطی سے تھام لو وہی تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولیٰ ہے۔

اور دوسرے معنی میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

"کہہ دیں اے یہودیو اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم لوگوں کے سوا اللہ کے دوست ہو۔

" اور اگر تم اس پر غلبہ کرو تو اللہ اس مددگار ہے"۔

"پھر وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے"۔

والوال۔ الذی فی قولہ وما لہم من دونہ من وال۔ بمعنی الولی۔ اور لفظ وال جو اللہ تعالے کے اس قول میں ہے اور ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی وال نہ ہوگا یعنی ولی اور دوست ۔

ونفی اللہ التعالی الولایۃ بین المومنین والکافرین فی غیرایۃ۔ اور کئی آیتوں میں اللہ تعالے نے مومنوں اور کافروں میں دوستی (ولایت) کا انکار کیا ہے۔

فقال یا ایہا الذین اٰمنوا لاتتخذ والیہود والنصاری اولیاء۔ اے ایمان والو یہود اور نصاری کو اپنے دوست نہ بناؤ۔

بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم۔ ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں سے ہے۔

لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء۔ تم اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔

ولاتتبعوا من دونہ اولیاء۔ اللہ کے سوا کسی دوست کی پیروی نہ کرو

مالکم من ولایتہم من شئی۔ تمہارے لیے ان کی دوستی سے کوئی چیز نہیں ہے۔

یا ایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لہم انفسہم ان سخط اللہ علیہم وفی العذاب ھم خلدون ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء

تو ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھے گا کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں بہت ہی برا ہے جو انہوں نے اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجا کہ اللہ ان پر ناراض ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اگر وہ اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان رکھتے تو ان کو دوست نہ بناتے۔

وجعل بین الکافرین والشیاطین موالاۃ فی الدنیا ونفی بینہم الموالاۃ فی الاخرۃ قال تعالی۔ اور اللہ تعالے نے دنیا میں کافروں اور شیطانوں میں محبت رکھی ہے اور آخرت میں اس دوستی اور محبت کی نفی کی ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا

والمنافقون والمنافقات بعضہم اولیاء بعض۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ان کے بعض بعض کے دوست ہیں۔

انہم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون فقاتلوا اولیاء الشیطان۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور ہم نے

شیطانوں کو ان کا دوست بنایا جو ایمان نہیں رکھتے تو شیطان کے دوستوں سے لڑو۔
فکما جعل بینھم وبین الشیطان موالاۃ جعل للشیطان فی الدنیا علیھم سلطانا۔ انما سلطانہ علی الذین یتولونہ۔ تو جیسے اللہ تعالٰی نے کافروں اور شیطانوں کے درمیان دوستی رکھی ہے اسی طرح دنیا میں شیطانوں کو ان پر غلبہ دیا ہے۔ فرمایا اس کا غلبہ انہی لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔
ونفی الموالاۃ بینھم فی الآخرۃ۔ اور آخرت میں انکی دوستی کی نفی کی ہے۔

ایک سبق آموز حکایت

خازن میں ہے کہ حضرت ابو موسٰی اشعری کا کاتب عیسائی تھا۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ آپ کو نصرانی سے کیا واسطہ؟ کیا آپ نے یہ آیت کریمہ نہیں سنی یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء؟

ابو موسٰی نے عرض کیا اس کا دین اس کے ساتھ مجھے تو صرف اور صرف کتابت سے غرض ہے۔
امیر المومنین نے فرمایا اللہ نے انہیں ذلیل کیا۔ آپ انہیں عزت دے کر کیوں معتوب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں؟

حضرت ابو موسٰی نے عرض کی حکومت بصرہ کا کام اس کے بغیر چلانا دشوار نظر آتا ہے اس مجبوری کی وجہ سے اسے علیحدہ کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ اس واسطے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں مجھے کوئی نہیں ملتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سخت لب ولہجہ میں جواب دیا مات النصرانی والسلام۔ نصرانی مرگیا تو اب کیا ہوگا۔ آپ کو چاہیئے اس کے مرنے کے بعد جو انتظام کر کے حکومت بصرہ کا کام چلائیں گے وہ آج ہی کریں اور اس کو علی الفور علیحدہ کر دیں یہ میں آخری بات آپ سے کہہ رہا ہوں۔ خازن
نوٹ:۔ سبحان اللہ آج تیرہ سو سال کے بعد تاریخ لوٹی بھی تو پاکستان میں ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ یہاں بھی بعض مرزائیوں کے متعلق ہمیں وزرائے سلطنت یہی جواب دیتے ہیں کہ ان کی قابلیت کا آدمی ہمیں نہیں ملتا یا ان کے بغیر سلطنت پاکستان بھوکی مرجائے گی۔ نہریں بند ہوجائیں گی غلہ نہیں ملے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جب ہم نے جمہوری سلطنت کے دھوکے میں سلامتی پاکستان کا خیال کرتے ہوئے راست اقدام کا نوٹس دیا تو بجائے اس کے کہ مسلمانوں کا جمہوری مطالبہ تسلیم کیا جاتا ہمیں یعنی ارکان مجلس

عمل کو جیل میں نظر بند کر دیا اور ہمارے علاوہ دس ہزار مسلمان قتل و خون کے بعد جیلوں میں بند کر کے مجبور کیے گئے کہ وہ مطالبہ سے دستبردار ہوں یہ ہیں ناظم سلطنت پاکستان اور ناظم دین و ملت۔ اللہم الیک المشتکی

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ٥

تو تم دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے دوڑتے ہیں (یہود و نصاریٰ) میں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں پہنچ جائے ہمیں گردش تو قریب ہے کہ اللہ لائے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو صبح کی اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے ہوئے۔ اور کہا ایمان والوں نے کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنی حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت گیا ان کا کیا دھرا تو صبح کی انہوں نے نقصان میں۔

شانِ نزول:۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اس کی جماعت کے دوسرے منافقین نجران، خیبر اور مدینہ منورہ کے یہودیوں سے خفیہ میل ملاقات رکھتے تھے جب مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ دنیا میں مصیبتیں آفتیں آتی رہتی ہیں ہمارے ان یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں تاکہ وقت پر کام آئیں اور ہماری مدد کریں۔ مسلمانوں کا کیا اعتبار۔ اسلام کو فروغ ہو یا نہ ہو ہم اپنے پرانے تعلقات کیوں ختم کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فترى دیکھنا اَلَّذِيْنَ منافقین فِيْ قُلُوْبِهِمْ دل کی بیماریاں نفاق وغیرہ يُسَارِعُوْنَ جلدی جلدی ان کے پاس جاتے ہیں يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ۔ اس بہانہ کا ذکر ہے جو وہ بیان کرتے تھے گردش زمانہ وغیرہ۔ عسٰی۔ پختہ وعدہ کے لیے ہوتا ہے یقیناً اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو وہ قوت دے گا کہ مکہ خیبر وغیرہ کے یہود پر فتح حاصل ہو گی۔

یہ قول عبد اللہ بن ابی بن سلول کے قول کی نقل ہے جو اس نے عبادہ بن صامت سے کہا کہ مجھے آنے والے خطرہ کا ڈر ہے اس لیے میں یہود سے انقطاع نہیں کر سکتا۔ اس کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ میں دیا گیا اور اپنے حبیب پاک جناب مصطفیٰ کو مظفر و منصور فرمانے کا وعدہ کر کے اس کے مطابق مسلمانوں کو ان کے دشمن یہود و نصاریٰ پر غلبہ دیا۔ اور مکہ مکرمہ اور یہود یوں کی آبادیاں فتح ہوئیں۔ خازن

اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ۔ یعنی بنی قریظہ کے کنبے کا قید ہونا۔ بنی نضیر کو جلا وطن کرنا۔ منافقین کا نفاق مسلمانوں

پر منکشف ہونا (روح المعانی) یا سرزمین حجاز کا یہود سے پاک ہونا اور انہیں ذلیل کر کے ان کو وہاں سے نکالنا۔ (جلالین و خازن)

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ یعنی منافق لوگ جو دلوں میں بغض و عنا د چھپائے ہوئے تھے اس کے ظاہر ہو جانے سے وہ پچھتا کر رہ گئے اور اب دنیا میں ذلیل ہو کر بھی سبکسار نہیں بلکہ آخرت میں عذاب دائمی ان کے لیے علیحدہ ہے۔

اور یقول الذین امنوا مسلمان ان کی یہ خباثت دیکھ کر حیران ہو کر کہنے لگے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حلف اٹھایا تھا کہ حمایت اسلام کریں گے آج ان کا کیا دھرا سب رائیگاں ہوا اس کے بعد مرتدین کا مرتد ہونے سے پہلے حکم واضح کیا چنانچہ ارشاد ہوا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ۔ اے ایمان والو جو آدمی تم میں سے اپنا دین چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔

چنانچہ گیارہ فرقے آجتک مرتد ہوئے۔ تین تو زمانۂ باکرامت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی مرتد ہو چکے تھے۔

ایک بنو مدلج انکا رئیس ذو الحمار تھا جسے اسود عنسی کہتے ہیں یہ کاہن تھا اس نے نبوت کا دعوٰے کیا یمن میں۔ اور اس کے مضافات میں اس کی حکومت بنی۔ چنانچہ اس نے عمال سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دیا۔ پھر حضور نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک فرمان لکھا اور سادات یمن کو بھی علیحدہ فرامین ارسال کیے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالے نے اسے فیروز دیلمی کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور یہ ہلاکت اس کے گھر میں ہوئی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی رات اس کے قتل کی صحابہ کو خبر دے دی۔ مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ پھر صبح وفات حسرت آیات واقع ہوئی۔ اس کے بعد ربیع الاول میں ہی اس کے قتل کی اطلاع آگئی۔

دوسرا بنی حنیفہ سے مسیلمہ کذاب بن حبیب اٹھا اس نے بھی دعوٰے نبوت کیا اور اس جرأت سے کیا کہ بارگاہ رسالت میں اپنا نامہ بھی لکھ ڈالا جس میں یہ مضمون تھا۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام علیک اما بعد فانی قد شرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریشا قوم یعتدون۔

مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سلام علیک ہے۔ بعد اس کے میں مطلع کرتا ہوں کہ امر رسالت میں میں آپ کے ساتھ شریک ہوں اور یہ کہ آدھی زمین ہمارے لیے ہے اور آدھی قریش کے لیے لیکن قوم قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے۔

چنانچہ دو قاصد بارگاہ رسالت پناہ میں یہ نامہ لائے۔ حضور نے ان دونوں سے فرمایا۔

فما تقولان انتما۔ تم دونوں اس خبیث کے متعلق کیا کہتے ہو دونوں نے جواب دیا۔

نقول کما قال۔ ہم وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ نے کہا۔ حضور نے فرمایا

اما واللہ لولا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد کو قتل نہ کیا جائے تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔ پھر حضور نے یہ جواب تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب۔ السلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

یہ جواب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ جھوٹے مدعی کی طرف ہے سلام اس پر جو تبع ہدایت ہو بعد اس کے مطلع رہ کہ یقیناً زمین اللہ کی ہے اس کا وارث اپنے بندوں میں سے جسے چاہے وہی بناتا ہے اور انجام پرہیزگاروں کے حق میں ہے۔

چنانچہ یہ خبیث سولہ سال تک رہا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر مسلمین کے ساتھ اس پر جہاد کیا۔ آخرکار حضرت وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ وہی وحشی ہیں جن کے ہاتھ سے زمانۂ جاہلیت میں حضور کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ وحشی کہا کرتے تھے۔

قتلت فی جاھلیتی خیر الناس وفی اسلامی شر الناس۔

میں نے اپنی جاہلیت میں بہترین ہستی شہید کی اور اسلام میں شر الناس کو ہلاک کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس قتل میں عبد اللہ بن زید انصاری وحشی کے ساتھ تھے۔ وحشی نے برچھا مار کر اسے گرایا اور عبد اللہ نے تلوار سے اسے ہلاک کیا۔

وہ کہا کرتے تھے کہ یسألنی الناس عن قتلہ۔ فقلت ضربت وھذا طعن۔

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں مسیلمہ کے قتل کو تو میں کہتا ہوں کہ مارا میں نے اور وحشی نے برچھے سے گرایا۔

تیسرا قبیلہ بنی اسد سے طلیحہ بن خویلد نکلا۔ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کے قیادت میں اس پر سریہ بھیجا۔ مقابلہ ہوا۔ آخر یہ بھاگا۔ اور ملک شام کی طرف جا چھپا۔ پھر مسلمان ہوا اور اسلام میں اچھا رہا۔

اور سات مرتدین عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوئے۔

(۱) فزارہ جو قوم عیینہ بن حصن سے تھا۔

(۲) غطفان جو قوم قرہ بن سلمہ قشیری سے تھا۔

(۳) بنو سلیم۔ جو قوم فجاءۃ بن عبد یالیل سے تھا۔

(۴) بنو یربوع جو قوم مالک بن نویرہ سے تھا۔

(۵) بنی تمیم کی بعض قوم سجاح بنت المنذر کاہنہ نے دعوی نبوت کیا اور پھر اس نے مسیلمہ سے رشتہ ازدواج کر لیا اور صحیح قول یہ ہے کہ سجاح بعد میں مسلمان ہوگئی اور اس کا اسلام اچھا رہا۔

(۶) کندہ جو قوم اشعث بن قیس سے تھا۔

(۷) بنو بکر بن وائل بحرین میں جو قوم حطم بن زید سے تھا۔

ان کے لیے اللہ تعالے نے حضرت صدیق کو کافی کیا۔ ان کے ہی زمانہ میں یہ سب مرتدین ختم ہوگئے۔

اور ایک فرقہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں مرتد ہوا۔

وہ غسان قوم جبلہ بن ایہم سے تھا۔ یہ ملک شام میں اپنی ردۃ میں ہی مرگیا ایک قول یہ ہے کہ بعد میں مسلمان ہوگیا تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے احبار شام کو تحریر فرمایا کہ جبلہ ایک ٹکڑی کے ساتھ ہماری طرف آیا اور اسلام لاچکا ہے تو اس کا احترام کرنا۔ پھر یہ مکہ معظمہ آیا اور طواف میں مشغول تھا کہ بنی فزارہ کے ایک آدمی کے پیر میں اس کا تہبند دب گیا جبلہ نے اس کے طمانچہ مارا اس سے اس کی ناک کچل گئی اور دو دانت آگے کے جنہیں ثنایا کہتے ہیں ٹوٹ گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ طمانچہ آنکھ پر پڑا جس سے اس آنکھ نکل پڑی تو فزاری نے جبلہ پر دعوے کر دیا فیصلہ ہوا کہ معاف کرے یا قصاص لے۔

جبلہ نے فزاری سے کہا تو مجھ سے قصاص لے گا با آنکہ میں بادشاہ ہوں۔ مختصر یہ کہ اس نے دوسرے دن تک مہلت طلب کی اور ملک شام میں اپنے بنی اعمام سے جاملا اور مرتد ہوگیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ وہ اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور اسی ندامت میں اس نے چند شعر کہے اور وہ یہ ہیں۔

تنصرت بعد الحق عارا للطمست ولم یک فیہا لو صبرت لہا غرر

فادرکنی منہا الجاج حمیتن فبعت لہا العین الصحیحۃ بالعور

فیا لیت امی لم تلد نی ولیتنی

صبرت علی القول الذی قالہ عمر (روح المعانی)

اس آیت کریمہ سے بعض روایات میں جو حضرت مولائے کائنات اسد اللہ شیر خدا کے متعلق فضیلت آئی ہے کہ آپ نے نماز کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دے دی (اعطاء الخاتم للسائل فی الصلوۃ) اس سے خلافت اول حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب پر زور دینے والا طبقہ مذہب امامیہ سے ہے اس پر اہل سنت ان احادیث کو پیش کرتے ہیں کہ صحابہ میں سے اکثر نے بارگاہ رسالت میں خلیفہ کے استفسار چاہا۔ چنانچہ

امام احمد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں قیل یا رسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر رضی اللہ عنہ تجدوہ امینا زاھدا فی الدنیا راغبا فی الاخرۃ وان تؤمروا عمر رضی اللہ عنہ تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ھادیا مھدیا یاخذ بکم الصراط المستقیم۔

عرض کیا گیا حضور کون آپ کے بعد مامور ہو حضور نے فرمایا اگر تم ابو بکر کو منتخب کرو تو انہیں تم پاؤ گے امین زاہد دنیا میں۔ راغب آخرت میں۔

اور اگر عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب کرو تو انہیں پاؤ گے قوت والا امانت دار کسی ملامت کنندہ کا خوف نہ کرنے والا۔

اور اگر علی کو منتخب کرو تو میں تمہیں ایسا کرنے والا نہیں دیکھتا تو انہیں پاؤ گے ہادی مہدی پکڑے گا تمہیں صراط مستقیم کے ساتھ (روح المعانی)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

اے ایمان والو تم میں سے جو اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا کہ وہ اللہ کی پیاری ہے اور اللہ ان کا پیارا ہے مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور

اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت وہ ہوگی جو اللہ کو پیاری اور اللہ انہیں پیارا ہوگا یہ صفت جن کی ہے ان کے متعلق مفسرین کے چار قول ہیں۔

(۱) ایک قول یہ ہے جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہے کہ یہ لوگ حضرت صدیق اکبر اور ان کے اصحاب ہیں۔ جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین اور منکرین زکوٰۃ پر جہاد کیا۔

(۲) عیاض بن غنم اشعری فرماتے ہیں کہ یہ آیت جب نازل ہوئی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ تمہاری قوم ہے جن کے حق میں یحبہم و یحبونہ آیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اہل یمن ہیں جنکی تعریف بخاری و مسلم میں آئی اور جن کے متعلق حضور نے فرمایا انی لاجد ریح الرحمن من قبل الیمن۔ مجھے یمن کی طرف سے خدا پرستی کی خوشبو آرہی ہے۔

سدی کہتے ہیں یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کی معہ مہاجرین کے خدمت کی۔

مذکورہ بالا اقوال میں کوئی اختلاف یا منافات نہیں۔

اس لیے کہ ہر چہار طبقہ کے حضرات ان صفات سے متصف ہیں اور ان کے فضائل و مناقب صحابہ میں آچکے ہیں (روح المعانی)

لایخافون لومۃ لائم۔ انہیں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ ہوگی۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ فضل اللہ سے مراد دی ہوئی بندگی جسے چاہے عطا کرے۔

واللہ واسع علیم۔ اللہ تعالےٰ کا فضل و رحمت وسیع ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ۔ تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور رکوع میں جھکے ہوئے ہیں

شان نزول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک بار عبداللہ بن سلام بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمارے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود نے ہم کو چھوڑ دیا اور آپس میں قسمیں کھالیں ہمارے ساتھ میل ملاپ نہ کریں گے حضور ہمارے گھر دور ہیں اور

ہمارے بیٹھنے کا مقام کہیں نہیں نہ ہم سے بات کرنے کو کوئی جماعت ہے سوا اپنی قوم کی مجلس کے انہوں نے جب ہمیں دیکھا کہ ہم حضور پر ایمان لا چکے ہیں ۔ اور ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے تو انہوں نے ہم سے تعلق توڑ لیا اور فیصلہ کر لیا کہ وہ ہم میں نہ بیٹھیں گے اور نہ نکاح کریں گے نہ مکالمہ کریں گے تو یہ بات ہم پر بہت گراں ہے تو حضور نے انہیں بشارت دی کہ ان کی دوستی کی تمہیں کیا حاجت ہے تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول اور خاص مومنین ہیں۔

بعض نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی۔

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے تو حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ قیام و رکوع میں ہیں اور ایک سوالی کھڑا ہے تو حضور نے اس سے فرمایا۔

هل اعطاك احد شيئا فقال نعم خاتما من فضة فقال من اعطاك فقال ذالك القائم واومأ الى على كرم الله وجهه فقال النبى صلى الله عليه وسلم فى اى حال اعطاك فقال وهو راكع فكبر النبى صلى الله عليه وسلم ثم تلا هذه الاية۔

ترجمہ۔ کیا تجھے کسی نے کچھ دیا عرض کی جی ہاں ایک چاندی کی انگوٹھی حضور نے فرمایا تجھے کس نے دی تو عرض کی اس کھڑے ہوئے آدمی نے حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ کیا فرمایا انہوں نے جب تجھے انگوٹھی دی تو یہ کس حال میں تھے عرض کی کہ وہ رکوع میں تھے تو حضور نے تکبیر فرمائی اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔ انما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين الخ

اور حضرت حسان نے اسی وقت یہ اشعار فرمائے۔

اَبَا حَسَنٍ تَفْدِيْكَ نَفْسِيْ وَمُهْجَتِيْ ۔۔۔ وَكُلُّ بَطِيْئٍ فِي الْهُدٰى وَمُسَارِعٍ

اَيَذْهَبُ مَدْحِيْكَ الْمُعَبَّرُ ضَائِعًا ۔۔۔ وَمَا الْمَدْحُ فِيْ جَنْبِ الْاِلٰهِ بِضَائِعٍ

فَاَنْتَ الَّذِيْ اَعْطَيْتَ اِذْ كُنْتَ رَاكِعًا ۔۔۔ زَكٰوةً فَدَتْكَ النَّفْسُ يَا خَيْرَ رَاكِعٍ

فَاَنْزَلَ فِيْكَ اللّٰهُ خَيْرَ وَلَايَةٍ
وَاَثْبَتَهَا اَثْنَا كِتَابِ الشَّرَائِعِ

ترجمہ:۔ اے علی ابوالحسن آپ پر ہماری جانیں اور ہر ہدایت یافتہ قربان ہو۔ آپ کا مدح گو کبھی برباد نہ ہوگا۔ آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے رکوع کرتے کرتے زکوۃ ادا کی۔ اے بہترین رکوع والے تم پر میری جان فدا اللہ تعالے نے بہترین آیت اتاری اور اسے قرآن جیسی شریعت کی کتاب میں محفوظ کر دیا روح المعانی۔

اور ولی کی تعریف میں آلوسی لکھتے ہیں
ولی کا لفظ متولی کے معنی میں ہے یعنی جو تمام نظام امور پر منتظم ہو اور تصرفات میں مستحق۔
راغب مفردات میں کہتے ہیں والولایۃ تولی الامر ولایت سے مراد کسی کام کا نظام کرنا ہے
مفصل تحقیق راغب پہلے گذر چکی ہے۔
وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور جو اللہ اور
اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔
وہم راکعون کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے جملوں پر معطوف ہو اور دوسرے یہ کہ حال واقع ہو۔
پہلی صورت اظہر واقوی ہے (جمل)
دوسری وجہ پر دو احتمال ہیں۔
ایک یہ کہ یقیمون ویؤتون دونوں فعلوں کے فاعل سے حال واقع ہو اس صورت میں معنی یہ ہوں
گے کہ وہ بخشوع وخضوع نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں (تفسیر ابو السعود)
دوسرا احتمال یہ ہے کہ صرف یؤتون کے فاعل سے حال واقع ہو اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ نماز
قائم کرتے ہیں اور متواضع ہو کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔ جمل
بعض کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے کہ آپ نے نماز میں سائل کو
انگشتری صدقہ دی تھی وہ انگشتری انگشت مبارک میں ڈھیلی تھی بغیر عمل کثیر کے نکل گئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۃ مائدہ پ ۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اے ایمان والو نہ بناؤ ان کی طرح اپنے دین کو ہنسی اور کھیل ان کی طرح جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور کافروں کو دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور جب تم اذان دیتے ہو نماز کے لیے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس وجہ میں کہ وہ قوم بے عقل ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ○

فرما دیجئے اے کتاب والو کیا برا لگا تمہیں ہم سے یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ہم سے پہلے اور بے شک اکثر تمہارے فاسق ہیں۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○

فرما دیجیے کیا بتا دوں میں تمہیں ان بدتر لوگوں کو اللہ کے نزدیک ہیں جو ملعون ہیں اللہ کے اور غضب کیا ان پر اور کر دیا ان میں سے بندر اور سور اور پجاری شیطان کے یہ وہ ہیں جن کا ٹھکانہ برا ہے اور گمراہ سیدھی راہ سے۔

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ○

اور جب آئیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور تم دیکھو گے بہتوں کو ان میں سے دوڑتے ہیں گناہ میں اور زیادتی میں اور حرام خوری میں بے شک بہت برے کام کرتے ہیں۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

انہیں کیوں منع نہیں کرتے درویش اور پادری گناہ کی بات سے اور حرام خوری سے بیشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے باندھے جائیں ان کے ہاتھ اور لعنت کئے گئے اس سے جو کہا بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے اور ان میں بہتوں کو ترقی ہو گی جو اے (محبوب) یہ جو اترا تمہاری طرف تمہارے رب سے شرارت اور کفر میں اور ڈالا ہم نے ان میں عداوت

الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور بغض قیامت تک جب کبھی بھڑکاتیں آگ لڑائی کے لیے اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کو اور اللہ نہیں پسند کرتا فساد کرنے والوں کو۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور پرہیز گار ہو جاتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور داخل کرتے باغیچوں میں نعمت کے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو نازل ہوا ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے تو وہ کھاتے رزق اوپر سے اور پاؤں تلے سے ان میں سے کچھ اعتدال پر ہیں اور بہت سے ان میں سے برے کام کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع نہم سورہ مائدہ پ ۶

یاایھا۔ اے	الذین۔ لوگو	امنوا۔ جو ایمان لائے ہو	لا۔ نہ
تتخذوا۔ پکڑو	الذین۔ ان کو جنہوں نے	اتخذوا۔ پکڑا	دینکم۔ تمہارے دین کو
ھزوا۔ ٹھٹھا	و۔ اور	لعبا۔ کھیل	من الذین۔ ان سے
اوتوا۔ جو دیے گئے	الکتاب۔ کتاب	من قبلکم۔ تم سے پہلے	و۔ اور
الکفار۔ کافروں کو	اولیاء۔ دوست	و۔ اور	اتقوا۔ ڈرو
اللہ۔ اللہ سے	ان۔ اگر	کنتم۔ ہو تم	مومنین۔ مومن
و۔ اور	اذا۔ جب	نادیتم۔ بلاتے ہو تم	الی۔ طرف
الصلوٰۃ۔ نماز کی	اتخذو۔ پکڑتے ہیں	ھا۔ اس کو	ھزوا۔ مذاق
و۔ اور	لعبا۔ کھیل	ذلک۔ یہ	بانھم۔ اسلیے ہے کہ وہ
قوم۔ قوم ہیں	لا۔ نہ	یعقلون۔ عقل والے	قل۔ کہہ

یا - اے	اھل الکتاب - کتاب والو	ھل - نہیں	تنقمون - برا لگاتم کو
منا - ہم سے	الا - مگر	ان - یہ کہ	امنا - ہم ایمان لائے
باللہ - اللہ پر	و - اور	ما - جو	انزل - اتارا گیا
الینا - ہماری طرف	و - اور	ما - جو	انزل اتارا گیا
من قبل - پہلے	و - اور	ان - بیشک	اکثر - اکثر
کم - تمہارے	فسقون - فاسق ہیں	قل - کہہ	ھل - کیا
انبئکم - بتاؤں میں تم کو	بشر - برا	من ذلک - اس سے	مثوبۃ - ثواب میں
عند - نزدیک	اللہ - اللہ کے	من - وہ	لعنہ جسکو لعنت کی
اللہ - اللہ نے	و - اور	غضب - ناراض ہوا	علیہ - اس پر
و - اور	جعل - بنائے	منھم - ان سے	القردۃ - بندر
و - اور	الخنازیر - خنزیر	و - اور	عبد - پجاری
الطاغوت - بتوں کے	اولئک - یہ لوگ	شر - برے ہیں	مکانا - جگہ میں
و - اور	اضل - گمراہ ہیں	عن سواء السبیل - سیدھی راہ سے	
و - اور	اذا - جب	جاءو - آتے ہیں	کم - تمہارے پاس
قالوا - کہتے ہیں	امنا - ہم ایمان لائے	و - اور	قد - بیشک
دخلوا - داخل ہوئے	بالکفر - ساتھ کفر کے	و - اور	ھم - وہ
قد - بیشک	خرجوا - نکلے	بہ - ساتھ اسکے	و - اور
اللہ - اللہ	اعلم - خوب جانتا ہے	بما - جو	کانوا - وہ
یکتمون - چھپاتے ہیں	و - اور	تری - دیکھے گا تو	کثیرا - بہتوں کو
منھم - ان میں سے	یسارعون - دوڑتے ہیں	فی - بیچ	الاثم - گناہ کے
و - اور	العدوان - زیادتی کے	و - اور	اکلھم - کھانا انکا
السحت - حرام کو	بئس - برا ہے	ما - جو	کانوا - وہ
یصنعون - کرتے ہیں	و - اور	قالت - کہا	الیھود - یہودیوں نے
ید - ہاتھ	اللہ - اللہ کا	مغلولۃ - بند ہے	غلت - بند ہوئے
ایدیھم - انکے ہاتھ	و - اور	لعنوا - لعنت کیے گئے	بما - بدلے

قالوا-کہنے کے	بل-بلکہ	یداہ-اس کے ہاتھ	مبسوطتن-فراخ ہیں
ینفق-خرچ کرتا ہے	کیف-جیسے	یشاء-چاہے	و-اور
لیزیدن-زیادہ کرتا ہے	کثیرا-بہت کو	منہم-ان میں سے	ما-جو
انزل-اتارا گیا	الیک-تیری طرف	من ربک-تیرے رب سے	طغیانا-سرکشی
و-اور	کفرا-کفر	و-اور	القینا-ڈالی ہم نے
بینہم-ان میں	العداوۃ-دشمنی	و-اور	البغضاء-ناراضگی
الی-طرف	یوم-دن	القیمۃ-قیامت کے	کلما-جب بھی
اوقدوا-جلائی انہوں نے	نارا-آگ	للحرب-جنگ کی	اطفا-بجھایا
ھا-اس کو	اللہ-اللہ نے	و-اور	یسعون-کوشش کرتے ہیں
فی-بیچ	الارض-زمین کے	فسادا-فساد کی	و-اور
اللہ-اللہ	لا-نہیں	یحب-پسند کرتا	المفسدین-فسادیوں کو
و-اور	لو-اگر	ان-بے شک	اہل الکتاب-کتاب والے
امنوا-لاتے ایمان	و-اور	اتقوا-پرہیزگار ہوتے	لکفرنا-تو دور کرتے ہم
عنہم-ان سے	سیاٰتہم-انکی برائیاں	و-اور	لادخلنہم-داخل کرتا ان کو
جنت-جنت	النعیم-نعمتوں والی میں	و-اور	لو-اگر
انہم-وہ	اقاموا-قائم کرتے	التوراۃ-توراۃ	و-اور
الانجیل-انجیل	و-اور	ما-جو	انزل-اتارا گیا
الیہم-انکی طرف	من ربہم-انکے رب سے	لاکلوا-تو کھاتے	من فوقہم-اپنے اوپر سے
و-اور	من تحت-نیچے	ارجلہم-اپنے پاؤں سے	منہم-ان میں سے
امۃ-ایک جماعت	مقتصدۃ-میانہ رو ہے	و-اور	کثیر-بہت سے
منہم-ان میں سے	ساء-برا ہے	ما-جو	یعملون-وہ کرتے ہیں

مختصر تفسیر رکوع نہم سورہ مائدہ پ ٦

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥

اے ایمان والو نہ پکڑو انہیں جنہوں نے پکڑا تمہارے دین کو ہنسی کھیل۔ وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافروں کو اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ایمان رکھتے ہو۔

شان نزول:۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن حرث دونوں بظاہر مسلمان ہو گئے تھے۔ بعد میں منافق ہو گئے۔ بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اور ان سے اپنے تعلقات قائم کیے ہوئے تھے تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ظاہر کیا کہ محض زبان سے اظہار ایمان کرنا اور دل میں کفر مخفی رکھنا۔ دین کو ہنسی کھیل بنانا ہے۔

ھُزُوًا وَّلَعِبًا۔ روح المعانی میں ہزء کے متعلق صحاح میں سخریہ استعمال ہوا ہے اور محاورہ میں اخفش سے مروی ہے۔ واستھزئت بہ واستھزئت وھزأت بہ بھی ہے ھزئ اور ھزأۃ عن ابی زید ورجل ھزأۃ بالتسکین ای یھزأ بہ ابی زید سے ہے کہ آدمی نے استہزاء کیا کبھی تسکین کے پہلو سے وھزأۃ بالتحریک ھزء بالناس بھی محاورہ میں آتا ہے۔

اس کی چار صورتیں ہیں۔

اول ھُزُؤٌ بضم الزاء مع الہمزۃ۔ یہی اصل لغت ہے اور اجود محاورہ ہے۔

ثانی ھُزُوٌ بضم الزاء مع ابدال الہمزۃ۔

ثالث ھُزْءٌ باسکان الزاء مع الہمزۃ۔

رابع ھُزًی کہدی اور قراء نے اخیر کے سوا تینوں کو جائز مانا ہے۔

اور لعب ضد الجد کما فی القاموس وفی مجمع البیان

ھو الاخذ علی غیر طریق الجد ومثلہ عبث واصلہ من لعاب الصبی۔ یقال لعب یلعب ومنع اذا سال لعابہ وخرج الی غیر جہتہ (روح المعانی)

یعنی جن لوگوں نے تمہارے دین اسلام کو مذاق ودل لگی بنا لیا ان کو دوست نہ بناؤ اس لیے کہ بت پرست مشرک جو اہل کتاب سے بھی بدتر ہیں (خازن) اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خدا کے دشمنوں سے دوستی کرنا ایماندار کا کام نہیں۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ٥

اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو (یعنی اذان کہتے ہو) تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس وجہ میں کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔

شان نزول:- بیہقی دلائل میں بطریق کلبی ابی صالح سے وہ حضرت ابن عباس سے ناقل ہیں۔
قال کان منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نادی بالصلوٰۃ فقام المسلمون الیہا قالت الیہود قد قاموا لاقاموا فاذا راوھم رکعاو سجدا استھزؤا بہم وضحکوا منہم۔
مؤذن جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو مسلمان اس طرف جانے کو کھڑے ہوتے تو کہتے یہود کھڑے ہوئے نماز قائم کرنے کو جب ندا بالصلوٰۃ کرتا تو جب وہ دیکھتے رکوع اور سجدے میں تو مذاق اڑاتے اور ہنستے سر نیچے کو ٹھے اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اور ابن جریر وغیرہ سدی سے راوی ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب لوگ (مؤذن) اذان میں اشہد ان محمد ارسول اللہ کہتا تو ایک نصرانی کہا کرتا حرق الکاذب جل جائے جھوٹا۔ ایک شب اس کا نوکر آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اڑا اور تمام گھر میں آگ لگ گئی وہ نصرانی مردود اور اس کے گھر کے سب لوگ جل کر اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ (خازن)
ایسوں کے لیے فرمایا قوم لا یعقلون اس لیے کہ ایسی سفیہانہ حرکات ایسے ہی سفیہ اور جاہل کر سکتے ہیں۔ روح المعانی

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے ثابت ہے۔
قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓىٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝
آپ فرما دیجئے کہ اے کتاب والو تمہیں کیا برا لگا ہمارا یہی نا کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور حقیقت میں تم میں سے بہت فاسق اور بے قانونے ہیں۔ فرمائیے کیا میں بتا دوں جو اللہ کے ہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں وہ جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب کیا ان پر اور ان میں سے کر دیئے بندر اور سور اور شیطان کے پوجنے والے ان کا ٹھکانہ زیادہ برا ہے اور یہ سخت ترین گمراہ ہیں سیدھی راہ سے۔

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کی شان و مراتب بیان فرمائے اور ان کو برحق فرمایا۔ اس لیے قُل سے خطاب ہے۔
هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا۔ کے معنی علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں

تمہیں ہمارا کیا برا لگا اور تم ہم میں کیا عیب دیکھتے ہو اور وہ محاورہ نَقَمَ مِنْہُ کَذَا سے ہے جبکہ اس کو برا سمجھے اور ناپسند کرے سزا سے اور حسن نے تَنْقَمُونَ بفتح قاف پڑھا ہے یعنی باب عَلِمَ یَعْلَمُ سے اور یہ بھی ایک قلیل لغت ہے اور زجاج نے کہا نَقَمَ فتحہ اور کسرہ دونوں سے جائز ہے اور اس کا معنے ہے کسی چیز سے انتہا درجے کی نفرت ۔ اور عبداللہ بن قیس کا شعر شہادت میں پیش کیا۔

انہوں نے بنی امیہ میں اور کوئی عیب نہ پایا سوا اس کے کہ وہ جلتے ہیں کہ وہ غضبناک ہیں۔

اور نہایہ میں ہے کہ نقم ینقم اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ کراہت ناراضگی کی حد تک ہو جائے ۔

اور اسی سے زکوۃ کی حدیث بھی ہے کہ ابن جمیل صرف اس لیے عیب لگاتا ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا یعنی وہ زکوۃ دینے میں یہی عیب رکھتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا انکار کرتا ہے ۔

اور راغب کہتے ہیں کہ نقم کی تفسیر یہ ہے کہ جس کا انکار کیا جائے اور عیب لگایا جائے اور اس کا معنے ہے انکار کرنا خواہ زبان سے ہو یا سزا سے

شان نزول :- سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت آئی جن میں ابو یاسر ابن اخطب ۔ رافع بن ابی رافع ۔ عازوراء ۔ اشبیع وغیرہ یہود کے پادری بھی تھے انہوں نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں اور اس سوال سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ عیسٰی علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ کی نبوت پر ایمان لے آئیں ۔

مگر حضور نے ان کو جواب دیا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے نازل فرمایا ۔ اور جو ہم سے پہلے نازل ہوا ۔ یعنی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب و اسباط پر نازل ہوا ۔ اور جو حضرت موسٰی و عیسٰی پر اترا یعنی توراۃ و انجیل اور جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ۔ سب کو مانتا ہوں لانفرق بین احد من رسلہ ہم انبیائے کرام میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں ۔

جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت بھی تسلیم فرماتے ہیں ۔ تو وہ آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے جو عیسٰی کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے ۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ تم اور تمہارا ایمان محض عداوت و دشمنی پر ہے اسلام جیسے دین برحق کو تمہارا تسلیم نہ کرنا محض اس عناد پر ہے کہ تمہیں عیسٰی علیہ السلام سے عداوت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے تم پر لعنت کی اور غضب فرمایا تمہارے پہلے لوگوں میں سے اکثر مسخ کیے گئے ۔ بندر اور

سوروں کی شکلوں میں اور جو عبد الطاغوت شیطان کے پوجنے والے ہیں اور بدترین ہیں انکا ٹھکانہ اور تمہارا مقام جہنم ہے کیونکہ تم سیدھی راہ سے بدترین طریقہ پر گمراہ ہو۔ خازن۔ روح المعانی

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ٥

اور جب وہ آئیں آپ کے پاس تو کہیں ہم مسلمان ہیں حالانکہ وہ آتے وقت بھی کفر میں ہوتے ہیں اور جاتے وقت بھی کافر ہی ہوتے ہیں اور اللہ جانتا ہے جو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

شان نزول:۔ امام قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک جماعت کے لیے نازل ہوئی جو حضور کی خدمت میں حاضر آکر ایمان واخلاص کا اظہار کرتے اور اپنے کفر و ضلال کو مخفی کر کے واپس جاتے۔ اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو اس وحی کے ذریعہ ان کی بدباطنی منکشف فرمائی اور بتا دیا کہ یہ آتے وقت بھی کافر ہی تھے اور آپ کی خدمت سے رخصت ہوتے ہوئے بھی بے ایمان ہی تھے۔ ان کا زبانی اقرار محض دہوکہ اور فریب ہے (روح المعانی) مسلمان ان سے دھوکہ کھا کر نقصان نہ اٹھائیں اور ہوشیار رہیں۔

وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَن قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ٥

اور آپ دیکھیں گے ان میں سے بہت سے کہ گناہ اور زیادتی اور حرامخوری پر دوڑتے ہیں بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری اور فقیہ گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے بیشک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

ترٰی: حضور علیہ السلام کو خطاب ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی نگاہ مبارک ہر ظاہر و باطن چیز کو ملاحظہ فرماتی تھی۔ کثیر سے مراد یہود کے علماء ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا ہے۔

یسارعون - والمسارعة مبادرة الشئ بسرعة وايثار ۔ مسارعت کے معنی مبادرت کسی چیز کی سرعت و ایثار سے ہے والمراد بالاثم الحرام وقیل الکذب اثم سے مراد حرام اور جھوٹ ہے وقیل المراد به الکفر۔ ایک قول یہ ہے کہ اثم کے معنی کفر کے ہیں۔ یعنی گناہ کفر و نفاق۔

والمراد بالعدوان الظلم او مجاوزة الحد فی المعاصی وقیل الاثم ما یختص بہم و العدوان ما یتعدی الی غیرہم اور عدوان سے مراد ظلم ہے یا حد سے متجاوز ہو کر عصیان میں پڑنا اور ایک قول یہ ہے کہ اثم وہ ہے کہ مختص بذات فاعل ہو اور عدوان وہ ہے جو کرنے والے سے متجاوز

ہو کر غیر تک اپنا فتنہ پہنچائے۔

واکلہم السحت میں سُحت کے ماتحت ہے ای الحرام مطلقا وقال الحسن الرشوۃ فی الحکم والتنصیص سُحت سے حرام مطلق مراد ہے اور حسن فرماتے ہیں اس سے مراد رشوت ہے مزید توضیح اس سے قبل رکوع ششم سورہ مائدہ میں گذر چکی۔

اور ربانیون و احبار کی تشریح میں فرماتے ہیں قال الحسن الربانیون علماء الانجیل و الاحبار علماء التوراۃ۔

وتری کثیرا منہم یعنی یہودیوں میں اکثر کو آپ دیکھیں گے گناہ میں مسارعت کرنے والا۔ اور گناہ ہر معصیت کو کہتے ہیں۔ بعض مفسرین اس طرف گئے کہ گناہ یہودیہ تھا کہ وہ تورات کے مضامین کو چھپاتے اور اس سے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف و محاسن تھے انہیں مخفی کرنا اور عدوان و زیادتی سے تورات کے اندر اپنی طرف سے اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دینا اور رشوتیں لے کر حرامخوری میں پڑنا مراد ہے (خازن)

اور ربانیین اور احبار ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے لبوں پر مہر خاموشی لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے تھے جو ان کے فرض منصبی کے خلاف تھا اس لیے ان پر توبیخاً ارشاد ہوا اس سے یہ مستفاد ہوا کہ علماء کے ذمہ نصیحت کرنا بدی سے روکنا واجب ہے۔ کما قال علیہ السلام اذا رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من الایمان اور الساکت عن الحق شیطان اخرس دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ منکر و ممنوع فعل دیکھ کر ہاتھ سے روکا جائے اگر اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ایمان نہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا حق گوئی سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہے۔ اور یہ سکوت و خاموشی علماء کے لیے بمنزلہ اثم و گناہ ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كُلَّمَا اَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝

اور کہتے ہیں یہود اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ان کے ہاتھ ہی باندھے جائیں اور ان پر لعنت ہے اس

کہنے سے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں خرچ کرتا ہے جیسے چاہے اور یقیناً زیادتی ہوگی بہتوں کو ان میں سے شرارت اور کفر میں اس سے جو اُترا تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اور ہم نے ڈالی ان میں عداوت اور بیر قیامت تک جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور وہ دوڑتے پھرتے ہیں زمین میں فساد کے لیے اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیہ کریمہ کے شان نزول میں سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ اور ضحاک فرماتے ہیں کہ یہود اول اول نہایت خوشحال اور دولتمند تھے جب حضور کی دعوت اسلام سے انہوں نے نافرمانی کی ان کی خوشحالی میں کمی ہونے لگے اور جو فراخی تھی وہ تنگی سے بدل گئی تو فنحاص بن عازوراء یا بروایتے نباش بن قیس نے جو رؤساء یہود تھے اور قینقاع کی برادری میں تھے بکنا شروع کیا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے یعنی معاذ اللہ وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے۔ اس پر عام یہود بھی ہمنوا بن گئے کسی نے اسے ایسا کہنے سے نہ روکا۔ لہٰذا جناب باری تعالیٰ کی طرف سے قوم یہود کا یہ مقولہ قرار دیا گیا اور اس کا رد اس طرح فرمایا۔

غُلَّتْ اَیْدِیْہِمْ ان کے ہاتھ باندھے جائیں اس ارشاد کا یہ اثر ہوا کہ دنیا میں بخیل ترین قوم یہود ہو گئی یا یہ معنی ہیں کہ ان کے ہاتھ جہنم میں باندھے جائیں گے اور جہنم میں ایسے ڈالا جائے گا یہ جہنم میں مزید سزا ان کی اس بکواس اور بکواس کرنے والے کی ہمنوائی میں ملے گی بل یداہ مبسوطتن ینفق کیف یشاء بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں وہ جواد و کریم ہے جسے جس طرح جتنا چاہے جب چاہے جیسے چاہے دے۔ روح المعانی

ولیزیدن کثیرا منہم الآیۃ۔ ان میں سے علماء اور ان میں سے بہتوں کی شرارت و کفر بڑھے گی۔ الی آخرہ یعنی جتنا قرآن پاک نازل ہوگا اور اپنی ہدایت کی روشنی سے اہل قبول کی آنکھیں روشن کرے گا ان کا حسد و عناد بڑھتا جائے گا اور وہ قرآن اور صاحب قرآن کے ساتھ کفر و سرکشی میں زیادہ ہی ہوتے جائیں گے اور ہم نے ان میں عداوت اور بغض ڈال دیا ہے جو قیامت تک رہے گا۔ حتی کہ ان میں لڑائی جھگڑے کی آگ بھڑکتی رہے گی اور اللہ اسے بجھاتا رہے گا اور مسلمانوں پر ان کا غلبہ نہ ہونے دیگا۔

وہ فساد فی الارض۔ زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور اللہ کو یہ فسادی لوگ پسند نہیں۔ وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے اور ان کے دل کبھی نہ ملیں گے اور حضور کے مقابلہ پر جب تیار ہوئے اللہ نے انہیں ذلیل کیا اور ان پر اس ذلت کا اثر یہاں تک ہوا کہ جب یہود توریت کے احکام کے مخالف

ہوئے تو اللہ تعالے نے ان پر بخت نصر بابلی کو مسلط کیا۔
پھر جب فساد پھیلانے کی طرف بڑھے تو فطرس رومی کو مسلط کیا پھر اس پر مجوس کو مسلط کیا پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تسلط ہوا اور بنی نضیر اور بنی قینقاع جلاوطن کیے گئے۔ بنی قریظہ اور اہل خیبر قید کیے گئے اور فدک پر حضور کو غلبہ دیا گیا۔ روح المعانی

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں نعمتوں کے باغوں میں لے جاتے۔

اٰمَنُوْا سے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ تقوی نیک اعمال خواہ عبادات ہوں یا معاملات۔

یعنی وہ لوگ اگر توراۃ کے مطابق سید انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور حضور کا اتباع کرتے جیسا کہ توراۃ و انجیل میں انہیں حکم دیا گیا ہے تو انہیں اس کا اجر آخرت میں جنت کی نعمتوں سے ملے گا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ

اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل اور جو کچھ نازل ہوا ان کی طرف انکے رب کی طرف سے تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور ان میں سے ایک جماعت اعتدال پر ہے اور بہت سے ان میں برے کام کر رہے ہیں۔

یعنی توریت و انجیل میں جو کچھ بیان ہے اور جو کچھ احکام ان پر اتارے گئے اگر وہ اس پر عمل کرتے تو چونکہ ہمارے محبوب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تمام کتابوں میں ہیں اس کے مطابق انہیں لازم تھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو انہیں رزق ایسی فراخی سے ملتا کہ زمین کی پیداوار اور باران رحمت سے متمتع ہوتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اللہ و رسول کی اطاعت سے بندوں کے رزق میں وسعت ہوتی ہے اور مقتصد امت یہودیوں میں تھوڑی ہے جو حد سے تجاوز نہیں کرتی وہ حضور پر ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب اَیْ طَائِفَةٌ عَادِلَةٌ غَیْرُ غَالِیَةٍ وَلَا مُقْتَصِرَةٍ کَمَا رُوِیَ عَنِ التَّابِعِ وَهُمُ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا مِنْهُمْ وَتَابَعُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

كما قال مجاهد والسدى وابن زيد واختاره الجبائي واولئك كعبد الله بن سلام واحزابه من اليهود وثمانية واربعون من النصارى وقيل المراد بهم النجاشي واصحابه۔

وكثير منهم ساء ما يعملون وهم الاجلاف المتعصبون ككعب بن الاشرف واشباهه والروم۔

اس سے مراد وہ جماعت ہے جو عادلہ غیر غالیہ ہے جیسا ربیع سے مروی ہے کہ وہ یہود میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور کا اتباع کیا۔

اور مجاہد۔ سدی۔ ابن زید اور جبائی کہتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن سلام اور ان کے اصحاب ہیں اور اڑتالیس نصاری ہیں سے۔

اور ایک قول ہے کہ اس سے مراد نجاشی اور ان کے اصحاب ہیں۔

اور کثیر منھم ساء ما یعملون۔ وہ اجلاف متعصبین یہود ہیں جیسے کعب بن اشرف اور مثل اس کے اور اہالیان روم جو عناد سے مکابرہ کرتے تھے اور حق آیتوں میں تحریف روا رکھتے تھے۔ اعراض عن الحق کرتے تھے۔

باقی زیادہ وہ ہیں جو برے کام کرتے ہیں اور کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورہ مائدہ پ ٦

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے رسول پہنچا دے جو کچھ نازل ہوا تیری طرف تیرے رب سے تو اگر نہ کیا تو نے تو نہیں پہنچایا تو نے اس کا پیغام اور اللہ تیرا نگہبان ہے لوگوں سے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا قوم کفار کو۔

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہیں ہو تم کسی شے پر جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب سے اور بے

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

شک زیادتی ہوگی بہتوں کو ان سے جو نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب سے شرارت اور کفر کی تو تم مایوس نہ ہو۔ غم نہ کرو کافروں کا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

بے شک جو ایمان لائے اور وہ جو یہودی ہوئے اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں سے جو سچے دل سے ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝

بے شک لیا ہم نے عہد بنی اسرائیل سے اور بھیجے ہم نے ان کی طرف رسول جب کبھی آئے ان کے پاس کوئی رسول ایسی بات لے کر جو نہیں ان کی خواہش کے مطابق ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کیا۔

وَحَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور گمان کرتے ہیں کہ نہ ہوگی کوئی سزا تو اندھے اور بہرے ہوگئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی پھر ان میں بہتیرے اندھے بہرے ہوگئے اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

بے شک کفر کیا انہوں نے جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے اور کہا مسیح نے اے بنی اسرائیل پوجو اللہ کو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً حرام کردی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ

بے شک کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں بیشک اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے اور نہیں کوئی خدا مگر ایک

وَاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

خدا اور اگر باز نہ آئے اس سے جو کہتے ہیں تو ضرور پہنچے گا انہیں جو کافر ہوئے دردناک عذاب تو کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ کی طرف اور بخشش مانگتے اس سے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ ؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝

نہیں مسیح بیٹا مریم کا مگر ایک رسول بے شک ہو گذرے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں تھے کھانا کھاتے دیکھو توہم کیسی ظاہر کرتے ہیں ان کے لیے نشانیاں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہیں مالک تمہارے نقصان اور نفع کا اور اللہ وہ ہے جو سنتا اور جانتا ہے۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہ زیادتی کرو اپنے دین میں ناحق اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشوں کی بے شک وہ گمراہ ہو چکے پہلے سے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور بہک گئے سیدھی راہ سے۔

حل لغات رکوع دہم سورۃ مائدہ پ ۶

یاایہا۔ اے	الرسول۔ رسول	بلغ۔ پہنچا دو	ما۔ جو
انزل۔ اتارا گیا	الیک۔ تمہاری طرف	من ربک۔ تمہارے رب کی طرف سے	
و۔ اور	ان۔ اگر	لم۔ نہ	تفعل۔ کیا تونے
فما۔ تو نہ	بلغت۔ پہنچایا تونے	رسالتہ۔ اس کا پیغام	و۔ اور
اللہ۔ اللہ	یعصمک۔ بچائیگا تم کو	من الناس۔ لوگوں سے	ان۔ بیشک
اللہ۔ اللہ	لا۔ نہیں	یہدی۔ ہدایت دیتا	القوم۔ قوم

الکافرین-کفار کو　قل-کہہ دو　یا-اے　اھل الکتاب-کتابیو
لستم-نہیں ہو تم　علی-اوپر　شئی-کسی چیز کے　حتی-جتبک نہ
تقیموا-قائم کرو　التوراۃ-تورات　و-اور　الانجیل-انجیل
و-اور　ما-جو　انزل-اتارا گیا　الیکم-تمہاری طرف
من ربکم-تمہارے رب سے　و-اور　لیزیدن-زیادہ ہونگے
کثیرا-بہت سے　منہم-ان میں سے　ما-اس سے جو　انزل-اتارا گیا
الیک-تیری طرف　من ربک-تیرے رب سے　طغیانا-سرکشی
و-اور　کفرا-کفر میں　فلا-تو نہ　تأس-غم کھا
علی-اور　القوم-قوم　الکافرین-کافروں کے　ان-بیشک
الذین-وہ جو　امنوا-ایمان لائے　و-اور　الذین-وہ جو
ھادوا-یہودی ہوئے　و-اور　الصبئون ستارہ پرست　و-اور
النصاری-نصرانی　من-جو　امن-ایمان لائے　باللہ-اللہ پر
و-اور　الیوم-دن　الاخر-پچھلے پر　و-اور
عمل-کام کرے　صالحا-اچھے　فلا-تو نہ　خوف-خوف ہوگا
علیہم-ان پر　و-اور　لا-نہ　ہم-وہ
یحزنون-غم کھائیں گے　لقد-بیشک　اخذنا-لیا ہم نے　میثاق-عہد
بنی اسرائیل-بنی اسرائیل سے　و-اور　ارسلنا-بھیجے ہم نے
الیہم-انکی طرف　رسلا-کئی رسول　کلما-جب بھی　جاء-آتا
ہم-انکے پاس　رسول-کوئی رسول　بما-وہ چیز لیکر جو　لا-نہ
تہوی-چاہتے تھے　انفسہم-انکے نفس　فریقا-ایک فرقے کو　کذبوا-جھٹلایا
و-اور　فریقا-فرقے کو　یقتلون-قتل کرتے ہیں　و-اور
حسبوا-انہوں نے خیال کیا　ان-یہ کہ　لا-نہ
تکون-ہوگا　فتنۃ-فتنہ　فعموا-پھر اندھے ہوئے　و-اور
صموا-بہرے　ثم-پھر　تاب-رجوع کیا　اللہ-اللہ نے
علیہم-ان پر　ثم-پھر　عموا-اندھے ہوئے　و-اور

عموا ۔بہرے	کثیرا ۔بہت سے	منہم ۔ان میں سے	و ۔اور
اللہ ۔اللہ	بصیر ۔دیکھنے والا ہے	بما ۔جو	یعملون ۔وہ کرتے ہیں
لقد ۔بے شک	کفر ۔کافر ہوئے	الذین ۔وہ جنہوں نے	قالوا ۔کہا
ان ۔بیشک	اللہ ۔اللہ	ھوا ۔وہ ہے	المسیح ۔مسیح
بن ۔بیٹا	مریم ۔مریم کا	و ۔اور	قال ۔کہا
المسیح ۔مسیح نے	یا ۔اے	بنی ۔اولاد	اسرائیل ۔یعقوب
اعبدوا ۔عبادت کرو	اللہ ۔اللہ کی	ربی ۔جو میرا رب ہے	و ۔اور
ربکم ۔تمہارا رب	انہ ۔بے شک	من ۔جو	یشرک ۔شرک کرے
باللہ ۔اللہ کے ساتھ	فقد ۔تو بیشک	حرم ۔حرام کی	اللہ ۔اللہ نے
علیہ ۔اس پر	الجنۃ ۔جنت	و ۔اور	ماوا ۔ٹھکانہ
ہ ۔اس کا	النار ۔آگ ہے	و ۔اور	ما ۔نہیں
للظالمین ۔ظالموں کیلئے	من ۔کوئی	انصار ۔مددگار	لقد ۔بیشک
کفر ۔کافر ہو گئے	الذین ۔وہ جنہوں نے	قالوا ۔کہا	ان ۔بے شک
اللہ ۔اللہ	ثالث ۔تیسرا ہے	ثلاثۃ ۔تین میں سے	و ۔اور
ما ۔نہیں	من ۔کوئی	الہ ۔معبود	الا ۔مگر
الہ ۔معبود	واحد ۔ایک	و ۔اور	ان ۔اگر
لم ۔نہ	ینتھوا ۔باز آئے	عما ۔اس سے جو	یقولون ۔کہتے ہیں
لیمسن ۔تو ضرور پہنچے گا	الذین ۔ان کو جو	کفروا ۔کافر ہوئے	منہم ۔ان میں سے
عذاب ۔عذاب	الیم ۔دردناک	افلا ۔کیا نہیں	یتوبون ۔توبہ کرتے
الی ۔طرف	اللہ ۔اللہ کی	و ۔اور	یستغفرونہ ۔بخشش
مانگتے اس سے	و ۔اور	اللہ ۔اللہ	غفور ۔بخشنے والا
رحیم ۔مہربان ہے	انما ۔اسکے سوا نہیں کہ	المسیح ۔مسیح	بن ۔بیٹا
مریم ۔مریم کا	الا ۔مگر	رسول ۔رسول	قد ۔بیشک
خلت ۔گذر چکے	من قبلہ ۔اس سے پہلے	الرسل ۔رسول	و ۔اور
امہ ۔اسکی ماں	صدیقۃ ۔صدیقہ تھی	کانا ۔وہ تھے	یاکلان ۔کھاتے

الطعام۔ کھانا	انظر۔ دیکھ	کیف۔ کس طرح	نبین۔ بیان کرتے ہیں ہم
لہم۔ ان کے لیے	الآیات۔ آیتیں	ثم۔ پھر	انظر۔ دیکھ
انی۔ کہاں	یؤفکون۔ پھیرے جاتے ہیں	قل۔ کہہ دو	ا۔ کیا
تعبدون۔ عبادت کرتے ہو	من دون۔ سوا	الله۔ اللہ کے	ما۔ اسکی جو
لا۔ نہیں	یملک۔ اختیار رکھتے	لکم۔ تمہارے لیے	ضرا۔ نقصان کا
و۔ اور	لا۔ نہ	نفعا۔ نفع کا	و۔ اور
الله۔ اللہ	هو۔ وہی ہے	السمیع۔ سننے والا	العلیم۔ جاننے والا
قل۔ کہہ	یا۔ اے	اهل الکتاب۔ کتابیو	لا۔ نہ
تغلوا۔ زیادتی کرو	فی۔ بیچ	دینکم۔ دین اپنے کے	غیر۔ سوا
الحق۔ حق کے	و۔ اور	لا۔ نہ	تتبعوا۔ پیروی کرو
اهواء۔ خواہش	قوم۔ اس قوم کی	قد۔ جو	ضلوا۔ گمراہ ہوئے
من قبل۔ پہلے سے	و۔ اور	اضلوا۔ گمراہ کیا	کثیرا۔ بہتوں کو
و۔ اور	ضلوا۔ گمراہ ہوئے	عن۔ وہ	سواء۔ سیدھی
السبیل۔ راہ سے			

مختصر تفسیر رکوع دہم سورہ مائدہ پ ۶

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

اے رسول پہنچا دے جو کچھ نازل ہوا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ کیا ایسا تو نے تو نہ پہنچایا تو نے اس کا پیام اور اللہ تیری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ نہیں راہ دیتا کافر لوگوں کو۔

تمام انبیاء کرام و رسول اللہ تعالے کے پیغام رساں ہیں مگر جب الرسول مطلق ارشاد ہو تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

اے رسول ثقلین کہ تم تمام مخلوق کے لیے مبعوث ہوئے ہو۔ یہ ندا تشریفی ہے اس لیے کہ رسالت

اللہ کا خاص احسان اور عطائے عظمی اور کرامت کبریٰ ہے اور اس منصب پر تبلیغ بسیغہ امر ابداً ہے من جانب اللہ جو نبی پر واجب ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بلغ معنی اوصل الخلق ما انزل الیك من ای جمیعاً ما انزل کائناً ماکان من ربك یعنی پہنچا دو خلائق کو جو کچھ آپ پر اترا ہو نے والے امور اور ہو چکنے والے معاملات یعنی بذریعہ وحی جو کچھ آپ کو بتایا وہ گذشتہ امور سے ہو یا آئندہ سے بےخوف وخطر پہنچا دیجئے۔

صاحب تفسیر صاوی نے فرمایا کہ حضور کی وحی تین قسم کی ہے ایک وہ جس کی عام تبلیغ کا حکم دیا گیا جیسے شرعی احکام قرآن کریم کی روشنی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرف بحرف تبلیغ فرما دی اور آخر وقت تک فرمائی۔ دوسرے اسرار الٰہیہ جو عام لوگوں کے قابل نہیں وہ صرف اہل ہی کے لیے ہیں۔

وان لم تفعل اور اگر ایسا نہ کیا یعنی جو حکم آپ کو جمیع خلائق کا دیا ہے اس میں کوتاہی کی تو فما بلغت رسالتہ کے حاصل معنی یہ ہوں گے کہ تم نبی بلکہ نبی الانبیاء ہو تمہاری ذات سے یہ ممکن ہی نہیں کہ تم اپنے فریضہ کی ادائیگی میں کسی طرح کوتاہی کرو اور یہ امر عام طور پر واضح ہے کہ بنانے والا جس چیز کو ایسا بنائے جس پر اسے ناز ہو تو یہ کہا کرتا ہے کہ اگر یہ ایسا نہ کرے تو یہ ایسی ہرگز نہیں یعنی مجھے اس پر یقین ہے کہ یہ لازمی طور پر کام کرے گی۔

تو ذات والا تبار سید الانبیاء وہ ذات ہے جس پر اللہ تعالےٰ خود فرما رہا ہے قد جاءکم من اللہ نور۔ قد جاءکم برھان من ربکم ان کی بعثت پر ایمان والوں پر احسان کر رہا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم اور کس کس شان سے ذات اقدس کے اوصاف بیان فرمائے تو گویا یوں ارشاد ہوا کہ ما انزل الیك من ربك کی تکمیل آپ کے دست حق پرست کے ذریعہ ہے کامل واکمل اور مکمل ہوگی اور اگر بفرض محال آپ بھی ایسا نہ کریں تو گویا احکام کی تبلیغ کی ہی نہ گئی۔

چنانچہ ابو الشیخ ابن حبان اپنی تفسیر میں حسن سے راوی ہیں۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثنی اللہ تعالےٰ بالرسالۃ فضقت بھا ذرعا فاوحی اللہ تعالی ان لم تبلغ رسالتی عذبتك وضمن لی العصمۃ فقویت۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھے رسالت کے منصب پر مبعوث فرمایا تو عامہ مشرکین ومنافقین ویہود ونصاریٰ کی مخالفت سے میرے بازو تنگ ہوئے تو جناب باری کی طرف سے مجھے وحی ہوئی کہ عدم تبلیغ رسالت پر آپ تنگ ہو سکتے تھے اور تبلیغ رسالت میں تو کسی قسم کا خطرہ ہی نہیں۔ ہم آپ کی محافظت کے ضامن ہیں تو حضور فرماتے ہیں بس قوی ہو گیا۔

اور ایسا ہوا کہ مجھے کسی کا خطرہ ہی نہ رہا۔ حتی کہ ایک دن وہ آیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وہ مجھ پر سخت بار گذری۔

اور حجۃ الوداع سے قبل اس آیت کریمہ کا نزول ہوا۔ چنانچہ ابن مردویہ ضیاء بنی مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

حضور سے سوال کیا گیا کہ آسمان سے وہ کونسی آیت ہے جو آپ پر سخت تھی۔ حضور نے فرمایا میں منی میں ایام موسم حج میں تھا اور مشرکین اور گروہ کے بہت سے لوگ موسم حج کے لیے جمع تھے کہ جبریئل نازل ہوئے اور انہوں نے یہ آیت کریمہ سنائی۔ فرمایا مجھے تعمیل حکم میں تاخیر کرنا مناسب نہیں تھا میں عقبہ کے پاس کھڑا ہوا اور بآواز میں پکارا اے لوگو کون میری مدد کرے گا اس پر کہ میں اپنے رب کے پیام پہنچاؤں اور اگر تم میرا ساتھ دو تو تمہارے لیے جنت ہے۔

اے لوگو سب یک زبان ہو کر کہو لا الہ الا اللہ وانا رسول اللہ الیکم۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف تو کامیاب ہو جاؤ گے اور نجات پاؤ گے اور تمہارے لیے جنت ہوگی۔

فَمَا بَقِيَ رَجُلٌ وَلَا امْرَأَةٌ وَلَا اَمَةٌ وَلَا صَبِيٌّ اِلَّا يَرْمُوْنَ عَلَيَّ التُّرَابَ وَالْحِجَارَةَ وَيَقُوْلُوْنَ كَذَّابٌ صَابِيٌّ - تو مرد عورت۔ لونڈی بچہ کوئی نہ تھا جو مجھ پر مٹی پتھر نہ پھینک رہا ہو اور ہر ایک کہہ رہا تھا جھوٹا صابی ہے۔

فَعَرَضَ عَلَيَّ عَارِضٌ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنْ كُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اٰنَ لَكَ اَنْ تَدْعُوَا عَلَيْهِمْ كَمَا دَعَا نُوْحٌ عَلٰى قَوْمِهٖ بِالْهَلَاكِ۔ کہ کوئی عارض ہوا اور کہنے لگا اے محمد اگر آپ رسول ہوتے تو یقیناً وہی شان آپ کی ہوتی جو نوح علیہ السلام کی تھی کہ انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے دعا کی۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو اس وقت حضور نے فرمایا

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ وَانْصُرْنِيْ عَلَيْهِمْ اَنْ يُجِيْبُوْنِيْ اِلٰى طَاعَتِكَ

الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ مجھے نہیں پہچانتے اور میری مدد فرما اس پر کہ وہ تیری اطاعت کے لیے میری دعوت قبول کریں۔

فَجَاءَ الْعَبَّاسُ عَمُّهٗ فَاَنْقَذَهٗ مِنْهُمْ وَطَرَدَهُمْ عَنْهُ تو حضرت عباس حضور کے چچا آئے اور حضور کو ان سے بچایا اور انہیں دور کیا۔

قال الاعمش فبلغنى ذلك تفتخر بنو العباس ويقولون فيهم نزلت انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء۔ اعمش کہتے ہیں اسی وجہ میں بنو عباس فخر کرتے اور کہتے تھے کہ ان میں ہی یہ آیت نازل ہوئی۔

هوی النبی صلی الله علیه وسلم ابا طالب وشاء الله تعالی عباس بن عبد المطلب۔ حضور علیہ السلام چاہتے تھے ابو طالب کو اور اللہ نے چاہا عباس بن عبد المطلب کو اسلام کے لیے۔

اس کی تصریح ابو نعیم نے دلائل میں کی اور ابن مردویہ نے اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

فرماتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی ہوتی تھی اور ابو طالب آدمیوں کو بنی ہاشم سے چوکیداری کے لیے بھیجا کرتے تھے حتیٰ کہ آیہ کریمہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو حضرت ابو طالب نے چوکیداری کو آدمی بھیجنے چاہے۔ تو حضور نے فرمایا چچا اللہ نے اب میری حفاظت کر لی ہے۔

اور ابو طالب قبل ہجرت اور حجۃ الوداع سے مدتوں پہلے انتقال کر چکے تھے۔

ایک روایت میں یوں ہے جو ترمذی بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں۔ حضور لوگوں کی پاسبانی میں تھے کہ واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو حضور نے سر مبارک قبہ سے نکالا اور فرمایا ایها الناس انصرفوا فقد عصمنی الله تعالی اے لوگو چلے جاؤ بیشک اللہ نے مجھے اپنی صیانت وحفاظت میں لے لیا ہے (روح المعانی)

اب علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں دفع دخل مقدر فرماتے ہیں۔ کہ عصمت سے مراد لوگوں سے حضور کی جان کی محافظت تھی قتل واہلاک سے۔

اور واللہ یعصمک کے بعد یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس کے بعد احد میں سر اقدس زخمی ہوا - اور رباعیات مبارک ٹوٹے۔

اور بعض نے یہ کہا کہ احد کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

راغب اصفہانی کہتے ہیں۔ عصمة الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام حفظهم بما خصوا به من صفاء الجوهر ثم لما اولاهم من الاخلاق والفضائل ثم بالنصرة وتثبیت اقدامهم ثم بانزال السکینة علیهم وبحفظ قلوبهم۔ عصمت انبیاء سے مراد یہ ہے ان کی

ان معاملات میں حفاظت ہوگی جو ان کے لیے مخصوص ہے۔ صفاء جوہر روحانیہ۔ حسن اخلاق۔ فضائل ذات پھر نصرت دشمنوں کے مقابلہ میں اور ثابت قدمی پھر انزال سکینہ اور دلوں کی محافظت۔ توفیق تبلیغ عامہ (روح المعانی)

یہ تو تھی مفسرین کی تصریح اور اب صوفیائے کرام کی رائے بھی ملاحظہ ہو۔

وعن بعض الصوفیۃ ان المراد تبلیغ ما یتعلق بہ مصالح العباد من الاحکام وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ۔ اس آیت کریمہ میں بلغ سے مراد وہ تبلیغ ہے جو مصالح عباد سے متعلق ہے احکام ہیں اور اس حکم کے نازل کرنے سے مقصود اطلاع ہے۔

واما ما خص بہ من الغیب ولم یتعلق بہ مصالح امتہ فلہ۔ بل علیہ کتمانہ اور وہ جو مخصوص علوم غیبیہ کے ساتھ ہے وہ امت کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ وہ حضور کے لیے ہے اور اس کے کتمان کا ذمہ حضور پر ہے۔

مسلم جعفر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آیہ کریمہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے متعلق فرمایا وحی بلا واسطۃ بینہ وبینہ سرا الی قلبہ ولا یعلم بہ احد سواہ الا فی العقبی حین یعطیہ الشفاعۃ لامتہ۔ یعنی یہ وحی بلا واسطہ اللہ تعالٰی اور حضور کے مابین مخفی تھی جو قلب اقدس پر ہوئی اور اسے سوا حضور کے اور کوئی نہیں جانتا مگر آخرت میں جب مناصب شفاعت عطا کیے جائیں گے امت کی ممتاز ہستیوں کو۔ اس وقت کچھ منکشف ہوگا۔

واسطی فرماتے ہیں القی ما الی عبدہ ما القی ولم یظھر بالذی اوحی لانہ خصہ سبحانہ وتعالی بہ صلی اللہ علیہ وسلم وما کان مخصوصا بہ علیہ الصلوۃ والسلام کان مستورا الا ما بعثہ اللہ تعالی بہ الی الخلق کان ظاھرا۔

اللہ تعالٰی نے اپنے بندۂ خاص پر القاء فرمایا جو القاء فرمایا اور یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ وحی کیا تھی اس لیے کہ اس میں مخصوص راز تھے اللہ تعالٰی اور سید الانبیاء کے مابین تو جو حضور کے ساتھ مخصوص تھے وہ مستور رہے اور جو مخلوق کے لیے تھے وہ ظاہر کیے گئے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں والی ھذا اینظر ما روینا فی صحیح البخاری عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع منی ھذا البلعوم اراد عنقہ ویدلک فسر البخاری دیسمون ذالک علم الاسرار الالھیۃ وعلم الحقیقۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سے دو برتن محفوظ کئے ایک تو وہ جو میں نے سب میں بکھیر دیئے اور دوسرا وہ ہے کہ اگر میں اسے کہوں تو میرا یہ بلعوم کٹ جائے۔ بلعوم فرما کر گردن مراد لی۔

اس بنا پر امام بخاری نے تفسیر کی اور اس علم کا نام علم اسرار الٰہیہ رکھا اور جو عوام میں بیان کر دیا گیا اسے علم حقیقت کہا۔

آخر میں فرماتے ہیں میری تحقیق یہ ہے

ترجمہ

جو کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اسرار الٰہیہ وغیرہ احکام شرعیہ سے عطا ہوئے وہ سب قرآن کریم میں ہے جیسا کہ آیت کریمہ سے واضح ہے ونزلنا الیك الکتاب تبیانا لکل شیٔ اور ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور مافرطنا فی الکتب من شیٔ۔ ۱۰ع۔ پ ۷۔ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔
عنقریب فتنے ہوں گے صحابہ نے عرض ان سے نکلنے کا کیا ذریعہ ہے فرمایا قرآن کریم جس میں تم سے پہلے کی خبریں اور تمہارے بعد کی خبریں ہیں اور اس کے احکام جن میں تم ہوگے۔

ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مسعود سے راوی ہیں۔ فرمایا اس قرآن کریم میں تمام علوم نازل ہوئے اور ہمیں ہر شے کی حقیقت منکشف کر دی۔ لیکن ہمارے علم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جو قرآن کریم میں ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام وہ احکام جو حضور سے آئے وہ تمام قرآن سے سمجھے جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں وہ روایت ہے جو طبرانی نے اوسط میں نقل کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کوئی شے حلال نہیں کی مگر وہی جو اللہ نے حلال کی قرآن کریم میں اور نہ کوئی شے حرام کی مگر وہی جو کتاب اللہ میں حرام ہے۔

مرسی کہتے ہیں قرآن کریم میں علوم اولین و آخرین ایسی شان سے جمع ہیں کہ کوئی علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر قرآن میں بولنے والا پھر اس کا رسول صلے اللہ علیہ وسلم سوا اس کے جو حضور کے لیے راز کے طور

پر اللہ تعالے نے عطا کیا۔ پھر اس کے وارث معظمین و سادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوئے
پھر ان کے اہل علم مثل خلفاء اربعہ یا ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ عنہما یہاں تک کہ کہہ دیا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن میں اس کا پتہ پاتا ہوں۔
پھر اس علم کے وارث تابعین ہوئے رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر ہمتیں قاصر ہونے لگیں اور عزائم
پست۔ اور اہل علم بہکنے لگے اور جو تحمل صحابہ میں تھا اس تحمل سے ضعیف لوگ پیدا ہوئے اور
تابعین کی جیسی ہمتیں بھی نہ رہیں تو اپنے فہم نارسا کے مطابق نئے نئے انواع کے فنون ایجاد کرنے
لگے اور ہر فن میں ایک جماعت بن گئی۔ مؤلف

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ایک شعر بھی حسب موقع مجھے یاد آیا ہے۔

جَمِیعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْآنِ لٰکِنْ   تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَالِ

(ترجمہ) قرآن مجید میں تمام علوم موجود ہیں لیکن لوگوں کی سمجھ ان سے قاصر ہے۔

ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس کیا
کوئی ایسی کتاب ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے مخصوص کی ہو فرمایا نہیں مگر کتاب اللہ
جو مسلمان کے لیے کافی وافی ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے وہ تلوار کے میان میں ہے۔
ابو جحیفہ نے کہا وہ کیا ہے اس صحیفہ میں تو آپ نے فرمایا۔ دیت۔ اور قیدیوں کا آزاد کرنا اور ولا
یقتل مومن بکافر۔ اور کافر کے بدلے مسلمان قتل نہ کیا جائے (روح المعانی)

(جیسا کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے) من المؤلف

دوسری روایت ابو جحیفہ سے ہے جسے ابن ابی حاتم عنترہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں حضرت
ابن عباس کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ لوگ میرے پاس یہ خبر لاتے ہیں کہ
آپ کے پاس کچھ ایسے راز ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ظاہر نہیں فرمائے۔ تو حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک۔

خدا کی قسم اللہ تعالے نے جو کچھ سیاہ و سپید کا حضور کو وارث کیا اسے ابو ہریرہ کے برتن نے اٹھا
لیا اور علم اسرار کو انہوں نے عام نہیں پھیلایا۔ منجملہ ان کے فتنوں کی خبریں۔ شرائط قیامت اور جو کچھ
حضور نے نوجوان بیوقوف قریش کے ہاتھوں زمین میں فساد ہونے کی خبریں دی تھیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ یہاں
تک فرماتے تھے کہ اگر تو چاہے تو میں ان کے نام بیان کر دوں تو میں بیان کر سکتا ہوں۔

اور اس سے وہ حدیثیں مراد تھیں جن میں لڑائی جوڑا ور ان کے احوال موجود ہیں۔
چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کنایۃً بعض امور بیان فرمایا کرتے تھے مگر صراحۃً بیان نہیں کرتے تھے چنانچہ منجملہ اس کے آپ کا فرمانا ہے اعوذ باللہ سبحانہ من رأس الستین و امارۃ الصبیان میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ساٹھویں سال کی ابتدا اور لڑکوں کی حکومت سے اس میں آپ کا اشارہ تھا حکومت یزید کی طرف چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔

یشیر الی خلافۃ یزید الطرید لعنہ اللہ تعالی علی رغم انف اولیائہ لانہا کانت سنۃ ستین من الھجرۃ واستجاب اللہ دعاء ابی ھریرۃ فمات قبلہا بسنۃ۔

اس لیے کہ ۶۰ھ ساٹھ ہجری میں ہی یزید کی نحوست شروع ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ کی دعا اللہ نے قبول کی چنانچہ آپ ایک سال قبل ہی وفات پا گئے۔

اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھی قوم ہے جو متمسک ہے قرآن سے سوا اور چیزوں کے اس کی جگہ لیکن قرآن کریم کے سوا اور کوئی چیز تسلیم نہیں اور وہ احکام جو صادر ہوں شریعت کے خلاف واجب العمل نہیں۔

عبدالوہاب شعرانی اجوبۃ المرضیہ عن الفقہاء والصوفیہ میں فرماتے ہیں۔
میں نے سید علی وفقی سے سنا کہ فرماتے تھے لا یکمل الرجل فی مقام المعرفۃ والعلم حتی یری الحقیقۃ مؤیدۃ للشریعۃ۔ کوئی آدمی مقام معرفت اور علم میں کمل نہیں ہوتا جبتک کہ وہ اس حقیقت کو نہ دیکھ لے جو مؤید شریعت ہو۔

وان التصوف لیس بامر زائد علی السنۃ المحمدیۃ وانما ھو عینہا۔
اور یقیناً تصوف کوئی شے زائد نہیں سنت محمدیہ سے بلکہ سنت محمدیہ ہی اس کی اصل ہے۔
وسمعت سیدی علیا الخواص یقول مرارا من ظن ان الحقیقۃ تخالف الشریعۃ او عکسہ فقد جہل لانہ لیس عند المحققین شریعۃ تخالف حقیقۃ ابدا حتی قالوا شریعۃ بلا حقیقۃ عاطلۃ وحقیقۃ بلا شریعۃ باطلۃ۔

اور سیدی علی الخواص کو بارہا کہتے سنا کہ جو گمان کرے کہ حقیقت مخالف شریعت ہے یا شریعت مخالف حقیقت وہ جاہل ہے اس لیے کہ محققین کے نزدیک کوئی شریعت کبھی مخالف حقیقت نہیں یہاں تک کہ آپ نے فرمایا
شریعت بلا حقیقت معطل ہے اور حقیقت بلا شریعت باطل ہے (روح المعانی)

تو یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ۔ کا مفہوم واضح ولائح روشن و مبرہن ہو گیا کہ اس میں مَا موصولہ عموم کا فائدہ دے رہا ہے اور اس میں تبلیغ ما انزل کا ہی حکم ہوا تھا نہ کہ مخصوص کسی معاملہ کا اور اگر یا عہدہ کا ہو اور اگر مزید توضیح کا مطالعہ کرنا ہو تو مطولات میں سیر کرے۔

اب حسب موقعہ بزعم حضرات شیعہ جو آیت کریمہ کی تصریح ہے وہ بھی منقول ہے تاکہ معلومات میں وسعت ہو۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) حضرات شیعہ کا گمان ہے کہ مراد آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك سے خلافت علی کرم اللہ وجہہ ہے اور اس پر متعدد سندوں سے روائتیں بھی لاتے ہیں چنانچہ

حضرت ابی جعفر اور ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی کہ خلافت علی کا اعلان کر دیں۔ مگر (معاذ اللہ) یہ اعلان کرنا حضور پر شاق تھا کہ کہیں جماعت صحابہ ناراض نہ ہو جائے تو اللہ تعالے نے یہ آیت حضور پر ہمت بڑھانے کے لیے نازل فرمائی اور شجاعت و قوت سے اعلان فرمانے کا حکم دیا۔

اس پر حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی۔

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ لوگوں کو مطلع کر دیں ولایت علی سے تو (معاذ اللہ) حضور کو اس امر کا خوف ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں یہ اعلان کیا اور لوگ طعنہ دیں گے اس اعلان سے تو اللہ تعالے نے وحی کی یہ آیت کریمہ تو حضور ولایت علی کے اعلان کے لیے غدیر خم والے دن اٹھے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو میں محبوب ہوں تو علی بھی اس کا محبوب ہے۔ یا اللہ جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔

اور جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر سے روایت کی جو حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے فرمایا یہ آیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر یوم غدیر خم میں حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی۔

اور ابن مردویہ ابن مسعود سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں ہم عہد رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ آیت کریمہ یوں پڑھا کرتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ان علیا ولی المومنین

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔

اور خم غدیر والی حدیث خلافت امیر کرم اللہ وجہہ کے لیے بہترین دلیل ہے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں اور مسلک اہل سنت واضح کرتے ہیں۔

وقد زادوا فیہ اتماما لغرضھم زیادات منکرۃ ووضعوا فی خلالہ کلمات مزورۃ ونظموا فی ذلک الاشعار وطعنوا علی الصحابۃ رضی اللہ عنھم بزعمھم انھم خالفوا نص النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور بے شک اس میں حضرات شیعہ نے زیادتی کر ڈالی اپنی غرض پوری کرنے کے لیے اور زیادتی بھی ایسی جو قابل رد وانکار ہے۔ اور اصل مضمون میں بہت سے کلمات دھوکہ دینے کو رکھ دیے۔ اور نظمیں بھی لکھ ڈالیں اور صحابہ کرام پر شدید طعن کیے اور اپنے خیال میں انہوں نے دکھایا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام نے حضور کے حکم کی مخالفت کی۔

اس کے بعد اسمٰعیل بن محمد حمیری کی ایک نظم نقل کر کے لکھتے ہیں۔

ماقال لاغفر اللہ لہ عثرتہ ولا اقال۔ وانت تعلم ان اخبار الغدیر التی فیھا الامر بالاستخلاف غیر صحیحۃ عند اھل السنۃ ولا مسلمۃ لدیھم اصلا اور تو جانتا ہے کہ وہ اخبار غدیر جس میں خلافت علی کرم اللہ وجہہ کا حکم ہے صحیح نہیں ہے اہلسنت کے نزدیک اور نہ وہ ان کے مسلمات سے ہے۔

ولنبین ما وقع ھناک اتم تبیین ولنوضح الغث منہ والسمین ثم نعود علی استدلال الشیعۃ بالابطال ومن اللہ سبحنہ الاستمداد وعلیہ الاتکال فنقول اور واضح کرتے ہیں ہم ان امور کو جو یہاں ڈالے گئے علی اتم وجہ البیان اور روشن کرتے ہیں ہم اس کے کھوٹے اور کھرے کو اور پھر شیعہ کے استدلال کی تردید کی طرف متوجہ ہوں گے اور اللہ تعالےٰ سے مدد مانگتے ہیں اور اس پر بھروسہ ہے تو اب ہم کہتے ہیں۔

(ترجمہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مکان میں خطبہ دیا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین واقع ہے جبکہ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے یہ مقام جحفہ سے قریب ہے اسے غدیر خم کہتے ہیں اس خطبہ میں حضور نے وضاحت فرمائی فضائل علی کرم اللہ وجہہ کی اور ان باتوں سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی برادت فرمائی جو آپ کے خلاف کلام کرتے تھے یمن والے اس وجہ سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک فیصلہ پر اہل یمن گمان کرتے تھے: در بعض ان میں آپ کی نسبت جور اور زنگ نظری

اور بخل کا اتہام باندھتے تھے اور درحقیقت حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہی تھا۔ اور یہ واقعہ یوم احد یعنی یک شنبہ ۱۸ ذی الحجۃ کو غدیر خم میں ایک درخت کے نیچے ہوا۔

(ترجمہ) محمد بن اسحاق یحیی بن عبداللہ کے واسطہ سے یزید بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی یمن سے اپنے ساتھیوں سمیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے مکہ آئے تو آپ جلدی سے پہلے چلے آئے اور اپنے ساتھیوں پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اس آدمی نے زیادتی کی اور حضرت علی کے ساتھ جزیہ میں جو ریشمی کپڑے آرہے تھے ان میں سے سب کو ایک ایک ریشمی جوڑا پہنا دیا۔

جب یہ لشکر قریب آیا تو حضرت علی ان کی ملاقات کو نکلے تو آپ نے ان پر ریشمی لباس دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے ان کو یہ لباس پہنایا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے اچھے لباس میں جائیں تو آپ نے فرمایا تیرا ستیاناس ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے پہلے پہلے انہیں فوراً اتار دو۔ تو آپ نے لوگوں سے کپڑے اتروا کر کپڑوں میں رکھ دیے لشکر نے حضرت علی کے اس سلوک کا شکوہ کیا۔

اور زینب بنت کعب اپنے شوہر ابو سعید خدری سے روایت کرتی ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا۔ میں نے سنا آپ فرما رہے تھے لوگو علی کی شکائتیں نہ کرو خدا کی قسم وہ اللہ تعالے کی ذات اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے میں بڑے ہی سخت ہیں۔

اس کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بریدہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ ہو کر یمن میں جنگ کی میں نے آپ میں سختی دیکھی جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے حضرت علی کا تذکرہ کیا تو میں نے دیکھا آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کیا میں مومنوں کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب نہیں ہوں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ تو آپ نے فرمایا جس کا محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے۔ اس کو نسائی نے بھی ثقہ راویوں سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ ایک اور سند سے بھی مروی جو صرف نسائی میں ہے

ذہبی نے کہا زید بن ارقم نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے اور غدیر خم میں قیام فرمایا تو آپ نے خطبہ دیا کہتے ہیں مجھے اب تک وہ لفظ یاد ہیں آپ نے فرمایا

ہیں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی آل اہل بیت۔ تم دیکھو کہ کیسے ان کا حق ادا کرتے ہو یہ دونوں چیزیں الگ الگ نہیں ہونگی یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچیں۔ اللہ میرا مالک ہے اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں محبوب ہوں یہ بھی اس کے محبوب ہیں اے اللہ جو علی سے محبت رکھے اس سے تو محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔

اور ابن جریر نے علی بن زید اور ابو ہارون عبیدی اور موسیٰ بن عثمان کے ذریعہ براء سے روایت کیا کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم غدیر خم میں آئے تو آپ نے درخت کے نیچے ڈیرا لگایا اور آواز دے کر لوگوں کو اکٹھا کیا گیا اور آپ نے علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور فرمایا کیا میں مومنوں کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب نہیں ہوں لوگوں نے کہا ہاں تو فرمایا جس کا میں محبوب ہوں اس کا یہ بھی محبوب ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ تو ان کو عمر بن خطاب ملے اور کہا اے علی آپ کو مبارک ہو آپ تو ہر مومن مرد اور عورت کے محبوب بن گئے۔

اور یہ حدیث ضعیف ہے محدثین نے تصریح کی ہے کہ علی بن زید اور ابو ہارون اور موسیٰ بن عثمان یہ سب ضعیف ہیں ان کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اس کی سند میں ابو اسحٰق بھی ہے اور وہ شیعہ مردود الروایت ہے۔

اور حمزہ نے اپنی سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا کہ جس کا میں محبوب ہوں اس کا علی بھی محبوب ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ہیں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ پھر ابو ہریرہ نے کہا اور وہ غدیر خم کا دن تھا۔

اور جو آدمی اٹھارہ ذی الحجۃ کا روزہ رکھے اس کے لیے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ہے اور یہ حدیث انتہائی کمزور ہے اور بدایہ والنہایہ میں تصریح ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

ابو جعفر بن جریر طبری نے حدیث غدیر پر توجہ کی اور دو جلدیں لکھ دیں ان میں اس حدیث کے تمام طرق اور الفاظ جمع کیے ہیں اور صحیح، ضعیف، غلط، درست جو کچھ بھی ملا سب درج کر دیا جیسا کہ عام محدثین کی عادت ہوتی ہے کہ وہ صحیح اور ضعیف کی تمیز کیے بغیر جو کچھ متعلقہ مضمون کے لیے ملے وہ سب کچھ درج کر دیتے ہیں۔

اور اسی طرح حافظ کبیر ابو القاسم ابن عساکر نے اس خطبہ کے متعلق بہت سی احادیث جمع ہیں اور ان میں صحیح وہی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔ اور ان میں خلافت کے متعلق کوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔

اور ذہبی کہتے ہیں کہ حدیث کا یہ ٹکڑا کہ "جس کا میں محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے"۔ یہ متواتر ہے یقین ہے کہ رسول اللہ نے ضرور ایسا کہا ہوگا اور یہ فقرہ کہ "جو اس سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ" یہ راوی کی زیادت ہے لیکن سنداً قوی ہے اور باقی رہا یہ فقرہ کہ "جو اٹھارہ ذی الحجہ کا روزہ رکھے اسے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب ہے"۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ آیت غدیر خم سے کچھ دن پہلے یوم عرفہ میں اتری۔

اور بخاری مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں غدیر کی حدیث کو بیان نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ان کی شرطوں کے مطابق نہیں ہے۔

اور شیعہ کہتے ہیں کہ انہوں نے تعصب کی بنا پر اس حدیث کو درج نہیں کیا اور وہ اس سے پاک ہیں۔

اور شیعہ حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں۔ کہ

حضور نے فرمایا "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے" اور مولیٰ کا اولیٰ بالتصرف (تصرف کا زیادہ حق دار) معنی ہے

اور تصرف کا زیادہ حقدار ہونا یہی تو امامت ہے

اور یہ چیز مخفی نہیں کہ ان کی پہلی غلطی ان کا یہی استدلال ہے کہ انہوں نے مولیٰ کا ترجمہ اَولیٰ کیا ہے اور تمام اہل لغت اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور مَفعَل کا صیغہ کبھی بھی اَفعَل کے معنی میں نہیں آیا اور سوائے ابو زید لغوی کے کسی نے اس کو جائز نہیں سمجھا وہ آیت کریمہ ہِیَ مَوْلَاکُم کی تفسیر میں ابو عبیدہ کے قول سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کا معنی کیا ہے اَوْلیٰ بِکُم یعنی زیادہ حقدار ہے۔

اور اس کی تردید اس طرح کی جاتی ہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ مقولہ صحیح ہو فُلَانٌ مَوْلیٰ مِنْ فُلَانٍ جیسے کہ یہ صحیح ہے کہ فُلَانٌ اَوْلیٰ مِنْ فُلَانٍ اور اجماعاً باطل ہے۔

اب اگر لازم باطل ہے تو یقیناً ملزوم بھی باطل ہے۔

اور پھر یہ بھی کوئی نص تو نہیں کہ حدیث میں مَوْلیٰ کا ضرور ہی اَوْلیٰ کے معنی میں ہے۔

اور دوسری یہ بات ہے کہ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ مولیٰ بمعنی اَوْلیٰ ہے تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا

کہ اس کا صلہ تصرف ہی ہو۔

بلکہ احتمال ہے کہ مراد اولیٰ بالمحبت یا اولیٰ بالتعظیم (محبت کا زیادہ حقدار یا تعظیم کا زیادہ حقدار) ہو یا کوئی اور چیز مراد ہو۔

اور قرآن مجید میں کتنے ہی مقامات پر اَولیٰ کا آیا ہے جہاں تصرف کا معنی کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا جیسے کہ اس آیت کریمہ میں ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ و ھذا النبی والذین امنوا (بیشک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جو ان کے تابعدار تھے اور یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے) حالانکہ یہاں دو قرینے ایسے بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لفظ مَولیٰ یا اَوْلیٰ محبت کے لیے استعمال ہوا ہے۔

پہلا قرینہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ان لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی جو ان کے ساتھ یمن میں تھے جیسے بریدہ اسلمی اور خالد بن ولید وغیرہ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شکایت کرنے والوں کو ہی منع نہیں کیا تاکہ موالات کے مطالبہ میں مبالغہ ہو اور دعوت میں نرمی ہو جیسا کہ عموماً حضور علیہ السلام کا ایسے حالات میں طریقہ تھا اور اسی مہربانی کے اظہار کے لیے آپ نے اپنا خطبہ ان الفاظ سے شروع فرمایا "کیا میں مومنوں کے انکی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب نہیں ہوں۔

اور دوسرا قرینہ حضور کے وہ الفاظ ہیں جو بعض روایات میں ہیں "اے اللہ جو علی سے محبت رکھے اس سے محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ"۔ اور اگر مَولیٰ سے مراد "امور میں تصرف کرنے والا اور یا "تصرف کا زیادہ حقدار" ہوتا

تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح کہتے اے اللہ ان سے محبت رکھ جو علی کے تصرف میں ہیں یا وہ ان سے عداوت رکھ جو ان کے تصرف میں نہیں۔ تو جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے محبت اور عداوت کا ذکر کیا ہے تو وہاں آپ کی محبت کے وجوب اور آپ کی عداوت سے بچنے پر تنبیہ کرنا مقصود ہے نہ کہ تصرف اور عدم تصرف کی بحث اور آپ کی مراد اس سے خلافت ہوتی تو آپ صراحتاً اس کو بیان کر دیتے۔

نوٹ: یہاں تک روح المعانی کی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا۔

ابو نعیم حضرت حسن مثنیٰ بن حسن سبط النبی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

کہ آپ سے صحابہ کرام نے اس واقعہ کے متعلق سوال کیا کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک خلافت امیر کرم اللہ وجہہ کے لیے نص ہے تو آپ نے فرمایا لو کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اراد

خلافته لقال ایها الناس هذا اولی امری والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا۔
اگر حضور نے خلافت امیر کا ارادہ فرمایا ہوتا تو آپ فرماتے اے لوگو یہ اَولیٰ ہیں میری حکومت ہیں اور میرے قائم مقام ہیں تم سنو اور اطاعت کرو۔

دوسرے جہاں استثناء کیا ہے ولایت علی سے وہ محبت علی کرم اللہ وجہہ ہے اس لیے کہ کہیں اس اعلان کو بعدی فرما کر مقید نہیں کیا۔

اور ظاہر ہے کہ اگر ولایت بمعنی خلافت مانا جائے تو ایک زمانہ میں دو خلافتیں مجتمع ہو جائینگی۔ اور اجتماع ولایتین بمعنی خلافت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس تقدیر پر بھی ماننا پڑے گا کہ اَولیٰ سے مراد اَولیٰ بالمحبت ہی ہے۔

اور حضرات شیعہ کا یہ تمسک ہے کہ مَولیٰ سے مراد اَولیٰ بالتصرف ہے اور وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ الست اولی بالمومنین من انفسہم۔

اور اہل سنت کہتے ہیں کہ اس جگہ اولی بالمومنین سے مراد اَولیٰ بالمحبۃ ہے گویا حضور کا فرمانا یہ ہے کہ الست اولی بالمومنین من انفسہم بالمحبۃ۔

بلکہ داعیہ تحقیق میں یوں کہنا چاہیئے اَولیٰ اس جگہ مشتق ہے ولایت سے اور ولایت بمعنی محبت ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے الست احب الی المؤمنین من انفسہم یعنی کیا میں مومنوں کو ان کی جان سے زیادہ محبوب نہیں ہوں تو اب حاصل معنی سارے اعلان کے یہ ہوں گے۔

یا معشر المومنین انکم تحبونی اکثر من انفسکم فمن یحبنی یحب علیا اللھم احب من احبہ وعاد من عاداہ۔

اے ایمان والو تم مجھے محبوب رکھتے ہو اپنی جان سے زیادہ تو جو مجھے محبوب رکھتا ہے وہ علی کو بھی محبوب رکھے۔ الٰہی اسے محبوب رکھ جو علی کو محبوب رکھے اور اسے مبغوض رکھ جو علی کرم اللہ وجہہ سے عداوت کرے۔

اور یہی معنی آیت کریمہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ پ۲۱ سورۃ احزاب رکوع اول اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

وھو مسوق لنفی نسب الادعیاء ممن یتبنونہم وبیانا ان زید بن حارثۃ لاینبغی ان یقال انہ ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم لان نسبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی

جمیع المؤمنین کالاب الشفیق بل اذید وازواجہ علیہ السلام امھاتھم والانبیاء فی النسب احق واولی من غیرھم۔

یہ آیت کریمہ اپنے سیاق میں مدعین نسب کی نفی کرتی ہے جو متبنی ہوکر مشارکت نسبی کرے اور یہ بیان حضرت زید بن حارثہ کے متعلق ہے کہ ہرگز ایسا نہ چاہیئے کہ مشرکین کی طرح کہا جائے کہ وہ ابن محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لیے کہ نسب نبی صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو تمام مومنین کی طرف مثل شفیق باپ کے ہے بلکہ اس سے بھی زائد اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن امہات المومنین ہیں اور جو اقربا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نسب میں ہیں وہ احق بہ تعظیم اور اولی بالمحبۃ ہیں غیروں کے مقابلہ میں۔

پھر علامہ آلوسی آخری فیصلہ فرماتے ہیں۔

ثم ان الاخبار الواردۃ من طریق اھل السنۃ الدالۃ علی ان ھذہ الایۃ نزلت فی علی کرم اللہ وجھہ وانہ ولی المؤمنین بالمعنی الذی قررناہ ونحن لاننکر ذالک وملعون من ینکرہ۔

فرماتے ہیں کہ طریقہ اہل سنت سے جو احادیث وارد ہیں وہ اس امر پر دال ہیں کہ آیہ کریمہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یقیناً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اس میں فضیلت علی کرم اللہ وجہہ سے زائد اور کوئی چیز نہیں اور وہ یقیناً ولی المومنین ہیں لیکن ولی کے معنی وہی ہیں جو ہم نے پہلے مقرر کیے۔ اور ہم ہرگز اس سے منکر نہیں بلکہ وہ ملعون ہے جو ولایت علی اور محبت وتعظیم علی سے انکار کرے کرم اللہ وجہہ الکریم (روح المعانی)

اب حسب موقعہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں اس لغت کا استعمال جن معنی میں ہوا ہے وہ بھی یک جا جمع کردیا جائے۔

قرآن کریم میں لفظ مولی تقریباً چھ مقام پر استعمال ہوا ہے۔ وھو ہذا۔

پارہ ۹۔ رکوع ۱۹۔ وان تولوا فاعلموا ان اللہ مولکم نعم المولی ونعم النصیر

پارہ ۱۷ رکوع ۹ و ۱۷۔ لبئس المولی ولبئس العشیر۔ واعتصموا باللہ ھو مولکم فنعم المولی ونعم النصیر۔

پارہ ۲۵ رکوع ۱۵۔ یوم لایغنی مولیً عن مولیً شیئا ولاھم ینصرون

پارہ ۲۶ رکوع ۵۔ ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا وان الکافرین لامولی لھم

ان تمام آیتوں میں مولیٰ بمعنی دوست اور مددگار کے آیا ہے۔

مَوْلٰہ۔ قرآن کریم میں ۲ جگہ آیا ہے۔

پارہ ۱۴۔ رکوع ۱۲۔ وھو کل علی مولٰہ (مولی بمعنی آقا)

پارہ ۲۸ رکوع ۱۹۔ فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین۔ مَوْلٰہٗ بمعنی مددگار

مولٰنا

پارہ ۳۔ رکوع ۸۔ انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین (مولٰنا بمعنی مولیٰ ہیں)

پارہ ۱۰ رکوع ۱۳۔ ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (مولٰنا بمعنی مولی)

مَولٰھم ۲ جگہ آیا ہے

پارہ ۷ رکوع ۱۴۔ ثم ردوا الی اللہ مولٰھم الحق۔ اپنے مولی اللہ کی طرف

پارہ ۱۱۔ رکوع ۸۔ وردوا الی اللہ مولٰھم الحق

مولّیھا صرف ایک جگہ آیا ہے۔

پارہ ۲۔ رکوع ۳۔ ولکل وجھۃ ھو مولّیھا۔ اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے

مَولٰکم پانچ مقام پر ہے

پارہ ۴۔ رکوع ۷۔ بل اللہ مولٰکم۔ بلکہ اللہ تمہارا مولی ہے

پارہ ۹ رکوع ۹۔ وان تولوا فاعلموا ان اللہ مولٰکم۔ نعم المولی ونعم النصیر بمعنی مولی ہر دو جگہ۔

پارہ ۱۷ رکوع ۱۷۔ ھو مولٰکم فنعم المولی ونعم النصیر۔ بمعنی مولی ہر دو جگہ

پارہ ۲۷ رکوع ۱۸۔ ھی مولٰکم وبئس المصیر۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔

پارہ ۲۸۔ رکوع ۱۹۔ واللہ مولٰکم وھو العلیم الحکیم۔ اللہ تمہارا مولی ہے

مَوَالِیکم صرف ایک جگہ آیا ہے

پارہ ۲۱ رکوع ۱۷۔ فاخوانکم فی الدین وموالیکم۔ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔

مَوَالِیَ دو جگہ آیا ہے۔

پارہ ۵۔ رکوع ۲۔ ولکل جعلنا موالی۔ اور ہم نے سب کے لیے مال کے مستحق بنائے۔

پارہ ۲۶۔ رکوع ۴ ولیس لہ من دونہ اولیاء۔ اور نہیں اس کے لیے اللہ کے سوا مددگار

ولیکم تمام قرآن کریم میں ایک جگہ آیا ہے

پ ۶۔ رکوع ۱۲۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ۔ تمہارے نہیں ہیں دوست مگر اللہ اور اس کا رسول۔

ولینا دو جگہ ہے

پ ۹۔ رکوع ۹۔ انت ولینا فاغفر لنا۔ تو ہمارا مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے۔

پ ۲۲ رکوع ۱۱ قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم۔ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ

ولیی دو جگہ آیا ہے

پ ۹۔ رکوع ۱۴۔ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب بیشک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری۔

پ ۱۳۔ رکوع ۵ انت ولی فی الدنیا والاخرۃ۔ تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

ولیہم دو جگہ ہے

پ ۸۔ رکوع ۷۔ وھو ولیہم۔ وہ ان مولیٰ ہے۔

پ ۱۴ رکوع ۱۴۔ فزین لہم الشیطان اعمالہم فھو ولیہم الیوم۔ تو شیطان نے ان کے کوتک ان کی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے تو آج وہی ان کا رفیق ہے

ولیہما صرف ایک جگہ ہے

پ ۴۔ رکوع ۴ واللہ ولیہما۔ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے۔

ولیہ تین جگہ ہے

پ ۳۔ رکوع ۷۔ فلیملل ولیہ بالعدل۔ تو اس کا ولی انصاف سے لکھائے

پ ۱۵۔ رکوع ۴۔ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ اور جو ناحق قتل کیا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے۔

پارہ ۱۹۔ رکوع ۱۹ ثم لنقولن لولیہ۔ پھر اس کے وارث سے کہیں گے۔

ولیاً بارہ جگہ آیا ہے۔

پ۵۔ رکوع ۴۔	وکفی باللہ ولیا۔ اور اللہ کافی ہے والی
″ ″ ۷۔	واجعل لنا من لدنک ولیا۔ اور دے اپنے پاس سے ہمارے لیے کوئی حمایتی
″ ″ ۹۔	ولا تتخذ وا منہم ولیا ولا نصیرا۔ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار
″ ″ ۱۵۔	ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون اللہ۔ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے۔
پ۶۔ رکوع ۴۔	ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار
پ۷۔ رکوع ۸۔	قل اغیر اللہ اتخذ ولیا۔ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا بناؤں کسی اور کو والی۔
پ۱۵۔ رکوع ۱۴۔	ولن تجد لہ ولیا مرشدا۔ اور ہرگز اس کا حمایتی نہ پائے گا۔
پ۱۶۔ رکوع ۴۔	فہب لی من لدنک ولیا یرثنی۔ تو مجھے اپنے پاس سے دے جو میرا والی ہو تاکہ وہ میرے ورثہ کا حقدار ہو۔
پ۱۶۔ رکوع ۶۔	فتکون للشیطان ولیا۔ تو ہو جائیگا تو شیطان کا رفیق
پ۱۷۔ رکوع ۱۸۔	ولا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔ اور نہ وہ پائیں گے اپنے لیے اللہ کے سوا حامی نہ مددگار
پ۲۲۔ رکوع ۵۔	لا یجدون ولیا ولا نصیرا۔ نہ پائیں گے کوئی حامی نہ مددگار
پ۲۶۔ رکوع ۱۱۔	ثم لا یجدون ولیا ولا نصیرا۔ پھر نہ پائیں گے کوئی حمایتی نہ مددگار

ولی ۱۸ جگہ آیا ہے

پ۱۔ رکوع ۱۳۔	ومالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر۔ اور نہیں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار
پ۱۔ رکوع ۱۴۔	مالک من اللہ من ولی ولا نصیر۔ نہیں تیرے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ مددگار
پ۳۔ رکوع ۲۔	اللہ ولی الذین آمنوا۔ اللہ والی ہے ان کا جو ایمان لائے۔

پ۳ - رکوع ۸ - وارحمنا انت مولٰنا ۔ اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے۔

پ۸ رکوع ۱۲ - لیس لہم من دونہ ولی ولا شفیع ۔ نہیں ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی۔

پارہ ۷ رکوع ۱۴ - لیس لہا من دون اللہ ولی ولا شفیع ۔ نہیں اس کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی۔

پ۱۰ رکوع ۱۶ - وما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر ۔ اور نہیں ان کے لیے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار

پارہ ۱۱ - رکوع ۳ - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۔ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی اور نہ مددگار

پ۱۳ - رکوع ۱۱ - مالک من اللہ من ولی ولا واق ۔ نہیں تیرا اللہ کے آگے کوئی حمایتی اور نہ بچانے والا۔

پ۱۵ - رکوع ۱۲ ولم یکن لہ ولی من الذل ۔ اور ہرگز نہ ہوگا اس کا کوئی حمایتی اس کی ذلت کی وجہ سے

پ۱۵ - رکوع ۱۶ - مالہم من دونہ من ولی ۔ نہیں اسکا اللہ کے سوا کوئی والی

پ۲۰ - رکوع ۱۴ - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۔ اور نہیں تمہارے لیے اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست کام بنانے والا اور نہ مددگار

پ۲۴ - رکوع ۱۹ - کانہ ولی حمیم ۔ گویا کہ گہرا دوست ہے۔

پ۲۵ - رکوع ۲ - فاللہ ھو الولی ۔ تو اللہ ہی والی ہے۔

پ۲۵ - رکوع ۴ - وھو الولی الحمید اور وہی کام بنانے والا تعریف کیا گیا ہے۔

" رکوع ۵ - وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۔ اور نہیں تمہارا اللہ کے سوا کوئی دوست نہ مددگار

" رکوع ۶ - فما لہ من ولی من بعدہ ۔ تو نہیں اس کا کوئی رفیق اللہ کے بعد

" رکوع ۱۵ - واللہ ولی المتقین ۔ اور اللہ ڈر والوں کا دوست ہے۔

اولیاء ۴۳ جگہ آیا ہے

پ۳ - رکوع ۲ والذین کفروا اولیٰئہم الطاغوت ۔ اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے حمایتی

شیطان ہیں۔

پ۳۔ رکوع ۱۱۔	لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا۔
پ۴ رکوع ۹۔	انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ۔ وہ تو شیطان ہی ہے کہ اپنے دوستوں کو خائف کرتا ہے۔
پ۵۔ رکوع ۷۔	فقاتلوا اولیاء الشیطان۔ تو لڑو شیطان کے دوستوں سے۔
؍ رکوع ۹۔	فلا تتخذوا منہم اولیاء۔ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ
؍ رکوع ۱۷۔	الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔
پ۶۔ رکوع ۱۲۔	یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض۔ اے ایمان والو یہود و نصاری کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔
پ۶۔ رکوع ۱۳۔	والکفار اولیاء۔ اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ
؍ رکوع ۱۵۔	وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء۔ اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے
پ۸۔ رکوع ۲۔	وقال اولیٰئھم من الانس۔ اور ان کے دوست آدمی عرض کریں گے
؍ رکوع ۸۔	ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ اور نہ پیروی کرو۔ اللہ کے سوا۔ اولیاء بمعنی پیرو۔
پ۸۔ رکوع ۱۰	انہم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ۔ انہوں نے بنایا شیطانوں کو والی اللہ کے سوا
پ۹۔ رکوع ۱۸۔	وما کانوا اولیاءہ ان اولیاؤہ الا المتقون۔ اور وہ اس کے اہل نہیں ہیں کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔
پ۱۰۔ رکوع ۲۔	والذین کفروا بعضہم اولیاء بعض۔ اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں۔
پ۱۰۔ رکوع ۲۔	اولئک بعضہم اولیاء بعض۔ وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

پارہ ۱۰ رکوع ۹ - یاایہا الذین آمنوا لاتتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء۔ اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔

〃 رکوع ۱۵ - بعضہم اولیاء بعض۔ بعض انکے رفیق ہیں بعض کے

〃 ۱۱ - رکوع ۱۲ - الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ خوف ہے نہ کچھ غم

پ۱۲ - رکوع ۲ - وماکان لہم من دون اللہ من اولیاء۔ اور نہیں ہے ان کا کوئی اللہ کے سوا حمایتی۔

پ۱۲ - رکوع ۱۰ - ومالکم من دون اللہ من اولیاء۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں۔

پ۱۳ - رکوع ۸ - قل افاتخذتم من دونہ اولیاء۔ فرمادیجیے کیا اللہ کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالیے ہیں۔

پ۱۵ - رکوع ۱۱ - فلن تجد لہم اولیاء من دونہ۔ تو ہرگز نہ پاؤ گے اسکے سوا کوئی حمایتی۔

پ۱۵ - رکوع ۱۹ - افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی۔ تو کیا بناتے ہو اسے اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا

پ۱۶ - رکوع ۳ - افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء۔ تو کیا کافر سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنائیں گے۔

پ۱۸ - رکوع ۱۷ - ان نتخذ من دونک من اولیاء۔ بنائیں گے تیرے سوا اور کو مولیٰ

پ۲۰ - رکوع ۱۶ - اتخذوا من دون اللہ اولیاء۔ اللہ کے سوا اور مالک بنالیے۔

پ۲۳ - رکوع ۱۵ - والذین اتخذوا من دونہ اولیاء۔ وہ جنہوں نے بنالیے والی اللہ کے سوا

پ۲۴ - رکوع ۱۸ - نحن اولیاؤکم۔ ہم تمہارے دوست ہیں۔

پ۲۵ - رکوع ۲ - ام اتخذوا من دونہ اولیاء۔ کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہراتے ہیں

〃 رکوع ۶ - وماکان لہم من اولیاء۔ اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے

〃 رکوع ۱۷ - ولاما اتخذوا من دون اللہ اولیاء۔ اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے۔

〃 رکوع ۱۸ - وان الظلمین بعضہم اولیاء بعض۔ اور بیشک ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

پ۲۶ رکوع ۴۔ ولیس لہ من دونہ اولیاء۔ اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں۔

پ۲۸ رکوع ۴۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ

پ۲۸ رکوع ۱۱۔ انکم اولیاء للہ۔ تم اللہ کے دوست ہو

اولیائکم ایک جگہ آیا ہے۔

پ۲۱ رکوع ۱۷ الا ان تفعلوا الی اولیٰئکم معروفا۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی کسی قسم کا احسان کرو۔

اولیائہم ایک جگہ آیا ہے۔

پ۸ رکوع ۱۔ وان الشیاطین لیوحون الی اولیٰئہم۔ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔

قرآن کریم میں مولیٰ۔ مولٰہم۔ مولانا۔ مولاکم۔ موالیکم۔ موالی۔ ولیکم۔ ولینا ولیی۔ ولیہم۔ ولیہما۔ ولیہ۔ ولیا۔ ولی۔ اولیاء۔ اولیائکم۔ اولیائہم

کل ۹۶ مقام پر ہے اور اس کے تمام معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

دوست۔ مددگار۔ منہ کرنا۔ مولیٰ۔ مستحق ورثہ۔ والی۔ کام بنانے والا۔ رفیق۔ سنبھالنے والا۔ وارث ورثہ۔ حمایتی۔ حامی۔ بچانے والا۔ کام بنانے والا۔ اولیا۔ محبوب۔ مالک۔

ان معنی میں خلافت کے معنی کہیں نہیں آئے۔

قطع نظر اس کے دیکھنا یہ ہے کہ یہ الیکشن بعد وفات سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہو چکا۔ اب اس قصہ کے دہرانے اور وہی پرانا راگ الاپتے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں جیسے جس وقت جس طرح مسند نشین مصطفےٰ بننا تھا بن گیا۔

پھر مسند نشین ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔

جہاں صدیق و فاروق و ذوالنورین کو مسند نشین مانا جاتا ہے وہاں حضرت امیر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مسند نشین مصطفیٰ ہونے میں کسی کو شک و شبہ نہیں۔

بحث تو صرف اور صرف اس میں ہے

کہ خلیفۃ اللہ بلا فصل کون ہوا۔ مسند مصطفیٰ پر پہلے کون متمکن ہوا۔

یہ حضرات شیعہ کا مسلمہ اعتقاد ہے کہ خلافت علی منہاج النبوت بغیر مشیت الٰہی کسی کو نہیں

ملتی۔ بنا بریں یہ کہنا تو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالے جسے خلیفہ بنانا چاہتا تھا وہ تو نہ بن سکے اور دوسرے اس مسند پر آ جمے۔ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو لازم آتا ہے کہ ارادۃ اللہ پر ارادہ عبد غالب ہے اور یہ باطل ہے۔

بہرحال

انصاف کی نظر سے دیکھنے والے کو صاف نظر آتا ہے کہ اولیت و ثانویت موجب اعزاز نہیں بلکہ خلافت سنت الٰہی کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چوتھے درجہ میں اس لیے ہوئی کہ آپ مقام ولایت کے علی منہاج النبوت خاتم تھے۔

تو بلا تشبیہ جیسے جناب ختمی مآب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے اور خاتم الانبیاء قرار پائے اسی طرح حضرت مولائے کائنات اسد اللہ علی کرم اللہ وجہہ خاتم ولایت ہونے کی بنا پر خلافت کے آخر پر خلیفہ ہوئے۔

اب رہی فضیلت صدیق اکبر سو وہ خلیفہ اول ہونے کی بنا پر نہیں۔

بلکہ اعلان سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ میں کہ ارشاد ہوا۔ افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیق۔

اور جہاں یہ فضیلت صدیق اکبر کو حاصل ہوئی وہاں

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں ارشاد ہوا جس کے معنی ہی بتا رہے ہیں کہ جس کے دل میں محبت سرور عالم ہے اس کا دل محبت علی کرم اللہ وجہہ سے لازمی طور معمور ہوگا۔ اور محبوبان حق وہی ہیں جو حضرت علی شیر خدا کی محبت کو جزو ایمان جانیں اور جن کے دل میں عداوت ہو وہ عاد من عاداہ کا مستحق ہے اور جس کے دل میں محبت ہو وہ وال من والاہ کا حقدار ہے۔

یہ ہے خلاصہ تحقیق انیق اس پر بھی اگر کوئی موشگافی کی جرأت ہے وہ مفرط ہے اور مفرط سے مکالمہ افراط و تفریط کے مریضوں کا کام ہے واللہ الہادی۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

فرما دیجئے اے اہل کتاب نہیں ہو تم کسی شے پر جبتک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ نازل ہوا تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے ۔ اور بے شک اے محبوب زیادتی ہوگی بہتوں کی ان میں جو تمہاری طرف اترا اس سے شرارت اور کفر کی ۔ تو تم مایوس نہ ہو کافروں کے معاملہ پر۔

شان نزول :۔ رافع بن حارثہ ۔ سلام بن مشکم ۔ مالک بن صیف ۔ رافع بن حرملہ یہودی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ۔ آپ کا یہ دعوی ہے کہ آپ ملت ابراہیمی پر ہیں اور آپ ہمارے نبیوں اور کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ پھر آپ ہماری مخالفت کیوں کرتے ہیں حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے مگر تم لوگ اپنے دین اور کتب سے منکر ہو گئے ہو تم نے اپنے لیے نیا دین گھڑ لیا ہے جن احکام کو ظاہر کرنے کا تم کو حکم تھا تم نے چھپا دیئے ۔ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں وہ بولے کہ ہم آپ کے دین سے بیزار ہیں اور ہم حق پر ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ خازن

اس آیت کریمہ میں یہود و نصاریٰ کو توبیخ ہے کہ تم لوگ کسی مذہب پر نہیں جبتک ان احکام کی پیروی نہ کرو جو توریت و انجیل میں ہے اور وہ صفات و نعت جناب مصطفی علیہ التحیہ والثنا ہے ۔ حضور کی اتباع کا حکم ہے جبتک اس کے مطابق نہ چلیں اور قرآن کریم کو نہ مانیں ان کا مذہب کچھ نہیں مگر ان کی شر انگیزی اور کفر پرستی اور زیادہ ہوتی جائے گی جتنا قرآن نازل ہوگا ان کا مکابرہ اور عناد ہی ترقی کریگی تو آپ ان کی اس مخالفت سے غمگین ہو کر مایوس نہ ہوں ۔ مدارک

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

بے شک وہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور وہ جو یہودی ہیں اور ستارہ پرست اور نصرانی جو بھی ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اور نیک عمل کریں تو ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کوئی اندیشہ ۔

اس میں کلام مستانف کے ساتھ ترغیب ایمان اور عمل صالح کی فرما کر ان کی اندرونی حالت کا اظہار کیا ہے ۔ چنانچہ ثوری سے مروی ہے کہ انہم الذین آمنوا بالسنتہم و ھم المنافقون یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے ایمان لائے اور بدر حقیقت منافق تھے ۔

واختار القاضی ان المراد بہم المتدینون بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلصین کانوا اومنافقین ۔ قاضی اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد متدین بہ دین مصطفی ہیں عام اس سے کہ

مخلص الایمان ہوں یا منافق اور ھادوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو یہودیوں میں داخل ہیں اور الصٰبئون کے متعلق حسن حلبی کہتے ہیں۔ قوم خرجوا عن دین الیہود والنصاری وعبدوا الملائکۃ یہ وہ قوم ہے جو یہود و نصاریٰ سے نکل کر ملائکہ پرستی میں پڑ گئی اور ستارہ پرست بھی۔ بعض نے کہا

حسن المحاضرۃ فی اخبار المصر والقاھرۃ میں حضرت جلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ ذکر ائمۃ النار - بخ میں فرماتے ہیں۔

ان آدم علیہ السلام اوصی لابنہ شیث وکان فیہ وفی بنیہ النبوۃ والدین وانزل علیہم تسعا وعشرین صحیفۃ وانہ جاء الی ارض مصر۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث کو جنہیں نبوت اور دین عطا ہوا تھا وصیت کی اور حضرت شیث علیہ السلام پر ۲۹ صحیفے نازل ہوئے اور وہ ارض مصر میں تشریف لائے اور آپ کو ایلون بلایا گیا چنانچہ آپ اور اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ ایلون تشریف لے گئے۔

حضرت شیث علیہ السلام تو پہاڑ کے اوپر سکونت پذیر ہوئے اور اولاد قابیل نیچے کے میدان میں رہے۔

پھر شیث علیہ السلام کے خلیفہ ان کے بیٹے انوش ہوئے اور ان کے خلیفہ ان کے بیٹے قونان بنے اور قونان کے جانشین ان کے بیٹے مہلائیل کو حاصل ہوئی اور ان کی جگہ ان کے بیٹے یرد خلیفہ ہوئے اور مہلائیل نے وصیت شیث دے کر تمام علوم میں ماہر کر دیا و اخبرہ بما یحدث فی العالم اور دنیا میں جو آدم علیہ السلام آنے والے تھے سب کی خبر دی اور فن نجوم میں بھی ماہر کر دیا۔

اور وہ کتاب جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی وہ اپنے بیٹے اخنوخ کو دی پھر چالیس سال کے بعد اخنوخ جنہیں ادریس علیہ السلام (غالباً کہا جاتا ہے) منصب نبوت پر فائز ہوئے اور آپ ہی کو ہرمس کہا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں یہاں کا بادشاہ محویل بن اخنوخ بن قابیل تھا۔ لئے حضرت ادریس علیہ السلام سے کد ہوئی۔ اس نے کچھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے شر سے محفوظ کیا اور آپ پر تیس صحیفے نازل کیے تو جب آپ کی تبلیغ عام ہوئی تو جو اس کے پیرو ہوئے وہ ملت صابیہ کہلاتی ہے۔

اس ملت میں توحید الٰہی اور طہارت اور روزہ وغیرہ احکام تھے۔

ایک قول ہے کہ صابیہ منسوب ہے صابی بن متوشلخ بن ادریس کی طرف اور یہ حنفیت اولی

ایک قول یہ ہے کہ صابئی بن ماوی زمانہ خلیل علیہ السلام میں تھا۔
ایک قول یہ ہے کہ صابئی عرب کے نزدیک اسے کہتے ہیں جو اپنی قوم کے دین سے خارج ہوگیا ہو۔ تو آیت کریمہ سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ باوجود اس کے کہ اس کی ضلالت اور زیغ عن الادیان اظہر من الشمس ہے تو جب اس کی توبہ قبول ہے بشرطیکہ وہ اپنی اصلاح کرلے تو پھر اس سے غیر بطریق اولیٰ قبولیت کا حقدار ہے (روح المعانی)

والنصاریٰ جمع نصرانی کی ہے۔

سب کو مبتدا کی جگہ من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحاً تک دے کر اس کی خبر دی۔
فلاخوف علیہم ولاھم یحزنون ۔ تو انہیں نہ کوئی خوف ہے نہ غم (روح المعانی)

آگے ارشاد ہے

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُھُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

بے شک لیا ہم نے بنی اسرائیل سے عہد اور ان کی طرف بھیجے ہم نے رسول جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر جو ان کی خواہش نفس کے خلاف تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ انہیں کوئی سزا نہ ہوگی تو اندھے اور بہرے ہوگئے پھر اللہ نے توبہ قبول کی ان کی پھر اندھے بہرے ہوگئے ان میں کے بہت اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے۔

لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل سے وہ عہد لینا مراد ہے جو ان میں تشریف لائے ہوئے انبیائے کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے متعلق لیا اور اس امر کی اتباع پر جو ان کے لیے جائز اور ناجائز پر نازل ہوا اور توحید کے اعتراف پر اور تمام شرائع اور احکام مکتوبہ فی التورات پر لیا۔

اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام ہے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ میثاق تین عہد لیے گئے ایک عہد رب تعالیٰ کی ربوبیت کا ہے۔ دوسرا عہد انبیائے کرام سے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا ہے۔ تیسرا عہد اہل کتاب سے کتب الٰہیہ کی تبلیغ کرنے کا ہے۔

پھر وارسلنا الیہم رسلا ان کی طرف بہت سے انبیائے کرام مبعوث کیے جن کو وہ جانتے ہوئے اور ان کے ساتھ موعظت وتذکیر اور ان کے دین پر اتباع کا معاہدہ کیا۔

رسل سے مراد انبیاء کرام ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اس دوران میں ایک ہزار پیغمبر تشریف لائے جو سب بنی اسرائیل سے تھے جن میں سے بعض کا نام قرآن کریم میں موجود ہے جیسے حضرت داؤد و سلیمان و زکریا وغیرہ علیہم السلام۔ بعض کے نام حدیث پاک میں آگئے جیسے شعیا۔ ارمیا۔ یوشع علیہم السلام۔

کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم۔ تو جو رسول تشریف لایا ان احکام کے ساتھ جس سے ان کا نفس اور خواہش مخالف تھے اور احکام شرعیہ کا اتباع انہیں مشقت کی وجہ سے شاق گذرا اور ان کی ہولئے نفسانی نے اسے برداشت نہ کیا کلما جاءھم رسول من اولئک الرسل بما لا تحبہ انفسھم المنھمکۃ فی الغی والفساد من الاحکام الحقیقۃ والشرائع عصوہ وعادوہ جب بھی ان رسولوں میں سے کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا احکام حقیقت و شرائع میں سے جس کو ان کے فساد اور گمراہی میں غرق شدہ نہ چاہتے تھے تو انہوں نے اس کی مخالفت بھی کی اور اس سے دشمنی بھی کی۔ یہ آیت کریمہ کا مفہوم ہے تو ان میں دو فریق ہو گئے۔

فریقا کذبوا۔ ایک فریق ان احکام کو ہی جھٹلا تا رہا۔ و فریقا یقتلون اور دوسرا فریق انبیاء کے قتل میں پڑ گیا۔

وَحَسِبُوْٓا اَنْ لَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔

اور اپنے گمان میں یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان پر اس فعل قبیح کی وجہ سے کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا۔ تو فعموا اندھے ہو گئے دین سے اور اس ہدایت سے جو انبیاء لئے انہیں کی۔ وصموا اور بہرے ہو گئے استماع حق سے اس میں اشارہ ہے اس پہلی گمراہی کی طرف جو بنی اسرائیل میں ہوئی اور احکام توریت کی مخالفت کی اور محارم پر آمادہ ہو گئے اور حضرت شعیا علیہ السلام کو شہید کر ڈالا۔ اور

ایک قول ہے کہ حضرت ارمیا علیہ السلام کو محبوس کیا۔

ثم تاب اللہ علیہم پھر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور بابلی مینی جو ایک مدت طویل تک جو بخت نصر بابلی کے قہر میں گھرے ہوئے تھے۔ اس سے نجات دی اور ایک زبردست بادشاہ ملوک فارس سے بیت المقدس کی طرف بھیجا۔ جس نے تمام عمارتیں صحیح کیں اور بنی اسرائیل اپنی سابقہ آزادی میں آئے۔

ایک قول یہ ہے کہ بہمن بن اسفندیار کے دل میں ان پر رحم ڈالا اور اس نے بخت نصر بابلی کے مظالم سے نجات دلا کر حضرت دانیال علیہ السلام کو ان پر بھیجا اور ان کی کھوئی ہوئی عظمت واپس آئی۔

جس کا تذکرہ دوسرے مقام پر بھی ہے ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ جب آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہو گئے تو پہلی غلامی اور ذلت بھول گئے اور ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا پھر اندھے بہرے ہو گئے یہ دوبارہ کی سرکشی کی طرف اشارہ ہے جس ضلالت و گمراہی میں حضرت زکریا حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔

كَثِيرٌ مِّنْهُمْ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ اور اس خیال والے ان میں اکثر تھے اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے (روح المعانی)

اب قبائح نصاری کی تفصیل اور ان کے اقوال کا ابطال شروع ہوا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ

بے شک کافر ہوئے وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔

نصاریٰ کے بہت فرقے ہیں۔ ان میں سے یعقوبیہ اور ملکانیہ دو فرقے وہ ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مریم نے اللہ جنا اور یہ بھی ان کا خیال ہے کہ معاذ اللہ۔ اللہ نے ذات عیسیٰ میں حلول کیا اور وہ ان کے ساتھ متحد ہو گیا تو عیسیٰ اللہ ہو گئے (خازن) تو اس خیال فاسدہ کا اس طرح رد کیا۔

وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ۔

اور مسیح نے فرمایا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے بیشک جو شرک کرے اللہ کے ساتھ تو یقیناً اللہ نے حرام کر دی ہے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں (یعنی مشرکوں کا) کوئی مددگار نہیں۔

حضرت مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی صفات ارفع و اعلیٰ ہے کہ میرا اور تمہارا سب کا وہی رب ہے میں اس کا بندہ ہوں نہ کہ اللہ جیسا کہ تم اپنے توہمات کی بنا پر کہتے ہو حلول کا عقیدہ بھی باطل ہے اور مجھے خدا کہنے کا دعوے بھی غلط ہے اور اگر تم اپنے توہمات میں ہی پڑے رہے تو یاد رکھو کہ یہ شرک ہے اور جو اللہ کا شریک مانے وہ مشرک ہے اور اس پر اللہ نے جنت حرام فرمائی ہے۔ اس کا ٹھکانہ ابد الآباد کے لیے جہنم ہے اور اس کا کوئی ناصر اور مددگار نہیں ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى

اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ

بیشک وہ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے اور خدا تو کوئی نہیں مگر ایک واحد قہار اور اگر نہ باز آئے اپنے کہنے سے تو انہیں پہنچے گا جو کافر ہوئے دردناک عذاب تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور بخشش نہیں مانگتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ دوسرے دو فرقوں کا خیال ہے ایک مرقوسیہ اور دوسرا نسطوریہ

ان کا یہ کہنا کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ اس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ معاذ اللہ۔ اللہ اور مریم اور عیسیٰ تینوں آلہہ ہیں اور منصب الوہیت ان تینوں میں مشترک ہے۔

متکلمین فرماتے ہیں کہ نصاریٰ کے عقیدہ میں باپ بیٹا روح القدس یہ تینوں مل کر ایک الٰہ ہیں۔

اس کا رد کیا گیا اور فرمایا وما من الٰہ الا الٰہ واحد۔ اور کوئی خدا نہیں مگر ایک خدا نہ اس کا کوئی ثانی نہ ثالث بلکہ وہ ذات وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد ہے۔ اس کا شریک نہیں۔

لَاضِدٌّ وَلَانِدٌّ وَلَا حَدٌّ لِرَبِّیْ   اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلِقْ ذَوَالَا

پھر تو بار ارشاد ہوا وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم

اگر وہ اپنے اس عقیدہ سے باز نہ آئے تو انہیں دردناک عذاب پہنچے گا یعنی اگر تثلیث کے عقیدہ کو نہ چھوڑا اور توحید اختیار نہ کی تو وہ مرنے کے بعد عذاب الیم میں مبتلا ہوں گے۔

پھر تشفیقاً ارشاد ہوا کہ انہیں چاہئے کہ توبہ کریں اور اللہ سے بخشش طلب کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر اس امر کی مزید تصریح فرمائی کہ مسیح اور ان کی والدہ حقیقتاً کیا ہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔

مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ہ

مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول اس سے پہلے بہت رسول ہو گذرے اور اس کی والدہ صدیقہ ہیں دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھئے ہم کیسی صاف نشانیاں انکے لیے بیان کرتے ہیں پھر دیکھئے وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔

یعنی جب مسیح ان رسولوں جیسے ایک رسول ہیں جو ان سے پہلے بھی بہت رسول گذر چکے ہیں تو انہیں الٰہ ماننا غلط ہے اور ایسا عقیدہ کسی غیر خدا کے ساتھ رکھنا کفر ہے۔

البتہ وہ بھی مثل اور نبیوں کے معجزات لائے جو ان کی صدق نبوت کی دلیل تھے تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی رسول ہی ہیں۔ ان کے معجزات بھی دلیل نبوت ہیں انہیں رسول ہی ماننا چاہئے جیسے اور انبیاء

علیہم السلام کو معجزات کی بنا پر خدا نہیں مانا جانا۔ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانو۔

اور والدہ صدیقہ ہیں جو اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی معتقد ہیں۔

پھر فرمایا کانا یاکلن الطعام دونوں کھانا کھاتے تھے۔ غذا کے محتاج تھے۔ نشو و نما اور تقوم جسمانی میں غذا کی انہیں بھی احتیاج تھی اور ظاہر ہے کہ محتاج غذا الٰہ نہیں ہو سکتا۔

جو جسم رکھے اور غذا کھائے اور وہ غذا جسم میں تحلیل ہو اور اسی غذا سے تقوم بدن ہو وہ کیسے الٰہ ہو سکتا ہے چنانچہ فرمایا گیا ثم انظر انی یؤفکون پھر دیکھئے کیسی اندھی بات کرتے ہیں آگے ابطال شرک کی ایک اور دلیل دی جاتی ہے کہ الٰہ مستحق عبادت وہی ہو سکتا ہے جو نفع و ضرر پر ذاتی قدرت اور اختیار رکھے اور جو ایسا نہیں وہ مستحق نہیں ہو سکتا اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نفع و ضرر کے بالذات مالک نہ تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس امر کے مالک بنائے گئے اس پر مختار ہوئے تو ان کی نسبت الوہیت کا اعتقاد باطل اور محض باطل ہے ابراء اکمہ اور ابرص اور اخبار بما تاکلون وما تدخرون اور احیاء موتیٰ کی قوتیں سب عطاء الٰہی تھیں اور یقیناً تھیں ان سے افراط عقیدہ میں پڑ کر انہیں ابن اللہ یا اللہ کہنا اعمیٰ و اصم ہونا ہے چنانچہ ارشاد ہے تفسیر ابو السعود

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

کہہ کیا اللہ کے سوا ایسے کو معبود بناتے ہو جو تمہارے نفع و ضرر کا مالک نہیں اور اللہ ہی وہ ہے جو سنتا جانتا ہے۔

آخر میں غلو فی الدین اور اتباع [illegible]ممانعت فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝

فرما دیجئے اے کتابیو ناحق زیادتی اپنے دین میں نہ کرو اور نہ پیروی کرو ایسے لوگوں کی خواہشوں کی جو پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور بہت لوگوں کو گمراہ کر گئے اور خود ہی راہ سے بہک گئے۔

یہود کی زیادتی تو یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نبوت محض حسد و عناد کی بنا پر نہیں مانتے اور عیسائیوں کی زیادتی یہ کہ وہ حضرت مسیح کو ابن اللہ یا تیسرا خدا مان کر انہیں معبود ٹھیراتے ہیں اور گمراہوں کی خواہشات کا اتباع یہ کہ اپنے بے دین باپ دادا وغیرہ کے طریقہ کو مذہب سمجھتے ہیں۔ انہیں تشفیقاً حکم فرمایا لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم۔

غلو۔ حد سے بڑھ جانا یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا یہ افراط کا غلو ہوا۔ دینکم سے

مراد یہودیت و نصرانیت ہے۔ اَہْوَاء۔ اس خواہش نفسانی کو کہتے ہیں جو حق کے مخالف ہو یہ خواہش جہنم میں لے جانے والی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ گیارہواں رکوع سورۃ مائدہ پ ۶

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝

لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں اوپر زبان داؤد اور عیسٰی بن مریم کے یہ بسبب اس کے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور تھے وہ حد سے تجاوز کرنے والے۔

كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

اور وہ تھے کہ نہ روکتے بری بات سے آپس میں اور کرتے خود بری بات ضرور تھے وہ برے کام کرتے والے۔

تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

دیکھو گے تم بہت سے ان میں جو دوستی کرتے ہیں کافروں سے کتنی بری چیز اپنے لیے آگے بھیجی یہ کہ اللہ ان پر غضب کرے اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور اگر ہوتے وہ ایمان لانے والے اللہ اور اس نبی پر اور جو اترا ان کی طرف تو کافروں سے دوستی نہ کرتے مگر بہت سے ان میں سے فاسق ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

ضرور پاؤ گے تم مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہود کو اور مشرکوں کو اور ضرور پاؤ گے تم قریب ترین محبت میں ایمان والوں سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

حل لغات گیارہواں رکوع سورہ مائدہ پ۶

لعن۔ لعنت کیے گئے   الذین۔ جو   کفروا۔ کافر ہوئے   من بنی اسرائیل۔ بنی

اسرائیل سے   علی۔ اوپر   لسان۔ زبان   داؤد۔ داؤد

و۔ اور   عیسیٰ۔ عیسیٰ   بن۔ بیٹے   مریم۔ مریم کے

ذلک۔ یہ   بما۔ بسبب اسکے کہ   عصوا۔ نافرمانی کی انہوں نے   و۔ اور

کانوا۔ تھے   یعتدون۔ حد سے بڑھتے   کانوا۔ تھے   لا۔ نہ

یتناھون۔ روکتے   عن منکر۔ بری باتوں سے   فعلوہ۔ جو کرتے تھے   لبئس۔ بہت برا ہے

ما۔ جو   کانوا۔ وہ   یفعلون۔ کرتے تھے   تری۔ دیکھتا ہے تو

کثیرا۔ بہتوں کو   منھم۔ ان میں سے   یتولون۔ محبت کرتے ہیں   الذین۔ ان سے جو

کفروا۔ کافر ہیں   لبئس۔ بہت برا ہے   ما۔ جو   قدمت۔ آگے بھیجا

لھم۔ ان کے لیے   انفسھم۔ انکی جانوں نے   ان۔ یہ کہ   سخط۔ ناراض ہوا

اللہ۔ اللہ   علیھم۔ ان پہ   و۔ اور   فی۔ بیچ

العذاب۔ عذاب کے   ھم۔ وہ   خلدون۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں   و۔ اور

لو۔ اگر   کانوا۔ وہ   یومنون۔ ایمان لاتے   باللہ۔ اللہ

و۔ اور   النبی۔ نبی پہ   و۔ اور   ما۔ اس پہ جو

انزل۔ اتارا گیا   الیہ۔ اسکی طرف   ما۔ تو نہ   اتخذوا۔ پکڑتے

ھم۔ ان کو   اولیاء۔ دوست   و۔ اور   لکن۔ لیکن

کثیرا۔ بہت سے   منھم۔ ان میں سے   فاسقون۔ فاسق ہیں   لتجدن۔ ضرور پائے گا تو

اشد۔ بہت سخت   الناس۔ لوگوں کے   عداوۃ۔ عداوت میں   للذین۔ انکے لیے جو

امنوا۔ مومن ہیں   الیھود۔ یہود کو   و۔ اور   الذین۔ ان کو جو

اشرکوا۔ مشرک ہیں   و۔ اور   لتجدن۔ ضرور پائے گا تو   اقربھم۔ زیادہ قریب انکے

مودۃ۔ محبت میں   للذین۔ ان لوگوں کے لیے   امنوا۔ جو مومن ہیں   الذین۔ ان کو جنہوں نے

قالوا۔ کہا   انا۔ بیشک ہم   نصاریٰ۔ نصاریٰ ہیں   ذلک۔ یہ

بان۔ اس لیے کہ　منہم۔ ان میں　قسیسین۔ علماء ہیں　و۔ اور
رھبانا۔ درویش　و۔ اور　انہم۔ وہ　لا۔ نہیں
یستکبرون۔ تکبر کرتے

مختصر تفسیر گیارہواں رکوع سورۃ مائدہ پ۶

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

لعنت کئے گئے وہ جو کافر ہوئے بنی اسرائیل میں اوپر زبان داؤد اور عیسیٰ بن مریم کے یہ اس وجہ سے کہ تھے وہ نافرمان اور تھے حد سے تجاوز کرنے والے وہ تھے کہ بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے وہ یقیناً بہت برے کام کرتے تھے۔

بنی اسرائیل میں سے کافر اسرائیلیوں پر اللہ تعالےٰ اور انبیاء علیہم السلام نے لعنت فرمائی تھی۔ کَفَرُوْا ہر طرح کے کفار خواہ کسی قسم کا کفر کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایلہ کے رہنے والوں نے جب حد سے تجاوز کیا اور ہفتہ روز شکار کی جو ممانعت تھی اس کے خلاف ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر لعنت کی کے ان کے حق میں بددعا فرمائی تو وہ بندروں کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے۔

اور اصحاب مائدہ نے جب نازل شدہ خوان کی نعمتیں کھانے کے بعد کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ بندر اور سور کی شکل میں پانچ ہزار مسخ کیے گئے (جمل)

لسان۔ زبان۔ ان نبیوں نے زبور و انجیل میں ان پر لعنت کی۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہود اپنے آباؤ اجداد پر فخر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔ اس آیت کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان پر لعنت کی ہے جن کی یہ اولاد بنتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی جلوہ افروزی کی بشارت دی اور انہوں نے ایمان لانے اور حضور کا اتباع کرنے سے انکار کیا تو ان

منکروں پر آپ نے لعنت فرمائی۔
روح المعانی میں مزید توضیح یہ بھی کہ پانچ ہزار مسخ شدہ افراد کی تعداد میں بچے اور عورتیں شامل نہیں ہیں یہ صرف مردوں کی تعداد ہے۔
اور داؤد علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے

اللھم البسہم اللعن مثل الرداء مثل المنطقۃ علی الحقوین۔

اے اللہ ان پر ایسی لعنت فرما جو ان کے تمام جسم پر لباس کی طرح آجائے یا اس ازار بند کی طرح جو پوری کمر کو لپیٹ لیتا ہے۔
اور عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا کے یہ الفاظ تھے۔

اللھم عذب من کفر بعد ما اکل من المائدۃ عذابا لم تعذبہ احدا من العلمین والعنہم کما لعنت اصحاب السبت

اے اللہ جس نے مائدہ کھانے کے بعد کفر کیا اس کو ایسی سزا دے کہ وہ سزا تو نے کسی کو بھی نہ دی ہو جہان والوں میں اور ان پر ایسی لعنت فرما جیسی تو نے ہفتہ والوں پر لعنت کی۔
مسئلہ:۔ آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نہی عن المنکر واجب ہے اور منکرات سے روکنے سے باز رہنا مداہنت فی الدین ہے اور یہ سخت گناہ ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے اول تو منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ علماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے ان کے اس عصیان و تعدی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت اتار دی۔
حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے میری امت کے بعض لوگ جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کی صورتیں بندروں اور خنزیروں کی ہوں گی اس جرم میں کہ وہ بے دین نیہ کاروں کے ساتھ بیٹھ کر اپنی زبان بند رکھتے تھے اور منع کرنے کی طاقت کے باوجود بالکل خاموش رہتے تھے
(روح المعانی)
آگے کافروں سے وداد و محبت رکھنے والوں پر وعید شدید ہے چنانچہ ارشاد ہے۔
تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُوْنَ ہ

تم دیکھو گے بہت سے ان میں سے دوستی کرتے ہیں کافروں سے کتنی بری چیز ہے جو آگے بھیج رہے ہیں اپنے لیے یہ کہ اللہ کا غضب ان پر ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور منافقین نے اسلام کی ترقی و عروج کو دیکھا تو جل کر مکہ معظمہ میں پہنچے اور ابو سفیان سے ملے اور مسلمانوں سے جنگ پر ابھارا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا لیکن وہ اس سازش میں ناکام رہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تَرٰى۔ تو دیکھتا ہے کہ انہوں نے اس سازش کو چھپانے کی کوشش کی مگر اے محبوب آپ نے دیکھ لیا۔ نگاہ مصطفٰی نے مشاہدہ فرما لیا ان کا یہ مذکورہ عمل۔

مَا قَدَّمَتْ۔ جو انہوں نے اپنے آگے بھیجا بہت ہی برا ہے۔

سَخِطَ۔ سخت ناراضگی کو کہتے ہیں انہوں نے خدا کی ناراضگی کے کام کر لیے۔

خَالِدُوْنَ۔ یہ لوگ ہمیشہ عذاب میں ہی رہیں گے۔

اس آیت کریمہ میں کفار کے ساتھ موالات و محبت کی حرمت بیان ہوئی ہے اور ایسے تعلقات غضب الٰہی کے موجب ہیں۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ہ

اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے لیکن ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں۔

یہاں یہودیوں اور منافقوں کے دعویٰ ایمان کی تردید ہے۔

النبی۔ وہ انبیاء جن کے امتی ہونے کا یہ دعویٰ کرتے تھے۔

فاسق کی تعریف علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں ای خارجون عن الدین او متمردون فی النفاق مفرطون۔ یعنی فاسقین وہ ہیں جو دین سے خارج ہوں یا سرکش ہوں اور نفاق میں مفرط ہوں۔

ما انزل الیہ میں ضمیر راجع ہے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور توریت کے مضمون سے بھی یہی ثابت ہے ایک قول میں وضاحت ہے المراد بالنبی نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

اور ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی میں یہود کو ارشاد ہے ولو کانوا یومنون باللہ والنبی ای نبیہم موسیٰ علیہ السلام۔ اگر وہ اللہ پر ایمان لاتے اور نبی پر یعنی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر۔

وما انزل الیہ۔ میں حضور سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

وبما انزل کے معنی میں قرآن کریم مراد ہے گویا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر منافق ایمان لے آتے اللہ پر اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر صحیح ایمان تو ما نحذ وھم یعنی مشرکوں اور یہودیوں کو اولیاء دوست نہ بناتے۔ روح المعانی۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ضرور تم پاؤ گے شدید ترین دشمن ایمان والوں کا یہودیوں اور مشرکوں کو اور ضرور تم مسلمان کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب پاؤ گے جو کہتے تھے کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ میں ان کی مدحت ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر رہے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا علم ہونے پر حضور علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ اس کا شان نزول یہ ہے۔

کہ ابتداء اسلام میں جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو صحابہ کرام میں سے گیارہ مرد چار عورتیں حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے ان گیارہ مردوں اور چار عورتوں کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ مطہرہ رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت زبیر بن عوام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ کی بیوی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر اور ان کی بیوی حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جن کی وفات کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا بوسہ لیا اور حضرت عامر بن ربیعہ اور ان کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حاطب بن

عمرو اور ایک صحابی اور ہیں اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب المرجب میں ہجری سفر کر کے حبشہ پہنچے۔ یہی وہ ہجرت ہے جسے مسلمان ہجرت اولیٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب گئے اور رفتہ رفتہ بہت سے مسلمان روانہ ہوتے رہے حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی۔

اس کے بعد قریش کے کفار کو

اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے بھی ایک جماعت تحفے تحائف لے کر حبشہ کی طرف نجاشی کے پاس روانہ کی ان لوگوں نے شاہی دربار تک باریابی حاصل کر کے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نادان لوگوں کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف کر دیا ہے۔

اب ان میں سے ایک جماعت آپ کے ملک میں آئی ہے اور یہاں بھی وہ فتنہ و فساد کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی۔ ہم آپ کو خبر دینے کے لیے آئے ہیں اور ہماری قوم کی درخواست ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔

بادشاہ نجاشی نے جواب دیا کہ اول ہمیں ان سے گفتگو کر لینے دو اس کے بعد کوئی فیصلہ ہوگا یہ کہہ کر نجاشی نے ان مہاجرین کو طلب کیا اور ان سے پوچھا۔

آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم صدیقہ کے حق میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور خدا کے رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اور ان کی والدہ حضرت مریم کنواری پاک ہیں۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے آقا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں اتنا بھی فرق نہ کیا جتنا یہ تنکا ہے۔

یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے اور ان پر یاس و ناامیدی چھا گئی۔

پھر نجاشی نے ان مہاجرین سے قرآن شریف سننے کی خواہش کی۔

حضرت جعفر نے چند آیتیں سورۃ مریم کی تلاوت فرمائیں۔

اس وقت دربار نجاشی میں نصرانی عالم اور رہبان موجود تھے سب کے سب قرآن کریم سن کر بے اختیار رونے لگے۔

نجاشی نے بعد میں ان مصیبت زدہ مہاجرین کو تسلی دی اور کہا تمہارے لیے میری قلمرو میں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

اس کے بعد مشرکین مکہ خائب و خاسر واپس مکہ آگئے۔

پھر مسلمان مہاجرین نجاشی کے پاس عزت و آرام و آسائش کے دن گزارتے رہے حتیٰ کہ فضل الٰہی سے نجاشی کو دولت ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ اس آیت کریمہ میں اسی واقعہ کو ظاہر کیا گیا (معالم التنزیل)

اور اس طرز بیان سے عامۃ مؤمنین کو یہ سبق ملا کہ علم اور ترک تکبر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور یہ سبب ہدایت کا ہوتا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

یہ اس لیے کہ ان سے کچھ لوگ علماء اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

قسیس و رہبان کے متعلق تفسیر نسفی میں ہے اَیْ عُلَمَآءَ وَعُبَّادً یعنی عالم اور درویش۔

پادریوں کو قسیس اس لیے کہتے ہیں کہ وہ رات کی عبادت کے عادی تھے بعض نے کہا رومی زبان میں عالم دین کو قسیس کہتے ہیں۔

راغب مفردات میں کہتے ہیں۔

قس القس والقسیس العالم العابد من امراء النصاری واصل القس تتبع الشئ وطلبہ باللیل۔ یقال تقسّست اصواتھم اللیل ای تتبعتھا۔

قس اور قسیس عیسائی امراء میں سے عالم اور عبادت گذار کو کہتے ہیں۔ اور اس کا اصل لغوی معنی ہے رات کو کسی چیز کا پیچھا کرنا اور تلاش کرنا۔ عربی محاورہ میں کہتے ہیں میں نے رات کو ان کی آوازوں کا پیچھا کیا اور چلتا گیا۔

والقسقاس والقسقس الدلیل باللیل۔ اور قسقاس اور قسقس کا معنی ہے رات کے اندھیرے میں راہنمائی کرنے والا۔

رُہبان۔ کی جمع راہب ہے۔ اور راہب کا معنی ہے دل میں خوف خدا رکھنے والا۔ تارک الدنیا

اور درویش (تفسیر کبیر)

اور راہب کے مادہ کو "رہب" بتا کر فرماتے ہیں۔

رهب الرهبة والرهب مخافة مع تحرز واضطراب كقوله تعالى لانتم اشد رهبة ۔ وقال جناحك من الرهب وفرتي من الرهب اى المفزع ۔

رَہب اور رَہبة کا معنی ہے ایسا خوف جس میں بے چینی بھی ہو اور آدمی اس سے بچنے کی کوشش بھی کرے جیسا کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ "تم زیادہ ڈرولے ہو ان کے دلوں میں۔ اور ارشاد الٰہی ہے "ڈر کے وقت اپنا بازو سینے پر رکھ لے"۔ اور بعض نے اس کو رُہب سے پڑھا ہے تو اس کا معنے ہے گھبراہٹ۔ یعنی اللہ کے سامنے پیش ہونے سے گھبرانے والے۔

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔ قبول حق میں تکبر نہیں کرتے۔ حق بات کو قبول کر لیتے ہیں جیسے شہنشاہ روم ہرقل کہ اس نے نامۂ نامی آنکھوں سے لگایا اور شاہ مقوقس کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف ارسال کیے۔

بحمد اللہ چھٹا پارہ ختم ہوا۔ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۵۳ء یوم شنبہ سنٹرل جیل دیوانی وارڈ

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔ صدر مجلس عمل مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان

اضافات۔ ابن الحسنات سید خلیل احمد قادری خطیب مسجد وزیر خاں۔ امیر جامعہ حسنات العلوم ۱۱ر جنوری ۱۹۸۳ء

ساتواں پارہ شروع

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور جب سنتے ہیں وہ جو اترا رسول کی طرف تو ان کی آنکھیں دیکھو ابل رہی ہیں آنسوؤں سے اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو لکھ لے ہمیں حق کے گواہوں کے ساتھ۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائے اللہ پر اور اس پر کہ آیا ہمارے پاس حق سے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا رب داخل کرے نیک لوگوں میں۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

تو اللہ نے بدلہ دیا انہیں اس کہنے سے ان باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اور وہ جو کافر ہوئے اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ والے۔

حل لغات گیارہواں رکوع شروع ساتواں پارہ

و۔ اور	اذا۔ جب	سمعوا۔ سنا انہوں نے	ما۔ جو
انزل۔ اتارا گیا	الی۔ طرف	الرسول۔ رسول کی	ترٰی۔ دیکھتا ہے تو
اعینہم۔ ان کی آنکھیں	تفیض۔ بہتی ہیں	من الدمع۔ آنسوؤں سے	مما۔ کہ انہوں نے
عرفوا۔ پہچانا	من الحق۔ حق	یقولون۔ کہتے ہیں	ربنا۔ اے ہمارے رب
امنا۔ ہم ایمان لائے	فاکتبنا۔ تو لکھ ہم کو	مع۔ ساتھ	الشٰہدین۔ گواہوں کے
و۔ اور	ما۔ کیا ہے	لنا۔ ہمیں	لا۔ کہ نہ

نؤمن - ایمان لائیں ہم	باللہ - اللہ پر	و - اور	ما - جو
جاء - آیا	نا - ہمارے پاس	من الحق - حق	و - اور
نطمع - ہم امید رکھتے ہیں	ان - یہ کہ	یدخلنا - داخل کرے ہمکو	ربنا - ہمارا رب
مع - ساتھ	القوم - قوم	الصلحین - نیکوں کے	فاثابہم - تو بدلہ دیا انکو
اللہ - اللہ نے	بما - بسبب اسکے جو	قالوا - کہا انہوں نے	جنت - باغوں کا کہ
تجری - چلتی ہیں	من تحتہا - انکے نیچے	الانہر - نہریں	خلدین - ہمیشہ رہیں گے
فیہا - اس میں	و - اور	ذلک - یہ	جزاء - بدلہ ہے
المحسنین - نیکوں کا	و - اور	الذین - وہ جو	کفروا - کافر ہوئے
و - اور	کذبوا - جھٹلایا	بایتنا - ہماری آیتوں کو	اولئک - یہ ہیں
اصحب - لوگ	الجحیم - جہنمی		

مختصر تفسیر ابتدائی رکوع پ۷ سورۃ المائدہ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور جب سنتے ہیں وہ جو اترا رسول کی طرف تو ان کی آنکھیں دیکھو گے کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ پہچان گئے ہم کو کہتے ہیں لے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔

ان آیات میں اللہ تعالے ان کی تعریف فرماتا ہے جو رقت قلب کی وجہ سے قرآن کریم سن کر رو پڑتے ہیں جیسا کہ واقعۂ نجاشی میں ہے کہ جب اس نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے مجمع قسیس و رہبان میں حبشہ کے اندر بر سر دربار قرآن سننے کی خواہش کی اور مشرکین مکہ کا وفد موجود تھا تو نجاشی نے پوچھا تمہاری کتاب میں حضرت مریم کا ذکر بھی ہے حضرت جعفر نے فرمایا قرآن کریم میں ایک سورت ہی حضرت مریم کے نام سے منسوب ہے۔ پھر آپ نے سورت مریم کا رکوع تلاوت فرمایا اور ذلک عیسی بن مریم تک پڑھا۔

پھر سورۃ طٰہٰ کا رکوع تلاوت کیا اور وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى تک پڑھا تو نجاشی رو پڑا اور

مجمع بھی رو پڑا پھر ستر آدمی جو اس مجمع میں تھے انہیں آپ نے سورۃ یٰسین سنائی تو وہ سب کے سب اتنا روئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے اور شرف ایمان سے معہ نجاشی کے مشرف ہو گئے۔ پھر یہ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر آئے (تفسیر نسفی)

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ۝

اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس پر جو آیا ہمارے پاس حق سے اور ہماری خواہش ہے کہ داخل کرے ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ۔

یہ بیان ان لوگوں کا یہودیوں کے جواب میں ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حبشہ کا وفد اسلام سے مشرف ہو گیا اور خدمت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے واپس ہوا تو یہودیوں نے انہیں ملامت کی۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا وما لنا لا نؤمن باللہ جب حق واضح ہو گیا تو ہمیں کیا ہوا جو ہم ایمان نہ لائیں۔ تم ہمارے ایمان لانے پر ملامت کرتے ہو حالانکہ ایمان نہ لانا قابل ملامت تھا نہ کہ ایمان لانا۔ اس لیے کہ ایمان موجب فلاح دارین ہے پھر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت تو انجیل سے بھی مل چکی ہے۔ شان نزول آیت کریمہ کا یہی ہے۔

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ۝ تو اللہ نے بدلہ دیا انہیں اس کے کہنے کا ایسے باغ کہ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

یعنی جو صدق دل سے ایمان لائیں اور حق کا اقرار کریں ان کے لیے یہ بدلہ ہے اور محض زبان سے کہہ دیں اور دل میں تصدیق نہ کریں ان کی ایمانی شان ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین ایسے لوگوں کو منافقین میں شمار کیا گیا (نسفی)

اسی بنا پر اہل سنت کے یہاں اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ایمان کے لیے لازمی ہے۔ ومعنی الایمان باللہ تعالی الایمان بوحدانیتہ سبحانہ علی الوجہ الذی جاءت بہ الشریعۃ المحمدیۃ۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۝ اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلائیں ہماری آیتیں یہ ہیں جہنم والے۔

اس آیت کریمہ میں یہود ونصاریٰ اور مشرکین سب کے لیے وعید جہنم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پہلا ساتواں پارہ سورۃ مائدہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

اے ایمان والو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں فرماتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اور کھاؤ اللہ کے دیے ہوئے میں سے حلال اور پاک اور ڈرو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

نہیں مواخذہ کرتا اللہ تمہاری لغو اور نافہمی کی قسموں پر لیکن ان قسموں کا مواخذہ کرتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا کپڑے دینا انہیں یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو روزے تین دن کے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم حلف کی قسم کھاؤ اور اپنی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے بیان کرتا ہے اپنی آیتیں تاکہ تم شکر گذار ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور روکے تمہیں ذکر اللہ سے اور نماز سے تو کیا تم باز آتے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا

اور پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو رسول کی اور ہوشیار رہو تو اگر تم پھر جاؤ تو جان لو ہمارے

الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

رسول پر کھلا حکم پہنچا دینا ہے۔ نہیں ان پر جو ایمان لائے اور عمل نیک کیے کوئی گناہ اس پر جو انہوں نے کھایا جبکہ ڈریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں پھر ڈریں اور ایمان لائیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اللہ دوست رکھتا ہے نیکوکاروں کو۔

حل لغات رکوع اپ سورۃ مائدہ

یاایہا۔اے	الذین۔وہ جو	امنوا۔ایمان لائے ہو	لا۔نہ
تحرموا۔حرام کرو	طیبت۔پاک چیزیں	ما۔جو	احل۔حلال کیں
اللہ۔اللہ نے	لکم۔تمہارے لیے	و۔اور	لا۔نہ
تعتدوا۔زیادتی کرو	ان۔بیشک	اللہ۔اللہ	لا۔نہیں
یحب۔پسند کرتا	المعتدین۔حد سے بڑھنے والوں کو	و۔اور	کلوا۔کھاؤ
مما۔اس سے جو	رزقکم۔دیا تم کو	اللہ۔اللہ نے	حلالا۔حلال
طیبا۔پاک	و۔اور	اتقوا۔ڈرو	اللہ۔اللہ سے
الذی۔کہ جس پر	انتم۔تم	بہ۔سب	مومنون۔ایمان لائے ہو
لا۔نہیں	یواخذ۔مواخذہ کرتا	کم۔تم سے	اللہ۔اللہ
باللغو۔بیہودگی پر	فی۔بیچ	ایمانکم۔تمہاری قسموں کے	و۔اور
لکن۔لیکن	یواخذ۔مواخذہ کرتا ہے	کم۔تم پر	بما۔ان
عقدتم۔قسموں کا جو	الایمان۔مضبوط کیں تم نے	فکفارتہ۔تو ان کا کفارہ	اطعام۔کھلانا ہے
عشرۃ۔دس	مساکین۔مسکینوں کو	من اوسط۔اوسط	ما۔اس کا جو
تطعمون۔کھلاتے ہو	اھلیکم۔اپنے گھر والوں کو	او۔یا	کسوتھم۔انکو کپڑے دینا
او۔یا	تحریر۔آزاد کرنا	رقبۃ۔ایک غلام کا	فمن۔تو جو
لم۔نہ	یجد۔پائے	فصیام۔تو روزے رکھے	ثلثۃ۔تین

ایام۔دن کے   ذلک۔یہ   کفارۃ۔بدلہ   ایمانکم۔تمہاری قسموں کا

اذا۔جب   حلفتم۔تم قسم کھاؤ   و۔اور   احفظوا۔حفاظت کرو

ایمانکم۔اپنی قسموں کی   کذلک۔اسی طرح   یبین۔بیان کرتا ہے   اللہ۔اللہ

لکم۔تمہارے لیے   ایتہ۔اپنی آیتیں   لعلکم۔تاکہ تم   تشکرون۔شکر کرو

یاایھا۔اے   الذین۔وہ جو   امنوا۔ایمان لائے ہو   انما۔اسکے سوا نہیں کہ

الخمر۔شراب   و۔اور   المیسر۔جوا   و۔اور

الانصاب۔بت   و۔اور   الازلام۔پانسے   رجس۔ناپاک ہیں

من عمل۔کام ہیں   الشیطان۔شیطانی   فاجتنبوہ۔بچو   ہ۔ان سے

لعلکم۔تاکہ تم   تفلحون۔فلاح پاؤ   انما۔اسکے سوا نہیں کہ   یرید۔چاہتا ہے

الشیطان۔شیطان   ان۔یہ کہ   یوقع۔ڈالے   بینکم۔تم میں

العداوۃ۔عداوت   و۔اور   البغضاء۔دشمنی   فی۔بیچ

الخمر۔شراب   و۔اور   المیسر۔جوئے کے   و۔اور

یصد۔روک دے   کم۔تم کو   عن ذکر۔ذکر   اللہ۔خداوندی سے

و۔اور   عن الصلوۃ۔نماز سے   فھل۔تو کیا   انتم۔تم

منتھون۔باز آئے   و۔اور   اطیعوا۔کہا مانو   اللہ۔اللہ کا

و۔اور   اطیعوا۔کہا مانو   الرسول۔رسول کا   و۔اور

احذروا۔ہوشیار رہو   فان۔پھر اگر   تولیتم۔تم منہ پھیرو   فاعلموا۔تو جان لو

انما۔سوا اسکے نہیں کہ   علی۔اوپر   رسولنا۔رسول ہمارے کے   البلغ۔پہنچانا ہے

المبین۔ظاہر   لیس۔نہیں   علی۔اوپر   الذین۔انکے جو

امنوا۔ایمان لائے   جناح۔کوئی گناہ   فیما۔اس میں جو   طعموا۔کھا چکے

اذا ما۔جبکہ   اتقوا۔ڈریں   و۔اور   امنوا۔ایمان لائے

و۔اور   عملوا۔عمل کیے   الصلحت۔اچھے   ثم۔پھر

اتقوا۔ڈریں   و۔اور   امنوا۔ایمان لائے   ثم۔پھر

اتقوا۔ڈریں   و۔اور   احسنوا۔نیک رہیں   و۔اور

اللہ۔اللہ   یحب۔پسند کرتا ہے   المحسنین۔نیکوں کو

مختصر تفسیر رکوع اول پ۷ سورہ مائدہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ○ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ○

اے ایمان والو نہ حرام کرو پاک چیزیں جو حلال کیں اللہ نے تمہارے لیے اور نہ بڑھو حد سے بیشک اللہ نہیں پسند کرتا حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ جو کچھ تمہیں روزی دی اللہ نے حلال طیب اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔

تفسیر نسفی میں اس کا شان نزول یہ ہے کہ ایک جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حلف لیے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے خوف سے رہبانیت میں رہیں گے اور ٹاٹ پہنیں گے شب بھر قیام رکھیں گے دن میں روزے رکھیں گے زمین پر سوئیں گے ہر وقت اللہ کا ذکر اپنے اوپر واجب کرلیں گے اور گوشت اور چکنائی وغیرہ نہ کھائیں گے عورتوں کے قریب نہ جائیں گے۔ خوشبو نہ لگائیں گے اس پر یہ حکم آیا کہ جو چیزیں پاک تم پر حلال کی گئیں انہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ اس لیے یہاں حرام کرنے کے معنی ہیں ترک انتفاع۔

چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے کہ جو چیز پسند آئے اور ذائقہ میں لذیذ ہو اور حلال بھی ہو وہ اپنے اوپر حرام کرلینا صحیح نہیں اس لیے کہ لاتحرموا کے معنی ہی یہ ہیں کہ نہ روکو اپنے نفسوں کو کسی پاک چیز کے استعمال سے جیسے کہ حرام چیزوں سے روکا جاتا ہے۔

یا اس طرح نہ کہو کہ ہم نے اپنے اوپر حرام کرلیا فلاں چیز کو اور اس میں غرض تزہد مقصود ہو۔
روایت ہے کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم مرغی اور فالودہ نوش فرماتے اور حضور میٹھی چیز کو پسند فرماتے تھے اور شہد بھی حضور کو مرغوب تھا اور حضور نے فرمایا مومن شیریں زبان ہوتا ہے اور شیریں چیز کو پسند کرتا ہے۔

حضرت حسن سے ہے کہ آپ کو کسی دعوت میں بلایا گیا۔ آپ کے ساتھ فرقد سبخی اور ان کے ہمراہی بھی تھے سب دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ انواع واقسام کے کھانے تھے جن میں مرغی اور فالودہ بھی تھے تو فرقد سبخی ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے تو حضرت حسن نے فرمایا کیا فرقد روزے سے ہیں۔ عرض کیا نہیں لیکن وہ ایسے اطعمہ و اَنعمہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ تو حسن آگے بڑھے اور فرمایا اے فرقد شہد اور آٹا جو

گھی کے ساتھ کھانا تمہیں ناپسند ہے اور اس سے کراہت کوئی مسلمان کر سکتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ فلاں فالودہ نہیں کھاتا اور کہتا ہے اتنی نعمت کا شکر یہ ادا نہیں ہو سکتا تو حضرت حسن نے فرمایا کیا وہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے عرض کیا ہاں۔ فرمایا بیہودہ جاہل ہے اللہ کی نعمتوں سے تو سرد پانی بھی نعمت ہے اور فالودہ سے بڑی نعمت ہے۔ (تفسیر نسفی)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں ایک طویل روایت نقل فرماتے ہیں اس کا ترجمہ نذر ناظرین ہے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز قیامت اور آخرت کے واقعات بیان فرمائے جن کو سن کر صحابہ کرام پر اس قدر رقت پیدا ہو گئی کہ صحابہ روتے جاتے تھے۔ ان کے دلوں پر عجیب و غریب کیفیت تھی۔

دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجتماع حضرت عثمان بن مظعون کے مکان پر ہوا۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت علی المرتضی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو۔ حضرت ابوذر غفاری۔ حضرت ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم۔ حضرت مقداد بن اسود۔ حضرت سلمان فارسی حضرت معقل بن مقرن اور عثمان بن شامل تھے۔ ان سب حضرات نے متفقہ فیصلہ کیا کہ

"ہم سب تارک الدنیا ہو جائیں گے۔ ٹاٹ کا لباس پہن لیں گے۔ ہمیشہ روزے رکھیں گے رات بھر نماز میں رہیں گے۔ بستر پر آرام نہ کریں گے۔ گوشت اور چربی نہیں کھائیں گے۔ عورتوں اور خوشبو کے قریب نہیں جائیں گے"۔

جیسے ہی اس کی اطلاع حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن مظعون کے مکان پر تشریف لائے۔ اس وقت مکان پر سوائے حضرت خولہ ام حکیم بنت ابی امیہ جو حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں کے سوا کوئی موجود نہ تھا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت خولہ زوجہ محترمہ حضرت عثمان سے اس اجتماع اور فیصلے کے بارے میں دریافت فرمایا۔

حضرت خولہ نے عرض کیا کہ اگر عثمان نے یہ بات آپ سے عرض کی ہے تو درست ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام واپس قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔ حضرت عثمان جب اپنے مکان پر پہنچے تو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر پائی۔ فوراً بمعہ رفقاء کے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے یہ فیصلے کیے ہیں۔

حضرت ابن مظعون اور ان کے سب رفقاء نے اقرار کیا اور عرض کیا کہ ان فیصلوں سے ہمارا مقصد صرف نیکی ہے۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مجھے ان باتوں کا حکم نہیں دیا گیا پھر فرمایا تم پر تمہاری جانوں کا حق ہے۔ روزے رکھو لیکن ناغہ بھی کرو۔ رات کی عبادت میں قیام کرو اور نیند بھی لو میں رات کے حصہ میں اٹھتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور کچھ حصہ میں سوتا بھی ہوں۔ روزے بھی رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں۔ گوشت اور چکنائی بھی کھاتا ہوں اور بیویوں سے قربت بھی کرتا ہوں جو میرے طریقہ سے اعراض کریگا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

پھر عام اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ارشاد فرمایا

کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے عورتوں کو۔ کھانے کو۔ خوشبو کو۔ نیند کو۔ دنیوی خواہشات کو بالکل حرام قرار دے رکھا ہے۔ میرے دین میں گوشت چکنائی عورتوں کو ترک کر دینے کا حکم نہیں لا رھبانیۃ فی الاسلام میری امت کی سیاحت روزہ اور ان کی رہبانیت صرف جہاد ہے اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کا شریک نہ قرار دو۔ حج کرو۔ نمازیں قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو رمضان کے روزے رکھو اور سیدھی چال چلو تمہارے امور درست ہو جائیں گے۔

تم سے پہلے لوگ شدت پسندی کی وجہ سے ہی تباہ ہوئے انہوں نے اپنے اوپر سختیاں خود ہی عائد کیں تو اسکے بعد ان لوگوں پر اللہ نے بھی ان پر سختیاں کردیں۔ گرجاؤں اور یہودی کنیساؤں میں بیٹھے ہوئے لوگ انہی کے پسماندہ نشانات ہیں۔ اس پر یہ آیت مذکورہ نازل فرمائی۔

آگے ارشاد ہے

وَلَا تَعْتَدُوْا۔ یعنی اس حد سے تجاوز نہ کرو جو شریعت نے حلال و حرام کے ساتھ تم پر لگا دی ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس حد تک حلال ہیں اس سے متجاوز ہو کر حرام تک نہ بڑھو اور فضول خرچی پاک چیزوں کے استعمال میں نہ کرو (نسفی)

اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ اور جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں انہیں کھاؤ اور اس میں اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو اس لیے کہ ایمان لانے سے تقوی واجب ہو جاتا ہے اور تقوی مقتضی اطاعت بامر اللہ کا ہے۔

طیبات۔ جمع طیبہ کی ہے۔ طیب کے معانی عمدہ اور اعلی چیز نکھاری ہوئی چیز۔ پسندیدہ چیز۔
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ تقوی کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کے قائم کردہ حدود میں رہا جائے۔ حلال و طیب روزی تقوے کے لیے کھاؤ کیونکہ عبادت کی روح اور عبادت کا

نور اکل حلال اور صدق مقال ہے۔

اس کے بعد احکام قسم اور اقسام یمین کی تفصیل اور اس کی تشریح بیان ہوئی حیث قال تعالیٰ

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفَّارَۃُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَکُمْ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔

اللہ مواخذہ نہیں کرتا تمہاری لغو قسموں کا لیکن مواخذہ کرتا ہے اس قسم کا جسے تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اس اوسط سے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تمہیں اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم احسان مانو۔

شان نزول:۔ ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے ایک مہمان کی ضیافت پر اپنے گھر والوں کو مامور کیا اور کھانے کے وقت خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے جب رات گئے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ان کے انتظار میں مہمان اور گھر والے بیٹھے ہیں اور مہمان کو کھانا نہیں کھلایا تو ابن رواحہ نے بیوی سے کہا کہ تم نے میری وجہ سے مہمان کو کھانا نہیں کھلایا اب مجھ پر یہ کھانا حرام ہے۔ بیوی نے کہا کہ مجھ پر بھی یہ کھانا حرام ہے۔ مہمان نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے۔ حضرت ابن رواحہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو قسم کو توڑ دیا اور کھانے میں ہاتھ ڈال کر کہا بسم اللہ پڑھ کر سب کھاؤ پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر یہ تمام واقعہ پیش کیا تو اس واقعہ کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

علماء احناف کا قول ہے کہ اگر ایسے وصفی نام لے کر قسم کھائی جائے جو اللہ کے لیے مخصوص ہیں تو قسم ہو جاتی ہے۔ ایسے وصفی صیغوں کا ذکر کیا جائے جن کا استعمال دوسروں کے لیے بھی ہوتا ہے جیسے علیم۔ قادر۔ وکیل۔ رحیم وغیرہ انعقاد قسم نیت یا عرف یا قرینہ حال پر موقوف ہے بغیر نیت یا بغیر دلالت حال کے قسم کا انعقاد نہ ہوگا۔

حضرت امام ابو حنیفہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی جن صفات کی عرفاً قسم کھائی جائے ان کی قسم سے انعقاد قسم ہوگا جیسے اللہ کی عزت کی قسم عظمت و بزرگی کی قسم وغیرہ وغیرہ

قسم دو قسم پر ہے ایک یمین لغو دوسرے یمین منعقدہ۔ یمین لغو میں غلط فہمی کی قسم سے لے کر تمہارے سر کی قسم۔ تمہاری جان کی قسم۔ قرآن کی قسم وغیرہ سب داخل ہیں۔ اللہ کی قسم۔ رسول کی قسم۔ غوث پاک کی قسم۔ اور غلط فہمی یہ کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور وہ ایسا نہ ہو ایسی قسم کی قسموں پر کفارہ نہیں۔

اور یمین منعقدہ یہ کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائی جائے ایسی قسم توڑنا گناہ بھی ہے اور اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔

کفارہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ضروری ہے یا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو صدقہ فطر کی طرح دیدے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو دونوں وقت دس دن کھلادے یا دیدے اوسط درجہ کے معنی یہ ہیں کہ کھانا نہ اعلیٰ ہو نہ بالکل ادنےٰ ہو بلکہ متوسط درجہ کا ہو۔

اوسط درجہ کے کپڑے سے مراد یہ ہے کہ اکثر بدن ڈھک سکے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک تہبند اور کرتا یا ایک تہبند اور ایک چادر ہو۔

کفارہ میں ان تینوں باتوں کا اختیار ہے خواہ کھانا دے خواہ کپڑا خواہ غلام آزاد کرے ہر ایک سے کفارہ ادا ہو جائے گا اور جب استطاعت نہ ہو تو تین دن روزے رکھے۔

اس میں یہ شرط ضروری ہے کہ تین روزے متواتر رکھے جائیں ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا تفسیر نسفی۔

واحفظوا ایمانکم سے یہ مراد ہے کہ قسم کھا کر توڑ دینے سے کفارہ لازم آجاتا ہے لہذا اس قسم پر حفاظت کرو۔ اس حکم سے یہ امر بھی واضح ہے کہ قسم توڑنے سے قبل کفارہ ادا کرنا صحیح نہیں۔

ہم تمہارے لیے اپنی آیات خوب واضح کر کے بیان کرتے ہیں تاکہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ۔

آگے احکام شراب خوری جوئے بازی بتوں کے چڑھاوے اور پانسے پھینکنے کے متعلق تشریح ہے حیث قال۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝

اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈلوادے تم میں عداوت اور بغض شراب اور جوئے میں اور تمہیں

اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔

شان نزول: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر جہاں آجکل مسجد تعمیر ہے اور اس مسجد کا نام ہی مسجد فضیح ہے یہ مسجد مدینہ منورہ میں ہے۔ اس جگہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ تھی۔ قبل از حرمت اس مکان میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دعوت تھی جس میں مہاجرین و انصار جمع تھے حسب معمول کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ تمام مہمان نشہ میں چور تھے۔

اس حالت میں ایک صاحب نے بآواز بلند کہا کہ مہاجرین انصار سے بہتر ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کے جواب میں کہا نہیں انصار مہاجرین سے بہتر ہیں اس بات پر ایک صاحب نے حضرت سعد کی ناک پر اونٹ کی ہڈی ماری جس سے خون جاری ہو گیا نشہ اترنے کے بعد حضرت سعد بارگاہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ ناک زخمی تھی حضور علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تفسیر خازن

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے اللہ شراب کے متعلق ہمارے لیے تسکین بخش حکم نازل فرما اس پر سورۃ بقرہ والی آیت يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الی اخرہ) نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے دوبارہ پھر دعا کی اس پر سورۃ نساء والی آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نازل ہوئی آپ نے پھر بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ الٰہی واضح و قطعی حکم نازل فرما تو سورہ مائدہ والی آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (الی اخرہ) نازل ہوئی۔ حضرت عمر نے فرمایا ہم باز آئے ہم باز آئے شراب سے قمار سے۔

حضرت عبدالرحمن بن حارث فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا شراب سے بچو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سورۃ مائدہ کی اس آیت کے نزول کے بعد سب نے اس طرح کی کہ دوبارہ رخ تک نہ کیا جو مٹکے شراب سے بھرے ہوئے تھے سوراخ کر کے بہا دیے مدینہ کی گلیوں اس طرح کیچڑ ہو گئی جس طرح بارش سے ہوتی ہے۔ روح المعانی

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابیوں کو جوتوں لاٹھیوں سے پیٹا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں چالیس کوڑے کی سزا مقرر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے کی سزا کو قائم رکھا۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی کوڑے مارے جائیں کیونکہ شراب پی تو نشہ چڑھا اور اسی حال میں اس نے بیہودہ بکواس کی جس کے نتیجہ میں اس نے اللہ پر

جھوٹ باندھا اور ایسے شخص کے لیے اسّی کوڑے ہی مناسب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے کی سزا دی (رواہ الشیخ وابن مردویہ والحاکم)

خمر کہتے ہیں اس کو جو عقل انسان پر خمار ڈال دے یعنی عقل ڈھک دے جیسے خِمار یعنی اوڑھنی چہرہ ڈھانپ دیتی ہے

علامہ آلوسی فرماتے ہیں الخمر وھو المسکر المتخذ من عصیر العنب او کل ما یخامر العقل ویغطیہ من الاشربۃ خمر وہ ایک نشہ دینے والی چیز ہے جو عصارہ انگور سے بنتی ہے یا ہر وہ چیز جو عقل کو مخمور کردے اور ڈھانپ دے پینے والی چیز سے۔

وردی ھذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما یہ تشریح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

والمیسر وھو القمار وعدا منہ للعب ما یجوز والکعاب وہ جوا ہے اور اس میں وہ کھیل بھی شمار کیے گئے جو بادام اور ٹھیکریوں وغیرہ سے کھیلے جاتے ہیں۔ میسر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں دوسرے کا مال آسانی سے جیت لیا جاتا ہے۔

والانصاب وھی الاصنام المنصوبۃ للعبادۃ وفرق بعضھم بین الانصاب والازلام بان الانصاب حجارۃ لم تصور کانوا ینصبونہا للعبادۃ ویذبحون عندھا والاصنام مصورۃ وعبدۃ من دون اللہ عزوجل انصاب ان بتوں کو کہتے ہیں جو عبادت کے لیے نصب کیے جائیں۔

اور بعض نے انصاب واز لام میں فرق کیا ہے بایں طور کہ انصاب محض پتھر بلا صورت ہیں۔ انہیں ویسے ہی نصب کر لیتے ہیں عبادت کے لیے اور ان کے پاس ذبح کرتے ہیں بہ نیت چڑھاوا اور اصنام وہ ہیں جو تصویر کی صورت میں بنائے جاتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کی پوجا کی جاتی ہے روح المعانی

والازلام اس کی تفصیل اوپر گزر چکی مختصر یہ کہ تین قلمیں ہوتی تھیں ایک پر لا دوسرے پر نعم اور تیسری خالی رکھ کر بہتے پانی میں ڈالتے پھر لا کا والی آگے بہ جاتی تو وہ کام ترک کر دیتے اور نعم والی آگے بڑھتی تو اجازت سمجھتے۔

رِجس گندگی کے معنی بھی دیتا ہے ایسی گندگی جس سے عقل پراگندہ ہو جائے۔

زجاج کہتے ہیں الرجس کل ما استقذر من عمل قبیح واصل معناہ الصوت الشدید ولذا یقال للغمام رجاس لرعدہ رجس ہر وہ چیز جو گندگی پیدا کرے عمل قبیح سے اور اس کے

اصل معنی صوت شدید ہیں اسی لیے ابر کو اس کی گرج کی وجہ میں رجائس کہا جاتا ہے۔

من عمل الشیطان یہ سب شیطانی عمل سے ہے فاجتنبوہ تو بطریق حکم کہہ دیا گیا کہ اس سے پوری طرح اجتناب کرو۔

جنب بمعنی دوری اسی لیے غسل جس پر فرض ہو اس کو جنبی کہتے ہیں۔

لعلکم تفلحون تاکہ تم فلاح پاؤ۔ یعنی اس سے مجتنب رہنے سے تم مستحق فلاح ہو گے آگے فرماتے ہیں۔

ولقد اکد سبحانہ تحریم الخمر والمیسر فی ھذہ الآیۃ۔ اس میں اللہ تعالے نے حرمت خمر اور میسر کو مؤکد کیا۔ روح المعانی

اس لیے کہ اگر صرف حرام ہی فرما کر حکم دیا گیا ہوتا تو اس کا اٹھانا رکھنا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بھی جائز ہوتا جیسے بول و براز کا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لے جانا جائز ہے برخلاف شراب کے کہ اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بھی حرام ہے اسی لیے اس کے حکم میں فاجتنبوہ فرمایا گیا آگے ارشاد ہے

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ الخ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تم میں عداوت اور بغض ڈلوا دے اور یہ باتیں شراب اور جوئے میں عام طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

شراب نوشی۔ جوئے بازی کا ایک نتیجہ تو یہ ہے کہ اس جرم کے مرتکب آپس میں بغض و عداوت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ایسے جرائم کے مرتکب یاد الٰہی سے قطعاً غافل ہو جاتے ہیں اور نماز وغیرہ کی طرف ان کا التفات نہیں ہوتا ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ کا یہی مفہوم ہے۔ آخر میں فھل انتم منتھون فرما کر توبیخاً ایسے برے افعال سے روکا گیا۔

کیا تم شراب جوئے سے باز رہو گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر جوش میں کہا انتھینا ربنا اے ہمارے رب ہم ضرور باز رہیں گے

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔

اور اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ڈرتے رہو تو اگر تم منحرف ہو جاؤ اور اطاعت خدا و رسول نہ کرو۔ تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جو بندہ پئے گا اللہ تعالےٰ کا قطعی فیصلہ ہے کہ قیامت کے دن اس کو طینۃ الخبال پلائے گا طینۃ الخبال جہنیوں کا پسینہ ہے۔

حضرت ابن عمر سے ہی روایت ہے کہ جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی یونہی مرگیا اللہ تعالےٰ اس کو آخرت کی شراب طہور سے محروم کردے گا رواہ البخاری

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے شراب پی اللہ اس کی چالیس صبح تک کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ توبہ کرے تو اللہ توبہ قبول فرماتا ہے پھر اگر وہ اس ذلیل گناہ میں دوبارہ مشغول ہوجائے تو چالیس دن تک کی نماز قبول نہیں کرتا حتی کہ بار بار تکرار پر توبہ بھی قبول نہیں کرتا۔ طینۃ الخبال کا پانی اس کو پلائے گا رواہ الترمذی۔ اس کا حال تو یہ ہے ؂

شب کو مے پی صبح کو توبہ کر لی　　　رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

یہ وعید و تہدید ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی صاف صاف پہنچا دیا تو ان کا فرض ادا ہوگیا۔ اب جو اعراض و انحراف کرے وہ مستحق عذاب آخرت ہے۔

اب وہ جو شراب حرام کیے جانے سے قبل وفات پاچکے انکی براءت کی گئی چنانچہ ارشاد ہوا۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

نہیں ان پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کوئی گناہ جو انہوں نے کھایا جبکہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور ٹھیک عمل کریں اور ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

شان نزول:۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب کی حرمت سے قبل انتقال کر چکے تھے تو حرمت شراب کا آنے کے بعد صحابہ کرام کو ان کی فکر ہوئی کہ ان سے اس کا مواخذہ ہوگا یا نہ ہوگا اس کا جواب دے کر مطمئن کیا گیا کہ حکم آنے سے پہلے جو کچھ کھایا یا پیا اس پر وہ گنہگار نہیں ہیں۔ (روح المعانی ملخصاً)

جناح کی تنوین عموم کے لیے ہے یعنی کسی قسم کا گناہ ہو صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ فیما سے مراد شراب جو اسے طعم کا معنی کھانا چکھنا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے من لم یطعمہ فانہ منی یعنی جو نہر کا پانی نہ چکھے گا نہ پئے گا اب اس آیت میں طعم عام ہے جس میں شراب پینا جوئے کی آمدنی کھانا سب ہی شامل ہیں۔

آیہ کریمہ میں اتقوا کا لفظ تین جگہ آیا ہے اس کا معنی ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں۔ اس میں پہلے شرک

سے ڈرانا اور پرہیز کرنا۔ دوسرے سے شراب اور جوئے سے بچنا تیسرے سے تمام محرمات سے پرہیز کرنا ہے۔ مدارک۔ خازن۔ جمل۔

تقویٰ سے مراد شراب جوئے سے بچنا۔ ایمان سے مراد ایمان پر قائم رہنا ہے اور باقی تمام گناہوں سے بچنا ہے۔ احسان سے مراد بقیہ نیک اعمال کرنا ہے۔ یہاں تین جگہ تقویٰ کا ذکر ہے واللہ یحب المحسنین محسنین سے مراد تقویٰ و ایمان والے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم پ۷ سورہ مائدہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥

اے ایمان والو ضرور تمہیں آزمائے گا اللہ کچھ بعض شکار سے جس کو پہنچے تمہارے ہاتھ اور نیزے تاکہ پہچان کرا دے اللہ ان کی جو ڈرے اللہ سے غائبانہ تو جو حد سے بڑھے بعد اس کے تو اس کے لیے عذاب دردناک ہے

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ٥

اے ایمان والو نہ مارو شکار جبکہ تم احرام میں ہو اور جو مارے تم میں سے عمداً تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا مویشی وہ دے حکم کریں اس کا تم میں سے دو ثقہ آدمی یہ قربانی کعبہ کو پہنچے یا کفارہ چند مساکین کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب پھر دوبارہ کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ج وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ٥

حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور حرام ہوا شکار تم پر خشکی کا جب تک تم احرام میں ہو اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

کیا اللہ نے کعبہ کو ادب والا گھر قیام کرنے کو لوگوں کے لیے اور حرمت والے مہینہ اور قربانی اور قلادہ والی کو یہ اس لیے کہ تم جانو بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب والا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

نہیں رسول پر مگر حکم پہنچانا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

فرما دیجئے برابر نہیں گندہ اور ستھرا اگرچہ تجھے گندہ کی کثرت پسند آئے تو ڈرو اللہ سے اے عقل والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حل لغات رکوع دوم پ ۷ سورۂ مائدہ

یاایھا - اے	الذین - وہ جو	امنوا - ایمان لائے ہو	لیبلونکم - ضرور آزمائے
کم - تمہیں	اللہ - اللہ	بشیء - کچھ بعض	من الصید - شکار سے
تنالہ - جسے پہنچے	ایدیکم - تمہارے ہاتھ	و - اور	رماحکم - تمہارے نیزے
لیعلم - تاکہ ظاہر کرے	اللہ - اللہ	من - اس کو جو	یخافہ - اس سے ڈرتا ہے
بالغیب - بن دیکھے	فمن - تو جو	اعتدی - حد سے بڑھے	بعد - بعد
ذلک - اس کے	فلہ - تو اس کے لیے	عذاب - عذاب ہے	الیم - دردناک
یاایھا - اے	الذین - وہ جو	امنوا - ایمان لائے ہو	لا - نہ
تقتلوا - مارو	الصید - شکار	و - اور جبکہ	انتم - تم
حرم - احرام میں ہو	و - اور	من - جو	قتلہ - مارے اسکو

منکم - تم سے	متعمدا - جان بوجھ کر	فجزاء - تو بدلہ اسکا	مثل - مثل
ما - اس کے ہے	قتل - جو مارا	من النعم - مویشی سے	یحکم - فیصلہ کریں
به - اس کا	ذوی - دو	عدل - انصاف والے	منکم - تم میں سے
هدیا - قربانی	بلغ - پہنچتی	الکعبة - کعبہ کو	او - یا
کفارة - کفارہ دے	طعام - کھانا	مساکین - مسکینوں کا	او - یا
عدل - برابر	ذلک - اس کے	صیاما - روزے	لیذوق - تاکہ چکھے
وبال - وبال	امر - کام	ہ - اپنے کا	عفا - معاف کیا
الله - اللہ نے	عما - اس سے جو	سلف - گذر چکا	و - اور
من - جو	عاد - اب کریگا	فینتقم - تو بدلہ لے گا	الله - اللہ
منه - اس سے	و - اور	الله - اللہ	عزیز - غالب
ذو - بدلہ	انتقام - لینے والا ہے	احل - حلال کیا گیا	لکم - تمہارے لیے
صید - شکار	البحر - دریا کا	و - اور	طعامه - اس کا کھانا
متاعا - سامان ہے	لکم - تمہارے لیے	و - اور	للسیارة - مسافروں کے
لیے	و - اور	حرم - حرام ہے	علیکم - تم پر
صید - شکار	البر - خشکی کا	ما دمتم - جبتک رہو تم	حرما - احرام میں
و - اور	اتقوا - ڈرو	الله - اللہ سے	الذی - جو وہ کہ
الیه - اسکی طرف	تحشرون - اکٹھے کیے جاؤ گے	جعل - بنایا	الله - اللہ نے
الکعبة - کعبہ کو	البیت - گھر	الحرام - عزت والا	قیاما - ٹھہرنے کے لیے
للناس - لوگوں کے	و - اور	الشهر - مہینہ	الحرام - حرمت والا
و - اور	الهدی - قربانی	و - اور	القلائد - قلادہ والی
ذلک - یہ	لتعلموا - اس لیے کہ تم جان لو کہ		ان - بیشک
الله - اللہ	یعلم - جانتا ہے	ما - جو	فی - بیچ
السماوات - آسمانوں کے ہے	و - اور	ما - جو	فی - بیچ
الارض - زمین کے ہے	و - اور	ان - بیشک	الله - اللہ
بکل - ہر	شیء - چیز کو	علیم - جانتا ہے	اعلموا - جان لو

ان - بیشک	اللہ - اللہ	شدید - سخت	العقاب - عذاب والا ہے
و - اور	ان - بیشک	اللہ - اللہ	غفور - بخشنے والا
رحیم - مہربان ہے	ما - نہیں	علی - اوپر	الرسول - رسول کے
الا - مگر	البلغ - پہنچانا	و - اور	اللہ - اللہ
یعلم - جانتا ہے	ما - جو	تبدون - تم ظاہر کرتے ہو	و - اور
ما - جو	کنتم - تم	تکتمون - پوشیدہ رکھتے ہو	قل - کہہ
لا - نہیں	یستوی - برابر	الخبیث - گندا	و - اور
الطیب - ستھرا	و - اور	لو - اگرچہ	اعجبك - پسند آئے تجھ کو
کثرۃ - کثرت	الخبیث - گندے کی	فاتقوا - تو ڈرو	اللہ - اللہ سے
یا - اے	اولی الالباب - عقل والو	لعلکم - تاکہ تم	تفلحون - فلاح پاؤ

مختصر تفسیر رکوع ۲ پ۷ سورۃ مائدہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

اے ایمان والو تمہیں اللہ آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں تاکہ اللہ پہچان کرادے ان کی جو ڈرتے ہیں اللہ سے غائبانہ تو جو حد سے بڑھے اس کے بعد تو اس کے لیے ہے عذاب دردناک۔

شان نزول: ۶ھ میں پندرہ سو چالیس مسلمان عمرہ کے ارادہ سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالے نے ان مسلمانوں کو چند امتحانات میں مبتلا کیا جن میں وہ شاندار کامیاب رہے ان امتحانوں میں ایک امتحان یہ تھا کہ صحابہ کرام میں اکثر شکار کا شوق رکھتے تھے لیکن حالت احرام میں خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے۔

یہ حضرات جب مقام حدیبیہ میں پہنچے اور وہاں چند یوم قیام فرمایا اور بغیر عمرہ کیے واپس ہونا پڑا ان کے خیموں میں اس طرح پرند چرند اور شکار کے جانور گھس آتے کہ اگر یہ حضرات چاہتے تو ہاتھوں سے شکار کر لیتے۔ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو خبردار کیا گیا اور تمام مسلمان صحابہ حکم کی تعمیل میں ثابت قدم

رہے۔ روح المعانی۔ خازن عن ابن ابی حاتم عن مقاتل۔

ولیبلونکم اللہ۔ بَلْو سے ہے جس کے معنی آزمائش و امتحان ہے اسی کو بلا یعنی مصیبت کہتے ہیں
صَید کے معنی شکار کے ہیں یعنی شکار والے جانور۔ تنالُ۔ نَیل سے بنا اس کے معنی ہیں پایا۔

فمن اعتدی بعد ذلک۔ یعنی ایسے موقعہ پر جیسا کہ حدیبیہ کا تھا حکم کی تعمیل نہ کرے اور نافرمانی کرے فلہ عذاب الیم۔ تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ سے چند مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

مُحرِم یعنے جو حالت احرام میں ہو اسے خشکی کے کسی جانور کا شکار کرنا حرام ہے مَادُمْتُمْ حُرُمًا

جبتک وہ احرام میں ہو۔

کسی جانور کی طرف شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا بھی یا زبان سے بتانا بھی شکار میں داخل ہے اور ایسا کرنا بھی ممنوع ہے۔

محرم کو بحالت احرام ہر وحشی جانور کا شکار منع ہے خواہ وہ حلال جانور ہو یا حرام۔

مندرجہ ذیل جانور مارنا معاف ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں چھ جانوروں کا ذکر آیا ہے۔ سانپ کا مزید ذکر ہے یہ روایت بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری سے کی ہے:

کاٹنے والا کتا۔ کوا۔ بچھو۔ چیل۔ چوہا۔ بھیڑیا۔ سانپ یہ وہ جانور ہیں جنہیں حضور نے فاسق فرمایا ان کے قتل کی بحالت احرام اجازت ہے۔

مچھر، پسو، چیونٹی، مکھی حشرات الارض۔ حملہ آور درندے کا مارنا معاف ہے تفسیر احمدی۔

محرم کو بحالت احرام جو جانور شکار کرنا ممنوع ہیں وہ عمداً ہوں یا خطاً ہر حال میں ممنوع ہیں عمداً کی ممانعت تو آیہ کریمہ سے واضح ہے اور خطا کا منع حدیث ابوالیہ سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے نزل الکتاب بالعمد ووردت السنۃ بالخطاء۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ۔

اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے

کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے فیصلہ کریں تم میں دو ثقہ آدمی یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا اور جو اب کریگا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔

شان نزول: حضرت ابوالیسر نے بحالت احرام ایک وحشی یا نیل گائے کا شکار کر لیا اس پر اعتراض ہوا تو وہ بارگاہ نبوت علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور اپنے قصور کی خبر دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فجزاء مثل ما قتل کا یہ مطلب ہے کہ ویسا ہی جانور دے یعنی قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو کذا قال ابو حنیفة و ابو یوسف رحمہما اللہ اور امام محمد اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صورت و خلقت کے مارے ہوئے جانور کی مثل ہونا مراد ہے۔ مدارک، تفسیر احمدی

یحکم بہ ذوا عدل منکم کے یہ معنی ہیں کہ قیمت کا اندازہ کرنے کے لیے دو ثقہ مسلمان ہوں جو قیمت کا اندازہ کریں اور قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں شکار مارا گیا یا اس کے قریب کے مقام کی

ھدیا بالغ الکعبۃ یعنی کفارہ کا جانور حرم مکہ کے باہر ذبح کرنا درست نہیں مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور کعبۃ اللہ شریف کے اندر بھی ذبح جائز نہیں۔ اسی لیے بالغ الکعبۃ یعنی کعبہ کو پہنچے فرمایا کعبہ کے اندر نہیں فرمایا۔

او کفارۃ طعام مساکین اور کھانے کا کفارہ چند مساکین کو اس میں مکہ مکرمہ کی قید نہیں باہر بھی دیا جا سکتا ہے (تفسیر احمدی)

او عدل ذلک صیاما۔ یا اس کے برابر روزے۔

مسئلہ:۔ شکار کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور ہو جائیں تو جتنے مساکین ہیں اس حساب سے تقاسمہ ہو اس کے عدد پر روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

مثلاً تین مساکین میں کفارہ ادا ہوا تو تین روزے رکھنے جائز ہیں چار یا پانچ میں کفارہ تقسیم ہوا تو چار یا پانچ روزے چاہئیں اس میں عدم وجدان و استطاعت کی شرط نہیں اور

لیذوق وبال امرہ یعنی اپنے کام کا وبال چکھے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ قیل بجزاء وقیل بصیام او بالطعام وقیل بفعل متعدد و ھو جوزی اوتشر عنا ذلک ونحوہ والوبال فی الاصل الثقل ومنہ الوابل للمطر الکثیر والوبیل للطعام الثقیل الذی لا یبرع ھضمہ

عفا اللہ عما سلف سے یہ مراد ہے کہ دور جاہلیت میں شکار وغیرہ اگر کر لیا گیا تو وہ معاف ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝

حلال ہوا تمہارے لیے شکار دریا کا اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور حرام ہوا تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور ڈرو اللہ سے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

اُحِلَّ۔ حلال مباح۔ احرام کی حالت میں۔ صَیْدُ الْبَحْرِ وطعامہ۔ بحر سے مراد مطلقاً پانی ہے۔ دریائی شکار وہ ہے جو پانی میں ہی پیدا ہوا اور پانی میں ہی رہے جیسے مچھلی وغیرہ۔ طعام سے مراد مچھلی ہے جسے دریا باہر کنارے پر پھینک دے اور مر جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سب کا یہی قول ہے کہ محرم کو دریائی شکار کرنا بھی حلال ہے۔ سیارہ۔ راہگیر مسافر ایک ہو یا چند ہوں۔

اس آیت کریمہ میں وضاحت فرما دی گئی کہ محرم کو بحالت احرام بھی دریا کا شکار حلال ہے۔ اور خشکی کا حرام۔ دریا کا شکار وہ ہے جس کی پیدائش دریا میں ہو اور خشکی کا وہ جس کی پیدائش پانی سے باہر خشکی میں ہو۔

حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ۔ یہ احرام والوں کے لیے دوسرا حکم ہے تاکید کے لیے کہ خشکی کا جانور حرام ہے۔

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اللہ نے بنایا کعبہ کو ادب کا گھر لوگوں کے قیام کا سبب اور حرمت والے مہینے اور حرم کی قربانی اور قلادہ پڑے جانور یہ اس لیے کہ تم جانو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

کعبہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے جو عکرمہ اور مجاہد سے مروی ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مربع ہے۔ کاعِبَۃ کی جمع کواعب ہے۔ کعبہ کی سطح سمندر سے بہت اونچی ہے۔ اس کا چرچا اس کا ذکر دنیا میں بہت بلند ہے اس لیے اس کو کعبہ کہا جاتا ہے۔

اور تکعیب تربیع ہے۔ اور لغت میں ہر اس گھر کو کعبہ کہہ سکتے ہیں جو مربع ہو اور کبھی بلندی کے معنی

میں بھی تکعب آتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کعبہ کو کعبہ اس کی بلندی کی وجہ میں کہا گیا۔ جیسے کعب الانسان ٹخنے کو کہتے ہیں اس لیے کہ وہ اونچا ہوتا ہے۔ کَعُبَتِ الْمَرْأَۃُ۔ عورت کی چھاتیوں کو کہتے ہیں جبکہ وہ اٹھی ہوئی ہوں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ کعبہ نام اس کی یکتائی اور بے مثل ہونے کی بنا پر ہوا لیکن کرمانی نے اس کا رد کر دیا ہے۔ روح المعانی

پھر کعبہ کو بیت الحرام اس لیے کہا کہ دنیا میں اس کی عظمت ہے اسی لیے اس کی حرمت کے لیے بیت الحرام کہا گیا اور

قِیٰمًا لِّلنَّاسِ اس لیے کہا گیا کہ وہاں امور دین و دنیوی کا قیام ہوتا ہے۔ خائف وہاں پناہ لیتا ہے چنانچہ اس کی حرمت کے لیے ہی ارشاد ہوا من دخلہ کان امنا ضعیفوں کو وہاں امن ملتا ہے تاجر وہاں نفع پاتے ہیں حج و عمرہ کرنے والے وہاں حاضر ہو کر مناسک ادا کرتے ہیں اور

والشھر الحرام سے مراد ماہ ذی الحجہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کی نویں تاریخ کو حج کرتے ہیں۔

والھدی والقلائد۔ ہدی قربانی کا جانور اور اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا قلادہ ڈالنا۔ یہ قلائد قلادہ کی جمع ہے یعنی ہار جو ہدی کے گلے میں ڈالا جاتا ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ یہ قربانی کا جانور ہے اور حرم سے منیٰ کی طرف ہدی یعنی قربانی ہار ڈال کر لے جانا زیادہ ثواب ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ان تمام امور میں تمہارے مصالح مضمر ہیں اور اللہ تعالے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے جانتا ہے اور اسے ہر شے کا علم ہے اس کا کوئی فعل اور حکم حکمت سے خالی نہیں۔

تو تم حرم اور احرام کی حرمت کا لحاظ رکھو اس کے بعد اللہ تعالے نے اپنی رحمتوں کا ذکر فرمانے کے پہلے اپنی صفت شدید العقاب ذکر فرمائی تاکہ ایسا شے رحمت اور تکمیل ایمان ہو اس کے بعد صفت غفور و رحیم بیان فرما کر اپنی وسعت رحمت کا بیان فرمایا۔ اب چونکہ رسول مجتبیٰ حکم پہنچا کر فارغ ہو چکے تو مسلمانوں پر اطاعت لازم ہے اور عذر کی گنجائش باقی نہ رہی آگے ارشاد ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

رسول پر نہیں مگر حکم پہنچا دینا اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

اس لیے کہ اس ذات علیم و خبیر کو ہر ایک کے ظاہر و باطن نفاق و اخلاص سب کا علم ہے آگے ارشاد ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؏ فرما دیجئے کہ گندا اور پاک برابر نہیں اگرچہ تجھے گندگی کی کثرت پسند آئے تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس میں حضور مخاطب ہیں یا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یعنی حلال وحرام نیک بد مسلم وکافر اور کھرا کھوٹا ایک درجہ میں نہیں ہو سکتا یعنی واثروا الطیب وان قل علی الخبیث وان کثر وقیل ھو عام فی حلال المال وحرامہ وصالح العمل وطالحہ وجید الناس ورديهم۔ تفسیر نسفی۔

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک نو مسلم بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں حالت کفر میں شراب کی تجارت کرتا تھا مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہوا اب میں بہت مالدار ہوں اور وہ مال میرے پاس موجود ہے اگر میں وہ مال کار خیر میں خرچ کروں تو کیا مجھے ثواب ملیگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر وہ مال تم حج وجہاد جیسی اعلیٰ عبادت میں بھی خرچ کرو تب بھی وہ تم کو مچھر کے پر کے برابر بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ طیب ہے وہ طیب ہی قبول کریگا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم پ سورہ مائدہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ؏

اے ایمان والو نہ پوچھو ہر چیز کے متعلق اگر وہ ظاہر کی گئیں بری معلوم ہوں گی تمہیں اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جبکہ قرآن نازل ہو رہا ہے ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے

قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ؏

تم سے پہلی جس قوم نے وہ سوال کیے تو وہ صبح اس سے منکر ہو گئے۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ

نہیں کیا اللہ نے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن وہ لوگ جو کافر ہوئے افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور اکثر ان میں

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ

بے عقل ہیں۔

اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس طرف جو اتارا اللہ نے رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمیں کافی ہے جس پر پائے ہم نے اپنے باپ دادا کیا اگرچہ انکے باپ دادا کچھ نہ جانیں اور نہ ہدایت پائیں۔

اے ایمان والو لازم پکڑو اپنی جانوں کو نہیں نقصان دے گا تمہیں جو کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر ہو اللہ کی طرف تم سب کا لوٹنا ہے تو بتا دے گا تمہیں جو کچھ تم کرتے تھے۔

اے ایمان والو گواہی تم میں جبکہ آئے تمہیں کسی کو موت وصیت کرتے وقت دو عادل تم میں سے یا غیروں میں کے دو اگر تم سفر کرو تو پہنچے تمہیں موت کا حادثہ روکو دونوں کو نماز کے بعد تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تم شک میں پڑو ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے اگرچہ قریبی رشتہ دار ہو اور نہ چھپائیں گے گواہی اللہ کی ہم اگر ایسا کریں تو ضرور گنہگار ہیں۔

تو اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں کسی گناہ کے مرتکب ہیں تو دوسرے ان کی طرف کھڑے ہوں ان سے جنہوں نے حق لے کر جھوٹی گواہی دی تو وہ دونوں قسمیں کھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی صحیح ہے ان کی شہادت سے اور ہم حد سے نہ بڑھے اگر ایسا ہو تو ہم ظالم ہیں۔

یہ قریب تر ہے اس سے کہ آئے گواہی ان کے اوپر یا خوف کریں کہ ان کی قسمیں رد کر دی جائیں اور

اَیْمَانِہِمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ — ڈرو اللہ سے اور سنو اللہ راہ نہیں دیتا فاسقوں کو۔

حل لغات رکوع سوم پ سورۃ مائدہ

یا ایہا - اے	الذین - وہ جو	امنوا - ایمان لائے ہو	لا - نہ
تسئلوا - سوال کرو	عن اشیاء - چیزوں سے	ان - اگر	تبد - ظاہر کی جائیں
لکم - تمہارے لیے تو	تسؤ - بری لگیں	کم - تم کو	و - اور
ان - اگر	تسئلوا - سوال کروگے	عنہا - ان سے	حین - جبکہ
ینزل - اتارا جاتا ہے	القرآن - قرآن	تبد - ظاہر کی جائینگی	لکم - تمہارے لیے
عفا - معاف کیا	اللہ - اللہ نے	عنہا - اس سے جو	سلف - گزر چکا
و - اور	اللہ - اللہ	غفور - بخشنے والا	حلیم - حلم والا ہے
قد - بیشک	سالہا - پوچھا تھا یہی	قوم - ایک قوم نے	من قبلکم - تم سے پہلے
ثم - پھر	اصبحوا - ہو گئے	بہا - اس سے	کافرین - منکر
ما - نہیں	جعل - بنایا	اللہ - اللہ نے	من بحیرۃ - کان چرا ہوا
و - اور	لا - نہ	سائبۃ - بجار	و - اور
لا - نہ	وصیلۃ - وصیلہ	و - اور	لا - نہ
حام - حامی	و - اور	لکن - لیکن	الذین - وہ جو
کفروا - کافر ہیں	یفترون - بناتے ہیں	علی - اوپر	اللہ - اللہ کے
الکذب - جھوٹ	و - اور	اکثر - اکثر	ھم - ان کے
لا - نہیں	یعقلون - عقل رکھتے	و - اور	اذا - جب
قیل - کہا جاتا ہے	لہم - ان سے	تعالوا - آؤ	الی - طرف
ما - اس کے جو	انزل - اتاری	اللہ - اللہ نے	و - اور
الی - طرف	الرسول - رسول کی	قالوا - تو کہتے ہیں	حسبنا - کافی ہے ہم کو
ما - وہ جو	وجدنا - پایا	نا - ہم نے	علیہ - اس پر

اباء۔باپ دادا	نا۔اپنے کو	او۔کیا	لو۔اگرچہ
کان۔ہوں	اباؤ۔باپ دادا	هم۔ان کے	لا۔نہ
یعلمون۔جانتے	شیئا۔کچھ بھی	و۔اور	لا۔نہ
یھتدون۔راہ پاتے	یاایها۔اے	الذین۔وہ جو	امنوا۔ایمان لائے ہو
علیکم۔بچاؤ	انفسکم۔اپنی جانوں کو	لا۔نہ	یضر۔نقصان دیگا
کم۔تم کو	من۔جو	ضل۔گمراہ ہوا	اذا۔جب
اهتدیتم۔تم ہدایت پر ہو	الی۔طرف	الله۔اللہ کی ہے	مرجعکم۔تم کو لوٹنا
جمیعا۔سب کو	فینبئکم۔وہ بتائے گا تم کو	بما۔جو	کنتم۔تھے تم
تعملون۔عمل کرتے	یاایها۔اے	الذین۔وہ جو	امنوا۔ایمان لائے ہو
شهادة۔گواہی	بینکم۔تم میں	اذا۔جب	حضر۔حاضر ہو
احد۔ایک	کم۔تمہارے کو	الموت۔موت	حین۔وقت
الوصیة۔وصیت کے	اثنٰن۔دو آدمی	ذوا۔صاحب	عدل۔انصاف
منکم۔تم میں سے	او۔یا	اخران۔دو	من غیرکم۔اوروں سے
ان۔اگر	انتم۔تم	ضربتم۔چلو	فی۔بیچ
الارض۔زمین کے	فاصابتکم۔تو پہنچے تم کو	مصیبة۔حادثہ	الموت۔موت کا
تحبسونهما۔روکو دونوں کو	بعد۔بعد	الصلوة۔نماز کے	فیقسمٰن۔تو قسم کھائیں
بالله۔اللہ کی	ان۔اگر	ارتبتم۔تم شک کرو	لا۔نہیں
نشتری۔خریدیں گے ہم	به۔اسکے ساتھ	ثمنا۔قیمت	و۔اور
لو۔اگرچہ	کان۔ہو	ذاقربی۔رشتہ دار	و۔اور
لا۔نہ	نکتم۔چھپائیں گے ہم	شهادة۔گواہی	الله۔اللہ کی
انا۔بیشک ہم	اذا۔اس وقت	لمن الاثمین۔گنہگار ہونگے	فان۔پھر اگر
عثر۔پتہ چلے	علی۔اس کا کہ	انهما۔وہ	استحقا۔کر رہے ہیں
اثما۔گناہ	فاخران۔تو دو اور	یقومان۔کھڑے ہوں	مقامهما۔ان کی جگہ
من الذین۔اس سے	استحقا۔جو حق لیکر	علیهم۔انپر	الاولیٰن۔گواہی دے
فیقسمٰن۔تو قسم کھائیں	بالله۔اللہ کی	لشهادتنا۔کہ ہماری گواہی	احق۔سچی ہے

من شهادتہما۔ ان کی گواہی سے		و۔ اور	ما۔ نہیں
اعتدینا۔ حد سے بڑھے ہم	انا۔ بیشک ہم	اذا۔ اس وقت	لمن۔ ہوں گے
الظالمین۔ ظالموں سے	ذلک۔ یہ	ادنی۔ بہت قریب ہے	ان۔ یہ کہ
یاتوا۔ لائیں	بالشہادۃ۔ گواہی	علی۔ اس کے	وجہہا۔ روبرو
او۔ یا	یخافوا۔ خوف کرو	ان۔ یہ کہ	ترد۔ رد کردیگا
ایمان۔ قسم	بعد۔ بعد	ایمانہم۔ انکی قسم کے	و۔ اور
اتقوا۔ ڈرو	اللہ۔ اللہ سے	و۔ اور	اسمعوا۔ سنو
و۔ اور	اللہ۔ اللہ	لا۔ نہیں	یہدی۔ ہدایت دیتا
القوم۔ قوم	الفاسقین۔ فاسقین کو		

مختصر تفسیر رکوع سوم پ سورۃ مائدہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ○

اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

شان نزول:۔ بعض منافقین دل لگی اور مذاق کے طور پر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم سے غیر ضروری باتیں پوچھا کرتے تھے اور بے فائدہ سوال کرتے تھے کوئی کہتا کہ میرا باپ کون ہے کوئی کہتا کہ حضور میری اونٹنی کہاں ہے یہ طریقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاطر عاطر پر گراں گذرا ایک دن سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر اقدس پر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو ہم ہر ایک کی ہر بات کا پورا پورا جواب دیں گے۔

ایک شخص عبداللہ کھڑا ہوا عرض کرنے لگا حضور میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے تو اپنے باپ سے ہے۔ دوسرے نے عرض کیا حضور میرا باپ کون ہے فرمایا شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم یعنے تو حرامی ہے ایک شخص نے کہا حضور میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا جہنم۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو

گئے اور عرض کی رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَّنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ۔ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں اور دین اسلام سے خوش ہیں اور نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر متبع ہم اللہ کے ساتھ تمام فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت عمر نے جب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے تیور دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ ہم بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتے ہیں یعنی سب کے پردے رہنے دیجئے۔ بخاری جلد اول باب الغضب فی التعلیم۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خطبہ میں فرمایا اے لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا تو تم حج کیا کرو۔

ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ حضور علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی انہوں نے تین بار یہی سوال کیا حضور علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے چوتھی بار عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر ہم ہاں کہہ دیتے تو حج ہر سال ہی فرض ہو جاتا اور تم میں اس کی استطاعت نہ ہوتی۔ پہلی قومیں کثرت سوال کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ انبیاء علیہم السلام کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے ان کی تباہی ہوئی جب ہم تم کو کسی کام کا حکم دیں تو جس قدر تم میں طاقت ہو کر لیا کرو اور جب ہم منع کریں تو اسے چھوڑ دو۔ (روح المعانی) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ: اس کا مادہ سَل ہے اس کے معنی مانگنا ہے۔ پوچھنا ہے اشیاء جمع شے کی ہے۔ یعنی اے ایمان والو تم ہمارے محبوب سے ایسی چیزوں کے متعلق نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ بتا دی جائیں تو تم کو غمگین کریں یا تم کو مشقت میں ڈال دیں۔

اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ آیات قرآنیہ کے نزول کا زمانہ ہے تم ایسے سوالات کرو کہ تم مصیبت یا مشقت میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ آخر میں فرمایا گیا۔

عَفَا اللّٰہُ عَنْهَا عفو بمعنی معافی۔ اس سے قصور جرم مٹ جاتا ہے اللہ تعالے نے ان چیزوں کو معاف فرما دیا جن کی ممانعت نہیں ہے وہ مباح کر دیں۔

اسی بنا پر ارباب اصول نے اصل اشیاء میں اباحت مانی اور مسکوت عنہ کو مباح قرار دیا۔ ماموعنہ کی تعمیل امر لازم قرار دی۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت سے آج تک ہزارہا اشیاء پوشیدنی اور ماکولات ہیں حتی کہ سواریوں میں ہمارے سامنے ہیں ان سب کے متعلق ہمارے پاس ماخذ حکم آیہ کریمہ عفا اللہ عنہا موجود ہے جس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چاٹ۔ چائنکیں۔ چمچے۔ شیشہ کے گلاس، انواع واقسام کے پارچات

موٹر کار، سائیکل، ایروپلین اور کیا کیا ایجادات ہیں اسوقت تک سب مباح ہیں جبتک ہمیں شرعی حکم نہ ملے ریشم چونکہ مردوں پر حرام ہے اس لیے اس کے ملبوسات مردوں پر حرام لیکن ریشم جیسی چمکیلی خوشنما رنگین ہزارہا قسم کی چیزیں جو آرہی ہیں جبتک وہ ریشم ثابت نہ ہوں ہمارے لیے مباح ہیں۔ سرخ رنگ مردوں کے لیے منع فرمایا حتی کہ ایک صحابی کا سرخ قمیض دیکھ کر زِیُّ اَہلِ النَّارِ جہنمیوں کا لباس فرماکر اظہار ناراضگی کیا لہذا وہ مردوں پر ممنوع اور عورتوں کے لیے مباح ہوگیا۔ چاندی سونے کے برتن چمچہ وغیرہ استعمال کرنا یوں ممنوع ہوا کہ حضور نے انکا استعمال منع فرمایا۔ اسکے علاوہ چینی گلٹ، قلعی دار چمچہ۔ پھولدار اشیاء رنگین پلیٹیں سب مباح ہوئیں اب آگے ارشاد ہے

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ○

تم سے پہلے ایک قوم نے ایسے ہی سوال کرکے انکار کیا اور کافر ہوگئے

لہذا تم کثرت سوال سے انبیاء کرام کی مخالفت اپنے سر لے کر منکر حتی کہ کافر نہ ہو چنانچہ اصول میں ہے المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید یجری علی تقیید ہ حکم مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر ہوتا ہے۔ اور مقید حکم اس تقیید کے ساتھ ہوتا ہے

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

اللہ نے نہیں کیا کان چرا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی لیکن کافروں نے افتراء دازی کی اللہ پر جھوٹی اور ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ۔ عربی میں جَعَلَ بمعنی خَلَقَ کے معنی میں آتا ہے اور کبھی بنانے کے معنی میں جیسے جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اللہ نے تاریکیاں اور روشنی پیدا کیں۔ یا جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ رب نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا۔

یعنی اللہ نے کوئی بحیرہ کوئی سائبہ وغیرہ حرام نہ فرمائیں

زمانہ جاہلیت میں مشرکین کا یہ دستور تھا کہ اپنے مویشیوں کے اوپر چند مفروضوں کے ساتھ ایک فرضی فریضہ گھڑ کر اسے اللہ تعالے کے نام کی منت قرار دے لیتے اس کا رد تو مَا جَعَلَ اللّٰهُ میں فرما دیا گیا۔ پھر بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ۔ حام انواع و اقسام مقرر کیے چنانچہ

بحیرۃ۔ بروزن فعیلہ۔ بحر کے معنی چیرنا ہے۔ دریا کو اسی لیے بحر کہتے ہیں کہ اس کا پانی زمین کو چیرتا ہے اور اپنا راستہ بناتا ہے۔ بحیرہ کا معنی چیرا ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں جو اونٹنی پانچ بار بچے جن دیتی اور اس کا پانچواں

بچہ نر ہوتا تو اس کا کان چیر کر اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا نام بحیرہ رکھ دیتے اس کے متعلق یہ قانون گھڑا ہوا تھا کہ اس پر سواری کرنا حرام ہے۔ ذبح کرنا ممنوع اگر کسی کے باغ یا کھیت میں گھس جاتا تو اسے کھانے پینے سے نہ روکتے اس کا دودھ بتوں پر چڑھاتے تھے خود نہیں پیتے تھے بلکہ بت خانے کے وہ دودھ استعمال کرتے۔

وَلَا سَآئِبَةٍ :- لَا تاکید نفی کے لیے ہے۔ سائبہ سیّب چھوڑنا۔ یعنی چھوڑا ہوا۔ آزاد کیا ہوا۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص سفر کو جاتا یا بیمار ہو جاتا تو یہ نذر مانتا کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آجاؤں یا بیماری سے تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ ہوگی یعنی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے جیسے بنجار کہا جاتا ہے اسی کو ہندوستان میں بجار یا بچار سانڈ کہتے ہیں اور یہ رسم آج تک مشرکین ہند میں بیلوں پر مروج ہے۔ اس کا حکم وہی ہے جو بحیرہ کا۔ اس سے نفع اٹھانا ہے بحیرہ کی طرح ممنوع تھا اور یہ آزاد پھرتی رہتی ہیں۔

وَلَا وَصِيلَةٍ :- وصل کے معنی ملانا۔ زمانہ جاہلیت میں جب کسی بکری کے سات بچے ہو جاتے اور ساتواں بچہ نر ہوتا تو اسے ذبح کر کے صرف مرد ہی کھا سکتے تھے۔ عورتوں کے لیے وہ حرام ہوتا تھا اور اگر مادہ ہوتا تو اسے بکریوں میں چھوڑ دیتے تھے اور اگر نر مادہ کا جوڑا پیدا ہوتا تو کہتے تھے کہ یہ دونوں بہن اور بھائی مل گئے پھر ان کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اسے ذبح نہ کرتے اس کا کھانا حرام سمجھتے تھے اسے وصلہ کہا جاتا تھا۔

وَلَا حَامٍ :- حامی حمی سے بنا جس کے معنی گرمی یا بچانا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب ان کا نر اونٹ دس بار اونٹنی کو گابھن کر دیتا اور اس سے دس بچے ہو جاتے تو اس کو بتوں کے نام پر بے مہار چھوڑ دیتے اس پر سواری ممنوع ہو جاتی اس سے کوئی کام لینا ناجائز ہو جاتا اس کو چارہ پانی سے نہ روکتے وہ آزاد پھرتا رہتا تھا اس کا نام حام یا حامی ہوتا تھا۔ نسفی۔ مدارک

بحیرہ اور سائبہ اونٹنیوں کے نام ہیں اور وصیلہ بکری کا نام ہے اور حام اونٹ کا یہ تمام جانور بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے ان کا گوشت اور دودھ حرام سمجھا جاتا تھا۔ اس آیت میں ان کفار کے اس عمل کی اور اس عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔

ایک حدیث بخاری و مسلم میں ہے اس میں بحیرہ کی تعریف یہ بھی ہے کہ بحیرہ اونٹنی کا دودھ صرف بتوں کے چڑھاوے کو ہوتا اور کوئی اس کا دودھ نہ دوہتا اور

سائبہ۔ وہ جو اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دی جائے اس سے کوئی کام لینا حرام سمجھا جاتا۔

یہ رسمیں زمانۂ جاہلیت سے ابتدائے اسلام تک چلی آ رہی تھیں اس آیۂ کریمہ میں انہیں جھٹلایا اور فرمایا یہ اللہ تعالےٰ پر محض افتراء کاذب ہے۔

اور لَا یَعْقِلُوْنَ اس لیے فرمایا کہ محض اپنے سرداروں کے کہنے سے ان چیزوں کو حرام سمجھ لینا بے عقلی اور جہالت ہی ہو سکتی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ ○

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل فرمایا اور رسول کی طرف کہتے ہیں ہمیں کافی ہے وہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانیں اور نہ ہدایت پر ہوں۔

تَعَالَوْا۔ برے عقیدے سے چھوڑ کر اسلامی عقائد کو قبول کرنا ہے

مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ: سے مراد اللہ تعالےٰ کے تمام احکام ہیں خواہ بذریعہ قرآن کریم ہوں یا بارشاد نبوی حضور علیہ السلام کے دامن سے وابستہ رہو۔

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا: سے مراد یا تو نسبی باپ دادا ہیں۔ اے محبوب یہ اپنے کفر پر ایسے ڈھیٹ ہیں کہ جب ان سے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ کہاں جا رہے ہو ادھر آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم کو باپ دادوں کے رسم و رواج کافی ہیں۔

یعنی باپ دادوں کا اتباع درست بھی ہو سکتا تھا اگر وہ علم رکھتے اور ہدایت یافتہ ہوتے اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ۔ اَوَلَوْ۔ ہمزہ استفہامیہ ہے آباء سے مراد وہ ہی ان کے نسبی باپ دادا تھے۔ بے علمی سے مراد جہالت ہے۔ بے ہدایت سے مراد کفر و بے عقیدگی پیغمبر کی معرفت نہ ہونا۔ آگے ارشاد ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو تم اپنی جانوں پر قائم رہو تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے تو تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے۔

شانِ نزول:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں منافقوں نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضور علیہ السلام نے اہل کتاب سے تو جزیہ قبول فرمایا اور مشرکین سے جزیہ قبول نہ کیا حالانکہ مشرکین اور اہل کتاب سب ہی کافر ہیں یہ فرق کیسا مسلمانوں کو اس اعتراض سے دکھ پہنچا۔ اس پر یہ

آیت کریمہ نازل ہوئی۔

مسلمان کفار کی محرومی پر افسوس کرتے تھے اور انہیں رنج ہوتا تھا کہ کفار عناد میں مبتلا ہو کر دولت اسلام سے محروم رہے اس پر اللہ تعالے نے ان کی تسلی فرما دی کہ اس میں تمہارا کچھ ضرر نہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کر کے تم بری الذمہ ہو چکے تم اپنی نیکی کی جزا پاؤ گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا۔ اس آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوبات کی تاکید ہے کیونکہ اپنی جان پر قائم رہنے کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کی خبر گیری کرے۔ نیکیوں کی رغبت دلائے اور بدیوں سے اس کو روک دے (خازن)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَمِنَ الْآثِمِينَ ۝

اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں کے دو معتبر شخص ہوں یا غیروں میں کے دو جب تم سفر کرو ملک میں تو تمہیں موت کا حادثہ پہنچے ان دونوں کو نماز کے بعد روکو وہ اللہ کی قسم کھائیں اگر تمہیں شک پڑے کہ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں۔

شان نزول: تمیم بن اوس داری اور عدی بن زید جو عیسائی تھے اور ملک شام تجارت کے لیے ہر سال جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے ساتھ حضرت بدیل بن مریم جو حضرت عمرو بن عاص کے آزاد کردہ غلام تھے اور مہاجرین میں سے تھے ان دونوں کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے جب یہ تینوں ملک شام پہنچے تو حضرت بدیل بن مریم سخت بیمار ہو گئے۔ جب حضرت بدیل نے اپنی زندگی سے مایوسی محسوس کی تو انہوں نے اپنے سامان کی ایک فہرست تحریر کی اور سامان کی تہ میں رکھ دی جس کی خبر ان دونوں نصرانیوں کو نہیں ہوئی۔ ان کو انتقال سے قبل وصیت کی کہ میرا یہ سامان میری وفات کے بعد مدینہ منورہ میں میرے اعزہ کو پہنچا دینا۔

وفات کے بعد ان دونوں نصرانیوں نے ان کے مال کی تلاشی لی تو اس سامان میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا اور منقش تھا اس پیالہ کا وزن تین سو مثقال تھا ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے بحضرت بدیل کا خیال تھا کہ اس پیالے کو شام کے بادشاہ کے پاس فروخت کرینگے

اس پیالے کو ان دونوں نصرانیوں نے چھپا لیا اور اسے ایک ہزار درہم میں مکہ جا کر فروخت کر دیا اور پانچ پانچ سو درہم آپس میں تقسیم کر لیے۔ باقی سامان بدیل کے گھر والوں کو پہنچا دیا۔ حضرت بدیل کے گھر والوں نے جب سامان کی پڑتال کی تو تمام سامان فہرست کے مطابق بالکل صحیح نکلا صرف وہ نقرئی پیالہ جس پر سونے کا پانی چڑھا تھا اور منقش تھا وہ سامان میں نہ تھا حضرت بدیل کے گھر والوں نے ان دونوں نصرانیوں سے دریافت کیا کہ کیا بدیل نے اپنا کچھ سامان وہاں فروخت بھی کر دیا تھا؟

ان دونوں نے جواباً کہا نہیں۔

انہوں نے مزید دریافت کیا کہ کیا بدیل نے دوران بیماری میں کچھ مال فروخت کر کے اپنا علاج معالجہ کرایا تھا؟

انہوں نے جواباً کہا نہیں۔

پھر انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے بدیل سے کوئی چیز خریدی ہے؟

جواباً کہا نہیں

تو بدیل کے گھر والوں نے کہا کہ سامان کی فہرست میں ایک قیمتی نقرئی پیالہ کا بھی ذکر ہے تو وہ پیالہ کہاں گیا؟

ان دونوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت بدیل کے گھر والوں نے یہ مقدمہ بارگاہ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا ان دونوں نصرانیوں نے جھوٹی قسم کھالی اور مقدمہ سے بری ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پیالہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کے پاس پایا گیا۔ حضرت بدیل کے وارثوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ یہ پیالہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اس شخص نے بتایا کہ ہم نے ایک ہزار درہم میں تمیم داری اور عدی نصرانیوں سے خریدا ہے اب یہ مقدمہ دوبارہ بارگاہ نبوت میں پیش ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بدیل کے وارثوں سے فرمایا کہ تم اس بات کی قسم کھاؤ کہ یہ پیالہ بدیل کا ہے اور یہ دونوں عیسائی جھوٹے ہیں۔

اعزہ بدیل نے قسم کھالی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فیصلہ حضرت بدیل کے وارثوں کے حق میں کر دیا۔ اس پر یہ آیات حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی تائید میں نازل ہوئیں۔ روح المعانی خازن۔ ترمذی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو آدمیوں کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے وصیت کے وقت۔ شَہَادَۃُ بَیْنِکُمْ مبتدا۔ اِثْنَانِ خبر یعنی وصیت کے وقت دو آدمی موجود ہوں جس چیز کی وصیت مردہ نے کی ہے اس پر دو آدمیوں کی شہادت ضروری ہے دو کی قید احتیاطی ہے
اِذَا حَضَرَ۔ شہادت کا ظرف زمان ہے یعنی جب موت کا وقت قریب نظر آئے اور امید زندگی نہ رہے موت کے آثار و علامات ظاہر ہو جائیں۔ تو

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ۔ جو تم سے ہوں یعنی دو عادل مسلمان گواہ بنا کر وصیت کرے کیونکہ نیک مسلمان ہی امانتداری کا زیادہ ہے۔

اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَیْرِکُمْ۔ یا غیر مسلموں میں سے کوئی دو آدمی ہوں۔
اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃُ الْمَوْتِ۔ اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تم پر موت کے آثار نمودار ہو جائیں پھر تم نے ان کو گواہ بنایا ہو اور ان کو اپنا مال دے دیا ہو اور بعض وارث ان پر خیانت کا شبہ کریں اور دونوں خیانت کے منکر ہوں۔
تَحْبِسُوْنَهُمَا۔ تم خیانت کا انکار کرنے والے دونوں وصیوں کو روکے رکھو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوۃِ۔ نماز کے بعد۔ نماز سے مراد نماز عصر ہے کیونکہ یہ وقت لوگوں کے زیادہ اجتماع کا ہے اور شب و روز کے ملائکہ کے ملنے کا بھی۔ اہل عرب بھی اس کا احترام کرتے تھے اور اسی وقت اپنے مقدمات کے فیصلے بھی کرتے تھے۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ اس سے نماز عصر یا نماز ظہر مراد ہے نسفی روح المعانی

فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی وَلَا نَکْتُمُ شَهَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ۔ اگر تم کو شبہ ہو تو نماز کے بعد دونوں میں سے ہر ایک کو روک رکھو پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں اور کہیں کہ اس قسم کے عوض کوئی دنیوی نفع لینا نہیں چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار ہی ہو اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہیں رکھیں گے ورنہ اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے۔
اگر کسی وارث کو شبہ ہوا اور وہ دونوں وصیوں کو خائن قرار دے اور وصی خیانت کا انکار کریں تو حاکم وصیوں سے قسم لے اس آیت کے نزول کے بعد حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد تمیم اور عدی کو بلوا کر منبر کے پاس اس طرح قسم لی کہ قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے اس چیز میں کوئی خیانت نہیں کی جو بدیل نے ہم کو دیا تھا دونوں نے قسم کھالی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کو آزاد کر دیا۔ طویل مدت کے بعد وہ برتن مکہ معظمہ میں ملا جس کے پاس سے ملا اس نے بتایا کہ

اس نے تمیم اور عدی سے یہ برتن قیمتاً خریدا ہے۔ بنی سہم نے ان دونوں نصرانیوں سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ برتن بدیل سے خریدا تھا۔ بنی سہم نے یہ مقدمہ دوبارہ بارگاہ رسالت پناہ میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا۔ پھر اگر اطلاع ملے کہ وصی اپنی خیانت کی وجہ سے ایسا فعل کر چکا ہے جو موجب گناہ ہے یعنی جھوٹی قسمیں کھائی ہوں۔

فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ۔ تو ان دونوں وصیوں کی جگہ قسم کھانے کے لیے دو آدمی دوسرے کھڑے ہوں۔ جو میت کے وارثوں میں سے ہوں چنانچہ بدیل کے واقعہ میں جب ان کے دونوں ساتھی نصرانیوں کی خیانت ظاہر ہوگئی تو بدیل کے ورثاء میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ یہ جام ہمارے مورث کا ہے اور ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ احق اور سچ ہے چنانچہ ایسا ہی قرآن کریم میں حکم ہوا۔

فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پھر یہ دونوں رشتہ دار اللہ کی قسم کھائیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں وصیوں کی قسم سے زیادہ سچ ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔

یعنی وصیوں کی خیانت ظاہر کرنے اور دعوی خرید کی تردید کرنے کے لیے وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری قسم زیادہ قابل قبول ہے اور ہم حق سے تجاوز نہیں کریں گے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ یَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۝

یہ قریب تر ہے اس سے کہ گواہی جیسے چاہیے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں ان کی قسموں کے بعد اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو اور اللہ ہدایت نہیں فرماتا فاسقوں کو۔

حاصل معنی یہ ہے کہ اس معاملہ میں جو حکم دیا گیا کہ تمیم اور عدی کی قسموں کے بعد مال برآمد ہونے پر اولیاء میت کی قسمیں لی گئیں اس لیے کہ لوگ اس واقعہ سے سبق لیں اور شہادتوں میں راہ حق و صواب نہ چھوڑیں اور اس سے خائف رہیں کہ جھوٹی گواہی کا انجام شرمندگی اور رسوائی ہے۔

مسئلہ

مدعی پر قسم نہیں منکر پر قسم آتی ہے۔ چنانچہ اصول ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر گواہی مدعی پر ہے اور قسم انکار کرنے والے پر لیکن نوعیت مقدمہ بدل گئی اس لیے کہ یہاں مدعا علیہما نے دعوی

کیا کہ انہوں نے میت سے خریدا تھا۔ اب ان کی حیثیت مدعی کی ہو گئی مگر ان کے پاس گواہ نہ تھے تو ان کے خلاف ورثاء میت مدعا علیہ ہو گئے بنابریں ان پر قسم لازم ہو گئی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم پ سورۃ مائدہ

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

جس دن جمع کرے اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا انہیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں تو ہی بے شک سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میری وہ نعمت اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر جب تائید کی میں نے تیری روح القدس سے تو لوگوں سے پالنے میں بات کرتا تھا اور پکی عمر ہو کر اور جب سکھائی میں نے کتاب اور حکمت توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرندکی مورت میرے حکم سے تو اس میں پھونک مارتا تو اڑنے لگتی وہ میرے حکم سے اور مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو تندرست کرتا میرے حکم سے اور جب تو مردوں کو زندہ اٹھاتا تھا میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو بولے وہ جوان میں سے کافر تھے یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝

اور جب وحی کی میں نے حواریوں کے دل میں کہ ایمان لائیں مجھ پر اور میرے رسولوں پر بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا طاقت

هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۚ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

رکھتا ہے تمہارا رب کہ ہم پر نازل کرے ایک خوان آسمان سے کہا اللہ سے ڈرو اگر ہو تم ایمان والے۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھائیں ہم اس خوان سے اور مطمئن ہوں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہمیں سچ فرمایا اور ہوں ہم اس پر گواہ۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

کہا عیسیٰ بن مریم نے اے میرے رب اے اللہ نازل کر ہم پر خوان آسمان سے کہ ہو ہمارے لیے عید کا سبب ہمارے اگلوں اور پچھلوں کو اور نشانی تیری طرف سے اور ہمیں رزق دے اور تو بہتر رازق ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

فرمایا اللہ نے میں وہ خوان تم پر اتارتا ہوں تو جو بعد اس کے کفر کرے گا تو بے شک میں اسے عذاب دوں گا کہ نہ عذاب دیا ہو کسی کو جہان بھر میں۔

حل لغات رکوع چہارم پ ۷ سورۂ مائدہ

یوم۔جس دن	یجمع۔جمع کریگا	اللہ۔اللہ	الرسل۔رسولوں کو
فیقول۔پھر کہیگا	ماذا۔کیا	اجبتم۔جواب دیے گئے تم	قالوا۔کہیں گے
لا۔نہیں	علم۔علم	لنا۔ہم کو	انک۔بیشک تو
انت۔تو ہی ہے	علام۔جاننے والا	الغیوب۔غیبوں کا	اذ۔جب
قال۔کہیگا	اللہ۔اللہ	یعیسی۔اے عیسی	بن۔بیٹے
مریم۔مریم کے	اذکر۔یاد کر	نعمتی۔میری نعمت	علیک۔اپنے اوپر
و۔اور	علی۔اوپر	والدتک۔والدہ اپنی کے	اذ۔جب

ایدتک ۔ میں نے تیری تائید کی | بروح ۔ ساتھ روح | القدس ۔ القدس کے
تکلم ۔ باتیں کرتا تھا تو | الناس ۔ لوگوں سے | فی ۔ بیچ | المھد ۔ پالنے کے
و ۔ اور | کھلا ۔ پکی عمر میں | و ۔ اور | اذ ۔ جب
علمتک ۔ میں نے سکھائی تجھ کو | الکتاب ۔ کتاب | و ۔ اور
الحکمۃ ۔ حکمت | و ۔ اور | التوراۃ ۔ توریت | و ۔ اور
الانجیل ۔ انجیل | و ۔ اور | اذ ۔ جب | تخلق ۔ بناتا تو
من الطین ۔ مٹی سے | کھیئۃ ۔ مورت | الطیر ۔ پرندے کی | باذنی ۔ میرے حکم سے
فتنفخ ۔ پھر تو پھونکتا | فیھا ۔ اس سے | فتکون ۔ تو ہو جاتا | طیرا ۔ پرندہ
باذنی ۔ میرے حکم سے | و ۔ اور | تبرئ ۔ تندرست کرتا تھا تو | الاکمہ ۔ مادرزاد اندھے کو
و ۔ اور | الابرص ۔ پھلبہری والے کو | باذنی ۔ میرے حکم سے | و ۔ اور
اذ ۔ جب | تخرج ۔ نکالتا تو | الموتی ۔ مُردوں کو | باذنی ۔ میرے حکم سے
و ۔ اور | اذ ۔ جب | کففت ۔ روکا میں نے | بنی ۔ بنی
اسرائیل ۔ اسرائیل کو | عنک ۔ تجھ سے | اذ ۔ جبکہ | جئتھم ۔ لایا تو انکے پاس
بالبینت ۔ کھلے کھلے دلائل | فقال ۔ تو کہا | الذین ۔ انھوں نے جو
کفروا ۔ کافر تھے | منھم ۔ ان میں سے | ان ۔ نہیں | ھذا ۔ یہ
الا ۔ مگر | سحر ۔ جادو | مبین ۔ کھلا ہوا | و ۔ اور
اذ ۔ جب | اوحیت ۔ میں نے وحی کی | الی ۔ طرف | الحواریین ۔ حواریوں کی
ان ۔ یہ کہ | اٰمنوا ۔ ایمان لاؤ | بی ۔ مجھ پر | و ۔ اور
برسولی ۔ میرے رسول پر | قالوا ۔ وہ بولے | اٰمنا ۔ ہم ایمان لائے | و ۔ اور
اشھد ۔ گواہ رہ | باننا ۔ ہم | مسلمون ۔ مسلمان ہیں | اذ ۔ جب
قال ۔ کہا | الحواریون ۔ حواریوں نے | یعیسی ۔ اے عیسی | ابن ۔ بیٹے
مریم ۔ مریم کے | ھل ۔ کیا | یستطیع ۔ طاقت رکھتا ہے | ربک ۔ تیرا رب
ان ۔ یہ کہ | ینزل ۔ اتارے | علینا ۔ ہم پر | مائدۃ ۔ خوان
من السماء ۔ آسمان سے | قال ۔ اس نے کہا | اتقوا ۔ ڈرو | اللہ ۔ اللہ سے
ان ۔ اگر | کنتم ۔ ہو تم | مومنین ۔ مومن | قالوا ۔ بولے

نرید - ہم چاہتے ہیں | ان - یہ کہ | ناکل - کھائیں ہم | منہا - اس سے
و - اور | تطمئن - مطمئن ہوں | قلوبنا - ہمارے دل | و - اور
نعلم - ہم جانیں | ان - یہ کہ | قد - بیشک | صدقتنا - آپ نے ہم سے سچ کہا
و - اور | نکون - ہوں ہم | علیہا - اس پر | من الشاھدین - گواہوں
میں سے | قال - کہا | عیسی - عیسی | بن - بیٹے
مریم - مریم کے نے | اللھم - اے اللہ | ربنا - ہمارے رب | انزل - اتار
علینا - ہم پر | مائدۃ - خوان | من السماء - آسمان سے | تکون - کہ ہو
لنا - ہمارے لیے | عیدا - عید | لاولنا - ہمارے پہلوں | و - اور
اخرنا - ہمارے پچھلوں کی | و - اور | آیۃ - نشانی | منک - تجھ سے
و - اور | ارزقنا - رزق دے ہم کو | و - اور | انت - تو ہے
خیر - بہتر | الرازقین - رزق دینے والا | قال - فرمایا | اللہ - اللہ نے
انی - بیشک میں | منزلہا - اتارنے والا ہوں اسکو | علیکم - تم پر | فمن - تو جو
یکفر - کفر کرے گا | بعد - بعد اسکے | منکم - تم میں سے | فانی - تو میں یقیناً
اعذبہ - عذاب کرونگا اسکو | عذابا - ایسا عذاب | لا - کہ نہ | اعذبہ - سزا دینگا وہ
احدا - کسی کو بھی | من العالمین - جہاں والوں سے۔

مختصر تفسیر رکوع چہارم پ۷ سورۃ مائدہ

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو تو فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں علم نہیں بلے

شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا۔ جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی والدہ پر جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر میں اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرندکی سی مورت بناتا میرے حکم سے تو پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے قبروں میں سے زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس نشان لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُل۔ یعنی قیامت کے دن جب اللہ رسولوں کو جمع کرے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کو جمع فرمایا جائے گا اور ان کی نافرمان امتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ ان انبیاء میں حضور علیہ السلام شامل نہ ہوں گے کیونکہ حضور علیہ السلام اور ان کی امت ان کفار کے خلاف حضرات انبیاء کرام کے حق میں گواہی دیں گے اور حضور علیہ السلام اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا۔

فیقول ماذا اجبتم۔ تو انہیں فرمائے گا کہ جب تم نے اپنی قوم کو دعوت ایمان دی تو انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا۔ اس میں منکرین پر توبیخ ہے اس پر انبیاء کرام عرض کریں گے۔

قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب۔ ہمیں علم نہیں تو ہی ہے غیبوں کا جاننے والا یہ جواب انبیاء کرام کا کمال ادب ظاہر کرتا ہے کہ وہ علم الٰہی کے مقابلہ اپنے علم کو اصلاً پیش نہیں کرتے بلکہ بارگاہ الٰہی میں اپنے علم کو اصلاً قابل ذکر بھی قرار نہ دیں گے اور اپنا تمام معاملہ اللہ تعالیٰ کے علم و عدل پر تفویض فرما دیں گے (روح المعانی و تفسیر نسفی)

اذ قال اللّٰہ۔ جب فرمائے اللہ۔ یہ بدل یوم یجمع اللہ کا ہے۔

یاعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک۔ حیث طہرتہا واصطفیتہا علی نساء العلمین۔ اے عیسیٰ بن مریم یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا کہ میں نے انہیں پاک کیا اور جہان کی عورتوں پر انہیں فضیلت دی۔

نعمتی علیک۔ نعمت وہ اعلیٰ چیز ہے جو بغیر معاوضہ کے دی جائے۔ نعمت تین قسم کی ہے نعمت عامہ۔ نعمت خاصہ۔ نعمت شخصیہ۔ نعمت عامہ۔ ہوا۔ دھوپ۔ زمین آسمان وغیرہ۔ نعمت خاصہ عزت شہرت۔ دولت وغیرہ۔ نعمت شخصیہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسٰی کو جو نعمتیں عطا کیں ان کی تفصیل بیان بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالٰے اور اس کی نعمتوں کو دنیا میں یاد کرنا عبادت ہے جس کا ثواب ملیگا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰے کی عطا کردہ نعمتیں یاد تو تھیں لیکن آپ کی قوم عیسائیوں کو شرمندہ و نادم کرنے کے لیے اُنکا ذکر فرمایا گیا۔ ذکر سے مراد یاد کرنا ہے۔

اذ ایدتک بروح القدس۔ ای قویتک تقوی بجبرئیل علیہ السلام اید بہ تثبیت الحجۃ علیہم او بالکلام الذی یحیی بہ الدین واضافہ الی القدس لانہ سبب الطہر من ادھام الاثام دلیلہ۔ جب میں نے مدد کی تیری پاک روح یعنی حضرت جبرئیل سے کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ رہتے اور حوادث میں ان کی مدد کرتے اور کلام عیسوی سے دین زندہ کرتے اس میں اضافت روح القدس کی طرف یوں کی گئی تاکہ وہ سبب طہر ہو اور یہ ان کی نبوت کی دلیل بنے۔ مدارک۔

اید۔ بمعنی قوت و طاقت۔ روح القدس حضرت جبرئیل کا لقب ہے۔ حضرت جبرئیل حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہاں اس کا ذکر ہے کہ ہم نے بذریعہ جبرئیل تم کو قوت دی۔

اب دوسری خصوصی نعمت کا ذکر فرمایا گیا کہ

تکلم الناس فی المھد۔ تو لوگوں سے کلام کرتا پالنے میں ای تکلمہم طفلا اعجاز ای کلام بحالت طفلی اعجاز تھا۔ مدارک۔

مہد کے لفظی معنی گہوارے کے ہیں۔

وَکَہلًا تبلیغًا۔ اور پختہ عمر میں تبلیغ احکام فرمائے گا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت سے قبل نزول فرمائیں گے کیونکہ کہولت پختہ عمر کو کہتے ہیں۔ اور آپ پختہ عمر سے پہلے ہی اٹھا لیے گئے۔ نزول کے وقت آپ تینتیس سال کے جوان کی صورت میں جلوہ افروز ہوں گے اور بمصداق آیہ کریمہ آپ وہی کلام فرمائیں گے جو پالنے میں فرمایا تھا اِنّی عَبدُ اللہِ الخ

تفسیر صاوی نے فرمایا کہ آپ تینتیس سال کی عمر مبارک میں آسمان پر اٹھائے گئے اور آسمان سے زمین پر تشریف لا کر چالیس سال قیام فرمائیں گے۔

روح المعانی میں ہے (ترجمہ) کیونکہ مقصد یہ ہے کہ تو بچپن اور کہولت میں کلام کرے گا جبکہ تو آسمان سے نازل ہوگا کیونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جب آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کہولت کی عمر میں نہیں تھے اور اس کی کہل کی تفسیر پر ہے اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جبکہ سر اور داڑھی کے بال کچھ سیاہ اور

کچھ سفید ہوں۔ یا کہل وہ ہے جس کی عمر ۳۳ تینتیس سال سے لے کر پچاس سال تک ہو اور عیسٰی علیہ السلام جب آسمان پر اٹھا لئے گئے اس وقت آپ کی عمر تینتیس سال تھی بعض کہتے ہیں تینتیس سال تین ماہ اور تین دن تھی بعض چونتیس سال کہتے ہیں۔ بہرحال اس وقت تک آپ کے کچھ بال سفید نہیں ہوئے تھے اور اگر اس کی تفسیر یہ ہو کہ تیس سال سے اوپر تو یہ قول صحیح ہوگا۔

اس سے یہ مراد ہے کہ تم نے لوگوں سے طفولیت میں مہد مادر کے اندر کلام فرمایا وہی کلام کہولت میں بھی کرو گے یہاں تک کہ آپ آسمان سے نازل ہوں گے اس لیے کہ عیسٰی علیہ السلام جب آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو سن کہولت میں نہ تھے۔ کیونکہ کہولت کی عمر چالیس سال کے بعد کی عمر کو کہا جاتا ہے۔

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْخَطَّ وَالْحِكْمَةَ الْكَلَامَ الْمُحْكَمَ الصَّوَابَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ اور جب سکھایا تجھے خط اور حکمت یعنی کلام محکم اور تورات اور انجیل۔

اس میں چار نعمتوں کا ذکر ہے کتاب کا علم حکمت کی عطا۔ توریت کا علم۔ انجیل کا علم۔ عَلَّمْتُ فرما کر بتایا گیا کہ لوگ کتاب و حکمت لوگوں سے سیکھتے ہیں مگر تم کو یہ علوم نہ تو کسی انسان نے سکھائے نہ فرشتوں نے بلکہ ہم نے تم کو کتاب و حکمت عطا کی یعنی یہ چاروں علم ہم نے کامل عطا فرمائے۔ حکمت سے مراد آسمانی کتابوں کے اسرار و رموز ہیں اور کتاب سے مراد توریت و انجیل کا علم ہے۔ اور جب سکھایا تجھے کتاب اور حکمت یعنی کلام محکم اور توریت اور انجیل۔

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ۔ خلق کا معنی پیدا کرنا بھی ہے اور گھڑنا بنانا بھی ہے جیسے ارشاد باری تعالٰے ہے خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ من الطین۔ طین۔ گارے خشک مٹی کو کہتے ہیں طیر سے مراد مطلقاً پرندہ ہے کیونکہ آپ ہر قسم کے پرندے بنانے پر قادر تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے صرف چمگادڑ ہی بنایا تھا کیونکہ چمگادڑ میں بہت سے عجائبات ہیں۔ باذنی اذن سے مراد صرف حکم ہی نہیں بلکہ اس سے مراد حضرت عیسٰی علیہ السلام کو دیے ہوئے اختیارات ہیں۔ روح البیان۔

فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ۔ ف تعقیب بلاتراخی کی ہے۔ نفخ سے مراد منہ سے پھونک مارنا ہے یہاں طیر سے مراد اس مٹی کے پرندہ کا حقیقۃً پرندہ بن جانا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام مٹی کے گارے سے جب چڑیا کی شکل بنانے تو وہ صرف گارا ہی ہوتا تھا مگر آپ کے دم کی یہ برکت تھی کہ اس میں گوشت ہڈی۔ ہر اعضا غرض سب کچھ بن جاتا اور اس کی شکل کی تکمیل کے بعد روح پڑ جاتی تھی اور وہ جاندار ہو کر اڑ جاتا تھا۔

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ۔ تبری۔ ابراء سے ہے جس کا مادہ برءٌ ہے۔ اس کے معنی دور ہو

جانا۔ براءت اور بری۔ اور ابراء کے معنی تندرست کر دینا۔ شفا دے دینا اس مرض کا دور ہو جانا ہے
اَکْمَہ۔ وہ اندھا جو ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا ہو جس کی شفا طب میں ناممکن ہے۔ اَبْرَصْ سفید
داغ جس میں سوئی چبھونے سے خون نہ نکلے اس کا علاج بھی ناممکن ہے۔

یعنی میرے حکم سے تم پیدائشی اندھے کو اور خاص برص کے مریض کو شفا دیتے تھے۔

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ۔ اخراج سے مراد گلے ہوئے مُردوں کو ان کی قبر سے نکالنا اس سے عالم
امر اور عالم اجسام سب پر تصرف و قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

اور جب قوت دی تمہیں مٹی سے پرندکی سی صورت بنانے کی اپنے حکم سے اسے آسان کیا تو تم اس
میں پھونک مارتے تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتا اور تم مادر زاد اندھے اور مبروص کو شفا دیتے تھے
میرے حکم سے اور جب اٹھاتے مردے قبروں سے زندہ میرے حکم سے۔

روایت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے سام بن نوح کو قبر سے زندہ کیا اور دو آدمی۔ ایک
عورت ایک لڑکی زندہ کی۔

واذ کففت بنی اسرائیل عنك۔ ای الیهود حین هموا بقتله اذ جئتهم ظرف لکففت
بالبینٰت فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین ہ اور جب روکا میں نے تجھ سے بنی اسرائیل
کو جبکہ وہ آمادہ ہوئے تمہارے قتل کے لیے جب تو آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کافر بولے
یہ تو کھلا جادو ہے۔ نسفی

وَاِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ۔ بینات جمع ہے بیّنہ کی اس کے معنی روشن دلیل کے ہیں اس سے مراد وہ
معجزات ہیں جو بنی اسرائیل میں آپ لے کر آئے۔ بنی اسرائیل بجائے ایمان لانے کے آپ کے قتل کے
درپے ہو گئے۔

معجزہ کہتے ہیں اس روشن دلیل کو جو عقل کو عاجز کر دے جو عقل میں آجائے وہ معجزہ نہیں جیسے عصائے
موسوی۔ ید بیضا۔ چاند کا شق کرنا۔ کنکریوں کا کلمہ پڑھ کر شہادت دینا۔ مادر زاد اندھے کو شفا دینا۔ مبروص کو
صحت یاب کرنا وغیرہ وغیرہ۔

فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ہ بنی اسرائیل جن کا ذکر ہو چکا نے آپ کے معجزات
کو جادو کہہ دیا کیونکہ وہ آپ کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔

بنی اسرائیل یعنی یہود نے۔ کچھ عیسائیوں کی مدد سے آپ کو سولی دینا چاہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحیح و
سلامت زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور یہ لوگ اپنے ارادوں میں ناکام رہ گئے۔ کفّ کے معنی روک دینے کے ہیں

بنی اسرائیل سے یہود اور مرتد عیسائی مراد ہیں جو اس سازش میں شامل تھے۔ اس آیت کی مفصل تفسیر وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ میں گزر چکی ہے

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ ۔ اور جب دل میں ڈالا حواریوں کے۔ یعنی میں نے ان کو انجیل میں تیری زبان پر حکم دیا اور رسولوں کی زبان پر حکم دیا۔ اور حکم کے معنی میں وحی کا لفظ کلام عرب میں بولا جاتا ہے جیسا کہ زجاج نے کہا۔

الحمد للہ الذی استقلت باذنہ السماء واطمأنت

اوحی لہا القرار فاستقرت

تمام تعریفیں اس اللہ کو ہیں جس کے حکم سے آسمان کھڑے ہیں اور مضبوط ہیں۔ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو وہ کھڑے رہے۔

یعنی ان کو حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو انہوں نے حکم مانا۔

بعض نے کہا وحی سے مراد ان کی طرف الہام کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی اور فرمایا ہم نے موسی کی ماں کی طرف وحی کی۔ سدی اور قتادہ سے یہی مروی ہے اس صورت میں وحی سے مراد اصطلاحی وحی نہیں کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے اور حواری انبیاء تو نہیں ہیں۔ روح المعانی

اس کی مفصل بحث رکوع ۲ پارہ ۶ سورۃ مائدہ میں گزر چکی۔ تفسیر نسفی میں بھی مختصر ایوں ہے (ترجمہ) اور جب میں نے حواریوں کی طرف وحی کی یعنی ان میں سے جو برگزیدہ اور خواص لوگ تھے ان کی طرف الہام کیا۔

ان اٰمنوا بی وبرسولی قالوا اٰمنا واشہد باننا مسلمون۔ یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسولوں پر تو بولے ایمان لائے ہم اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں۔

نسفی میں ہے۔ یعنی تو گواہ رہ کہ ہم مخلص ہیں اپنے اسلام میں۔

روح المعانی میں ہے۔ اپنے ایمان میں مخلص ہیں اور اللہ نے ہمیں جو حکم دیا ہم فرمانبردار ہیں یعنی ظاہر و باطن میں مطیع و مخلص ہیں

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۔ جب حواریوں نے کہا اے عیسٰی مریم کے بیٹے کیا تیرا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے پکا پکایا خوان بھیج دے۔

استطاعت سے مراد عیسٰی علیہ السلام کی بات ماننا آپ کی دعا کو قبول کرنا یعنی دسترخوان کی

ضرورت حواریوں کو تھی اسی لیے علینا عرض کیا۔ دسترخوان کو مَیدہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر کھانے کے برتن گھمائے جاتے ہیں۔ دسترخوان کو سفرہ بھی کہتے ہیں۔ لکڑی کی میز جو زمین سے اونچی ہو اسے خوان کہتے ہیں۔ خوان پر کھانا سلاطین کا کام ہے۔ سفرہ پر کھانا عجمیوں کا عمل ہے اور مائدہ پر کھانا عرب کا۔ کام ہے یہاں مائدہ سے مراد غیبی دسترخوان ہے اسی لیے من السماء فرمایا۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) اے عیسیٰ کیا تیرا رب ایسا کرے گا یا اگر آپ اللہ سے سوال کریں تو کیا اللہ آپ کو دیگا۔ تو اِستَطَاعَ اور اَطَاعَ کا معنی ہے قبول کرنا۔ یعنی کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے سوال کر سکے۔ یعنی کیا آپ ایسا کریں گے۔ یہ کہ اتارے ہم پر مائدہ آسمان سے جب دسترخوان پر کھانے چنے ہوئے ہوں تو اسے مائدہ کہا جاتا ہے اور ماد کا معنی ہے دینا تو انہوں نے کہا کہ معجزات کے ظہور کے بعد اور نشانات کے مطالبہ میں اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو کیونکہ ایمان کو تقوے لازم ہے۔ یہاں تقوے سے مراد ڈرنا ہے نہ کہ بچنا اور مومنین سے مراد کامل الایمان ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا۔

قالوا نرید ان ناکل منہا تبرکا وتطمئن قلوبنا ونزداد یقینا کقول ابراھیم علیہ السلام ولکن لیطمئن قلبی۔ ونعلم ان قد صدقتنا ای نعلم صدقک عیانا کما علمنا ہ استدلالا ونکون علیہا من الشاھدین۔

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس سے حصول برکت کے لیے ہم کھائیں اور یقین قوی ہو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ولکن لیطمئن قلبی فرمایا۔ ہم نے قدرت الٰہی دلیل سے جانا مشاہدہ سے بھی اسے پختہ کرلیں اور ونکون علیہا من الشاھدین اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تفسیر نسفی

آسمانی معجزہ دیکھ کر اللہ کی قدرت اور آپ کی نبوت پر حق الیقین حاصل کرلیں۔ شاہدین کے معنی ہیں مشاہدہ کرنے والے یعنی گواہ۔ آئندہ نسلوں کے لیے ہمارا یہ عمل حقانیت کا گواہ ہو جائے۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ ہمارے پہلوں اور پچھلوں کی عید ہو جائے اور تیری قدرت کا نشان ہو اور ہمیں رزق دے اور تو ہے بہترین رزق عطا کرنے والا۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے۔

عیسیٰ بن مریم نے کہا اے اللہ اَللّٰھُمَّ دراصل یا اللہ تھا۔ یٰ حذف کر دی گئی اور اس کے عوض آخر میں میم لے آئے اللّٰھم ہو گیا۔ اے رب ہمارے ندا ثانی ہے نازل کر ہم پر خوان آسمان سے کہ وہ ہمارے لیے عید ہو یعنی جس دن وہ خوان نازل ہو وہ دن ہماری عید کا دن ہو۔ کہا گیا ہے وہ دن اتوار کا تھا۔ اسی وجہ میں نصاریٰ اس دن کو یوم عید کہتے ہیں۔

اور عید اس سرور کو کہتے ہیں جو لوٹ لوٹ کر آئے اس لیے یوم عید کو عید کہتے ہیں تو معنی اس کے یہ ہوئے کہ جس دن وہ خوان اترے گا وہ دن ہمارے لیے سرور و فرحت کا دن ہو گا اور ہمارے زمانہ کے اہل دین کے لیے بھی وہ یوم عید ہو گا اور جو ہمارے بعد آئیں گے ان کے لیے بھی سرور و فرحت کا موجب رہے گا اور تصدیق نبوت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانی بھی ہو گی۔ تو ہم کو رزق دے اور تو سب سے بہتر رازق ہے۔

قال اللہ انی منزلہا علیکم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ خوان تم پر اتارتا ہوں۔ وَعَدَ الْاِنْزَال وَشَرَطَ۔ یعنی وعدہ نزول خوان فرما کر شرط کی اور ارشاد ہوا۔

فمن یکفر بعد منکم۔ بعد انزالہا منکم۔ تو جو تم میں کفر کریگا بعد انزال خوان کے تو

فانی اعذبہ عذابا۔ ای تعذیبا۔ میں اسے وہ عذاب دوں گا کہ

لا اعذبہ احدا من العالمین۔ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی پر نہ کرونگا۔

انما نزلت فعن وھب نزلت مائدۃ منکوسۃ تطیر بہا الملئکۃ علیہا کل طعام الا اللحم وقیل کانوا یجدون علیہا ما شاءوا وقیل کانت تنزل حیث کانوا بکرۃ وعشیا۔

چنانچہ وہ خوان نازل ہوا۔ حضرت وہب فرماتے ہیں وہ خوان نازل ہوا اسے ملائکہ لے کر اڑتے پھرتے تھے اس خوان پر تمام کھانے تھے سوا گوشت کے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس خوان میں لوگ جو چاہتے وہی کھانا پاتے (تفسیر نسفی)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں (ترجمہ) اور بیشک وہ عذاب دیا گیا جس نے اس نعمت سے کفر کیا۔ انہیں بندر اور سور کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اشد ناس عذاب میں قیامت کے دن وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اصحاب مائدہ اور منافقین اور لشکر فرعون سے۔

ابن جریر اور ابن منذر عمار بن یاسر سے راوی ہیں کہ مائدہ میں نازل ہوا آسمان سے روٹی گوشت اور حکم ہوا کہ خیانت نہ کریں اور کل کے لیے بچا کر نہ رکھیں تو انہوں نے خیانت کی اور کل کے لیے بچا

کر رکھنا شروع کیا تو وہ بندر اور سور کی شکل میں مسخ کیے گئے۔ عکرمہ کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ روٹیاں چاولوں کی تھیں۔

ایک روایت ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے خوان کا سوال کیا تو آپ نے دعا کی تو اللہ نے ایک دسترخوان سرخ رنگ کا دو ابروں میں نازل کیا ایک ابر نیچے ایک اوپر اور وہ خوان ہوا میں لوگ دیکھ رہے تھے اس کی طرف اچکنے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رو پڑے اس خوف سے کہ شرط کے ذرا خلاف ہونے پر ان کی گرفت نہ ہو۔ آخر آپ نے دعا فرمائی۔ حتی کہ وہ سفرہ ٹھہر گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آگے آ گیا۔ اور تمام حواری اس کے گرد تھے تو وہ اس خوان سے ایسی خوشبو پاتے تھے کہ ویسی خوشبو کبھی نہ پائی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری سجدہ میں گر گئے۔ شکر نعمت ادا کرتے ہوئے الی آخر الحکایات۔

آخر روایت میں حضرت وہب بن منبہ سے ہے کہ یہ خوان اتنا وسیع تھا کہ اس پر چار ہزار آدمی بیٹھتے تھے۔ اور جب کھا چکتے تو وہ کھانا ویسا کا ویسا ہی بدستور ہو جاتا۔ فلبثوا بذلك ما شاء الله یہ حالت جب تک اللہ نے چاہا رہی۔ انتہی ملخصاً مختصراً۔

نزول دسترخوان کا مفصل واقعہ

حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور مفسرین کا قول ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح کا اطمینان دلایا کہ ہم یہ خوان محض تفریح کے لیے نہیں مانگتے بلکہ اس سے ہمارے دینی مقاصد ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ٹاٹ کا لباس پہنا اور رو رو کر دعا کی چنانچہ بادلوں میں ڈھکا ہوا سرخ رنگ کا دسترخوان آیا جس کو یہ سب لوگ دیکھ رہے تھے یہ دسترخوان آہستہ آہستہ ان کے درمیان رکھ دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دسترخوان کو دیکھ کر بہت روئے اور دعا کی کہ اے اللہ مجھے شاکرین سے بنا اور اس کو حواریوں کے لیے رحمت بنا۔ اس دسترخوان سے ایسی خوشبو محسوس کی جو اس سے قبل کبھی نہ پائی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری سجدۂ شکر میں گر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وضو تازہ فرمایا۔ نوافل پڑھ کر دعا فرمائی اور پھر دسترخوان سے غلاف جو سرخ رنگ کا تھا ہٹایا اس میں سات مچھلیاں سات روٹیاں جن سے روغن ٹپک رہا تھا حواریوں میں شمعون نے

پوچھا کر یہ کھانا جنت کا ہے یا زمین کا؟

فرمایا یہ قدرتی ہے سب سے پہلے بیمار اپاہج مبروص۔ جذام والے بلائے گئے آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ تمہارے لیے مبارک ہے۔

پہلے دن سات ہزار تین سو نے کھایا پھر خوان نظروں سے غائب ہو گیا۔ تمام بیمار تندرست ہو گئے۔ فقراء غنی ہو گئے۔ پھر وحی کے ذریعہ حکم ہوا کہ صرف فقراء کھائیں گے۔ کوئی غنی نہ کھائے گا اس حکم سے تین سو تیس آدمی تھے جو نافرمان ہو گئے اور کہنے لگے یہ محض جادو ہے۔ رات کو بالکل بخیریت سوئے صبح سور کی شکل میں تبدیل ہو چکے تھے تین دن بعد ہلاک ہو گئے۔ تفسیر خازن۔ روح المعانی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورہ مائدہ پ

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۚ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

اور جب فرمائے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ بنا لو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے کوئی حق نہیں کہ کہوں میں وہ بات جو مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے۔ اور میں نہیں جانتا جو تیری مشیت میں ہے بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِيْ بِهٖ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

نہیں کہا میں نے انہیں مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کو پوجو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے اور میں ان کا گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا تو جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز پر موجود ہے۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ

اگر تو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے انہیں تو بے شک تو غالب حکمت

الْحَكِيْمُ ۝

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

والا ہے۔

فرمایا اللہ نے یہ وہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ ان کے لیے باغ ہیں چلتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے دوام اللہ راضی ان سے اور وہ اللہ سے راضی یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ ہی کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو اس میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے

حل لغات رکوع پنجم پ سورۃ مائدہ

و۔اور	اذ۔جب	قال۔کہیگا	اللہ۔اللہ
یٰعیسی۔اے عیسی	ابن۔بیٹے	مریم۔مریم کے	ءَ۔کیا
انت۔تونے	قلت۔کہا تھا	للناس۔لوگوں کو کہ	اتخذو۔بنالو
نی۔مجھ کو	و۔اور	امی۔میری ماں کو	الھین۔دوخدا
من دون۔سوا	اللہ۔اللہ کے	قال۔کہیگا	سبحنک۔پاک ہے تو
ما۔نہیں	یکون ہے	لی۔میرے لیے	ان۔یہ کہ
اقول۔کہوں میں	ما۔وہ جو	لیس۔نہیں ہے	لی۔میرے لیے
بحق۔حق	ان۔اگر	کنت۔میں نے	قلتہ۔کہا ہے اسکو
فقد۔تو تو یقیناً	علمتہ۔جانتا ہے	تعلم۔تو جانتا ہے	ما۔جو
فی۔بیچ	نفسی۔میرے نفس کے ہے	و۔اور	لا۔نہیں
اعلم۔جانتا ہوں	ما۔جو	فی۔بیچ	نفسک۔تیرے نفس کے ہے
انک۔بیشک تو	انت۔تو ہی ہے	علام۔جاننے والا	الغیوب۔غیبوں کا۔
ما۔نہیں	قلت۔کہا میں نے	لھم۔ان کو	الا۔مگر
ما۔جو	امرتنی۔حکم دیا تونے مجھ کو	بہ۔اس کا	ان۔یہ کہ

اعبدوا-عبادت کرو ‏ الله-اللہ کی ‏ ربی-جو میرا رب ہے ‏ و-اور
ربکم-تمہارا رب ہے ‏ و-اور ‏ کنت-میں تھا ‏ علیہم-ان پر
شہیدا-نگران ‏ مادمت-جبتک رہا میں ‏ فیہم-ان میں ‏ فلما-پھر جب
توفیتنی-تونے مجھے اٹھالیا ‏ کنت-تو تھا ‏ انت-توہی ‏ الرقیب-نگہبان
علیہم-ان پر ‏ و-اور ‏ انت-تو ‏ علی-اوپر
کل-ہر ‏ شیٔ-شے کے ‏ شہید-گواہ ہے ‏ ان-اگر
تعذبہم-توانکو سزادے ‏ فانہم-تووہ ‏ عباد-بندے ہیں ‏ ک-تیرے
و-اور ‏ ان-اگر ‏ تغفر-بخش دے ‏ لہم-ان کو
فانک-توتو ‏ انت-توہی ہے ‏ العزیز-غالب ‏ الحکیم-حکمت والا
قال-فرمائیگا ‏ الله-اللہ ‏ ھذا-یہ ‏ یوم-دن ہے
ینفع-جو نفع دیگا ‏ الصدقین-سچوں کو ‏ صدقہم-ان کا سچ ‏ لہم-انکے لیے
جنت-جنتیں ہیں ‏ تجری-چلتی ہیں ‏ من تحتہا-انکے نیچے ‏ الانھر-نہریں
خلدین-ہمیشہ رہنے والے ‏ فیہا-اس میں ‏ ابدا-ہمیشہ تک ‏ رضی-راضی ہوا
الله-اللہ ‏ عنہم-ان سے ‏ و-اور ‏ رضوا-وہ راضی ہوئے
عنہ-اس سے ‏ ذلک-یہ ہے ‏ الفوز-کامیابی ‏ العظیم-بڑی
لله-اللہ ہی کے لیے ہے ‏ ملک-ملک ‏ السموات-آسمانوں کا ‏ و-اور
الارض-زمین کا ‏ و-اور ‏ ما-جو ‏ فیھن-ان میں ہے
و-اور ‏ ھو-وہ ‏ علی-اوپر ‏ کل-ہر
شیٔ-شے کے ‏ قدیر-قادر ہے۔

مختصر تفسیر رکوع پنجم پ سورۃ مائدہ

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٥

اور جب فرمائے گا اللہ اے مریم کے بیٹے عیسٰی کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ میں وہ بات کہوں جو مجھے کہنی روا نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہو تو یقیناً تو جانتا ہے تجھے علم ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیری مشیت میں ہے بے شک تو ہی سب غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اِذْ۔ ظرفیہ ہے اس سے پہلے اُذکر فعل پوشیدہ ہے۔ اذکر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یہاں اس سوال و جواب کا ذکر ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام سے رب تعالے فرمائے گا اور آپ جواباً عرض کرینگے یہ سوال وجواب تمام محشر والوں خصوصاً عیسائیوں کے سامنے ہوگا ان کو شرمندہ کرنے کے لیے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی موجودگی میں کسی نے نہ تو آپ کو خدا کا بیٹا کہا اور نہ آپ کی والدہ کو خدا کہا یہ ساری بدعقیدگی آپ کے آسمان پر جانے کے بعد ہوئی۔ ابن مریم فرمانے میں عیسائیوں کی تردید ہوگئی اور یہود کی بھی تردید ہوگئی جو ان کے نسب پر معاذ اللہ طعن کرتے تھے اور یوسف نجار کا بیٹا مانتے تھے۔

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ تعالے کا یہ سوال استفہام انکاری کے طور پر ہے یعنی تم نے یہ نہ کہا تھا اس سے عیسائیوں کو شرمندہ کرنا مقصود ہے۔ ورنہ اللہ تعالے جانتا ہے۔ الناس میں الف لام عہد کا ہے جس سے صرف عیسائی مراد ہیں یعنی اے مریم کے فرزند عیسٰی علیہ السلام کیا ان عیسائی انسانوں سے تم نے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو الٰہ مان لینا تو عیسٰی علیہ السلام عرض کرتے ہیں۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ۔ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وہ جواب ہے جو آپ بارگاہ رب العزت میں عرض کرینگے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیبت الٰہی سے کانپ جائیں گے پانچ سو سال تک خاموش رہیں گے پھر یہ جواب عرض کرینگے۔ روح المعانی

سُبْحٰنَكَ۔ تو پاک ہے ہر قسم کے شرک سے

مَا یَكُوْنُ لِیْ۔ میں نے یہ نہ کہا تھا تیرا علم میرا گواہ ہے تو علام الغیوب ہے۔

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ: تعلم۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک جاننا۔ ما سے مراد علوم ہیں فی نفسی۔ انسان کے علوم جو اسکی ذات یا اس کے دل میں ہوتے ہیں فی ظرفیہ ہے فی نفسک سے اشارہ وہ علوم ہیں جو تو نے ہم پر ظاہر نہیں فرمائے وہ میں نہیں جانتا ہوں وہ تو جانتا ہے۔ روح المعانی۔

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ: الغیوب میں الف لام استغراقی ہے یہ مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں سارے غیبوں کا بہت ہی جاننے والا۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں واذ قال اللہ یاعیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ ۔ الجمہور علی ان ھذا السوال یکون یوم القیامۃ دلیلہ سیاق الایۃ وسیاقہا وقیل خاطبہ بہ حین رفعہ الی السماء دلیلہ لفظ اذ ۔

جمہور اسی طرف ہیں کہ یہ سوال بروز قیامت ہوگا ۔ اس کی دلیل سیاق و سباق آیت ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ مخاطبہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے جب ہوا جب کہ ان کو آسمان کی طرف اٹھایا ۔ اس کی دلیل لفظ اذ ہے ۔

روح المعانی میں ہے یہ سوال بروز قیامت کافروں کی توبیخ کے لیے ہوگا ۔ وقیل قالہ سبحانہ لہ علیہ السلام فی الدنیا وکان ذالک بعد المغرب فصلی علیہ السلام المغرب ثلاث رکعات شکرا للہ حین خاطبہ بذلک وکان الاولی لنفی الالوھیۃ عن نفسہ والثانیۃ لنفیہا عن امہ والثالثۃ لاثباتہا للہ عزوجل فہو علیہ السلام اول من صلی المغرب ۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اللہ تعالٰی نے دنیا میں ہی بعد غروب یہ سوال کیا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں جبکہ یہ مخاطبہ ہوا چنانچہ

پہلی رکعت اپنی الوہیت کی نفی پر پڑھی ۔
دوسری رکعت اپنی والدہ کی نفی الوہیت پر ۔
تیسری رکعت اللہ تعالٰی کے اثبات الوہیت ووحدانیت کے لیے ۔
چنانچہ سب سے پہلے جس نے مغرب پڑھی وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے ۔

قال سبحانک ۔ من ان یکون لک شریک ۔ عرض کی تیری ذات پاک ہے اس سے کہ تیرا شریک ہو ۔

مایکون لی ۔ ماینبغی لی ۔ مجھے یہ زیبا ہی نہیں کہ

ان اقول مالیس لی بحق ۔ ان اقول قولا لایحق لی ان اقولہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کسی طرح حق نہیں ہے ۔

ان کنت قلتہ فقد علمتہ ۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تو جانتا ہے ۔

یعنی مجھے عذر پیش کرنے کی احتیاج ہی نہیں اس لیے کہ تو جانتا ہے کہ میں نے ایسا نہیں کہا اور اگر کہا ہے تو یقیناً تو جانتا ہے ۔ کیونکہ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیری معلومات ہیں ۔ یعنی میرا ہر معلوم تجھے معلوم ہے اور تیرا کوئی معلوم مجھے معلوم نہیں ۔ بے شک تو غیبوں کا جاننے

والا ہے۔ تیرے غیوب تک کسی کا علم نہیں پہنچ سکتا۔

ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ۔ میں نے نہیں کہا انہیں مگر وہی جو تو نے مجھے حکم کیا۔

ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ یہ کہ پوجو اللہ کو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے

وکنت علیہم شہیدا۔ اور میں ان کا نگران تھا۔

ما دمت فیہم۔ مدۃ کونی فیہم۔ جبتک میرا وجود ان میں تھا (تفسیر نسفی)

فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ تو جب اٹھالیا تو نے مجھے تو تو ہی انکا رقیب وحفیظ تھا

وانت علی کل شیٔ شہید۔ من قولی وفعلی وقولہم وفعلہم (نسفی) اور تو ہر شے کا نگران ومحافظ ہے۔

اقول وباللہ التوفیق

لفظ توفی کی بحث مفصل یعیسی انی متوفیک ورافعک الی کے تحت ہم اول کر چکے ہیں۔ پارہ سوم۔ آل عمران۔ رکوع ۱۴۔ یہاں مختصراً اتنا واضح کر دینا ضروری ہے کہ توفیتنی کے لفظ سے حضرت عیسی علیہ السلام کی موت پر دلیل لانا صحیح نہیں۔ کیونکہ اول تو لفظ توفی موت کے لیے خاص نہیں بلکہ کسی شے کے پورے طور پر لینے کے معنی میں بھی آتا ہے خواہ وہ بغیر موت کے ہو جیسا کہ آیہ کریمہ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا۔

دوسرے جب یہ سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روز قیامت ہوگا تو لفظ توفی موت کے معنی میں بھی فرض کر لیے جائیں تو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل نزول ثابت نہیں ہو سکتی۔ فافہم وتدبر۔

ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفرلہم فانک انت العزیز الحکیم۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

زجاج نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگا کہ قوم میں سے بعض لوگ کفر پر مصر رہے اور بعض مشرف با سلام وایمان ہوئے اس لیے آپ نے بارگاہ عدل میں یوں عرض کیا کہ ان میں جو کفر پر قائم رہے ان پر تو تیرا عذاب عین حق وصواب ہے کیونکہ انہوں نے حجت تمام ہونے کے بعد کفر کیا۔ اور ان میں سے جو ایمان لائے انہیں اگر تو بخش دے تو تیرا فضل ہے اور تیرا ہر کام حکمت ہے اور عین صواب۔

قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ۔ المستمر فی دنیاھم واخرتہم ای قال

اللہ ھذا العیسیٰ علیہ السلام یوم ینفع الصادقین صدقہم وھو یوم القیامۃ۔ یعنی اللہ تعالےٰ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کی سچائی نفع دے گی دنیا و آخرت میں اور یہ بشارت قیامت کے دن فرمائی جائے گی بکہ

لہم جنت تجری من تحتہا الانہر خالدین فیہا ابدا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک الفوز العظیم ہ ان کے لیے باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے دوام اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس لیے باقی رہے گی برخلاف دنیاوی کامیابی کے کہ وہ غیر باقی ہے۔

للہ ملک السموات والارض وما فیہن۔ عظم نفسہ عما قالت النصاری ان معہ الہا اٰخر وھو علی کل شیٔ قدیر من المنع والاعطاء والایجاد والافناء (تفسیر نسفی)

اللہ کے لیے ہے ملکیت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اپنی ذات کی عظمت ظاہر فرما کر نصاریٰ کا رد کیا کہ ان کا جو خیال ہے کہ ذات واجب تعالےٰ شانہ کے ساتھ دو خدا اور ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ منع اور عطا۔ ایجاد اور افناء میں۔

تصریح مزید

آیہ کریمہ کے مفہوم سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ قدیر علی کل شے ہے یعنی ہر ممکن الوجود پر اس کی قدرت حاوی ہے۔ جمل

اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ کذب بھی اگرچہ شے ہے اور عیوب بھی شے ہیں لیکن چونکہ ذات سبحانہٗ ہر قسم کے قبائح سے منزہ ہے اور ہر قبیح اس کے لیے محال ہے اسے بھی تحت قدرت ماننا اور علی کل شئے قدیر سے سند لانا جہالت ہے۔

نسأل اللہ ان یوفقنا لمرضاتہ ویجعلنا من الفائزین

بجنابہ وصلی اللہ علی سیدنا ومولٰنا وملجانا وماونا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

آمین یارب العالمین

تمت سورۃ المائدۃ وتلیہ سورۃ الانعام۔ سورہ مائدہ پوری ہوئی اور سورہ انعام شروع ہوئی۔

اضافات۔ امین الحسنات قادری اشرفی ۲۳ مارچ ۱۹۵۳ء

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری سنٹرل جیل لاہور دسمبر ۱۹۵۳ء

سورۃ الانعام مکیہ اور اسکی ۱۶۵ آئتیں اور بیس رکوع ہیں کوفیوں کے نزدیک اس کی آئتیں ۱۶۵ ہیں اور بصریوں کے نزدیک ۱۶۴

سورۃ انعام مکی ہے اس میں بیس رکوع اک سو پینسٹھ آیات تین ہزار ایک سو کلمات اور بارہ ہزار نو سو تئیس حروف ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ انعام پ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوۡرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُوۡنَ ○

سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور پیدا کیں اندھیریاں اور نور پھر وہ جو کافر ہیں اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِيۡنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنۡدَهٗ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ○

وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر حکم رکھا ایک میعاد کا اور ایک مقررہ وعدہ ہے اس کے یہاں پھر تم شک کرتے ہو۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الۡاَرۡضِ ؕ يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَجَهۡرَكُمۡ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُوۡنَ ○

اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں جانتا ہے تمہارا چھپا اور ظاہر اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

وَمَا تَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ مِّنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ ○

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر اس سے اعراض کرتے ہیں

فَقَدۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَـقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ ؕ فَسَوۡفَ يَاۡتِيۡهِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ○

تو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس تو عنقریب آجائے گی انہیں خبر اس کی جس پر ہنس رہے تھے۔

اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَكِّنۡ لَّـكُمۡ وَ

تو کیا نہ دیکھا انہوں نے کتنے ہلاک کیے ہم نے ان سے پہلے سنگتوں سے ہم نے انہیں تمکن کیا

وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

زمین میں جو نہ کیا تمکن تمہیں اور بھیجا ہم نے ان پر مینہ موسلا دھار اور بنائیں ہم نے نہریں بہتی ان کے نیچے تو ہلاک کیا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب اور اٹھائی ہم نے ان کے بعد ایک سنگت دوسری۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور اگر ہم اتارتے تجھ پر کاغذ میں لکھا ہوا تو ضرور چھوتے وہ اپنے ہاتھوں سے تو ضرور کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝

اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر فرشتہ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ تو تمام ہو گیا ہوتا کام پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝

اور اگر ہم کرتے نبی کو فرشتہ تو ضرور کرتے ہم اس کو مرد اور اس پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور یقیناً ٹھٹھا کیا گیا رسولوں سے تم سے پہلے تو گھیر لیا انہی کو اس نے جس کو وہ تمسخر کرتے تھے۔

حل لغات سورۃ انعام پ ۷ رکوع ۶

الحمد۔ سب خوبیاں	للہ۔ اللہ کو ہیں	الذی۔ جس نے	خلق۔ پیدا کیے
السموات۔ آسمان	و۔ اور	الارض۔ زمین	و۔ اور
جعل۔ بنائے	الظلمات۔ اندھیرے	و۔ اور	النور۔ نور
ثم۔ پھر	الذین۔ وہ جو	کفروا۔ منکر ہیں	بربہم۔ اپنے رب کے ساتھ
یعدلون۔ برابر ٹھہراتے ہیں	ھو۔ وہ اللہ	الذی۔ وہ ہے جس نے	خلقکم۔ تم کو پیدا کیا
من طین۔ مٹی سے	ثم۔ پھر	قضی۔ مقرر کی	اجلا۔ ایک مدت
و۔ اور	اجل۔ ایک مدت	مسمی۔ مقرر ہے	عندہ۔ اس کے پاس

ثم۔پھر　انتم۔تم　تمترون۔شک کرتے ہو　و۔اور

هو۔وہ ہی　الله۔اللہ ہے　فی۔بیچ　السموات۔آسمانوں کے

و۔اور　فی۔بیچ　الارض۔زمین کے　یعلم۔جانتا ہے

سر۔پوشیدہ　کم۔تمہارا　و۔اور　جهر۔ظاہر

کم۔تمہارا　و۔اور　یعلم۔جانتا ہے　ما۔جو

تکسبون۔تم کماتے ہو　و۔اور　ما۔نہیں　تاتیهم۔آتیں انکے پاس

من۔کوئی　اٰیة۔نشانی　من اٰیات۔نشانیوں　ربهم۔انکے رب سے

الا۔مگر　کانوا۔تھے　عنها۔اس سے　معرضین۔منہ پھیرنے والے

فقد۔بیشک　کذبوا۔جھٹلایا انہوں نے　بالحق۔حق کو　لما۔جبکہ

جاء۔آیا　هم۔انکے پاس　فسوف۔تو جلدی　یاتیهم۔آئیں گی انکے پاس

انبٰؤا۔خبریں　ما۔اسکی کہ　کانوا۔تھے　به۔اس کا

یستهزءون۔مذاق اڑاتے　الم۔کیا تو　یروا۔دیکھا انہوں نے کہ　کم۔کتنے

اهلکنا۔ہلاک کیے ہم نے　من قبلهم۔ان سے پہلے　من قرن۔زمانے　مکنهم۔جگہ دی ہم نے انکو

فی۔بیچ　الارض۔زمین کے　ما۔اتنی کہ　لم۔نہیں

نمکن۔جگہ دی ہم نے　لکم۔تم کو　و۔اور　ارسلنا۔بھیجا ہم نے

السماء۔آسمان سے　علیهم۔ان پر　مدرارا۔موسلادھار بارش　و۔اور

جعلنا۔بنائیں ہم نے　الانهر۔نہریں　تجری۔کہ چلتی　من تحتهم۔ان کے نیچے

فاهلکنا۔تو ہمنے ہلاک کیا　هم۔ان کو　بذنوبهم۔انکے گناہوں کے سبب

و۔اور　انشانا۔پیدا کیے ہم نے　من بعد۔بعد　هم۔ان کے

قرنا۔زمانے　اٰخرین۔اور　و۔اور　لو۔اگر

نزلنا۔اتارتے ہم　علیک۔تجھ پر　کتٰبا۔کتاب　فی۔بیچ

قرطاس۔کاغذوں کے　فلمسوه۔پھر چھوتے اسکو　بایدیهم۔اپنے ہاتھوں سے　لقال۔تو کہتے

الذین۔وہ جو　کفروا۔کافر ہیں　ان۔نہیں　هذا۔یہ

الا۔مگر　سحر۔جادو ہے　مبین۔کھلا ہوا　و۔اور

قالو۔بولے　لولا۔کیوں نہیں　انزل۔اتارا گیا　علیه۔اس پر

ملک - فرشتہ | و - اور | لو - اگر | انزلنا - اتارتے ہم
ملکا - فرشتہ | لقضی - تو فیصلہ ہو جاتا | الامر - کام کا | ثم - پھر
لا - نہ | ینظرون - مہلت دیے جاتے | و - اور | لو - اگر
جعلنہ - بناتے ہم اسکو | ملکا - فرشتہ | لجعلناہ - تو بناتے اسکو | رجلا - مرد
و - اور | للبسنا - ضرور شبہ کرتے | علیھم - ان پر | ما - جو
یلبسون - شبہ کر رہے ہیں | و - اور | لقد - بیشک | استھزئ - ٹھٹھا کیا گیا
برسل - رسولوں کے ساتھ | من قبلک - تجھ سے پہلے | فحاق - تو گھیر لیا | بالذین - انکو جنہوں نے
سخروا - ٹھٹھا کیا تھا | منھم - ان میں سے | ما - اس نے جسکو | کانوا - تھے
بہ - وہ | یستھزءون - ٹھٹھا کرتے

مختصر تفسیر چھٹا رکوع پ سورۃ انعام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ ○ سب خوبیاں اللہ کو ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور پیدا کیں اندھیریاں اور نور پھر وہ لوگ جو کافر ہیں اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

شان نزول: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ پوری سورت مکہ معظمہ میں ایک ہی شب میں نازل ہوئی باستثناء چند آیات۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تسبیح کرتے آئے جن سے آسمانوں کے کنارے بھر گئے حضور پرنور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سبحان ربی العظیم کہتے ہوئے سجدہ میں گئے حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ توریت میں سب سے پہلی آیت وہی ہے جو سورہ انعام کی پہلی آیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو صبح کے وقت اس سورت کی تین آیات تکسبون تک تلاوت کرے تو اللہ تعالےٰ ستر ہزار فرشتہ اس کی حفاظت کے لیے مقرر فرما دیتا ہے۔ خازن۔ روح البیان

اس سورت مبارکہ میں دلائل توحید، عدل، نبوت، معاش، معاد اور ملحدین کی تردید بیان کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں پانچ سورتوں کے اول الحمدللہ ہے۔ سورۃ فاتحہ۔ سورۃ کہف۔ سورہ سبا۔ سورہ فاطر۔ اور سورۃ انعام۔

بارگاہ الٰہی میں وہ حمد مقبول ہے جو حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہو اللہ

تعالے کی کامل حمد ہی وہ ہے جو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے کی۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ میں کمال الٰہیہ کا ذکر ہے جس میں اشارۃً حمد الٰہی کا حکم دیا گیا ہے۔ سماوات سے مراد آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں جیسے چاند۔ سورج۔ ستارے وغیرہ۔ زمین کی تمام مخلوق جیسے دریا۔ پہاڑ۔ درخت دیگر مخلوق وغیرہ۔ آسمانی چیزیں غیب ہیں ان آنکھوں سے تو آسمان بھی نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ آج سائنس دانوں نے آسمان کے وجود سے ہی انکار کر دیا لیکن مخبر صادق طبیب حاذق نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم نے مفصل بیان فرمایا۔ جن پر ایمان لانا لازمی ہے۔ زمین کی مخلوق کی روزی ہی آسمانوں سے ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ہ

تمام خوبیاں اللہ کو ہیں۔ اس آیت مبارکہ میں شان استغناء کو برقرار رکھتے ہوئے حمد کی تعلیم دی گئی ہے یعنی اللہ تعالے کے لیے حمد ہے اگرچہ تم اس کی حمد نہ کرو۔ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ اور آسمانوں کو جمع کے لفظ سے بیان کیا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور جمہور کے نزدیک زمینیں بھی سات ہیں لیکن وہ ایک دوسرے کے اوپر نیچے نہیں ہیں بلکہ ایک دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہیں اور جَعَلَ جب اَحْدَثَ اور اَنْشَاَ کے معنی میں ہو تو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور اندھیرے اور نور بنایا۔ ظلمات کو جمع بیان کیا اور نور کو جنس کے ارادہ سے واحد رکھا۔ اور اس لیے بھی کہ مختلف اشیاء کی ظلمت مختلف ہوتی ہے جیسے رات کا اندھیرا۔ سمندر کے پانی کا اندھیرا اور اندھیری جگہ کا اندھیرا یہ سب اندھیرے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور نور کی ایک ہی قسم ہے وہ اندھیروں کی طرح مختلف نہیں ہے۔

اور ظلمات کو نور پر اس لیے مقدم کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر ان پر نور کی شعاعیں ڈالیں جس کو وہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور جس پر وہ نور نہ پڑا وہ گمراہی میں رہا۔

ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ۔ ثُمَّ فرمانا کفر کے بعد اور تعجب کے لیے ہے یعنی ان دلائل کے باوجود کفار شرک کرنے میں یہاں کَفَرُوْا معنی اَشْرَکُوْا ہے

یَعْدِلُوْنَ۔ عدول بمعنی علیحدگی و دوری ہے یعنی مشرکین اس کے دین کی طرف نہیں آتے باوجود ایسے دلائل قدرت کے اور اس قدر عجیب نشانیوں کے مشاہدے کرنے کے دوسروں کو اللہ کا مساوی رکھ کر نافرمانی کرتے ہیں مخلوق کو پوجتے ہیں باآنکہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ خالق آسمان و زمین صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تفسیر نسفی

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ہ وَهُوَ

اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر ایک میعاد قائم کی اور ایک مقررہ وعدہ اس کے پاس ہے پھر تم شک کرتے ہو اور وہی ہے اللہ آسمانوں اور زمین میں اسے معلوم ہے تمہارا چھپا اور ظاہر اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

منکرین قیامت کی تردید ہے۔ خَلَقَ کے معنی ابتدائی پیدائش۔ تُرَاب۔ خشک مٹی کو کہتے ہیں۔ طین تر مٹی یعنی گارے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالے نے تمہاری پیدائش کی ابتدا مٹی سے کی۔ اسی طرح مٹی سے بنائی خوراک پھر اس سے خون اس سے نطفہ اس سے اجسام۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تم ان کی اولاد میں سے ہو تو گویا تمہاری پیدائش کی ابتدا مٹی سے فرمائی گئی۔

خلاصہ تفسیر نسفی (ترجمہ)

وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے یعنی تمہیں پیدا کیا تمہاری اصل سے اور وہ آدم ہیں اور تخلیق آدم علیہ السلام مٹی سے ہے پھر ایک میعاد کا حکم رکھا یعنی اس کی موت کا وقت معین کیا اور ایک مقررہ وعدہ اس کے پاس ہے یعنی قیامت کے دن کا۔ پہلا وعدہ پیدا ہونے سے مرنے تک کا اور مرنے کے بعد سے بعث من القبر کا اور وہ ایک برزخ ہے۔ یا یہ صورت ہے کہ اول مقررہ وعدہ سوتے اور جاگنے کا اور دوسرا موت کا۔ پھر تم لوگ شک کرتے ہو یعنی شک میں پڑے ہوئے ہو دیکھی بھالی قدرت پر یا جھگڑتے ہو دیکھے ہوئے معاملات میں۔ اور استبعادًا فرمایا کہ تم شک میں پڑ رہے ہو بعد اس کے کہ تم پر ثابت ہو گیا کہ وہی ذات زندہ کرنے اور مارنے والی ہے اور وہی مرنے کے بعد قبروں سے اٹھائے گی۔

وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

جیسے اللہ کہتے ہیں وہ رب تعالےٰ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے اس کی عبادت ہو رہی ہے وہی آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔

یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ۔ وہی جانتا ہے تمہارے چھپے اور ظاہر کو تمہارے تمام حال اس کو معلوم ہیں سِر سے مراد چھپے اعمال ہیں جیسے نیت واخلاص ہیں۔ جہر سے مراد کھلی منزر نہیں ہیں یعنی ظاہری حالات وہ تمہارے سب حالات ہمیشہ جانتا ہے۔

یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ سے مراد اور نیک اعمال کی جزا ہے جو تمہارے سب کا نتیجہ ہے جن

عمل بظاہر تھوڑے نظر آتے ہیں لیکن انکی جزا بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جیسے حضرت طلحہ نے جنگ میں حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرکے جنت حاصل کی۔ حضرت ربیعہ نے وضو کرا کر حضور علیہ السلام کی معیت جنت میں حاصل کی۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور نہیں آتی ان کے پاس اپنے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی مگر منہ پھیر لیتے ہیں تو بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس حق تو عنقریب انہیں خبر ہو جائے گی اس چیز کی جس پر ہنس رہے ہیں۔

اس آیت میں کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔ آیت سے مراد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات ہیں جو تاقیامت سب کے پاس پہنچے۔ سب نے آنکھوں سے دیکھے اور جو باقی ہیں جیسے قرآن کریم بھی معجزہ ہے جو ہر ایک کے پاس پہنچا۔

الاکانوا عنہا معرضین سکانوا کا مرجع کفار ہیں عنہا کا مرجع آیات الٰہیہ ہے۔ اعراض سے مراد جھٹلانا ہے دلائل قدرت و وحدانیت میں جو دلائل پہنچے وہ اس پر غور نہیں کرتے اس سے انکار کرتے ہیں۔

فقد کذبوا بالحق لما جاءھم۔ آیات الٰہیہ کے انکار کی وجہ سے کہ وہ لوگ نور مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں۔ حق سے مراد حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف ہے۔ کذبو اکے معنے ہیں انہوں نے جھوٹا کہا یا جھوٹا جانا۔

اور نہیں آتی ان کے پاس اپنے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی مگر منہ پھیر لیتے ہیں تو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب آیا ان کے پاس۔

فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ تو اب عنقریب انہیں خبر ہو جائے گی اس چیز کی جس پر ہنس رہے ہیں۔

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی بھی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے یعنی ان پر ظاہر نہیں ہوتی کوئی دلیل کبھی ان ادلہ سے جس پر نظر و عبرت واجب ہے مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں یعنی ان نشانیوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ ان پر غور نہیں کرتے اور بے خوف ہونے کی وجہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتے اور انجام پر تدبر نہیں کرتے تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا جبکہ ان کے پاس آیا یعنی وہ حق جو سب میں بڑی نشانی ہے وہ قرآن کریم ہے جس کو دیکھ کر مقابلہ سے عاجز ہو گئے تو اب انہیں عنقریب خبر ہوا چاہتی ہے اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے یعنی ان کا تمسخر قرآن کریم سے اور اس کی خبروں اور

احوال قیامت سے ہے تو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس چیز کے ساتھ تمسخر کرتے تھے یہ خبر عذاب نازل کرنے کی ہے دنیا میں یا بروز قیامت یا غلبہ اسلام اور علو کلمۃ اللہ ہے۔

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنھم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکنٰھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا اخرین ہ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے کتنے ہلاک کر دیئے ان سے پہلے سنگت والے جن کو ایسا متمکن کیا تھا ہم نے زمین میں کہ تم کو وہ تمکن وقوت نہیں دی اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے نہریں رواں کیں تو ہلاک کر دیا ہم نے ان کے گناہوں کے سبب اور ان کے بعد دوسری سنگت پیدا کی۔

یَرَوا۔ رویت سے بنا اس کے معنی ہیں دیکھنا ہلاک شدہ قوموں کے مکانات کے کھنڈروں کا دیکھنا مراد ہے جو اہل مکہ سفر کے دوران دیکھا کرتے تھے

مِنْ قَبْلِہِمْ مِنْ قَرْنٍ قرن کے معنی ہیں ملنا۔ اقتران اصطلاح میں کئی معنی میں آتا ہے۔ زمانہ جماعت ہم ذوق لوگ۔ قرن سے قبل اصحاب پوشیدہ ہے۔ قرن بعض کے نزدیک ساٹھ سال بعض کے نزدیک استی سال قوی یہ ہے کہ قرن سو سال کا ہوتا ہے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن بشر مازنی کو بشارت ایک قرن زندہ رہنے کی فرمائی اور وہ پورے ایک سو سال زندہ رہے (خازن) دوسری جگہ ارشاد فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یہاں قرن سے مراد جماعت ہے جو صحابہ اور تابعین کی جماعت تھی۔ روح البیان

کیا انہوں نے نہ دیکھا یعنی جھٹلانے والے قرآن کریم اور بعث ونشور اور عذاب آخرت کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں۔ وہ مدت حیات دنیا ہر زمانہ کے آدمیوں کی ہے یعنی استی سال یا ستر سال۔ انہیں ہم نے متمکن کیا ان امتوں کو زمین میں ایسا کہ تمہیں تمکن فی الارض نہ دیا تمکن سے مراد ملکوں میں بسنا اور آرام سے رہنا یہ تمکن ان کو ایسا ملا کہ مکہ والوں کو ویسا نہ ملا جیسا کہ عاد اور ثمود کو دیا گیا درازی عمر جسم کا پھیلاؤ جسمانی قوت اور وسعت تمول اور اموال دنیاویہ میں ہر ایک طرح کا غلبہ مراد ہے۔

وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْہِمْ مِدْرَارًا۔ اور بھیجا آسمان سے ہم نے ان پر پانی موسلا دھار۔ یہاں سما سے مراد بارش ہے۔ مِدْرَارًا۔ دَرٌ سے بنا۔ اس کے معنی ہیں کثرت سے بہنا۔ تیز بارش کو بھی مدرار کہتے ہیں

وَجَعَلْنَا الْاَنْھٰرَ تَجْرِیْ [illegible] جو جاری تھیں ان کے نیچے پھر باغوں

کے درختوں کے نیچے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہروں اور پھلوں میں پھول پھل رہے تھے تو انہیں ہمنے ہلاک کیا ان کے گناہوں کی وجہ سے اور انہیں اس عذاب سے بالکل بچانے کو ان کا مال مستغنی نہ کر سکا اور ان کے بعد اور امت قائم کی یعنی ان کی جگہ دوسری آبادی قائم کردی گئی۔

ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوہ بایدیھم لقال الذین کفروا ان ھذا الا سحر مبین ○ وقالوا لولا انزل علیہ ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لا ینظرون ○ ولو جعلنٰہ ملکا لجعلنٰہ رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون ○

اور اگر ہم نازل کرتے تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کہتے کافر کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔ اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر کوئی فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو ان کا کام تمام ہو گیا ہوتا پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم بناتے اسے (نبی کو) فرشتہ جب بھی اسے مرد ہی بناتے اور وہی شبہ ان پر ہوتا جس میں پڑے ہوئے ہیں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

اور قرطاس یہ غیر عربی لفظ ہے۔ اس کے معنی ورق یا صحیفہ کے ہیں۔ اصل میں یہ کراستہ سے قرطاس بنا ہے۔

شان نزول:۔ روح المعانی میں اس کا شان نزول اس طرح ہے۔ کلبی سے مروی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث اور عبداللہ بن امیہ اور نوفل بن خویلد کے معاملہ میں نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ (اے محمد) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جبتک آپ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کتاب نہ لائیں جس کے ساتھ چار فرشتے ہوں وہ گواہی دیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور آپ اس کے رسول ہیں۔

اس پر جواب دیا گیا کہ یہ سب حیلے بہانے ہیں اگر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اتاردی جاتی اور وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکتے کہ یہ نظر بندی ہے تو بھی یہ بدنصیب بے دین ایمان لانے والے نہ تھے بلکہ پھر بھی جادو بتلاتے اور جس طرح سورج لوٹتے۔ کنکریوں پتھروں کو کلمہ پڑھتے اور شق القمر کے معجزہ کو جادو کہہ دیا اور سحر مستمر کے آوازے لگائے اسی طرح اس معجزہ کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لاتے اس لیے کہ جو انکار و عناد کرتے ہیں ان کے لیے آیات و معجزات سے انتفاع ناممکن ہے۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) اور اگر نازل کر دیتے آپ پر کتاب لکھی ہوئی کاغذ کے ورق پر اور کفار اسے

اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر دیکھ بھی لیتے اور یہ کہنے کی گنجائش بھی انہیں نہ ہوتی کہ ہماری نظر باندھ دی گئی اور وہ اندھے ہونے کا بھی احتجاج نہ کر سکتے تب بھی یہ کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر جادو ہے انہیں عناد قبول حق کی طرف مائل ہونے سے مانع ہوتا۔

اور کافروں نے کہا کیوں نہ نازل ہوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا فرشتہ جو ہم سے کہتا کہ یہ نبی ہیں تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر فرشتہ نازل ہوتا ہلاکت میں آجاتے اور طرفۃ العین کے لیے بھی مہلت نہ دی جاتی اس لیے کہ جب وہ ملک کو صورت ملکی میں دیکھتے تو مہابت سے ان کی روح پرواز کر جاتی اور اگر ہم فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے جیسا کہ یہ کفار کہتے ہیں لولا انزل علی محمد ملک کبھی کہتے ہیں کہ یہ تو بشر ہیں ہمارے جیسے اگر اللہ چاہتا تو ان کی بجائے ہم پر فرشتہ نازل کر دیتا۔ تو فرشتہ بھی انسانی صورت میں ہی نازل کیا جاتا۔

جیسے کہ حضرت جبریل امین عام طور پر بصورت دحیہ کلبی حضور کے حضور حاضر آتے تھے اس لیے کہ رویت ملائکہ ان کی صورت میں کرنے کی حالت میں یہ باقی نہیں رہ سکتے اپنی صورت میں نہیں ہو سکتی اور اگر ہو تو فرط انوار سے انسان ہلاک ہو جائے۔

وللبسنا علیہم مایلبسون ۔ یعنی مخلوط حالت میں رہ گئے اور ان پر مشکل ہو گیا اس حقیقت کو سمجھنا۔ جبکہ ہوتے وہ آپ جیسے اے محبوب تو وہ فرشتہ کو صورت انسان میں بھی دیکھتے اور جب ایک انسان کے شبیہ میں دیکھتے تو مخبوط الحواس ہو کر کہتے یہ تو انسان ہی ہے اسے فرشتہ نہیں کہہ سکتے آگے لَلَبَسْنَا کا محاورہ بیان فرمایا۔

لبست الامر علی والبستہ۔ اذا اشتبہ واشکلنا علیہم ۔معاملہ مجھ پر مشتبہ ہو گیا اور میں نے اسکو مشتبہ کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مشکل کر دیا۔

پھر حضور کی تسلی کے لیے فرمایا کہ استہزاء کرنا ان مسخروں کی جبلت میں ہے اور اس کا بدلہ انہیں منجانب اللہ ملے گا۔

ولقد استھزئ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منہم ما کانوا بہ یستھزءون ۵
یقیناً اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا تو انہی کو لے بیٹھی ان کی ہنسی جو ان سے ہنستے تھے۔

استھزیٔ ۔ استہزاء سے بنا جس کا مادہ ہُزۡءٌ یا ہُزُوٌ ہے اس کے معنی ہیں دل لگی اور مذاق۔ باب استفعال میں مبالغہ اور زیادتی کے معنی ہیں۔ رُسُلٍ کی تنوین تعظیم کی ہے اس کی جمع تکثیر کی ہے جس کے معنی بہت

سے رسول۔ مِنْ قَبْلِکَ۔ آپ سے پہلے گذرے ان سے بھی ان کا یہی انداز رہا۔

شانِ نزول: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم کعبہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اردگرد حضرت بلال حبشی۔ صہیب رومی۔ عمار بن یاسر وغیرہ تھے۔ ادھر سے ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل۔ امیہ بن خلف گذرے انہوں نے ان حضرات کو دیکھ کر مذاق کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا بادشاہ کہتے ہیں۔ ذرا ان بادشاہوں کی شان و شوکت تو دیکھو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح البیان۔

اس آیت کریمہ میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تسکین خاطر کی گئی کہ آپ ملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی رویہ رہا ہے اور ان کا وبال انہیں اٹھانا پڑے گا۔ حَاقَ بِالَّذِیْنَ کے یہی معنی ہیں جو ترجمہ میں بیان ہو چکے ہیں۔

ازہری نے کہا ابو اسحاق نے حَاقَ کا معنی اَحَاطَ کیا ہے یعنی گھیر لیا اور اس کا مادہ حُوْق بالضم بیان کیا ہے اور حُوق وہ چیز ہے جو گھیر اڈالے قاموس میں بھی ایسا ہی ہے اور حَوق بالفتح کا ایک معنی احاطہ بھی ہے اور یہ باب حَاقَ یَحِیْقُ حَیْقًا وَحُیُوْقًا وَحَیَقَانًا بفتح یاء سے ہے قراء نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ ان کے کام کا وبال انہی پر آپڑا اور طبرسی نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ اس کا ترجمہ نَزَلَ (اترا) کرتے ہیں اور یہ معنی بھی سابقہ معنی کے قریب ہے اور اس کا معنی ہے پورا احاطہ کرنا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع پ۷ سورۃ انعام

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝

فرمائیں سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰہِ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْہِ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

فرمائیں کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے فرمائیں اللہ کا اس نے لکھ دی اپنے کرم کے ذمہ رحمت ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن اس میں کچھ شک نہیں وہ جو اپنی جانوں کا نقصان کرتے ہیں تو وہ ایمان نہیں لاتے۔

وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَہُوَ السَّمِیْعُ

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں اور

الْعَلِيْمُ ۝

وہی ہے سنتا جانتا۔

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّيْٓ أُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا بناؤں والی جس نے آسمان اور زمین بنائے اور وہ کھلاتا ہے اور کھلانے سے پاک ہے فرمادیجئے کہ مجھے حکم ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز نہ ہول مشرکوں سے

قُلْ إِنِّيْٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

فرمادیجئے میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی تو عذاب ہو بڑے دن سے۔

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

جس سے پھیر دیا جاوے وہ عذاب اس دن بے شک رحم ہوا اس پر اور یہ کھلی کامیابی ہے۔

وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۗ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اگر پہنچائے تجھے اللہ تجھے کوئی برائی تو نہیں کوئی اسے دور کرنے والا مگر وہی اور اگر پہنچائے تجھے کوئی بھلائی تو وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۗ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اور وہی غالب ہے بندوں پر اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۗ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوْحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۗ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً أُخْرٰى ۗ قُلْ لَّآ أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّإِنَّنِيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

فرمادیجئے کونسی چیز بڑی ہے گواہی میں۔ فرمادیجئے اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور وحی ہوئی میری طرف اس قرآن کی کہ میں ڈراؤں تمہیں اس سے اور جس کو پہنچے تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں فرمادیجئے میں یہ گواہی نہیں دیتا فرمادیجئے وہ تو ایک ہے اکیلا ہے اور میں بیزار ہوں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآءَهُمْ ۘ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

وہ جنہیں دی ہم نے کتاب وہ اس نبی کو جانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں وہ جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالیں وہ مومن نہیں۔

حل لغات ساتواں رکوع پ سورۃ انعام

قل۔ کہہ دیں　سیروا۔ چلو پھرو　فی۔ بیچ　الارض۔ زمین کے

ثم۔ پھر　انظر۔ دیکھو　کیف۔ کیسا　کان۔ ہوا

عاقبۃ۔ انجام　المکذبین۔ جھٹلانے والوں کا　قل۔ فرمائیے

لمن۔ کس کا ہے　ما۔ جو　فی۔ بیچ　السموات۔ آسمانوں

و۔ اور　الارض۔ زمین کے ہیں　قل۔ کہہ دیں　للہ۔ اللہ کے لیے

کتب۔ لکھی اس نے　علی۔ اوپر　نفسہ۔ ذات اپنی کے　الرحمۃ۔ رحمت

لیجمعنکم۔ ضرور جمع کرے گا تم کو　الی۔ طرف　یوم۔ دن

القیامۃ۔ قیامت کے　لا۔ نہیں　ریب۔ شک　فیہ۔ اس میں

الذین۔ وہ جنہوں نے　خسروا۔ خسارہ دیا　انفسہم۔ اپنی جانوں کو　فہم۔ وہی

لا۔ نہیں　یومنون۔ ایمان لاتے　و۔ اور　لہ۔ اسی کا ہے

ما۔ جو　سکن۔ ٹھہرا　فی۔ بیچ　اللیل۔ رات کے

و۔ اور　النہار۔ دن کے　و۔ اور　ھو۔ وہ

السمیع۔ سننے والا　العلیم۔ جاننے والا ہے　قل۔ کہہ دیں　ا۔ کیا

غیر۔ سوا　اللہ۔ اللہ کے　اتخذ۔ میں بناؤں　ولیا۔ دوست

فاطر۔ جو پیدا کرنے والا　السموات۔ آسمانوں　و۔ اور　الارض۔ زمین کا ہے

و۔ اور　ھو۔ وہ　یطعم۔ کھلاتا ہے　و۔ اور

لا۔ نہیں　یطعم۔ کھلایا جاتا　قل۔ کہہ دیں　انی۔ بیشک میں

امرت۔ حکم دیا گیا ہوں　ان۔ یہ کہ　اکون۔ ہوں میں　اول۔ پہلا

من۔ جو　اسلم۔ گردن رکھے　و۔ اور　لا۔ نہ

تکونن۔ ہو تو　من المشرکین۔ مشرکوں میں سے　قل۔ کہہ دیں

انی۔ بیشک میں　اخاف۔ ڈرتا ہوں　ان۔ اگر　عصیت۔ نافرمانی کروں میں

ربی۔ اپنے رب کی　عذاب۔ عذاب　یوم۔ دن　عظیم۔ بڑے سے

من-جو شخص کہ یصرف-پھیرا گیا عنہ-اس سے یومئذ-اس دن عذاب

فقد-تو بیشک رحمہ-رحم ہوا اس پہ و-اور ذالک-یہ ہے

الفوز-کامیابی المبین-ظاہر و-اور ان-اگر

یمسسک-پہنچائے تجھے اللہ-اللہ یضر-کوئی تکلیف فلا-تو نہیں

کاشف-کوئی کھولنے والا لہ-اسکو الا-مگر ھو-وہی

و-اور ان-اگر یمسسک-پہنچائے تجھے بخیر-کوئی بھلائی

فھو-تو وہ علی-اوپر کل-ہر شئ-شے کے

قدیر-قادر ہے و-اور ھو-وہ القاھر-غالب ہے

فوق-اوپر عباد-بندوں ہ-اپنے کے و-اور

ھو-وہ الحکیم-حکمت والا الخبیر-خبردار ہے قل-کہہ دیں

ای-کونسی شئ-چیز اکبر-بڑی ہے شہادۃ-گواہی میں

قل-کہہ اللہ-اللہ شھید-گواہ ہے بینی-میرے

و-اور بینکم-تمہارے درمیان و-اور اوحی-وحی کیا گیا

الی-میری طرف ھذا-یہ القرآن-قرآن لانذر-تاکہ میں ڈراؤں

کم-تم کو بہ-ساتھ اسکے و-اور من-جسے

بلغ-پہنچے ائنکم-کیا تم لتشھدون-گواہی دیتے ہو ان-کہ بیشک

مع-ساتھ اللہ-اللہ کے الھۃ-معبود ہے اخری-اور بھی

قل-کہہ لا-نہیں اشھد-گواہی دیتا ہیں قل-کہہ

انما-سوا اسکے نہیں ھو-وہ الہ-معبود ہے واحد-ایک

و-اور انني-بیشک میں بری-بیزار ہوں مما-اس سے

تشرکون-جو تم شریک ٹھہرتے ہو الذین-وہ لوگ اتینھم-کردی ہم نے انکو

الکتب-کتاب یعرفون-پہچانتے ہیں اس کو کما-جیسے

یعرفون-پہچانتے ہیں ابناء-اولاد ھم-اپنی کو الذین-وہ جنہوں نے

خسروا-خسارہ دیا انفسہم-اپنی جانوں کو منھم-ان میں سے لا-نہیں

یومنون-ایمان لاتے۔

مختصر تفسیر رکوع ہفتم پ ۷ سورۃ انعام

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔

آپ فرما دیجئے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔ فرما دیجئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے فرما دیجئے اللہ کا ہے اس نے لکھ دی اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت ضرور تمہیں جمع کرے گا بروز قیامت نہیں کوئی شک اس میں وہ جنہوں نے نقصان میں ڈالا اپنی جانوں کو تو وہ ایمان نہیں لاتے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ فرما دیجئے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا۔

سیروا۔ بنا سیر سے جس کے معنی مطلقاً چلنے کے ہیں خواہ یہ سفر دن کا ہو یا رات کا۔ ارض سے مراد زمین ہے۔ خالق کائنات نے زمین پر سیر و سیاحت کا حکم دیا تاکہ عبرت حاصل ہو ان قوموں کے مسمار شدہ محلات و مقامات سے جنہوں نے اللہ کے احکام اور انبیاء کی نافرمانی کی دیکھو ان قوموں کا کتنا دردناک انجام ہوا۔ ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ فانظروا اور ثم انظروا میں فرق صرف یہ ہے کہ نظر مسبب سیر ہے اور فانظروا سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ گویا حکم آلہی سیر کے لیے صرف انجام مکذبین دیکھنے کے لیے ہے اور بلا نظر سیر کی ممانعت ہے اور وہ سیر سیر غافلین ہوگی اور سیروا فی الارض ثم انظروا فرمانے سے یہ مستفاد ہوتا ہے۔ سیر فی الارض کا جواز بغرض تجارت وغیرہ بھی ہے اور ہلاک شدہ لوگوں کا انجام دیکھنا اور ان سے عبرت حاصل کرنا واجب ہوا۔ اس طرز بیان سے واجب و مباح کے دونوں حکم حاصل ہوئے۔

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں (ترجمہ) یہ خطاب ہے سید المخاطبین صلے اللہ علیہ وسلم سے امم ماضیہ کے حالات پیش ہو کے قوم کو ڈرانے اور نصیحت کرنے کے متعلق کہ ان کے برے افعال نے ان کو کیسے گھیر لیا اور اب جو یہ ویسے ہی اعمال کر رہے ہیں ان کو ان کے انجام سے ڈرنا چاہئے اور اس میں حضور کے لیے تسلی بھی ہے اور تکمیل بھی (روح المعانی)

آگے فرماتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ سیروا اور فانظروا میں بہت فرق ہے اگرچہ دونوں امر واجب ہیں کیونکہ پہلا امر دوسرے کے مطلوب ہے جیسے تم کہو وضو کر پھر نماز پڑھ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور کو ان مکذبین اور مستہزئین کرنے والوں کے لیے حکم ہے کہ انہیں فرما دیجئے کہ دنیا میں پھر کر انجام مستہزئین دیکھو انہوں نے کفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔

قُلْ لِمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ فرما دیجئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

قُلْ میں دوامی قول مراد ہے لِمَنْ کا لام خلقت کا ہے یعنی اے محبوب آپ ان کفار سے دریافت فرمائیں کہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں کس کی مخلوق و مملوک ہیں ان کا خاص خالق و مالک کون ہے اس سوال سے کفار سے اقرار کرانا مقصود ہے۔ مَن استفہامیہ ہے۔

اول کہا گیا پھر اس کا جواب دیا فرما دیجئے اللہ کے لیے ہے۔ یہ تقریر ہے مسئول عنہ سے یعنی وہی اللہ ہے اس میں تمہارے اور ہمارے مابین کوئی اختلاف نہیں اور نہ تمہیں یہ قدرت ہے کہ کسی شئے کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف مضاف کرو۔ اس نے اپنے کرم کے ذمہ سے اپنے ذمہ حق کرم لکھ دیا ہے۔

قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔ فرماؤ اللہ کا اس نے اپنے کرم سے اپنی ذات پر رحم و کرم لکھ دیا ہے۔ کَتَبَ کے اصلی معنی اوجب کے ہیں یعنی لازم کر لیا لیکن کسی وجوب کا اجرا ذات واجب تعالیٰ شانہ کی طرف ہو نہیں سکتا اس لیے کہ بندہ کے لیے کوئی شئے اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور مؤکد وعدہ کیا کہ ان پر رحم کیا جائے گا اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ وعدہ خلافی بھی کذب ہے اور کذب اس کے لیے محال ہے اور اس کی رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی بلکہ اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی اس کی رحمت میں داخل ہے۔ اور عذاب کفار میں تعویق اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا بھی خاص رحمت کا جزء ہے تاکہ اس تاخیر و تعویق سے انہیں توبہ کا موقعہ مل جائے (تفسیر نسفی و جمل)

اے محبوب ان لوگوں سے یہ بھی فرما دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریم پر رحمت لازم فرمائی۔ بعض مفسرین نے فرمایا اس رحمت سے مراد امت مصطفوی پر خاص رحمت فرمانا ہے کہ ان پر دنیا میں عذاب نازل نہ ہو۔ روح المعانی

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ بے شک ضرور جمع فرمائے گا تمہیں قیامت کے دن تو اس دن بدلہ دے گا تمہارے شرک اور کفر کا اس میں کچھ

شک نہیں یعنی قیامت کے دن اور تمہارے جمع کرنے میں کوئی شک وشبہ نہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی۔ جن لوگوں نے کفر وشرک کرکے اپنی جانوں عذاب الٰہی کا مستحق کر لیا تو وہ ایمان نہیں لاتے وہ بے ایمان ہی ہیں۔

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ۔ لاریب فیہ کی ضمیر یوم قیامت کی طرف ہے یعنی اس قیامت میں جمع فرمانے میں کوئی شک نہیں۔ یہ عبارت جمعاً کی صفت ہے جو اس کی تاکید ہے روح المعانی

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ۔ الذین سے مراد زمانہ نبوی کے کفار ہیں جو ایمان نہ لائے خسارہ اس نقصان کو کہتے ہیں جس میں اصل مال بھی نہ رہے۔ اَنفُس جمع ہے نفس کی اس کے معنی ذات یا جان یعنی کفار نے اپنی جانوں کو پورے ٹوٹے میں ڈال دیا۔

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ان کا دنیا میں ایمان قبول نہ کرنا وہ خسارہ میں رہنا ہے۔

وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں اور وہی سنتا جانتا ہے۔ فرما دیجئے کیا اللہ کے سوا میں بناؤں کسی اور کو والی وہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے اور خود کھانے سے پاک ہے فرما دیجئے مجھے حکم ہوا ہے کہ ہو جاؤں میں سب سے پہلے گردن رکھنے والا اور ہرگز نہ ہو جاؤں مشرکوں سے فرما دیجئے مجھے خوف ہے اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کے عذاب بڑے دن سے جس سے پھیر دیا گیا (وہ عذاب) تو ضرور وہ رحم کیا گیا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

لَهُ۔ میں لام ملکیت ہے ہُ کا مرجع اللہ تعالےٰ ہے مَا سے تمام جاندار اور غیر جاندار چیزیں مراد ہیں سَکَنَ۔ سکونت سے دل کا چین یا ٹھہرنا۔ تفسیر جلالین

وہ تمام چیزیں جو رات دن میں رہتی ہیں یا اللہ کے وہ بندے جو محبوب ہیں راتوں دن چین پاتے ہیں۔ لیل ونہار رات اور دن سب اللہ تعالےٰ کی ملکیت ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو رہتا ہے اور یہ عام ہے ساکن ومتحرک کے لیے یعنی ذی روح اور بغیر روح سب کو عام کرکے مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ تم بھی اس

کے خلاف نہیں کہ خالق کل اور مالک وہی ایک رب الارباب ہے اور وہی مدبر امور ہے اور وہی سنتا جانتا ہے یعنی مسموعات میں سے کوئی نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو اور معلومات میں سے کوئی نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو یعنی اس سے کوئی شے مخفی نہیں۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ خدا کے سوا کیا میں کسی غیر کو اپنا والی مددگار اور معبود بناؤں۔ اس انکار میں غیر اللہ کو ولی مان لینے یعنی ولی مطلق مان لینے کا انکار فرمایا نہ کہ ولی کو محض ولی مان لینے سے۔ لغت میں ولی کے بے شمار معنی ہیں یہاں ولی سے مراد معبود ہے جس کی عبادت کی جائے۔ بیضاوی۔

علامہ آلوسی قل اغیر اللہ اتخذ ولیا میں فرماتے ہیں (ترجمہ) یہاں غیر اللہ کو ولی (معبود) بنانے کا انکار ہے نہ کہ مطلق ولی کا انکار یہ اسی طرح ہے جیسے فرمایا کیا اللہ کے سوا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں عبادت کروں اور یہاں ولی سے مراد معبود ہے کیونکہ یہ اس آدمی کا رد ہے جس نے آپ کو دعوت دی تھی بعض کہتے ہیں کہ یہ مکہ والوں کے متعلق نازل ہوئی انہوں نے حضور سے عرض کیا اے محمد تو نے اپنی قوم کا مذہب چھوڑ دیا اور ہم جانتے ہیں کہ آپ نے محض غربت کی وجہ سے یہ ڈھونگ رچایا ہے تم ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ ہم آپ کو اتنی دولت اکٹھی کر دیں گے کہ آپ ہم سب میں سے زیادہ دولتمند ہو جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آگے فرماتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ ولی کا معنی مددگار ہے جیسا کہ یہ اس کا مشہور معنی ہے اور غیر اللہ کو مددگار بنانے سے انکار کرنے سے یہ تو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ مددگار نہ ہوگا وہ معبود کیسے بن جائے گا (روح المعانی)

اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْنِّیْٓ اَعْبُدُ۔ کیا اللہ کے سوا تم چاہتے ہو کہ میں کسی کو پوجوں۔

شان نزول:۔ کفار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ نادار ہیں۔ مال و دولت جمع کرنے کے لیے آپ نے نبوت کا دعوی کیا ہے جس سے ہر گھر میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک گئی ہے اس لیے آپ جس قدر دولت چاہیں ہم آپ کے قدموں میں لا کر ڈھیر لگا دیں گے۔ آپ اپنے دین کی تبلیغ سے باز آجائیں اور ہمارے بتوں کی ہمارے اسلاف کی طرح پوجا کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

پھر فرمایا اے محبوب فرما دیجئے کہ خدا کے سوا کیا میں کسی غیر کو اپنا والی یعنی مددگار اور معبود بناؤں اور اس انکار میں غیر اللہ کو ولی مطلق مان لینے کا انکار فرمایا نہ کہ ولی کو محض ولی مان لینے سے۔

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ یُطْعِمُ ۔ وہی زمین اور آسمان بنانے والا ہے جس نے کتم عدم سے اختراع فرما کر منصۂ شہود پر لایا۔ فاطر۔ فطر سے ہے اس کے معنی ہیں چیرنا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں فاطر کے معنی نہیں سمجھ سکا یہاں تک کہ میرے پاس دو اعرابی مخاصمہ لے کر آئے جو کنویں پر تھا۔ ایک بولا انا فطرتہا یعنی ابتداتہا۔ میں نے اس کنویں کی ابتدا کی تو میں سمجھا کہ فاطر السماوات والارض اس لیے فرمایا کہ کائنات کی ابتداءاس خالق و مالک رب الارباب نے فرمائی۔

پھر ارشاد ہے وہی کھلاتا ہے اور خود محتاج غذا نہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رزق عام دینے والا ہے نہ کہ خود بھی مرزوق ہو یعنی منافع دنیا وما فیہا اسی کی طرف سے ہمیں پہنچتے ہیں اور اس کے لیے کسی سے انتفاع کرنا ناممکن ہے اور یہ عقیدہ بھی ناجائز ہے۔

پھر ارشاد ہوا اے محبوب فرما دیجئے کہ مجھے حکم ہے کہ میں اول گردن رکھنے والا اور مطیع الٰہی بنوں اس لیے کہ نبی کا اسلام کے لیے سابق ہونا ضروری ہے جیسے دوسرے مقام پر ارشاد ہے وبذالک امرت وانا اول المسلمین ولا تکونن من المشرکین۔ یعنی مجھے کہا گیا ہے کہ میں مشرکوں میں نہ ہوں خلاصہ یہ کہ مجھے اسلام کا حکم ہے اور شرک سے منع کیا گیا ہے۔ فرما دیجئے میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی تو عذاب یوم عظیم میں جاؤں یعنی میں عذاب یوم عظیم سے خائف ہوں اور یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے اس دن اگر کسی سے عذاب پھیر دیا گیا تو نتیجۃً وہ رحمت پانے والا ہوا۔ اور اس پر اللہ تعالےٰ کا کرم و رحم عظیم ہوا اور وہ نجات آخرت ہے اور یہ بہت ہی کھلی ہوئی کامیابی ہے اور نجات روشن۔

پھر آگے فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ ہے کہ ولی بمعنی ناصر (مددگار) ہے اور یہی مشہود من الناس سے سمجھا گیا کہ یہاں انکار غیر خدا کو ایسا ناصر مان لینے سے ہے کہ اسے معبود مان لیا جائے اور اگر معبودیت کے درجہ سے نیچے ولی مانے تو یہ جائز ہے۔ آگے ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ اور اگر پہنچائے تجھے اللہ کوئی برائی تو نہیں کوئی اسے دور کرنے والا مگر وہی اور اگر پہنچائے تجھے بھلائی تو وہی ہر شے پر قادر ہے اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ ۔ اس جملہ میں اللہ تعالےٰ کے غضب و کرم قدرت کاملہ کا ذکر ہے

یمسسک مس سے بنا اس کے معنی ہیں چھو جانا، چھو دینا۔ ضُرّ سے مراد دنیاوی تکلیف ہے جیسے بیماری قحط سالی وغیرہ یعنی تکلیف اور راحت بیماری اور صحت ذلت وعزت سب اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو فقیر بنا دے مرض میں مبتلا کر دے تو کسی کے بس میں نہیں کہ وہ مشیت کے بغیر نجات حاصل کر سکے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہاں خیر سے مراد دنیاوی خیر ہے جیسے صحت غنا۔ سکون۔ خیر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ مصیبت کو دفع کرنا بھی خیر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور اپنے خاص انعامات سے سرفراز کرے تو کسی کی طاقت نہیں کہ اسے چھین لے وہی مالک حقیقی اور قادر مطلق ہے۔

مسّ جس سے یمسسک اللہ فرمایا گیا۔ بقول ابوحیان دو جسموں کے ملنے کو کہتے ہیں اور اس جگہ مراد پہنچنا اور مبتلا ہونا ہے اور ضرّ بالسقم سوء حال فی الجسم کے معنی دیتا ہے اور ضر بالفتح ضد نفع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ روح المعانی۔

اگر پہنچائے تجھے اللہ کوئی برائی یعنے اگر مبتلا کر دے تجھے اللہ مثل مرض یا کسی مصیبت کے تو کوئی دور کرنے والا اس کا نہیں یعنی اس مرض یا مصیبت کو کوئی زائل کرنے والا نہیں تجھ سے مگر وہی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قادر نہیں اس کی مصیبت کے کھولنے پر سوائے اس سبحانہ وتعالیٰ کے کوئی بت وغیرہ اسے دفع نہیں کر سکتے اور اگر پہنچے تجھے بھلائی یعنی صحت یا غنا وتمول سے تجھے پہنچے تو وہ ہر شے پر قادر ہے ان تمام امور پر بالذات وہی جل شانہ قادر ہے تو وہی اسے پہنچا سکتا ہے اور وہی حفاظت کر سکتا ہے اس کے سوا کوئی اس کے دفع ورفع پر قادر نہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ یعنی اس مصیبت ولفع کا رد کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں اس میں شر اور خیر دونوں کا جواب ہے اس لیے کہ مطلق قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے خیر وشر پر۔ گویا واضح کیا گیا ہے کہ کاشف الضر اور حافظ النعم اور اول سے ہمیشہ رکھنے کی قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی

فرما دیجئے کونسی چیز بڑی شہادت ہے گواہی میں۔ فرما دیجئے اللہ ہی گواہ ہے مجھ میں اور تم میں اور میری طرف وحی ہوئی یہ اس قرآن کی کہ میں ڈراؤں تمہیں اس سے اور جن کو پہنچے (یہ قرآن) تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی خدا ہیں۔

شان نزول :۔ کفار مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ آپ جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اسے کیونکر تسلیم کیا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنانا تھا تو اسے آپ کے بغیر کوئی دوسرا نہ مل سکا آپ اپنے دعویٰ کی صداقت پر گواہ پیش کریں۔ ہم نے تو یہود و نصاریٰ سے بھی دریافت کیا انہوں نے بھی آسمانی کتابوں میں آپ کی نبوت کا ذکر نہ ہونے کا ذکر کیا ہے ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ارشاد ہے۔

فرما دیجئے کون شے ہے بڑی گواہی میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے اللہ ہی گواہ ہے بڑی گواہی میں تفسیر نسفی۔ صاحب تفسیر فرماتے ہیں۔

آیت کریمہ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اس امر کی دلیل ہے کہ اطلاق اسم شے اللہ تعالیٰ پر جائز ہے اور یہ اس لیے کہ شے نام ہے موجود کا اور معدوم پر شے کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ موجود ہے تو وہ بھی شے ہوا اسی بنا پر ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ شے ہے نہ کہ مثل اشیاء۔ پھر فرمایا اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان یعنی وہ ذات سبحانہ وتعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور میری طرف وحی کیا گیا یہ قرآن تاکہ ڈراؤں اس سے تمہیں اور وہ جنہیں یہ قرآن پہنچا قیامت تک ڈراتے رہیں۔ حدیث میں ہے من بلغہ القرآن فکانما رای محمدا صلی اللہ علیہ وسلم جسے قرآن آ گیا اس نے گویا حضور کا فیض صحبت حاصل کیا آگے ارشاد ہے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا بھی ہیں یہ استفہام انکاری ہے پھر جواب تاکید میں ہے کہ

قُلْ لَّآ اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ فرما دیجئے میں تو یہ گواہی نہ دوں گا جو تم گواہی دے رہے ہو پھر فرمایا کہ اے محبوب فرما دیجئے اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو وہی ایک خدا ہے اور میں اس سے بیزار ہوں جو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ جنہیں ہم نے کتاب دی یعنی یہود و نصاریٰ اور کتاب توریت و انجیل یَعْرِفُوْنَهٗ وہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں حضور کے حلیہ مبارک اور نعت وغیرہ پڑھ کر جو ان کی توریت و انجیل میں ہے۔

كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ جیسے اپنے بیٹوں کے حلیہ کو پہچانتے ہیں ان کی صفات سمجھتے ہیں اس میں استشہاد ہے اہل مکہ سے اور حضور کی صحت نبوت پر دلیل ہے اور وہ جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے مشرکین اور سخت منکر اہل کتاب وہ کبھی ایمان سے مشرف نہ ہوں گے اور اپنے دیرینہ عناد و حسد میں پھنسے رہیں گے۔

ہجرت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن سلام سے پوچھا کہ تم حضور علیہ السلام کو کیسے پہچانتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کے اوصاف و کمالات اتنی وضاحت سے ہماری کتابوں میں تحریر تھے کہ ہم نے جب حضور علیہ السلام کو دیکھا تو یوں پہچان لیا جیسے ہم اپنے بچوں کو پہچان لیتے ہیں آخر میں فرمایا کہ بخدا میں تو اپنے بچے سے زیادہ حضور اکرم کو پہچانتا ہوں کیونکہ اپنے بچے کی ماں پر اتنا اعتماد نہیں جتنا اللہ کی بتائی ہوئی نشانیوں پر ہے۔ روح المعانی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم پ سورۃ انعام

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو جھوٹ باندھے اللہ پر دروغ یا جھٹلائے آیتیں اس کی بے شک نہیں فلاح پائیں گے ظالم۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

اور جس دن اٹھائیں گے ہم سب کو پھر کہیں گے ان سے جنہوں نے شرک کیا کہاں ہیں تمہارے شریک جن کے ساتھ تھے تم دعوی کرتے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝

پھر نہ رہیگی ان کی کچھ بناوٹ مگر یہ کہ کہیں اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم نہ تھے مشرک۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

دیکھو کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اپنی جانوں پر اور بہک گئیں ان سے وہ باتیں جن پر افتراء کرتے تھے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو سنتے ہیں آپ کی اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بہرا پن ہے۔ اور اگر دیکھیں تمام نشانیاں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں حتی کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے ہیں تو کہیں وہ جو کافر ہیں نہیں یہ مگر پرانی داستانیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ

اور وہ اس سے روکتے۔ اور اس سے بھاگتے ہیں

يُهْلِكُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنی جانیں اور نہیں شعور کرتے۔

وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور اگر دیکھو تم جب وہ کھڑے کیے جائیں آگ پر تو کہیں گے کاش ہم واپس بھیجے جائیں اور نہ جھٹلائیں ہم آئتیں اپنے رب کی اور ہوں ہم مومن۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

بلکہ کھل گیا ان پر جو تھے چھپاتے پہلے اور اگر واپس بھیجے جائیں تو یقیناً اسی طرف لوٹیں جس سے منع کیے گئے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوْا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○

اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر دنیا کی زندگی اور نہیں ہم اٹھنے والے د مر کر۔

وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

اور اگر تم دیکھو جبکہ کھڑے کیے جائیں اپنے رب کے حضور کہے گا کیا نہیں یہ حق کہیں گے بے شک قسم ہے ہمارے رب کی فرمائے گا تو اب چکھو عذاب بہ سبب اس کے کہ تھے تم کفر کرتے۔

حل لغات رکوع ہشتم پ سورۃ انعام

و۔ اور	من۔ کون	اظلم۔ زیادہ ظالم ہے	ممن۔ اس سے جو
افتری۔ باندھے	علی۔ اوپر	الله۔ اللہ کے	الکذب جھوٹ
او۔ یا	کذب۔ جھٹلائے	بایتہ۔ اسکی آیتوں کو	انہ۔ بیشک وہ
لا۔ نہیں	یفلح۔ خلاصی پاتے	الظلمون۔ ظالم	و۔ اور
یوم۔ جس دن	نحشر۔ اکٹھا کریگا	ھم۔ ان	جمیعا۔ سب کو
ثم۔ پھر	نقول۔ ہم کہیں گے	للذین۔ ان سے جو	اشرکوا۔ مشرک ہیں
این۔ کہاں ہیں	شرکاء۔ شریک	کم۔ تمہارے	الذین۔ جنکو
کنتم۔ تم	تزعمون۔ گمان کرتے تھے	ثم۔ پھر	لم۔ نہیں

تکن۔ ہوگا	فتنتہم۔ ان کا جواب	الا۔ مگر	ان۔ یہ کہ
قالوا۔ کہیں گے	واللہ۔ اللہ کی قسم	ربنا۔ جو ہمارا رب ہے	ما۔ نہیں
کنا۔ تھے ہم	مشرکین۔ شرک کرنے والے	انظر۔ دیکھو	کیف۔ کیسے
کذبوا۔ جھوٹ بولیں گے	علی۔ اوپر	انفسہم۔ اپنی جانوں کے	و۔ اور
ضل۔ بھول جائیگا	عنہم۔ ان سے	ما۔ جو	کانوا۔ وہ تھے
یفترون۔ جھوٹ بناتے	و۔ اور	منہم۔ بعض ان سے	من۔ وہ ہیں جو
یستمع۔ کان رکھتے ہیں	الیک۔ آپ کی طرف	و۔ اور	جعلنا۔ بنائے ہم نے
علی۔ اوپر	قلوبہم۔ انکے دلوں کے	اکنۃ۔ پردے	ان۔ یہ کہ
یفقھو۔ سمجھیں	ہ۔ اسکو	و۔ اور	فی۔ بیچ
اذانہم۔ ان کے کانوں کے	وقرا۔ بوجھ ہے	و۔ اور	ان۔ اگر
یروا۔ دیکھیں	کل۔ ہر طرح کے	ایۃ۔ نشانی	لا۔ تو نہ
یومنوا۔ ایمان لائیں	بہا۔ ان پر	حتی۔ یہانتک کہ	اذا۔ جب
جاءو۔ آئیں	ک۔ تمہارے پاس	یجادلونک۔ تو جھگڑا کریں آپ سے	
یقول۔ کہتے ہیں	الذین۔ وہ جو	کفروا۔ کافر ہیں	ان۔ نہیں
ھذا۔ یہ	الا۔ مگر	اساطیر۔ کہانیاں ہیں	الاولین۔ پہلوں کی
و۔ اور	ہم۔ وہ	ینہون۔ روکتے ہیں	عنہ۔ اس سے
و۔ اور	ینئون۔ دور رہتے ہیں	عنہ۔ اس سے	و۔ اور
ان۔ نہیں	یہلکون۔ ہلاک کرتے	الا۔ مگر	انفسہم۔ اپنی جانوں کو
و۔ اور	ما۔ نہیں	یشعرون۔ سمجھتے	و۔ اور
لو۔ اگر	تری۔ تو دیکھے	اذ۔ جب	وقفوا۔ کھڑے کیے جائینگے
علی۔ اوپر	النار۔ آگ کے	فقالوا۔ تو کہینگے	یلیتنا۔ اے کاش
نرد۔ ہم لوٹائے جائیں	و۔ اور	لا۔ نہ	نکذب۔ جھٹلائیں
بایت۔ آیتیں	ربنا۔ اپنے رب کی	و۔ اور	نکون۔ ہوں ہم
من المؤمنین۔ مومنوں سے	بل۔ بلکہ	بدا۔ کھل گیا	لہم۔ ان پر
ما۔ جو	کانوا۔ وہ تھے	یخفون۔ چھپاتے	من قبل۔ پہلے

و۔ اور	لو۔ اگر	ردوا۔ لوٹائے جائیں	لعادوا۔ تو وہی کریں
لما۔ جس سے	نھوا۔ روکے گئے ہیں	عنہ۔ اس سے	و۔ اور
انھم۔ بیشک	لکٰذبون۔ وہ جھوٹے ہیں	و۔ اور	قالوا۔ بولے
ان۔ نہیں	ھی۔ یہ	الا۔ مگر	حیاتنا۔ ہماری زندگی
الدنیا۔ دنیا کی	و۔ اور	ما۔ نہیں	نحن۔ ہم
بمبعوثین۔ اٹھائے جائیں گے		و۔ اور	لو۔ اگر
تری۔ تو دیکھے	اذ۔ جب	وقفوا۔ کھڑے کیے جائینگے	علی۔ اوپر
ربھم۔ اپنے رب کے	قال۔ کہیگا	ا۔ کیا	لیس۔ نہیں
ھذا۔ یہ	بالحق۔ حق	قالوا۔ کہینگے	بلی۔ بیشک
و۔ قسم ہے	ربنا۔ ہمارے رب کی	قال۔ فرمائے گا	فذوقوا۔ تو چکھو
العذاب۔ عذاب	بما۔ اس کا	کنتم۔ جو تم تھے	تکفرون۔ کفر کرتے

مختصر تفسیر رکوع ہشتم پ۷ سورۃ انعام

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر افترا باندھے جھوٹا یا جھٹلائیں اس کی آیتیں بے شک ظالم فلاح نہ پائیں گے۔

اور کون ہے زیادہ ظالم ۔ یہ استفہام انکاری ہے جو معنی انکار کو متضمن ہے یعنی گویا ارشاد ہے کوئی ایسا نہیں جو اپنی جان پر سب سے زیادہ ظلم کرے اور ظلم کہتے ہیں وضع الشیٔ فی غیر محلہ (کسی چیز کو اس کی اپنی جگہ کے سوا کسی اور جگہ میں رکھنا) کو اور مخلوق کو معبود بنا لینا اسی بنا پر ظلم ہے جو کہ عبادت خدا تعالےٰ کا حق ہے وہ کسی اور کو دے دینا۔

ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو گھڑے اللہ تعالےٰ پر جھوٹ اور اس کی وہ صفت بیان کرے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو یا جھٹلائے اس کی آیتیں یعنی قرآن کریم اور معجزات کو بے شک ایسے کام والا اور شان والا ظالم ہے اور ظالم کبھی فلاح یافتہ نہیں ہوسکتا ۔ تو ان ظالموں نے دو باطل دعوے جمع کئے اللہ تعالےٰ پر تو بلا حجۃ اور دلیل کے یہ افترا کیا کہ معاذ اللہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور اسے جھٹلایا جو دلائل و حجج سے ثابت ہو چکا یعنی قرآن کریم اور معجزات سید المرسلین کو جادو کہہ ڈالا چنانچہ آگے

وضاحت ہو رہی ہے۔

یہ سوال استفہام انکاری ہے۔ اظلم ظلم سے بنا جس کے معنی اندھیرا ہے۔ شرک و کفر کو بھی ظلم فرمایا مَنْ سے مراد ہر کافر ہے۔ افتراء فریٰ سے بنا۔ اصطلاح میں کسی پر جھوٹ گھڑنے کو افتراء کہتے ہیں۔ کذب سے مراد خدا کا شریک بنانا۔ آگے تو بیخاً ارشاد ہوا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝

اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں فرمائیں گے مشرکوں سے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا گمان تم کیے ہوئے ہو۔ پھر مشرکوں کی کوئی بات نہ رہے گی مگر یہ کہ کہیں گے قسم بخدا نہیں تھے ہم مشرک۔

يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔ نحشر حشر سے بنا اس کے معنی ہیں جمع کرنا جمیعاً فرما کر یہ بتلایا کہ تمام کفار کو جمع کیا جائے گا۔ یعنی لے محبوب انہیں یاد دلاؤ کہ اے لوگو وہ دن یاد کرو جب ہم سارے کفار کو جمع کریں گے یہ دن کفار اور مومنین کو علیحدہ کرنے کا دن ہو گا اسی لیے اس کو یوم الفصل کہتے ہیں۔

ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا۔ یہ صرف بت پرست مشرکین ہیں۔

أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ۔ أین۔ کہاں۔ استفہام یعنی پوچھ گچھ کے لیے آتا ہے۔ شرکاؤکم سے مراد بت یا پوپ پادری ہیں جنہیں ان کفار نے شریک رب مانا تھا۔ تزعمون۔ زعم سے ہے۔ اس کے معنی گمان جو غلط ہو۔ یہاں جھوٹا گمان غلط خیال مراد ہیں اس آیت سے واضح ہو گیا کہ ان کے خود ساختہ معبود ان کے ساتھ ہوں گے مگر بے بس و مجبور ہوں گے تب یہ ارشاد ہو گا کہ آج تمہارے بتوں کی مدد کہاں ہے۔

ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ۔ فتنہ کے لغوی معنی پرکھنا اور آزمائش کرنا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ یہاں فتنہ سے مراد عذر اور بہانہ ہے جب ان کو مالک و خالق کے دربار میں میدان محشر میں لایا جائے گا اور وہ غضب الٰہی کا مشاہدہ کریں گے تو ان کو کوئی جواب نہ بن پڑے گا اس وقت وہ جھوٹ کا سہارا لیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے تو شرک کیا ہی نہیں إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا۔ اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر فرمائیں گے انہیں جو شرک کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر خدا کو شریک کر رہے ہیں کہ وہ شریک جن کا تمہیں گمان باطل تھا کہاں ہیں تو پھر نہ رہے گا ان کا شرک جو کفر کا فتنہ تھا مگر یہ کہنا پڑ گیا قسم بخدا جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرکوں میں

سے نہ تھے یعنی ایسے باطل گمان والوں کا انجام جنہوں نے اپنی زندگی میں اس شرک کو لازم کر لیا تھا۔ اور اس پر مقاتلہ کرتے تھے یہ ہوگا کہ صاف انکار کریں گے اور کہیں گے قسم خدا کی جو ہمارا رب ہے ہم تو شرک سے بیزار تھے اسی بنا پر ثم لم تکن فتنتہم فرمایا اس لیے کہ وہ گمان ان کا کذب محض تھا تو بروز قیامت قسم کھا کھا کر ماکنا مشرکین کہیں گے چنانچہ حضور کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے۔

اُنْظُرْ کَیْفَ کَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ہ دیکھو کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اپنی جانوں پر اور رائیگاں گئے ان کے افتراء۔

تفسیر نسفی میں ہے اور گم گئیں ان سے جو افتراپردازی کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ خلائق کو جمع فرمائے گا اور مشرکین وسعت رحمت اور شفاعت مصطفیٰ وجاہت مومنین کے لیے دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے آؤ ہم بھی شرک چھپائیں شاید نجات پا جائیں اہل توحید کے ساتھ تو جب اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کے متعلق تمہیں زعم تھا۔ تو مشرکین کہیں گے خدا کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم تو مشرکین میں سے نہ تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے جسم کے اعضاء ان کے مشرک ہونے کی گواہی دیں گے تو ان کی ساری دروغ بافی غائب ہو جائے گی جس سے وہ افتراء پردازی کر رہے تھے الوہیت الٰہی اور شفاعت مصطفائی پر۔

تحقیق لفظ ضل

قرآن مجید میں لفظ ضل کئی ایک معنی میں استعمال ہوا ہے مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیں۔ ضَلَّ سَعْیُہُمْ۔ یعنی ان کی کوشش ان کو نفع نہ دے گی۔ اور ضلال کا معنی سیدھا راستہ چھوڑ کر ٹیڑھے راستہ پر چل پڑنا اور اس کی لفظ ہدایت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ہدایت پائے گا تو وہ اپنی جان کے لیے ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہوا تو اس کی گمراہی اسی پر ہے" (روح المعانی)

اور ضلال کا لفظ راستہ چھوڑ کر ٹیڑھا ہونے پر بولا جاتا ہے خواہ یہ فعل عمداً ہو یا سہواً۔ تھوڑا ہو یا زیادہ اور سیدھا راستہ جو پسندیدہ ہے وہ بڑا مشکل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھے راستے پر چلے چلو اور تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ مگر جو اللہ چاہے۔

اور بعض حکماء نے کہا ہے کہ ایک حیثیت سے درست ہوتے ہیں تو کئی ایک حیثیتوں سے گمراہ ہوتے ہیں کیونکہ استقامت اور صواب پسندیدہ مقام کے قائم مقام ہے اور اس کے علاوہ جتنے بھی پہلو

ہیں وہ سب گمراہی ہیں۔

اور چونکہ ضلال کا لفظ سیدھے راستے کو چھوڑنے پر بولا جاتا ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً تھوڑا یا زیادہ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى۔ یعنی جو نبوت آپ کو عطا کی گئی ہے اس کی آپ کو راہنمائی نہیں تھی۔

اور اولاد یعقوب نے یعقوب علیہ السلام سے کہا اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ بیشک بڑے ہی پرانے مغالطے میں تم پڑے ہو۔

اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام کے متعلق یہ بھی کہا اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ یہاں ضلال سے مراد یوسف علیہ السلام پر شفقت اور ان کی طرف شوق مراد ہے۔

اور اسی طرح امرأۃ العزیز کے متعلق عورتوں نے کہا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ ہم تو اسے صاف غلطی پر دیکھتی ہیں۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔ یعنی اس وقت وہ قتل مجھ سے بے اختیاری طور پر سہواً ہو گیا تھا۔

اور اللہ تعالے نے عورتوں کی شہادت کے متعلق فرمایا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا۔ یہ کہ بھول جائے ایک ان دونوں میں سے اور یہ نسیان کے معنی میں ہے۔

اور ایک اور حیثیت سے ضلال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک گمراہی علوم نظریہ اور معرفت الٰہی اور توحید ورسالت کی معرفت میں گمراہی ہے اور یہ کفر ہے اور سخت ترین گمراہی ہے اللہ تعالے نے فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ جو اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کا انکار کرے وہ بہت دور کی گمراہی میں چلا گیا۔

اور ایک ضلال (گمراہی) علوم عملیہ کی ہے جیسے احکام شرعیہ کی معرفت جو کہ عبادات ہیں۔

اور ضلال بعید کفر کی طرف اشارہ ہے جیسے کہ اللہ تعالے نے کئی مقامات پر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا۔ بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے روکا یہ دور کی گمراہی میں چلے گئے۔

اور فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ۔ ای فی عقوبۃ الضلال البعید۔ یہ لوگ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔ یعنی گمراہی کے عذاب میں ہیں۔

اور فرمایا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ۔ تم بہت بڑی گمراہی میں پڑے ہو۔

اور فرمایا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ بیشک وہ گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھے راستہ سے بہک گئے۔

اور فرمایا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ۔ کیا جب ہم زمین میں مل جائیں گے یہ موت سے کنایہ ہے

اور فرمایا وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ اور نہ گمراہوں کا رستہ۔ یہاں نصاری مراد ہیں۔

اور فرمایا لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى۔ میرا رب نہ بھولتا ہے نہ غافل ہوتا ہے۔

اور فرمایا۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ۔ کیا ان کا مکر باطل نہ کیا۔

اور فرمایا۔ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ۔ یقیناً قصد کیا ایک جماعت نے ان میں سے کہ آپ کو ڈگمگا دیں۔ اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے جانوں کو یعنی ایسے افعال کا قصد کرتے ہیں جن سے آپ ڈگمگا جائیں۔ (مفردات راغب)

علامہ آلوسی اور راغب اصفہانی کی تحقیق کے مطابق ضل کے مندرجہ ذیل معانی معلوم ہوئے۔ نفع نہ دینا۔ سیدھے راستے سے ہٹ جانا۔ شریعت کے خلاف کرنا۔ منزل مقصود تک نہ پہنچنا پہلے حالات سے بے خبر ہونا۔ بھول جانا۔ علوم نظریہ سے ذہول۔ کفر میں مبتلا ہونا۔ موت و استحالہ بدن باطل اور بے کار اور لغو ہونا۔ حیرت میں پڑنا۔ غائب ہو جانا وغیرہ

تو ضل عنہم کے معنی صاحب تفسیر نے غاب عنہم (ان سے غائب ہو جائے گا) کیے ہیں جس سے واضح ہوا کہ مشرکین کے تمام زعم بارگاہ الٰہی میں غائب اور بے کار ہو جائیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو سنتے ہیں یعنی کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اے محبوب۔ منہم کی ضمیر کفار کی طرف ہے مَنْ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یستمع۔ استماع سے بنا اس کے معنی کان لگانا ہے۔ الیک۔ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یعنی سنتے ہیں روح المعانی

ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو سنتے ہیں جب قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔

شان نزول:۔ یہ ہے کہ ابو سفیان اور ولید اور نضر بن حرث اور ان کے ہم خیال لوگ کان لگا کر حضور کی تلاوت سننے کے لیے جمع ہوئے تو انہوں نے نضر بن حرث سے کہا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں تو نضر بولا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں مگر ہاں زبان حرکت میں ہے اور وہ پرانی داستان سنا رہے ہیں جو میں تمہیں قرون ماضیہ کی سنایا کرتا ہوں۔ تو ابو سفیان نے کہا کہ میں تو اس میں حقانیت دیکھتا ہوں تو ابو جہل فوراً بگڑ کر بولا ہرگز نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ۔ اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں اَنْ يَّفْقَهُوْهُ تاکہ وہ نہ سمجھ سکیں اور سمجھنے سے کراہت کریں اس آیت میں ان کان لگانے والوں کی دل کی حالت بیان کی گئی ہے جَعَلَ کا معنی خَلَقَ ہے قُلُوْبِهِمْ میں کان لگانے والے کفار کا ذکر ہے اَكِنَّة۔ جمع ہے کنان کی معنی پردہ ہے جو کینہ اور کفر کا پردہ تھا۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ۔ فقہ سے ہے یعنی جاننا غیب کے علم کا۔

وَفِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۔ وقر کے معنی بوجھ۔ ثقل اور ان کے کانوں میں وقر یعنی ثقل سماعت ایسا ثقل ہے جو سننے سے روکے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۔ اور اگر وہ دیکھیں تمام آئتیں تو ایمان نہیں لاتے۔ رویت سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے یعنی اے محبوب انہیں لاکھ معجزے دکھائیں یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں انہوں نے اس استعداد کو ہی کھو دیا ہے جو حق قبول کرے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ ۔ یہاں تک کہ جب حاضر ہوں آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے حتی انتہائے غایت کے لیے آتا ہے (روح المعانی) اِذَا شرعیہ ہے۔ يُجَادِلُوْنَ۔ جدال سے بنا اس کے معنی سخت جھگڑا ہے جو ہٹ دھرمی تک ہو۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ تو کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں یہ قرآن مگر جھوٹے قصے پہلوں کے۔ اساطیر جمع ہے اسطورہ کی جس کے معنی لکھنا ہے۔ اصطلاح میں اسطورہ وہ جھوٹ ہے جو گھڑ کر لکھ لیا جائے۔ اوّلین۔ اگلی قومیں ہیں کفار قرآن کریم کے متعلق کہتے تھے کہ یہ کلام الٰہی نہیں بلکہ معاذ اللہ اگلوں کے جھوٹے گھڑے ہوئے قصے ہیں۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۔ اور وہ روکتے ہیں اس سے اور دور بھاگتے ہیں اس سے۔

وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔ اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

يَنْهَوْنَ۔ نہی سے بنا اس کے معنی روکنا۔ منع کرنا۔ يَنْـَٔوْنَ۔ نَئْیٌ سے بنا اس کے معنی دور رہنا۔ یہلکون ہلاکت سے بنا اس کے معنی بربادی ہے۔ اَنْفُس۔ جمع نفس کی ہے اس کے معنی جان ہیں۔ يَشْعُرُوْنَ۔ شعور سے بنا اس کے معنی ہیں ظاہری و باطنی حواس سے جاننا۔

وہ روکتے ہیں یعنی مشرکین منع کرتے ہیں لوگوں کو قرآن کریم سے یا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے پیروؤں کو اس پر ایمان لانے سے اور خود اس سے بھاگتے ہیں اور دور رہتے ہیں تاکہ خود بھی گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کریں اور اس رویہ سے وہ ہلاک نہیں کرتے مگر اپنی جانیں یعنی اپنے آپ کو۔ ان کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا

سکتا اگرچہ ان کا یہ گمان ہو کہ اس سے حضور کو نقصان پہنچا دیں گے اور نہیں ان کی تجویزیں کہ جو اللہ کی حمایت و صیانت میں ہو اسے کیسے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلَی النَّارِ۔ اے محبوب اگر آپ ان کفار کا وہ حال دیکھیں جب انہیں دوزخ کی آگ میں کھڑا کیا جائے گا۔

لَوْ شرطیہ ہے۔ تَرٰی میں خطاب حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ عَلَی النَّار میں عَلٰی بمعنی فی ہے (خازن) کفار کو جب جہنم کے کنارے کھڑا کیا جاوے گا اور اس کے دہکتے ہوئے انگاروں اور شعلوں پر جب ان کی نظر پڑے گی تو نہایت حسرت سے وہ یہ آرزو کریں گے۔

فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ تو کہیں گے اے کاش کسی طرح ہم لوٹائے جائیں تو نہیں جھٹلائیں گے اپنے رب کی نشانیوں کو اور ہم ہو جائیں گے ایمانداروں سے فَقَالُوْا۔ ف جزائیہ آئی۔ قَالُوْا سے زبانی قول مراد ہے یعنی وہ کفار آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یٰلَیْتَ میں حرف یا آیا ہے وہ ندا اور پکارنے کے لیے ہوتا ہے یعنی اے قوم کاش ایسا ہوتا۔ رَدّ سے مراد پھر دنیا کی طرف واپس کیا جانا اور اچھے اعمال و عقائد کا موقع مل جانا کیونکہ عمل کی جگہ دنیا ہے۔

وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا۔ آیات رب سے مراد یا تو قرآن کریم کی آیتیں ہیں یا معجزات رسول ہیں یعنی وہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں لوٹا دیے جائیں اور وہاں جا کر اب آیات الٰہی کو نہ جھٹلائیں تفسیر کبیر۔

تفسیر نسفی میں ہے اور اگر تم دیکھو جب وہ کھڑے کیے جائیں گے آگ پر۔ یعنی اگر آپ دیکھیں تو یقیناً بڑا زبردست واقعہ دیکھیں گے۔ یہاں تک آپ ان کا معائنہ فرمائیں گے کہ یا تو وہ آگ کے اوپر پل صراط پر روکے گئے ہوں تو کہیں گے کاش ہم واپس پھر جائیں یعنی ہمیں دنیا میں بھیجا جائے یہ آرزو کریں گے اور کہیں گے پھر ایمان لائیں گے اور اپنے رب کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں گے اور مسلمان ہو جائیں گے۔

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ۔ بلکہ ظاہر ہو گیا ان پر جسے چھپایا کرتے تھے پہلے۔ کفار کا رد کیا جا رہا ہے۔ بَلْ ایک چیز کی نفی اور دوسری چیز کے ثبوت کے لیے آتا ہے۔ ان کفار کا دنیا میں جانے کی تمنا کرنا ایمان کے قبول کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس عذاب سے بچنے کے لیے ہے جس کو وہ دیکھ رہے تھے۔ ایمان وہی قابل قبول ہے جو خلوص نیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے لیے ہو (تفسیر کبیر) اور یہ وعدہ بے کار کر رہے ہوں گے بلکہ ان پر کھل گیا جو چھپاتے تھے لوگوں سے پہلی زندگی دنیا میں اپنے ذلیل و قبیح خیالات۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ کیفیت منافقوں کی ہوگی اور اس وقت ان کا نفاق کھل گیا ہوگا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حال اہل کتاب کا ہوگا یعنی یہود و نصاریٰ کا جو حضور کی نعت و صفت توریت و انجیل میں بھی اسے چھپاتے تھے۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کی جبلت کا اظہار ہے

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کیے گئے تھے اور بیشک وہ جھوٹے ہیں۔

ولو ردوا الی الدنیا بعد وقوفہم علی النار لعادوا لما نہوا عنہ من الکفر وانہم لکذبون فیما وعدوا من انفسہم لا یوفون بہ۔ یعنی اگر وہ واپس بھیجے جائیں دنیا میں بعد اس کے کہ جہنم میں ڈال دیے جائیں تو یقیناً پھر وہی کریں جس سے منع کیے گئے یعنی کفر۔ اور وہ [illegible] جھوٹے ہیں اپنے اس وعدے میں جو اپنی جانوں سے کریں گے کبھی وہ وعدہ پورا نہ کریں گے۔

اب ان کے اس عقیدے کاسدہ باطلہ کا حال ظاہر کیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ [illegible] بیاء کی تعلیم کے مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ قَالَ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

اور کہا انہوں نے نہیں ہے وہ مگر ہماری زندگی دنیاوی اور نہیں ہیں ہم اٹھائے جانے والے قبروں سے اور اگر دیکھیں آپ جبکہ ٹھہرائے جائیں گے وہ اپنے رب کے حضور میں اور فرمائے گا کیا یہ قبروں سے اٹھنا حق نہیں کہیں گے بے شک حق ہے ہمارے رب کی قسم اللہ فرمائے گا تو اب چکھو عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ یہی دنیوی زندگی ہے اس کے بعد اور کوئی زندگی نہیں ان کی بد عقیدگی کا یہ عالم تھا کہ ان کا قیامت، جزا سزا، جنت، دوزخ پر ایمان نہ تھا اس لیے وہ دنیا میں منہمک ہو کر اپنی گمراہیوں میں مصروف تھے۔ باوجود دلائل قاطعہ کے وہ حقیقت سے انکار کرتے رہے :

ارشاد ہوتا ہے کہ اے محبوب وہ منظر کس قدر ہولناک ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جائیں گے اور جناب باری تعالیٰ اسمہ ان سے ارشاد فرمائے گا کہ اب بتاؤ کہ میرے رسولوں نے جو خبریں تم کو دی تھیں وہ حق ہیں یا نہیں؟ اس وقت وہ کہیں گے کہ رسولوں کے ارشادات اور بشارتیں سچ تھیں لیکن اس وقت ان کا تسلیم کرنا کچھ مفید نہ ہوگا اور اس وقت ان کا کوئی عذر بھی قبول نہ ہوگا اور وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

تفسیر نسفی میں ہے۔ اور کہتے ہیں نہیں یہ مگر صرف دنیا کی زندگی۔ یعنی قیامت کے دن کا معائنہ کرنے سے پہلے ان کا یہ عقیدہ باطلہ فاسدہ کاسدہ تھا کہ ہمیں مرنے کے بعد اٹھنا نہیں۔ یعنی وہ عقیدہ بعث و نشر نہیں مانتے تھے۔

اور جب تم دیکھو جبکہ وہ اپنے رب کے حضور کھڑے کیے جائیں۔ یہ کھڑا ہونا ایسا ہے جیسے قصوروار کا اپنے سردار کے سامنے پیش ہونا کہ اسے سزا دی جائے تو اللہ تعالٰی فرمائے گا اب بتاؤ کیا یہ بعث حق نہیں۔ تو وہ مشرک جاحد عرض کریں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم گویا اقرار بھی کریں گے اور قسم کے ساتھ اس کو مؤکد بھی کریں گے تو جناب باری تعالٰی کا ارشاد ہوگا کہ اب تم عذاب چکھو اپنے کفر کے بدلے میں۔

تحقیق لفظ عذاب (از مفردات راغب)

هذا عذب فرات - ماء عذب طيب بارد - تو عذب بمعنی طیب و بارد آیا

والعذاب هو الايجاع الشديد - سخت بھوک میں مبتلا ہونا۔

وقد عذب تعذيبا اكثر حبسه في العذاب - زیادہ بند رکھنے کے معنی

نظائر قرآن

لاعذبنه عذابا شديدا - وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ه

وماكنا معذبين حتى نبعث رسولا - وما نحن بمعذبين -

ولهم عذاب واصب - ولهم عذاب اليم -

وان عذابي هو العذاب الاليم -

عذب الرجل اذا ترك الماكل والنوم - بھوکا رکھنے اور سونے نہ دینے کو عذاب کہتے ہیں یعنی اس نے کھانا اور سونا چھوڑ دیا۔

اصله من العذب فعذبته اذلت عذب حياته على بناء المرض - کسی مرض کی وجہ سے ذائقہ حیات جاتا رہنا۔

اصل التعذيب اكثار الضرب باذبة السوط واللسان - کوڑوں سے مارنا زبان سے سب و شتم کرنا۔

مناء عذب اذا کان فیہ قذی وکدر کقولک کدر عیشہ حیات انسان کا مکدر کر دینا

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم پ سورۃ انعام

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اپنے رب کا ملنا یہاں تک کہ جب آئے ان پر قیامت اچانک کہیں گے اے وائے حسرت ہمیں اس پر کہ ہم نے تقصیر کی ماننے میں اور وہ اٹھائے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر کتنا برا ہے وہ بوجھ جو اٹھائیں گے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور نہیں زندگی دنیا کی مگر لعب اور لہو اور بیشک پچھلا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو ڈرتے ہیں تو کیا تم کو عقل نہیں۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝

بے شک ہم جانتے ہیں کہ تمہیں رنجیدہ کرتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ تمہیں نہیں جھٹلا رہے لیکن یہ ظالم اللہ کی آیتیں جھٹلا کر منکر ہو رہے ہیں۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰٮهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور یقیناً تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا جھٹلانے پر اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ آئی ہماری مدد اور نہیں بدلنے والا کوئی اللہ کی باتیں اور بے شک آئی آپ کے پاس خبر رسولوں کی۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِىَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ

اور اگر ان کا منہ پھیرنا آپ پر شاق گذرا ہے تو اگر تم کر سکو کہ ڈھونڈ لو کوئی سرنگ زمین میں یا سیڑھی آسمان

فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

ہیں تو ان کے لیے لاؤ نشانی اور اگر چاہتا اللہ تو انہیں جمع کر دیتا ہدایت پر تو نہ ہو جاہلوں سے

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں اور مردہ دل اللہ اٹھائے گا ان کو پھر اس کی طرف لوٹیں گے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور بولے کیوں نہ اتری ان پر کوئی نشانی ان کے رب سے فرما دیجئے بیشک اللہ قادر ہے اس پر کہ نازل کرے نشانی لیکن اکثر ان کے جاہل ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝

اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں سے اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہیں ہم نے اٹھا نہ رکھا کچھ کتاب میں پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے گونگے ہیں اندھیریوں میں جسے چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسے چاہے کر دے اسے سیدھے راستہ پر۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

فرما دیجئے بھلا بتلاؤ تو اگر آجائے تم پر عذاب اللہ کا یا آجائے تم پر قیامت کیا غیر خدا کو پکارو گے اگر سچے ہو۔

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

بلکہ اسی کو پکارو گے تو کھولے گا وہ جسے پکارو گے اگر چاہے اور بھول جاؤ گے اسے جسے شریک بنا رہے ہو

حل لغات رکوع نہم پ۷ سورۃ انعام

قد۔ بیشک	خسر۔ خسارہ میں پڑے	الذین۔ وہ جو	کذبوا۔ جھٹلاتے ہیں
بلقاء۔ ملنا	اللہ۔ اللہ سے	حتی۔ یہاں تک کہ	اذا جب

جاءتھم آئی انہیں　　الساعۃ۔ قیامت　　بغتۃ۔ اچانک　　قالوا۔ کہینگے
یحسرتنا۔ اے حسرت ہمیں　　علی۔ اوپر　　ما۔ اس کے جو　　فرطنا۔ کوتاہی کی ہم نے
فیھا۔ اس میں　　و۔ اور　　ھم۔ وہ　　یحملون۔ اٹھائے ہونگے
اوزارھم۔ اپنے بوجھ　　علی۔ اوپر　　ظہور۔ پیٹھوں　　ھم۔ اپنی کے
الا۔ خبردار　　ساء۔ برا ہے　　ما۔ جو　　یزرون۔ بوجھ اٹھائینگے
و۔ اور　　ما۔ نہیں　　الحیوۃ۔ زندگی　　الدنیا۔ دنیا کی
الا۔ مگر　　لعب۔ کھیل　　و۔ اور　　لھو۔ تماشہ
و۔ اور　　للدار۔ یقیناً گھر　　الاخرۃ۔ آخرت کا　　خیر۔ بہتر ہے
للذین۔ ان کے لیے جو　　یتقون۔ ڈرتے ہیں　　افلا۔ کیا نہیں　　تعقلون۔ عقل کرتے
قد۔ بیشک　　نعلم۔ ہم جانتے ہیں　　انہ۔ کہ بیشک　　لیحزنک۔ غمگین کرتی ہے تجھے
الذی۔ وہ بات جو　　یقولون۔ کہتے ہیں　　فانھم۔ تو بیشک وہ　　لا۔ نہیں
یکذبونک۔ جھٹلاتے آپ کو　　و۔ اور　　لکن۔ لیکن
الظلمین۔ ظالم　　بایت۔ آیات　　اللہ۔ الٰہی کا　　یجحدون۔ انکار کرتے ہیں
و۔ اور　　لقد۔ بیشک　　کذبت۔ جھٹلائے گئے　　رسل۔ کئی رسول
من قبلک۔ آپ سے پہلے　　فصبروا۔ تو صبر کیا انہوں نے　　علی۔ اوپر　　ما۔ اس کے جو
کذبوا۔ جھٹلائے گئے　　و۔ اور　　اوذوا۔ تکلیف دیے گئے　　حتی۔ یہانتک کہ
اتھم۔ آئی انکے پاس　　نصر۔ مدد　　نا۔ ہماری　　و۔ اور
لا۔ نہیں　　مبدل۔ کوئی بدلنے والا　　لکلمت۔ باتیں　　اللہ۔ اللہ کی
و۔ اور　　لقد۔ بیشک　　جاء۔ آئی　　ک۔ آپ کے پاس
من۔ کچھ　　نبأ۔ خبریں　　المرسلین۔ پیغمبروں کی　　و۔ اور
ان۔ اگر　　کبر۔ گراں ہے　　علیک۔ آپ پر　　اعراضھم۔ ان کا منہ پھیرنا
فان۔ تو اگر　　استطعت۔ تو طاقت رکھے　　ان۔ یہ کہ　　تبتغی۔ ڈھونڈ لے
نفقا۔ کوئی سرنگ　　فی۔ بیچ　　الارض۔ زمین کے　　او۔ یا
سلما۔ سیڑھی　　فی۔ بیچ　　السماء۔ آسمان کے　　فتاتیھم۔ تو لا دے انکو
بایۃ۔ کوئی نشانی　　و۔ اور　　لو۔ اگر　　شاء۔ چاہتا

اللہ - اللہ　بجمعھم - تو جمع کرتا انکو　علی - اوپر　الھدی - ہدایت کے

فلا - تو نہ　تکونن - ہو تو　من الجاھلین - جاہلوں کے ساتھ

انما - اسکے سوا نہیں　یستجیب - قبول کرتے ہیں　الذین - وہ جو　یسمعون سنتے ہیں

و - اور　الموتی - مردے　یبعثھم - اٹھائے گا انکو　اللہ - اللہ

ثم - پھر　الیہ - اسکی طرف　یرجعون - پھیرے جائینگے　و - اور

قالوا - بولے　لولا - کیوں نہیں　انزل - اتاری گئی　علیہ - اس پر

اٰیۃ - کوئی نشانی　من ربہ - اسکے رب سے　قل - کہہ　ان - بیشک

اللہ - اللہ　قادر - قادر ہے　علی - اوپر　ان - اس کے کہ

ینزل - اتارے　اٰیۃ - نشانی　و - اور　لکن - لیکن

اکثر - اکثر　ھم - ان کے　لا - نہیں　یعلمون - جانتے

و - اور　ما - نہیں　من - کوئی　دابۃ - جانور

فی - بیچ　الارض - زمین کے　و - اور　لا - نہ

طٰئر - کوئی پرندہ　یطیر - جو اڑتا ہے　بجناحیہ - اپنے پروں سے　الا - مگر

امم - امتیں ہیں　امثالکم - مثل تمہاری　ما - نہیں　فرطنا - چھوڑی ہم نے

فی - بیچ　الکتب - کتاب کے　من - کوئی　شیء - چیز

ثم - پھر　الی - طرف　ربھم - اپنے رب کی　یحشرون - اکٹھے کیے جائینگے

و - اور　الذین - وہ جنہوں نے　کذبوا - جھٹلایا　بایٰتنا - ہماری آیتوں کو

صم - بہرے ہیں　و - اور　بکم - گونگے ہیں　فی - بیچ

الظلمٰت - اندھیروں کے　من - جسے　یشا - چاہے　اللہ - اللہ

یضللہ - گمراہ کرے اسکو　و - اور　من - جسے　یشا - چاہے

یجعلہ - کرے اسے　علی - اوپر　صراط - رستے　مستقیم - سیدھے کے

قل - کہہ　ارایتکم - بھلا بتلاؤ　ان - اگر　اتٰا - آئے

کم - تمہارے پاس　عذاب - عذاب　اللہ - اللہ کا　او - یا

اتتکم - آئے تمہارے پاس　الساعۃ - قیامت　أ - کیا　غیر - سوائے

اللہ - اللہ کے　تدعون - پکاروگے تم　ان - اگر　کنتم - ہو تم

صدقین ۔ سچے — بل ۔ بلکہ — ایا ۔ خاص — ہ ۔ اسی کو
تدعون ۔ پکارو گے تم — فیکشف ۔ تو کھولے گا — ما ۔ وہ کہ — تدعون ۔ پکارو گے
الیہ ۔ طرف اسکی — ان ۔ اگر — شاء ۔ چاہے — و ۔ اور
تنسون ۔ بھول جاؤ گے — ما ۔ جو — تشرکون ۔ شریک ٹھہراتے ہو تم

مختصر تفسیر رکوع نہم پ ۷ سورۃ الانعام

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْھُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْھَا وَھُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَھُمْ عَلٰی ظُھُوْرِھِمْ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اپنے رب سے ملنے کو یہانتک کہ جب ان پر آجائے قیامت اچانک تو کہیں ہائے افسوس ہمارا اس پر کہ اس کے ماننے میں ہم نے قصور کیا اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں بوجھ اپنی پشت پر خبردار بہت برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں اور نہیں زندگی دنیا کی مگر کھیل اور کود اور یقیناً پچھلا گھر بھلا ہے ان کے لیے جو ڈرتے ہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

تعریف لفظ خسر از مفردات راغب

خسر اور خسران راس المال میں کمی آنے کو کہتے ہیں اور یہ انسان کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے جبکہ اس کے کسی فعل میں آجائے یا تجارت میں نقصان آجائے۔ اور اس میں اصل پونجی بھی برباد ہو جائے کافر کفر کر کے اخروی زندگی بھی برباد کر لیتا ہے۔

خسر فلان و خسرت تجارتہ بھی بولتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے تلک اذا کرۃ خاسرۃ ۔ پھر مقتضیات خارجیہ مثل مال یا زمین وغیرہ کے نقصان پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور مقتضیات نفسیہ پر بھی اسے استعمال کرتے ہیں مثل نقص صحت نقص سلامتی۔ نقص عقل نقص ایمان نقص ثواب چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ خسران المبین ۔ وقال الذین خسروا انفسہم واھلیھم یوم القیامۃ ذلک ھو الخسران المبین اور ومن یکفر بعد ذلک فاولئک ھم الخاسرون ۔ الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض

اولٰئك هم الخاسرون ۔ فطوعت لہ نفسہ قتل اخیہ فقتلہ فاصبح من الخسرین ۔ اور قرآن کریم میں جتنے خسران مذکور ہیں وہ مقتضیات دنیویہ اور تجارات بشریہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ خسران اخروی کے لیے آئے ہیں۔

تفسیر نسفی میں ہے قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ۔ بے شک نقصان میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کی خبر کو آخرت میں ایسا شخص جو یہ سمجھے کہ قیامت کا دن آئے گا ہی نہیں اور ساری عمر عیش و عشرت میں ہی گذار دے آخرت میں پہنچ کر اس لیے کہ وہ منکر بعثت ہیں اور منکر رویت الٰہی۔ یہاں تک یہ کذبوا کی غایت ہے نہ کہ خسران کی اس لیے کہ ان کا خسران تو ایسا ہے کہ اس کی غایت نہیں۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً ۔ یہاں تک کہ جب آئے ان پر قیامت اچانک حتی ان کے خسارہ کی انتہا بتانے کے لیے ہے ساعت سے مراد قیامت ہے۔ جب ان پر قیامت آئے گی یعنی آخر مدت تاخیر عذاب کے ہے جس کے بعد عذاب ابدی ہے۔

بغتۃً ۔ مصدر ہے ۔ بغت بغتۃً کے لغوی معنی کسی چیز کا اچانک آجانا جہاں سے آنے کا گمان نہ ہو۔ بغتۃً یعنی فجاءۃً یعنی اچانک بغتۃ کہتے ہیں کسی چیز کا کسی پر وارد ہونا بغیر علم اور بغیر یقین وقت کے۔

قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۔ بولے ہائے افسوس اس کوتاہی پر جو ہم سے ہوئی۔ یہ ندا تفجیع ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ہائے حسرت اس ندامت و حسرت کو حسرت کہتے ہیں یعنی اور تو نہ کوئی مددگار ہے لے شرمندگی تو ہی آجا کہ اے حسرت یہ تیرا وقت ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔

عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ ۔ کوتاہی پر کوتاہی جو ہم سے ہوئی یعنے دنیا کی زندگی میں ایمان لانے میں۔

فَرَّطْنَا ۔ تفریط سے ہے جس کا مادہ فرط ہے اس کے معنی ارادۃً آگے بڑھنا یعنی کوتاہی کرنا یعنی دنیا میں بڑی کوتاہی کی اخروی درجات حاصل کرنے میں کوتاہی کی۔

وَ هُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۔ اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر ارے کتنا برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

گناہوں کا بوجھ اس کی پیٹھ پر لاد دیا جائے گا۔ حمل کے معنی اٹھانا لادنا ہے ۔ اوزار جمع ہے وزر کی اس کے معنی ہیں بوجھ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۔ کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ یہاں عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اس لیے کہا گیا کہ حمل اثقال پشت پر ہی ہوتا ہے اور کسب ہاتھوں سے یعنے کفار پر اس وقت کہیں گے جب وہ اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے ہوں گے احساس

ندامت ان پر مسلط ہوگا اور اس کی ندامت سے یہ حالت ہوگی جیسے کوئی بھاری بوجھ ان پر لاد دیا گیا ہو اس سے وہ دبے چلے جائیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کے سامنے ایک قبیح صورت آئے گی جس میں خبیث بدبو ہو اور کہے میں اعمال بد کا مجسمہ ہوں جس پر تو دنیا میں سوار رہا تھا اور آج وہ دن ہے کہ میں تجھ پر سواری کروں گا۔ خبردار وہ برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ روح المعانی

ابن جریر اور ابن ابی حاتم شدت سے اس حدیث کو طویل صورت میں نقل کر رہے ہیں۔

اور دوسری حدیث عمرو بن قیس نے نقل کی ہے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ہ

اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشہ اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے انکے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود یہ جواب کفار کے اس خیال فاسدہ کا ہے جو انہوں نے کہا تھا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا۔ اور لعب محاورہ میں ترک ما ینفع بما لا ینفع کو کہتے ہیں اور لہو کہتے ہیں میل عن الجد الی الہزل کو (یعنی حقیقت کو چھوڑ کر مذاق کی طرف مائل ہونا)

اور لہو ولعب کی تعریف میں تفصیل سے اس جگہ نقل کی ہے جو ہماری نقل کردہ تعریف کی مؤید ہے

اور ایک حدیث قتادہ وغیرہ سے ہے کہ

اخنس بن شریق اور ابوجہل کی ملاقات ہوئی اخنس نے ابوجہل سے کہا اے ابو الحکم مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاؤ کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔ میرے علاوہ یہاں دوسرا کوئی آدمی نہیں جو تمہاری بات سن لے تو ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سچا ہے اور اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن جب قصی کی اولاد کے پاس جھنڈا۔ اور حاجیوں کو پانی پلانے کا عہدہ۔ اور غلاف کعبہ اور دار الندوہ (اسمبلی ہال) کی سرداری پہلے ہی سے ہے اور اب نبوت بھی ہم انہیں کی مان لیں تو دوسرے قریش کے لیے کیا چیز باقی رہ گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری حدیث میں ہے جسے واحدی نے مقاتل سے نقل کیا کہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی بن کلاب مجالس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کیا کرتا لیکن جب اپنے گھر والوں میں ہوتا تو کہتا محمد جھوٹا نہیں ہے میں اسے سچا سمجھتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ... کہ ... دنیا لعب اور لہو ہے۔

ایک قول میں ہے کہ حیات دنیا کے لیے جو عمل ہوں وہ لہو ولعب ہیں اس لیے کہ ان کے عقب میں منفعت نہیں۔

اعمال آخرت میں منافع عظیمہ ہیں وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ اور بے شک دار آخرت بھلا ہے ان کے لیے جو ڈرتے ہیں۔ خیر للذین یتقون۔ اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ ماسوائے اعمال متقین سب لعب ولہو ہے۔ افلا تعقلون۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ تعقلون ت سے قراءت حفص میں ہے

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ۔ اے محبوب ہم جانتے ہیں کہ رنجیدہ کرتا ہے آپ کو وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ کی تکذیب ہی ایک ایسی چیز ہے جو اللہ کی طرف راجع ہوتی ہے اس لیے کہ آپ اللہ تعالٰے کے رسول مصدق ہیں معجزات سے تو وہ آپ کو جھٹلا نہیں سکتے لیکن وہ تکذیب اللہ کی کرتے ہیں۔

ابو جہل نے بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کیا تھا ما نکذبک یا محمد وانک عندنا المصدق۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو تو نہیں جھٹلاتے اس لیے کہ آپ تو ہم میں مصدق ہیں ہم اگر جھٹلاتے ہیں تو اسے جو آپ پر نازل ہوا۔ روح المعانی۔

ایک روایت ہے کہ ابو جہل کا ایک ساتھی اخنس بن قیس ایک دفعہ ابو جہل کو علیحدگی میں لے گیا اور ابو جہل سے کہنے لگا کہ سچ بتا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے سچا ہے تو سچ کہہ دے میں کسی کو نہ بتاؤں گا تو ابو جہل نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے بالکل سچ ہے ان کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا لیکن میں ان کو اس لیے تسلیم نہیں کرتا کہ ان کے خاندان میں یعنی قصی بن کلاب میں پہلے ہی بہت سی عظمتیں موجود ہیں اگر نبوت بھی ان میں تسلیم کر لی جائے تو دوسرے قریشیوں کے پاس کیا بچے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح المعانی۔ خازن

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ۔ بے شک آپ سے پہلے بھی جھٹلائے گئے رسول۔

اس میں حضور کو تسلی دی گئی اور یہ دلیل ہے اس پر جو فرمایا فانہم لا یکذبونک۔ مگر یہ نفی تکذیب بالکلیہ نہیں بلکہ یہ ایسا فرمانا ہے جیسے کوئی کہے جبکہ بعض لوگ اس کی اہانت کریں کہ انہوں نے تیری توہین نہیں کی بلکہ انہوں نے میری توہین کی ہے تو انہوں نے صبر کیا۔ صبر عربی محاورہ میں حبس نفس علی المکروہ کو کہتے ہیں تو فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا۔ تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر حَتّٰىٓ اَتٰىهُمْ

نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ یعنی اس حکم کو کوئی پلٹ نہیں سکتا ۔ رسولوں کی نصرت اور ان کی تکذیب کرنے والوں کا ہلاک اس لئے جس وقت مقدر فرمایا ضرور ہوگا ۔

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ اور آپ کے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ انہیں کفار سے کیسی ایذائیں پہنچیں لہٰذا آپ اپنا قلب مبارک مطمئن رکھیں

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ ۔ اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا حق سے روگردانی کرنا ۔

اِنْ ۔ شرطیہ کان پر لایا گیا نہ کہ کبر پر کیونکہ ان ماضی کو مستقبل بنا دیتا ہے کان کا اسم یعنی ضمیر شان پوشیدہ ہے اور کبر اس کی خبر ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر آپ کو انکا منہ پھیرنا شاق گذرا ہے ۔

کیونکہ حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف حضور کی خدمت میں قریش کا ایک محضر نامہ لے کر آیا اور بولا حضور ہمیں کوئی خاص نشان اللہ کی طرف سے پیش کر دیجئے جس طرح انبیائے سابقین پیش کرتے تھے تو ہم آپ کی تصدیق کر لیں گے ۔ یہ مطالبہ ان کا محض جاحدانہ تھا اس لیے کہ معجزات باہرہ اور دلائل قاہرہ وہ دیکھ چکے تھے ۔ نطق حجر ۔ سلک شجر ۔ شق القمر اور کیا کیا مگر وہ بیدینی پر قائم رہتے ہوئے وہ مطالبات کر رہے تھے جو دیکھ چکے تھے ۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام لانے کی خواہش میں حریص تھے تو اللہ تعالے نے اپنی شان بے نیازی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے حبیب کو جواب دیا کہ ان کی اس شرط کا اسلام لغو ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں ہم نے اسلام کے لیے پیدا ہی نہیں کیا لہٰذا ان کے اسلام کی امید نہ فرمائیں

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ ۔ تو اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کر لو کوئی سرنگ زمین میں ۔ ف ۔ جزائیہ ہے بعد کا جملہ شرطیہ ہے ۔ استطعت ۔ طوع سے بنا ۔ اس کے معنی طاقت قدرت ۔ نفق ۔ زمین میں تہ خانہ کو کہتے ہیں جس کے دو منہ ہوں ایک داخل ہونے کا دوسرا باہر نکلنے کا گوہ کے سوراخ کو بھی نافقاء کہتے ہیں ۔

اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ ۔ یا کوئی سیڑھی آسمان میں ۔ سلم ۔ سلامت سے بنا اس کے معنی چڑھنا ہے یعنی ایسی سیڑھی جو آسمان میں پہنچا دے ۔

فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ۔ تو اس پر چڑھ جاؤ پھر لے آؤ انکے پاس معجزے تو بھی وہ ایمان نہ لائیں گے ۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى ۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالے تو جمع کر دیتا ان کو ہدایت پر یہاں شاء یعنی ارادہ ہے ۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۔ تو آپ نہ ہو جائیں ان سے جو حقائق کا علم نہیں رکھتے ۔ اب بعض علماء

کا خیال ہے کہ اس آیت میں خطاب امت کے ہر فرد کو ہے جو اس آیت کی تلاوت کرے۔ بعض کے نزدیک اجتناب اور پرہیز کے لیے تاکیداً یہ اسلوب اختیار کیا گیا۔

اور اگر آپ کر سکتے ہیں تو کوئی سرنگ تلاش کر لیجئے یا آسمان کی طرف کوئی سیڑھی بنا لیجئے اس تمام جواب سے حضور کو ان کے اسلام کی امید سے منقطع کرنا تھا۔

چنانچہ حبیب اللہ تعالےٰ کی طرف سے لیے نیازانہ جواب مل گیا تو انہیں تو بہانہ بنا کر منحرف ہونا ہی تھا اور وہ علی الفور منحرف ہو کر واپس ہو گئے تو قلب اقدس پر یہ گراں گذرا تو ارشاد ہوا۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ ۔الخ نفق کا معنی ہے سرنگ جس میں سے دوسری طرف نکلنے کی جگہ ہو۔ قاموس میں ہے کہ اصلی معنی اس کا گوہ کا بل ہے جو دونوں طرف منہ رکھتی ہے اور اس کے دونوں راستوں کو نافقان کہتے ہیں۔

سُلّم۔ یعنی سیڑھی۔ اس کا یہ نام بطور تفاول ہے کہ تم سلامتی سے اس پر چڑھ جاؤ۔ زجاج نے کہا سیڑھی کو اس لیے سلم کہتے ہیں کہ یہ سلامتی سے اوپر لے جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ نفقاً سے مراد زمین میں سرنگ ہے اور سلّم سے مراد مرقاۃ (سیڑھی) ہے۔ صاحب نسفی آیات متلوہ پر فرماتے ہیں

اور اگر گراں گذرا آپ پر ان کا اعراض اسلام لانے سے تو اگر آپ کر سکتے ہیں تو کوئی سرنگ ڈھونڈ لیجئے جو زمین کے نیچے سے ہو یا سیڑھی آسمان کی طرف کہ اس کے ذریعہ آپ ان کی مطلوبہ نشانی دے دیجئے یعنی آپ کی خواہش اور حرص اسلام و ایمان میں یہ کام کیجئے ہم تو ان سے بے نیاز ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر چونکہ اللہ جانتا ہے کہ انہوں نے کفر کیا ہے تو اللہ ہرگز انہیں ہدایت پہ جمع نہ کرے گا تو آپ جاہلوں کے پیچھے نہ جائیے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۔ صرف وہی قبول کریں گے جو سنتے ہیں وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۔ اور ان مردہ دلوں کو اٹھائے گا اللہ تعالےٰ پھر وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ بیان کی گئی کہ وہ حق کی آواز سن ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے دل مردہ تھے اس لیے ان کو گمراہ کیا گیا۔

تحقیق موتی و موت از مفردات راغب اصفہانی

موت کے اقسام انواع حیات پر موقوف ہیں۔

اول ازالہ قوت نامیہ کو بھی موت کہتے ہیں خواہ وہ انسان پر ہو یا حیوانات پر اور خواہ نباتات پر ہو مثلاً۔

یحیی الارض بعد موتہا۔ احیینا بہ بلدۃ میتا

دوسرے زوال قوت حسیہ پر موت کا اطلاق ہوتا ہے یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ ائذا مامت لسوف اخرج حیا۔

تیسرے زوال قوت عاقلہ یعنی جہالت کے غلبہ کو بھی موت کہتے ہیں۔ اومن کان میتا فاحیینٰہ انک لاتسمع الموتی۔

چوتھے ایسا خسران وملال جو مکدر حیات ہو ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت۔

پانچویں نیند پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ کہا گیا۔ النوم موت خفیف والموت نوم ثقیل۔ اور اسی کو وفات کہا گیا حیث قال وھو الذی یتوفاکم باللیل۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء۔

چھٹے زوال قوت حیوانیہ کے معنی ہیں کل نفس ذائقۃ الموت۔ وابانۃ روح عن الجسد۔

ساتویں بمعنی تحلل انک میت وانہم میتون۔ ابانۃ الروح عن الجسد۔

ساتویں بمعنی سیل سائل۔ سقناہ لبلد میت۔ بلدۃ مَیْتًا۔

آٹھویں ازالہ روح بلا تزکیہ۔ میتہ حرمت علیکم المیتۃ۔

نویں موت بمعنی جنون۔ موت علم وعقل

دسویں موت قلب۔

اور آپ ان کے لیے حرص ہدایت نہ کیجئے اس لیے کہ انہیں آپ کی یہ حرص نفع نہیں دے سکتی اس واسطے کہ ان کے پاس سمع قبول نہیں وہ مثل مردوں کے ہیں۔ ہاں آپ کی دعوت وہ قبول کریںگے جو دل کے کانوں سے آپ کی آواز سنتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل مرے ہوئے نہیں اور یہ مرے ہوئے یعنی کفار ازلی یہ تو اٹھائے جائیں گے اور اللہ کی طرف لوٹیں گے اس وقت گوش قبول سے سنیں گے اور کہیں گے یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا۔ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ۔ ابھی تو ان کے یہ دم خم ہیں کہ محض لایعنی مطالبات کر لے اور بیہودہ اعتراضات سے اپنے کو حق پر غالب رکھنے کے گمان باطل میں ہیں۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰـكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور بولے کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ فرما دیجئے بے شک اللہ تعالٰے قادر ہے اس بات پر کہ اتارے کوئی نشانی۔ لیکن اکثر ان میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔

اور کفار بولے کہ ان پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری ان کے رب کی طرف سے جیسے انہوں نے جبل صفا کو سونے کی شکل میں طلب کیا اور ارض مکہ کی وسعت طلب کی اس میں نہریں جاری مانگیں دگویا کفار مکہ کی سرکشی اس حد تک پہنچی کہ وہ کثیر معجزات و آیات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود سب سے مکر گئے اور مزید معجزات کے طالب ہوئے حتی کہ عذاب الٰہی طلب کرنے لگے اور کہہ بیٹھے اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السماء یارب اگر یہ حق پر ہیں تیرے پاس سے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے (تفسیر ابو السعود) از تفسیر نسفی۔

فرما دیجئے کہ اللہ قادر ہے کہ نشانی اتار دے لیکن ان کے اکثر جاہل ہیں یعنی یہ نہیں سمجھتے کہ آیات الٰہیہ اور معجزات مطلوبہ کے نازل ہونے کے بعد اگر وہی ضد رہی تو پھر بلاء عذاب ہی ان پر آنا باقی رہ جاتا ہے یہ نہیں جانتے کہ جدید معجزہ کا نزول ان کے لیے وہ مصیبت و بلا ہوگا کہ انکار کرتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰۤئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ اور نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو پروں پر مگر وہ امتیں ہیں تمہاری مثل۔

یعنی تم اللہ تعالٰے کی قدرت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو اس کی قدرت کی یہ شان ہے کہ اس نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مختلف امتوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ان کی غذا مزاج کے مطابق ہر قسم کے اعضاء عطا فرمائے اور ان کو شعور عطا کیا۔

یعنی خلق۔ موت۔ بعثت۔ واحتیاج میں سب اسی مدبر امور کی طرف محتاج ہیں۔ یعنی تمام جاندار خواہ وہ بہائم ہوں یا درندے پرندے ہوں یا چرندے سب تمہاری مثل امتیں ہیں۔ اگرچہ یہ مماثلت جمیع وجوہ سے نہیں بلکہ بعض سے ہے ان وجوہ میں بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حیوانات تمہاری طرح اللہ تعالٰے کو جانتے اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔

چنانچہ درختوں کی عبادت بحکم الٰہی قیام ہے۔ چارپایوں کی عبادت رکوع ہے حشرات الارض سجدے میں ہیں۔ طائران خوش الحان بالجہر نغمہ سنج و حمد ہیں۔ دریائی جانور یک سر مشغول تسبیح ہیں۔ پہاڑ، چاند

سورج۔ آسمان عبادت دائمی میں بہ تحیر محو ہیں۔
بعض کا قول ہے کہ وہ مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔
بعض نے کہا کہ وہ انسان کی طرح باہمی محبت و الفت میں ایک دوسرے سے تفہیم و تفہم کرتے ہیں۔
بعض نے کہا روزی طلب کرنے۔ ہلاکت سے بچتے۔ نر مادہ میں امتیاز رکھنے میں تمہاری مثل ہیں۔
بعض نے کہا پیدا ہونے۔ مرنے اور مرنے کے بعد حساب کے لیے اٹھنے میں تمہاری مثل ہیں۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ۔ نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

یعنی ہم نے کوئی بات نہ چھوڑی جو لوح محفوظ میں نہ ہوئی یا قرآن کریم میں۔ اس سے مراد ہے کہ اس میں جملہ علوم ماکان و مایکون کا بیان ہے (جمل) پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ یعنی جملہ امم خواہ دواب چوپائے سے ہوں خواہ طیور و پرند سے سب کا حساب ہوگا۔ تمام مخلوق چرند و پرند اور جن و انس قیامت میں اپنے رب کے حضور جمع ہوں گے وہاں انصاف ہوگا حتیٰ کہ سینگ والا جانور بے سینگ والے کو اگر مارے گا تو بے سینگ والے کو سینگ والے کو جائے گا تاکہ وہ بدلہ لے سکے پھر وہ جانور بدلے کے بعد مٹی بنا دیے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ انہ یاخذ الجماء من القرناء ثم یقول کونی ترابا۔ اس کے بعد وہ خاک کر دیے جائیں گے اور سب اپنے رب کے حضور اٹھائے جائیں گے اور وہ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کی تفصیل آگے آتی ہے حیث قال

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اور وہ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں سرگرداں ہیں جسے چاہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اور جسے چاہے اسے ہدایت کے سیدھے راستہ میں لگا دے۔

اَلَّذِيْنَ سے مراد تمام کافر ہیں۔ کذبوا جھوٹا جاننا یا جھٹلانا۔ آیات سے مراد یا تو قرآن کریم کی آیتیں ہیں یا حضور علیہ السلام کے معجزات ہیں۔

صُمٌّ جمع ہے۔ اصمّ سے بنا۔ صمّ کے معنی بوجھ جس کے کان میں ثقل ہو جس سے وہ سن نہ سکے۔ بُکمٌ جمع ابکم۔ اس کے معنی ہیں گونگا جو بول نہ سکے۔ ظلمات جمع ہے ظلمۃ کی اس کے معنی تاریکی ہے۔

وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیریوں میں نہیں سنتے وہ کلام جو انہیں ہوش میں لائے یعنی حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں۔ مجنوط الحواس ہیں۔ ظلمت جہل میں اور قبر میں اور کفر میں غافل ہیں۔ غور و تامل سے محروم ہیں۔ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے یعنی جس کی گمراہی چاہے اسے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستہ پر ڈال دے۔ اسلام کی توفیق عطا فرما دے یہ آیت کریمہ دلیل ہے اس امر کی کہ خالق افعال و ارادہ وہ ہی اللہ تعالے ہے اور نفی اصلح کی تخلیق وہی کرتا ہے۔ مگر فاعل خیر و شر بندہ ہے۔ تفسیر نسفی

قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر آئے تم پر اللہ کا عذاب یا آجائے تم پر قیامت کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

قُل۔ میں خطاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ اس مضمون کا تعلق توحید آلہیہ سے ہے اور علیہ الصلوۃ والسلام اس کے گواہ ہیں اس لیے فرمایا قُل۔ اَرَاَیْتَکُمْ کے لفظی معنی ہیں کیا آپ نے اسلام میں دیکھے ہیں۔ بتاؤ خبر تو دو۔ اقرار کرانے کے لیے ہوتا ہے۔ تفسیر روح المعانی

فرما دیجئے بھلا بتلاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت آ جائے یعنی اس کے معنی یہ ہیں کیا تم جانتے ہو کہ تمام امور جنہیں تم کہتے ہو اگر عذاب آلہی آئے تو کسے پکارو گے کیا اللہ کے سوا غیر کو پکارو گے یعنی جنہیں تم نے مخصوص خدا بنایا ہے اور تم اپنی عادت کے مطابق انہیں کو پوجتے ہو پکارتے ہو جب تمہیں برائی پہنچے تو اللہ کے سوا انہیں کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔

بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ۔ بلکہ خالص اسی کو پکارو گے تو دور کر دے گا وہ تکلیف جس کے لیے پکارا تھا تم نے اگر وہ چاہے گا تو بھلا دو گے تم جنہیں شریک بنا رکھا تھا۔

یعنی بتوں کو جب خدا مانتے ہو تو اپنی خلاصی کے لیے بھی انہیں کو پکارو جنہیں دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے ہی حاجت روائی چاہو بل ایاہ تدعون۔ بلکہ اس وقت اسی کو پکارو گے یعنی اپنے خداؤں کو چھوڑ کر اس وقت اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ چاہے تو مصیبت دفع کر دے فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون ما تشرکون۔ اور بھول جاؤ گے انہیں جنہیں شریک مان رہے ہو یعنی اس وقت

نہیں چھوڑ کر اللہ کو یاد کروگے اور اپنے معبودوں کو یاد نہیں کرتے اس لیے اس وقت تم بدحواسی میں سب معبودوں کو بھول کر ایک ہی اللہ کو یاد کروگے۔ اس لیے کہ وہی اس پر قادر ہے کہ تمہاری مصیبت دفع کرے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم پ سورۃ انعام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝

اور بے شک بھیجے ہم نے آپ سے پہلی امتوں کی طرف رسول تو پکڑا ہم نے ان کو بھوک اور تکلیف میں تاکہ عاجزی کریں۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب ان کو قحط سالی نے پکڑا وہ عاجزی کر لیتے لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے عمل ان کو خوشنما کر کے دکھائے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝

پھر جب وہ تمام نصیحتیں بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ہماری نعمتوں پر تو ناگہانی طور پر ہم نے ان کو پکڑ لیا تو پھر وہ ناامید ہو گئے۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تو ہم نے جڑیں کاٹ دیں ظالم قوم کی اور سب تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

فرما دیجئے بتلاؤ تو اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے جائے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو کونسا خدا ہے اللہ کے سوا جو تمہیں یہ دے سکے۔ دیکھو ہم کس طرح آیات بیان کرتے ہیں پھر وہ پھر جاتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

فرما دیجئے بھلا بتلاؤ تو سہی اگر تم پر اللہ کا عذاب ناگہاں یا ظاہری طور پر آ جائے تو کیا ظالموں کے سوا اور بھی کوئی ہلاک ہوگا؟

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اور نہیں بھیجتے ہم پیغمبروں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے پھر جو شخص ایمان لے آئے اور درست ہو جائے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

اور وہ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو ان کو پہنچے گا عذاب ان کے گناہوں کے بدلے۔

قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

فرما دیجئے کہ میں نہیں کہتا تمہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس وحی کا تابع ہوں جو میری طرف آتی ہے۔ فرما دیجئے کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم سوچتے نہیں ہو؟

حل لغات رکوع دہم پ سورۃ انعام

و۔ اور	لقد۔ بیشک	ارسلنا۔ بھیجے ہم نے	الی۔ طرف		
امم۔ امتوں کی	من قبلک۔ تجھ سے پہلے	فاخذنٰھم۔ تو ہم نے پکڑا ان کو			
بالباساء۔ بھوک سے	و۔ اور	الضراء۔ تکلیفوں سے	لعلھم۔ تاکہ وہ		
یتضرعون۔ عاجزی کریں	فلولا۔ پھر کیوں نہ ہوا	اذ۔ جب	جاء۔ آیا		
ھم۔ ان کے پاس	باسنا۔ ہمارا عذاب	تضرعوا۔ عاجزی کی انہوں نے	و۔ اور		
لکن۔ لیکن	قست۔ سخت ہو گئے	قلوبھم۔ ان کے دل	و۔ اور		
زین۔ خوشنما بنا دئیے	لھم۔ ان کے لیے	الشیطان۔ شیطان نے	ما۔ جو		

کانوا۔ تھے | یعملون۔ عمل کرتے | فلما۔ پھر جب | نسوا۔ بھول گئے

ما۔ جو | ذکروا۔ نصیحت کیے گئے تھے | بہ۔ ساتھ اسکے

فتحنا۔ کھول دیے ہم نے | علیہم۔ ان پر | ابواب۔ دروازے | کل۔ ہر

شئ۔ چیز کے | حتی۔ یہاں تک کہ | اذا۔ جب | فرحوا۔ خوش ہوئے

بما۔ اس پر جو | اوتوا۔ دیے گئے | اخذنہم۔ پکڑا ہم نے انکو | بغتۃ۔ ناگہاں

فاذا۔ تو | ہم۔ وہ | مبلسون۔ ناامید ہوگئے | فقطع۔ پھر کاٹی گئی

دابر۔ جڑ | القوم۔ قوم کی | الذین۔ جنہوں نے | ظلموا۔ ظلم کیا

و۔ اور | الحمد۔ سب تعریف | للہ۔ اللہ کے لیے ہے جو | رب۔ رب ہے

العلمین۔ سب جہانوں کا | قل۔ فرما دیجئے | ا۔ کیا | رایتم۔ دیکھا تم نے

ان۔ اگر | اخذ۔ لے جائے | اللہ۔ اللہ | سمعکم۔ تمہارے کان

و۔ اور | ابصار۔ آنکھیں | کم۔ تمہاری | و۔ اور

ختم۔ مہر کردے | علی۔ اوپر | قلوبکم۔ تمہارے دلوں کے | من۔ کون

الہ۔ خدا ہے | غیر۔ سوا | اللہ۔ اللہ کے جو | یاتیکم۔ دیدے تم کو

بہ۔ یہ چیزیں | انظر۔ دیکھ | کیف۔ کس طرح | نصرف۔ بیان کرتے ہیں ہم

الایت۔ آیتیں | ثم۔ پھر | ھم۔ وہ | یصدفون۔ پھر جاتے ہیں

قل۔ کہہ | ا۔ کیا | رایتکم۔ دیکھا تم نے | ان۔ اگر

اتکم۔ آئے تمہارے پاس | عذاب۔ عذاب | اللہ۔ اللہ کا | بغتۃ۔ ناگہاں

او۔ یا | جہرۃ۔ ظاہر | ھل۔ نہیں | یہلک۔ ہلاک کی جائیگی

الا۔ مگر | القوم۔ قوم | الظلمون۔ ظالموں کی | و۔ اور

ما۔ نہیں | نرسل۔ بھیجتے ہم | المرسلین۔ پیغمبروں کو | الا۔ مگر

مبشرین۔ خوشخبری دینے والے | و۔ اور | منذرین۔ ڈرانے والے

فمن۔ پھر جو | امن۔ ایمان لائے | و۔ اور | اصلح۔ درست ہوجائے

فلا۔ تو نہیں | خوف۔ خوف | علیہم۔ ان پر | و۔ اور

لا۔ نہ | ھم۔ وہ | یحزنون۔ غمگین ہوں | و۔ اور

الذین۔ وہ جنہوں نے | کذبوا۔ جھٹلایا | بایتنا۔ ہماری آیتوں کو | یمسہم۔ پہنچے گا انکو

العذاب - عذاب	بما - بدلے اسکے جو	کانوا - تھے وہ	یفسقون - گناہ کرتے
قل - کہہ	لا - نہیں	اقول - کہتا میں	لکم - تم کو
عندی - کہ میرے پاس	خزائن - خزانے ہیں	اللہ - اللہ کے	و - اور
لا - نہ	اعلم - میں جانتا ہوں	الغیب - غیب	و - اور
لا - نہ	اقول - میں کہتا ہوں	لکم - تم کو	انی - کہ میں
ملک - فرشتہ ہوں	ان - نہیں	اتبع - پیروی کرتا میں	الا - مگر
ما - جو	یوحیٰ - وحی کی جاتی ہے	الی - میری طرف	قل - کہہ
ھل - کیا	یستوی - برابر ہوتے ہیں	الاعمیٰ - اندھا	و - اور البصیر - دیکھنے والا
افلا - کیا نہیں	تتفکرون - سوچتے تم۔		

مختصر تفسیر رکوع دہم پ ۷ سورۃ انعام

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بے شک بھیجے ہم نے اپنے رسول آپ سے پہلے امتوں کی طرف تو انہیں سختی اور تکلیف سے پکڑا تاکہ وہ تضرع وزاری کریں تو کیوں نہ ہوا جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو تضرع کرتے ہوتے لیکن ان کے دلوں میں قساوت آ گئی اور اچھے دکھائے شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام تو جب بھلا دیا انہوں نے جو نصیحتیں انہیں کی گئی تھیں تو کھول دیے ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک تو اب وہ مایوس ہو کر رہ گئے۔ تو جڑ کاٹ دی گئی اس قوم کی جنہوں نے ظلم کیا تھا اور سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ۔ اخذ سے مراد غضب وعذاب کی پکڑ ہے۔ ھُم کا مرجع امم کے نافرمان لوگ ہیں۔ بَاْسَآء۔ بؤس سے بنا اس کے معنی سختی جیسے قحط۔ بھوک۔ ضَرَّآء۔ ضرر سے بنا اس

کے معنی تکلیف، بربادی۔

تو پکڑا ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں تاکہ سختی اور تکلیف میں اپنی ذلت کا اعتراف کر کے خشوع سے اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں سے تائب ہوں جبکہ ان پر ابتلاء شدید نازل ہو تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ۔ تضرع کے معنی ہیں عجز و انکساری سے توبہ کر کے دفع عذاب کی دعا کرنا۔

فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا۔ لولا ترغیب کے لیے ہے یعنی وہ لوگ ہمارے دروازے پر گڑگڑاتے ہوئے کیوں نہ گرے وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ۔ قَسَتْ بنا قسوۃ سے۔ اس کے معنی ہیں سختی

تو پکڑا ہم نے سختی اور تکلیف سے یعنی قحط اور فاقہ کشی سے اور مرض اور نقصان جان و مال کے ساتھ تاکہ وہ تضرع و زاری کریں اور اپنی ذلت کا اعتراف کر کے خشوع سے اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں سے تائب ہوں جبکہ ان پر ابتلاء شدید نازل ہو تو کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب آیا کہ تضرع کرتے یعنی انہوں نے ہمارے حضور گڑگڑا کر کیوں نہ توبہ کی مگر اپنے عناد میں اڑے رہے۔ لیکن سخت ہو گئے ان کے دل جس سے وہ زجر و توبیخ کی ابتلاء سے تائب نہ ہوئے اور شیطان نے انہیں خوشگوار کر دکھایا انہیں ان کی نگاہ میں ان کا کام اور وہ جو کچھ کر رہے تھے اسے پسند کرنے لگے یعنی اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور پر اڑ گئے۔

فَلَمَّا نَسُوا۔ تو جب بھلا دیا انہوں نے۔ نَسُوا نسیان سے ہے اس کے معنی ہیں بھول جانا یا چھوڑ دینا۔ مَا ذُكِّرُوا۔ وہ مختلف عذاب جو ان پر وقتاً فوقتاً آتے تھے۔ تو جب بھلا دیا انہوں نے جو نصیحتیں کی گئی تھیں انہیں اور تکلیف اور فاقہ کشی کے بعد سب کچھ بھلا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ان کی رسی ڈھیلی کی گئی۔

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔ ابواب جمع ہے باب کی اس کے معنی ہیں دروازہ ہر شخص کے لیے ہر نعمت کا الگ الگ دروازہ کھولا گیا۔ کل شیئ۔ ہر قسم کی نعمتیں۔ اور ان پر کھول دیا گیا دروازہ صحت اور وسعت کا اور انواع نعمت سے کہ وہ خوب غافل ہو گئے اور ان نعمتوں پر فخر کرنے لگے۔

حَتّٰى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا۔ حتی کہ جب وہ خوش ہونے لگے ان نعمتوں اور ان وسعتوں سے جو انہیں ملیں أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً۔ تو ہم نے پکڑا انہیں اچانک۔ بغتۃً فرما کر اشارہ کیا کہ انہیں گذشتہ عذاب بیدار نہ کر سکے وہ مرے اچانک ہی غفلت کی حالت میں۔

فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ۔ ابلاس سے بنا۔ اس کے معنی حسرت مایوسی تو وہ مایوس ہو کر رہ گئے یعنی

ان کی تمام امنگیں ختم ہو گئیں اور حیرت میں پڑ گئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
اس ظالم قوم کی جڑ کاٹ دی گئی جنہوں نے ظلم کیا وہ ایسے ہلاک کر دیے گئے کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچا
ان کا بچہ بچہ حتیٰ کہ جانور تک سب ہلاک کر دیے گئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اور تمام خوبیاں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو جہان
کا پالنہار ہے۔ یہ اعلان وجوب حمد کا جب ظالموں کی ہلاکت ہو تو نیک لوگوں کے لیے رحمت ہے تو
رحمت پر حمد الٰہی کرنا لازم و واجب ہے۔ نسفی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۔

فرما دیجئے کیا تم دیکھتے ہو اگر لے لے اللہ تمہارے کان اور آنکھ یعنی تمہیں بہرا اندھا کر دے اور تمہارے
دلوں پر مہر کر دے جس سے تمہاری عقل و تمیز سلب ہو جائے تو کون خدا ہے سوا اللہ کے جو یہ تمہیں دے
دے یعنی جو کچھ تم سے چھینا اور تم پر مہر کی دیکھو ہم کس طرح پھیر پھیر کر آیتیں لاتے اور انہیں دہراتے ہیں
پھر وہ ہیں کہ منہ پھیر لیتے ہیں یعنی ہماری آیتوں سے اعراض کرتے ہیں۔ صدود عربی محاورہ میں کسی
شے سے منہ پھیر لینے کو کہتے ہیں۔

قُل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سنی ۔۔۔ اتنی ہے گفتگو تری اللہ کو پسند!

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کے قبضہ عامہ کا ذکر ہے لہٰذا فرمایا گیا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اس کے اصطلاحی
معنی ہیں غور کرو۔ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ سمع سے مراد قوت سماعت ابصار سے قوت
بصارت کا سلب کر لینا۔ زائل کر دینا۔

خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ۔ ختم کے معنی ہیں مہر کر دینا جس سے ایمان دل میں نہ پہنچ سکے۔
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا کوئی خالق تو ہے ہی نہیں۔ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ۔ یہ طاقت کسی میں نہیں کہ سلب
شدہ قوت بصارت و سماعت تمہیں دیدے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ۔ انظر۔ نظر آنکھوں سے دیکھنا۔ نصرف۔ تصریف سے بنا اس کے
معنی گھمانا آیات قرآنیہ کا۔

ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ۔ یصدفون۔ صدف سے بنا اس کا معنی منہ پھیرنا ہے۔ یعنی اے محبوب غور تو
فرمائیے کہ ہم ان کے سمجھانے کے لیے آیات قرآنی کس طرح پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں ہر طرح سمجھاتے ہیں
لیکن یہ بد نصیب کس طرح منہ پھیرتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ فرمادیجئے

کیا تم دیکھتے ہو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک آجائے کہ اس کی کوئی علامت تم پر ظاہر نہ ہو یا کھلم کھلا کہ اس کی علامتیں معلوم بھی ہو جائیں یا بقول حسن رات اور دن میں تو کون ہلاک ہوگا وہی جو ظالموں سے ہیں یعنی اس سے وہی ہلاک ہوں گے جو مستحق عذاب و غضب الٰہی ہیں یا یہ معنی ہوں گے کہ اس سے ہلاک نہ ہوں گے مگر وہی جو اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اور کفر میں سرگرم ہیں۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

اور ہم نے نہیں بھیجا رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے والے اور عذاب جہنم کے ڈرانے کے لیے تو جو ایمان لائے اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو کوئی خوف نہیں ہوگا انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا ان کو عذاب بوجہ اس کے کہ وہ حکم کی نافرمانی کیا کرتے تھے۔

انہیں عذاب ایسے ہی پہنچے گا جیسے زندہ کو تکالیف کا احساس ہوتا ہے ان کی حکم عدولی کے بدلے کے سبب ان کے فسق کے باعث اطاعت الٰہیہ سے نکل جانے کے باعث اور کفر میں رہنے کے باعث انبیاء کرام کی تشریف آوری کا اصلی مقصد یہ ہے کہ وہ رحمت الٰہی کا مژدہ سنائیں اور بدکاروں کو عذاب شدید سے ڈرائیں تاکہ بدکار بدی سے باز آجائیں۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○

فرمادیجئے میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کہ مخلوق میں تقسیم کروں یا رزق دے سکوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں آپ علم غیب رکھتا ہوں یعنی میں نہ یہ کہتا ہوں نہ وہ کہتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں یعنی میرا دعویٰ ایسا نہیں جو بعید از عقل ہو اور یہ کہ میں مالک خزائن الٰہی بالذات ہو گیا ہوں اور غیب کو خود ہی جان لیتا ہوں۔ میرا دعویٰ تو وہی ہے جو اکثر بشروں نے بعطاء الٰہی کیا اور وہ نبوت ہے میں اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے یعنی میں جو خبر دیتا ہوں وہ وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ میری طرف وحی نازل فرماتا ہے۔ فرمادیجئے کیا برابر ہو سکتے ہیں اندھے اور آنکھ والے مثل گمراہ اور ہدایت یافتہ کے جو فرق ہے یا وہ جو پیروی کرے اس کی جو وحی ہوا ہے اور جو نہ پیروی کرے اس کی باوجود دعوے راہ مستقیم کا کرے جو نبوت ہے اور محال سے مجتنب ہو جو الوہیت ہے۔ تم کیوں نہیں غور کرتے تاکہ گمراہ نہ ہو اور اندھے نہ بنو (تفسیر نسفی)

شانِ نزول:۔ کفار نے یہ طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے انواع واقسام کے سوالات کرتے رہتے تھے کبھی کہتے کہ

آپ رسول ہیں تو ہمیں اتنی دولت دلا دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں۔

آپ رسول ہیں تو ہمارے مستقبل سے ہمیں مطلع کر دیجئے کہ کیا کیا ہمیں پیش آنے والا ہے تاکہ ہم انتظام کر لیں اور آنے والے نقصان سے بچ جائیں۔

آپ رسول ہیں تو ہمارے لیے صفا کو سونے کا بنا دیجئے۔

اور ہمیں گذشتہ اور آئندہ کی خبریں سنا دیجئے۔

اور ہمیں اتنی دولت دلا دیجئے کہ ہم کبھی محتاج نہ ہوں

اور ہمیں قیامت کا وقت اور دن بتا دیجئے۔

آپ اگر رسول ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں۔

شادیاں کیوں کرتے ہیں۔

آپ بازاروں میں کیوں چلتے ہیں۔

اس قسم کے بے محل اور بے معنی سوالات کرتے تھے اور معیار رسالت و نبوت بنا کر ایسے مطالبات پر زور دیتے تھے تو ان کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا انہیں فرما دیجئے کہ نبوت و رسالت کے لیے ان تمام امور کو تمہارے بے معنی کئی معیار قرار دیا گیا ہے۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ جو جن امور کا مدعی ہو اس سے وہ ہی باتیں کی جائیں جو اس کے دعوے سے تعلق رکھیں غیر متعلق باتوں کے متعلق سوال کرنا اور ان کو دعوے کے خلاف حجت بنانا خالص جہل ہے۔

استنباط:۔ آیات متلوہ سے یہ مستفاد ہرگز نہیں ہوتا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر مطلع کیے جانے کی اس میں نفی کی اس آیت سے یہ سند لانا ایسا ہی بے معنی اور لایعنی ہے جیسا کہ کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز قرار دینا اور یہ امر بیّن من الامس اور اظہر من الشمس ہے کہ اس آیت کریمہ میں علم عطائی کی ہرگز نفی نہیں اور اگر علم عطائی کی نفی مان لی جائے تو تعارض بین الآیات وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وغیرہ میں لازم آجائے گا وہو باطل علامہ آلوسی روح المعانی میں آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں اور یہ جواب واضح تر ہے جو خانی زکریا سے منقول ہے۔

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا بطریق تواضع اور بغرض اظہار عبودیت جس کی نظیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بھی ملتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔ لَا تُفَضِّلُونِي عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى مجھے یونس بن متی

پر فضیلت نہ دو حالانکہ حضور مصطفیٰ مجتبیٰ۔ سید الانبیاء۔ امام الاتقیاء سید الرسل امام الکل فی الکل ہیں صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم پ سورۃ انعام

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ٥

اور ڈراؤ اس (قرآن) کے ساتھ ان کو جو ڈرتے ہیں اس سے کہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائیں نہیں ہے ان کے لیے اس کے سوا کوئی دوست اور نہ سفارشی تاکہ وہ ڈریں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥

اور نہ ہانک دو ان لوگوں کو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے ہوئے نہیں ہے آپ پر ان کے حساب سے کوئی چیز اور نہ آپ کے حساب سے ان پر کوئی چیز اگر تو ان کو ہانکے گا تو ہو جائے گا ظالموں سے۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ٥

اور اسی طرح ہم نے آزمایا ان کے بعض کو ساتھ بعض کے تاکہ وہ کہیں کیا یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے احسان کیا کیا اللہ شکر گزاروں کو نہیں جانتا؟

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥

اور جب آئیں آپ کے پاس وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو آپ کہیں تم پر سلام ہو لکھا ہے تمہارے رب نے اپنے کرم کے ذمہ رحمت کو کہ جو شخص عمل کرے گا تم میں سے نادانی سے برے پھر توبہ کرے اس کے بعد اور درست ہو جائے تو بے شک وہ بخشنے والا ہے رحم کرنے والا۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ — اور اسی طرح کھول کر ہم آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

حل لغات رکوع یازدہم پ سورۃ انعام

و۔ اور	انذر۔ ڈرا	بہ۔ اسکے ساتھ	الذین۔ ان کو جو
یخافون۔ ڈرتے ہیں	ان۔ یہ کہ	یحشروا۔ اکٹھے کیے جائیں	الی۔ طرف
ربہم۔ اپنے رب کی	لیس۔ نہیں	لہم۔ ان کے لیے	من دونہ۔ اسکے سوا
ولی۔ کوئی دوست	و۔ اور	لا۔ نہ	شفیع۔ سفارشی
لعلہم۔ تاکہ	یتقون۔ وہ ڈریں	و۔ اور	لا۔ نہ
تطرد۔ ہانک	الذین۔ ان کو	یدعون۔ جو پکارتے ہیں	ربہم۔ اپنے رب کو
بالغداۃ۔ صبح	و۔ اور	العشی۔ شام	یریدون۔ چاہتے ہیں
وجہہ۔ اسکی رضامندی	ما۔ نہیں	علیک۔ تجھ پر	من حسابہم۔ ان کے
حساب سے	من۔ کوئی	شیء۔ چیز	و۔ اور
ما۔ نہ	من حسابک۔ تیرے حساب سے		علیہم۔ ان پر
من۔ کوئی	شیء۔ چیز	فتطرد۔ تو ہانک دیگا	ھم۔ ان کو
فتکون۔ تو ہو گا تو	من الظالمین۔ ظالموں میں سے		و۔ اور
کذلک۔ اسی طرح	فتنا۔ آزمایا ہم نے	بعضہم۔ ان کے بعض کو	ببعض۔ بعض سے
لیقولوا۔ تاکہ کہیں	ا۔ کیا	ھؤلاء۔ یہ ہیں کہ	منّ۔ احسان کیا
اللہ۔ اللہ نے	علیہم۔ ان پر	من بیننا۔ ہم میں سے	ا۔ کیا
لیس۔ نہیں	اللہ۔ اللہ	باعلم۔ جاننے والا	بالشاکرین۔ شکر
گذاروں کو	و۔ اور	اذا۔ جب	جاء۔ آئیں
ک۔ تیرے پاس	الذین۔ وہ جو	یؤمنون۔ ایمان لاتے ہیں	بایتنا۔ ہماری آیتوں پر
فقل۔ تو کہہ	سلام۔ سلام ہو	علیکم۔ تم پر	کتب۔ لکھی
ربکم۔ تمہارے رب نے	علی۔ اوپر	نفسہ۔ اپنی ذات کے	الرحمۃ۔ رحمت

انہ۔بیشک	من۔جو آدمی	عمل۔کرے	منکم۔تم میں سے
سوء۔برائی	بجھالۃ۔نادانی سے	ثم۔پھر	تاب۔توبہ کرے
من بعدہ۔اسکے بعد	و۔اور	اصلح۔درست ہوجائے	فانہ۔تو بیشک وہ
غفور بخشنے والا	رحیم۔رحم کرنے والا ہے	و۔اور	کذلک۔اسی طرح
نفصل کھول کر بیان کرتے ہیں	الایت۔آئتیں	و۔اور	لتستبین۔تاکہ ظاہر ہو
جائے	سبیل۔راستہ	المجرمین مجرموں کا۔	

مختصر تفسیر رکوع یازدہم پ سورۃ انعام

وَاَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰی رَبِّہِمْ۔ اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ وحی کے ذریعہ جو خوف کریں اور جانیں کہ اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔

وہ مسلمان ہیں اور وہ اقراری ہیں بعث بعد الموت کے اور جو افراط و تفریط اعمال میں کرتے ہیں انہیں جو وحی سے حکم آتا ہے اس سے ڈرایا جاتا ہے اور اہل کتاب کو بھی اس لیے کہ وہ مقر بعث ونشر ہیں۔ تفسیر نسفی۔

حضور علیہ السلام بشیر و نذیر ہیں اور قرآن پاک ہدایت۔ بشارت و نذارت ہے۔

لَیْسَ لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ ۝ کہ ان کے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی نہ کوئی سفارشی ہو۔ یعنی خائف ہیں حشر سے کہ اس دن سوا اللہ تعالٰے کے کوئی ناصر و مددگار نہیں تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ یعنی زمرۂ اہل تقوی میں داخل ہو جائیں۔

زمانۂ جاہلیت میں شفاعت کا تصور بہت غلط تھا وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کی مرضی نہ بھی ہو تو بھی یہ بت ان کی سفارش کرالیں گے۔ یہود و نصاریٰ کا خیال تھا کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ۔ ہم تو اللہ کے بیٹے اور لاڈلے ہیں لہذا ہمارے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں ہم بخش دیے جائیں گے اس کا رد فرمایا گیا۔ البتہ انبیاء۔ اولیاء۔ علماء شفاعت باذن الٰہی فرمائیں گے۔ شَفَاعَۃُ الرَّسُوْلِ لَہُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ فَہُوَ شَفِیْعٌ حَقِیْقَۃً۔ قرطبی۔

جب حضور کو حکم ہوا غیر متقین کے انذار کا تاکہ وہ متقی بن جائیں۔ تو اسی کے ساتھ حکم ہوا کہ تقوے والے غرباء خواہ وہ لباس میں میلے کچیلے ہوں ان کو ان مشرکوں کی خاطر علیحدہ نہ کرو۔

اس کا شان نزول علامہ آلوسی روح المعانی میں نقل فرماتے ہیں۔
ایک جماعت قریش کی حضور کے پاس سے گذری اس وقت حضور کے دربار میں حضرت صہیب رومی عمار بن یاسر اور بلال حبشی اور خباب بن الارت رضی اللہ عنہم اجمعین اور مثل ان کی اور ضعفاء مسلمین حاضر تھے تو یہ متکبر لوگ بولے لے محمد آپ ان لوگوں کے ساتھ خوش ہیں۔ کیا یہی ہیں جن پر اللہ نے احسان فرمایا ہے ہمارے مقابلہ میں۔ کیا ہم لوگ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ آپ انہیں ہٹا دیجئے تاکہ ہم لوگ آپ کی پیروی کریں تو اللہ تعالے کی طرف سے قرآن کریم میں یہ حکم آیا۔

اور ابن جریر اور ابو الشیخ اور بیہقی نے دلائل وغیرہ میں حضرت خباب بن الارت سے روایت کی ہے۔

حضرت خباب بن الارت فرماتے ہیں کہ اقرع بن حابس تمیمی اور عیینہ بن حصن فزاری حضور کی خدمت میں آئے تو انہوں نے حضور کو اس شان سے جلوہ افروز پایا کہ بلال صہیب اور عمار و خباب اور اکثر ضعفاء مومنین گرداگرد حاضر تھے تو جب ان مغروروں نے حضور کے گرد انہیں دیکھا۔ تو تحقیر کے ساتھ دیکھا اور علیحدہ کھڑے ہو کر بولے حضور کیا آپ یہ پسند فرماتے ہیں کہ ہم بھی ان کے ساتھ آپ کے پاس بیٹھیں آپ جانتے ہیں کہ عرب ہمیں بنظر احترام دیکھتے ہیں اور وفود عرب جب آپ کے پاس آئے تو ہمیں شرم آئے گی اگر انہوں نے ہمیں ان میں بیٹھا دیکھا لہٰذا جب ہم آپ کی خدمت میں آئیں تو آپ انہیں اٹھا کر علیحدہ کر دیں۔ جب ہم فارغ ہو جائیں تو آپ جیسے چاہیں ان میں تشریف رکھیں۔ تو حضور نے اقرار فرما لیا۔

تو انہوں نے عرض کی حضور ہمیں ایک کاغذ پر لکھ دیجئے کہ ہمارے حاضر ہونے پر آپ انہیں علیحدہ کر دیں گے حضور نے کاغذ منگوایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو طلب کیا تاکہ وہ لکھ دیں اور ہم لوگ ایک طرف حاضر تھے کہ حضرت جبریل یہ آیۃ کریمہ لے کر حاضر ہوئے ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی الایۃ۔

راوی حدیث فرماتے ہیں کہ حضور نے ہمیں بلایا ہم حاضر ہوئے تو حضور فرما رہے تھے سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ فکنا نقعد معہ فاذا اراد ان یقوم قام و ترکنا تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کر دیا۔ تو ہم لوگ حضور کے ساتھ بیٹھتے جب آپ جانا چاہتے تو چلے جاتے اور ہمیں چھوڑ جاتے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۔ اور نہ دور کرو انہیں جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام۔

اس میں اللہ تعالےٰ نے ان کی تعریف فرمائی جو ملے ہوئے ہیں اپنے رب کی عبادت سے یعنی اللہ کی عبادت میں مواظبت رکھتے ہیں اور صبح و شام کے ذکر سے مداومت مقصود ہے یا اسکے یہ معنی ہیں کہ صبح اور شام سے نماز فجر اور عصر مراد ہے یا پنجوقتہ نماز مراد ہو اور عبادت میں ان کے اخلاص کو ظاہر کیا اور فرمایا اس کی رضا چاہتے ہیں اس میں لفظ وجہ سے ذات پاک مراد لی ہے یہ تمام تعریف جو اس آیت کریمہ میں کی گئی وہ ان فقراء اسلام کے لیے جن کے نام بلال حبشی اور صہیب اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے ہم مثل دوسرے مخلص اور خاص جان نثار مراد ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ جب رؤساء مشرکین نے حضور سے عرض کیا کہ اگر آپ ان گرے ہوئے لوگوں کو دور کر دیں تو ہم آپ کی صحبت میں حاضر ہو سکتے ہیں تو حضور نے فرمایا میں ایمان والوں کو اپنے سے دور کرنے کو تیار نہیں تو ان منکروں نے کہا پھر ایک دن ہمارے لیے اور ایک دن ان کے لیے مقرر کر دیں اس پر حضور نے آمادگی کا اظہار فرمایا اس پر انہوں نے لکھ کر فیصلہ چاہا تو حضور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا تاکہ وہ لکھ کر دے دیں۔ یہ فقراء مومنین اٹھ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے کہ اتنے میں یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی۔

حضور نے فوراً کاغذ پھینک دیا ان فقراء مومنین کی طرف تشریف لا کر ان سے معانقہ کیا۔ اللہ اکبر ان میلے پوش عشق محمدی میں مدہوش جانبازوں کا کیا مرتبہ ہے۔

یہ بیماری آج بھی ہمارے امراء و رؤسا خطاب یافتہ متمولین میں موجود ہے یہ بھی کسی ایمان والے کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے انہیں ذلیل تصور کرتے ہیں۔ ملا کا خطاب ایسے ہی لوگوں کے لیے ان کی بارگاہ سے ملا ہے جو دین اسلام و فرامین سید اکرم علیہ السلام پر جان دینے کو حاضر ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ ایسے اخلاق والوں سے نفرت کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ ۔ تم پر کچھ بار نہیں ان کے حساب سے اور تمہارا حساب انہیں نہیں۔

یہ ان کے طعن کا جواب ہے جو مشرکین نے ان کے دین اور اخلاص پر کیا تھا تو فرمایا ان کا حساب

ان پر ہے ان کا بار تم پر نہیں اور تمہارا بار ان پر نہیں۔ ان حسابہم الاعلی ربی سب کا حساب اللہ تعالے کے سپرد ہے تو انہیں اگر دور کرو گے تو یہ کام انصاف سے بعید ہے
فتکون من الظالمین کے یہاں معنی یہی ہیں کہ پھر آپ انصاف کرنے والے نہ ہونگے اس جواب نہی ہے ان کے علیحدہ کرنے کی۔

تصریح لغت ظالمین

اکثر علماء کے قول کے مطابق ظلم کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز اسکی مخصوص جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ رکھ دینا خواہ اس میں کمی ہو یا زیادتی۔

بعض حکماء نے کہا ظلم کی تین قسمیں ہیں۔

پہلا ظلم بندے اور اللہ تعالے کے درمیان ہے اور اس میں سب سے بڑا ظلم کفر اور شرک اور نفاق ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ والظالمین اعد لہم عذابا الیما۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ظالموں کے دردناک عذاب تیار ہے۔ ان مذکورہ تینوں آیات میں ظلم سے مراد کفر اور اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور نفاق مراد ہے۔

دوسرا ظلم وہ جو بندوں کے درمیان ہے اور اس آیت یہی ظلم مراد ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ الی قولہ انہ لایحب الظالمین۔ اور برائی کا بدلہ برائی ہے دیہانتک کہ فرمایا بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور تیسرا ظلم وہ ہے جو بندہ اپنی جان پر کرتا ہے اور ان آیات میں یہی ظلم مراد ہے فمنہم ظالم لنفسہ۔ ظلمت نفسی۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم۔ ان میں سے بعض اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اگر وہ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تمہارے پاس آجاتے۔

مفردات راغب میں ہے کہ آیت فتکون من الظالمین میں یہی مراد ہے کہ کسی چیز کو اسکی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ رکھنا۔ آگے ارشاد ہے

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ۔ اور یوں ہی ہم نے فتنہ بنا دیا ایک دوسرے کے لیے کہ مالدار کافر مسلمانوں کو دیکھ

کہ کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا شکر گزاروں کو۔

فَتَنَّا۔ فتنہ سے بنا اس کے معنی ہیں آزمائش۔ کھرا کھوٹا جدا کرنا جیسے سونے کو آگ میں تپاتے ہیں مخلص منافق میں فرق ہو جاتا ہے۔

یعنی اس قسم کے امتحان میں ہم نے دولت مندوں کو فقراء کے ساتھ مبتلا کیا۔ لِيَقُولُوا تاکہ کہیں دولتمند کہ کیا یہی ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے یعنی احسان کیا اللہ نے ان پر ایمان عطا فرما کر اور ہم لوگ ان سے مقدم تھے اس لیے کہ یہ فقیر ہیں اور ہم غنی۔ کیا اللہ نہیں جانتا حق ماننے والوں کو یعنی انہیں اللہ ہی جانتا ہے جو شکر نعمت کرنے والے ہیں۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اور جب آپ کے حضور وہ حاضر ہوتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے تو انہیں آپ فرمایا کریں تم پر سلام ہے یعنی ان کے اکرام و احترام کے لیے اور دل خوش کرنے کے لیے فرمائیں تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے یعنی اللہ نے وعدہ رحمت فرمایا ہے کہ تم میں جو نادانی سے کوئی گناہ کرے پھر توبہ کرلے اور سنور جائے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح ہم مفصل آیتوں کو بیان فرماتے ہیں تاکہ حق ظاہر ہو اور اس پر عمل کیا جائے اور اس لیے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے اور اس سے ایمان والے مجتنب رہیں۔

شانِ نزول:۔ یہ آیتیں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، بلال، مصعب بن عمیر، حمزہ، عثمان بن مظعون رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اصحاب صفہ کے متعلق نازل ہوئیں جو مساکین تھے انہوں نے نبی مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا۔ تفسیر کبیر

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوازدہم پ ۷ سورہ انعام

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ

فرما دیجئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ پوجوں انہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا فرما دیجئے میں پیروی نہیں کرتا تمہاری خواہشوں کی اگر ایسا کروں تو

الْمُهْتَدِيْنَ ۝

میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ ہوں۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝

فرما دیجئے میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی جلدی کر رہے ہو کوئی حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

فرما دیجئے اگر میرے پاس وہ ہوتا جس کی تم جلدی کرتے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں کوئی مگر وہی اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی ذرہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک مگر روشن کتاب میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور وہ ذات وہ ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتی ہے اور جانتی ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں اٹھاتی اس میں تاکہ مقررہ میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گی جو تم نے کیا۔

حل لغات رکوع دوازدہم پ سورۃ انعام

قل۔ کہہ دیجئے — انی۔ بے شک میں — نہیت۔ روکا گیا ہوں — ان۔ یہ کہ

اعبد۔ پوجوں میں — الذین۔ ان کو — تدعون۔ جن کو تم پکارتے ہو

من دون ۔سوا　　الله ۔ اللہ کے　　قل ۔کہہ　　لا ۔نہیں
اتبع ۔پیروی کرتا ہیں　　اھواء کم ۔تمہاری خواہشوں کی　　قد ۔بیشک
ضللت میں گمراہ ہوا　　اذا ۔اس وقت　　و ۔اور　　ما ۔نہ ہوا
انا ۔میں　　من المھتدین ۔ہدایت پانے والوں سے　　قل ۔کہہ دیں
انی ۔بیشک میں　　علی ۔اوپر　　بینۃ ۔دلیل کے ہوں　　من ربی ۔اپنے رب سے
و ۔اور　　کذبتم ۔جھٹلایا تم نے　　بہ ۔اسکو　　ما ۔نہیں
عندی ۔میرے پاس　　ما ۔جسکی　　تستعجلون ۔تم جلدی کرتے ہو
بہ ۔اسکی　　ان ۔نہیں ہے　　الحکم ۔حکم　　الا ۔مگر
للہ ۔اللہ کا　　یقص ۔بیان کرتا ہے　　الحق ۔حق　　و ۔اور
ھو ۔وہ ہے　　خیر ۔بہتر　　الفاصلین ۔فیصلہ کرنے والوں کا
قل ۔کہہ دیں　　لو ۔اگر　　ان ۔بیشک　　عندی ۔میرے پاس ہوتا
ماوہ کہ　　تستعجلون جلدی کرتے ہو تم　　بہ ۔اس کی
لقضی ۔تو فیصلہ ہو جاتا　　الامر ۔کام کا　　بینی ۔میرے　　و ۔اور
بینکم ۔تمہارے درمیان　　و ۔اور　　اللہ ۔اللہ　　اعلم خوب جانتا ہے
بالظلمین ۔ظالموں کو　　و ۔اور　　عند ۔پاس　　ہ ۔اسی کے ہیں
مفاتح ۔کنجیاں　　الغیب ۔غیب کی　　لا ۔نہیں　　یعلمھا ۔جانتا انکو
الا ۔مگر　　ھو ۔وہی　　و ۔اور　　یعلم ۔جانتا ہے
ما ۔جو　　فی ۔بیچ　　البر ۔خشکی　　و ۔اور
البحر ۔تری کے ہے　　و ۔اور　　ما ۔نہیں　　تسقط ۔گرتا
من ۔کوئی　　ورقۃ ۔پتہ　　الا ۔مگر　　یعلمھا ۔جانتا ہے اسکو
و ۔اور　　لا ۔نہ　　حبۃ ۔کوئی دانہ　　فی ۔بیچ
ظلمات ۔اندھیروں　　الارض ۔زمین کے　　و ۔اور　　لا ۔نہ
رطب ۔کوئی تر　　و ۔اور　　لا ۔نہ　　یابس ۔خشک
الا ۔مگر　　فی ۔بیچ　　کتاب ۔کتاب　　مبین ۔روشن کے ہے
و ۔اور　　ھو ۔وہ اللہ　　الذی ۔وہ ہے جو　　یتوفکم ۔تمہیں فوت کرتا ہے

باللیل۔ رات میں	و۔ اور	یعلم۔ جانتا ہے	ما۔ جو
جرحتم۔ کماتے ہو تم	بالنہار۔ دن میں	ثم۔ پھر	یبعثکم۔ اٹھاتا ہے تم کو
فیہ۔ اس میں	لیقضی۔ تاکہ پوری کی جائے	اجل۔ مدت	مسمی۔ مقرر
ثم۔ پھر	الیہ۔ اسکی طرف ہے	مرجعکم۔ تمہارا لوٹنا	ثم۔ پھر
ینبئکم۔ خبر دیگا تم کو	بما۔ جو	کنتم۔ تھے تم	تعملون۔ عمل کرتے

مختصر تفسیر رکوع دوازدہم پ۷ سورۃ الانعام

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ - فرما دیجئے مجھے منع کیا گیا ہے یہ کہ پوجوں انہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ فرما دیجئے میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا۔ اگر ایسا ہو تو میں بھٹک جاؤں اور پھر میں راہ پر نہیں۔

یعنی یہ پوجا عقل و نقل کے خلاف ہے مجھے ارشاد ہے کہ میں کہہ دوں کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا یعنے میں تمہارے طریقہ پر نہیں چلوں گا۔ یہ طریقہ اتباع نفس و خواہش سے ہے نہ کہ دلیل کی روشنی میں اگر ایسا کروں تو میں بہک جاؤں۔ یعنی اگر میں بھی تمہاری خواہشات کے مطابق کروں تو مجھ میں اور گمراہ میں کیا فرق اور ایسی صورت میں میں بھی راہ پر نہیں یعنے میں بھی بھرے راہ چلنے والا ہو جاؤں۔

اَعْبُدُ۔ عبادۃ سے بنا۔ عبادت کے معنی ہیں اپنی عبدیت کا اظہار کرنا۔ عبادت صرف خالق و مالک ہی کی ہوتی ہے۔

تعریف لفظ تدعوا

دَعا۔ دُعاء۔ دعوی۔ ناداہ۔ رغب الیہ۔ استغاثہ

کسی کو بلانے کے لیے دَعَاہُ فُلَانًا کہتے ہیں۔ دَعْوَت کھانے پر بلاوا دینے کو بھی کہتے ہیں دُعَاءٌ کسی سے امید خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں۔

دَاعَاہُ۔ حاجت مانگنے کو تَدَاعُوْا کسی کو پکارنے کے لیے اِدِّعَاء حق طلب کرنے ہیں۔ اَلدُّعَاءُ مصدر ہے

الدُّعَاءُ بمعنٰی حَلَف (المنجد)

دُعا۔ اَلدُّعَاءُ کَالنِّدَاءِ کقولہٖ تعالٰی کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً نام پکارنا دَعَوْتُ اِبْنِیْ زَیْدًا۔ اَیْ سَمَّیْتُہٗ کقولہٖ تعالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ حَثًّا علی تعظیمہٖ بمعنی سوال وَدَعَوْتُہٗ اِذَا سَاَلْتُہٗ۔ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ بمعنی اِسْتِغَاثَۃ فَاَلُوْا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ اَیْ سَلْہُ۔

خوف وشدت میں وَادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔

بمعنی حسرت لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا کَثِیْرًا ھُوَ اَنْ یَقُوْلَ یَا لَھْفَاهُ وَیَا حَسْرَتَاهُ۔ دعا حسرت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا آج تم ایک موت نہ مانگو بلکہ کئی دفعہ موت مانگو گے۔ یہ ایسا ہے جیسا کوئی کہے ہائے افسوس ہائے حسرت۔

مقصد کی ترغیب کے لیے قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ۔ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ (مفردات راغب) اے میرے اللہ مجھے قید خانہ زیادہ پیارا ہے اس سے جس کی طرف مجھے یہ دعوت دیتی ہیں۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے یعنی ترغیب دیتا ہے۔

دعا بمعنی عبادت تَدْعُوْنَ۔ اَیْ تَعْبُدُوْنَ اَیْ تُسَمُّوْنَہُمْ اٰلِھَۃً مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سَوَاءٌ کَانُوْا ذَوِیْ عُقُوْلٍ اَمْ لَا (روح المعانی از آلوسی) تدعون یعنی تم عبادت کرتے ہو یعنی اللہ کے سوا تم ان کو خدا بناتے ہو خواہ عقل والے ہوں یا نہ ہوں۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِہٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَھُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ۝ تم فرما دیجئے میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی کرتے ہو حکم نہیں ہے مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

یعنی مجھے اللہ تعالٰی کا عرفان حاصل ہے میں جانتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں روشن دلیل قرآن کریم اور معجزات اور براہین توحید سب کو شامل ہے اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔ وہ عذاب جو استہزاءً حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے ہو امطر علینا حجارۃ من السماء ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سوال حضور سے بے جا ہے فرما دیجئے حکم نہیں مگر اللہ کا۔ وہ تاخیر وتعجیل عذاب میں مختار ہے وہی فرماتا ہے اور

وہی حق اور حکمت کا وہی مالک ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور وہی حکم دینے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ

تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

فرما دیجئے اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جسکی تم جلدی کر رہے ہو یعنی اگر تم پر عذاب لانا میرے قبضہ میں ہوتا تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا یعنی میں تو تمہیں فوراً ہلاک کر دیتا ایک ساعت کی مہلت نہ دیتا۔ لیکن اللہ تعالے اپنی حکمت بالغہ سے تم پر عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا اور اللہ تعالے جانتا ہے ظالموں کو۔

شان نزول: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کفار کو دعوت اسلام دی اور اسلام قبول نہ کرنے پر عذاب الٰہی سے ڈرایا تو ان کے بعض سرداروں نے بطور مذاق کہا کہ وہ عذاب جلدی لائیے ہم کو اس کا انتظار ہے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم پر پتھروں کی بارش کرا دیجئے۔ عذاب لے آئیے اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

خلاصہ مفہوم آیت۔ یعنی اللہ تعالے ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں تو جسے وہ چاہے وہی غیب پر مطلع ہو سکتا ہے بغیر اللہ تعالے کے بتائے کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اللہ تعالے نے ماکان ومایکون کے علوم اس میں مکتوب فرمائے اور اس قسم کے مفہوم کی وضاحت عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی غیب کا جاننے والا ہے نہیں مطلع فرماتا اپنے غیب پر کسی کو مگر اسے جس سے اللہ راضی ہو جائے اپنے رسولوں سے۔ وغیرہ آیات میں جو مضامین ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذاتی غیب کا علم سوا اللہ تعالے کے کسی کو حاصل نہیں۔ مگر جسے اللہ تعالے عطا فرمائے۔

بلکہ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے جو کچھ اس نے سیدالانبیاء حبیب کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں وہ اس آیت کریمہ کے مفہوم کے منافی نہیں۔ چنانچہ صاحب تفسیر نسفی بھی یہی فرماتے ہیں۔

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں مگر وہی۔ مفاتح جمع ہے مفتاح کی۔

اور وہ عذاب و رزق کے خزانوں اور جو بندوں سے غائب ہیں ثواب، عذاب عمر کی مدتیں۔ احوال حیات اور بعد الممات۔ سب کو غیب کہا اس کے لیے بطریق استعارہ کنجی فرمایا اس لیے کہ کنجی پہنچا دیتی ہے اس تک جو خزانے میں محفوظ ہے اور جو کنجی اور اس کی کیفیت افتتاح کو جان لے وہ پہنچ جاتا ہے اس خزانہ تک۔

اس میں ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے پاس مفتاح غیب ہیں اور تمہارے پاس مفتاح عیب جو غیب پر ایمان لے آیا اس پر اللہ تعالےٰ اس کے عیبوں سے پردہ ڈال دیتا ہے۔

اور وہ جانتا ہے جو کچھ بر میں ہے سبزہ سے اور زمین کے چلنے والوں سے اور دریا میں حیوان و جواہرات سے اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس میں ما نافیہ ہے اور من استغراقی۔ یعنے وہ ان پتوں کی گنتی ان کا احوال گرنے سے قبل اور اس کے بعد سب جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور کوئی تر نہیں نہ خشک مگر روشن کتاب میں ہے۔ کتاب سے مراد علم اللہ یا لوح محفوظ ہے اس کے بعد کافروں کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّىۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ ۝ اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے (اور تم پر نیند مسلط ہوتی ہے) اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ مقررہ میعاد پوری ہو (اور عمر اپنی انتہاء کو پہنچے) پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے پھر وہ بتا دیگا جو کچھ تم کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ میں

بعث بعد الممات یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی دلیل ہے کہ جس طرح روزمرہ سونے کے بعد ایک قسم کی موت تم پر طاری کی جاتی ہے جس سے تمہارے حواس معطل ہوتے ہیں اس کے بعد چلنا پھرنا پکڑنا بیداری کے تمام حرکات ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر تمہیں بیدار کرنے کے بعد وہی تمام قوتیں تمہارے قویٰ کو عطا ہو جاتی ہیں۔

یہ دلیل ہے اس امر کی کہ بعد مرد ن تمہیں زندہ فرما کر زندگانی کے تمام تصرفات۔ بعد موت اسی طرح عطا فرمانے پر قادر ہے۔

چنانچہ نسفی میں بھی اسی طرح ہے۔ (ترجمہ)

اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے یعنی تمہاری جانیں تمام تصرفات سے نیند میں سلب فرما لیتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ یعنی گناہوں وغیرہ سے جو کچھ تم کرتے ہو پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے یعنی سلا کر جگاتا ہے دن میں تاکہ مقررہ مدت پوری ہو یعنے تمہاری دنیا کی زندگی کے دن پورے ہوں پھر اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے یعنی پھر تمہارا رجوع بعد موت کے بعثت میں ہے پھر وہ بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اپنی زندگی کے لیل و نہار میں۔

بعض ارباب کلام اس کی یوں تصریح فرماتے ہیں کہ جسم انسان میں ہر حس کے لیے علیحدہ علیحدہ روح ہے جو نیند کے وقت قبض کر لی جاتی ہے پھر جب نیند چلی جاتی ہے تو وہ تمام ارواح لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

مگر وہ روح جس سے انسان زندہ ہے وہ قبض نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی زندگی کی مدت پوری ہو جائے۔

اور وہ ارواح معنوی ان سے مراد وہی روح ہے جو حواس کے ساتھ وابستہ رہتی ہے جس سے سمع۔ بصر۔ اخذ۔ مشی۔ شم۔ یعنی سننا۔ دیکھنا۔ پکڑنا۔ چلنا۔ سونگھنا۔ دیکھنا وابستہ ہے۔

اور ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ سے مراد یہ ہے کہ تمہیں سلا کر جگا دیا جاتا ہے۔ اور ارواح وحواس لوٹا دی جاتی ہیں۔

اس سے یہ دلیل حاصل ہوتی کہ منکرین بعثت سمجھ سکیں کہ جب نیند میں ارواح حواس قبض کی جاتی ہے اور جاگنے میں وہ لوٹ آتی ہے۔

تو اسی طرح وہ روح جس سے حیات انسانی وابستہ ہے وہ بھی بعد موت واپس کر کے زندگی ہو سکتی ہے قلیلہا تفضی الی کثیرھا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سیزدہم پ سورۃ انعام

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ — اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے

حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ۝

تم پر اپنے نگہبان حتیٰ کہ جب آتی ہے کسی کو تم میں سے موت تو قبض کرتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ تقصیر نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ۝

پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو سچا مولا ہے خبردار اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔

قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝

فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں نجات دے جنگل کی اندھیریوں اور دریائی آفتوں سے جسے تم پکارتے ہو تضرع کر کے خفیہ اگر وہ ہمیں نجات دے اس بلا سے تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔

قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

فرما دیجئے اللہ ہی تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ ۝

فرما دیجئے وہی قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا بھڑا دے تمہیں مختلف گروہ سے اور چکھائے بعض کو تکلیف بعض کی دیکھو کیسے ہم طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ سکیں۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ۝

اور جھٹلایا اسے تمہاری قوم نے اور وہی حق ہے فرما دیجئے میں تم پر وکیل نہیں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ٘ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

ہر خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے۔

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اور جب آپ دیکھیں انہیں جو الجھ رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے اعراض کیجئے حتیٰ کہ وہ الجھ جائیں کسی غیر بات میں اور اگر بھلائے شیطان تم لوگوں کو تو نہ بیٹھیں یاد آنے پر ظالم قوم کے ساتھ

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

اور ان پر لازم نہیں جو متقی ہیں ان کے حساب سے کچھ لیکن نصیحت دینا تاکہ وہ تقوی کریں۔ اور چھوڑ انہیں جو بنالئے ہیں اپنا دین ہنسی کھیل اور فریب دیتی ہے انہیں حیات دنیا اور نصیحت دو انہیں قرآن سے تاکہ ان کی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے نہیں ان کا اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو نہ لیے جائیں اس سے یہ ہیں وہ جو پکڑے گئے اپنے کیے پر انہیں پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے کفر کا۔

حل لغات رکوع سیزدہم پ ۷ سورۃ انعام

وَ۔اور	ھو۔وہ	القاھر۔غالب ہے	فوق۔اوپر
عباد۔بندوں	ہٖ۔اپنے کے	و۔اور	یرسل بھیجتا ہے
علیکم۔تم پر	حفظۃ۔نگہبان	حتی۔یہاں تک کہ	اذا جب
جاء۔آتی ہے	احدا۔ایک	کم۔تمہارے کو	الموت۔موت
توفتہ۔توفوت کرتے ہیں اسکو	رسلنا۔ہمارے بھیجے ہوئے	و۔اور	ھو۔وہ
لا۔نہیں	یفرطون۔کوتاہی کرتے	ثم۔پھر	ردوا۔لوٹائے جائینگے
الی۔طرف	اللہ۔اللہ کی	مولٰھم جو انکا مولا ہے	الحق۔سچا
الا۔خبردار	لہ۔اسی کا ہے	الحکم۔حکم	و۔اور
ھو۔وہ	اسرع۔جلدی	الحاسبین حساب لینے والا ہے۔	
قل۔کہہ دیں	من۔کون	ینجیکم۔نجات دیتا ہے تم کو	
من ظلمت۔اندھیریوں سے		البر۔خشکی	و۔اور
البحر۔سمندر کی سے	تدعونہ۔پکارتے ہو تم اس کو		تضرعا۔عاجزی سے

وَ۔ اور — خفیۃ۔ پوشیدہ — لئن۔ اگر — انجینا۔ نجات دی تو

ے ہم کو — من ھذہ۔ اس سے — لنکونن۔ تو ہونگے ہم — من الشاکرین۔ شکر

کرنے والوں سے — قل۔ فرمائیے — اللہ۔ اللہ — ینجیکم۔ نجات دیتا ہے

تم کو — منہا۔ اس سے — و۔ اور — من کل۔ ہر

کرب مصیبت سے — ثم۔ پھر — انتم۔ تم — تشرکون۔ شرک کرتے ہو

قل۔ فرمائیے — ھو۔ وہ — القادر۔ قادر ہے — علی۔ اوپر اسکے

ان۔ یہ کہ — یبعث۔ بھیجے — علیکم۔ تم پر — عذابا۔ عذاب

من فوقکم۔ تمہارے اوپر سے — او۔ یا — من تحت۔ نیچے سے

ارجلکم۔ تمہارے پاؤں کے — او۔ یا — یلبسکم۔ بنا دے تم کو — شیعا۔ گروہ گروہ

و۔ اور — یذیق۔ چکھائے — بعضکم۔ بعض تمہارے کو — باس۔ لڑائی

بعض۔ بعض کی — انظر۔ دیکھ — کیف۔ کس طرح — نصرف۔ بیان کرتے ہیں

ہم — الایت۔ آیتیں — لعلہم۔ تاکہ وہ — یفقہون۔ سمجھیں

و۔ اور — کذب۔ جھٹلایا — بہ۔ اس کو — قومک۔ تیری قوم نے

و۔ اور — ھو۔ وہ — الحق۔ حق ہے — قل۔ کہہ

لست۔ نہیں ہوں میں — علیکم۔ تم پر — بوکیل۔ نگہبان — لکل۔ ہر

نبأ۔ خبر کے لیے — مستقر۔ وقت ہے — و۔ اور — سوف۔ جلدی

تعلمون۔ جان لوگے — و۔ اور — اذا۔ جب — رأیت۔ دیکھے تو

الذین۔ ان لوگوں کو جو — یخوضون۔ بحث کرتے ہیں — فی۔ بیچ

ایتنا۔ ہماری آیتوں کے — فاعرض۔ تو منہ پھیر لو — عنہم۔ ان سے — حتی۔ یہاں تک کہ

یخوضوا۔ بحث کریں — فی۔ بیچ — حدیث۔ بات — غیرہ۔ سوا

ہ۔ اس کے — و۔ اور — اما۔ اگر — ینسینک۔ بھلادے تجھ کو

الشیطان۔ شیطان — فلا۔ تو تو — تقعد۔ بیٹھ — بعد۔ بعد

الذکری۔ یاد آنے کے — مع۔ ساتھ — القوم۔ قوم — الظالمین۔ ظالم کے

و۔ اور — ما۔ نہیں — علی۔ اوپر — الذین۔ ان کے

یتقون۔ جو ڈرتے ہیں — من حسابہم۔ ان کے حساب سے — من۔ کچھ

شیٔ - چیز	و - اور	لکن - لیکن	ذکریٰ نصیحت ہے
لعلہم - تاکہ	یتقون - پرہیزگار ہوں	و - اور	ذر - چھوڑ دو
الذین - ان کو جنہوں نے	اتخذوا - پکڑا	دینہم - اپنے دین کو	لعبا - کھیل
و - اور	لھوا - تماشہ	و - اور	غرتہم - دھوکہ دیا ان کو
الحیوٰۃ - زندگی	الدنیا - دنیا کی نے	و - اور	ذکر - نصیحت کر
بہ - اس کے ساتھ	ان - یہ کہ	تبسل - پکڑا جائے	نفس - کوئی آدمی
بما - بدلے اسکے جو	کسبت - کمایا	لیس - نہیں	لہا - اس کے لیے
من دون - سوا	اللہ - اللہ کے	ولی - کوئی دوست	و - اور
لا - نہ	شفیع - سفارشی	و - اور	ان - اگر
تعدل - عوض دے	کل - پورا	عدل - بدلہ تو	لا - نہ
یؤخذ - لیا جائے	منہا - اس سے	اولٰئک - یہ وہ	الذین - جو
ابسلوا - پکڑے گئے	بما - بدلہ	کسبوا - کمائی کے	لہم - ان کے لیے
شراب - پینا ہے	من حمیم - گرم پانی کا	و - اور	عذاب - عذاب
الیم - دردناک	بما - بدلے اسکے	کانوا - جو تھے وہ	یکفرون - کفر کرتے

مختصر تفسیر رکوع سیز دہم پ ۷ سورۃ انعام

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِيْنَ ۝

اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر بھیجتا ہے اپنے نگہبان حتیٰ کہ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو قبض کرتے ہیں ہمارے فرشتے اور وہ قصور نہیں کرتے پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو ان کا سچا والی ہے۔ خبردار رہو اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب کرنے والا ہے۔

قاہر - قہر سے بنا اس کے معنی ہیں غلبہ۔ قبضہ ساری مخلوق اس کے قبضہ میں ہے کسی کو اس کے مقابلہ کی جرأت نہیں یہ اللہ تعالےٰ کی صفت کمال ہے۔ غلبہ مطلقا برتری کو کہتے ہیں وہ غلبہ جو دائمی ہو۔ فوق کے معنی بلندی کے ہیں۔ عباد سے مراد بندے ہیں۔ انسان۔ جن۔ فرشتہ یا دیگر کوئی مخلوق اس قہار کے

غلبہ وقدرت سے باہر نہیں۔ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ یرسل مضارع فرمایا بھیجتا رہتا ہے عَلَيْكُمْ حَفَظَةً جمع ہے حافظہ کی اس کے معنی ہیں نگہبانی حفاظت سے۔ مراد حفاظت جان ہے یا حفاظت اعمال ان سے مراد کاتبین اعمال ہیں۔

خلاصۂ تفسیر

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک دائیں ایک بائیں نیکیوں کا کاتب داہنی طرف کا فرشتہ ہے اور بدیاں لکھنے والا بائیں طرف کا فرشتہ ہے۔ اس کے ذکر کی یہ حکمت ہے کہ انسان یہ معلوم کرکے ہوشیار رہے اور گناہوں کے ارتکاب سے اجتناب کرے اور خیال کرے کہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور بروز قیامت اس کا نامۂ اعمال مخلوق کے سامنے پڑھا جائے گا تو سمجھ لینا چاہئے کہ گناہ کس قدر رسوائی کا سبب ہوں گے۔

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ۔ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں اور وہ قصور نہیں کرتے۔ حتیٰ انتہا کے لیے ہے۔ موت سے مراد علامات موت یا وقت موت ہے یعنی نگرانی کرنے والے فرشتہ تم پر بھیجے جاتے ہیں۔ موت آنے پر کاتبین کی کتابت ختم ہو جاتی ہے۔

رحمت کے فرشتوں کا جان نکال لیتے یا روح کو لینے کے لیے حاضر ہوتا۔ جب تم میں کسی کو موت آتی ہے تو ہمارا فرشتہ اس کی روح قبض کرتا ہے۔ اس فرشتے سے مراد یا تو تنہا ملک الموت ہے اور اور صیغہ جمع کا استعمال جمع تعظیمی ہے یا ملک الموت معہ ان کی جماعت کے فرشتے مراد ہیں جو حضرت ملک الموت کے اعوان کہے جا سکتے ہیں۔

تو جب کسی کو موت آتی ہے تو بحکم ملک الموت وہ قبض ارواح کرتے ہیں اور جب روح قریب حلق آتی ہے تو خود ملک الموت قبض کرتے ہیں (خازن) اور یہ تعمیل حکم میں اتنے چست ہیں کہ قطعی کوتاہی نہیں کرتے چنانچہ وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ فرمایا۔ پھر وہ روح اللہ تعالےٰ کی طرف پھیری جاتی ہے۔ جو سب کا سچا مولا ہے اور اسی کا حکم حکم ہے اور سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے اور یہ اس لیے کہ اسے کسی معاملہ میں سوچنے جانچنے کی احتیاج ہی نہیں ہے اور اس روز اس کے سوا کسی کا بھی حکم نہیں۔ تفسیر نسفی میں ہے

(ترجمہ) اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر بھیجتا ہے اپنے نگہبان۔ یعنی ملائکہ محافظین

اعمال اور وہ کرام کاتبین ہیں تاکہ بندہ خوف رکھے ارتکاب معصیت سے اور یہ کہ سمجھے اس کا اعمالنامہ علی رؤس الاشہاد پڑھا جائے گا حتیٰ کہ جب تم میں کسی کی موت آئے تو قبض کرتے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے یعنی وہ فرشتے روح قبض کر لیتے ہیں یعنی ملک الموت اور انکے اعوان اور وہ قصور نہیں کرتے یعنی تعمیل حکم میں ان کی طرف سے توانی اور سستی نہیں۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ پھر پھیرے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا سچا مولیٰ والی ہے یعنی اللہ کے حکم کی طرف پھیرے جاتے ہیں اس دن اس کے سوا کسی کا حکم نہیں اور وہ سب سے زیادہ جلدی حساب کرنے والا ہے۔ اس لیے کہ اسے حساب میں کوئی دقت نہیں ہے وہ تمام مخلوق کا حساب جانتا ہے یہاں تک کہ بکری کا دودھ دوہنے تک میں حساب ختم کر دیگا۔

ثُمَّ۔ اس لیے فرمایا گیا کہ حشر میں لوگ خود نہ جائیں گے بلکہ فرشتے لے کر جائیں گے اس لیے رُدُّوا فرمایا گیا۔ بارگاہ رب العزت میں بعض کو عذاب کے فرشتے پیش کرینگے بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش فرمائیں گے۔ مولیٰ۔ مالک۔ والی۔ وارث۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے۔ حق کے معنی واجب الوجود۔ موجود حقیقی۔ ہمیشہ رہنے والا ہے (روح المعانی) اَسْرَعُ۔ سُرعت سے ہے بہت جلد۔ حاسبین جمع ہے یعنی اللہ تعالیٰ سارے حساب لینے والوں سے بہت جلد حساب لینے والا ہے یعنی قیامت کے دن بڑے چھوٹے عمل کا حساب ہوگا۔ مدارک۔ بیضاوی

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فرما دیجئے وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل کی اندھیریوں اور دریائی آفتوں سے جسے تم پکارتے ہو تضرع و زاری سے اور چپکے چپکے کہ اگر وہ ہمیں نجات دے اس سے تو ہم ضرور شکر گذار ہوں۔

فرمائیے کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے ظلمات بر و بحر سے یعنی خوف اور ہول سے جو ظلمات بر اور صواعق اور دریائی موجوں سے پیدا ہو جسے پکارتے ہو تضرع و زاری سے اور خفیہ طور پر آہستہ کہتے ہو اگر وہ ہمیں نجات دے تو ہم ضرور اس کا شکر کریں۔

اس آیت میں کفار کو تنبیہ کی گئی کہ جس کی خشکی اور تری میں سفر کے اندر جب وہ مبتلائے آفات ہو کر پریشان ہوتے ہیں اور ایسے شدائد پیش آتے ہیں جس سے دل کانپ جاتے ہیں اور دلوں کو وہ خطرات مضطرب اور بے چین کر دیتے ہیں اس وقت بت پرست بتوں کو بھول کر اللہ تعالیٰ سے بتضرع

وزاری دعا کرتا ہے اور کہتا ہے اگر اس مصیبت سے ہمیں اللہ نے نجات دیدی تو ہم اللہ تعالے کے شکر گزار ہوں گے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ تم فرماؤ اللہ ہی تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔ اور بجائے شکر گزاری کے ایسی ناشکری کرتے ہو اور باوجود جان لینے کے کہ بت بیکار ہیں پھر انہیں اللہ کا شریک ٹھہرانا کتنی بڑی نادانی اور گمراہی ہے۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ تم فرماؤ کہ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھادے یعنی قوم لوط اور اصحاب فیل کا سا عذاب تمہارے اوپر سے کنکر برسا کر لائے یا فرعون کا سا غرق یا قارون کا سا خسف تمہارے پاؤں تلے سے ہو یا امساک باراں وغیرہ قسم کے عذاب بھیجدے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے قتل بعض سے بعض کو۔ عربی محاورہ میں بأس تلوار کے عذاب کو ہی کہا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ میری امت پر عذاب اوپر اور نیچے کا نہ ہو تو اللہ تعالے نے قبول فرمایا۔ پھر دعا فرمائی کہ تلوار کا عذاب بھی نہ ہو تو اس دعا سے حضور کو منع کر دیا گیا اور جبریل نے عرض کیا کہ حضور کی امت کی فنا تلوار سے ہے۔

اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں۔

ایک جماعت اس طرف ہے کہ اس سے امت محمدی مراد ہے اور یہ آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم ہے تو حضور نے عرض کیا یا الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں پھر جب پاؤں تلے کے عذاب کا ذکر آیا تو نے حضور نے پناہ مانگی۔ پھر جب اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا نازل ہوا جسکے معنی ہیں ہم نے بھڑا دیئے مختلف گروہ کرکے ایک کو دوسرے سے لڑا کر لڑائی کی سختی چکھا دے تو حضور نے فرمایا یہ آسان ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس آیت کے پہلے دو عذاب کفار مشرکین کے لیے ہیں آخری

عذاب یعنی آپس میں نااتفاقی اور جنگ وجدال مسلمانوں کے لیے ہے۔ سیدنا ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ آسمانی اور زمینی عذاب قیامت کے قریب ہوگا۔ خازن

مسلم شریف میں ہے کہ ایک روز حضور نے مسجد بنی معاویہ میں دوگانہ ادا فرمایا اس کے بعد طویل دعا کی پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میں نے اپنے رب سے تین سوال کیے تھے ان میں سے دو تو منظور ہو گئے اور ایک سوال کو روک دیا جو منظور ہوئے وہ یہ ہیں۔

اول قحط عام سے میری امت ہلاک نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ غرق سے اسے عذاب نہ فرمائیے۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ نہ ہو یہ قبول نہ ہوا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○ دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ انہیں سمجھ آجائے۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ○ اور جھٹلاتے ہیں اس کو تیری قوم والے یعنی قریش قرآن کریم اور عذاب کے نزول کو۔ فرما دیجئے میں تم پر نگہبان نہیں اس لیے کہ میں ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔ میرا کام ہدایت کرنا (رستہ دکھانا) ہے اور قلوب کی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں ان کے لیے وقت مقرر ہے اور ان کا وقوع ٹھیک اسی وقت ہوگا تو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا یہ تہدیداً فرمایا گیا آگے ارشاد ہے۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اور جب دیکھے تو انہیں جو ہماری آیتوں میں الجھتے ہیں یعنی قرآن کریم کو استہزاءً پڑھتے اور اس میں طعن کرتے ہیں یعنی قریش کے لوگ ایسا کرتے تھے۔ فاعرض عنہم تو ان سے منہ پھیر لے اور ان کے پاس نہ بیٹھ اور ان سے اٹھ کر علیحدہ ہو جا یعنی انکی ہم نشینی ترک کر کے ان سے تجنب اختیار کرنا چاہیئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی جس مجلس میں دین کا احترام نہ کیا جائے مسلمان کو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اس سے واضح ہوا کہ بے دینوں اور منکروں کے جلسہ میں جہاں وہ اسلام اور قرآن کے خلاف گستاخیاں کریں وہاں جانا اس جلسہ میں شرکت کرنا جائز نہیں اور اگر وہاں بغرض رد یا انکے اعتراضات کا جواب دینے کو جایا جائے تو اسے مجالست نہیں کہتے احقاق حق کے لیے کسی مخالف مجلس میں جانا

ممنوع نہیں اس کی تصریح آگے آتی ہے۔

حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ۔ جبتک وہ اور باتوں میں پڑیں یعنی قرآن پر اعتراض نہ کریں بلکہ دوسری باتوں میں اگر مشغول ہوں تو ان کے پاس بیٹھنا ممنوع نہیں۔

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ان کے پاس نہ بیٹھ جو ظالم ہیں۔

وَمَا عَلَی الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِہِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّلٰکِنْ ذِکْرٰی لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ ۝ اور نہیں ان پر جو پرہیزگار ہیں ان کے حساب سے کچھ۔ یعنی ان کا گناہ جو قرآن کریم میں الجھیں نہیں اس کی تکذیب اور استہزاء کرتے ہیں ان پر کچھ نہیں۔ یعنی ارباب تقوی پر مستہزئین کے گناہ کا بار نہیں ولیکن ذکری۔ یعنے نصیحت دینا شاید کہ وہ بھی پرہیزگار ہو جائیں اور حیا کرتے ہوئے استہزاء سے اجتناب کریں یعنی قرآن کریم پر طعن واستہزاء کرنے والوں کے گناہ انہیں پر ہیں اس سے ہی اس کا حساب ہوگا۔ پرہیزگاروں سے نہیں ہوگا۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی کا حکم آیا تو انہیں خطرہ ہوا کہ جب ہم ان کے پاس ترک کر دیں گے تو منع کرنا بھی چھوٹ جائے گا تو کہیں اس کا عذاب تو ہمیں نہ ہوگا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے یہ مستفاد ہوا کہ پند و نصیحت اور اظہار حق کے لیے ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جائز ہے اس لیے کہ اس قسم کی نصیحتوں سے شاید انہیں خوف آئے اور وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَہُمْ لَعِبًا وَّلَہْوًا۔ اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جنہوں نے بنا لیا اپنا دین کھیل کود کو۔

یعنی وہ لوگ جو دین کو تکلیف سمجھیں اور چھوڑ دیں دین اسلام کو اور تمسخر اور استہزاء کریں۔ ذَرْہُمْ کے معنی اَعْرِضْ عَنْہُمْ ہیں یعنی ان سے منہ پھیر لو اور ان کی تکذیب و مذاق کی پرواہ نہ کرو دِیْنَہُمْ سے مراد ان کا مذہب اور گھڑے ہوئے مسائل جیسے بحیرہ۔ سائبہ جانوروں کو حرام جاننا کھیل کود سے مراد بت پرستی۔ ناچ گانے کھیل تماشے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ساری قوموں نے اپنے بڑے دنوں میں کھیل کود۔ لہو و لعب کو اختیار کیا۔ صرف اسلام ہی وہ دین حق ہے جس کی عید بھی نماز اور قربانی خیرات صدقات سے منائی جاتی ہے۔ لہو کہتے ہیں ایسے فعل کو جس میں خواہش نفسانی اور طرب کے لیے انسان مشغول ہو

وَغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا ۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا۔

غَرَّتۡ کے معنی دھوکہ فریب ۔ یعنی ان کو دنیاوی زندگی نے دھوکہ دیا کہ وہ سمجھے کہ بس دنیا ہی میں جینا ہے ۔ وَذَكِّرۡ بِهٖۤ اَنۡ تُبۡسَلَ نَفۡسٌ بِمَا كَسَبَتۡ ۔ اور قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کیے پر پکڑی نہ جائے جو اس نے کمایا ۔ یعنی قرآن کریم سنا کر وعظ و پند کرو کہ کہیں پکڑی نہ جائے کوئی جان اپنے کرتُوت پر اس خوف سے کہ وہ ہلاکت میں نہ پڑ جائیں اور کہیں رہن نہ ہو جائیں برائیوں اور گناہوں کے لیے ۔ ذَكِّرۡ ۔ تذکیر سے بنا اس کے معنی نصیحت کرنا ۔ ڈرانا ۔ بِهٖ ۔ سے قرآن کریم مراد ہے ۔ تُبۡسَلَ بَسۡلٌ سے بنا ۔ اس کے معنی ہیں روکنا ۔ پکڑ لینا ۔ اسی لیے پہلوان کو بھی باسل کہتے ہیں ۔ نَفۡسٌ سے مراد کافر لوگ مَا كَسَبَتۡ سے کفر شرک مراد ہیں جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں قید کر دیا جائے گا ۔

لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ ۔ نہیں ہے اس کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ شفاعت کرنے والا ۔ ان کا اللہ کے سوا کوئی ولی جو اپنی قوت سے ان کی مدد کرے اور نہ شفیع جو دفع کر سکے اس سے عذاب ۔ جب لفظ دُوۡنَ الوہیت یا عبادت کے ساتھ آوے تو معنی سوا ہوتا ہے کیونکہ اللہ کے سوا نہ کوئی الٰہ ہے نہ کوئی معبود ۔

وَاِنۡ تَعۡدِلۡ كُلَّ عَدۡلٍ لَّا يُؤۡخَذۡ مِنۡهَا ۔ اور اگر وہ معاوضہ میں دے ہر بدلہ تو قبول نہ کیا جائے گا اس سے بدلہ ۔

فدیہ یعنی معاوضہ تمام ادا کرے تو اس سے نہ لیا جائے گا ۔ تَعۡدِلۡ ۔ عدل سے بنا اس کے معنی فدیہ کفارہ اور بدل ہے ۔ فدیہ دہندہ کو دیتا ہے اس لیے کہ وہاں فدیوں سے کام نہیں چلے گا کیونکہ یوم حشر یوم جزا ہے ۔ یوم عمل نہیں ۔ فدیہ ایک عمل ہے ۔ یہاں عدل سے مراد فدیہ ہے بعض مفسرین نے کہا کہ یہاں عدل سے مراد شرک و کفر اور گناہوں کے کفارات ہیں جو منظور نہیں ہوں گے ۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اُبۡسِلُوۡا بِمَا كَسَبُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ ۔ یہی لوگ ہیں جو ہلاک کئے گئے ہیں بوجہ اپنے کرتوتوں کے ان کے لیے پینے کو کھولتا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کیا کرتے تھے ۔

وہ جو اپنے کیے پر پکڑے گئے انہیں کھولتا پانی اور دردناک عذاب ہے ان کے کفر کے بدلے انہیں کھولتا پانی پینے کو ملے گا ۔ اُبۡسِلُوۡا کے معنی پکڑے گئے ۔ حَمِيۡمٍ کھولتا گرم پانی ۔ بدعقیدگیاں جو حق کے خلاف ہیں ۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چاردہم پ۷ سورۃ انعام

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

فرما دیجئے کیا پکاریں ہم اللہ کے سوا ان کو جو نہ نفع دیں ہمیں اور نہ نقصان پہنچائیں اور پھر جائیں ہم اپنی ایڑیوں پر بعد اس کے کہ ہدایت دی ہمیں اللہ نے جیسے وہ آدمی کہ پریشان کر دیا ہو اسے شیطانوں نے زمین میں حیران کر کے اس کے ساتھی ہیں جو اسے پکارتے ہیں راستہ کی طرف کہ ہمارے پاس آجا۔ فرما دیجئے ہدایت اللہ کی وہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہانوں کے پالنے والے کے پوری طرح فرمانبردار رہیں۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور یہ کہ قائم کرو نماز کو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اور وہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور جس دن کہے گا ہو جا تو ہو جائے گی۔

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اس کی بات سچی ہے اور اسی کی بادشاہی ہے جس دن صور پھونکا جائے گا وہ جاننے والا ہے غیب اور حاضر کا اور وہ حکمت والا ہے خبردار۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّىْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آذر کو کیا تو بناتا ہے بتوں کو معبود بے شک میں دیکھتا ہوں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِىْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ

اور اسی طرح دکھلاتے تھے ہم ابراہیم کو زمین اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝

آسمانوں کی بادشاہی اور تاکہ ہو وہ یقین کرنے والوں سے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۝

پھر جب اس کو رات نے ڈھانپ لیا اس نے دیکھا ستارہ چمکتا ہوا۔ اس نے کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۝

پھر جب اس نے چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا اگر مجھے میرے رب نے راہ نہ دکھایا تو میں ہو جاؤں گمراہ قوم سے۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

پھر جب اس نے چمکتا ہوا سورج دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جنکو تم شریک بناتے ہو۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

بے شک میں نے پھیر لیا اپنے منہ کو اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ایک رخ ہو کر اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ

اور اس سے اس کی قوم نے جھگڑا کیا اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے راہ دکھائی اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کے ساتھ مگر یہ کہ کچھ میرا رب ہی چاہے۔ سما لیا ہے میرے اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم میں کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَا اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور کس طرح ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک بنایا اور نہیں ڈرتے تم کہ تم نے شریک بنایا اللہ کے ساتھ ان کو جن کی تم پر اللہ نے کوئی دلیل نہ اتاری۔ تو دونوں فریق میں سے امن کا کون زیادہ حقدار ہے اگر تم جانتے ہو۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہ کی انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حل لغات رکوع چاردہم پ سورۃ انعام

قل۔ کہو	ا۔ کیا	ندعوا۔ پکاریں ہم	من دون۔ سوا
اللہ۔ اللہ کے	ما۔ اسکو جو	لا۔ نہ	ینفعنا۔ نفع دے ہم کو
و۔ اور	لا۔ نہ	یضر۔ تکلیف دے	نا۔ ہم کو
و۔ اور	نرد۔ ہم پھیرے جائیں	علی۔ اوپر	اعقابنا۔ اپنی ایڑیوں کے
بعد۔ بعد	اذ۔ اس کے کہ	ھدا۔ ہدایت دی	نا۔ ہم کو
اللہ۔ اللہ نے	کالذی۔ جیسے وہ آدمی کہ	استھوتہ۔ پریشان کر دیا ہوا اس کو	
الشیاطین۔ شیطان نے	فی۔ بیچ	الارض۔ زمین کے	حیران۔ حیران کر کے
لہ۔ اس کے	اصحب۔ ساتھی ہیں جو	یدعونہ۔ جو بلاتے ہیں اسکو	الی۔ طرف
الھدی۔ ہدایت کی	ائتنا۔ آجا ہمارے پاس	قل۔ کہو	ان۔ بیشک
ھدی۔ ہدایت	اللہ۔ اللہ کی	ھو۔ وہی ہے	الھدی۔ ہدایت
و۔ اور	امر۔ حکم دیا گیا	نا۔ ہم کو	لنسلم۔ کہ فرمانبردار ہوں
لرب۔ واسطے رب	العالمین۔ جہانوں کے	و۔ اور	ان۔ یہ کہ
اقیموا۔ قائم کرو	الصلوۃ۔ نماز	و۔ اور	اتقوہ۔ ڈرو اس سے
و۔ اور	ھو۔ وہ	الذی۔ وہ اللہ ہے کہ	الیہ۔ اسکی طرف

تحشرون۔ اکٹھے کیے جاؤ گے تم　و۔ اور　ھو۔ وہ
الذی۔ اللہ وہ ہے جس نے　خلق۔ پیدا کیے　السموات آسمان　و۔ اور
الارض۔ زمین　بالحق۔ حق کے ساتھ　و۔ اور　یوم جس دن
یقول۔ کہے گا　کن۔ ہو جا　فیکون۔ تو ہو جائیگا　قولہ۔ بات اسکی
الحق۔ سچی ہے　و۔ اور　لہ۔ اسی کی　الملک۔ بادشاہی ہے
یوم جس دن　ینفخ۔ پھونکا جائیگا　فی۔ بیچ　الصور۔ صور کے
عالم۔ جاننے والا ہے　الغیب۔ غیب　و۔ اور　الشھادۃ۔ حاضر کا
و۔ اور　ھو۔ وہ　الحکیم۔ حکمت والا　الخبیر۔ خبردار ہے
و۔ اور　اذ۔ جب　قال۔ کہا　ابراھیم۔ ابراہیم نے
لابیہ۔ اپنے باپ　آزر۔ آزر سے　ا۔ کیا　تتخذ۔ بناتا ہے تو
اصناما۔ بتوں کو　الھۃ۔ معبود　انی۔ بیشک میں　ارا۔ دیکھتا ہوں
ک۔ تجھ کو　و۔ اور　قومک۔ تیری قوم کو　فی۔ بیچ
ضلل۔ گمراہی　مبین۔ ظاہر کے　و۔ اور　کذلک۔ اسی طرح
نری۔ دکھاتے تھے ہم　ابراھیم۔ ابراہیم کو　ملکوت۔ بادشاہی　السموات۔ آسمانوں
و۔ اور　الارض۔ زمین کی　و۔ اور　لیکون۔ تاکہ ہو جائے
من الموقنین۔ یقین کرنے والوں سے　فلما۔ پھر جب　جن۔ ڈھانپ لیا
علیہ۔ اسکو　الیل۔ رات نے　رای۔ اس نے دیکھا　کوکبا۔ ایک ستارہ
قال۔ اس نے کہا　ھذا۔ یہ ہے　ربی۔ میرا رب　فلما۔ پھر جب
افل۔ غروب ہو گیا　قال۔ تو کہا　لا۔ نہیں　احب۔ پسند کرتا میں
الافلین۔ غروب ہونیوالوں کو　فلما۔ پھر جب　رای۔ دیکھا　القمر۔ چاند کو
بازغا۔ چمکتا ہوا　قال۔ کہا　ھذا۔ یہ ہے　ربی۔ میرا رب
فلما۔ پھر جب　افل۔ غروب ہو گیا　قال۔ کہا　لئن۔ اگر
لم۔ نہ　یھدنی۔ ہدایت دی　نی۔ مجھ کو　ربی۔ میرے رب نے
لاکونن۔ تو ہو جاؤں گا میں　من القوم۔ قوم　الضالین۔ گمراہوں سے
فلما۔ پھر جب　رای۔ دیکھا　الشمس۔ سورج کو　بازغۃ۔ چمکتا ہوا

قال۔کہا　ھذا۔یہ　ربی۔میرا رب ہے　ھذا۔یہ
اکبر۔بہت بڑا ہے　فلما۔پھر جب　افلت۔غروب ہوگیا　قال۔تو کہا
یقوم۔اے میری قوم　انی۔بیشک میں　بریٔ۔بیزار ہوں　مما۔اس سے
تشرکون۔جو شریک بناتے ہو تم　انی۔بیشک میں نے　وجھت۔رخ کیا
وجھی۔اپنے چہرے کا　للذی۔اس اللہ کی طرف جس نے　فطر۔پیدا کیے
السموات۔آسمان　و۔اور　الارض۔زمین　حنیفا۔ایک رخ ہوکر
و۔اور　ما۔نہیں ہوں　انا۔میں　من المشرکین۔مشرکوں سے
و۔اور　حاجہ۔جھگڑا کیا اس سے　قومہ۔اس کی قوم نے　قال۔کہا
ا۔کیا　تحاجو۔جھگڑتے ہو تم　نی۔مجھ سے　فی۔بیچ
اللہ۔اللہ کے　و۔اور　قد۔بیشک　ھدان۔ہدایت دی اس نے مجھے
و۔اور　لا۔نہیں　اخاف۔ڈرتا ہیں　ما۔جو
تشرکون۔شریک ٹھہراتے ہو تم　بہ۔اس کے　الا۔مگر
ان۔یہ کہ　یشاء۔چاہے　ربی۔میرا رب　وسع۔گھیر لیا ہے
ربی۔میرے رب نے　کل۔ہر　شیٔ۔چیز کو　علما۔علم میں
ا۔کیا　فلا۔پھر نہیں　تتذکرون۔نصیحت حاصل کرتے تم
و۔اور　کیف۔کیسے　اخاف۔ڈروں میں　ما۔اس سے
اشرکتم۔جو شریک بنائے تم نے　و۔اور　لا۔نہیں
تخافون۔ڈرتے تم　انکم۔کہ تم نے　اشرکتم۔شرک کیا　باللہ۔اللہ کے ساتھ
ما۔جو　لم۔نہیں　ینزل۔اتاری　بہ۔اسکے ساتھ
علیکم۔تم پر　سلطانا۔کوئی دلیل　فای۔تو کونسا　الفریقین۔دونوں فریقوں سے
احق۔زیادہ حقدار ہے　بالامن۔امن کا　ان۔اگر　کنتم۔ہو تم
تعلمون۔جانتے　الذین۔وہ جو　اٰمنوا۔ایمان لائے　و۔اور
لم۔نہ　یلبسوا۔ملایا انہوں نے　ایمانھم۔اپنے ایمان کو　بظلم۔شرک سے
اولٰئک۔یہی ہیں　لھم۔کہ ان کے لیے　الامن۔امن ہے　و۔اور
ھم۔وہ　مھتدون۔ہدایت والے ہیں۔

مختصر تفسیر رکوع چاردہم پ ۷ سورۃ انعام

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۔ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

فرما دیجئے کیا ہم اللہ کے سوا اسے پوجیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور پاؤں کے بل رد کر دیئے جائیں ہم بعد اس کے کہ ہدایت کی ہمیں اللہ نے مثل اس کے جسے بھلا دے شیطان راہ زمین میں۔ حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ پر بلا رہے ہیں کہ ادھر آ۔ فرما دیجئے اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھیں جو رب ہے سارے جہان کا اور یہ کہ نماز قائم رکھیں اور اسی سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

شان نزول:۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق قبل از اسلام اپنے والد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو بت پرستی کی طرف بلاتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس کے معنی یہ ہوئے کہ حضرت صدیق کو یہ جواب بتایا گیا کہ ہمارے لیے اسکی عبادت زیبا نہیں جو ہمیں نفع نہ دے سکے اگر ہم اسے پوجیں اور نقصان نہ پہنچا سکے جبکہ اسے ترک کر دیں۔ صاوی۔

قُلْ اَنَدْعُوْا۔ فرما دیجئے کیا میں اس کی پوجا کروں۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنے بیٹے عبدالرحمن کو فرمائیں جو آپ کو عبادت اصنام کی دعوت دے رہا ہے کہ کیا میں اس کی پرستش کروں اللہ کے سوا جو نہ نفع پہنچا سکے یعنی جس میں نہ نفع پہنچانے کی طاقت ہے اگر ہم اسے پوجیں اور نہ نقصان دینے کی استعداد اگر ہم اسے چھوڑ دیں اور صرف تمہارے کہنے سے پلٹ جائیں اپنی ایڑیوں پر یعنی شرک میں پھر پڑ جائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں ہدایت اسلام فرمائی اور ہمیں عبادت اصنام سے بچا لیا۔ اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی۔ مثل اس کے جسے شیطان نے جسے غیلان کہتے ہیں اور وہ سرکش جن کی قسم سے ہے راہ بھلا دی ہو زمین میں حیران پھر رہا ہو۔ نہیں سمجھ سکتا کہ کیا کرے اس کے لیے دعوت دے رہے ہیں اس کے رفیق ہدایت کی جسے طریق مستقیم کہتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں آ ادھر اور شیاطین کی دھوکہ بازی سے بچ۔ اس کی تصریح یہ ہے

کہ شیطان انسان کو اس کے محور صداقت سے گراتا ہے اور غیلان اس پر مستولی ہو کر اسے طریق اسلام سے گرا کر خلوات شیطان کا پیرو کر دیتا ہے اور عامۂ مومنین اسے بلاتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف ملتفت ہو۔ فرما دیجئے کہ ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور وہ ایک ہے اور ما سوا اس کے گمراہی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کے لیے گردن رکھ دیں جو سارے عالموں کا رب ہے اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ

اس آیت کریمہ میں حق و باطل کی دعوت دینے والوں کی ایک تمثیل بیان فرمائی گئی کہ جس طرح ایک مسافر اپنے رفیقوں کے ساتھ تھا کہ جنگل میں غول بیابانی یعنے بھوتوں اور شیطانوں نے اسے راستہ سے بہکا دیا اور اسے جچا دیا کہ منزل مقصود کی یہی راہ ہے اس کے رفیق اسے منزل مقصود کی راہ راست کی طرف بلانے لگے وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا کہ کدھر جائے۔

انجام یہ ہوا کہ اگر وہ غلط راہ پر چل دیا تو ہلاک ہوگا اور رفیقوں کا کہا ماننے تو سلامت رہے گا منزل مقصود مل جائے گی۔

یہی حال اس شخص کا ہے جو

طریقہ اسلام سے بہکا اور گمراہی کی طرف چل دیا۔ مسلمان اسے راہ راست پر بلاتے رہے اگر یہ انکی آواز پر لبیک کہے تو راہ پا جائے ورنہ ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى کا یہی مفہوم ہے کہ جو طریق اللہ تعالے نے اپنے بندوں کو واضح کیا وہی ہدایت ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ باطل و گمراہی ہے۔ یہی مفہوم علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بیان فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے گا کہ تو ہو جا تو بس ہو جائے گا اسی کا فرمان ہے حق اور اسی کی حکومت اور ملک ہوگا جس دن پھونکا جائے گا صور وہ جاننے والا ہے چھپی چیز کا اور ظاہر چیز کا اور وہی ہے حکمت والا اور سب کچھ جاننے والا۔

ھُوَ سے اللہ تعالے کی ذات مراد ہے۔ اَلَّذِیْ سے اس کی شان مراد ہے۔ خلق کا معنی پیدا کرنا نیست سے ہست کر دینا بالحق، تاقابل فنا۔ یعنی اللہ تعالے وہ قدرت والا ہے جس نے آسمان و زمین

حکمتوں سے بھرپور پیدا فرمائے۔ یوم یعنی وقت ہے کیونکہ قیامت میں نہ دن ہوگا نہ رات۔ کن سے مراد ارادہ ہے۔ یکون۔ تمام فنا شدہ اشیاء کا وجود میں آنا جیسا کہ صور کے نفخ پر ہوگا۔

اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین بنائے اپنی حکمت سے اور فنا شدہ چیزوں کو حکم کرے گا ہو جاؤ تو وہ ہو جائیں گی اور اسی کی بات حق ہے اور اسی کے لیے تمام ملک ہے جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا وہی حکمت والا خبردار ہے۔ افناء۔ احیاء اور حساب اور جزا میں۔ خلاصہ مفہوم آیات یہ ہے کہ

اس کی قدرت کاملہ اور اس کا علم محیط ہے اور اسکی حکمت و صنعت ظاہر ہے اس کے حضور تمام کوئی بھی کوئی دعوی سلطنت کرنے والا نہ ہوگا۔ تمام جابر ظالم اور دنیا کی سلطنت پر فرعونیت کا غرور کرنے والے دیکھیں گے کہ دنیا میں جو دعاوی سلطنت تھا وہ باطل تھا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ یاد فرمائیے وہ واقعہ جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو کہا۔ یہ نام آپ کے باپ کا ہے یا لقب ہے اس لیے کہ نساب کی جماعت اس کے خلاف ہے ان کی تحقیق میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ ہے۔

تحقیق اسم آزر

تفسیر کبیر میں ہے تارح بعض نے ح سے لکھا ہے اور بعض نے خ سے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں ابراہیم بن آزر توریت میں ہے اس بناء پر یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت ابراہیم کے والد کے دو نام ہیں آزر اور تارخ جیسے یعقوب اور اسرائیل۔ دو نام ایک آدمی کے ہو سکتے ہیں۔

اور ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آزر نام ہو اور تارخ لقب ہو اس لیے کہ قرآن کریم نے آزر ہی نام بتایا ہے۔ اگرچہ فن نسب کے ماہرین اور مورخین تارخ ہی بتا رہے ہیں۔ ہم اسے ضعیف درجہ میں مانتے ہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ احبار یہود و انصاب سے سن کر فن نسب کے جاننے والوں نے یہ لکھا ہو۔ مگر قرآن کریم آزر ہی فرماتا ہے۔ لہذا اسرائیلیات کی روایات ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔

ایک قول ہے تارح۔ تا۔ را۔ حا کے ساتھ علامہ طیبی نے اسے نقل کیا اور وہ قاموس کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور تارح آپ کے والد کا نام ہے۔

اور یہ وہ قول ہے جسے شیخ مفسر نے اپنے ان رسالوں میں بیان کیا جن میں انہوں نے ایمان آبائہ الکرام کا ثبوت دیا ہے۔ اب علامہ آلوسی کی تحقیق روح المعانی سے ملاحظہ ہو۔

آزر بروزن آدم نام عجمی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا اور یہ ایک قریہ کے رہنے والے سواد کوفہ ہیں۔

زجاج کہتے ہیں کہ فن نسب کے ماہروں میں بالکل اختلاف نہیں اس امر میں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح تھا۔ تا۔ الف۔ را مفتوح اور حاء آخر میں اور رخ کے ساتھ بھی مروی ہے۔

ابن منذر بسند صحیح ابن جریج سے راوی ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تیرح یا تارح تھا۔ اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام یازر تھا اور ان کی والدہ کا نام مثلی۔ اور آزر کوئی نام نہیں۔

اور مجاہد اور سعید بن مسیب وغیرہ اس طرف ہیں اور بہت سے اختلافی اقوال ہیں۔ چنانچہ پانچ قول وہ لکھتے ہیں۔

اول یہ کہ آزر لقب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا

دوسرا قول یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے دادا کا نام ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے اور چچا دادا کو مجازا باپ کہتے ہیں

چوتھا یہ کہ آزر نام بت کا ہے۔ یہ ابن عباس اور سدی اور مجاہد سے مروی ہے رضی اللہ عنہم

پانچواں قول یہ ہے کہ آزر لغۃً وصف ہے اس کے معنی خطا کار کے ہیں۔

سلیمان تیمی سے منقول ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آزر کے معنی اعوج یعنی کج رو کے ہیں۔ بعض کے نزدیک شیخ ہرم یعنی بہت بڈھے کے معنی میں ہیں۔ خوارزمی ایسے ایسے بہت سے اقوال کے بعد فرماتے ہیں۔

محمد بن کعب قرظی سے نقل فرماتے ہیں انہ قال الخال والد والعم والد کہ ماموں بھی باپ ہے اور چچا بھی باپ ہے۔

اور اکثر محققین کی رائے اس طرف ہے کہ آزر آپ کے چچا کا نام ہے اور باپ کا اطلاق چچا پر

ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں کیا تم گواہ تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام پر موت آئی اور جب انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا کہ کسے پوجو گے میرے بعد بولے ہم پوجیں گے تیرے رب کو اور تیرے باپ کے رب کو ابراہیم، اسمٰعیل اسحٰق کے رب کو اس میں اطلاق اب وجد وعم پر بھی ہے۔

پھر محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ محاورہ میں ماموں کو بھی باپ کہتے ہیں اور چچا بھی باپ کے بجائے ہوتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں وفی الخبر دواعلی ابی العباس (حدیث میں ہے ابوالعباس پر رد کیا) اور اس کی بعض نے اس دعوی کی تائید کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہرگز کافر نہ تھے اور جو کافر تھا وہ آپ کا چچا تھا۔ اس روایت کو ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں سند صحیح سے اخراج کیا۔

اور سلیمان بن صرد سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں جب مشرکین (عراق) نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا تو انہوں نے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں۔ یہاں تک کہ ایک بڑھیا بھی لکڑیاں جمع کرنے کے لیے آمادہ ہوئی۔ تو جب آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ آگ میں ضرور ڈالیں گے تو آپ نے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھا۔ جب آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا تو اللہ تعالے کی طرف سے حکم آیا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰہِیْمَ تو وہ آگ سرد ہو گئی۔ تو آپ کا چچا کہنے لگا کہ یہ میری وجہ سے ایسا ہوا تو اللہ تعالے نے ایک شرارہ اس آگ سے بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا اور اسے جلا دیا۔

محمد بن کعب اور قتادہ اور مجاہد اور حسن وغیرہم سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد کے لیے برابر استغفار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ جب مر گیا تو ظاہر ہوا وہ مسلمان نہ تھا تو پھر استغفار نہ کی اور اس کے مرنے کے بعد ہجرت فرمائی۔

آگ کا واقعہ ملک شام میں ہوا۔ پھر آپ مصر میں آ گئے۔ انتہی ملخصًا

اس تمام بیان کی روشنی میں خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ آزر اور تارخ اور تارح یہ سب آپ کے چچا کے نام تھے اور باپ ہونے کی ایک روایت محمد بن کعب کی ہے تو اکثریت کے فیصلہ کو قابل ترجیح ماننا لازم ہے۔

اب ہم اصل مضمون تفسیر عرض کرتے ہیں۔ اول ترجمہ مضمون گذشتہ واذقال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما الھۃ سے نقل ہو چکا ہے وہ عرض ہے۔

اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً ۔ یہ استفہام توبیخی ہے۔ اتتخذ۔ استفہام اتخاذ کے معنی میں بنانا۔ اصنام

جمع صنم۔ جاندار مجسمہ کو کہتے ہیں۔ یعنی آپ نے فرمایا کیا بتوں کو خدا ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ وہ الوہیت کے مستحق نہیں۔

اِنِّیٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ ۔ نُرِی میں رویت آنکھ سے دیکھنا مراد ہے۔ اور ایسے ہی ہم دکھاتے ہیں جیسے شرک کی قباحت بصارت و بصیرت سے دکھائی ابراہیم کو

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ ملکوت مصدر ہے اس کے معنی پوری ملکیت اور پورا قبضہ ہے ظاہری چیزوں کا اور باطنی چیزوں کی ملکیت۔ زمین و آسمان کی ملکیتیں۔

یعنی بطور لطائف مخلوق سماوی وارضی کا معائنہ کرایا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ساتوں آسمان منکشف فرمائے تو جو کچھ ان میں تھا سب ملاحظہ کیا حتیٰ کہ آپ کی نظر عرش الٰہی پر پہنچی۔ پھر ساتوں طبقات ارضی کھول دیے حتیٰ کہ جو کچھ اس میں ہے سب ملاحظہ فرمایا۔

وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۔ یعنی آنکھوں دیکھا یقین تاکہ عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور یہ انکشاف اس حکمت کی وجہ سے تھا کہ جس موجود پر بغائباً ایمان وایقان تھا اس پر عیاناً اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ اب اول ولادت و نشو و نما ابراہیم علیہ السلام سمجھیے تاکہ آئندہ آیات اچھی طرح سمجھ میں آسکیں۔

واقعۂ ولادت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

علامہ بغوی اور دیگر ارباب سیر تحریر فرماتے ہیں کہ نمرود بن کنعان ایک جابر ظالم بادشاہ گذرا ہے۔ یہ وہ بادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے تاج سر پر رکھا اور اس نے خدائی کا دعوے کر کے رعایا سے اپنی پرستش کرائی۔ یہ دربار میں منجم اور کاہنوں کو کثرت سے رکھا کرتا تھا اور اس کے زمانہ میں فن نجوم پوری ترقی پر تھا۔ اس نے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک ستارہ طلوع ہوا جس کی روشنی سے آفتاب و ماہتاب بے نور نظر آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اسے بیحد خوف طاری ہوا اس نے کاہن جمع کر کے ان سے اس خواب کی تعبیر مانگی۔

کاہنوں نے حساب کر کے اسے بتایا کہ اس سال تیری قلمرو میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے

جو تیری سلطنت کے [illegible]ل کا موجب ہوگا۔ تیرے دین پر چلنے والے ہلاک ہو جائیں گے۔
یہ تعبیر سنکر [illegible]ست پریشان ہوا۔ اور
اس نے حکم دیا کہ اس سال جو لڑکا پیدا ہو اسے فوراً قتل کر دیا جائے اور مرد عورت علیحدہ رہیں
اس حکم کی تعمیل کرانے کے لیے ایک محکمہ قائم کر دیا۔
مگر تقدیرات کا تانا بانا انسانی مقدرت میں نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ جن کا نام مثلی
تھا حاملہ ہوئیں۔ منجموں نے نمرود کو اس کی بھی خبر دے دی کہ وہ بچہ حمل میں آگیا ہے بہت کچھ چھان بین
کی مگر پتہ نہ چلا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ والدہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کمسن تو عمر تھیں۔ آپ کا حمل پہچانا بھی
نہ جاتا تھا۔ جب زمانہ ولادت قریب آیا تو آپ اس تہ خانہ میں چلی گئیں جو آپ کے والد نے شہر
سے باہر کھدوا کر بنایا تھا۔
وہاں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ آپ [illegible] کو وہیں چھوڑ کر دروازہ پتھروں
سے بند کر آتیں۔ اور روزانہ دودھ پلانے تشریف لے جاتیں۔ آپ جب وہاں پہنچتیں تو دیکھتیں کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام سر انگشت چوس رہے ہیں اور ان سے دودھ نکلتا ہے۔ روح البیان
میں اس واقعہ میں یہ اور بتایا کہ آپ کی پانچوں انگلیوں میں اللہ تعالےٰ نے شہد۔ پانی۔ دودھ گھی وغیرہ
کے ذائقہ عطا فرما دیے تھے۔

آپ کی نشوونما اتنی تیز تھی کہ ایک ماہ میں آپ عام بچوں کے ایک سال بڑھنے کے برابر
آپ کی نمو ہوتی تھی۔

اس میں اختلاف ہے کہ آپ اس تہ خانہ میں سات برس رہے یا تیرہ برس یا انیس برس بہر
حال انبیائے کرام کے متعلق تو یہ عقیدہ مسلمہ ہے کہ وہ ابتدائے ولادت سے تمام عمر میں عارف الٰہی
ہوتے ہیں اور ہر قسم کی معصیت تک سے معصوم و محفوظ رہتے ہیں پھر شرک کا تو ذکر ہی بیکار ہے۔
جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام اُر تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں آثار قدیمہ کے
ماہرین نے کھدائی کر کے اسکو دریافت کر لیا۔ لیونارڈ وولی نے اپنی کتاب جو لندن میں ۱۹۳۵ء میں
شائع ہوئی تھی اس میں لکھا ہے کہ ۲۱۰۰ قبل مسیح جو حضرت ابراہیم کے ظہور کا زمانہ تسلیم کرتے ہیں
کہ شہر اُر کی آبادی ڈھائی لاکھ تھی۔ بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز تھا ملک کی اکثر آبادی کا پیشہ صنعت
و تجارت تھا۔ اُر کے کتبات میں تقریباً پانچ ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں ہر شہر کا ایک خاص
محافظ خدا ہوتا تھا جو ابو البلد یا مہادیو سمجھا جاتا تھا۔ اُر کا اب البلد چاند دیوتا تھا۔ دوسرا بڑا شہر

مرسہ تھا اس کا اب البلد شماش سورج دیوتا تھا ان کے ماتحت چھوٹے چھوٹے ستارے سیاروں کو خدا ملنتے تھے۔ اس کا شاہی خاندان حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آتر غو تھا جس کا عربی نام نمرود تھا۔
ایک روز آپ نے اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کون ہے؟ ماں نے جواب دیا میں ہوں
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آپ کا رب کون ہے کہا تمہارے والد۔
آپ نے کہا میرے والد کا رب کون ہے اس پر انہوں نے کہا خاموش رہو۔ زیادہ سوال نہ کیا کرو۔ آپ خاموش ہو گئے۔
پھر شلی آپ کی والدہ اپنے شوہر کے پاس آئیں اور کہا جس لڑکے کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہ زمین والوں کا دین بدل دے گا۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ وہ یہی تمہارا فرزند ہے اور پھر جو گفتگو ہوئی تھی سب اس کو سنائی۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی توحید کی حمایت اور عقائد کفریہ کا ابطال شروع فرما دیا تھا۔
ایک روز اس تہ خانہ کے روشندان سے رات میں آپ نے زہرہ یا مشتری ستارہ کو دیکھا تو اقامت حجت شروع کر دی۔
اس زمانہ کے لوگ بت اور کواکب پرستی کرتے تھے۔
آپ نے ایک نہایت نفیس اور دل نشین پیرایہ میں انہیں نظر و استدلال کی طرف راہنمائی فرمائی جس سے وہ
اس نتیجہ پر پہنچے کہ عالم تمامہ حادث ہے وہ اِلٰہ نہیں ہو سکتے بلکہ وہ موجد و مدبر کا ہر مرحلہ میں محتاج ہے جس کی قدرت و اختیار سے اس میں تغیر ہوتے رہتے ہیں۔
چنانچہ آپ کی تبلیغ کی ابتدا اس طرح شروع ہوئی۔ حیث قال تعالیٰ۔
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ۔ پس جب تاریک ہو گئی اوپر ان کے رات تو دیکھا تارا فرمایا کیا یہ ہے رب میرا۔
جب رات اندھیری آ گئی اس پر تو ستارہ دیکھا وہ زہرہ تھا یا مشتری اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ یعنی چچا اور اس کی قوم بت پوجتے تھے اور سورج اور چاند ستاروں کی پرستش کرتے تھے تو آپ نے چاہا کہ انہیں ان کی غلطی پر متنبہ فرما دیں اور انہیں نہایت نفیس پیرایہ سے عقلی دلائل سے سمجھا دیں کہ یہ سب حادث ہیں دیکھو طلوع ہو کر غروب ہو رہے ہیں ان کا طلوع و غروب اور ایک

جگہ سے نکل کر دوسری جگہ غائب ہو جانا بتا رہا ہے کہ یہ معبود نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا یہ رب ہیں یعنی تمہارے زعم باطل میں کیا یہی رب ہیں گویا اَھٰذَا رَبِّی فرمایا۔ مگر عربی محاورات میں حرف استفہام لعنت صوت میں ہی مکتفی ہو جاتا ہے جیسا کہ اردو میں بولتے ہیں کیا تم جا رہے ہو کی بجائے جا رہے ہو بطرز خاص استفہاماً بول دیتے ہیں۔

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو فرمایا میں پسند نہیں کرتا ڈوب جانے والوں کو۔

تو جب وہ ڈوب گیا اور غائب ہو گیا تو آپ نے فرمایا ڈوبنے والا مجھے خدائی کے لیے پسند نہیں یعنی وہ خدا مجھے پسند نہیں جو متغیر ہوں ایک حال سے دوسرے حال میں بدل جائیں رب تو وہی ہے جو الآن کما کان ہے یہ تبدل و تغیر صفت اجسام ہے۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ۔ تو جب چاند دیکھا چمکتا ہوا فرمایا اسے میرا رب بتاتے ہو جب ڈوب گیا تو فرمایا اگر میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا۔

اس بیان میں اپنی قوم کو تنبیہاً فرمایا کہ جو چاند سورج ستاروں کو خدا ٹھہرائے وہ گمراہ ہے اور یہاں چاند کے بزوغ کو ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اس کا افول ظاہر فرمایا اگرچہ بزوغ اور افول دونوں میں انتقال کی کیفیت ہے ایک حال سے دوسرے حال میں بدلنے سے اور ظاہر ہے کہ ایسی کیفیت الوہیت کے خلاف ہے۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۔ تو جب سورج جگمگاتا دیکھا فرمایا اسے میرا رب کہتے ہو شمس مؤنث غیر حقیقی ہے اس کے لیے مذکر و مؤنث کے دونوں صیغے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں ہٰذا مذکر لایا گیا۔ اس میں تعلیم ادب ہے کہ لفظ رب کی رعایت کے لیے لفظ تانیث نہ لایا گیا۔ اور اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت میں لفظ علام آیا ہے نہ کہ علامہ جیسے علام الغیوب۔

هٰذَآ اَكْبَرُ ۔ یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔

فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ تو جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو۔

یعنی ان اجرام کو اللہ کا شریک بناتے ہو اس تقریر میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ثابت کر دیا کہ ستاروں میں چھوٹے بڑے تک کوئی بھی رب ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور ان کا آلہ ہونا باطل ہے اور قوم جس شرک میں مبتلا تھی آپ نے اس سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد دین حق کا بیان فرمایا جو آگے آتا ہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ - میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور اس کے لیے جس کا وجود ان محدثات کا منشی اور صانع ہے حَنِیْفًا سب سے اور تمام ادیان سے منحرف ہو کر ایک اسی کا بندہ ہوں۔

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ - اور میں مشرکوں کے ساتھ نہیں۔

وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْــٴًـا وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۰ اور جھگڑنے لگی ان کی قوم آپ نے کہا کیا جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دیدی ہے مجھے اور میں نہیں ڈرتا ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو اپنے علم سے تو کیا تم نصیحت قبول نہ کرو گے۔

اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی توحید الٰہی اور نفی شرک میں آپ نے فرمایا کیا جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں اس کی توحید پر وہ مجھے راہ بتا چکا توحید کی اور جب مشرکین نے آپ کو ڈرایا کہ ہمارے معبود آپ کو کسی مصیبت میں ڈال دیں گے تو فرمایا مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم بتلاتے ہو کیونکہ وہ بے جان ہیں ان میں نہ ضرر پہنچانے کی طاقت ہے نہ نفع کی مگر ہاں یہ کہ چاہے میرا رب جو کچھ کیونکہ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور میرے رب کا علم ہر شے کو محیط ہے یعنی بندے کو کوئی ضرر و نفع نہیں پہنچتا مگر اس کے علم سے تو کیا نصیحت نہیں مانتے اور قادر مطلق اور عاجز میں تمیز نہیں کرتے۔

وَكَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ - اور کیسے ڈروں میں ان سے جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے اس سے کہ تم نے شریک بنایا اللہ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل تو تم ہی بتاؤ دونوں فریقوں سے کون زیادہ حقدار ہے امن اور سلامتی کا اگر تم جانتے ہو۔

(تفسیر نسفی ترجمہ) اور میں کیوں کر ڈروں تمہارے شریکوں سے یعنی تمہارے بتوں سے اور مامونہ

الخوف ہیں اس لیے کہ بے جان جماد اور عاجز محض ہیں اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی تم پر اس نے کوئی سند نہ اتاری یعنی انہیں شریک بنانے کی تو دونوں گروہوں میں یعنی موحد و مشرک میں کون زیادہ حقدار امن ہے عذاب سے اگر جانتے ہو کہ ہم ہیں سے کون تزکیۂ نفس سے اپنی نجات حاصل کریگا۔ پھر استیناف جواب وسوال کیا۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم یعنے شرک سے انہیں کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

یعنی وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لیے امن ہے اور وہی راہ پر ہیں جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شرک سے محترز رہے۔

شان نزول:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت پریشان ہوئے اور بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کرنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے۔ قرطبی

یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ختم ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ پندرھواں رکوع پ سورۂ انعام

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ○

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اس کی قوم پر بلند کریں درجے جس کے چاہیں بیشک تمہارا رب حکمت اور علم والا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○

اور ہم نے عطا کیے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہم نے راہ دکھائی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب صالحین سے ہیں۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

اور اسمعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہر ایک کو فضیلت دی ہم نے زمانہ پر۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

اور کچھ ان کے باپ دادا اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے اور ہم نے انہیں چن لیا اور راہ دکھائی سیدھی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

یہ اللہ کی ہدایت ہے ہدایت دے اس سے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور اکارت جاتا ان سے جو کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ○

یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے کتاب دی اور حکم اور نبوت عطا کی تو اگر منکر ہوں اس سے وہ لوگ تو بے شک لگا رکھی ہے ایسی قوم اس کے لیے جو نہیں اس سے انکار کرنے والی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○

یہ ہیں وہ جن کو ہدایت کی اللہ نے تو ان کی ہدایت کی راہ چلو۔ فرما دو نہیں مانگتا تم سے اس پر اجرت وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

حل لغات رکوع ۵ اپ سورۃ انعام

و۔ اور	تلک۔ یہ	حجتنا۔ ہماری دلیل تھی	اٰتینا۔ دی ہم نے
ھا۔ وہ	ابراھیم۔ ابراہیم کو	علی۔ اوپر	قومہ۔ اسکی قوم کے
نرفع۔ بلند کرتے ہیں ہم	درجت۔ درجے	من۔ جس کے	نشاء۔ چاہیں
اِنّ۔ بے شک	ربک۔ تیرا رب	حکیم۔ حکمت والا	علیم۔ جاننے والا ہے۔

و۔ اور　وھبنا۔ عطا کیا ہم نے　لہ۔ اس کو　اسحق۔ اسحاق
و۔ اور　یعقوب۔ یعقوب　کلا۔ سب کو　ھدینا۔ ہدایت دی ہم نے
و۔ اور　نوحا۔ نوح کو　ھدینا۔ ہدایت دی ہم نے　من قبل۔ پہلے سے
و۔ اور　من ذریتہ۔ اولاد دی　داؤد۔ داؤد　و۔ اور
سلیمان۔ سلیمان　و۔ اور　ایوب۔ ایوب　و۔ اور
یوسف۔ یوسف　و۔ اور　موسی۔ موسٰی　و۔ اور
ھرون۔ ہارون　و۔ اور　کذلک۔ اسی طرح　نجزی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم
المحسنین۔ نیکوں کو　و۔ اور　زکریا۔ زکریا　و۔ اور
یحیی۔ یحیٰی　و۔ اور　عیسی۔ عیسی　و۔ اور
الیاس۔ الیاس　کل۔ سب ہی　من الصلحین۔ نیکوں سے ہیں
و۔ اور　اسمعیل۔ اسمٰعیل　و۔ اور　الیسع۔ الیسع
و۔ اور　یونس۔ یونس　و۔ اور　لوطا۔ لوط کو
و۔ اور　کلا۔ ہر ایک کو　فضلنا۔ فضیلت دی ہم نے
علی۔ اوپر　العلمین۔ جہان والوں کے　و۔ اور　من اباءھم۔ ان کے
باپ دادا　و۔ اور　ذریتھم۔ انکی اولاد　و۔ اور
اخوانھم۔ بھائیوں میں سے　و۔ اور　اجتبینھم۔ چن لیا ہم نے
انہیں　و۔ اور　ھدینا۔ ہدایت دی ہم نے　ھم۔ ان کو
الی۔ طرف　صراط۔ راہ　مستقیم۔ سیدھی کی　ذلک۔ یہ
ھدی۔ ہدایت ہے　اللہ۔ اللہ کی　یھدی۔ ہدایت کرے　بہ۔ اس سے
من۔ جسے　یشاء۔ چاہے　من عبادہ۔ اپنے بندوں سے
و۔ اور　لو۔ اگر　اشرکوا۔ وہ شرک کریں　لحبط۔ تو اکارت ہوں
عنھم۔ ان سے　ما۔ جو کچھ　کانوا۔ تھے　یعملون۔ وہ کرتے
اولئک۔ یہ　الذین۔ وہ ہیں　اتینھم۔ جنہیں دی ہم نے　الکتب۔ کتاب
و۔ اور　الحکم۔ حکم　و۔ اور　النبوۃ۔ نبوت
فان۔ تو اگر　یکفر۔ کفر کریں　بھا۔ اس سے　ھؤلاء۔ یہ لوگ

فقد ۔ تو بیشک	وکلنا ۔ مقرر کی ہم نے	بہا ۔ اس کے لئے	قوما ۔ ایک قوم
لیسوا ۔ کہ نہیں وہ	بہا ۔ اس سے	بکفرین ۔ انکار کرنیوالی	اولئک ۔ یہ ہیں
الذین ۔ وہ جنکو	ھدی ۔ ہدایت کی	اللہ ۔ اللہ نے	فبھدا ھم ۔ تو ہدایت
والوں کی	اقتدہ ۔ پیروی کرو	قل ۔ کہہ	لا ۔ نہیں
اسئلکم ۔ مانگتا ہیں تم سے	علیہ ۔ اس پر	اجرا ۔ کوئی مزدوری	ان ۔ نہیں
ھو ۔ وہ	الا ۔ مگر	ذکری ۔ نصیحت	للعالمین ۔ جہان کے لیے

مختصر تفسیر رکوع ۱۵ پ سورۃ انعام

وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا کی۔ حجت۔ قوی دلیل کو کہتے ہیں یہاں حجت سے وہ ساری دلیلیں مراد ہیں۔ اٰتَیۡنٰھَا اِبۡرٰھِیۡمَ عَلٰی قَوۡمِہٖ۔ ہم نے ابراہیم کو توحید کا علمبردار بنایا ان کے سینہ کو علم اور فہم اور دلائل کی روشنی میں منور کر کے اس کی شان کو بلند کر دیا۔ نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیۡمٌ عَلِیۡمٌ۔ بلند کرتے ہیں ہم درجے جس کے چاہیں بے شک تمہارا رب حکیم و علیم ہے۔

اور ہم نے انہیں اسحاق دیا اور یعقوب ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور نوح کو ان سے پہلے راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے نیک بندے ہیں اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض

کو اور ہم نے انہیں چن لیا اور راہ دکھائی سیدھی۔

خلاصۂ مفہوم آیات

حضرت سیدنا ابراہیم خلیب الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درجہ کی بلندی کو تو فرمایا گیا۔ کہ آپ کو علم، عقل، فہم و فضیلت سے نوازا اور نبوت و رسالت کے ساتھ تقرب خاص عطا فرمایا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ یہ اس کی سند ہے کہ انبیاء کرام ملائکہ سے افضل ہیں۔ کیونکہ عالم اللہ کے سوا تمام موجودات کو شامل ہے۔ فرشتے بھی اس میں داخل ہیں تو جب انہیں تمام جہان والوں پر فضیلت دی گئی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

یہاں رب العزت جل مجدہ وعز اسمہ نے اٹھارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرمایا اور اس تذکرہ میں باعتبار زمانہ ترتیب دی گئی نہ باعتبار فضیلت۔ اور واو عاطفہ بھی ترتیب کی مقتضی نہیں لیکن جس شان سے انبیاء کرام کے اسماء عظام لائے گئے ہیں اس میں عجیب و غریب لطیفہ ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کرام کی ہر ایک جماعت کو ایک خاص کرامت و فضیلت سے ممتاز فرمایا ہے چنانچہ پہلے جن چار نبیوں کا ذکر ہے وہ اصول انبیاء ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام یہ چار وہ ہیں جن سے اکثر انبیاء کرام پیدا ہوئے اور سب کے نسب انہیں کی طرف جاتے اور ملتے ہیں۔

نبوت کے بعد مراتب عزیزہ میں سے ملک و اختیار اور سلطنت و اقتدار ہے تو پھر ان کا تذکرہ کیا۔ جنہیں ملک و اقتدار ملا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام۔

اس کے بعد بلاء و مصائب پر توفیق صبر یہ بھی ایک خاص درجہ رفیع ہے چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام اس کے ساتھ ممتاز فرمایا۔

پھر سلطنت و ملک، موت اور مصائب و آلام پر صبر یہ درجہ بھی بڑا بلند درجہ ہے چنانچہ ان کا ذکر فرمایا جنہیں دونوں درجات پر فائز کیا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام۔

آپ نے مدتوں مصائب سجن یعنی قید و بند سہے اور صبر کیا پھر نبوت کے ساتھ ملک مصر بھی ان کو عطا ہوا۔

پھر کثرت معجزات و قوت براہین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو مشرف فرمایا۔

پھر زہد اور ترک دنیا بھی بلند مقام ہے اس سے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عیسیٰ و الیاس کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا۔

ان حضرات کے بعد ان انبیاء کا ذکر فرمایا جن کے نہ آج متبعین باقی رہے نہ انکی شریعت جیسے حضرت اسمٰعیل۔ حضرت الیسع۔ یونس۔ لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس شان سے مذاکرہ انبیاء فرمانے میں ہر ایک کی خصوصیات علیحدہ علیحدہ ذکر آجاتی ہیں۔ اس مضمون کی تائید میں جمل کی یہ عبارت ہم نقل کرتے ہیں جس سے حضور کی افضلیت تمام انبیاء پر نکالی ہے۔

(ترجمہ) ان آیات سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں کیونکہ وہ تمام فضائل و کمالات جو انبیاء میں متفرق طور پر تھے ان کی اقتداء کا حکم دے کر وہ کمالات آپ کی ذات میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ ان میں سے

حضرت نوح علیہ السلام قوم کی ایذا برداشت کرنے میں یگانہ ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سخاوت میں بے مثل ہیں۔

اور حضرت اسحاق و یعقوب مصائب برداشت کرنے میں۔

اور حضرت داؤد و سلیمان نعمت پر شکریہ ادا کرنے میں۔

اور حضرت ایوب مصیبت پر صبر کرنے میں۔

اور حضرت یوسف صبر و شکر کرنے میں

اور حضرت موسیٰ شریعت ظاہرہ کے مالک ہونے میں۔

اور حضرات زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس دنیا سے بے رغبت ہونے میں۔

اور حضرت اسمٰعیل وعدے کا سچا ہونے میں

اور حضرت یونس تضرع و عاجزی میں بے مثل ہیں۔ علیہم الصلوات والتسلیمات

اور ان کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء مذکورین کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور اس طرح آپ نے وہ سب کمالات حاصل کیے جو ان انبیاء کرام میں متفرق طور پر موجود تھے۔ ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر آگے فرما دیا وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی۔ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے راہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ عمل جو وہ کیا کرتے تھے۔

یہ جن کا تذکرہ ہو چکا ہدایت ہے دین الٰہی کی کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے باوجود اتنی فضیلت حاصل کر لینے کے تو ضرور انکا کیا اکارت جاتا یعنی ان کے عمل باطل ہو جاتے یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکم یعنی حکمت اور فہم کتاب عطا فرمایا اور نبوت بھی دی جو اعلیٰ مراتب بشریت سے ہے تو اگر یہ لوگ کفر کریں اس سے یعنی کتاب حکمت اور نبوت سے یا آیات قرآن سے یعنی اہل مکہ تو ہم نے اس کے لیے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے یعنی اصحاب رسول یا ہر وہ جو ایمان لا چکا ہو جو کفر بالقرآن والانبیاء نہیں کر سکتی

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْؕ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی تو انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی یعنی انبیاء مذکورین تو تم انہی کی راہ چلو تو اللہ کی طرف سے انہیں کی ہدایت اقتداء کے لیے مختص کی گئی۔

قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًاؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ۔ فرما دیجئے میں قرآن پر کوئی تم سے اجرت نہیں مانگتا یعنی وحی بتانے تبلیغ رسالت کرنے دعوت توحید دینے میں۔

علامہ نسفی فرماتے ہیں اس میں یہ دلیل ہے کہ تعلیم قرآن و حدیث پر اجرت جائز نہیں اور یہ صحیح ہے لیکن اگر تعلیم قرآن و حدیث بلا اجرت ہو۔ لیکن اوقات تعلیم۔ مقام تعلیم کی پابندی پر اجرت لینا اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں اور اس کی ممانعت بھی کہیں نہیں اور ظاہر ہے کہ عدم ثبوت عدم جواز کو مستلزم نہیں چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

یعنی میں کم یا زیادہ اجرت نہیں مانگتا جیسے مجھ سے پہلے انبیاء اپنی امت سے اجرت تبلیغ نہیں مانگتے تھے۔ لیکن احسان کے بدلے احسانا اجرت لینا دینا یہ تو مکارم اخلاق اور محاسن افعال سے ہے اس بنا پر اس آیت کریمہ سے فقہاء نے استدلال کیا کہ تعلیم و تبلیغ پر اخذ اجرت جائز ہے اس پر فقہاء نے مفصل مسائل لکھے ہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِیْنَ۔ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو ہے۔ اس پر علامہ صاوی فرماتے ہیں (ترجمہ)

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ قیامت تک کے لیے ثابت ہ

ہوتی ہے اور اس سے علماء نے یہ دلیل بھی لی ہے کہ آنحضرت تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں
خلاصہ بیان علامہ صاوی یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت ہے کہ حضور کی رسالت
عام رسالت ہے اور قیامت تک کے لیے ہے۔ اور علماء نے اس آیت کریمہ کو حجت
مانا اس امر پر کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے افضل
ہیں۔ جتنے فضائل و خصائص فرداً فرداً اور نبیوں میں تھے ان سب کے جامع ہمارے حضور ہیں صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع شانزدہم پ سورۃ انعام

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝

اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے کہ چاہئے تھی جب بولے نہ اتارا اللہ نے بشر پر کچھ۔ فرما دیجئے کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشن اور ہدایت لوگوں کے لیے جس کے کر لیے تم نے بہت سے کاغذ کچھا ظاہر کرتے ہو اور بہت سے چھپاتے ہو اور تمہیں سکھایا گیا وہ جو تمہیں معلوم نہ تھا اور نہ تمہارے باپ دادا کو۔ کہو اللہ پھر چھوڑو انہیں ان کی بحثوں میں غافل۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

اور یہ کتاب ہے کہ نازل کی ہم نے اسے برکت والی تصدیق کرتی ان کی جو تمہارے آگے تھیں اور اس لیے کہ ڈر سناؤ مکہ والوں اور اس کے چاروں طرف اور جو ایمان لائے آخرت پر وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اور اس سے زیادہ ظالم کون۔ ہے جو افترا باندھے

كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اللہ پر جھوٹ ۔ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور ہرگز نہیں وحی ہوئی اسے کچھ اور جو کہے عنقریب میں اتارتا ہوں جیسا کہ اتارا اللہ نے اور اگر تم دیکھو کہ اب ظالم سختی میں موت کی ہیں اور فرشتے پھیلائے ہوئے ہیں ہاتھ کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں بدلہ ملے گا عذاب خواری سے بدلہ اس کا کہ تھے تم بولتے اللہ پر ناحق اور تم تھے اس کی آیتوں سے تکبر کرتے ۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

اور بے شک آئے تم ہمارے پاس اکیلے جیسا ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار اور چھوڑ آئے جو مال ہم نے دیا تھا پس پشت اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی جن کا تمہیں گمان تھا کہ وہ تمہارے شریک ہیں بے شک قطع ہو گئی تمہاری امید اور غلط ہوئے تم سے تمہارے گمان ۔

حل لغات رکوع شانزدہم پ سورۃ انعام

و ۔ اور	ما ۔ نہ	قدروا ۔ قدر کی انہوں نے	الله ۔ اللہ کی
حق ۔ حق	قدر ۔ قدر	ہ ۔ اس کے کا	اذ ۔ جبکہ
قالوا ۔ کہا انہوں نے	ما ۔ نہیں	انزل ۔ آتاری	الله ۔ اللہ نے
علی ۔ اوپر	بشر ۔ کسی بندے کے	من ۔ کوئی	شیٔ ۔ چیز
قل ۔ کہو	من ۔ کس نے	انزل ۔ آتاری تھی	الکتاب ۔ کتاب
الذی ۔ وہ جو	جاء ۔ لائے	بہ ۔ اسکو	موسی ۔ موسیٰ
نورا ۔ روشنی	و ۔ اور	ھدی ۔ ہدایت تھی	للناس ۔ لوگوں کے لیے

تجعلونہ۔ جسے بنالیا تم نے　　قراطیس۔ بہت سے کاغذات
تبدونہا۔ ظاہر کرتے ہو اسے　　و۔ اور　　تخفون۔ چھپاتے ہو تم
کثیرا۔ زیادہ　　و۔ اور　　علمتم۔ سکھائے گئے تم　　ما۔ جو
لم۔ نہ　　تعلموا۔ جانتے تھے　　انتم۔ تم　　و۔ اور
لا۔ نہ　　اباء۔ باپ دادا　　کم۔ تمہارے　　قل۔ فرمائیے
اللہ۔ اللہ نے　　ثم۔ پھر　　ذر۔ چھوڑ دو　　ھم۔ ان کو
فی۔ بیچ　　خوضہم۔ انکی گمراہی کے　　یلعبون۔ کھیلتے رہیں　　و۔ اور
ھذا۔ یہ　　کتاب۔ کتاب ہے　　انزلنا۔ اتارا ہم نے　　ہ۔ اس کو
مبارک۔ برکت والی　　مصدق۔ تصدیق کرتی　　الذی۔ اس کی　　بین یدیہ۔ جو اس سے
پہلے ہے　　و۔ اور　　لتنذر۔ تاکہ تو ڈرائے　　ام القری۔ مکہ والوں کو
و۔ اور　　من۔ جو　　حولہا۔ اسکے ارد گرد ہیں　　و۔ اور
الذین۔ وہ جو　　یومنون۔ ایمان لاتے ہیں　　بالاخرۃ۔ آخرت پر　　یومنون۔ ایمان لاتے ہیں
بہ۔ اس پر　　و۔ اور　　ھم۔ وہ　　علی۔ اوپر
صلوتہم۔ اپنی نمازوں کے　　یحافظون۔ حفاظت کرتے ہیں　　و۔ اور
من۔ کون　　اظلم۔ زیادہ ظالم ہے　　ممن۔ اس سے جو　　افتری۔ باندھے
علی۔ اوپر　　اللہ۔ اللہ کے　　کذبا۔ جھوٹ　　او۔ یا
قال۔ کہے　　اوحی۔ وحی کی گئی　　الی۔ میری طرف　　و۔ اور
لم۔ نہ　　یوح۔ وحی کی گئی　　الیہ۔ اسکی طرف　　شیٔ۔ کوئی چیز
و۔ اور　　من۔ جو　　قال۔ کہے　　سانزل۔ جلدی اتاروں گا
میں بھی　　مثل۔ مثل　　ما۔ اسکی جو　　انزل۔ اتارا
اللہ۔ اللہ نے　　و۔ اور　　لو۔ اگر　　تری۔ تو دیکھے
اذ۔ جب　　الظالمون۔ ظالم ہوں　　فی۔ بیچ　　غمرات۔ سختیوں
الموت۔ موت کے　　و۔ اور　　الملئکۃ۔ فرشتے　　باسطوا۔ پھیلائے ہوں
ایدیہم۔ اپنے ہاتھ　　اخرجوا۔ نکالو　　انفسکم۔ اپنی جانوں کو　　الیوم۔ آج
تجزون۔ بدلہ دیے جاؤ گے تم　　عذاب۔ عذاب　　الھون۔ ذلت کا

بما۔ بسبب اسکے جو	کنتم۔ تم تھے	تقولون کہتے	علی۔ اوپر
الله۔ اللہ کے	غیر الحق۔ سوائے حق بات کے		و۔ اور
کنتم تھے تم	عن آیاتہ۔ اسکی آیتوں سے		تستکبرون۔ تکبر کرتے
و۔ اور	لقد۔ بیشک	جئتمو۔ آئے تم	نا۔ ہمارے پاس
فرادی۔ اکیلے	کما۔ جیسے	خلقنکم۔ پیدا کیا ہم نے تم کو	
اول۔ پہلی	مرۃ۔ مرتبہ	و۔ اور	ترکتم۔ چھوڑا تم نے
ما۔ جو	خولنکم۔ دولت دی ہم نے تم کو		وراء۔ پیچھے
ظھور۔ پیٹھ	کم۔ اپنی کے	و۔ اور	ما۔ نہیں
نری۔ دیکھتے ہم	معکم۔ تمہارے ساتھ	شفعاء۔ سفارشی	کم۔ تمہارے
الذین۔ وہ جو	زعمتم۔ خیال کیا تم نے کہ	انھم۔ وہ	فیکم۔ تمہارے
شرکاء۔ شریک ہیں	لقد۔ بیشک	تقطع۔ کٹ گئے	بینکم۔ تمہارے تعلقات
و۔ اور	ضل۔ بھول گیا	عنکم۔ تم سے	ما۔ جو
کنتم۔ تم تھے	تزعمون۔ خیال کرتے۔		

مختصر تفسیر رکوع شانزدہم پ۷ سورۃ انعام

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ؀

اور (یہود نے) اللہ کی قدر نہ جانی جب بولے اللہ نے کچھ نہیں اتارا بشر پر۔ فرمادیجئے کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور ہدایت لوگوں کے لیے جس کے تم نے بنا لیے کاغذات کچھ ظاہر کرتے ہو اور بہت کچھ چھپاتے ہو اور تمہیں سکھایا وہ جو تم نہ جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا کہو اللہ نے پھر انہیں چھوڑ دو ان کی الجھن میں پھنسا ہوا۔

شان نزول: ہجرت سے قبل کفار قریش نے یہود کی جماعت کو جن میں مالک بن صیف بھی تھا حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے لیے بلایا۔ مالک بن صیف یہود کا بڑا عالم تھا۔

کفار قریش کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی اور بے بسی لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بدظن ہو جائیں۔ جب مالک بن صیف مناظرہ کے لیے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ اے مالک بن صیف کیا تو توریت جانتا ہے؟

وہ بولا اس وقت پورے عرب میں مجھ سے بڑا عالم تورات کا کوئی نہیں ہے۔

فرمایا تجھے اس رب کی قسم ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تورات میں یہ آیت ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْحَبْرَ السَّمِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ موٹے پادری کو ناپسند کرتا ہے۔

وہ بولا کہ ہاں

فرمایا تو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے بحکم توریت تو مردود بارگاہ الٰہی ہے کہ تو اپنی قوم سے رشوتیں لے کر حرام خوری کر کے موٹا ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قَدْ سَمِنْتَ مِنْ مَالِكَ الَّذِیْ یُطْعِمُكَ الْیَهُوْدُ۔ تو ان کا عالم ہے اور موٹا بھی ہے اور یقیناً اس مال سے موٹا ہوا ہے جو یہودی تجھے کھلاتے ہیں۔ یہ سن کر جتنے یہودی آئے ہوئے تھے سب ہنس پڑے۔

حضور نے فرمایا تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا پہلے توریت کے حکم سے اپنا ایمان ثابت کر

اس پر مالک گھبرا گیا حضرت عمر کی طرف منہ کر کے کہنے لگا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا نہ وحی نہ کتاب۔

اس کی اس بکواس پر خود یہود اس سے لعنت ملامت کرنے لگے اور بولے کہ تو نے تو توریت کے نزول کا ہی انکار کر دیا۔

وہ بولا کہ مجھے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے غصہ دلا دیا جس سے اس وقت میں اس قدر غضب سے بھر گیا کہ یہ بات کہہ گیا۔

یہود نے مالک بن صیف کو علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ کعب بن اشرف کو مقرر کیا اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں مالک بن صیف کی تردید کی۔ روح المعانی میں علامہ آلوسی صاحب تفسیر نسفی بھی اس آیت کریمہ پر ایسا ہی لکھتے ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ۔ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ چاہیئے تھی۔ جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔ یعنی عرفان الٰہی حق عرفان کے درجہ تک یہود کو نہ ہوا رحمت میں جو اس کی طرف سے بندوں پر ہے جبکہ انہوں نے

انکار کیا بعثت رسل سے اور وحی سے حالانکہ یہ اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہے اس کے بعد وہی واقعہ بیان کیا جو ہم روح المعانی کے حوالہ سے ذکر کر چکے ہیں پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہود کو یہ جواب دلایا گیا۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ٥

فرمایئے کس نے آتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے روشنی اور ہدایت جسے کر دیے تم نے الگ الگ کاغذ کچھ ظاہر کرتے ہو اور بہت چھپاتے ہو اس سے وہ جو نعت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے یعنی اس توریت کے ٹکڑے ٹکڑے تاکہ اس سے جو چاہو ظاہر کرو اور جو چاہو چھپاؤ اور تمہیں وہ کچھ سکھایا گیا اے کتابیو کتاب سے جو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادے احکام دینیہ سے اور امور دنیاویہ سے کہئے اللہ۔ یہ جواب ہے مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ کا کہ وہ انکار کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر انہیں چھوڑ دو اپنی الجھنوں میں کھیلتا یعنی باطل پرستی کی دلدل میں دھنسا رہنے دو اللہ خود ان کو کیفر کردار تک پہنچائے گا اب آگے ارشاد ہے۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ٥

اور یہ کتاب ہے جو آتاری ہم نے اپنے نبی پر صلے اللہ علیہ وسلم۔ برکت والی جس میں بہت منافع اور انوار ہیں تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو تم سے پہلے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈر سناؤ گویا فرمایا کہ وہ کتابیں برکتوں کے لیے اور تصدیق ما تقدم من الکتب کے لیے اور ڈرانے کے لیے مکہ والوں کو۔ مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ناف زمین ہے اور تمام بستیوں کا قبلہ ہے علاوہ تمام آبادیوں سے اس کی شان بلند ہے اور جو اس کے گرد ہیں مشرقی اور مغربی اور وہ جو ایمان لائے آخرت پر یعنے آخرت پر ایمان لاتے اور تصدیق کرتے اور اس سے خوف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اس پر یعنے اس کتاب قرآن کریم پر تو واضح ہوا کہ اصل دین خوف آخرت ہے جو خوف آخرت رکھے گا وہ اس خوف میں لازمی طور پر ایمان لائے گا اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ حفاظت صلوٰۃ کی خصوصیت اس لیے کی گئی کہ یہی نشانی ایمان کی اور ستون دین کا ہے جو اس کی حفاظت کرے گا وہ اس کے تمام متعلقات حرام وحلال جائز و ناجائز کی لازمی طور پر خود

حفاظت کریگا۔ (تفسیر نسفی)

اب وہ آیہ کریمہ شروع ہے جس میں
اللہ تعالے کی طرف سے ظالم ترین مرتدین مشرکین کی علامتیں اوران کی جامع مانع کیفیتیں واضح کی گئیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا یہ کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو کہے کہ میں نازل کرونگا ایسا ہی کلام جیسے نازل کیا اللہ نے۔

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر افتراء باندھے جھوٹ وہ مالک بن صیف ہے۔ یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی اور وہ مسیلمہ کذاب ہے اور جو کہے میں ابھی اتارتا ہوں مثل اس کے جیسا اللہ نے اتارا۔ یعنی میں بھی ویسا ہی کلام کروں گا اور اس خیال میں اسے یقین ہوا یہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کا حال ہے یہ کاتب وحی تھا حضور نے اس کے ایک کلام پر تائید فرمادی تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب آیہ کریمہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ الایۃ خلقا اخر تک جب لکھ لیا تو ابی سرح کی زبان سے فتبارک اللہ احسن الخالقین نکل گیا حضور نے فرمایا یہ بھی لکھ لے اسکے بعد وحی میں بھی یہی لفظ آئے۔

تو ابی سرح کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو مجھ پر بھی وہی وحی ہوئی جو حضور پر ہوئی اور اگر (معاذ اللہ جھوٹے ہیں) تو میں نے بھی وہی کہا جو حضور نے کہا تھا۔ یہ وسوسہ ایسا مرکوز ہوا کہ آخر مرتد ہو کر مکہ والوں میں جا ملا اور بعد میں اپنی غلطی سے تائب ہو کر قبل فتح مکہ اسلام سے مشرف ہو گیا۔

یا اس سے مراد نضر بن حرث ہے جو کہا کرتا تھا والطاحنات طحنا فالعاجنات عجنا فالخابزات خبزا۔ گویا کہ وہ آیات قرآنیہ پر تعریض واستہزاء کرتا تھا۔

چنانچہ آیت کے پہلے حصہ کا شان نزول مفسرین نے علیحدہ لکھا اور دوسرے کا علیحدہ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئی۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے یمامہ علاقہ یمن میں نبوت کا دعوی کیا تھا۔ اور قبیلہ بنی حنیفہ کے چند لوگ اسکے دام تزویر میں آگئے تھے۔ یہ کذاب زمانۂ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں حضرت وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اس غزوہ کی خبر قرآن پاک نے اس طرح دی ستدعون الی قوم اولی باس شدید

اسی غزوہ میں قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک خاتون خولہ بنت جعفر گرفتار ہو کر آئیں جو حضرت مولائے کائنات علی المرتضی کے عقد میں آئیں اور محمد بن حنفیہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ یہ آیت کریمہ عبد اللہ بن ابی سرح کاتب وحی کے حق میں نازل ہوئی جب آیت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (پ ۱۸-ع ۱) ابن ابی السرح نے اسے لکھا اور آخر تک پہنچتے پہنچتے تخلیق انسانی کی تفصیل پر مطلع ہو کر بے اختیار اس نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین حضور نے اس کے لکھنے کا بھی حکم دیا جب وہ لکھ چکا تو وحی میں بھی یہی لفظ آئے اس پر اس کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ مجھ پر بھی وحی آئی اور مرتد ہو گیا۔

حالانکہ اسے سمجھنا تھا کہ نور وحی اور حسن کلام سے آیہ کریمہ کا آخری کلمہ زبان سے جاری ہو جانا بلا وحی بھی ممکن تھا اس میں استعداد کو کوئی دخل نہیں۔ نور کلام کلیم نے خود بخود آخر مضمون کو بتا دیا جیسے کوئی شاعر کبھی نفیس مضمون سنا رہا ہو تو وہ مضمون خود قافیہ بتا دیتا ہے اور سننے والے شاعر کے کہنے سے پہلے ہی قافیہ پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ قافیہ پڑھ دینے والے اکثر وہ ہوتے ہیں جو شاعری کی استعداد نہیں رکھتے جیسے

رخ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ۔۔۔ شب زلف ہے یا مشک دختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

سننے کے بعد زیب مطلع جب شروع ہوگا تو خود بخود "یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں" سننے والوں کے منہ سے نکل جائے گا۔ مثلاً

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر ۔۔۔ بے پردہ جب وہ رخ ہوا۔ سنکر سننے والے بیساختہ کہہ دیں گے "یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں"۔

یہ قوت کلام کا اثر ہوتا ہے اس میں استعداد و قابلیت کو دخل نہیں

پھر یہاں تو نور وحی اور فیض صحبت نبی سے سینہ میں روشنی آرہی تھی پھر اگر وحی کا آخری کلمہ فتبارک اللہ احسن الخالقین نکل گیا۔ تو

اس سے یہ گمان کر لینا کہ مجھ پر بھی وحی آئی جہالت خالص اور گمراہی کے سوا اور کیا تھا۔ مرتد ہو جانے کے بعد وہ ایک جملہ بھی ایسا بنانے پر قادر نہ ہوا جو بلاغت قرآنی سے مل سکتا آخر کار زمانہ اقدس ہی میں قبل فتح مکہ پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْۚ-اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ-اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝ اور اگر تم دیکھو یعنی تم دیکھو گے ان کے ساتھ زبردست معاملہ جب ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے یعنی سکرات موت اور اس کی شدتیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے نکالو اپنی جانیں یعنی فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے کہیں گے لاؤ انہیں روحوں کو اور نکالو ہماری طرف اپنے جسموں سے آج تمہیں بدلہ ملے گا ذلت کے عذاب سے یعنی موت کے وقت عذاب کی بشارت ہوگی شدت نزع کے وقت عذاب ہون سے مراد وہ ذلت شدید ہے جس سے عذاب میں اضافہ ہو۔ بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ اور ناحق باتیں بناتے تھے کہ اس کا شریک ہے اور اس کی بیوی اور اولاد ہے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے اور ایمان نہ لاتے۔

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْۚ-وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُاؕ-لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۝ اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آؤ گے حساب دینے اور عذاب لینے بغیر مال اور معین کے جیسا پیدا کیا ہم نے تمہیں پہلی بار یعنی اس ہیأت میں جس میں پیدا ہوئے تھے اور مال و متاع جو جمع کیا ہوگا سب پس پشت چھوڑ آؤ گے اور اس میں سے ایک ذرہ کے مقدار بھی نہ لا سکو گے اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشی جن پر تمہارا گمان تھا کہ یہ شریک ہیں۔ بے شک تمہاری ڈور کٹ گئی اور باطل نکلے وہ جو تمہارے گمان میں تھے کہ وہ تمہارے سفارشی ہیں۔

چونکہ اس رکوع میں متنبی اور مدعی کا تذکرہ آیا ہے

بنابریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر حالات ... سے آج تک کے مدعیان

نبوت کے بیان کر دیے جائیں تاکہ اس قسم کے فتنوں سے محفوظ رہ کر تمہارے ہم عصروں کو بھی متنبہ کر دیں تاکہ وہ بھی ہوشیار رہیں اور اس موت سے بچیں۔

وھا انا اشرع فی المقصود بعون المعبود

یہ امر واضح رہنا چاہئے کہ ملت حنیف کی سب سے بڑی مصیبت وجود مدعیان نبوت ہے چنانچہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اپنے بعد آنے والے مفاسد و فتن کی اطلاع دی چنانچہ چودہ سو سال پہلے فرمایا۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (مسلم شریف)

ترجمہ: مجھے اپنی امت میں گمراہ کرنے والوں کی طرف سے خوف ہے اور میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے ہر ایک کا دعوی ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور میں نبیوں کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس حدیث میں غالباً عدد قلت کے ساتھ تیس فرمایا کہ کم سے کم اتنے ضرور نبی نکلیں گے اور اس قسم کی کافی حدیثیں ہیں مختصر ایک حدیث یہاں نقل کی گئی۔

ایسے مدعیوں کے متعلق اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے

دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر)

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا بالاجماع کفر ہے اور نبوت کا مدعی مرتد ہے۔

اس فتنہ کی ابتدا شیوع کہانت سے معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ پہلا فتنہ عہد رسالت میں ابن صیاد مدنی سے شروع ہوا۔

اس کے متعلق اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدعی نبوت تھا مگر اس کے دست ضلال پرست پر کسی نے بیعت نہ کی۔

یہ منافقانہ طور پر مسلمان بھی ہوا مگر نبوت مصطفے علیہ التحیۃ و الثناء کو محدود فی الامیین مانتا تھا۔

فاروق اعظم نے اس کے قتل کا ارادہ بھی کیا مگر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ

دجال ہے جس کا حال تمہیں بتایا گیا تو تم اسے قتل نہ کر سکو گے اس لیے کہ اس کی موت دست مسیح موعود میں ہے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل کا فائدہ نہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں مفصل بیان ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے مکالمہ بھی فرمایا اور فیصلہ دیا کہ اس پر صدق و کذب مخلط ہے اور یہ خود بھی دجال ہونے کی بابت متفکر تھا۔ یہ مقام حرہ میں جبکہ لشکر یزید اہل مدینہ پر غالب آیا اور وہیں مفقود ہو گیا۔

۱:۔ دجال اکبر جس کے ظہور کا انتظار ہے

وہ حضرت تمیم داری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کسی جزیرہ میں قید ہے اسکی مفصل حدیث مسلم شریف اور ابوداؤد میں ہے۔

۲:۔ اسود عنسی

یہ شخص مدعی نبوت تھا اسود عنسی کا نام عبلہ بن کعب ہے لقب ذوالحمار ہے یمن کا رہنے والا تھا۔ مقام صنعاء میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے کچھ کلام کلام آسمانی کے نام سے مرتب کر کے اپنے دام افتادہ افراد کو پیش کیا۔ ابن اثیر اور ابن خلدون میں ہے اس کے کلام یہی والماشات میشا والوادسات ودسا یحون جمعا وفرادی علی قلائص بیض وصفر۔ ابن اثیر اور یاقوت حموی میں بھی اس کے حالات ملتے ہیں۔ مخبر صادق طبیب حاذق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے دو دن قبل اس کے قتل کی خبر دے دی تھی اسے فیروز دیلمی نے قتل کرایا تھا اس کا فتنہ تین چار ماہ سے زیادہ نہ رہا۔

۳:۔ طلیحہ اسدی

یہ طلیحہ بن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کی طرف منسوب ہے۔ نواح خیبر میں آباد تھا۔ عہد رسالت میں ہی یہ مرتد ہوا۔ مقام سمیرا میں اقامت گزیں ہوا اور یہاں سے اپنی نبوت کا جال

پھیلایا۔ چند دنوں میں ہزارہا اس کے حلقۂ تزویر میں پھنس گئے۔

اس نے اپنی شریعت میں نماز کے اندر صرف قیام لازم کیا۔ رکوع و سجدہ حذف کر دیے۔

اس نے اپنی نبوت کی دعوت بارگاہ رسالت میں اپنے چچازاد بھائی حبال یا جبال کے ہاتھ بھیجی اور مدینہ منورہ آکر اس نے وہ من وعن پہنچا دیا۔

حضور نے انہیں بد دعا دی۔ اس کے مطابق بحالت اختلال قتل ہو کر دنیا سے نامراد گیا۔

پھر اس سے جہاد ہوا۔ شجاعان اسلام نے مقابلہ کیا اور بد حواس ہو کر راہ ہزیمت اختیار کی اس لشکر کے سردار حضرت ضرار تھے۔ یہ فاتحانی سہرا سر پر لگا کے مدینہ منورہ آ رہے تھے کہ حضور کی وفات قیامت آیات ظہور پذیر ہو گئی۔

مختصر یہ کہ طلیحہ بنی اسد اور غطفان کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور عہد فاروقی میں ملک شام سے حج کو آیا اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کی وحیوں میں سے ایک وحی یہ بھی ہے وَالْحَمَامِ وَالْيَمَامِ وَالصُّرَدِ الصَّوَّامِ قَدْ صُمْنَ قَبْلَكُمْ بِالْعَوَامِ يُبْلُغُنَّ مُلْكُنَا الْعِرَاقَ وَالشَّامَ۔ قسم ہے اہلی پرندوں اور جنگلی پرندوں اور ترمتی کی جو خشک زمین میں رہتی ہے کہ زمانہ ماضی میں سالہا سال سے یہ قرار پا چکا ہے کہ ہمارا ملک عراق اور شام تک وسعت پذیر ہو گا۔

۴:۔ مسیلمہ کذاب

اس نے اپنی نبوت قبیلہ بنو حنیفہ میں شروع کی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک عریضہ لکھنے کی جرأت کر ڈالی وہ خط یہ تھا۔ مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ قَدْ اُشْرِكْتُ فِي الْاَمْرِ وَاِنَّ لَنَا نِصْفُ الْاَمْرِ وَلِقُرَيْشٍ نِصْفُهَا وَلٰكِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ۔ مسیلمہ کی طرف سے حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام یہ عریضہ ہے معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک حال عرب کی سرزمین آدھی میری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قوم قریش زیادتی کرتی ہے۔

اس کا جواب حضور نے بدیں الفاظ دے دیا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و

العاقبۃ للمتقین۔ اللہ کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا مالک بنائے اور انجام کار متقیوں کا ہے۔

مسیلمہ کے عقائد آج کے متنبی قادیانی کے عقائد سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ تصریح کے لیے المتہ تلبیس دیکھیں۔

اس کا کلام وحی بھی عجیب بندشوں کا حامل ہے اَلْفِیْلُ وَمَا الْفِیْلُ لَہٗ ذَنَبٌ وَبِیْلٌ وَخُرْطُوْمٌ طَوِیْلٌ۔

یَا ضِفْدَعُ بِنْتُ ضِفْدَعٍ نَقِّیْ مَا تَنَقِّیْنَ اَعْلَاکِ فِی الْمَاءِ وَاَسْفَلُکِ فِی الطِّیْنِ۔

اس نے بڑے بڑے معرکے کئے حتی کہ حضرت وحشی کے ہاتھ سے نیزہ کھا کر واصل جہنم ہوا مگر اس کی جماعت میں سجاح جیسے فتنہ پرور ابھی باقی تھے۔ اس کے فریب سے فرصت پا کر بجرم ارتداد تمام بالغوں کے قتل کا فرمان امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا اور اس طرح یہ فتنہ جنگ یمامہ پر ختم ہوگیا۔

سجاح بنت حارث تمیمیہ

اس نے دعوے نبوت کر کے یمامہ پر چڑھائی کی طیاری کی طول طویل داستان کا اختصار یہ ہے کہ مسیلمہ نے بجائے جنگ کرنے کے جنگل میں ایک خیمہ سجایا معطر کرایا۔ سجاح کو پیام دیا کہ آپ اور میں علیحدہ گفتگو نبوت کر لیں اس کے بعد پھر جو مرضی ہو وہ کریں۔ غرضکہ تنہا خیمہ میں سجاح جب آگئی تو اسے اپنی تازہ وحی سنائی اور کہا مجھ پر ابھی یہ وحی اتری ہے۔ الم تر کیف فعل ربک بالحبلی اخرج منہا نسمۃ تسعی۔ بین صفاق وحشی۔ کیا تو نے اپنے رب کو نہ دیکھا وہ حاملہ عورتوں کے ساتھ کیا کرتا ہے ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جھلیوں اور آنتوں سے پھر جب دیکھا کہ سجاح اس وحی کو برداشت کر گئی تو بولا مجھ پر یہ وحی بھی آئی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ اَفْرَاجًا۔ وَجَعَلَ الرِّجَالَ لَھُنَّ اَزْوَاجًا۔ فَنُوْلِجُ فِیْھِنَّ اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ اِذَا نَشَاءُ اِخْرَاجًا۔ فَیُنْتِجْنَ لَنَا سِخَالًا اِنْتَاجًا۔ یہ گندی وحی بھی جب دیکھا کہ سجاح برداشت کر گئی تو بدمستی میں یہ اشعار کہنے لگا۔

اَلَا قُوْمِیْ اِلَی الْمُخْدَعْ — فَقَدْ هُیِّئ لَکِ الْمَضْجَعْ
وَاِنْ شِئْتِ فَمُسْتَلْقٍ — وَاِنْ شِئْتِ عَلٰی اَرْبَعْ
وَاِنْ شِئْتِ بِتَثْلِیْثِہٖ — وَاِنْ شِئْتِ بِہٖ اَجْمَعْ

غرضکہ پھر بستر عیش و نشاط گرم ہو گیا اور تین دن تک باہر نہ نکلے اور کیا کیا ہوا پھر حضرت خالد بن ولید کے لشکر سے گھبرا کر بھاگی آخر میں یہ مسلمان ہو گئی اور بصرہ میں مری حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر مختار بن عبید ثقفی نے بھی دعوی نبوت کیا اور اہل بیت نبوت کے ساتھ آخر پوری دشمنی کی۔

پھر حارث کذاب دمشقی۔ اول اول نہایت عابد مرتاض رہا مگر بغیر اتباع مرشد خود رو ہی رہا۔ جب اسے خلیفہ عبد الملک کے پیش کیا تو منجملہ عجائب و غرائب کمالات کے یک ال یہاں بھی ظاہر ہوا کہ اس سے خلیفہ نے پوچھا کیا تو نبی ہے؟
کہا ہاں میں خدا کا نبی ہوں۔ عبد الملک نے دمشق کے ایک قوی نوجوان کو یہ حکم دیا کہ اس کے نیزہ مار اس نے نیزہ مارا مگر حارث پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ درباری لوگ کچھ عقیدہ کی طرف جھکنے لگے عبد الملک نے کہا تم نے نیزہ بسم اللہ پڑھ کر نہ مارا اب بسم اللہ پڑھو اور مارو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا وہ زخمی ہوا اور مر گیا یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

پھر مغیرہ عجلی۔ اس نے اول دعوی امامت کیا گیا پھر مدعی نبوت ہو کر احیاء موتی اور غیب دانی ظاہر کرتا ہوا ۱۱۹ھ میں بحکم خالد بن عبد اللہ قسری جو خلیفہ عبد الملک کی طرف سے عراق کا امیر مقرر تھا اسے گرفتار کیا۔ اس کے ساتھ چند اس کے خاص حواری پکڑے گئے اور مٹی کا تیل سرکنڈوں پر ڈلوا کر اسے جلا دیا۔

اسی طرح بنیان بن سمعان تمیمی اسی کے زمانہ میں پیدا ہوا اور ہنود کی طرح اس نے تناسخ اور حلول کے عقیدوں کو رواج دیا اور حاکم کوفہ نے اسے بھی جلوا دیا۔

ابو منصور عجلی اس کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ قیامت تک نبی آتے رہیں گے غالباً مرزائیوں نے اس سے یہ عقیدہ لیا ہے یہ بھی کوفہ میں سولی دیا گیا۔

صالح بن طریف برغواطی یہودی تھا۔ تا اس کے ایک قلعہ میں پیدا ہوا۔ شاعری سیکھی اور ایک وحشی قوم میں اپنے جادو کے کرتوت دکھا کر نبی بنا اپنے اوپر قرآن اترنے کا دعوے کیا آخر سنتالیس

سال تک اپنا دعوے نبوت رائج کرکے پھر عزلت نشین ہوگیا اور اس کے بیٹے اور پوتے وصیت کے موافق باپ کی نبوت کو رواج دیتے رہے غرضیکہ ۳۶۹ھ میں یہ ساری سلطنت غارت ہوئی۔

پھر بہافریہ روزانی نیشاپوری نکلا اور آخر قتل ہوا۔

پھر اسحاق اخرس مغربی اصفہان پہنچ کر کامل دس سال تک گونگا رہا اول تمام علوم میں مہارت حاصل کی۔ شعبدہ بازی وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ اصفہان کے ایک عربی مدرسہ کے پاس ٹھہرا گونگا مشہور ہوچکا تھا کہ کامل دس سال کے بعد پچھلی شب چیخنا شروع کر دیا۔ آواز سن کر چاروں طرف سے مدرسہ کے طلباء و مدرسین جمع ہوگئے تو پھر نماز شروع کر دی اور قرآن کریم تجوید سے ایسا پڑھا کہ سننے والے حیران رہ گئے۔

شدہ شدہ تمام شہر میں شہرہ ہوگیا۔ قاضی شہر سے ملاقات ہوئی انہوں نے حالات معلوم کرنے چاہے اسحاق نے کہا تمام حالات تو کہنے کی ممانعت ہے مختصراً عرض کرتا ہوں۔

کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر سے پانی لے کر میرے پاس آئے مجھے غسل دیا اور کہنے لگے السلام علیك یانبی اللہ میں نے جواب میں تامل کیا اور گھبرایا کہ ایک فرشتہ کہنے لگا یانبی اللہ افتح فاك بسم اللہ الازلی میں نے منہ کھول دیا۔ فرشتہ نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں ڈالی جو شہد سے زیادہ شیریں مشک سے زیادہ معطر تھی۔

اس کا میرے حلق سے اترنا تھا کہ میں گویا ہوگیا۔ میرے منہ سے یہ کلمہ جاری ہوگیا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ

فرشتوں نے کہا آپ بھی نبی ہیں میں نے چیخ کر کہا یہ کیونکر ممکن ہے حضور خاتم النبیین ہیں تو فرشتوں نے کہا۔ جیسے حضرت ہارون علیہ السلام غیر شرعی اور تابع نبی تھے اسی طرح آپ بھی ظلی بروزی نبی بنائے گئے ہیں۔

غرضکہ یہ فتنہ ابوجعفر منصور عباسی کے زمانہ میں پیدا ہوا اس کا عمل دخل بصرہ اور عمان تک ہوگیا اور آخر مارا گیا۔

اس کے بعد استاد سیس خراسانی کا فتنہ ظاہر ہوا۔ اسلامی سیاست کی باگ ڈور اس زمانہ میں خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے ہاتھ میں تھی۔ ہرات سے سجستان۔ خراسان میں استاد سیس نے اپنی استادی ظاہر کی اور نبوت کا دعوی کر دیا۔

نبوت کا دعویٰ اتنا بارآور ہوا کہ چند سال میں اس کے پیرو تین لاکھ تک ہو گئے اور اپنی جمعیت کے بل بوتے پر ملک گیری کا خبط پیدا ہوا۔ مختصر یہ کہ خراسان کا کثیر علاقہ اس کے قبضہ میں آ گیا خلیفہ منصور کی فوجیں اس کی جمعیت سے پیہم ہزیمت پا کر پسپا ہو چکی تھیں۔ مختصر یہ کہ ایک زبردست جنگ کے بعد سیس اپنے بیٹوں سمیت گرفتار ہوا۔

۱۴۔ پھر ابو عیسیٰ اسحاق اصفہانی
۱۵۔ حکیم مقنع خراسانی
۱۶۔ عبد اللہ مجون اہوازی
۱۷۔ پھر بابک بن عبد اللہ حرمی
۱۸۔ احمد بن کتال بلخی
۱۹۔ یحییٰ بن فارس ساباطی
۲۰۔ علی بن محمد خارجی
۲۱۔ اور حمدان بن اشعث قرمطی
۲۲۔ ابو سعید حسن بن بہرام جنابی قرمط
۲۳۔ زکرویہ بن ماہر قرمطی
۲۴۔ یحییٰ بن زکرویہ قرمطی
۲۵۔ حسین بن زکرویہ صاحب الشام
۲۶۔ عبید اللہ مہدی
۲۷۔ علی بن فضل یمنی
۲۸۔ ابو طاہر قرمطی
۲۹۔ حامیم بن من اللہ مجکسی
۳۰۔ محمد بن علی شلمغانی
۳۱۔ عبد العزیز باسیندی
۳۲۔ ابو الطیب احمد بن حسین
۳۳۔ ابو علی منصور
۳۴۔ اصغر بن ابو الحسین تغلبی
۳۵۔ ابو عبد اللہ بن ہشام ضمیری۔
۳۶۔ حسن بن صباح حمیری

یہ شخص (حسن بن صباح) مہبط وحی ہونے اور خدا کے احکام بلاواسطہ پانے کا مدعی ہونے کے علاوہ ایسے خوفناک فرقہ کا بانی تھا جس کی خوفناک خفیہ سازشوں اور جاں ستانیوں کا تصور بدن پر لرزہ طاری کر دیتا ہے لہٰذا اس کا مختصر حال لکھنا ضروری متصور ہوا۔

یہ خبیث شہر طوس علاقہ خراسان میں پیدا ہوا۔

۴۶۵ھ میں نیشاپور آیا یہاں اس کے استاذ بھائی نظام الملک تھے ان سے ملا۔ وزیر اعظم سلطان الپ ارسلان سلجوقی کے تھے۔ انہوں نے دربار سلطان الپ ارسلان سلجوقی تک پہنچایا اور اسے معتمدین خاص کا عہدہ دلایا۔ چند روز میں اس نے رسوخ حاصل کر کے اپنے محسن نظام الملک کی جڑیں کھودنے کی سعی بے حاصل کی۔ مختصر یہ کہ حسن بن صباح بہت سی چالوں کے بعد دربار شاہی سے نکال دیا گیا۔

پھر یہ اصفہان آیا اور یہاں اس قلعہ الموت میں جو شہر قزوین اور دریائے خزر کے مابین واقع ہے میں آکر مذہب اسمٰعیل کی تبلیغ شروع کی اور اپنے ریاکارانہ زہد اور اتقاء کا سکہ جما کر ہزار ہا لوگ اپنے تابع کر لیے جب حاکم علاقہ کو اس کا علم ہوا تو رات کے وقت قلعہ سے ایک دستہ نکلا اور حسن بن صباح کو حراست میں لے کر قلعہ کے اندر بند کر دیا۔

لیکن حسن بن صباح قلعہ میں داخل ہوتے ہی ایسی چال چلا

کہ حاکم قلعہ جسے مہدی علوی کہتے تھے قلعہ الموت سے بالکل بے دخل ہو گیا وہ چال یہ چلی کہ یہ سرزمین جعفری نام ایک امیر کے زیر حکومت تھی جس نے ایک علوی کو اپنی نیابت پہ سرفراز کر رکھا تھا۔ ابن صباح نے مہدی علوی سے کہا کہ دوسرے شخص کی مملوکہ زمین پر عبادت جائز نہیں اور یہ مقام گوشہ عافیت میں ہے اس وجہ میں مجھے بہت مرغوب ہے۔

اس لیے درخواست ہے کہ عبادت کے لیے اس قلعہ کی اتنی زمین میرے نام بیع کر دو جس پہ بیل کا ایک چرسہ محیط ہو سکے میں اس کے عوض تین ہزار دینار سرخ آپ کی نذر کر دوں گا۔

وہ شخص طمع نفسانی سے ابن صباح کے دام تزویر میں آگیا اور ابن صباح کو اتنی زمین دینے کا اقرار کر لیا۔ حتیٰ کہ بیعنامہ کی تکمیل کر دی۔

ابن صباح نے بیل کی ایک کھال منگا کر اس کا نہایت باریک تسمہ کاٹا اور اس کو ایک حلقہ کی شکل دی جس سے سارا قلعہ احاطہ میں آگیا۔ قلعہ دار یہ پیمائش دیکھ کر بولا تم نے مجھ سے نماز کے لیے جگہ مانگی تھی۔ اور اس کے لیے ایک چرسہ بیل کی کھال کا کہا تھا۔

ابن صباح نے کہا چرسہ کھال سے میری مراد یہی تھی کہ جتنی جگہ چرسہ محیط ہو سکے وہ سب اس بیع میں داخل ہے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اتنی رقم گز ڈیڑھ گز زمین کی ادا کرنے والا کوئی بڑا ہی بیوقوف ہو سکتا ہے۔

اس میں جھگڑا بڑھا لیکن ابن صباح کے مرید قلعہ کے بہت سے سپاہی بھی ہو چکے تھے سب تائید کو کھڑے ہو گئے اور قلعہ دار سے کہنے لگے کہ اتنی بزرگ ہستی کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔ یہ سودا بہر حال تمام قلعہ کا ہوا ہو گا۔

آخر ش یہ قلعہ ابن صباح کے قبضہ میں آگیا۔

اس قلعہ پر قبضہ کر لینے کے بعد اس نے اپنا خطاب شیخ الجبل کر لیا۔

اور اپنے معتقدوں کے ذریعہ اپنا پراپیگنڈہ شروع کر دیا اور ایک ایسی جماعت بنائی جو اس کے

اشارہ پر جاں سپاری کے لیے ہر لمحہ آمادہ رہے۔

قلعہ الموت کے ارد گرد نظر فریب مرغزاروں کے علاوہ

دیدہ زیب سیرگاہیں بنائیں۔ وہاں محل رخ کوشکیں تعمیر کرائیں عالیشان محل نہایت موزونیت سے تعمیر کرائے ان کے بیچ میں ایک باغ لگایا جس کا نام جنت رکھا اس میں وہ تمام سامان مہیا کیے جو ایک انسان کے لیے موجب دلآویزی اور باعث تفریح ہوں اشیاء بدلیعہ ہر قسم کے میوہ دار درخت گلگشت کے لیے اعلیٰ پھلواری چینی کے نفیس ظروف۔ بلوری۔ طلائی۔ نقرئی سامان فرش فروش۔ پھر انسانی تعیش کے لیے مزامیر۔ چنگ و رباب۔ دودھ۔ شربت کی نہریں۔ شراب و شہد نلوں کے ذریعہ ان نہروں میں پہنچایا جاتا۔

پھر وہاں کمسن ماہوش پری تمثال نازنینیں رکھیں۔ غرضکہ دل لبھانے اور جنت کے تمام فسانے مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

اس کے اپنے مذہب کے مبلغ مقرر کیے جو دور دراز ممالک میں تبلیغ کرتے۔

دوسرا گروہ ان رفقاء کا بنایا جو حسن بن صباح کے ساتھ رہتا۔

تیسرا گروہ فدائیوں کا تیار کیا۔

ان کو سفید پوشاک۔ سرخ دستار اور پٹکہ۔ ہاتھ میں تیر یا چھری

بھنگ اس وقت تک ایک نامعلوم چیز تھی۔

حسن بن صباح نے اسے معلوم کیا اور جسے اپنی فدائی جماعت میں داخل کرتا اسے بھنگ گھوٹے کر پلاتا پھر اسی مدہوشی میں اسے جنت پہنچاتا۔ جب اسے ہوش آتا تو وہ اپنے کو مہوشوں کی گود میں پاتا چند دن اسے وہاں رنگ رلیاں منانے کو چھوڑتا۔ پھر بھنگ گھوٹ کر پلوا دیا جاتا اور اسی مدہوشی میں اسے واپس منگوا لیتا۔

جب اسے ہوش آتا تو اسے عیش آباد کی یاد ستاتی۔ انہیں بلی کا گوشت کھلایا جاتا تھا تاکہ یہ بلی کی طرح غضب و غصہ کے وقت آپے سے باہر ہو کر حملہ کریں۔ غرضیکہ اہل بیت اطہار اور اسلام کے فدائیوں کی سخت مخالفت کی۔ مساجد کو جلایا اور سخت فتنہ برپا کر کے ۹۰ سال کی عمر میں مر گیا۔ پینتیس سال الموت کے قلعہ پر نہایت کامیاب حکومت کی۔ اس کے جانشین اس کی موت کے بعد سات کے قریب ہوئے۔

ایک سو چھتیس سال یعنی ۶۵۴ھ تک ان کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سات جانشینوں

کے نام یہ ہیں

۱۔ کیا بزرگ امیہ
۲۔ محمد بن کیا بزرگ امیہ
۳۔ حسن بن محمد معروف بہ حسن ثانی
۴۔ محمد ثانی بن حسن
۵۔ جلال
۶۔ علاؤ الدین محمد ثالث
۷۔ رکن الدین خور شاہ

اس کے بعد رشید الدین ابوالحشر بنی بننے کو اٹھا۔ پھر
محمد بن عبد اللہ بن تومرت حسنی اٹھا۔
یہ مہدویت کا مدعی تھا۔ فتوحات کرتے کرتے آخر اس نے اپنی موت کی خبر دی اور حسب پیشگوئی مر گیا۔
اس کا جانشین عبد المومن ہوا۔
ابن زکریا طامی نبوت سے بھی آگے بڑھا اور خدائی کا دعوی کر کے مر گیا۔
حسین بن حمدان خصیبی نے بھی دعوی نبوت کیا۔

ابوالقاسم احمد بن قسی
علی بن شمیم
محمود واحد گیلانی
عبد الحق بن سبعین مرسی
احمد بن عبد اللہ ملثم
عبد اللہ بن راعی شالی
عبد العزیز طرابلسی
اویس رومی
احمد بن ہلال حسانی
سید محمد جونپوری
حاجی محمد فرہی
جلال الدین اکبر بادشاہ

جلال الدین اکبر کا کے مختصر حالات

یہ ۹۴۹ھ میں سندھ کے ریگستان امر کوٹ میں پیدا ہوا اس کا باپ سلطان نصیر الدین ہمایوں بادشاہ شیر شاہ کے ہاتھوں آوارۂ دشت غربت تھا۔ ہمایوں تو ایران چلا گیا اور اپنے بیٹے اکبر کو ایک سال کی عمر میں اپنے بھائی عسکری مرزا حاکم قندھار کے سپرد کر گیا۔
اکبر بارہ سال تک قندھار میں چچا کے پاس رہا۔ ۹۶۱ھ میں جب ہمایوں فتح و ظفر کے پھریرے

اڑتا آتا ہوا ہندوستان آیا تو اس وقت اکبر بارہ سال چار ماہ کا تھا۔ پھر ۹۶۳ھ میں ہمایوں نے دہلی میں کوٹھے سے گر کر داعی اجل کو لبیک کہا تو اکبر تخت نشین ہوا۔

اس وقت اکبر کی عمر تیرہ سال نو ماہ کی تھی۔

ایام طفلی میں اکبر کی تعلیم کا کوئی انتظام ہی نہ ہو سکا تھا اور وہ اسی جہالت میں تخت پر متمکن ہوا۔

اکبر تقریباً اکاون سال تک سریر حکومت پر متمکن رہا۔

تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر کا ابتدائی دور انتیس سال تک تو اتباع اسلام پر تھا۔

اور اس کے بعد کا دوسرا دور بائیس سال گمراہی کے دورہ میں گذرا حتیٰ کہ دور گمراہی میں نبوت و مہدویت تک دعاوی کیئے علماء اسلام پر سخت تشدد ہوئے والعیاذ باللہ

سید محمد نور بخش جونپوری۔ یہ اول اولیائے مغلوب الحال میں سے تھے۔ ایک روز بحالت استغراق آواز سنی

اَنْتَ مَهْدِیْ

تو مہدی ہے۔ پس اس پر اسے یقین ہوا۔ اور دعوئے مہدیت کر ڈالا۔ اسی حال میں مر گئے۔

بایزید روشن جالندھری۔ یہ بھی نبوت کا مدعی کا

احمد بن عبد اللہ سلجماسی	احمد بن علی محیرتی
محمد مہدی اَزَلی	سیا تائی سیہوی
محمد بن عبد اللہ کرد	میر محمد حسین مشہدی
مرزا علی محمد باب شیرازی	زرین تاج قرۃ العین

یہ ایک عورت عجوبہ روزگار پیدا ہوئی اس کا کچھ حال نذر ناظرین کرتا ہوں

اس کے باپ حاجی ملا صالح قزوینی مشہور شیعی عالم تھے۔ انہوں نے اس کا نام زرین تاج رکھا۔ گھر ہی میں حدیث۔ تفسیر۔ فقہ پڑھی۔ اس کے علاوہ الٰہیات و فلسفہ میں بھی اعلیٰ دستگاہ حاصل کی۔ جوان ہوئی۔ شادی اس کے حقیقی چچا مجتہد ملا محمد تقی کے بیٹے ملا محمد کے ساتھ ہوئی یہ بھی جوان صالح اور علوم و فنون میں متبحر عالم تھے۔

زرین تاج نے علی محمد باب کے حالات اپنے خاوند سے خفیہ سنے اور اس نے علی محمد باب کو خفیہ طور پر ایک خط لکھا۔ باب نے اس کا جواب دیا۔ نہ معلوم اس میں کیا جادو کی پڑیا تھی کہ

نادیدہ فریفتہ ہوگئی اور علی محمد باب پر ایمان لے آئی۔ زرین تاج نے اپنی بابت اپنے تعلقات مخفی رکھے اور علی محمد سے خط و کتابت بھی پوشیدہ ہوتی رہی۔ جب باب نے اندازہ کر لیا کہ یہ بحث و مناظرہ میں طاق و مشاق ہے اور اس سے کام چلے گا۔ زرین تاج کو لکھ دیا کہ اب تم ملت بابیہ کی تبلیغ کرو اور اس کے ساتھ زرین تاج کو خطاب قرۃ العین دے دیا۔

یہ اپنی ہٹ کی پختہ تھی۔ بابیت میں اتنی سخت نکلی کہ اس نے بابیت کے مقابلہ میں عیال مال و منال سب کو لات ماردی۔

قرۃ العین کے تبلیغی فرائض کی ادائیگی اول گھر سے شروع ہوئی۔ مختصر یہ کہ خاوند کو چھوڑا خسر پر کفر کا فتویٰ جڑا۔ طلاق ہوئی اور یہ یہاں سے نکل کر کربلا پہنچ گئی۔ وہاں مجلس درس قائم کی۔ بڑا اجتماع ہوتا رہا۔ پردہ کی پابند تھی۔ پھر کربلا سے بغداد پہنچی۔ وہاں سے نکلی تو کرمان اور ہمدان جاتے ہوئے بہت سے لوگوں کو بابی بنالیا۔ اس کے صلہ میں علی محمد باب نے اسے طاہرہ کا خطاب دیا۔

غرضیکہ تبلیغ بابیت میں زرین تاج۔ قرۃ العین۔ طاہرہ نے مصیبتیں بھی اٹھائیں۔ راستہ میں ڈاکوؤں سے ٹکر ہوئی کپڑے اتار دیے گئے۔

پھر اس عورت نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مظہر بننے کا دعوےٰ کیا۔ پھر علی محمد باب کی منقبت میں اس نے نہ معلوم کیا کیا لکھا۔ اس کے دو قصیدے جو ملے ان کا ملخص یہ ہے۔

لَمَعَاتُ وَجْهِكَ اَشْرَقَتْ وَشُعَاعُ طَلْعَتِكَ اعْتَلَا

زچہ رو الست بربکم نزنی بزن کہ بلیٰ بلیٰ

نَفَحَاتُ فَضْلِكَ اَوْقَدَتْ جُرْعَاتِ شَوْقِكَ فِی الْحَشَا

زغمت بہ سینہ کم آتشے کہ نہ زد زبانہ کما تشاء

جَذَبَاتُ شَوْقِكَ اَلْجَمَتْ بِسَلَاسِلِ الْغَمِّ وَالْبَلَا

ہمہ عاشقان شکستہ دل کہ دہند جاں خود بر ملا

چہ شود کہ آتش حیرتے بزنی بقلہ طور دل

فَصَكَكْتَهُ وَدَكَكْتَهُ مُتَدَكْدِكًا مُتَزَلْزِلًا

اگر آں صنم ز رہ ستم پئے کشتن من بے گناہ

لَقَدِ اسْتَقَامَ بِسَيْفِهِ فَلَقَدْ رَضِيْتُ بِمَا رَضِيَ

چوں شنید نالۂ مرگ من پئے ساز من پئے برگ من
فَمَشٰی اِلَیَّ مُهَرْوِلًا وَبَکٰی عَلَیَّ مُجَلْجِلًا

بَحْرُ الْوُجُوْدِ تَمَوَّجَتْ لِغُلِّ الشُّهُوْدِ تَوَلَّجَتْ
صَعْقُ الْخُمُوْدِ تَلَجْلَجَتْ بِلِقَائِهٖ مُتَجَلِّلًا

سحراں نگار ستمگرم - قدمے نہادہ بہ بسترم
وَاِذَا رَاَیْتَ جَمَالَہٗ طَلَعَ الصَّبَاحُ کَاَنَّمَا

بگزار منزل ماو من - بہ گزیں بہ ملک فنا وطن
فَاِذَا فَعَلْتَ بِمِثْلِ ذَا فَلَقَدْ بَلَغْتَ لِمَا نَشَاءُ

ہمہ اہل مسجد و صومعہ پئے ورد صبح و دعائے شب
من و ذکر طرۂ طلعت تو مِنَ الْغَدَاۃِ اِلَی الْعَشَا

قصیدۂ دیگر

گر بتو افتادم نظر چہرہ بہ چہرہ رو برو
شرح دہم غم ترا نکتہ بنکتہ مو بمو

از پئے دیدن رخت جاں ہمچو صبا افتادہ ام
خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو

دور دہان تنگ تو عارض عنبریں خطت
غنچہ بغنچہ گل بہ گل لالہ بہ لالہ بو بہ بو

میرود از فراق تو خون دل از دو دیدہ ام
دجلہ بدجلہ یم بہ یم چشمہ بچشمہ جو بہ جو

مہر ترا دل حزیں باختہ بر قماش جاں
رشتہ برشتہ نخ بہ نخ تار بہ تار پو بہ پو

در دل خویش طاہرہ گشت نیافت جز ترا
صفحہ بہ صفحہ لا بہ لا پردہ بہ پردہ - تو بہ تو

قرۃ العین کی عبرت ناک موت

بعض کا بیان ہے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کی زلفیں کاٹ کر سر کے بیچ کے بال ایک خچر کی دم سے باندھے اور دار القضا تک اس طرح لائی گئی پھر اسے زندہ جلایا گیا۔

غرضکہ مختلف روایات ہیں خسر الدنیا والاخرۃ۔

اس کے بعد شیخ بھیک اور شیخ محمد خراسانی مسیحیان کاذب پیدا ہوئے۔ پھر مومن خاں
اچی یہ بھی بابی فرقہ کا مبلغ بنا۔ مرزا یحییٰ نوری معروف بہ صبح ازل یہ بھی بابی فرقہ کا مسند نشین
ہوا۔ پھر بہاء اللہ نوری مازندران میں بابی تھا اس نے خدا کا اوتار ہونے کا دعوے کیا اور
چند بابیوں کے بعد۔

محمد احمد مہدی سوڈانی کو بھی اسی فتنہ پرور جماعت میں بتایا جاتا ہے۔ بہرحال اس سے بھی
فتنہ مہدویت زوروں پر رہا۔ انگریزوں نے اسے مہدی قرار دے کر اس کی لاش نکال کر جلا دی اس
کا مقبرہ توپوں سے اڑایا اور کیا کیا ہوا۔

ان سب کے بعد قادیاں ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ میں

مرزا غلام احمد پیدا ہوا

اس کا ایک دعویٰ نہ تھا اس نے تقریباً نواسی دعوےٰ کیے جو مندرجہ ذیل تھے۔

میں محدث ہوں	میں امام زمان ہوں	میں مجدد ہوں	میں مثیل مسیح ہوں
میں مریم ہوں	میں مسیح موعود ہوں	میں ملہم ہوں	میں حامل وحی ہوں
میں مہدی ہوں	میں حارث موعود ہوں	میں رجل فارسی ہوں	میں سلمان ہوں
میں یسوع عیسیٰ الاصل موعود ہوں	میں خاتم الانبیاء ہوں	میں خاتم الاولیاء ہوں	میں خاتم الخلفاء ہوں
میں عیسےٰ سے بہتر ہوں	میں حسنین سے افضل ہوں	میں مسیح ابن مریم سے بہتر ہوں	میں یسوع کا ایلچی ہوں
میں رسول ہوں	میں مظہر خدا ہوں	حتیٰ کہ خدا ہوں	مانند خدا ہوں
خالق ہوں	نطفہ خدا ہوں	خدا کا بیٹا ہوں	خدا کا باپ ہوں
خدا مجھ سے ظاہر ہوا	اور میں خدا سے ظاہر ہوا	تشریعی نبی ہوں	آدم ہوں
شیث ہوں	نوح ہوں	ابراہیم ہوں	اسحاق ہوں
اسمٰعیل ہوں	یعقوب ہوں	یوسف ہوں	موسیٰ ہوں
داؤد ہوں	عیسیٰ ہوں	حضرت سرور عالم کا مظہر اتم ہوں	مُنجی ہوں
ظلی طور پر محمد ہوں	احمد ہوں	موتی ہوں	حجر اسود ہوں
تمام انبیاء سے افضل ہوں	ذوالقرنین ہوں	احمد مختار ہوں	ابشارت اسمہ احمد ہوں

میکائیل ہوں	بیت اللہ ہوں	رڈ گوپال ہوں	کلنکی اوتار ہوں
بشیر ہوں	شمس ہوں	قمر ہوں	محی ہوں
ممیت ہوں	صاحب اختیارات کن فیکون ہوں	کاسر الصلیب ہوں	امن کا شہزادہ ہوں
جری اللہ ہوں	برہمن اوتار ہوں	مرسل ہوں	اشجع الناس ہوں
معجون مرکب ہوں	داعی الی اللہ ہوں	سراج منیر ہوں	متوکل ہوں
آسمان و زمین میرے ساتھ ہیں	وجیہ باری ہوں	زوائد المجد ہوں	محی الدین ہوں
مقیم شریعت ہوں	منصور ہوں	مراد العصر ہوں	خدا کا محمود ہوں
نور اللہ ہوں	رحمۃ للعالمین ہوں	نذیر ہوں	منتخب کائنات ہوں

وہ ہوں جس کا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا میں وہ ہوں جس سے خدا نے بیعت کی۔

بقول شخصے

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی مسلمان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

مرزا غلام احمد حکیم غلام مرتضیٰ کا بیٹا خاندان مغلیہ سے تھا یہ اٹھارہ سو اتالیس یا چالیس میں قادیاں میں پیدا ہوا۔

اس کے تعلیمی مبلغ کا یہ حال تھا کہ چھ سات سال کی عمر میں قرآن ناظرہ کیا۔

اس کے بعد کچھ فارسی پڑھی تیرہ چودہ سال کی عمر میں اس کی شادی اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی حرمت بی بی سے ہوئی جن سے مرزا سلطان احمد پیدا ہوئے۔

یہی وہ حرمت بی بی ہے جو مطلقہ رکھی گئی اور خان بہادر مرزا سلطان احمد کی والدہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مرزا صاحب کی بساط تعلیم نہایت مختصر تھی۔

پھر سیالکوٹ میں لالہ بھیم سین کی سفارش سے ضلع کچہری میں دس پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم ہو گئے۔

لالہ بھیم سین اور مرزا صاحب نے مل کر مختاری کے امتحان کی تیاری کی۔ لالہ بھیم سین تو امتحان میں کامیاب ہو گئے اور مرزا صاحب رہ گئے اور فیل شدہ لوگوں میں ان کا نام آیا۔

پھر انہیں اس امر کی فکر ہوئی کہ خاندان کا زوال جو ہو چکا ہے وہ واپس عروج پالے۔

جب کوئی بھی راہ عروج و ترقی کی نہ ملی تو پیری مریدی کی طرف توجہ کی۔ مگر اس میں بھی کوئی

کامیابی نظر نہ آئی۔

آخر مولوی محمد حسین بٹالوی ان کے بچپن کے رفیق دہلی سے حدیث پڑھ کر آئے تھے ان سے ملے اور ردّ آریہ میں ایک کتاب لکھنے کا خیال ظاہر کیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس خیال کی تائید کی۔ قصہ مختصر آریوں کے ساتھ اس کے دنگل شروع ہو گئے۔ عامۃ الناس لاہور میں اس کی حمایت و اعانت کرتے رہے۔

آخر یہ قادیاں چلے آئے اور یہاں سے آریوں کو بذریعہ اشتہارات چھیڑتے رہے اور جب مناظرہ کا چیلنج آریہ دیتے تو بلطائف الحیل ٹالتا رہا۔ یہ تمام حالات وکوائف مرزا جی کے مجموعہ اشتہارات موسومہ بہ تبلیغ رسالت کی جلد اول میں مفصل ملیں گے۔

پھر مرزا صاحب نے الہام بازی میں قدم رکھا اور اپنے ملہم و مستجاب الدعوات ہونے کا پراپیگنڈا شروع کیا۔

اس کے بعد براہین احمدیہ کی تبلیغ شروع کر دی۔

اس کا اعلان ہونے پر دھڑا دھڑ روپیہ آنا شروع ہوا۔ اول اس کی قیمت پانچ روپیہ رکھی گئی۔ پھر نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز کی سوجھی اور دس روپیہ قیمت کر دی گئی۔ اور پھر اعلان عام کر دیا گیا

کہ ۵۶۲ صفحات تو شائع ہو چکے ہیں۔ باقی کا اللہ تعالےٰ متولی و مہتمم ہو گیا ہے یہ کتاب چار ہزار آٹھ سو صفحات کی ہو گی۔

پھر اسے تو سر دست ملتوی کر دیا۔

اور اس کی بجائے "سرمہ چشم آریہ" اور رسالہ "سراج منیر" وغیرہ چھاپنی شروع کر دیں اور اعلان کر دیا کہ تین سو جزو کے وعدے پورے نہیں کیے جا سکتے۔

پھر دعوی مجددیت شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں حکیم نور دین آ ملے اور اشتہار بازی میں ترقی ہو گئی۔ پھر ہوشیار پور میں چلہ کشی ہوئی اور اس میں ایک لڑکا پیدا ہونے کی ان کو بشارت ملی۔

مرزا جی کو چونکہ یقین واثق تھا۔ اسی وجہ میں انہوں نے اعلان عام کر دیا۔ ان ایام میں نصرت بیگم حاملہ بھی تھیں۔

لیکن تاریخ ولادت جس دن پوری ہوئی تو لڑکے کی بجائے لڑکی آئی۔

تمام قادیاں میں اس ولادت سے ناکامی کی آوازیں آنے لگیں۔ آخرش دوسرے حمل میں لڑکا پیدا ہوگیا۔ پھر کیا تھا۔

مرزا صاحب نے ڈھنڈورا پیٹا کہ جس کی ولادت کی میں پیشگوئی کر رہا تھا وہ آج ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوگیا۔ یہ بچہ ایسا ہوگا۔ ویسا ہوگا اور کیا کیا ہوگیا اس کا نام عمواٗیل عرف بشیر حسب الہام رکھا گیا۔

لیکن یہ مولود تقریباً سوا سال ہی کو ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو طعمہ اجل ہوگیا۔

اس پر عام طور پر جو مذاق اڑے وہ اڑے کہ اسی حالت میں مرزا صاحب نے مسیح بننے کی سخن سازی شروع کردی۔

پھر لاہور۔ لدھیانہ۔ دہلی میں مناظرے ہوئے۔

ان کا انجام جو ہونا تھا وہ ہوا۔

کہ محمدی بیگم سے نکاح آسمانی کا اعلان ہوا۔ اس کا قصہ بھی طویل ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب اس نکاح میں ناکام رہے۔ اگرچہ اس نکاح پر مرزا صاحب کو الحق من ربک فلا تکونن من الممترین کی وحی بھی ہوچکی تھی۔

غرضکہ پھر آتھم سے مناظرہ کی ٹھہری۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے جاکر جنڈیالہ والوں کو کہا کہ مرزا صاحب میں اتنی قابلیت نہیں مگر جنڈیالہ والے نہ مانے اور مرزا جی ہی کو انہوں نے مناظر تجویز کیا۔ آخر نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو شرمندگی اٹھانی پڑی۔

آخر مرزا صاحب نے پندرہ مہینے میں آتھم کی ہلاکت کی پیشگوئی کی وہ بھی غلط ہوئی۔

پھر پنڈت لیکھرام کا قتل ہوا اسے بھی مرزا جی نے اپنی کسی پیشگوئی کا نتیجہ لکھ مارا۔

پھر حضرت شیخ المشائخ فاضل اجل عالم بے بدل صوفی صافی پیر طریقت حامی شریعت حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کو دعوت مبارزت دے ماری اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت نے "شمس الہدایۃ" تالیف فرمائی تھی جس میں حیات مسیح پر وہ دلائل قاہرہ تھے کہ اس کے مطالعہ کے بعد حیات مسیح پر کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ آخرش مرزا صاحب کے وعدہ پر حضرت پیر صاحب لاہور تشریف لائے اور شاہی مسجد میں برلب مناظرہ جارہے تھے۔

کہ راستہ میں جلی قلم کے چھپے ہوئے پوسٹر دیواروں پر چسپاں دیکھے گئے تھے کہ جن کا عنوان اس طرح تھا

پیر مہر علی کا فرار

لوگ حیران تھے کہ پیر صاحب کو ہم بچشم خود میدان مناظرہ میں تشریف لیجاتا دیکھ رہے ہیں۔ ان کے متعلق یہ کیا دروغ بافی ہو رہی ہے۔ غرضیکہ ۲۹ اگست کو پیر صاحب واپس تشریف لے آئے۔

پھر مرزاجی کی طرف سے انواع و اقسام کی اشتہار بازی ہوتی رہی۔

مختصر یہ کہ ان کی عربی دانی کی حقیقت منکشف عوام ہوئی۔ شاعری کی شان یہ تھی ایک شعر ملاحظہ کریں۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

مضمون طویل ہو گیا اور یہ رام کہانی ابھی پوری نہ ہوئی۔ بہرحال اس کے فتنہ نے آج پاکستان بن جانے کے بعد بھی ان لوگوں کو ہزارہا کی تعداد میں اسیر دام حکومت کر دیا جو حق کوش اور حق نیوش تھے۔

اس سلسلہ میں میں بھی ایک سال کی نظر بندی کا شکار ہوا اور دیگر علمائے کرام اور مسلمان مصائب و آلام سے دوچار ہوئے اللھم افتح بینی وبین قومی بالحق وانت خیر الفاتحین ۰

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفدہم پ سورہ انعام

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۰

بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۰ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا

صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

اور سورج اور چاند کو حساب پہ مقرر کیا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے تارے کہ راہ پاؤ ان سے خشکی اور تری کی اندھیریوں میں ہم نے مفصل نشانیاں بیان کیں اس قوم کو جو علم رکھتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک جان سے پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور امانت رہنا بے شک ہم نے مفصل بیان کیں آیتیں سمجھ والوں کے لیے۔

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تو نکالنے ہم نے اس میں سے لگنے والی ہر شے تو ہم نے نکالی اس سے سبزی جس میں سے نکالتے ہیں ہم دانے ایک دوسرے پر چڑھے اور کھجور کی ڈالیوں سے گچھے پاس پاس اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ دیکھو اس کا پھل جبکہ پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

اور بناتے ہیں شریک اللہ کا جنوں کو حالانکہ حالانکہ اس نے انہیں بنایا اور گھڑتے ہیں اس کے لیے بیٹیاں اور بیٹے جہالت سے پاکی ہے اسے اور برتری اس کو جو اس کی صفت کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع ہفدہم پ ۷ سورۃ انعام

ان۔بیشک	اللہ۔اللہ	فالق۔چیرنے والا ہے	الحب۔دانے
و۔اور	النوی گٹھلی کو	یخرج۔نکالتا ہے	الحی۔زندہ کو
من المیت۔مردہ سے	و۔اور	مخرج۔نکالنے والا ہے	المیت۔مردہ کو
من الحی۔زندہ سے	ذلکم۔یہ ہے تمہارا	اللہ۔اللہ	فانی۔پھر کہاں
تؤفکون۔اوندھے جا رہے ہو		فالق۔چیرنے والا ہے	الاصباح صبح کا
و۔اور	جعل۔بنایا	اللیل۔رات کو	سکنا۔سکون
و۔اور	الشمس۔سورج	و۔اور	القمر۔چاند کو
حسبانا۔حساب	ذلک۔یہ ہے	تقدیر۔اندازہ	العزیز۔غالب
العلیم علم والے کا	و۔اور	ھو۔وہ	الذی۔وہ ہے کہ
جعل۔بنائے	لکم۔تمہارے لیے	النجوم۔ستارے	لتہتدوا۔تاکہ راہ پاؤ
بہا۔ان سے	فی۔بیچ	ظلمت۔اندھیریوں	البر۔خشکی
و۔اور	البحر۔دریا کے	قد۔بیشک	فصلنا۔مفصل بیان
کرتے ہیں ہم	الایت۔آیتیں	لقوم۔ان کے لیے جو	یعلمون۔جانتے ہیں
و۔اور	ھو۔وہ	الذی۔وہ جس نے	انشأ۔پیدا کیا
کم۔تم کو	من نفس۔جان	واحدۃ۔ایک سے	فمستقر۔تو کسی کا
ٹھہرنا ہے	و۔اور	مستودع۔امانت	قد۔بیشک
فصلنا۔مفصل بیان کیں ہم نے		الایت۔آیتیں	لقوم۔ان کے لیے جو
یفقھون۔سمجھتے ہیں	و۔اور	ھو۔وہ	الذی۔وہ ہے جس نے
انزل۔اتارا	من السماء۔آسمان سے		ماء۔پانی
فاخرجنا۔تو نکالے ہم نے		بہ۔اس سے	نبات۔سبزے
کل۔ہر	شیء۔چیز کے	فاخرجنا۔تو نکالتے ہیں ہم	
منہ۔اس سے	خضرا۔سبزہ	نخرج۔نکالتے ہیں ہم	منہ۔اس سے

حبا۔ دانے	متراکبا۔ ایکدوسرے پر چڑھے ہوئے		و۔ اور
من النخل۔ کھجور سے	من طلعہا۔ اس کے خوشوں سے		قنوان۔ گچھے ہیں
دانیۃ۔ قریب قریب	و۔ اور	جنت۔ باغ	من اعناب۔ انگور
و۔ اور	الزیتون۔ زیتون کے	و۔ اور	الرمان۔ انار
مشتبہا۔ ملتے جلتے	و۔ اور	غیر۔ نہ	متشابہ۔ ملتے
انظروا۔ دیکھو	الی۔ طرف	ثمرہ۔ پھل	ہ۔ اس کے کے
اذا۔ جب	اثمر۔ پھل لائے	و۔ اور	ینعہ۔ اسکے پکنے کو
ان۔ بیشک	فی۔ بیچ	ذالکم۔ اس کے	لآیت۔ نشانیاں ہیں
لقوم۔ انکے لیے جو	یؤمنون۔ ایمان لاتے ہیں	و۔ اور	جعلوا۔ بنائے انہوں نے
شرکاء۔ اللہ کے شریک	الجن۔ جنوں کو	و۔ حالانکہ	خلقہم۔ اس نے ان
کو پیدا کیا	و۔ اور	خرقوا۔ بنائے	لہ۔ اس کے لیے
بنین۔ بیٹے	و۔ اور	بنات۔ بیٹیاں	بغیر۔ بغیر
علم۔ علم کے	سبحانہ۔ پاک ہے وہ	و۔ اور	تعالیٰ۔ بلند ہے
عما۔ اس سے	یصفون۔ جو بیان کرتے ہیں۔		

مختصر تفسیر رکوع ہفدہم پ۷ سورۃ انعام

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ بے شک اللہ ہے چیرنے والا دانے اور گٹھلی کا نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ تو کہاں بہکے جا رہے ہو۔ نکالنے والا صبح کو اور کیا رات کو سکون وآرام کے لیے اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے یہ اندازہ ہے مقرر کیا ہوا سب سے زیادہ زبردست سب کچھ جاننے والے کا۔

اللہ تعالےٰ اپنی کمال قدرت اور علم وحکمت کے دلائل بیان فرماتا ہے اس لیے کہ مقصد اعظم ایک مسلمان کا درحقیقت اللہ تعالےٰ کے افعال اور صفات کا عرفان حاصل کرنا ہے اور

اس امر کا جاننا کہ حقیقتاً ہر شے کا خالق وہی ہے اور جس میں ایسی صفات کمالیہ ہوں وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ وہ بت جو بے جان اور جماد محض ہیں جنہیں مشرک پوجتے ہیں چنانچہ سب میں بڑا کمال صنعت وخلق یہ ہے کہ دانہ اور گٹھلی کو چیر کر ان سے سبزہ اور درخت پیدا کرنا اور ایسی سنگلاخ زمینوں میں ان کے نرم ریشوں کو رواں کرنا جہاں آہنی میخ بھی کام نہ کر سکے یہ اس کی قدرت کے عجائبات ہیں پھر جاندار سبزہ کو بے جان دانے اور گٹھلی سے اور انسان وحیوان کو محض ایک قطرۂ منی سے اور پرند کو انڈے سے پیدا کرنا یہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نقشہ ہے۔ یہ ہے خلاصہ آیات بالا کا اب قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ) بے شک اللہ چیرنے والا ہے دانہ اور گٹھلی کا سبزہ اور درخت سے یعنی اللہ نے پیدا فرمایا دانہ بالوں سے اور گٹھلی کھجور سے۔ فلق کے معنی شق کرنے کے ہیں یعنی چیرنا ہے۔ مجاہد سے اس کی تفسیر یوں ہے کہ چیرنے سے گٹھلی اور گندم مراد ہے۔ جب دانہ گٹھلی تر زمین میں بو دی جاتی ہے تو کچھ دن کے بعد اللہ کے حکم سے وہ دو طرفہ چیرتی ہے اوپر کی طرف چڑاؤ سے پودے درخت بنتے ہیں جو زمین کو پھاڑ کر تنہ شاخیں پتے پھول پھل کی شکل میں نکلتے ہیں جن کے رنگ۔ مزے تاثیریں مختلف ہوتی ہیں اور نیچے والے حصہ درخت کی جڑیں زمین کے نیچے چلتی ہیں۔ جڑ زمین سے کھاد پانی چوس کر شاخوں کو پہنچاتی ہیں اور شاخیں ہوا۔ دھوپ۔ چاندنی سے اثرات حاصل کر کے جڑ کو پہنچاتی ہیں یہ اس کی قدرت کاملہ کا مظاہرہ ہے۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ۔ اللہ تعالےٰ بے جان خشک دانہ سے اور گٹھلی سے تر جاندار درخت پودے نکالتا ہے اسی طرح جاندار جانور کو بے جان نطفے سے پیدا فرماتا ہے جاندار پرندوں کو بے جان انڈوں سے نکالتا ہے۔ جاندار مومن کو بے جان کافر سے پیدا فرماتا ہے کہ ماں باپ کافر۔ بیٹا مومن۔ ایمان زندگی ہے۔ کفر موت ہے۔ دانہ گٹھلی بے جان چیزیں ہیں اور پودے۔ درخت سبزہ جاندار ہیں۔

وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ۔ اللہ تعالےٰ جاندار بوٹے اور درخت سے بے جان دانہ گٹھلی پیدا فرماتا جاندار جانور سے بے جان نطفہ پیدا فرماتا ہے بے جان مردہ کافر سے جاندار مومن پیدا کرتا ہے۔ زندہ پرورش کا محتاج ہے۔ اس لیے اس پر ہر وقت رحمت کے نزول کی ضرورت ہے۔

یہ حجت دلیل الٰہی ہے ان پر جو مشاہدہ تخلیق کرنے کے بعد بھی بعثت بعد الموت کے منکر ہیں ان کو بتایا گیا کہ وہ قادر علے الاطلاق ہے جو اس طرح تخلیق فرماتا ہے اور کتم عدم سے منصۂ شہود پر لاتا ہے

وہی اس امر پر قادر ہے کہ تمہیں مرنے کے بعد پھر اٹھائے یہ ہی تمہارا خدا ہے جو محیی اور ممیت ہے اور وہی اس کا حقدار ہے کہ اسے رب مانا جائے نہ کہ بت جو بے حس، بے جان اور جماد محض ہیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۔ تو کہاں پھر رہے ہو اور اپنے حقیقی رب سے منحرف ہو رہے ہو اور اس کی محبت کے سوا غیر کی طرف پلٹنا بعد وضاحت دلائل خلاف عقل و دانش ہے۔ کوئی بھی عقلمند ایسا نہیں کرتا۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۔ وہ صبح پھاڑنے والا ہے اندھیری رات میں سے عمود صبح ظاہر کرتا ہے اور نور نہار پیدا کرتا ہے۔ اصباح اور صبح کے ایک ہی معنی ہیں یعنی نورانی صبح کا پیدا کرنے والا عرب کا مشہور شاعر امرء القیس کہتا ہے ؎

اَلَا اَیُّھَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انْجَلِیْ　　　بِصُبْحٍ وَمَا الْاِصْبَاحُ مِنْكَ بِاَمْثَلِ

خبردار اے لمبی رات کیا تو صبح نہیں ظاہر کرے گی اور صبح کی روشنی بھی میرے لیے تیری سیاہی سے بہتر نہیں ہے۔

فالق کے معنی چیرنے والا۔ یعنی اللہ تعالیٰ صبح صادق کے ذریعہ صبح کاذب کی سیاہی کو چیرتا ہے۔

وَجَعَلَ اللَّیْلَ سَكَنًا ۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون چین کے لیے پیدا فرمایا تاکہ اس میں دن بھر کی تکان سے سکون حاصل کرو۔

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۔ اللہ تعالیٰ نے سورج چاند کو دنیا کے حساب کے لیے پیدا فرمایا یعنی ان سے حساب اوقات ان کے دور اور سیر کے ذریعہ معلوم کرتے ہو چاند سے قمری مہینے بنتے ہیں اس سے زکوٰۃ۔ روزے اور حج وابستہ ہیں۔ سورج سے شمسی مہینے بنتے ہیں۔ سورج چاند کی رفتار سے ان کے طلوع و غروب کا حساب رکھا گیا۔ ان میں سے کوئی مقرر کردہ حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا ان کی حرکت مقرر فرما دی گئی جس سے دن مہینے اور سال بنتے ہیں۔ موسم کا تعین ہوتا ہے گرمی سردی بہار خزاں کا تعین ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۔ یہ تعیین ہے غالب اور علم والے کی اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کا ان کے محور سے زائد نہ چلنا اور اپنے اپنے محور پر مستقر رکھنا۔ یہ شان قہاری کا مظاہرہ ہے۔ چاند سورج کی تدبیر و تدویر سے اس کی شان قدرت واضح ہے۔

هُوَ الَّذِیْ ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و قدرت کے اظہار کے لیے ہے وہی ہے جس نے جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ ۔ جعل بمعنی خلق ہے بنائے یا پیدا کیے تمہارے لیے ستارے تاکہ ان سے

سفر میں رہبری حاصل کرو۔ النجوم۔ نجم کی جمع ہے۔ لغت میں نجم وہ ہے جو فلکی اور روشن ہو۔
لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ تاکہ رہبری حاصل کرو خشکی کی اندھیریوں اور دریا میں دونوں کی طرف یعنی خشکی اور دریا کے ساتھ ستاروں کی وضاحت اس لیے کی کہ دونوں میں ستاروں سے مدد لی جاتی ہے۔ سیارات یعنی حرکت کرنے والے ستارے کل سات ہیں۔ ثوابت تارے بے شمار ہیں یہ تارے اس لیے پیدا فرمائے کہ مسافر جب جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرے اور رات کی اندھیریاں آجاویں تو ان تاروں سے وقت اور سمت معلوم کر سکیں۔ قطب نما اور گھڑیاں ستاروں ہی کے حساب سے بنائے گئے ہیں۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ بے شک تفصیل سے بیان کر دیں ہم نے آیتیں ان کے لیے جو جانتے ہیں۔ اب پوری آیت ملاحظہ فرمائیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ اور وہی ہے جس نے بنایا تمہارے لیے ستاروں کو تاکہ سیدھی راہ معلوم کر سکو ان سے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں بے شک ہم نے کھول کر بیان کر دیے ہیں دلائل علم والوں کے لیے۔

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر تمہارے لیے ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت کی جگہ بے شک ہم نے تفصیل سے بیان کر دیں آیتیں ان لوگوں کے لیے جو حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ اور وہی ہے کہ تمہیں پیدا کیا ایک جان سے۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک جان سے اَنْشَاَ۔ اَنْشَاَ سے بنا اس کا مادہ نشوۃ ہے اس کا معنی پیدائش ہے۔

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام سے سب کی نسل چلی ہے حضرت حوا کی پیدائش بھی حضرت آدم کی پسلی سے ہوئی۔ اس موقعہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک شعر ہے وہ بھی ناظرین کے لیے افادۃً پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

الناس من جهة التمثال اكفاء ابوهم آدم والام حواء

لوگ پیدائش کے اعتبار سے ہم کفو ہیں۔ ان کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں۔

یہ شعر انشاکم من نفس واحدۃ کی روشنی میں ہی غالباً حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ

نے فرمایا ہے۔

تو تمہارا ٹھہرنا ہے رحم مادر میں اور امانت کی صورت میں رہنا ہے اصلاب آباء میں
یا اس کے یہ معنی ہیں کہ زمین کی زندگی کی حد تک زمین پر رہنا ہے اور بطور امانت زمین کے
اندر مقبور ہو کر رہنا۔

یا یہ معنی ہیں کہ تم میں بہت سے پیدا ہو کر زمین میں ہیں اور بہت سے بطور امانت ماؤں
کے رحموں میں ہیں۔

مستقر کا معنی قرار پکڑنے کی جگہ مستودع کہتے ہیں اس جگہ کو جہاں کوئی چیز بطور امانت رکھی جاتی
ہے۔ بعض نے کہا کہ مستقر سے مراد ماں کا شکم ہے اور مستودع سے باپ کی پیٹھ مراد ہے۔ بعض نے
کہا کہ مستقر سے مراد زمین ہے اور مستودع سے مراد قبر ہے۔

بے شک تفصیل کر دی ہم نے اپنی آیتوں میں اس قوم کے لیے جو سمجھ رکھتی ہے۔ یہاں پہلی
آیت میں یعلمون فرمایا اور اس آیت میں یفقھون یہ دلیل ہے اس امر کی کہ پہلے دلیل سے بتا کر
واقف کیا۔ پھر سمجھ اور عقل والوں کو پیدائش انسان دکھا کر سمجھایا اس لیے کہ انشاء انسان ایک
نفس واحد سے فرما کر ان کی کیفیت صوری۔ اعتقادی۔ اعمال مختلفہ کرنا یہ بھی اس کی قادر قیوم کی قدرت
مطلقہ پر دلیل ہے۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ
مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَّمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ
وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ وہی ذات ہے جس نے آسمان سے اتارا پانی یعنی
بادلوں سے بارش۔ اَنْزَلَ سے بارش مراد ہے جو کھیتوں باغوں کو زندگی دیتی ہے سَمَاء لغت میں
ہر اونچی چیز کو کہتے ہیں جیسے سَمَاءُ الْبَيْت۔ مکان کے چھت کو کہتے ہیں۔ بادل بلندی پر ہوتے ہیں
اس کی طرف اشارہ ہے مَآءً سے بارش کا پانی مراد ہے۔

اَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ۔ تا کہ نکالیں تمہارے لیے اس پانی سے سبزیاں ہر قسم کی
یعنی ان کی نشوونما کا سبب پانی کو بنایا اور ایک جو سبب ہے اور مسببات کے انواع اصناف
مختلفہ ہیں یہ بھی شان قدرت ہے۔ نبات مصدر ہے اس کے معنی اگنا ہے یعنی اگنے والی چیز۔

جب اگنے والی چیز سبز نکالتی ہے جسے کونپل کہتے ہیں کُل شے سے مراد ہر اگنے والی چیز۔ انہیں کو نباتات کہتے ہیں۔

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا۔ تو نکالا ہم نے ان سبزیوں سے سخت سبز رنگ اور ہلکے سبز رنگ خضر سے مراد ہری ڈالیاں ہرے پتے ہیں۔ اخضر اصل سبز رنگ کو کہتے ہیں جو بذات خود سبز ہو۔

نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ جو شاخیں نکلتی ہیں ان سے دانہ بنتا ہے جو نکالتے ہیں ہم اس سے سبزی سے دانہ ایک پر ایک چڑھا ہوا وہ بالوں میں دانہ کا نقشہ ہے جو دانہ پر دانہ چڑھا ہوا ہوتا ہے یعنی بارش کے ذریعہ پہلے ہر نبات کی کونپلیں زمین سے نکالتی ہیں پھر وہ کونپلیں سبز لکڑیاں، سبز شاخیں پتے بن جاتی ہیں پھر انہیں پتوں میں سے اوپر تلے چنے ہوئے دانے نکلتے ہیں اب آگے باغ کی شان قدرت بیان کی جاتی ہے۔

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ۔ اور کھجور سے اس کی شاخوں میں گچھے کھجور کے درخت کو نخل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ تمام میووں میں کھجور افضل ہے کہ اس میں لذت بھی ہے غذائیت بھی حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے وقت کھجوریں ہی کھائی تھیں۔

خزاں کا اثر کھجور کے درخت پر نہیں ہوتا۔ یہ درخت جفاکش ہوتا ہے یہ درخت پانی کھاد کا محتاج نہیں اس کی عمر بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کٹ جانے کے باوجود پھر تازہ ہو جاتا ہے۔ دیار حبیب صلے اللہ علیہ وسلم میں بڑی برکات سے اس کی کثرت ہے خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کے درخت زمین میں لگائے اور ان میں چودہ سو برس گذر جانے کے باوجود آجتک پھل لگتا رہا۔

اب نجدی حکومت نے کٹوا دیے ہیں۔ لیکن ہر سال اس میں سے شاخیں نکلتی رہتی ہیں۔ اس مبارک درخت میں جب پھل لگنے کا وقت آتا ہے تو سرے پر پٹھا نکلتا ہے اسے طلع کہتے ہیں پھر اس پٹھے میں گچھے لگتے ہیں۔ اسے قنو کہتے ہیں۔ قنوان۔ قنو کی جمع ہے جیسے صنوان صنو کی جمع ہے دانیۃ۔ دنو سے بنا اس کے معنی قرب ہیں یعنی اس بارش کی برکت سے کھجور کے درخت میں گابھے اور گابھوں میں ایسے گچھے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے شاخیں پھلوں کے وزن سے زمین کے قریب تک آجاتی ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایسے کھجور کے درخت دیکھنے میں جن کے گچھے زمین پر پڑے ہیں انکی کیفیت بیان فرمائی ہے۔

وَجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ۔ اور باغ انگور کے۔

جَنّٰت۔ جمع ہے جنّت کی۔ اس کا معنی گھنا باغ ہے۔ انگور کے ایک یا دو درخت فائدہ مند نہیں ہوتے اس لیے باغ کا ذکر فرمایا کھجور کا ایک ہی درخت مفید ہوتا ہے مگر انگور کے باغ جس میں کثرت سے بیل ہوتی ہے جو فائدہ مند ہوتی ہے۔ اَعْنَاب۔ عِنَب کی جمع ہے یعنی ہم بارش کے ذریعہ انگوروں کے باغ لگاتے ہیں۔

وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ۔ اور ایسے ہی زیتون اور انار جس طرح کھجور کی نشو ونما کی گئی ایسے ہی زیتون اور انار کی بھی کی گئی۔ زیتون کے درخت اور پھل دونوں کو زیتون ہی کہتے ہیں اس کے تیل کو زیت کہتے ہیں۔ اس کے درخت شام وغیرہ کے علاقہ میں بہت زیادہ ہوتے ہیں مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ۔ زیتون اور انار کے درخت اور ان کے پتے تو ہم شکل ہوتے ہیں مگر پھل مختلف ہیں۔

زیتون کا درخت بالکل انار کی طرح ہوتا ہے یعنی برابر کے پھل انگور اور کھجور کے ہوتے ہیں۔ لیکن انار کا پھل بڑا ہوتا ہے۔ انار کا پھل جب شروع میں نکلتا ہے تو بہت کمزور اور ننھے منے ہوتے ہیں لیکن جب پک جاتا ہے اور ان کا نفع مکمل ہو جاتا ہے تو ان کی منافعت ان میں جمع ہو جاتی ہے اور پھل بڑا بھی ہو جاتا ہے اور لذیذ بھی۔ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ۔ انگور انار کھجور دیکھنے میں متشابہ ہوتے ہیں مگر ان کے مزے مختلف ہیں۔

اُنْظُرُوْا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ۔ تو ان پھلوں میں غور کرو کہ کیسے چھوٹے اور مختلف مزے کے ہوتے ہیں جن سے نفع حاصل نہ کیا جا سکے وَيَنْعِهٖ۔ ینع مصدر ہے۔ اس کے معنی پھل پک جانا ہے یعنی ان میں غور کرو اور اللہ تعالےٰ کی شان قدرت پر ایمان لاؤ کہ ایک ہی پھل ایک ہی وقت میں کچھ ہے اور دوسرے وقت میں کچھ۔ پھر ان پھلوں کا پکنا دیکھو ہوئے خوشبودار اور خوشنما ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ آگے ارشاد ہے اور اپنے دلائل قدرت بیان فرما کر توبیخاً فرمایا جا رہا ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ٥ اور بنایا انہوں نے اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انہیں اور گھڑ لیے ہیں انہوں نے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں محض جہالت سے پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

اور گھڑ ڈالے اللہ کے لیے شریک جن۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے جنوں کی اطاعت کی جو

ان کے دلوں کی گھڑنت ہے شرک کے لیے تو انھوں نے اللہ کے شریک بنالیے حالانکہ انہیں اللہ نے پیدا کیا یعنی جن جب پیدا کی ہوئی مخلوق ہے تو مخلوق خالق کی شریک کیونکر ہوسکتی ہے اور گھڑ لیا اللہ کے لیے یعنی من گھڑت خدا بنا لیا۔ خرق عربی محاورہ میں کپڑا پھاڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں علیحدہ بنانے کے معنی میں لیا گیا کہ انھوں نے اولاد خدا کے لیے گھڑ لی۔

جیسے کتابی عیسائی حضرت مسیح کو اور یہودی حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ انکا خیال جہالت ہے وہ خطاء یہ نہیں کہتے اور نہ صحیح دلائل سے بولتے ہیں بلکہ جہالت کی بنا پر گھڑ لیا ہے پلکی ہے اس کے وجہ متبر کو جو صفت وہ مشرک اللہ کی بیان کرتے ہیں۔ اللہ کا شریک یا خدا بناتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشدہم پ سورۂ انعام

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَکُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍۚ وَهُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝

وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا کیسے ہوسکتی ہے اس کی اولاد جبکہ نہیں ہے اس کی بیوی اور اس نے پیدا کیا ہر چیز کو اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمۡۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ ۝

یہ ہے اللہ تمہارا پالنے والا نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کو تو اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا تُدۡرِکُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ یُدۡرِکُ الۡاَبۡصَارَۚ وَهُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ ۝

نہیں پاسکتیں اسے آنکھیں اور وہ پالیتا ہے آنکھوں کو اور وہ ہے باریک بین خبردار۔

قَدۡ جَآءَکُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِهٖۚ وَمَنۡ عَمِیَ فَعَلَیۡهَاؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ ۝

بے شک آچکیں تمہارے پاس رب کی طرف سے نشانیاں تو جو آنکھیں کھولے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے اور جو اندھا بنا رہے تو بھی

نقصان اسی کا ہے اور میں نہیں ہوں تم پر نگران

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

اور اسی طرح ہم پھیر پھیر کر آیتیں بیان کرتے ہیں اور اس لیے کہ وہ کہیں کہ تو نے پڑھا ہے اور تاکہ بیان کریں ہم اس قوم کے لیے جو جانتے ہیں۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

پیروی کرو اس وحی کی جو آپ کے رب کی طرف سے آئی نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور اگر چاہتا اللہ تو وہ شرک کرتے اور نہیں بنایا ہم نے تم کو ان پر نگہبان۔ اور نہیں تو ان کا کارساز

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور نہ گالی دو ان کو جن کو یہ پکارتے ہیں سوائے اللہ کے۔ پھر وہ گالی دیں گے اللہ کو اپنی جہالت سے اسی طرح خوشنما بنا کر دکھلائے ہم نے ہر قوم کو ان کے عمل پھر ان کے رب کی طرف ان کا لوٹنا ہے تو وہ بتلائے گا ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور انہوں نے اللہ کی مضبوط قسمیں اٹھائیں کہ اگر آئے گی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے تو اس پر ضرور ایمان لائیں گے آپ فرما دیجئے کہ نشانات تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا معلوم ہے کہ جب وہ آ جائے گی تو نہیں ایمان لائیں گے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اور پھیر دیتے ہیں ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جیسے کہ نہیں ایمان لائے اس پر پہلی مرتبہ اور ہم چھوڑ دیتے ہیں ان کو ان کی سرکشی میں پریشان پھرتے ہیں۔

حل لغات رکوع ہشدہم پ ۷ سورۃ انعام

بدیع - پیدا کرنے والا ہے   السموات - آسمانوں   و - اور
الارض - زمین کو   انّٰی - کیسے   یکون - ہوسکتی ہے   لہ - اسکی
ولد - اولاد   و - اور   لم - نہیں ہے   تکن - ہے
لہ - اسکی   صاحبۃ - بیوی   و - اور   خلق - پیدا کیا اس نے
کل - ہر   شئ - چیز کو   و - اور   ھو - وہ
بکل - ہر   شئ - چیز کو   علیم - جاننے والا ہے   ذلکم - یہ ہے
اللہ - اللہ   ربکم - تمہارا رب   لا - نہیں   الٰہ - کوئی معبود
الا - مگر   ھو - وہی   خالق - پیدا کرنے والا ہے وہ
کل - ہر   شئ - چیز کو   فاعبدوہ - سو اسی کی عبادت کرو
و - اور   ھو - وہ   علی - اوپر   کل - ہر
شئ - چیز کے   وکیل - کارساز ہے   لا - نہیں   تدرکہ - پاسکتیں اسے
الابصار - آنکھیں   و - اور   ھو - وہ   یدرک - پالیتا ہے
الابصار - آنکھوں کو   و - اور   ھو - وہ   اللطیف - باریک بین
الخبیر - خبردار ہے   قد - بیشک   جاء - آئیں   کم - تمہارے پاس
بصائر - نشانیاں   من ربکم - تمہارے رب کی طرف سے   فمن - تو جو
ابصر - دیکھے   فلنفسہ - تو اس کے اپنے لیے ہے   و - اور
من - جو   عمی - اندھا بنے   فعلیہا - تو اسی کا نقصان ہے
و - اور   ما - نہیں   انا - میں   علیکم - تم پر
بحفیظ - نگران   و - اور   کذلک - اسی طرح   نصرف - پھیرتے ہیں ہم
الایٰت - آیتیں   و - اور   لیقولوا - تاکہ کہیں   درست - تونے پڑھا ہے
و - اور   لنبینہ - تاکہ ہم بیان کریں اس کو   لقوم - اس قوم کے لیے
یعلمون - جو جانتے ہیں   اتبع - پیروی کرو   ما - اسکی جو   اوحی - وحی ہوئی

الیک ۔ تیری طرف　من ربک ۔ تیرے رب سے　لا ۔ نہیں

الہ ۔ کوئی معبود　الا ۔ مگر　ھو ۔ وہی　و ۔ اور

اعرض ۔ منہ پھیر　عن المشرکین ۔ مشرکوں سے　و ۔ اور

لو ۔ اگر　شاء ۔ چاہتا　اللہ ۔ اللہ　ما ۔ تو نہ

اشرکوا ۔ شرک کرتے　و ۔ اور　ما ۔ نہیں　جعلنا ۔ بنایا ہم نے

ک ۔ آپ کو　علیہم ۔ ان پر　حفیظا ۔ نگران　و ۔ اور

ما ۔ نہیں　انت ۔ تو　علیہم ۔ ان پر　بوکیل ۔ کارساز

و ۔ اور　لا ۔ نہ　تسبوا ۔ گالی دو　الذین ۔ ان کو

یدعون ۔ جنکو وہ پکارتے ہیں　من دون ۔ سوا　اللہ ۔ اللہ کے

فیسبوا ۔ تو وہ گالی دینگے　اللہ ۔ اللہ کو　عدوا ۔ دشمنی سے　بغیر ۔ بغیر

علم ۔ علم کے　کذلک ۔ اسی طرح　زینا ۔ زینت دی ہم نے　لکل ۔ ہر

امۃ ۔ امت کو　عملہم ۔ انکے اعمال کی　ثم ۔ پھر　الی ۔ طرف

ربہم ۔ انکے رب کی　مرجعہم ۔ انکا لوٹنا ہے　فینبئہم ۔ تو وہ خبر دے گا ان کو

بما ۔ اس کی جو　کانوا ۔ تھے وہ　یعملون ۔ عمل کرتے　و ۔ اور

اقسموا ۔ قسمیں اٹھائیں انہوں نے　باللہ ۔ اللہ کی　جہد ۔ مضبوط

ایمانہم ۔ قسمیں　لئن ۔ اگر　جاءتہم ۔ آئے ان کے پاس

ایۃ ۔ کوئی نشانی　لیؤمنن ۔ تو ضرور ایمان لائیں گے　بہا ۔ اس پر

قل ۔ فرمایئے　انما ۔ اسکے سوا نہیں کہ　الایت ۔ نشانیاں　عند ۔ پاس

اللہ ۔ اللہ کے ہیں　و ۔ اور　ما ۔ کس نے بتایا تم کو　یشعرکم ۔ بتایا

کم ۔ تم کو　انہا ۔ کہ وہ　اذا ۔ جب　جاءت ۔ آئے گی

لا ۔ تو نہیں　یؤمنون ۔ ایمان لائینگے　و ۔ اور　نقلب ۔ پھیرتے ہیں ہم

افئدتہم ۔ ان کے دل　و ۔ اور　ابصار ۔ آنکھیں　ھم ۔ ان کی

کما ۔ جیسے کہ　لم ۔ نہیں　یؤمنوا ۔ ایمان لائے　بہ ۔ اس پر

اول ۔ پہلی　مرۃ ۔ مرتبہ　و ۔ اور　نذر ۔ چھوڑتے ہیں ہم

ہم ۔ ان کو　فی ۔ بیچ　طغیانہم ۔ انکی سرکشی کے　یعمہون ۔ پریشان

مختصر تفسیر رکوع ہشتم پ ۷ سورۃ انعام

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ۝ لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝

عجیب طرح سے پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا کیسے ہو اس کے لیے بچہ حالانکہ نہیں ہے اس کی بیوی اور پیدا کی اس نے ہر چیز اور وہ سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب۔ کوئی معبود نہیں اس کے سوا بنانے والا ہر چیز کا تو اسی کو پوجو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے نہیں احاطہ کر سکتیں اس کا آنکھیں اور وہ محیط ہے تمام آنکھوں پر اور وہی لطیف اور خبردار ہے۔

بدیع۔ بدع سے بنا اس کے معنی ہیں بے مثال ہونا۔ امام راغب فرماتے ہیں اصطلاح میں بغیر مادہ بغیر زمان بغیر مکان کسی چیز کو بنانا بدع ہے۔

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ - ای مبدعهما وموجدهما بغیر آلة ولا مادة ولا زمان ولا مکان (روح المعانی)

موجد ہے آسمانوں اور زمین کا یعنے معدوم کا وجود میں لانے والا اور آسمان و زمین کو بغیر کسی آلہ اور مادہ کے ظاہر فرمانے والا جس کے لیے نہ زمان تھا نہ مکان۔ آگے فرماتے ہیں۔

والمراد من بدیع السموات والارض انه سبحانه عدیم النظیر فیهما ومعنی ذلک علی ما قال بعض المحققین ان ابداعهما لا نظیر له لانهما اعظم المخلوقات الظاهرة۔

اور بدیع سے مراد آسمانوں اور زمین میں سے یہ ہے کہ وہ ذات سبحانہ اس تخلیق سے واضح ہے کہ عدیم النظیر ہے اور اس کے معنی بعض محققین نے یوں کیے کہ آسمان و زمین کا ابداع ایسی شان کا ہے کہ اس کی نظیر نہیں اس لیے کہ یہ دونوں اعظم مخلوقات ظاہرہ سے ہیں (روح المعانی)

اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۔ اس کے لیے کیسے بچہ ہو۔

اللہ تعالے کے لیے اولاد کا ہونا محال ہے اس کی دلیل اسی آیت مبارکہ میں ہے وَلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۔ حالانکہ اس کی بیوی نہیں۔ صاحبہ کے لغوی معنی ساتھی کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں بیوی کو کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ سے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا انکن لانتن

صواحب یوسف۔ تم تو یوسف کی عورتوں کی طرح ہو۔ اور بچہ بیوی سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بیوی سے پاک ہے اس کی بیوی نہیں۔ اس لیے کہ ولادت صفات اجسام سے تعلق رکھتی ہے اور وہ ذات مخترع الاجسام ہے اور جو خالق اجسام ہو وہ خود جسم نہیں رکھتا تو پھر اس کے لیے اولاد کیسے ہو سکتی ہے یہ ناممکن ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ وہ تو ہر شے کا خالق ہے اور تمام اشیاء کا جاننے والا ہے یعنی کائنات کی کوئی شے نہیں مگر وہ اس کا خالق و عالم ہے اور جو ذات ایسی ہو اسے تو ہر شے سے غنی ہونا ضروری ہے اولاد وہی مانگتا ہے جو محتاج ہو۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ۔ یہ ہے تمہارا رب۔ اس میں اس موصوف کی اشارہ ہے جس کی صفات اوپر بیان ہو چکی ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ کوئی پوجنے کے لائق نہیں مگر وہی جو خالق کل اشیاء ہے یہاں الٰہ سے مراد سچا معبود ہے وہ ہی ہر چیز کا پیدا فرمانے والا ہے اس کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔

فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ تو اسی کو پوجو اور وہ ہر شے کا نگہبان ہے۔

یعنی جس میں یہ صفات جمع ہوں وہی حقدار عبادت ہے لہٰذا اسی کی پرستش کرو اور مخلوق کے کسی فرد اور جزء کو اس کے سوا نہ پوجو ان تمام صفات کے وہی مالک اشیاء ہے رزق ہو یا موت یا عمر ہو وہی اعمال کا نگہبان ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۔ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب آنکھوں پر محیط ہے اور وہی لطیف و خبیر ہے۔

تصریح ادراک

لاتدرکہ۔ ادراک سے بنا۔ ادراک کا مادہ ہے درک جس کے معنی پانا ہے یا گھیرنا یا تہ تک پہنچ جانے کو بھی ادراک کہتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون ارشاد ہے لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ۔ بل ادرک علمہم فی الاخرۃ۔ ان آیات میں مادہ درک ہے۔ ان کے معنی۔ پانا۔ گھیرنا۔ پکڑنا ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ اسے کوئی آنکھ یا کسی آنکھ کی روشنی احاطہ نہیں کر سکتی۔ گھیر نہیں سکتی اس لیے کہ احاطہ محدود چیز کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حد سے پاک ہے۔

ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا۔ اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ اور اس کی یہی تفسیر حضرت سعید بن مسیب اور سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر میں احاطہ فرماتے ہیں اور احاطہ اس چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود وجہات ہوں اور واجب تعالیٰ شانہ کے لیے حدود وجہت محال ہے تو اس کا ادراک اور احاطہ بھی محال اور ناممکن ہوا یہی مذہب اہلسنت ہے۔

البتہ خوارج اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ ادراک اور رویت میں فرق نہیں کرتے۔ بنابریں وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الٰہی کو محال عقلی قرار دے دیا۔ باوجودیکہ نفی رویت کفی علم کو مستلزم ہے ورنہ جیسا کہ باری تعالیٰ بلا کیفیت وجہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے۔

کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت وجہت کے دیکھی نہیں جا سکتیں۔ تو جانی بھی نہیں جا سکتیں۔

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ رویت و دیدار کے یہ معنی نہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو دلیا جائے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رویت و دید جہت میں ہوگی اور جس کے لیے جہت نہ ہوگی اس کی دید بھی بے جہت ہوگی۔

چنانچہ دیدار الٰہی آخرت میں ہوگا۔ اور مسلمہ عقیدہ اہل سنت ہے کہ اللہ کا دیدار مومنین کے لیے قرآن وحدیث و اجماع صحابہ و سلف امت سے ثابت ہے۔ اس کے لیے دلائل کثیرہ موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ۔

اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا اس کے علاوہ اور بہت سی آیات اور صحاح کی اکثر روایات سے ثابت ہے۔ اگر دیدار الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام محال امر کی دعا نہ فرماتے۔ اور
رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ۔ نہ کہتے۔

پھر اس کے جواب میں اِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي نہ فرمایا جاتا۔ یہ مختصر دلائل بھی ثابت کرتے ہیں کہ آخرت میں مومنین کو دیدار الٰہی شرعاً ثابت ہے اور اس کا منکر یا معتزلی

ہے یا خارجی یا خالص گمراہ ہے (مقتبس از روح)

اور معالم میں ہے (ترجمہ) لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ اس آیت کے ظاہر سے معتزلہ نے اللہ تعالےٰ کی رویت کے انکار کی دلیل لی ہے۔

اور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن اللہ کو ظاہر طور پر دیکھیں گے انکو دیدار خداوندی نصیب ہوگا جیسا کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں آیا ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے وہ اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے)

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ (ہرگز نہیں بے شک اس دن وہ اپنے رب سے پردہ میں رکھے جائیں گے)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا اگر مومنوں کو بروز قیامت خدا تعالےٰ کا دیدار نصیب نہ ہو تو کفار کو حجاب کی عار کیسے دلائی جارہی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ (کہ نیک لوگوں کے لیے اچھا معاوضہ ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے) تو "زیادہ" کی تفسیر میں آپ نے فرمایا اس سے مراد اللہ تعالےٰ کی زیارت ہے۔

اور جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے بالکل ظاہر طور پر۔

اور یہ جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار تو ادراک اور چیز ہے اور رویت اور چیز ہے کیونکہ ادراک کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے اور اس کے احاطہ کرنے کو کہتے ہیں اور رویت کا معنی صرف دیکھنا ہے۔

اور کبھی رویت ہوتی ہے اور ادراک نہیں ہوتا اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا فلما تراء الجمعان قال اصحاب موسی انا لمدرکون قال کلا (پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو پالیے گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہرگز نہیں) تو دیکھو یہاں رویت ہے لیکن ادراک نہیں ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا لا تخاف درکا ولا تخشی۔ (تو پکڑے جانے سے نہیں ڈرے گا) تو یہاں ادراک کی نفی کے ساتھ رویت کا اثبات موجود ہے تو اللہ تعالےٰ کے لیے بھی جائز ہے کہ بلا کیفیت

ہو اور ادراک اور احاطہ نہ ہو۔ جیسا کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کا عرفان تو ہے لیکن اس کا احاطہ نہیں ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا

ولا یحیطون بہ علما (اور علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے) تو یہاں احاطہ کی نفی بھی ہے اور علم کا اثبات بھی ہے۔

اور سعید بن مسیب نے کہا آنکھوں سے اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

عطا نے کہا مخلوق کی آنکھیں اللہ تعالےٰ کے احاطہ سے عاجز ہیں۔

ابن عباس اور مقاتل نے کہا آنکھیں دنیا میں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں لیکن آخرت میں اس کو دیکھیں گی۔

اور وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں اور نہ کوئی چیز اس سے غائب ہو سکتی ہے (معالم)

وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ اور وہ ہے باریک بین خبردار یعنی امور کے دقائق اور مشکلات سے واقف ہے اور اشیاء کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے (تفسیر نسفی)

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ

بے شک آئیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا تو اس نے اپنی جان کے لیے دیکھا اور جو اندھا رہا تو اسی پر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

یعنی دلائل اللہ تعالےٰ کی طرف سے آچکے تو جو غور کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہوگا اور میں تمہارے اعمال کا نگران نہیں ہوں میرا فریضہ صرف یہ ہے کہ تم کو آگاہ کر دوں (جلالین)

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ۔ بصیرت دل کا نور ہے جیسے کہ بصارت آنکھوں کا نور ہے جس سے ظاہری چیزیں نظر آتی ہیں یعنی تمہارے پاس وحی اور معجزات آئے جو کہ دلوں کو روشنی پہنچانے والے ہیں تو جو حق کو دیکھے گا اور اس پر ایمان لائے گا تو اپنی جان کے لیے دیکھے گا اور اسی کو اس کا فائدہ ہوگا اور جو اندھا بن کر گمراہی میں پڑا رہے گا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور میں تمہارے کاموں کا نگران نہیں ہوں کہ تمہارے اعمال کا محاسبہ کروں اور اس پر اس کو جزا یا سزا دوں میری حیثیت صرف یہ ہے کہ میں ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالےٰ تمہاری نگرانی کرنے والا ہے (تفسیر نسفی)

ترجمہ از جلالین - بے شک آئیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو جس نے دیکھا اور ایمان لایا تو اپنے بھلے کو دیکھا اس لیے کہ دیکھ کر ایمان لانے کا ثواب دیکھنے والے ہی کو ملے گا اور جو اندھا رہا ان دلائل سے وہ گمراہ ہوا تو اس پر ہی وبال ضلالت ہے اور میں تمہارا چوکیدار نہیں کہ تمہارے اعمال پر نظر رکھوں - میں تو اللہ کی طرف سے صرف ڈرانے والا ہوں - انتہی -

(ترجمہ از تفسیر نسفی) بے شک آئیں تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے بصیرت سے دل کا نور مراد ہے جس سے دل کی آنکھیں دیکھتی ہیں جیسے آنکھوں کا نور کہ اس سے احکام وحی اور بینات کا معاینہ ہوتا ہے جو دل سے ہو وہ مثل بصائر ہے تو جو دیکھے حق اور ایمان لائے تو اپنی جان کے لیے اس کا نفع ہے اور جو اندھا ہو جائے ان سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے تو اس پر اس اندھے پن کا نقصان ہے اور میں تمہارا محافظ اور ایسا چوکیدار نہیں کہ تمہارے عمل پر نگرانی کروں اور اس کا بدلہ دوں میں تو ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالے ہی کی ذات ہے جو تم پر نگران ہے -

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ - اور ہم اسی طرح سے آئتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں توحید کی دلیلوں کو -

یعنی جیسے ہم آپ پر آئتیں تلاوت فرماتے ہیں پلٹ پلٹ کر احکام سناتے ہیں یعنی اگر ہم ایک ہی بار توحید کے دلائل بیان کرتے تو کوئی ایمان لاتا کوئی نہ لاتا کوئی سمجھتا کوئی نہ سمجھتا ہم ان دلائل کو مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں تاکہ کافر سمجھ لیں -

وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ - تاکہ بول اٹھیں یہ لوگ کہ آپ نے خوب پڑھ سنایا ہے اور تاکہ ہم اس کو واضح کر دیں اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے -

یعنی کافر سمجھ لیں اور بول اٹھیں کہ آپ تو پڑھے ہوئے ہیں اہل کتاب کی توریت وانجیل بھی آپ جانتے ہیں اور ان پر واضح کر دیں قرآن کریم اور اس کے معنی جس سے حق اور باطل پوری طرح واضح ہو جائے -

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ - آپ پیروی کریں اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نہیں کوئی معبود سوائے اس کے اور منہ پھیر لو مشرکین کی طرف سے -

یعنے ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیں جو کافر و مشرک ہیں عیسائی یا یہودی ان کی پیروی نہ کریں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے اعراض فرمائیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم قتال و جہاد آجائے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۚ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان اور نہیں ہیں آپ ان کے ذمہ دار۔ یعنی اگر اللہ چاہتا ان کا مومن ہوتا اس سے جو شرک کر رہے ہیں۔ اس میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ وہ خلاف مشیت الٰہی شرک نہیں کر سکتے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے علم میں ان کا مومن ہونا ہوتا تو انہیں توفیق ایمان ہی مل جاتی۔

مگر چونکہ ان کی جبلت میں مشیت الٰہی نے شرک ہی رکھا ہے تو وہ بہر صورت شرک ہی کریں گے بلا مشیت الٰہیہ نہ مشرک مشرک ہو سکتا ہے نہ مومن مومن۔ یہ زمانہ قدرت مومن و مشرک کے لیے اپنی حکمت بالغہ کے تحت ہے جسے چاہا جنت کے لیے بنا دیا اور جسے چاہا جہنم کا کندا کر دیا مصنوع صانع کی قدرت صنعت پر اعتراض کا حق نہیں اور کوئی اپنے اختیار سے کسی راہ پر نہیں اب رہا یہ سوال کہ جو جیسا بنانا منظور ہوا بنا دیا گیا۔ تو تبلیغ و اصلاح کی کیا حاجت رہی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علم اللہ میں جو جیسا ہے ایسا ہی رہے گا مگر ہمیں علم اللہ پر عبور نہیں بنا بریں ہمارا کام تبلیغ و اصلاح ہے۔ جو اس تبلیغ سے اصلاح پذیر ہو گیا ہمیں منکشف ہو گیا کہ اس کی اصلاح علم اللہ میں اسی طرح موقوف تھی اور اگر ہدایت کے بعد بھی مثل ابوجہل، ابولہب حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح گمراہ رہا تو بعد میں نتیجہ سے ہم نے معلوم کر لیا کہ یہ گمراہی کے لیے ہے علم اللہ میں پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ اب آگے ارشاد الٰہی ہے۔

فَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ ہم نے تمہیں ان کا نگہبان عمل و عقائد میں نہیں بھیجا نہ آپ ان کے عمل و جرائم کے بدلہ دینے والے ہیں۔

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ۔ اور نہ آپ ان کے گماشتے اور چوکیدار ہیں کہ ان کے پیچھے لگے رہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ اور تم برا نہ کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا کہ وہ بھی برا بھلا کہنے لگیں گے اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔

اس کے بعد ایک بات سے منع کیا گیا وہ یہ تھی کہ کفار کے بتوں کی مسلمان برائی کیا کرتے تھے

تاکہ کفار نصیحت پکڑیں اور بت پرستی کے عیب سے باخبر ہو جائیں لیکن انہوں نے بجائے ہدایت قبول کرنے کے ہی شان الٰہی میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کر دی اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ بتوں کی مذمت ان کی حقیقت کا انکشاف طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی بدزبانی کو روکنے کے لیے مسلمانوں کو منع فرمایا اور ارشاد ہوا اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان کی بے ادبی کریں گے جہالت اور زیادتی سے۔

كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ - یوں ہی آراستہ کر دیا ہم نے ہر امت کے لیے ان کا عمل پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے انہوں نے پھر وہ انہیں بتلائے گا وہ جو کرتے تھے۔

یعنی یونہی ہم نے ہر جماعت کی نگاہ میں ان کے عمل بھلے کر دیے ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتادے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ٥ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنی حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔

آیت سے مراد ان کی مطلوبہ نشانی تھی جیسے صفا کا سونا بن جانا۔ مردے زندہ ہو جانا وغیرہ وغیرہ کفار اپنے بتوں کی۔ اولاد کی۔ جان و مال کی قسمیں بھی کھاتے تھے مگر چونکہ وہ اپنی اس قسم سے مسلمانوں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطمینان دلانا چاہتے تھے اسی لیے وہ اللہ کی قسمیں کھاتے تھے جہد ایمان بمعنی پوری کوشش کی قسمیں یہ کہ انہوں نے کعبہ معظمہ میں بعد نماز عصر قسمیں اٹھائیں۔

آپ فرما دیجئے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں اے مسلمانوں کیا خبر کہ وہ جب آئیں تو ایمان نہ لائیں گے۔ تمہیں ان کی خبر نہیں ہم جانتے ہیں۔

یہ اس امر کا جواب ہے جو مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ان پر ایسی نشانی آجائے جس سے یہ حسب وعدہ ایمان لے آئیں تو فرما دیا گیا کہ تم نہیں جانتے کہ یہ ایمان لانے کے لیے بنائے نہیں گئے۔ پھر یہ ایمان کس طرح لا سکتے ہیں۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ٥ ہم نے ان کے دل پھیر دیے ہیں اور آنکھیں جیسے پہلے ایمان نہ لائے تھے یہ بھی اسی طرح ایمان سے محروم ہیں ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں۔ تحیر میں رہیں اور ایمان قبول

نہ کر سکیں۔

بحمد اللہ پارہ ہفتم ختم ہوا

۴ جنوری ۱۹۵۴ء یوم دوشنبہ سنٹرل جیل

لاہور۔ بعد ظہر

ابو الحسنات سید **محمد احمد** قادری اسیر تحریک ختم نبوت و امیر

انجمن حزب الاحناف

پاکستان

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

و

اضافات ابن الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد وزیر خاں و امیر جامعہ حسنات العلوم۔ لاہور

شروع پارہ ہشتم

بامحاورہ ترجمہ رکوع نوزدہم سورۃ انعام

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

اور اگر اتاریں ہم ان کی طرف فرشتے اور کلام کریں ان سے مردے اور اکٹھا لائیں ہم ان پر ہر چیز کو پھر بھی وہ نہیں ایمان لانے والے مگر یہ کہ چاہے اللہ لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور اسی طرح بنائے ہم نے ہر ایک نبی کے لیے دشمن شیطان انسانوں میں سے اور جنوں میں سے وحی کرتے ہیں بعض ان کے طرف بعض کی ملمع کی باتیں دھوکہ دینے کے لیے اور اگر تیرا رب چاہتا تو ایسا نہ کرتے سو تو چھوڑ دے ان کو اور جو وہ بناتے ہیں۔

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝

اور تاکہ جھک جائیں اس کی طرف دل ان لوگوں کے جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے تاکہ اسے پسند کریں اور جھوٹ بنائیں جو وہ بنانے والے ہیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

کیا سوائے اللہ کے میں کوئی اور حاکم بناؤں اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف کتاب اتاری کھول کھول کر اور وہ جنہیں ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ وہ تیرے رب کی طرف سے نازل کی گئی سچائی اور انصاف کے ساتھ اس کی باتوں

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ ہے سنتا جانتا۔

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

اور اگر آپ زمین کے اکثر لوگوں کا کہا مانیں گے تو آپ کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو صرف ظن کے پیرو ہیں اور صرف ایک تخمینہ لگا رہے ہیں۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ يَضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

تیرا رب خوب جانتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ سے بھٹک چکے ہیں اور خوب جانتا ہے وہ ہدایت والوں کو۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝

سو کھاؤ اس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اسکی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ۝

اور کیا ہے تمہیں کہ نہیں کھاتے تم ان چیزوں کو جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے حالانکہ اس نے تم پر حرام چیزوں کو کھول کر بیان کر دیا ہے مگر جب کہ تم مجبور ہو جاؤ ان کے لیے اور یقیناً اکثر آدمی اپنی خواہشوں میں جہالت سے گمراہ ہو جاتے ہیں بیشک تیرا رب خوب جانتا ہے حد سے گذرنے والوں کو۔

وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝

اور چھوڑ دو ظاہری اور باطنی گناہ بے شک جو لوگ گناہ کماتے ہیں عنقریب بدلہ دیے جائیں گے اپنے جھوٹے بہتانوں کا۔

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۝ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝

اور نہ کھاؤ تم ان چیزوں کو جن پر نام نہ لیا جائے اللہ کا اور وہ یقیناً گناہ ہے اور بے شک شیطان البتہ وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

حل لغات رکوع نوزدہم پ ۸ سورۃ انعام

و۔ اور — لو۔ اگر — اننا۔ ہم — نزلنا۔ اتارتے

الیہم۔ انکی طرف — الملئکۃ۔ فرشتے — و۔ اور — کلمہم۔ بولتے ان سے

الموتی۔ مردے — و۔ اور — حشرنا۔ اکٹھی کرلاتے ہم — علیہم۔ ان پر

کل۔ ہر — شیٔ۔ چیز — قبلا۔ پہلی — ما۔ نہیں

کانوا۔ تھے — لیومنوا۔ کہ ایمان لاتے — الا۔ مگر — ان۔ یہ کہ

یشاء۔ چاہے — اللہ۔ اللہ — و۔ اور — لکن۔ لیکن

اکثر۔ اکثر — ھم۔ ان کے — یجھلون۔ جاہل ہیں — و۔ اور

کذلک۔ اسی طرح — جعلنا۔ بنایا ہم نے — لکل۔ ہر — نبی۔ نبی کے لیے

عدوا۔ دشمن — شیاطین۔ شیطان — الانس۔ انسانوں سے — و۔ اور

الجن۔ جنوں سے — یوحی۔ وحی کرتا ہے — بعضہم۔ بعض انکا — الی۔ طرف

بعض۔ بعض کی — زخرف۔ ملمع کی — القول۔ بات — غرورا۔ دھوکہ دینے کو

و۔ اور — لو۔ اگر — شاء۔ چاہتا — ربک۔ تیرا رب

ما۔ نہ — فعلوہ۔ کرتے — ہ۔ اسکو — فذر۔ تو چھوڑ

ھم۔ ان کو — و۔ اور — ما۔ جو — یفترون۔ جھوٹ بناتے ہیں

و۔ اور — لتصغی۔ تاکہ جھکیں — الیہ۔ اس کی طرف — افئدۃ۔ دل

الذین۔ ان کے جو — لا۔ نہیں — یؤمنون۔ ایمان لاتے — بالاخرۃ۔ آخرت پر

و۔ اور — لیرضوہ۔ تاکہ پسند کریں اسکو — ہ۔ اس کو — و۔ اور

لیقترفوا۔ تاکہ بنالیں — ما۔ جو — ھم۔ وہ — مقترفون۔ بنانے والے ہیں

ا۔ کیا — فغیر۔ سوائے — اللہ۔ اللہ کے — ابتغی۔ میں تلاش کروں

حکما۔ حاکم — و۔ اور — ھو۔ وہ — الذی۔ وہ ہے

انزل۔ جس نے اتارا — الیکم۔ تمہاری طرف — الکتب۔ کتاب — مفصلا۔ کھلی ہوئی

و۔ اور — الذین۔ وہ جو — اتینہم۔ دی ہم نے انکو — الکتاب۔ کتاب

يَعْلَمُوْنَ - جانتے ہیں کہ   اَنَّهٗ - وہ   مُنَزَّلٌ - اتارا گیا ہے   مِنْ رَّبِّكَ - تیرے رب سے

بِالْحَقِّ - حق کے ساتھ   فَلَا - تو نہ   تَكُوْنَنَّ - ہو تو   مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ - شک

کرنے والوں سے   وَ - اور   تَمَّتْ - پورے ہو گئے   كَلِمَتُ - کلمے

رَبِّكَ - تیرے رب کے   صِدْقًا - سچائی   وَ - اور   عَدْلًا - انصاف میں

لَا - نہیں   مُبَدِّلَ - کوئی بدلنے والا   لِكَلِمٰتِهٖ - اسکے کلمات کو   وَ - اور

هُوَ - وہ ہے   السَّمِيْعُ - سننے والا   الْعَلِيْمُ - جاننے والا   وَ - اور

اِنْ - اگر   تُطِعْ - تو پیروی کریگا   اَكْثَرَ - اکثر   مَنْ - ان کی جو

فِي - بیچ   الْاَرْضِ - زمین کے ہیں   يُضِلُّوْكَ - گمراہ کردینگے   كَ - تجھ کو

عَنْ سَبِيْلِ - راہ   اللّٰهِ - خدا سے   اِنْ - نہیں   يَّتَّبِعُوْنَ - پیروی کرتے

اِلَّا - مگر   الظَّنَّ - ظن کی   وَ - اور   اِنْ - نہیں

هُمْ - وہ   اِلَّا - مگر   يَخْرُصُوْنَ - اندازہ کرتے ہیں   اِنَّ - بیشک

رَبَّكَ - تیرا رب   هُوَ - وہ   اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے   مَنْ - اسکو جو

يَّضِلُّ - گمراہ ہوا   عَنْ سَبِيْلِهٖ - اسکی راہ سے   وَ - اور   هُوَ - وہ

اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے   بِالْمُهْتَدِيْنَ - ہدایت والوں کو   فَكُلُوْا - تو کھاؤ

مِمَّا - اس سے جو   ذُكِرَ - ذکر کیا گیا   اسْمُ - نام   اللّٰهِ - اللہ کا

عَلَيْهِ - اس پر   اِنْ - اگر   كُنْتُمْ - ہو تم   بِاٰيٰتِهٖ - اسکی آیتوں پر

مُؤْمِنِيْنَ - ایمان رکھتے   وَ - اور   مَا - کیا ہے   لَكُمْ - تم کو کہ

اَلَّا - یہ کہ نہیں   تَاْكُلُوْا - کھاتے تم   مِمَّا - اس سے جو   ذُكِرَ - ذکر کیا گیا

اسْمُ - نام   اللّٰهِ - اللہ کا   عَلَيْهِ - اس پر   وَ - اور

قَدْ - بیشک   فَصَّلَ - مفصل بیان کیا   لَكُمْ - تمہارے لیے   مَا - جو

حَرَّمَ - حرام کیا   عَلَيْكُمْ - تم پر   اِلَّا - مگر   مَا - جب

اضْطُرِرْتُمْ - مجبور ہو جاؤ تم   اِلَيْهِ - اسکی طرف   وَ - اور

اِنَّ - بیشک   كَثِيْرًا - بہت لوگ   لَّيُضِلُّوْنَ - گمراہ ہوتے ہیں   بِاَهْوَآئِهِمْ - اپنی خواہشوں

سے   بِغَيْرِ - بغیر   عِلْمٍ - علم کے   اِنَّ - بیشک

رَبَّكَ - تیرا رب   هُوَ - وہ   اَعْلَمُ - خوب جانتا ہے   بِالْمُعْتَدِيْنَ - حد سے

نکلنے والوں کو	و ۔ اور	ذروا ۔ چھوڑ دو	ظاہر ۔ ظاہری
الاثم ۔ گناہ	و ۔ اور	باطنہ ۔ باطنی	ان ۔ بیشک
الذین ۔ وہ جو	یکسبون ۔ کماتے ہیں	الاثم ۔ گناہ	سیجزون ۔ جلدی بدلہ
دیے جائینگے	بما ۔ جو	کانوا ۔ تھے وہ	یقترفون ۔ جھوٹ بنایا
کرتے	و ۔ اور	لا ۔ نہ	تاکلوا ۔ کھاؤ
مما ۔ اس سے کہ	لم ۔ نہ	یذکر ۔ ذکر کیا جائے	اسم ۔ نام
اللہ ۔ اللہ کا	علیہ ۔ اس پر	و ۔ اور	انہ ۔ بیشک وہ
لفسق ۔ گناہ ہے	و ۔ اور	ان ۔ بیشک	الشیاطین ۔ شیطان
لیوحون ۔ وحی کرتے ہیں	الی ۔ طرف	اولیاء ۔ دوستوں	ھم ۔ اپنے کی
لیجادلو ۔ تاکہ جھگڑیں	کم ۔ تم سے	و ۔ اور	ان ۔ اگر
اطعتمو ۔ پیروی کرو تم	ھم ۔ ان کی	انکم ۔ تو تم بھی	لمشرکون ۔ مشرک ہوگے

مختصر تفسیر رکوع نوزدہم پ۸ سورۃ انعام

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ جیسے خدا چاہتا لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى ۔ اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے۔

مُردوں کے کلام کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ آپ کی نبوت کی تصدیق کردیں۔

وَحَشَرْنَا كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا ۔ قبلاً مصدر سامنے آنا یا قبیل کی جمع ہے اس کے معنی جماعت ہے یعنی جو کچھ ان کو جنت کی بشارت اور دوزخ سے خوف ہے اس سب کا کفیل یا ذمہ دار۔

مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا ۔ جب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں کیونکہ ان کے کافر ہونے کا ازل سے فیصلہ ہوچکا ہے۔

اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ۔ مگر یہ کہ جسے اللہ ہی چاہیئے۔ یعنی اگر ان کے لیے یعنی اگر ان کے لیے ازل سے مومن ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے تو وہ مومن ہو جائیں گے۔

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ یَجْھَلُوْنَ۔ لیکن ان میں زیادہ لوگ نہیں جانتے۔ ھُم کی ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے یعنی اکثر مسلمان ناواقف ہیں۔ اسی نادانی کی وجہ سے وہ آرزو کرتے ہیں کہ مطلوبہ معجزات کا ظہور ہو جائے تاکہ یہ لوگ ایمان لے آئیں مگر یہ لوگ ایمان لانے والے نہ تھے اگر ان کے مطالبات پورے بھی کر دیئے جائیں اور اگر ان پر نشانیاں بھی ظاہر کر دی جائیں تو بھی یہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔

شان نزول:۔ سرداران قریش ولید بن مغیرہ مخزومی۔ عاص ابن وائل سہمی۔ اسود بن عبد یغوث زہری وغیرہ بہت سے کفار کو لے کر بارگاہ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہماری قوم میں قصی بن کلاب۔ جدعان بن عمر جن کو مرنے ہوئے طویل عرصہ گذر چکا ہے آپ ان کو زندہ کر دیں تاکہ ہم ان سے دریافت کریں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے یا نہیں اور ہمیں فرشتے دکھا دیجیئے تاکہ وہ بھی آپ کی رسالت کی شہادت دیں یا اللہ تعالےٰ فرشتے ہمارے سامنے لائیں اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کا دشمن جن و بشر میں سے شیطانوں کو بنا دیا۔

جس طرح کفار قریش کو ہم نے آپ کا دشمن بنایا ہے کہ وہ آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ کو دکھ دیتے ہیں آپ سے پہلے انبیاء کے دشمن ان کے ابتلاء و امتحان کے لیے بنائے جو سبب تھا ان کی ثابت قدمی کے مظاہرے کا اور اس سے وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

علامہ صاوی فرماتے ہیں لکل نبی ای وان لم یکن رسولا ولذا ورد ان الکفار قتلوا فی یوم واحد سبعین نبیا۔ ہر نبی کے دشمن کے متعلق روایت ہے کہ سابقہ کفار نے ایک ایک دن میں ستر ستر نبی شہید کیے۔

شَیٰطِیْن سے مراد سرکش جن اور انس ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسانوں میں سے بھی کچھ شیطان ہوتے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا شیاطین جن و انس کے شر سے تو نے اللہ کی پناہ مانگی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں فرمایا ہاں ... جن سے زیادہ شریر ہوتے ہیں۔

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا - ان میں سے بعض دوسرے بعض کو ایسی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال رکھیں یعنی شیاطین جن شیاطین انس کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے تھے۔

زخرف القول - فریب کی باتیں غرورا - دھوکہ فریب - حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں شیاطین انس شیاطین جن سے زیادہ سخت ہوتے ہیں جب میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں - اعوذ باللہ کہتا ہوں تو جن شیاطین تو میرے پاس سے چلے جاتے ہیں اور شیاطین انس آکر مجھے علی الاعلان گناہ کی طرف کھینچتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بدترین ملاپ شیاطین جن سے شیاطین انس کا ہے جو بناوٹ کی بات یعنی وسوسے اور فریب کی باتیں دل میں ڈال کر گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔

یوحی بعضہم کے ماتحت جمل میں ہے والوحی عبارۃ عن الایحاء والقول السریع ای ان یلقی ویوسوس شیاطین الجن الی شیاطین الانس - وحی سے مراد ایحاء ہے اور قول سریع یعنی دل میں کسی بات کا ڈالنا یا وسوسہ پیدا کرنا یا شیطان جنی شیطان انسی کی طرف اس طرح خفیہ بات پیدا کر دے کہ اسے انسان کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

تفسیر ابو السعود میں ہے یوحی عبارۃ عن الایحاء والقول السریع ای یلقی ویوسوس - وحی عبارت ہے اشارہ اور قول سریع سے یعنی دل میں ڈالنا یا وسوسہ پیدا کرنا

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ - اور اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

یعنی شیاطین انبیاء کے دشمن نہ ہوں یا دھوکہ نہ دیں - یعنی وہ القاء سریع جو شیطان شیطان کی طرف کرتے ہیں تو شیاطین کو اس توسوس سے روک دیتا لیکن اللہ نے ان کے ثواب بڑھانے کو ان وساوس کا ذریعہ بنایا ہے کہ ان وساوس کو دفع کرنے میں انہیں ثواب جزیل ملتا ہے۔

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ - تو چھوڑ دو انہیں ان کی افترا پردازی میں۔

یعنی آپ پر اور اللہ تعالےٰ پر جو بہتان تراشی یہ کرتے ہیں اس کی طرف آپ التفات نہ کریں اللہ ان کو ذلیل کرے گا اور آپ کی مدد کریگا۔

وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝ اور اس لیے کہ جھکیں ان کی طرف دل ان کے جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اس لیے کہ مائل ہوں بناوٹ کی باتوں کی طرف کافروں کے دل اور اسے پسند کریں اپنی جانوں کے لیے تاکہ گناہ کمائیں جو انہیں کمانا ہے گناہوں سے (تفسیر نسفی)

شانِ نزول: کفار نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان کوئی حاکم تسلیم کریں (جلالین)

مشرکین قریش نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان کسی کو حاکم مقرر کریں چاہیں تو کسی یہودی عالم کو حاکم مقرر کر لیں چاہیں تو کسی عیسائی پادری کو ثالث مان لیں تاکہ آپ کے متعلق جو کچھ ان کی کتابوں میں لکھا ہے اس سے وہ ہم کو مطلع کریں کہ آپ حق پر ہیں یا ہم اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اس کا جواب دیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا۔ آپ کہہ دیجئے تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کا فیصلہ چاہوں حالانکہ اللہ ہی نے تو تمہارے پاس ایک کامل کتاب بھیجدی ہے جو تفصیل کے ساتھ ہے۔

یعنی اے محبوب فرما دیجئے کہ کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کو حاکم بناؤں کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے اور حق کو باطل سے علیحدہ کر دے اور وہ وہی ذات ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری جو معجزہ ہے جس کے مقابلہ سے منکر عاجز ہو گئے تھے جس نے واضح کر دیا حق اور باطل کو اور شہادت سچے ہونے کی اور تم افتراپردازی کرتے رہے مگر وہ ایسا حق ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور اہل کتاب بھی جانتے ہیں کہ وہ حق ہے اس تصدیق سے جو ان کے پاس ہے یعنی توریت اور انجیل جنہیں ہم نے کتاب دی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی وہ جانتے ہیں کہ وہ قرآن کریم تیرے رب کی طرف سے سچ اترا۔

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس کا انکار کرنا یا اس کی اکثریت کفر ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا۔ اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔

یعنی جو کلام فرمایا تیرے رب نے وہ پورا ہوا یعنی سچا ہوا وعدہ وعید میں اور عدل میں امر و نہی کے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور وہ سنتے والا ہے اس اقرار کا جو اقرار کرے اور جاننے والا ہے اس کے اصرار کفر کا جو اصرار کرے۔ یا یہ معنی ہے کہ وہ سمیع ہے ہر اس بات کا جو وہ کہیں اور علیم ہے اس کا جو کچھ ان

کے دل میں ہو۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اگر آپ اکثر اہل زمین کی پیروی کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ یعنی دین سے گمراہ کر دیں گے۔

اکثر اہل زمین سے مراد کفار ہیں کیونکہ کافروں کی تعداد زیادہ ہے راہ خدا سے مراد اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا راستہ یعنی دین اسلام ہے۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ۔ وہ کچھ نہیں مگر پیرو ہیں گمان کے۔ وہ اس غلط گمان میں ہیں کہ ان کے باپ دادا حق پر تھے اور انہیں کی تقلید میں یہ گمراہ ہیں۔

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ۔ اور وہ کچھ نہیں مگر بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں محض گمان سے کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر یہ حرام کیا اور یہ حلال کیا۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ بیشک تیرا رب ہی خوب جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہی جانتا ہے ہدایت والوں کو یعنی وہی جانتا ہے کافروں اور مومنوں کو دونوں فریقوں کو جانتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۔ تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

فاسببیہ ہے گمراہ کن کافروں کے اتباع سے گذشتہ کلام میں ممانعت کی گئی ہے ایمان اللہ کے احکام اور آیات کو ماننا ہے کافر حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے تھے مردار کو حلال اور ذبیحہ کو حرام قرار دیتے تھے۔ مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم سمجھتے ہو کہ تم اللہ کے پوجنے والے ہو جسے اللہ مارے وہ تو زیادہ حقدار ہے اس کا کہ کھایا جائے بمقابلہ اس کے جسے تم ذبح کرتے ہو اس کے جواب میں ایمان والوں کو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو اور ایمان میں مضبوط ہو تو وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذبح کے وقت لیا گیا ہو سوائے اس کے کہ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا ہو یا بتوں کے تھان پر ذبح ہو یا اپنی موت مر جائے اس سے پرہیز کیا جائے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ نہیں کھاتے اس سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔ حالانکہ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا ہے جو کچھ تم پر حرام ہوا اس سے مراد حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پارہ ۶ میں ہے حرام کیے

گئے ہیں تم پر مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے چوٹ سے مرا ہو۔ اوپر سے گر کر مرا ہو۔ سینگ لگنے سے مرا ہوا اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو اور حرام ہے جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور یہ بھی حرام ہے کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں۔

اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ ۔ مگر جب تمہیں اضطرار و مجبوری ہو ایسی حالت میں جو حرام کیا گیا ہے وہ بقدر دفع مضرت حلال ہے بشرطیکہ شدت مجاعت یعنی سخت بھوک و پیاس ہو۔ ما بمعنی وقت ہے یعنی اللہ نے ان چیزوں کی تفصیل بیان کر دی ہے جن کو ہر وقت کھانا حرام کر دیا سوائے مجبوری کے وقت کے۔ جس چیز کو حرام نہیں کیا گیا اس کو نہ کھانے کی ممانعت کی تاکید ہے کیونکہ حرام چیز تو مجبوری کے وقت حلال ہو جاتی ہے لیکن حلال چیز کو کسی وقت بھی حرام نہیں کیا جا سکتا۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث۔ کہ وہ حرام کو حلال کر ڈالتے اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے ایسی خواہشات میں جو شریعت کے خلاف ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۔ بے شک تیرا رب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو یعنی تجاوز کرنے والے ہیں حق سے باطل کی طرف۔ انتہی ترجمہ

جو جانور اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔ ذبح کے وقت کسی غیر کا نام بھی نہ لیا گیا ہو ایسے ذبیحہ کو حرام صرف اس بنا پر کہہ دینا کہ وہ کسی بزرگ کے لیے ایصال ثواب کیا گیا ہے صحیح نہیں۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۔ اور چھوڑ دو ظاہری گناہ اور باطنی گناہ

یعنی علانیہ اور خفیہ یعنی زنا خواہ زنا کے اڈوں پر ہو یا یارانے کے ذریعے خفیہ۔ اور شرک خواہ علانیہ ہو جیسے خدا کے سوا کسی اور خدا کی پرستش اور خفی جیسے خدا کے سوا کسی سے استعانت کرنا اسے مستعین حقیقی ذاتی سمجھ کر (تفسیر نسفی)

اور چھوڑ دو یعنی ترک کر دو ظاہر گناہ اور باطن گناہ یعنی علانیہ اور خفیہ اور گناہ سے مراد ایک قول ہے کہ زنا ہے اور ایک قول ہے کہ ہر گناہ ہے اور ایک قول ہے زنا حوانیت یعنی زنا کے اڈوں پر ہو اور یا بطور آشنائی کسی سے ناجائز تعلق رکھنا (جلالین) حوانیت جمع ہے حانوت کی یہ دوکان یا اڈہ کا معنی دیتا ہے (منجد)

اور چھوڑ دو ظاہر باطن گناہ یعنی تمام گناہ اس لیے کہ یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا علانیہ

یا خفیہ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ظاہر گناہ تو وہ ہیں جو انسان جوارح سے کرے کسی قسم کا گناہ ہو اور باطن وہ گناہ ہے جو دل ہی لے رکھے جیسے مصر علی الذنوب (یعنی گناہ پر اصرار کرنے والا) اس گناہ کا ارادہ رکھتا ہے۔

کلبی کہتے ہیں ظاہر گناہ زنا ہے اور باطن مخالہ ہے یعنی فساد فی الارض

اور اکثر مفسرین اس پر متفق ہیں ظاہر گناہ وہ ہے جس کا اعلان اور تشہیر بھی ہو جیسے اصحاب الرایات کرتے تھے۔ یہ عرب کے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ لڑکی بالغ ہو جاتی تو اس گھر پر ایک جھنڈا سپید لگا دیا جاتا تھا جو ایک قسم کی صلائے عام تھی برادری والوں کے زنا کے لیے اور اس طرح زانی فخریہ کہا کرتا تھا کہ میں نے آج فلاں سے زنا کیا۔

اور باطن یہ ہے کہ خفیہ طریقہ سے گناہ کیا جائے۔ جاہلیت کے اہل عرب زنا کو پسند کرتے تھے۔ تو ان میں جو شریف تھے وہ خفیہ طور پر زنا کیا کرتے تھے اور غیر شریف اس کی پروا نہ کرتے تھے۔ وہ علانیہ اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں طریقے مسلمانوں پر حرام فرما دیئے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں۔ ظاہر الاثم سے مراد محارم کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور باطن سے مراد زنا (معالم)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡسِبُوۡنَ الۡاِثۡمَ سَیُجۡزَوۡنَ بِمَا کَانُوۡا یَقۡتَرِفُوۡنَ ○ بے شک وہ جو گناہ کماتے ہیں عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے بروز قیامت جس طرح دنیا میں وہ کرتے تھے (تفسیر بیہقی)

وَلَا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ۔ اور نہ کھاؤ اس سے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ذبح کرتے وقت یعنی بسم اللہ اللہ اکبر جس ذبیحہ پر نہ پڑھا گیا وہ مردار ہے۔

وَاِنَّہٗ لَفِسۡقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِہِمۡ لِیُجَادِلُوۡکُمۡ ۚ وَاِنۡ اَطَعۡتُمُوۡہُمۡ اِنَّکُمۡ لَمُشۡرِکُوۡنَ ○ اور بیشک وہ شریعت کے حکم کے خلاف ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتا ہے یعنی وسوسے پیدا کرتا ہے مشرکین کے دلوں میں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور کہیں کہ تم اللہ کے مارے ہوئے کو تو نہیں کھاتے اور اپنے ذبح کیے ہوئے کو کھا لیتے ہو اور اگر تم ان کا کہا مانو اور مردار جو حرام ہے اسے حلال کر لو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

اس لیے کہ جو خدا کے حکم کے خلاف کی اتباع کرے اور اپنے دین کی پیروی نہ کرے تو وہ بھی مشرک ہے اور متدین کا حق یہ ہے کہ وہ جانور نہ کھایا جائے جس پر عند الذبح خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔

اس لیے کہ اس کی ممانعت شدت سے کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے حرمت علیکم المیتۃ الخ اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے فسق خلاف قانون اسلام کہا گیا اور ما اہل لغیر اللہ بہ (جو چیز اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر پکار دی گئی ہو) بھی اسی فسق میں داخل ہے۔ اہلال لغیر اللہ کہتے ہیں عند الذبح بت پرستوں کی طرح بسم اللات۔ بسم المنات۔ بسم ہبل بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے کہنا اور ذبح کر ڈالنا۔

آگے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حکم میں یہ حکم مقدر ہے کہ جس پر اللہ کا نام بوقت ذبح نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھایا جائے۔ چونکہ انہ لفسق مجمل تھا اس اجمال کی تفصیل میں اہل لغیر اللہ بہ فرمایا گیا جس سے یہ حکم واضح ہو گیا کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا گیا ہو اس کا کھانا حرام ہے اور جس پر عند الذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہہ دیا گیا وہ حلال ہے۔ (تفسیر نسفی)

مولٰنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی اپنی تفسیر فتح العزیز میں یہی فرمارہے ہیں "وکنہہ دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روا نباشد"۔

یہاں مسئلہ ذبح کے ماتحت قدرے تفصیل فقہی بھی عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے غور سے سنیں۔

(۱) حلت اللہ کے نام پر ذبح ہونے سے متعلق ہے بنابریں جو اپنی موت مرا یا بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حرام ہے یہ مشرکین کے اس اعتراض کا جواب ہے جو انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا کہ تم اپنا مارا ہوا تو کھاتے ہو اور اللہ کا مارا ہوا حرام سمجھتے ہو۔

(۲) شریعت مطہرہ میں حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ثبوت حرمت کے لیے حکم حرمت ضروری ہے اور اگر کسی چیز پر حکم حرمت نہ ملے تو وہ چیز شریعت میں مباح کہلاتی ہے۔

(۳) ہر حرام عند الاضطرار بقدر ضرورت روا ہے۔

(۴) بوقت ذبح نہ تحقیقاً نہ تقدیراً خواہ اس طرح کہ وہ جانور اپنی موت مر گیا ہو یا اس طرح کہ اس کو بغیر تسمیہ کے یا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہ سب حرام ہیں۔ لیکن جہاں مسلمان ذبح کرنے والا بوقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول گیا تو وہ ذبح کیا ہوا جائز ہے اور وہاں ذکر تقدیری ہے۔

(۵) قانون اسلام میں عقل اور قیاس ہر کس و ناکس کو کوئی دخل نہیں جسے اللہ حرام کرے وہ حرام

اور جو حلال کرے وہ حلال ہے۔

(۶) شرک یہی نہیں ہے کہ غیر خدا کو پوجے بلکہ حکم الٰہی چھوڑ کر غیر خدا کا حکم ماننا اللہ کے سوا کسی غیر کو حاکم حقیقی جاننا بھی شرک ہے۔

(۷) ذبح میں جو حکم شرعی ہے اس کا اتباع لازم ہے اپنے قیاس ذاتی سے حلال و حرام ٹھہرانا کفر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بستم سورۃ انعام پ۸ رکوع دوم

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور کیا وہ جو تھا مردہ تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے چلتا ہے لوگوں میں وہ اس جیسا ہو جائے گا جو ہے اندھیریوں میں نہیں وہ اس سے نکلنے والا ایسے ہی بھلے کر دکھائے کافروں کو وہ کام جو وہ کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور ایسے ہی کیے ہم نے ہر بستی میں سرغنے مجرموں کے تاکہ چال کرتے رہیں اس میں اور نہیں چال کرتے وہ مگر اپنی جانوں پر اور وہ نہیں شعور رکھتے

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○

اور جب آئے ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ ملے ہمیں ویسا ہی جیسا کہ ملا اللہ کے رسولوں کو اللہ جانتا ہے جہاں کرے اپنی رسالت عنقریب پہنچے گی انکو جو مجرم ہیں ذلت اللہ کے یہاں سے اور عذاب شدید بدلہ انکے مکر کا۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ

اور جسے چاہے اللہ یہ کہ راہ دکھائے انہیں تو کھول دیتا ہے سینہ اس کا اسلام کے لیے اور

يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

جسے چاہے یہ کہ گمراہ کرے اس کو کر دیتا ہے سینہ اس کا تنگ خوب رکا ہوا گویا کہ چڑھ رہا ہے کسی کی زبردستی سے آسمان میں اینسے ہی کرتا ہے اللہ گندگی ان پر جو ایمان نہ لائے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

اور یہ راہ ہے تمہارے رب کی سیدھی بے شک مفصل بیان کر دیں ہم نے آیتیں اس قوم کو جو نصیحت مانے۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ان کے لیے دار السلام ہے ان کے رب کے پاس اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ بدلہ ہے ان کے عمل کا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا اور فرمائے گا اے جنوں کے گروہ تم نے بہت گھیر لیے آدمی اور کہیں گے ان کے دوست آدمیوں سے اے ہمارے رب ہم نے فائدہ اٹھایا بعض سے بعض نے اور پہنچے ہم اپنی اس معاد کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر کی۔ فرمائے گا اب آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے اللہ چاہے۔ بے شک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اور یونہی مسلط کرتے ہیں ہم بعض ظالموں کو بعض پر بدلہ ان کے کیے کا۔

حل لغات رکوع بستم سورۃ انعام رکوع دوم پ ۸

او۔ کیا	من۔ جو	کان۔ تھا	میتا۔ مردہ

فاحیینہ۔ تو زندہ کیا ہم نے اسکو		و۔ اور	جعلنا۔ بنایا ہم نے
لہ۔ اس کے لیے	نورا۔ نور	یمشی۔ چلتا ہے	بہ۔ اسکے ساتھ
فی بیچ	الناس۔ لوگوں کے	کمن۔ کیا اس	مثلہ۔ جیسا ہے جو
فی بیچ	الظلمت۔ اندھیروں کے ہے		لیس۔ نہیں
بخارج نکلنے والا	منہا۔ اس سے	کذلك۔ اسی طرح	زین خوشنما بنائے گئے
للکافرین۔ کافروں کے لیے ماجو		کانوا۔ تھے	یعملون۔ عمل کرتے
و۔ اور	کذلك۔ اسی طرح	جعلنا۔ بنائے ہم نے	فی بیچ
کل۔ ہر	قریۃ۔ بستی کے	اکابر۔ بڑے لوگ	مجرمیہا۔ مجرم
لیمکروا۔ تاکہ مکر کریں	فیہا۔ اس میں	و۔ اور	ما۔ نہیں
یمکرون۔ مکر کرتے	الا۔ مگر	بانفسھم۔ اپنی جانوں سے	و۔ اور
ما۔ نہیں	یشعرون۔ سمجھتے	و۔ اور	اذا۔ جب
جاءتھم۔ آتی ہے انکو	ایۃ۔ کوئی نشانی	قالوا۔ کہتے ہیں	لن۔ ہرگز نہ
نؤمن۔ ایمان لائینگے ہم	حتی۔ یہاں تک کہ	نوتی۔ دیے جائیں ہم	مثل۔ مثل
ما۔ اس کے جو	اوتی۔ دیے گئے	رسل۔ رسول	اللہ۔ اللہ کے
اللہ۔ اللہ	اعلم خوب جانتا ہے	حیث۔ جہاں	یجعل۔ رکھے
رسلتہ۔ اپنی نبوت	سیصیب جلدی پہنچے گی	الذین۔ ان کو جو	اجرموا۔ مجرم ہیں
صغار۔ ذلت	عند۔ پاس	اللہ۔ اللہ کے	و۔ اور
عذاب۔ عذاب	شدید۔ سخت	بما۔ بدلہ اس کا جو	کانوا۔ تھے
یمکرون۔ مکر کرتے	فمن۔ پھر جیسے	یرد۔ چاہے	اللہ۔ اللہ
ان۔ یہ کہ	یھدیہ۔ ہدایت دے اس کو		یشرح۔ کھول دیتا ہے
صدرہ۔ سینہ	ہ۔ اس کا	للاسلام۔ اسلام کے لیے	و۔ اور
من۔ جیسے	یرد۔ چاہے	ان۔ یہ کہ	یضلہ۔ گمراہ کرے اسکو
یجعل۔ کردیتا ہے	صدرہ۔ سینہ	ہ۔ اس کا	ضیقا۔ تنگ
حرجا۔ بند	کانما۔ گویا کہ	یصعد۔ چڑھتا ہے	فی بیچ
السماء۔ آسمان کے	کذلك۔ اسی طرح	یجعل۔ کرتا ہے	اللہ۔ اللہ

الرجس۔گندگی | علی۔اوپر | الذین۔ان کے جو | لا۔نہیں
یؤمنون۔ایمان لاتے | و۔اور | ھذا۔یہ ہے | صراط۔رستہ
ربک۔تیرے رب کا | مستقیما۔سیدھا | قد۔بے شک | فصلنا۔کھول کر بیان کیں ہمنے
الآیت۔آیتیں | لقوم۔ان لوگوں کے لیے | یذکرون۔جو نصیحت حاصل کرتے ہیں
لہم۔ان کے لیے | دار۔گھر ہے | السلام۔سلامتی کا | عند۔پاس
ربہم۔ان کے رب کے | و۔اور | ھو۔وہ | ولیہم۔دوست ہے انکا
بما۔بدلہ اسکا کہ | کانوا۔تھے | یعملون۔عمل کرتے | و۔اور
یوم۔جسدن | یحشر۔اکٹھا کریگا | ھم۔ان کو | جمیعا۔سب کو
یا۔اے | معشر۔جماعت | الجن۔جنوں کی | قد۔بیشک
استکثرتم۔بہت سے لیے تم نے | من الانس۔انسانوں سے | و۔اور
قال۔کہیں گے | اولیئہم۔ان کے دوست | من الانس۔انسانوں سے | ربنا۔اے ہمارے رب
استمتع۔فائدہ لیا | بعضنا۔ہمارے بعض نے | ببعض۔بعض سے | و۔اور
بلغنا۔پہنچے ہم | اجلنا۔اپنی مدت کو | الذی۔جو | اجلت۔مقرر کی تونے
لنا۔ہمارے لیے | قال۔کہیگا | النار۔آگ ہے | مثوا۔ٹھکانا
کم۔تمہارا | خلدین۔ہمیشہ رہنے والے | فیہا۔اس میں | الا۔مگر
ما۔جو | شاء۔چاہا | اللہ۔اللہ نے | ان۔بیشک
ربک۔تیرا رب | حکیم۔حکمت والا | علیم۔جاننے والا ہے | و۔اور
کذلک۔اسی طرح | نولی۔دوست بناتے ہیں ہم | بعض۔بعض
الظالمین۔ظالموں کو | بعضا۔بعض کا | بما۔بدلہ اس کا جو | کانوا۔تھے
یکسبون۔کماتے۔

مختصر تفسیر رکوع بستم سورۃ انعام رکوع دوم پ ۸

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور کیا وہ جو تھا مردہ

تو ہم نے اسے زندہ کیا اور کیا ہم نے اس کے لیے ایک نور کہ چلتا ہے اس سے لوگوں میں وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے نہیں نکلنے والا ان سے یوں ہی بھلے کر دیے کافروں کی نظر میں ان کے عمل۔

اس آیت کریمہ میں میت سے مراد کافر ہیں اور احیینا سے مومن کیونکہ کفر قلوب کے لیے موت ہے اور ایمان حیات۔ نور سے ایمان مراد ہے جس کی بدولت آدمی کفر کی تاریکیوں سے نجات پاتا ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ نور سے قرآن کریم مراد ہے۔

آگے کفر و جہل اور تیرہ باطنی کی مثال دی ہے جس سے مومن اور کافر کا حال واضح کیا گیا کہ ہدایت پانے والا مومن اس مردہ کی طرح ہے جس نے زندگی پا کر نور حاصل کر لیا اور منزل مقصود کی راہ پر لگ گیا اور کافر کی مثال اس کی طرح ہے جو انواع و اقسام کی اندھیریوں میں پھنسا اور نکلنے کی کوئی راہ نہیں ملتی ہمیشہ حیرت میں مبتلا ہے۔

شان نزول: اس کا یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز ابوجہل نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی نجس چیز پھینکی تھی۔ اس دن حضرت حمزہ شکار کو گئے ہوئے تھے جس وقت وہ ہاتھ میں کمان لیے ہوئے شکار سے واپس آئے تو انہیں اس واقعہ کی خبر ملی۔ اگرچہ ابھی آپ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے مگر اس خبر سے انہیں طیش آگیا اور سیدھے ابوجہل پر چڑھ گئے اور کمان سے مارنا شروع کیا۔

ابوجہل نے عاجزانہ طرز میں کہا اے ابو یعلی (یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کیسا دین لائے اور انہوں نے ہمارے معبودوں کو کس طرح برا کہنا شروع کر دیا ہے۔ گویا ہمارے باپ دادا کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور ہمیں بے وقوف اور بے عقل بھی کہتے ہیں۔

حضرت حمزہ نے فرمایا تمہارے برابر بدعقل کون ہے کہ ایک وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر پتھروں کی پوجا کرتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی وقت حضرت حمزہ اسلام لے آئے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ گویا یہ بتایا کہ حضرت حمزہ اس سے پہلے مردہ دل تھے۔ روح ایمان سے محروم تھے اللہ تبارک و تعالے نے انہیں نور باطن عطا فرما کر راہ ہدایت دکھا دی اور ابوجہل ان مردوں میں سے ہے جو کفر کی ظلمتوں میں متحیر اور اندھا ہو رہا ہے اور اسے راہ ہدایت نہیں ملتی اور وہ ان

ظلمتوں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ (انتہی ترجمہ تفسیر نسفی)

پہلی اردو عبارت تفسیر نسفی کی لیس بخارج منہا تک تو بالکل واضح ہے اور اب کذلک سے ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اور یوں ہی بھلے کر دیے گئے کافروں کی نظر میں ان کے عمل۔ اور ایسے ہی جیسے مومنوں کی نظر میں ان کا ایمان بھلا ہے۔ کافروں کی نظر میں ان کے اعمال بھلے دکھا دیے ہم نے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكَابِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ہ اور ایسے ہی بنایا ہم نے ہر بستی میں بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ فریب کریں ان میں اور نہیں فریب کرتے وہ مگر اپنی جانوں کے ساتھ اور نہیں شعور رکھتے۔

اور ہر بستی میں ان کے سنادید یعنی سرغنوں کو مجرم بنا دیا تاکہ وہ اپنا مکر کرتے رہیں اور معصیت شعاری میں مبتلا رہیں اور وہ مکاری نہیں کرتے مگر اپنی جانوں سے اس لیے کہ ان کا مکر ان پر ہی پڑتا ہے مگر وہ شعور نہیں کرتے کہ ان کا مکر انہیں پر ہے۔

او من کان میتا بالکفر فاحیینہ بالھدی وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس یبصر بہ الحق من غیرہ وھو الایمان کمن مثلہ ای کمن ھو فی الظلمت لیس بخارج منہا وھو الکافر لاکذلک کما زین للمومنین الایمان زین للکافرین ماکانوا یعملون من الکفر والمعاصی وکذلک کما جعلنا فساق مکۃ اکابرھا جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا بالصد عن الایمان ومایمکرون الا بانفسھم لان وبالہ علیھم ومایشعرون بذلک (جلالین)

ترجمہ اور کیا وہ جو تھا مردہ کفر کے زہر سے تو ہم نے اسے زندہ کیا ہدایت کے تریاق سے اور کیا ہم نے اس کے لیے ایک نور کہ چلے لوگوں میں اور دیکھے اس نور میں حق باطل کے مقابلہ میں اور وہ ایمان ہے مثل اس کے جو اندھیریوں میں ہے اور ان سے نکل نہیں سکتا وہ کافر ہے ایسے ہی جیسے بھلا نظر آیا ایمان مومنوں کو اور بھلا دکھایا کافروں کو جو وہ کر رہے تھے کفر اور گناہ اور ایسے ہی جیسے کیا ہم نے فساق مکہ کو ان کا سرغنہ کیا ہم نے ہر بستی میں سرغنے مجرموں کے تاکہ وہ مکر گانٹھیں اور لوگوں کو ایمان سے روکیں اور ان کا مکر نہیں چلے گا مگر ان کی جانوں پر یعنی ان کی معصیت شعاری کا وبال انہیں پر ہے اور وہ شعور نہیں رکھتے اس کا۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰیَۃٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰہِ وَعَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا کَانُوْا یَمْکُرُوْنَ ۝

اور جب آتی ہے ان کے پاس یعنے اہل مکہ کے پاس کوئی نشانی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق پر تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس آیت پر جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا کہ اللہ کے رسولوں کو یعنی رسالت بھی ملے اور ہماری طرف وحی بھی آئے اس لیے کہ ہم مال بھی زیادہ رکھتے ہیں اور عمر میں بھی ان سے بڑے ہیں تو اللہ تعالے نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کا منصب رکھے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اللہ جانتا ہے اس موضع کو جس میں صلاحیت رسالت ہو تو وہاں منصب رسالت رکھ دیتا ہے۔
یعنی نسب یا مال یا عمر کی وجہ سے نبوت کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کون نبوت کا اہل ہے اور یہ مشرکین اس کے اہل نہیں ہیں عنقریب پہنچے گی ان کو جو مجرم ہیں بقول ان کے ذلت اللہ کی طرف سے اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا یعنی ان کی عیاری مکاری کے سبب (ترجمہ جلالین)

اس آیہ کریمہ کا شان نزول تفسیر کبیر میں ہے

قال الولید بن مغیرۃ واللہ لو کانت النبوۃ حقا لکنت انا احق بہا فانی اکثر منہ مالا وولدا وسنا فنزلت الایۃ وقال الضحاک اراد کل واحد منہم ان یختص بالوحی والرسالۃ کما اخبر اللہ عنہم فی قولہ تعالے بل یرید کل امرء منہم ان یوتی صحفا منشرۃ (تفسیر کبیر)
(ترجمہ) ولید بن مغیرہ نے کہا خدا کی قسم اگر نبوت حق ہوتی تو میں نبی ہوتا اس لیے کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں مال کے اعتبار سے بھی اور اولاد کے اعتبار سے بھی اور عمر کے لحاظ سے بھی زیادہ ہوں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔
اور ضحاک کہتے ہیں مشرکین مکہ میں سے ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ وحی اور رسالت کے لیے وہ مختص ہوتا جیسا کہ اللہ تعالے نے دوسرے مقام پر فرمایا بل یرید کل امرء منہم ان یوتی صحفا منشرۃ۔ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو دے دیے جائیں کھلے صحیفے۔
کمالین میں ہے روی ابن المنذر عن قتادۃ فی قولہ بل یرید کل امرء منہم ان

یوتی صحفا منشرۃ قال قد قال قائلون من الناس للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سرک ان نتابعک فاتنا بکتاب خاصۃ یامرنا باتباعک۔ ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالے کے اس قول کے متعلق روایت کیا ہے کہ "ان میں سے ہر ایک آدمی یہ چاہتا ہے کہ کھلا ہوا صحیفہ دیا جائے" قتادہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں سے سرداروں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ کو یہ چیز پسند ہو کہ ہم آپ کی بیعت کریں تو ہمیں خصوصی مکتوب لاکر دو جس میں ہمیں آپ کی اتباع کا حکم ہو۔ کمالین۔ آگے ارشاد ہے

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ۔ تو جسے اللہ راہ دکھانا چاہے تو کھول دیتا ہے سینہ اس کا اسلام کے لیے۔

اس طرح کہ اس میں نور ڈال دیتا ہے اور کشادہ کر دیتا ہے اس کے لیے اور اسے قبول کر لیتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ صاحب تفسیر ابو السعود فرماتے ہیں کہ فیفسح لہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے لیے کشادہ کر دیا جاتا ہے اور یہ کنایہ ہے اس امر کی طرف کہ اس کا نفس اس قابل کر دیا جاتا ہے کہ وہ قبول حق کے قابل ہو اور اس میں حلول نور کے لیے منافی اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اس سے اجتناب کی استعداد پیدا ہو جائے اور اسی طرف حضور سید یوم النشور نے اشارہ فرمایا جبکہ حضور سے سوال ہوا تو فرمایا وہ ایک نور ہے جو مومن کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے تو اس سے انشراح ہو جاتا ہے۔ اور وسعت قبول پیدا ہو جاتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور اس کی کوئی علامت ہے جس سے وہ پہچانا جائے فرمایا ہاں رجحان دار خلود کی طرف اور اعراض و تنفر دار غرور سے اور موت کے لیے مستعد رہنا اس کے آنے سے پہلے (ابو السعود)

وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا۔ اور جسے گمراہ کرنا چاہے سینہ اس کا قبول حق سے نہایت تنگ کر دیتا ہے۔

کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ۔ تو گویا اسے ایسی دشواری محسوس ہوتی ہے جیسے اس کو آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو اس کے اندر ایمان داخل ہو نہیں سکتا۔ حق کو قبول کرنا سخت دشوار ہوتا ہے۔ تفسیر جمل میں ہے جبکہ اسے مکلف بالایمان کیا جائے تو اسے سخت ناگوار ہوتا ہے۔

کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالے ان پر ناپاکی جو ایمان نہیں لاتے۔ یونہی کرتا ہے اللہ ان پر رجس یعنی عذاب یا شیطان اس پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہ لانے والا ہو۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا - اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا بالکل سیدھا جس پر اے محبوب آپ ہیں راہ سیدھی ہے ایسی سیدھی کہ اس میں کجی نہیں یعنی اسلام آپ کے رب تک پہنچانے والا راستہ ہے۔

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ○ بے شک ہم نے مفصل بیان کر دیں اپنی آیتیں نصیحت ماننے والوں کو۔ یعنی جن میں نصیحت قبول کرنے کی قابلیت ہے وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ دوسرا نہیں۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے ہاں اور وہی ان کا دوست ہے بسبب ان نیک اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے دار السلام جنت ہے۔ جہاں ان کا استقبال باہم ملاپ یا سلام سے ہوگا۔ عند ربهم اللہ کے پاس موجود۔ ولی سے مراد محبت کرنے والا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ ان سے محبت رکھتا ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے۔

یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا - اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالٰی ان سب کو اور فرمائیگا۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ - اے جنوں کے گروہ بہت گمراہ کیا تم نے انسانوں کو۔ یحشر۔ حشر سے بنا اس کے معنی جمع ہونا ہے۔

ہُمْ سے مراد تمام کفار ہیں خواہ جنات سے ہوں یا انسانوں سے۔ جمیعًا۔ کفار جن وانس کا حشر ایک ساتھ ہوگا یہ سب ایک جگہ اکٹھے کیے جائیں گے۔

مَعْشَر عشر سے بنا۔ اصطلاح میں ایک شخص کے تمام قرابت والوں کو عشیرہ کہتے ہیں۔ جن کے لغظی معنی چھپنا ہے جن ایسی مخلوق ہے جو عام نظروں سے غائب رہتی ہے مختلف شکلوں میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ان میں بعض مومن ہیں اور بعض کافر ہیں جنات میں مومن متقی عالم ولی سب ہوتے ہیں۔ یہاں کافر جنات مراد ہیں انہی سے خطاب ہے کیونکہ کافر جنات مختلف ہوتے ہیں بعض کا کام نمازیں وسوسے ڈالنا ہوتا ہے۔ بعض انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اسی لیے یا معشر فرمایا گیا کہ اے جنات کے گروہ اسْتَكْثَرْتُم۔ استکثار سے بنا اس کے معنی بہت پر قبضہ کرنا یعنی اے کافر جن و شیطانوں تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا کہ انہیں بہکا کر کافر بنا دیا۔

وَقَالَ اَوْلِیٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ - اور کہیں گے ان کے دوست انسانوں میں سے۔

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اے ہمارے رب فائدہ اٹھایا ہم نے ایک دوسرے سے۔

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا۔ اور پہنچ گئے ہم اپنی اس میعاد کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر کر دی تھی۔

جن والنس اعتراف جرم کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم ایک دوسرے سے خوب لطف اندوز ہوئے اور ساری عمر نافرمانی میں برباد کر کے اب تیرے حضور میں حاضر ہوئے ہیں جنوں نے انسانوں سے یہ لطف حاصل کیا کہ وہ ان کو بہکاتے رہتے اور انسان بہک کر بربادی کا راستہ اختیار کرتے رہے۔ اور خلاف شریعت چیزیں ان کی نظر میں دلکش بن گئیں اور

جمل میں اس کی وضاحت تین طور پر کی ہے، اول یہ جو تفسیر خازن نے بیان کی۔

استمتع الانس بالجن والجن بالانس۔ فاما استمتاع الانس بالجن۔ فقال الکلبی کان الرجل فی الجاھلیۃ اذا سافر فنزل بارض قفر خاف علی نفسہ الجن فقال اعوذ بسید ھذا الوادی من شر سفہاء قومہ فیبیت فی جوارھم۔ آدمی کا نفع حاصل کرنا جن سے اور جن کا آدمی سے

تو استمتاع الانس بالجن کے متعلق کلبی فرماتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ رویہ تھا کہ جب مسافرت میں جنگل کے کسی میدان میں ٹھہرتے تو وہ جن سے خوفزدہ ہو کر کہتا اعوذ بسید ھذا الوادی من شر سفہاء قومہ میں اس جنگل کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں اسکی قوم کے بیوقوفوں کی برائی سے تو وہ اس کی پناہ میں سو جاتا۔

اور جن کا انسان سے استمتاع یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم سے روکیں انسانوں کو یہاں تک کہ وہ ہم سے پناہ لیں۔ تو اس سے ان کا شرف بڑھتا ہے اور وہ اپنی جنس میں عظمت حاصل کر لیتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ استمتاع انس جن سے یہ ہے کہ ان کے دل میں جادو اور کہانت وغیرہ سے آسانیاں حاصل کرنے کی رغبت پیدا کر دی جاتی ہے تو اس سے گمراہی اور ارتکاب معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ استمتاع انسان جن سے یہ ہے کہ وہ شہوات وغیرہ اس میں حاصل کریں اور استمتاع جن انس سے یہ ہے کہ اس کی پیروی میں وہ گمراہی کی طرف جائے اور اس کے حکم کی تعمیل کرے (جمل) آگے ارشاد ہے۔

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا۔ اور ہم پہنچ گئے اپنی اس میعاد کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر

کی اور وہ قیامت ہے اور اس دن اسے حسرت وندامت ہوگی۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۔ تو اللہ تعالےٰ زبان ملائکہ سے فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانا ہے کہ ہمیشہ رہو اس میں مگر جسے چاہے اللہ۔

جس وقت چاہے نکال لے اس سے اور بجائے کھولتا پانی پینے سے جیسا کہ فرمایا ثم الی مرجعکم پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہے نہ کہ آگ کی طرف۔

ابن عباس فرماتے ہیں جیسے اللہ تعالےٰ جان لے کہ وہ جہنم سے نکلنے کے قابل ہے اور الاماشاء اللہ میں مابمعنی مَنْ ہے یعنی جس شخص کو اللہ چاہے آخر میں فرمایا۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًاۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

بے شک تیرا رب حکیم ہے اپنی صنعت کمال میں اور علیم ہے اپنی مخلوق میں ہر معاملہ میں اور ایسے ہی جیسے نافرمان انسان اور جن ایک دوسرے سے متمتع ہوئے ظالموں میں ایک دوسرے کو مسلط کرتے ہیں بدلہ ان کی کرنی کا جو کرتے ہیں معاصی و نافرمانی سے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع بست و یکم سورۃ انعام رکوع سوم پ ۸

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس تم میں سے رسول جو پڑھتے تھے تم پر میری آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کے دیکھنے سے کہیں گے ہم نے گواہی دی اپنی جانوں پر اور فریب دیا انہیں حیات دنیا نے اور گواہی دی انہوں نے خود اپنی جانوں پر کہ وہ کافر تھے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝

یہ اس لیے کہ نہیں تیرا رب تباہ کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اور ان کے اہل بے خبر ہوں۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں ان کے کاموں سے اور نہیں تیرا رب بےخبر ان کے اعمال سے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝

اور (اے محبوب) تمہارا رب غنی ہے رحمت والا ہے اگر وہ چاہے تو لے جائے تمہیں اور جیسے چاہے تمہاری جگہ لے آئے تمہارے بعد جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا۔

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے۔

قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

فرما دیجئے اے میری قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ میں میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو کس کے لیے ہوتا ہے آخرت کا گھر بے شک نہیں فلاح پاتے ظالم۔

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

اور کرتے ہیں اللہ کے لیے جو مویشی پیدا کیے ان میں ایک حصہ اس کا ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا تو جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے تو وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کتنا برا حکم لگاتے ہیں۔

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝

اور ایسے ہی بھلا کر دکھایا مشرکوں کو ان کے شریکوں نے ان کی اولاد کا قتل تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو اور ان کے افتراء کو۔

وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ

اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی روکی ہوئی ہے اسے نہیں کھا سکتا مگر وہ جسے ہم چاہیں اپنے زعم باطل میں اور کچھ مویشی ہیں جن پر سواری حرام کر دی گئی اور کچھ مویشی ہیں جن کے ذبح پر اللہ کا

عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ط سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

نام نہیں لیتے جھوٹ افترا ہے اللہ پر عنقریب بدلہ دے گا انہیں ان کے افتراء کا۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

اور کہتے ہیں جو ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے وہ صرف ہمارے ذکور کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر ہو مرا ہوا تو وہ سب اس میں شریک ہیں قریب ہے کہ اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دیگا بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ط قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○

بے شک نقصان میں ہوئے وہ جو قتل کرتے ہیں اپنی اولاد کو حماقت سے جہالت میں اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو رزق دیا انہیں اللہ نے جھوٹ باندھتے ہیں اللہ پر بے شک بہک گئے وہ اور نہیں وہ راہ پانے والے۔

حل لغات رکوع بست ویکم سورۃ انعام رکوع سوم پ ۸

یا۔ اے	معشر۔ جماعت	الجن۔ جنوں	و۔ اور
الانس۔ انسانوں کی	ا۔ کیا	لم۔ نہ	یاتکم۔ آئے تمہارے پاس
رسل۔ رسول	منکم۔ تم میں سے جو	یقصون۔ بیان کرتے	علیکم۔ تم پر
ایتی۔ میری آئتیں	و۔ اور	ینذرونکم۔ ڈراتے تم کو	
لقاء۔ ملاقات	یومکم۔ دن تمہارے	ھذا۔ اس سے	قالوا۔ کہیں گے
شھدنا۔ گواہی دی ہمنے	علی۔ اوپر	انفسنا۔ اپنی جانوں کے	و۔ اور
غرتھم۔ دھوکا دیا ان کو		الحیوۃ۔ زندگی	الدنیا۔ دنیا کے
و۔ اور	شھدوا۔ گواہی دینگے	علی۔ اوپر	انفسھم۔ اپنی جانوں کے
انھم۔ کہ وہ	کانوا۔ تھے	کافرین۔ کافر	ذلک۔ یہ

ان۔ اس لیے کہ | لم۔ نہیں | یکن۔ ہے | ربك۔ رب تیرا
مهلك۔ ہلاک کرنے والا | القری۔ کسی بستی کو | بظلم۔ ظلم سے | و۔ اور
اهلها۔ اس کے رہنے والے | غافلون۔ بیخبر ہوں | و۔ اور | لکل۔ ہر ایک کے لیے
درجت۔ درجے ہیں | مما۔ اس سے جو | عملوا۔ عمل کیا انہوں نے | و۔ اور
ما۔ نہیں | ربك۔ تیرا رب | بغافل۔ بے خبر | عما۔ اس سے جو
یعملون۔ عمل کرتے ہیں | و۔ اور | ربك۔ تیرا رب | الغنی۔ بے پرواہ ہے
ذو۔ صاحب | الرحمة۔ رحمت | ان۔ اگر | یشأ۔ چاہے
یذھبکم۔ لے جائے تم کو | و۔ اور | یستخلف۔ لے آئے
من بعد۔ بعد | کم۔ تمہارے | ما۔ جیسے | یشاء۔ چاہے
کما۔ جیسا | انشا۔ پیدا کیا | کم۔ تم کو | من ذریة۔ اولاد
قوم۔ قوم | اخرین۔ دوسری سے | ان۔ بیشک | ما۔ جو
توعدون۔ وعدہ دیے جاتے ہو تم | لآت۔ ضرور آنیوالا ہے | و۔ اور
ما۔ نہیں | انتم۔ تم | بمعجزین۔ عاجز کرنے والے | قل۔ کہہ دیں
یا۔ اے | قوم۔ میری قوم | اعملوا۔ کام کرو | علی۔ اوپر
مکانتکم۔ اپنی جگہ کے | انی۔ بیشک میں | عامل۔ عمل کرنیوالا ہوں | فسوف۔ تو جلدی
تعلمون۔ جانو گے تم | من۔ کہ کس کے لیے | تکون۔ ہوتا ہے | له۔ اس کے لیے
عاقبة۔ آخرت کا | الدار۔ گھر | انه۔ بیشک | لا۔ نہیں
یفلح۔ فلاح پاتے | الظالمون۔ ظالم | و۔ اور | جعلوا۔ بنائے انہوں نے
لله۔ اللہ کے لیے | مما۔ اس سے جو | ذرأ۔ پیدا کیا | من۔ بعض
الحرث۔ کھیتی | و۔ اور | الانعام۔ مویشی | نصیبا۔ حصے
فقالوا۔ تو بولے | هذا۔ یہ | لله۔ اللہ کا حصہ ہے | بزعمهم۔ انکے خیال ہیں
و۔ اور | هذا۔ یہ | لشرکائنا۔ ہمارے شریکوں کا ہے
فما۔ پھر جو | کان۔ ہوتا | لشرکائهم۔ انکے شریکوں کا | فلا۔ تو نہ
یصل۔ پہنچتا | الی۔ طرف | الله۔ اللہ کی | و۔ اور
ما۔ جو | کان۔ ہوتا | لله۔ اللہ کا | فهو۔ تو وہ

یصل۔ پہنچتا	الی۔ طرف	شرکائہم انکے شریکوں کے	ساء۔ برا ہے
ما۔ جو	یحکمون۔ فیصلہ کرتے ہیں	و۔ اور	کذلک۔ اسی طرح
زین۔ خوشنما بنایا	لکثیر۔ بہت	من المشرکین۔ مشرکوں کے لیے	
قتل۔ قتل کرنا	اولاد۔ اولاد	ھم۔ اپنی کو	شرکاء۔ شریکوں
ھم۔ انکے نے	لیردو۔ تاکہ ہلاک کریں	ھم۔ ان کو	و۔ اور
لیلبسوا۔ تاکہ مشتبہ کریں	علیھم۔ ان پر	دینھم۔ ان کا دین	و۔ اور
لو۔ اگر	شاء۔ چاہتا	اللہ۔ اللہ	ما۔ تو نہ
فعلو۔ کرتے	ہ۔ ایسا	فذر۔ تو چھوڑ	ھم۔ ان کو
و۔ اور	ما۔ جو	یفترون۔ جھوٹ بناتے ہیں	و۔ اور
قالوا۔ بولے	ھذہ۔ یہ	انعام۔ جانور	و۔ اور
حرث۔ کھیتی	حجر۔ اچھوتی ہے	لا۔ نہیں	یطعمہا۔ کھائے گا انکو
الا۔ مگر	من۔ جسے	نشاء۔ ہم چاہیں	بزعمھم۔ انکے خیال میں
و۔ اور	انعام۔ کچھ جانور ہیں کہ	حرمت۔ حرام کی گئی	ظھور۔ سواری
ھا۔ ان پر	و۔ اور	انعام۔ کچھ جانور ہیں کہ	لا۔ نہیں
یذکرون۔ ذکر کرتے	اسم۔ نام	اللہ۔ اللہ کا	علیھا۔ اس پر
افتراء۔ جھوٹ باندھ کر	علیہ۔ اس پر	سیجزیھم۔ جلدی بدلہ دیگا ان کو	
بما۔ جو	کانوا۔ تھے وہ	یفترون۔ جھوٹ بناتے	و۔ اور
قالوا۔ کہا انہوں نے	ما۔ جو	فی۔ بیچ	بطون۔ پیٹوں
ھذہ۔ ان	الانعام۔ جانوروں کے ہے		خالصۃ۔ خالص ہے
لذکور۔ مردوں	نا۔ ہمارے کے لیے	و۔ اور	محرم۔ حرام ہے
علی۔ اور	ازواجنا۔ ہماری عورتوں کے	و۔ اور	ان۔ اگر
یکن۔ ہو	میتۃ۔ مردہ	فھم۔ تو وہ	فیہ۔ اس میں
شرکاء۔ شریک ہیں	سیجزیھم۔ جلدی بدلہ دے گا ان کو		وصفھم۔ انکی باتوں کا
انہ۔ بے شک وہ	حکیم۔ حکمت والا	علیم۔ جاننے والا ہے	قد۔ بے شک
خسر۔ نقصان اٹھایا	الذین۔ ان لوگوں نے کہ	قتلوا۔ قتل کیا	اولادھم۔ اپنی اولاد کو

سفہا بیوقوفی سے ‏ ‏ بغیر۔ بغیر ‏ ‏ علم۔ علم کے ‏ ‏ و۔ اور
حرموا۔ حرام کیا انہوں نے ‏ ‏ ما۔ جو ‏ ‏ رزقہم۔ رزق دیا ان کو ‏ ‏ اللہ۔ اللہ نے
افتراء۔ جھوٹ بنا کر ‏ ‏ علی۔ اوپر ‏ ‏ اللہ۔ اللہ کے ‏ ‏ قد۔ بیشک
ضلوا۔ گمراہ ہوئے ‏ ‏ و۔ اور ‏ ‏ ما۔ نہ ‏ ‏ کانوا۔ ہوئے
مھتدین۔ ہدایت پانے والے۔

مختصر تفسیر رکوع بست و یکم سورۃ انعام در رکوع سوم پ۸

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَیُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ھٰذَا ؕ قَالُوۡا شَہِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَغَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَشَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ۝ اے گروہ جنوں اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے سناتے تھے تمہیں ہماری آئتیں اور ڈراتے تھے تمہیں تمہاری اس دن کی ملاقات سے کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنے خلاف کہ وہ کفر کرتے رہے تھے۔

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ اے گروہ جن اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔

ضحاک سے مروی ہے کہ جن کی طرف جو رسول بھیجا وہ ان میں سے تھا جیسے انس کی طرف انہیں میں سے بھیجا اس لیے کہ مجانست جنسی وجہ انس ہوتی ہے اور یہ معنی آیہ کریمہ کے ظاہر معنے کی بنا پر ہیں۔ لیکن ضحاک کے علاوہ دوسرے تمام اس طرف گئے کہ رسول خصوصیت سے انسان ہی ہوئے اور آیہ کریمہ میں انما حصر کے لیے فرمایا کہ رسل منکم جو فرمایا وہ اس بنا پر کہ خطاب میں منادا سے ثقلین کو بنایا تو دونوں منادی ایک ہی ہوئے۔ اگرچہ جن من حیث الجن جن ہیں اور انس من حیث الانس انس ہیں لیکن خطاب میں دونوں کو ایک ہی فرمایا جیسے قرآن کریم میں ہے یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان۔ حالانکہ موتی سمندر سے نکلتا ہے اور مرجان نمک سے مگر منہما دونوں کے لیے فرمایا۔

یا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جو رسول ہوئے وہ سب اللہ کے نبی ہیں (تفسیر نسفی) چنانچہ علامہ آلوسی بھی فرماتے ہیں۔

الم یاتکم فی الدنیا رسل من عند اللہ عزوجل کائنة منکم ای من جملتکم لکن لاعلی ان یاتی کل رسول کل واحدة من الامم ولاعلی ان اولئک الرسل علیہم السلام من جنس الفریقین معا بل علی ان یاتی کل امة رسول خاص بہا وعلی ان تکون من الانس خاصة اذا المشہور انہ لیس من الجن رسل وانبیاء (روح المعانی)

الم یاتکم یعنی کیا نہ آئے تمہارے پاس دنیا میں رسول اللہ عزوجل کے پاس سے جو تھے تم میں سے یعنی تم ہی میں سے تھے نہ یہ کہ ہر رسول ہر ایک جماعت کے لیے علیحدہ آیا اور نہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ رسول فریقین کی جنس سے علیحدہ علیحدہ تھے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہر امت کے لیے رسول آیا اور ایسے آیا کہ وہ جنس انس سے خاص تھا اس لیے کہ یہ مشہور قول سے ثابت ہے کہ قوم جن میں نبی اور رسول نہیں ہوئے (روح المعانی)

اور فراء کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ ہے عموماً رسل الرسل ہر جماعت سے اسکی جنس سے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جنوں نے قرآن کریم سن کر اپنی قوم میں اسے پہنچایا حیث قال واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا فلما قضی ولوا الی قومہم منذرین یعنی جبکہ ہم نے پھیرے کتنے جن کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے پ ۲۶ ع ۴ (روح المعانی) آگے فیصلہ فرماتے ہیں۔

وادعی بعض قیام الاجماع علی انہ لم یرسل الی الجن رسول منہم وانما ارسل الیہم من الانس یعنی اس امر پر اجماع ہے کہ جنوں میں انہیں سے ہرگز کوئی رسول نہیں مبعوث ہوا البتہ ان کی طرف انس سے رسول مبعوث ہوا۔ دوسرا قول کلبی سے یہ بھی ہے۔

قال کان الرسل یرسلون الی الانس حتی بعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی الانس والجن پہلے انسانوں کی طرف ہی رسول ہوتے رہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت انس وجن کے لیے ہوئی (روح المعانی)

یقصون علیکم اٰیتی یقرؤن کتابی وینذرونکم لقاء یومکم ھذا یعنی یوم القیمة قالوا شہدنا علی انفسنا الوجوب الحجة علینا وتبلیغ الرسل الینا وغرتہم الحیوة الدنیا وشہدوا علی انفسہم انہم کانوا کفرین بالرسل ذلک اشارة الی ما تقدم من بعثة الرسل الیہم ان لم یکن ربک مہلک القری بظلم واھلہا غافلون تعلیل

ای الامر ما قصصنا علیک لانتفاء کون ربک مھلک القری بظلم علی ان ان مصدریۃ۔

والمعنی لان الشان والحدیث ان لم یکن ربک مھلک القری بظلم بسبب ظلم اقترحوا علیہ او ظالما علی انہم لو اھلک و ھم غافلون لم ینبھوا برسول و کتاب فکان ظالما و ھو متعال عنہ

تم پر پڑھتے ہیں میری آئتیں اور تمہیں ڈراتے ہیں یہ دن ملنے سے یعنی قیامت کے دن سے کہیں گے گواہی دی ہم نے اپنی جانوں پر تاکہ ہم پر حجت الٰہی اور تبلیغ رسول قائم ہو اور انہیں فریب دیا دنیا کی زندگی نے اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر کہ وہ کافر و منکر تھے رسولوں سے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۔ یہ اشارہ ہے بعثت رسل کی طرف اس لیے ہے کہ نہیں تیرا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے کہ اس کے رہنے والے بے خبر ہوں۔

ذٰلک سے بعثت انبیاء کی طرف اشارہ ہے اس سے حکم کی علت بیان کی گئی ہے کہ اللہ کی شان عدل کے خلاف ہیں ہے کہ وہ بستیوں کو ان کی بے خبری کے عالم ہیں ہلاک کردے وہ اس قسم کے اقدام سے بلند و بالا و پاک ہے تفسیر نسفی۔

بلکہ قانون الٰہی یہ ہے کہ اول رسول بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں ہدایت فرماتے ہیں۔ معجزات دکھاکر حجتیں قائم کرتے ہیں اس پر بھی وہ سرکشی کریں تو ہلاک کیے جاتے ہیں یعنی ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے رسولوں نے ہم کو تیرا پیغام پہنچا دیا تھا اور ہم نے ان کو ماننے سے انکار کردیا تھا۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا۔ ہر ایک کے لیے درجے ہیں اس کے اعمال کے سبب

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ۔ اور آپ کا رب ان کے اعمال سے لاعلم نہیں۔

ولکل مکلفین درجات منازل مما عملوا من جزاء اعمالھم وبہ استدل ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالٰی علی ان للجن الثواب بالطاعۃ لانہ ذکر عقیب ذکر الثقلین وما ربک بغافل عما یعملون۔ وربک الغنی عن عبادہ وعن عبادتہم ذوالرحمۃ علیہم بالتکلیف لیعرضھم للمنافع الدائمۃ ان یشأ یذھبکم ایھا الظلمۃ ویستخلف من بعدکم ما یشاء من الخلق للطبع کما انشاء کم من ذریۃ قوم

آخرین من اولاد قوم آخرین لم یکونوا علی مثل صفتکم و ھم اھل سفینۃ نوح علیہ السلام (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور ہر ایک مکلف احکام کے لیے درجے ہیں یعنی منزلیں ان کے عملوں کے مطابق جزاء عمل میں اس سے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے استدلال کیا کہ جنوں کو بھی ثواب طاعت ملے گا اس لیے کہ ثقلین سے خطاب فرمانے کے بعد یہ فیصلہ فرمایا گیا اور مطلع کیا کہ تیرا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور اے محبوب تمہارا رب بے پروا ہے رحمت والا ہے اپنے بندوں کے ساتھ اور ان کی عبادتوں سے اور ان کے منافع دائمہ کے لیے۔

آگے منادی محذوف کا مفہوم نکلتا ہے گویا فرمایا اے لوگو اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے تمہارے مظالم کی وجہ سے یعنی ہلاک کر دے اور جیسے چاہے تمہاری جگہ لائے مطیع لوگوں کو تمہارے ہلاک کے بعد جیسے تمہیں اوروں کی نسل سے پیدا کیا جس میں تمہاری خصلتیں نہ ہوں جیسے سفینہ نوح علیہ السلام والے۔

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ - اور آپ کا رب بے نیاز ہے۔

ذُو الرَّحْمَةِ - وہ اپنی مخلوق پر رحمت کرنے والا ہے

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ - اے اہل مکہ اگر وہ چاہے تو تمہارے گناہوں کی پاداش میں تم کو فنا کر دے وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاءُ - اور تمہارے بعد تمہاری جگہ جس کو چاہے پیدا کر دے كَمَا اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ جس طرح تم کو دوسری قوم کی نسل سے اس نے پیدا کر دیا ہے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ - بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (انما کا ما معنی الذی ہے) یعنی وہ جس کا تم سے وعدہ کیا ہے بعث اور حساب اور ثواب و عذاب سے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے۔

یہ رد ہے ان کے اس قول کا کہ مَنْ مَاتَ فَقَدْ فَاتَ - جو مر گیا وہ فوت ہو گیا - یہ غلط ہے بلکہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آئے گی خواہ قیامت ہو یا مرنے کے بعد لقا یا حساب یا ثواب و عذاب۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ

الدّار۔ فرما دیجئے اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ یعنی جتنی تم میں طاقت اور جس قدر تمہارے امکان میں ہے کیئے جاؤ اور میں اپنا کام کرتا ہوں یعنی تم اپنے کفر پر اور عداوت اسلام پر اپنی حد قوت تک قائم رہو اور میں اسلام پر قائم ہوں یہ بطریق توبیخ و تہدید و وعید فرمایا گیا اور آخر میں سنا دیا کہ عنقریب جان لوگے کہ کس کا گھر آخرت کا گھر ہے یعنی ہم میں کس کے لیے انجام کار اچھا ہوا اور کسے آخرت کا اچھا گھر ملا یہ طریقہ انذار نہایت لطیف ہے آگے فرمایا۔

اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ بے شک ظالم کامیاب نہیں ہوتے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے۔

آگے اس رسم جاہلیت کا تذکرہ ہے جس کی مذمت کرکے تنبیہ فرمائی گئی اس لیے کہ کفار و مشرکین عرب میں یہ دستور تھا کہ وہ اپنی کھیتیوں باغوں کے پھلوں اور چوپایوں کے بچوں اور تمام مالوں میں سے ایک حصہ اللہ کا مقرر کرتے اور ایک حصہ بتوں کا تو جو حصہ اللہ کے لیے مقرر کرتے وہ تو مہمانوں اور مسکینوں اور غریبوں پر خرچ کر دیتے اور جو حصہ بتوں کے لیے مقرر کرتے وہ خاص ان پر اور ان کے خدام پر صرف کرتے۔

اور جو حصہ اللہ کے لیے مقرر کرتے اس میں سے اگر کچھ بتوں والے حصہ میں مل جاتا تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا محتاج نہیں اس کو اس کی حاجت نہیں۔

لیکن اگر بتوں کے حصہ سے کچھ اس حصہ میں مل جاتا جو خالص اللہ تعالےٰ کے لیے تھا تو اسے نکال کر بتوں ہی حصہ میں شامل کرتے اس آیت کریمہ میں ان کی جہالت اور بے عقلی کا ذکر فرما کر انہیں تنبیہ کی گئی چنانچہ ارشاد ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۝

اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں سے ایک حصہ نکالا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے زعم باطل میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے ان کے گمان میں یعنی وہ یہ گمان کرتے تھے کہ یہ اللہ کا حصہ ہے حالانکہ اس قسم کے تقاسم کا اللہ تعالےٰ نے کوئی حکم نہیں دیا تو جو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا یعنے وہ خدا کو نہیں ملتا جو مساکین و مہمان میں خرچ کرتے ہیں اور جو خدا کا حصہ ہے وہ ان شریکوں کو پہنچتا ہے۔

روایت ہے کہ مشرکین کھیتی وغیرہ میں سے اور جانوروں کی پیداوار سے اللہ کے لیے حصہ رکھتے

اور جو حصہ بتوں کے نام کا نکالتے اگر وہ زیادہ ہو جاتا تو بتوں کے نام پر ہی رکھ دیتے اور کہتے بیشک اللہ غنی ہے اور یہ بتوں کی محبت میں ایسا کرتے اسکی آگے مذمت کی گئی۔

سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ - برا ہے جو ان کا فیصلہ ہے

یعنی اللہ کے مقابلہ میں جو بتوں کے ساتھ ان کا معاملہ ہے جس کا نہ شرع میں کوئی قانون ہے نہ کوئی فیصلہ یہ بہت برا رواج ہے اور انتہا درجہ کے جہل میں گرفتار ہیں کہ خالق و رازق کی عزت و جلال کی انہیں ذرا بھی تمیز نہیں اور انکا فساد عقل اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے بے جان بتوں پتھر کی تصویروں کو کارساز علیم کے مساوی سمجھ لیا اور جو حصہ انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کیا وہی حصہ بتوں کے لیے مقرر کر دیا اس کے بعد ان کے جہل و ضلال کی ایک اور کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ وَمَا يَفْتَرُوْنَ - اور اسی طرح بہت مشرکوں کے خیال میں ان کے معبودوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کو برباد کریں اور ان کے مذہبی طریقہ کو مشتبہ کر دیں - اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے اور نہ افتراء کرتے۔

قتل سے مراد لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا اور دیوتاؤں کے نام بھینٹ چڑھانا۔ شرکاء سے مراد بتوں کے مجاور جو قتل اولاد کی ترغیب دیتے تھے اور لوگ منت مان لیتے تھے کہ اگر میرے یہاں اتنے لڑکے پیدا ہو گئے تو میں ایک کو بھینٹ چڑھا دوں گا

كَذٰلِكَ - مفعول محذوف کی صفت ہے یعنی جس طرح کھیتی اور چوپاؤں کی تقسیم کو ان کے معبودوں نے مستحسن بنایا تھا۔

روح المعانی میں ہے اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کو خوشنما بنا کر دکھایا یعنی جیسے کہ خوشنما بنا کر دکھایا ان کو مال کے حصے کرنا اور بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینا۔ یہ لوگ چھوٹی بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے اور اس قتل کی نیت میں دو فریق تھے ایک فریق کا کہنا تھا کہ چونکہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں (معاذ اللہ) لہذا بیٹیوں کو خدا کے ساتھ ملا دو وہ ان کا زیادہ حقدار ہے اور دوسرا فریق خرچ کے ڈر سے ان کو مار ڈالتا تھا بعض کہتے ہیں کہ خرچ کے ڈر سے بھی اور عار کی وجہ سے بھی حسن اور ایک جماعت کا یہی خیال ہے۔

لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم اس طرح پڑی کہ قیس نامی ایک آدمی تھا اس کے جب بھی کوئی بیٹی پیدا ہوتی تو اسے زندہ دفن کر دیتا آہستہ آہستہ یہ رسم عرب لوگوں میں عام ہو گئی۔

اور ایسے ہی بہت سے مشرکوں کی نظر میں بھلا کر دکھایا یعنی جیسے ان کی نظر میں تجزیہ مال وغیرہ اولاد کا قتل ان کے شریکوں نے بھلا کر دکھایا۔ یہاں شریکوں سے مراد وہ شیاطین ہیں جن کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کر رہے ہیں تاکہ انہیں ہلاک کریں اغوا کر کے اور انکا دین ان پر مشتبہ کر دیں کیونکہ یہ لوگ پہلے دین اسمٰعیل پر تھے حتیٰ کہ انہیں شرک کی طرف پھیلا دیا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا فَعَلُوْہُ ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے۔ اس آیت میں یہ استدلال ہے کہ تمام کائنات مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔

فَذَرْھُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ۔ تو تم انہیں چھوڑ دو ان کی افتراء پردازیوں میں۔ اس لیے کہ افتراء کا ضرر انہیں پر ہے نہ کہ تم پر اور نہ ہم پر۔

وَقَالُوْا ھٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی اور چوپائے اللہ کے نام اور بتوں کے نام پر رکھتے ہیں وہ ممنوع ہیں حجر ہیں یعنی ممنوع کی ہوئی بتوں کے لیے۔ حجر کے معنی حرام کے ہیں یا ممنوع الانتفاع کے معنی ہیں۔ مثلاً وہ جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو پھر اس میں زیادہ اور ایک اور جمع سب برابر ہیں۔ مشرکین کا یہ رویہ تھا کہ جب دیکھتے کھیتی میں یا مویشی میں چیزیں تو وہ اپنے معبودوں کے لیے مخصوص کر دیتے اور کہتے اس مویشی اور کھیتی سے

لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِھِمْ ۔ نہ کھائے مگر وہی جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے گمان میں یعنی عورتیں نہ کھائیں صرف مرد اور بتوں کے مجاور یا ان بتوں کے خدام کے لیے جو مرد ہوتے تھے وقف کر دیتے تھے۔

وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُھُوْرُھَا ۔ اور مخصوص چوپائے جن پر سواری اور باربرداری حرام کر دی گئی تھی جن پر چڑھنا حرام ٹھہراتے۔ ان کے نام بحیرہ۔ سائبہ۔ حامی رکھتے اس کی تفصیل پارہ ۷ رکوع ۴ میں بیان ہو چکی۔

وَاَنْعَامٌ لَّا یَذْکُرُوْنَ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا ۔ اور کچھ مویشی ایسے رکھتے کہ ان کے ذبح پر اللہ کا نام نہ لیتے بلکہ ان پر بوقت ذبح بتوں کا نام لیتے۔

افْتِرَآءً عَلَیْہِ سَیَجْزِیْھِمْ بِمَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۔ یہ جھوٹ باندھنا ہے یعنی ان جانوروں کی قسمیں مقرر کر لیتے ایک حجر جس کا کھانا حرام ہے ایک قسم وہ جس پر سواری ممنوع ہے ایک وہ جس پر عند الذبح خدا کا نام نہ لیتے اور ان اقسام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے جو محض افتراء ہے عنقریب انہیں وہ بدلہ دے گا ان کے افتراؤں پر یہ وعید شدید فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے۔

وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جو بچے ان چوپایوں کی پشت یا پیٹ میں ہیں وہ اگر زندہ نکلیں تو وہ صرف ہمارے مردوں کے لیے ہیں اور عورتوں کے لیے حرام ہیں اور اگر مردہ نکلیں تو سب مرد اور عورتیں اس میں شریک ہیں سب کے لیے حلال ہیں یعنی بحیرہ اور سائبہ کے پیٹ کے اندر کے بچے اگر زندہ برآمد ہوں تو صرف مردوں کے لیے حلال ہیں عورتیں اس سے نہیں کھا سکتیں اور اگر مرا ہو تو وہ عورت مرد کے لیے مشترک ہے یعنی کہتے تھے اگر مرا ہوا ان کے پیٹوں سے تو عورتیں اس میں شریک ہیں اس لیے کہ میت کے لفظ کا اطلاق زیادہ دونوں پر آتا ہے۔

سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ۔ عنقریب اللہ ان کی ان فرضی باتوں کا بدلہ دیگا جو اپنی من مانی حرام حلال بنائی ہیں بے شک وہ حکمت والا ہے بدلہ دینے میں علم والا ہے ان کے اندرونی عقائد کو خوب جانتا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ بے شک نقصان میں رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو جہالت کی وجہ سے بغیر جانے قتل کر دیا مشرکین اور اہل مکہ میں یہ جہالت تھی کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے محض تنگدستی اور خوف شماتت سے احمقانہ جہالت سے حالانکہ حقیقتاً ان کا اور ان کی اولاد کا رازق اللہ تعالے ہے نہ کہ وہ کفار۔

وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ۔ اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی۔ بحیرہ۔ سائبہ سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں یعنی افترا بندی کرتے ہوئے۔ افترا مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق۔

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ۔ بے شک وہ گمراہ ہوئے اور راہ پانے والے نہیں حق وصواب کی طرف۔ تفسیر نسفی

شان نزول:۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ ربیعہ اور مضر کا یہ دستور تھا کہ اگر کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ اپنی لڑکی سے کہتا کہ اگر تو اسے زندہ دفن نہ کرے تو تو مجھ پر حرام ہے یہ عورت نفاس سے فارغ ہو کر جنگل جاتی اور اپنے اعزہ کی مدد سے اس بچی کو دفن کر دیتی تاکہ کوئی داماد نہ بن سکے۔

قتادہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین مکہ اپنی لڑکیوں کو سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔

ربیعہ اور مضر وغیرہ قبائل میں اس کا خاص رواج تھا اور بعض لڑکوں کو بھی ذبح کر ڈالتے فاقہ اور مفلسی کے خوف سے اس قدر بے رحم تھے کہ کتوں کو پرورش کرتے اور اولاد کو ذبح کرتے لہٰذا آگے رکھنے اس کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ معالم

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم پ ۸ سورۃ انعام

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

اور وہی ہے جس نے پیدا کیے باغ کچھ زمین پر پھیلے ہوئے اور بغیر پھیلے ہوئے اور کھجور اور کھیتی جس میں مختلف کھانے اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور غیر مشابہ کھاؤ اس کے پھل سے جب پھل دے اور اس کا حق دو کٹنے کے دن اور بے جا خرچ نہ کرو بے شک وہ بیجا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے کچھ بچھے ہوئے کھاؤ جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور نہ پیچھے لگو شیطان کے قدموں کے بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوٰجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

آٹھ نر و مادہ ایک جوڑا بھیڑ کا ایک جوڑا بکری کا فرمائیں انہیں کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں بتاؤ مجھے کسی علم سے اگر تم سچے ہو۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ

اور اونٹ سے جوڑا اور گائے سے جوڑا فرمائیں انہیں کیا اس نے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادین یا وہ جسے دونوں مادین پیٹ میں لیے ہوئے ہیں کیا تم گواہ ہو جب اللہ نے تمہیں

بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

یہ حکم دیا تو اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ افتراء کرے تاکہ لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ نہیں راہ دکھاتا ظالموں کو

حل لغات رکوع چہارم پ ۸ سورۃ انعام

و۔اور	ھو۔وہ	الذی۔وہ ہے جس نے	انشأ۔پیدا کیے
جنت۔باغ	معروشات۔چھتے ہوئے	و۔اور	غیر۔بغیر
معروشات۔چھت کے	و۔اور	النخل۔کھجور	و۔اور
الزرع۔کھیتی	مختلفا۔مختلف ہیں	اکلہ۔اس کے مزے	و۔اور
الزیتون۔زیتون	و۔اور	الرمان۔انار	متشابہا۔ملتے جلتے
و۔اور	غیر۔نہ	متشابہ۔ملتے	کلوا۔کھاؤ
من۔ان کے	ثمرہ۔پھل	اذا۔جب	اثمر۔پھل دیں
و۔اور	اتوا۔دو	حقہ۔اس کا حق	یوم۔دن
حصادہ۔کٹائی	ہ۔اسکی کے	و۔اور	لا۔نہ
تسرفوا۔بیجا خرچ کرو	انہ۔بیشک وہ	لا۔نہیں	یحب۔پسند کرتا
المسرفین۔بے جا خرچ کرنے والوں کو		و۔اور	من۔بعض
الانعام۔مویشی	حمولۃ۔باربرداری کو	و۔اور	فرشا۔سواری کو
کلوا۔کھاؤ	مما۔اس سے جو	رزقکم۔روزی دی تمہیں	
اللہ۔اللہ نے	و۔اور	لا۔نہ	تتبعوا۔پیروی کرو
خطوات۔قدموں	الشیطن۔شیطان کی	انہ۔بے شک وہ	لکم۔تمہارا
عدو۔دشمن ہے	مبین۔کھلا	ثمنیۃ۔آٹھ	ازواج۔جوڑے ہیں
من الضان۔بھیڑوں سے	اثنین۔دو	و۔اور	من المعز۔بکریوں سے
اثنین۔دو	قل۔کہیے	ء۔کیا	الذکرین۔دونوں نر

حرم-حرام کیے	ام-یا	الانثیین-دونوں مادہ	اما-یا جو
اشتملت-شامل ہیں	علیہ-اس پر	ارحام-رحم	الانثیین-دونوں مادہ کے
نبئونی-بتاؤ	نی-مجھ کو	بعلم-علم سے	ان-اگر
کنتم-ہو تم	صدقین-سچے	و-اور	من الابل-اونٹوں سے
اثنین-دو	و-اور	من البقر-گائے سے	اثنین-دو
قل-کہہ	آ-کیا	الذکرین-دونوں نر	حرم-حرام کیے اس نے
ام-یا	الانثیین-دونوں مادہ	اما-یا جس پر	اشتملت-شامل
علیہ-ہیں	ارحام-رحم	الانثیین-دونوں مادہ کے ام کیا	
کنتم-تم	شہداء-گواہ تھے	اذ-جب	وصکم-حکم دیا تھا تم کو
	اللہ-اللہ نے	بہذا-اس کا	فمن-تو کون
اظلم-زیادہ ظالم ہے	ممن-اس سے جو	افتری-باندھے	علی-اوپر
اللہ-اللہ کے	کذبا-جھوٹ	لیضل-تاکہ گمراہ کرے	الناس-لوگوں کو
بغیر-بغیر	علم-علم کے	ان-بیشک	اللہ-اللہ
لا-نہیں	یھدی-ہدایت کرنا	القوم-قوم	الظالمین-ظالم کو

مختصر تفسیر رکوع چہارم پ ۸ سورۃ انعام

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۝ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

وہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیے باغ چھائے ہوئے اور کچھ بغیر چھائے ہوئے اور کھجور اور کھیتی جس میں انواع کے کھانے اور زیتون اور انار ملتے جلتے اور بغیر ملے جلے کھاؤ اس کے پھل سے جب پھل لائے اور اس کا حق دو جب وہ کٹیں اور فضول خرچ نہ کرو بے شک فضول خرچ اللہ کو پسند نہیں۔

اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ہوئے کھاؤ اس میں سے جو روزی دی اللہ نے تمہیں اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ آٹھ جوڑے میں ایک جوڑا بھیڑ کا۔ ایک بکری کا آپ فرمائیں اس میں دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جیسے دونوں کی مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔

بتاؤ مجھے اپنے علم سے اگر سچے ہو اور ایک جوڑا اونٹ کا ایک گائے کا آپ فرمائیں کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جیسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔

کیا تم گواہ اور موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر افترا اور جھوٹ باندھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اپنی جہالت سے بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

اول خلاصہ تفسیر ملاحظہ ہو۔

اور وہ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیے باغ زمین پر چھائے ہوئے یعنی ٹٹیوں پر قائم کیے ہوئے جیسے انگور کی بیل وغیرہ اور کچھ بغیر ٹٹیوں کے زمین پر پھیلے ہوئے جیسے کدو خربوزہ وغیرہ کی بیلیں اور کھجور اور کھیتی جس میں مختلف الالوان پھل کھانے کے رنگوں میں بھی مختلف مقدار اور ذائقہ میں بھی مختلف اور خوشبو میں بھی مختلف اور بعض متشابہ الالوان۔

اس میں حکم ہے کہ اس کا پھل کھاؤ جب پھل آجائے اور اس کا حق دو جس دن کٹے اس کے معنی یہ ہیں کہ کھیتی اور باغ کے پھلوں کا کھانا اس وقت سے مباح ہے جب سے وہ پھل لگنا شروع ہو جائے اور زکوۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب پک پکا کر کاٹ لی جائے اور پھل توڑنے کے بعد جمع کر لیے جائیں اس کے متعلق مسائل فقہیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱:- گھر میں گھانس اور خود رو گھانس پر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔

۲:- زمین کی مذکورہ اشیاء کے علاوہ [illegible] دو قسم کی ہے ایک بارانی اور دوسری چاہی۔

۳:۔ بارانی پیداوار پر عشر واجب ہے یعنی جو کھیتی بارش سے سیراب ہو اس کا دسواں حصہ۔

۴:۔ چاہی پیداوار سے نصف عشر واجب ہے یعنی جو نہر یا کنوئیں سے آب پاشی ہو اس کا بیسواں حصہ۔

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ اور اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اسراف کی تعریف شریعت میں مندرجہ ذیل ہے۔

۵:۔ اسراف یہ بھی ہے کہ مال تمام کا تمام خرچ کر ڈالے اور عیال کے لیے کچھ نہ رکھے خود فقیر بن جائے تو بقول سدی یہ اسراف ہے۔

۶:۔ بقول سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ یہ بھی اسراف ہے کہ صدقہ و خیرات سے بالکل ہاتھ کو روک لے اور کچھ خرچ نہ کرے۔

۷:۔ بقول سفیان رضی اللہ عنہ اللہ کی اطاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جائے وہ قلیل بھی ہو تو اسراف ہے۔

۸:۔ بقول زہری اس کے معنی یہ ہیں کہ جو خرچ بھی معصیت میں کیا جائے کم ہو یا زیادہ تو وہ اسراف ہے۔

۹:۔ بقول مجاہد حق اللہ میں کوتاہی اسراف ہے اور اگر جبل ابو قبیس جتنا سونا ہو جائے اور تمام راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے تو اسراف نہیں اور اگر ایک درہم معصیت میں خرچ کیا جائے تو وہ اسراف ہے۔

تلخیص از روح المعانی

آج ۱۳ جنوری ۵۴ء یوم چہارشنبہ ہے۔

آج حالیہ فسادات کی انکواری میں جو ہائی کورٹ لاہور ہو رہی ہے امت مرزائیہ کے امیر المرزائیین خلیفہ محمود بشیر بیان دیتے آرہے ہیں۔

آج اس انکواری میں پچاس پاس منظور ہوتے ہیں اور مجلس عمل کے ۶ ارکان میری معیت میں۔ ابوالحسنات صاحبزادہ فیض الحسن۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔ شیخ حسام الدین۔ لال حسین اختر۔ شمسی مظفر علی کی شرکت انکواری کے ختم تک منظور ہوئی ہے۔

گذشتہ شب ایک عجیب خواب دیکھا جو ناظرین کی دلچسپی کے لیے عرض ہے۔

۱۲ جنوری کی رات جس کی صبح مرزا محمود بشیر بیان دے رہے ہیں شب کے ۱۲ بجے دیکھتا ہوں کہ چند

مرزائی مجیب سے مباہلہ چاہ رہے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ جناب میں تو مسلمان ہوں اور مباہلہ جو حدیث میں ہے وہ عیسائیوں سے ہونا قرار پایا تھا۔ اس میں ایک طرف نبی الانبیاء علیہ التحیہ والثناء تھے اور دوسری طرف عیسائی تو حضور نے انہیں فرمایا تھا پ ۳ رکوع ۱۴

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكذبين۔

پھر اے محبوب جو تم سے عیسٰی کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔

اس کے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ

جب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو یہ آیت سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دینگے چنانچہ انہوں نے اپنے بڑے عالم عاقب کو یہ حال سنایا اور کہا اے عبد المسیح آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

عاقب عبد المسیح نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں۔

اور یقیناً نبی ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے لہذا اگر نصرانیت پر ہی قائم رہنا ہے تو گھر لوٹ چلو اور خاموش ہو جاؤ۔

اس مشورہ کے بعد وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور کی گود میں امام حسین علیہ السلام ہیں اور دست اقدس تھامے ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ زہرا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور کے پیچھے ہیں۔

اور حضور ان سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم نے جب ان حضرات کو دیکھا تو بولا اے عیسائیو میں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ تعالے سے پہاڑ ہٹانے کی دعا کریں تو اللہ اسے جگہ سے ہٹا دے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی نہ رہے گا یہ سنکر نصاری نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا جزیہ دینا منظور ہے۔

اور مباہلہ کے لیے ہم تیار نہیں۔

حضور نے فرمایا مجھے اس کی قسم جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اگر یہ مباہلہ کرتے تو نجرانیوں
پر عذاب آ ہی چکا تھا۔ یہ بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ ہوجاتے اور نجران کا تمام جنگل بھڑک اٹھتا
اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہوجاتے اور ایک سال کے عرصہ میں سب
ہلاک ہوجاتے (ترجمہ تفسیر نسفی)

یہ تو وہ مباہلہ تھا جو حضور نے عیسائیوں سے کرنے کا ارادہ فرمایا تھا۔

اور خواب میں جو مجھ سے مباہلہ کو کہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا تم نبی نہیں میں نصرانی نہیں
پھر مباہلہ کیسا؟

اس مباہلہ میں حضور نے بقسم فرمایا کہ اگر مباہلہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے۔

اب تم اگر مباہلہ میں یہی کہو تو دونوں صورتوں میں تم جھوٹے ہوگے۔

اگر میں ہلاک نہ ہوا تو تم جھوٹے اور اگر تم ہلاک ہوگئے تو بھی تم جھوٹے پھر اس مباہلہ کا تم
کو کیا فائدہ۔

اس کے بعد کا قصہ یاد نہیں بہر حال خواب مزیدار تھا اس وجہ میں عرض کیا گیا۔

تحقیق لفظ مباہلہ: ابہلہ یا بالفتح والضم اللعنۃ و بہلہ اللہ لعنہ و ابعدہ من رحمتہ واصل
الابتہال هذا ثم یستعمل فی کل دعاء یجتہد فیہ وان لم التعانا۔

اب اصل تفسیر پیش ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ خلق جنت من الکروم مَّعْرُوْشٰتٍ سموکات مرفوعات وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ
متروکات علی وجہ الارض لم تعرش یقال عرشت الکرم اذا جعلت لہ دعائم
وسمکا وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا فی اللون والطعم والحجم والرائحۃ اُكُلُهٗ وھو ثمرہ
الذی یوکل وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا فی اللون وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ فی الطعم كُلُوْا مِنْ
ثَمَرِهٖٓ من ثمر کل واحد وفائدہ اِذَآ اَثْمَرَ ان یعلم ان اول وقت الاباحۃ وقت اطلاع الشجر
الثمر ولا یتوھم انہ لا یباح الا اذا ادرک وَاٰتُوْا حَقَّهٗ عشرہ وھو حجۃ ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
فی تعمیم العشر يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا باعطاء الکل وتضییع العیال اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ
اعتراض (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور وہی وہ ہے جس نے پیدا کیے باغ انگور سے چھائے ہوئے بلند اور بغیر چھائے زمین پر
پھیلے ہوئے عربی محاورہ میں بولتے ہیں عرشت الکرم میں نے انگور کی بیل ٹٹیوں پر چڑھا دی اور

کھجور اور کھیتی مختلف رنگوں اور ذائقوں اور جسم میں کم زیادہ اور خوشبوؤں میں مختلف کھانے کے پھل اور وہ پھل جو کھائے جاتے ہیں اور زیتون اور انار کہ رنگ میں ملتے جلتے اور مختلف مزے والے کھاؤ اس کے پھل اور فائدہ حاصل کرو جب وہ پھلیں اسی سے یہ جانا گیا کہ پھل کا کچا ہونے تک استعمال مباح ہے یہ وہم دفع کیا گیا کہ اس کے کھانے کی اجازت کچے پن میں نہیں۔ یہ جب جا ہو کھا سکتے ہو اور اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی پک کر تیار ہو جائے اور درختوں سے اتار لیا جائے اور ڈھیر لگا دیے جائیں اس وقت اس سے دسواں حصہ اللہ کے نام کا دو۔ اسی آیت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے پھلوں اور کھیتوں میں عشر کا استدلال فرمایا۔

اور ولا تسرفوا کا مفہوم یہ ہے کہ بے جا خرچ نہ کرو یعنی سب خرچ کر کے عیال کا حق ضائع نہ کر دو بے شک اللہ بے جا خرچنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس کی تفصیل ہم اول بیان کر چکے ہیں اور اسراف کی تعریف بتا چکے ہیں۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ای وانشا من الانعام ما یحمل الاثقال وما یفرش للذبح۔ او الحمولة الکبار التی تصلح للحمل والفرش الصغار کالفصلان والعجاجیل والغنم لانها دانیة من الارض مثل الفرش المفروش علیها۔ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ای ما احل الله لکم منها ولا تحرموها کما فی الجاهلیة۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ طرقه فی التحلیل و التحریم کفعل اهل الجاهلیة اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ فاتهموه علی دینکم۔

ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ زوجین اثنین یرید الذکر والانثی والواحد اذا کان وحده فهو فرد واذا کان معه غیره من جنسه سمی کل واحد منهما زوجا وهما زوجان۔

بدلیل قوله خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ویدل علیه قوله ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ ثم فسرها بقوله مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ والضان والمعز جمع ضائن وماعز۔

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ للانکار۔

اور مویشیوں میں بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر چلنے والے ہیں یعنی اللہ تعالے نے

مویشیوں میں دو قسم کے چار پائے فرمائے ایک وہ جو بوجھ اٹھانے والے ہیں اور کچھ وہ جو زمین پر ڈال کر ذبح کیے جاتے ہیں۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ بڑے جانور جو بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور فرشی سے وہ چھوٹے جانور سفلی ان کے جو کلاٹے جاتے ہیں۔

فصلان منجد میں ہے۔ فصلا فصل الشیٔ قطعہ اور عجاجیل عجل کی جمع ہے یعنی گائے بھینس اور غنم بکری وغیرہ ان کو عربی محاورہ میں فرش بھی کہتے ہیں چنانچہ منجد میں ہے فراش۔ الشاۃ للذبح القاھا علی الارض لیذبحہا۔ اس لیے کہ یہ جانور زمین پر چلتے ہیں اور مثل فرش کے بچھے ہوئے ہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی۔ یعنی وہ جانور کھاؤ جو اللہ نے حلال کیے اور انہیں اس طرح حرام نہ کرو جیسے اہل جاہلیت سائبہ۔ وصیلہ۔ حام وغیرہ نام رکھ کر حرام کر لیتے تھے اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو یعنی اس کے طریقہ کو اختیار کر کے اہل جاہلیت کی طرح حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ بنا ڈالے بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تمہیں تمہارے دین میں وسعت یعنی آزادی کر دیگا۔

آٹھ نر اور مادہ ہیں ایک بھیڑ کا جوڑا اور ایک بکری کا جوڑا۔ عربی میں ضائن بھیڑ کو کہتے ہیں اور معز بکری کو اور زوج دو نر مادہ سے مراد ہے اور ایک جبکہ وہ تنہا ہو تو فرد کہتے ہیں اور اگر بکری بکرا دو ہوں تو زوجان کہتے ہیں اس پر دلیل آیت کریمہ خلق الزوجین الذکر والانثی اور دوسری دلیل آیہ کریمہ ثمنیۃ ازواج بھی ہے پھر تفسیر بھی آیہ کریمہ من الضائن اثنین ومن المعز اثنین ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین۔

ضان۔ ضائن کی جمع ہے۔ اون والی بھیڑ کو ضان کہتے ہیں۔ معز بالوں والی بکری یا بکرا۔ اول الذکرین سے مینڈھا یا بکرا مراد ہے۔ اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین سے بھیڑ بکری کے پیٹ کے بچے خواہ نر ہوں یا مادہ اسی طرح الابل اور البقر دونوں کا اطلاق نر مادہ پر ہے۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ چوپائے دو قسم کے ہیں کچھ بڑے جو بوجھ اٹھانے کے کام آتے ہیں کچھ چھوٹے مثل بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں کہ بوجھ اٹھا سکیں ان میں سے جو اللہ تعالے نے حلال کیے وہ کھائے جاتے ہیں اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال کی ہوئی حرام نہیں ٹھہرائی جائیں۔ پھر اسے مزید واضح کرنے کو مثال میں بھیڑ بکری کا ذکر فرمایا کہ ان کے نر اور مادہ اللہ تعالے نے حلال

کیے اور ان کی اولادیں بھی حلال کیں تم نے کبھی نر حرام ٹھہرایا۔ کبھی مادہ کبھی ان کے بچے یہ سب تمہاری اختراع و افتراء ہے اور خواہش نفسانیہ کی اتباع۔

یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی حلال چیز کسی کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جاتی اور حرام چیز کسی کے حلال بنانے سے حلال نہیں ہو سکتی۔ ان آیات میں اللہ تعالٰی کی طرف سے اہل جاہلیت کو توبیخ کی گئی جو اپنی رائے سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرا لیتے ہیں جب ہادی رحمت نے احکام بیان فرمائے تو مشرکین کفار کا سردار و خطیب مالک بن عوف جشمی حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بارگاہ عالی میں حاضر آیا اور کہنے لگا حضور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا حلال بتا گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم لوگوں نے چند قسمیں چوپایوں کی حرام کر رکھی ہیں۔

اور اللہ تعالٰی نے آٹھ نر مادہ

اپنے بندوں کے لیے حلال فرما دیے ہیں۔ تم بتاؤ تم نے انہیں کھانے سے حرام کیا ان میں حرمت نر کی طرف سے آئی یا مادہ کی طرف سے۔ مالک بن عوف یہ جواب سن کر متحیر ہی رہ گیا۔

حضور نے فرمایا بول اور جلدی بتا۔

اس نے کہا آپ فرمائیں میں سنوں گا اور کچھ جواب نہ دے سکا۔

اور ظاہر ہے کہ وہ جواب دیتا بھی کیا اگر کہتا نر کی طرف سے حرمت آئی تو لازم آتا کہ تمام نر حرام ہوں اور اگر کہتا کہ مادہ کی طرف سے یہ حرمت آئی تو لازم آتا کہ تمام مادہ حرام ہوں اور اگر کہتا کہ جو پیٹ میں ہے وہ حرام ہے تو پھر سب ہی حرام ہو جاتے۔

غرضکہ یہ الزامات ان کی انکار نبوت کی وجہ میں ان پر پڑے اور اگر شرکا کی تبلیغ تسلیم کر لیتے تو ہر حکم بواسطہ نبی ہونے کی بنا پر ہوتا۔ تو اس میں آئندہ آنے والی آیات کا جواب بھی واضح ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے۔ آپ فرمائیں کیا اس نے دونوں نر حرام کیے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں لیے ہیں یہ استفہام انکاری ہے۔

نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اخبرونی بامر معلوم من جهة الله يدل على تحريم ما حرمتم اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ في ان الله حرمه وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ منهما حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ منهما اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ام ما تحمل اناثهما اَمْ كُنْتُمْ

شهداء ام منقطعة ای بل كنتم شهداء اذ وصاكم الله بهذا يعنی ام شاهدتم ربكم حين امركم بهذا التحريم و لما كانوا لا يؤمنون برسول الله وهم يقولون الله حرم هذا الذی تحرمه تهكم بهم فی قوله ام كنتم شهداء على معنى اعرفتم التوصية به مشاهدين لانكم لا تؤمنون بالرسل فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا فنسبت اليه تحريم ما لم يحرم ليضل الناس بغير علم ان الله لا يهدی القوم الظلمين ای الذين فی علمه انهم يختمون على الكفر ووقع الفاصل بين بعض المعدود وبعضه اعتراضا غير اجنبی من المعدود وذلك ان الله تعالى من على عباده بانشاء الانعام لمنافعهم وباباحتها لهم فالاعتراض بالاحتجاج على من حرمها يكون تاكيدا للتحليل - والاعتراضات فی الكلام لا تساق الا للتوكيد - (تفسير نسفی)

خلاصۂ مفہوم

بتاؤ مجھے اپنے کسی علم سے کہ جو تم نے حرام ٹھہرا دیا ہے وہ اللہ تعالے کی طرف سے حرام ہے اگر تم سچے ہو۔ اس امر میں کہ اللہ تعالے نے ہی حرام کیا اور اونٹ سے دو اور گائے سے دو فرمائیں کیا ان کے نر حرام ہیں یا مادہ یا ان دونوں سے یا جو پیٹوں میں ان کے بچے ہیں ان میں سے مادہ حرام ہیں کیا تم موجود تھے جب کہ حکم دیا اللہ نے ایسا یعنی کیا تم اس وقت کے گواہ ہو جبکہ اللہ نے تمہیں اس کے حرام ہونے کا حکم دیا۔ اور جب کہ تم اللہ کے رسول پر ایمان ہی نہ لائے تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ اللہ تعالے نے حرام کیا بلکہ یہ سب کچھ تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ اللہ کے رسول پر ایمان نہیں لائے۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ اور افترا باندھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اپنی جہالت سے بے شک نہیں راہ دکھاتا اللہ ظالموں کو اور جو اپنے خیال میں کفر پر جمع ہوئے وہ جاہل مشرک ہیں جو حلال کو اپنی خواہش نفس سے حرام ٹھہرا کر اللہ پر کذب و افترا باندھتے ہیں۔ آگے کی آیتوں میں تنبیہ ہے کہ تمہاری من مانی حرمت و حلت ہے کوئی چیز نہیں بلکہ حکم الٰہی سے حرام و حلال قطعی ہے حیث قال۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم پ۸ سورۃ انعام

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی حرام کسی کھانے والے پر کوئی کھانا مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا خون بہتا یا گوشت خنزیر کا وہ بے شک نجس ہے یا وہ خلاف شرع جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے تو جو مضطر ہو جائے نہ یہ کہ آپ خواہش کرے اور نہ یہ کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ عَلَى الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَایَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ٘ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

اور وہ جو یہودی ہوئے ان پر حرام کیا ہم نے ہر ناخن دار جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پشت میں لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے لگی ہو یہ ہم نے بدلہ دیا ان کو ان کی سرکشی کا۔ اور ہم بے شک ضرور سچے ہیں۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝

تو اگر جھٹلائیں تمہیں تو فرما دیجئے تمہارا رب رحمت وسیع کا مالک ہے اور نہیں ٹالا جا سکتا اس کا عذاب قوم مجرم سے۔

سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ

قریب ہے کہ کہیں گے وہ جو مشرک ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ہیں۔ ایسا ہی جھٹلایا ان سے پہلوں نے حتیٰ کہ چکھا انہوں نے ہمارا عذاب فرما دیجئے کیا تمہارے پاس

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ط اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ج فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ج فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ج وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝

کوئی علم ہے تو نکالو اسے ہمارے لیے تم تو نرے گمان کے پیچھے ہو اور نہیں تم مگر تخمینے کرتے ہو۔ فرما دیجئے تو اللہ کے لیے حجت پوری ہے تو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا۔ فرما دیجئے لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے حرام کیا یہ تو اگر وہ گواہی دیں تو تو (اے سننے والے) ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور نہ پیروی کرنا ان کی خواہشوں کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں اور وہ جو ایمان نہ لائے آخرت پر اور وہ اپنے رب کے ساتھ برابر والا ٹھہراتے ہیں۔

حل لغات رکوع پنجم پ سورۃ انعام

قل۔ فرمائیے	لا۔ نہیں	اجد۔ پاتا ہیں	فی۔ بیچ
ما۔ اس کے جو	اوحی۔ وحی کی گئی	الی۔ میری طرف	محرما۔ کوئی حرام
علی۔ اوپر	طاعم۔ کھانے والے کے	یطعمہ۔ کہ کھائے اسکو	الا۔ مگر
ان۔ یہ کہ	یکون۔ ہو	میتۃ۔ مردار	او۔ یا
دما۔ خون	مسفوحا۔ بہتا ہوا	او۔ یا	لحم۔ گوشت
خنزیر۔ خنزیر کا	فانہ۔ یقیناً وہ	رجس۔ پلید ہے	او۔ یا
فسقا۔ گناہ کی بات	اھل۔ جو پکارا جائے	لغیر۔ واسطے غیر	اللہ۔ اللہ کے
بہ۔ ساتھ اس کے	فمن۔ تو جو	اضطر۔ مجبور ہو	غیر۔ نہ ہو
باغ۔ چاہنے والا	و۔ اور	لا۔ تو	عاد۔ حد سے بڑھنے والا
فان۔ تو بے شک	ربک۔ تیرا رب	غفور۔ بخشنے والا	رحیم۔ مہربان ہے
و۔ اور	علی۔ اوپر	الذین۔ ان کے جو	ھادوا۔ یہودی ہوئے

حرمنا۔ حرام کیا ہم نے   کل۔ ہر   ذی ظفر۔ ناخن دار   و۔ اور

من البقر۔ گائے سے   و۔ اور   الغنم۔ بکری سے   حرمنا۔ حرام کی ہم نے

علیہم۔ ان پر   شحومہما۔ چربی انکی   الا۔ مگر   ما۔ جو

حملت۔ لگی ہو   ظہور۔ پیٹھوں   ھما۔ ان کی سے   او۔ اوپیا

الحوایا۔ انتڑیوں سے   او۔ یا   ما۔ جو   اختلط۔ ملی ہو

بعظم۔ ہڈی سے   ذلک۔ یہ   جزینا۔ بدلہ دیا ہم نے   ھم۔ انکو

ببغیہم۔ انکی سرکشی کی   و۔ اور   انا۔ یقیناً ہم   لصدقون۔ بے

شک سچے ہیں   فان۔ پھر اگر   کذبو۔ جھٹلائیں   ک۔ تجھ کو

فقل۔ تو کہہ دیں   ربکم۔ تمہارا رب   ذو۔ صاحب   رحمۃ۔ رحمت ہے

واسعۃ۔ فراخی والا   و۔ اور   لا۔ نہیں   یرد۔ پھیرا جاتا

باسہ۔ اس کا عذاب   عن القوم۔ قوم   المجرمین۔ مجرم سے   سیقول۔ جلدی کہینگے

الذین۔ وہ جو   اشرکوا۔ مشرک ہیں   لو۔ اگر   شاء۔ چاہتا

اللہ۔ اللہ تو   ما۔ نہ   اشرکنا۔ شرک کرتے ہم

و۔ اور   لا۔ نہ   اباؤنا۔ ہمارے باپ دادا   و۔ اور

لا۔ نہ   حرمنا۔ حرام کرتے ہم   من۔ کوئی   شیٔ۔ چیز

کذلک۔ اسی طرح   کذب۔ جھٹلایا   الذین۔ ان لوگوں نے جو   من قبلہم۔ ان سے

پہلے تھے   حتی۔ یہاں تک کہ   ذاقوا۔ انہوں نے چکھا   باسنا۔ عذاب ہمارا

قل۔ کہہ   ھل۔ کیا   عند۔ پاس   کم۔ تمہارے ہے

من۔ کوئی   علم۔ علم   فتخرجو۔ تو لاؤ   ہ۔ اسکو

لنا۔ ہمارے پاس   ان۔ نہیں   تتبعون۔ پیروی کرتے تم   الا۔ مگر

الظن۔ ظن کی   و۔ اور   ان۔ نہیں   انتم۔ تم

الا۔ مگر   تخرصون۔ اندازہ کرتے ہو   قل۔ کہہ دیں   فللہ۔ تو اللہ کے لیے ہے

الحجۃ۔ حجت   البالغۃ۔ پوری   فلو۔ تو اگر   شاء۔ چاہتا

لہدا۔ تو ہدایت دیتا   کم۔ تم   اجمعین۔ سب کو   قل۔ کہہ

ھلم۔ لے آؤ   شہداء۔ گواہ   کم۔ اپنے   الذین۔ جو

بشہدون - گواہی دیں کہ	ان - بے شک	اللہ - اللہ نے	حرم - حرام کیا
ھذا - اسکو	فان - پھر اگر	شہدوا - وہ گواہی دیں	فلا - تو نہ
تشہد - گواہی دے تو	معھم - ان کے ساتھ	و - اور	لا - نہ
تتبع - پیروی کر	اھواء - خواہشات	الذین - ان لوگوں کی کہ	کذبوا - انہوں نے جھٹلایا
بایتنا - ہماری آیتوں کو	و - اور	الذین - وہ جو	لا - نہیں
یومنون - ایمان لاتے	بالاخرۃ - آخرت پر	و - اور	ھم - وہ
بربھم - اپنے رب سے	یعدلون - برابری کرتے ہیں		

مختصر تفسیر رکوع پنجم پ۸ سورۃ انعام

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس کتاب میں جو میری طرف وحی ہوئی کوئی چیز حرام کسی کھانے والے پر کوئی کھاتا مگر یہ کہ مردار ہو یا خون رگوں کا بہتا ہوا یا گوشت سور کا کہ وہ نجاست ہے یا وہ جو بلا شرعی حکم کے ذبح کیا ہوا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام لیا گیا۔

فرما دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کہ کسی کھانے والے پر کھانا حرام ہو۔ یہ کنایہ ہے عدم وجود محرمات کا اور اس میں اعلان ہے کہ طریق تحریم و تحلیل بلا تنفیص الٰہی لغو ہے۔ اور اتباع شہوات و نفسانیت اسلام میں یہ اصول ہے۔ کہ

"اصل اشیاء میں اباحت ہے"

تو معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ میں قرآن کریم کے ذریعہ کسی کھانے کی چیز ہو حرام نہیں پاتا کہ کھانے والے پر اسے حرام کر دوں۔ کھانے والا مرد ہو یا عورت سب پر ہر حلال حلال ہے یہ رد ہے مشرکین مکہ کے اس زعم باطل کا جو انہوں نے کہا تھا کہ ایسا بکرا بکری ہم پر حلال ہے مگر ہماری عورتوں پر حرام ہے۔

او یطعمہ سے مراد تمام انواع تناولات ہیں خواہ اکل سے ہوں یا شرب سے سب ہی حلال ہیں۔

اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً۔ مگر یہ کہ وہ کھانا یا کوئی شے حرام ہو۔

مَیْتَۃً:۔ مردار یعنی اس کا ذبح شرعی طریقہ پر نہ ہوا ہو اس میں منخنقہ بھی داخل ہے یعنی گلا گھونٹا ہوا۔ یا بلندی سے گر کر مرا ہو غرضیکہ موقوذہ متردیہ نطیحہ اور درندہ کا پھاڑا ہوا جانور سب اس میں شامل ہیں۔

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا۔ یا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون جو رگوں سے نکلتا ہے اس سے قدرتی جما ہوا خون جیسے جگر اور تلی کا خون حلال ہے لیکن جو خون بہتا ہوا ہو مگر ٹھنڈا ہو کر جم جائے وہ حرام ہے وہ دم مسفوح میں داخل ہے چنانچہ حدیث میں ہے ہمارے لیے دو مرے ہوئے جانور حلال کیے گئے مچھلی اور ٹیڈی جسے پنجابی میں مکڑی اور اردو میں ٹڈی کہتے ہیں اور دو خون حلال کیے گئے جگر جسے کلیجی کہتے ہیں اور طحال جسے تلی کہتے ہیں اور بعد ذبح رگوں میں جو خون رہ گیا وہ بھی مباح ہے اسی طرف اکثر فقہاء گئے ہیں اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ اگر یہ قید نہ ہوتی تو مسلمان رگوں کے خون کو مثل یہود کے استعمال کرنے لگتے۔

اور لحم الخنزیر کی تفصیل یہ ہے۔

میتہ۔ دم مسفوح۔ لحم خنزیر بیان فرما کر ارشاد ہوا فانہ رجس یعنی یہ نجس اور خالص گندگی ہے سور کی حرمت میں لحم فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ گوشت سے ہی باقی چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو جب اصل ہی نجس ہے تو اس کی فروع یعنی چربی۔ جگر، تلی، امعاء وغیرہ حتی کہ جلد بھی نجس ہے۔ چنانچہ کھالوں کے متعلق یہ چیز ہے۔

کل اھاب اذا دبغ فقد طھر الا جلد الادمی والخنزیر۔ تمام کھالیں ذبیحہ کی ہوں یا مرے ہوئے جانور کی حلال جانور کی ہوں یا حرام کی رنگنے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی اور سور کی کھال۔

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ آدمی کی جلد تو احتراماً منع ہے اور سور کی کھال نجس العین ہونے کی بنا پر پاک ہونے سے مستثنیٰ کی گئی۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ گوشت چونکہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا جز ہے تو اس کا ذکر فرما دیا جس سے عام طور پر نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ حرام ہوا تو باقی بطریق اولیٰ حرام ہو گئے۔ آگے ارشاد ہے۔

اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اہلال کے معنی ذبح کے وقت پکارنا۔ غیر اللہ سے مراد ماسوی اللہ ہے

یا وہ خلاف شریعت ذبح کیا ہوا اس کا عطف لحم خنزیر پر کیا اور وہ کیا ہے جس کا اہلال لغیر اللہ سے ہو اور اہلال اصل میں رفع صوت کو کہتے ہیں اور یہاں مراد وہ ذبح ہے جو بتوں کا یا کسی نبی ولی کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے بسم اللات۔ بسم منات بسم عزیٰ بسم نائلہ بسم غوث بسم داتا بسم غریب نواز کہہ کر چھری چلائی جائے یہ فسق اور رجس ہے۔

اس کے معنی یہ نہیں کہ بغرض ایصال ثواب کسی بزرگ کے نام پر جانور پالا جائے یا خریدا جائے وہ بھی رجس وفسق ہے اور اگر ایسا ہوتا تو کوئی ذبیحہ بھی جائز نہ ہوتا۔ اس لیے کہ بلا حصول ملکیت تو کوئی ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہو سکتا جب تک کسی کی ملکیت نہ ہو وہ جانور مغصوب ہوگا اور غصب کیا ہوا جانور اگر ذبح کیا جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔

بہرحال قربانی کا جانور بھی کسی نہ کسی کی ملکیت ہوتا ہے قصائی کا جانور بھی اس کے نام پر بیع کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سورہ بقرہ کی تفسیر میں اسوقت کی بدعات کا تذکرہ کر کے آخر میں لکھا۔

"وسر دریں مسئلہ آنست کہ جان دادن بجز جان آفریں روا نباشد"۔

اس کے بعد الضرورات تبیح المحذورات کی اصل بیان فرمائی۔

فَمَنِ اضْطُرَّ ای اصابتہ الضرورۃ الداعیۃ الی تناول شئ من ذلک غَیْرَ بَاغٍ ای طالب ما لیس لہ طلبہ بان یاخذ ذلک من مضطر اخر مثلہ والی ھذا ذھب کثیر من المفسرین۔

وقال الحسن ای غیر متناول للذۃ۔

وقال مجاھد غیر باغ علی الامام۔

وَلَا عَادٍ ای متجاوز قدر الضرورۃ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مبالغ فی المغفرۃ والرحمۃ لا یواخذہ بذلک وھذا جزاء الشرط لکن باعتبار لازم معناہ و ھو عدم المواخذۃ۔

وبعضھم قال بتقدیر جزاء یکون ھذا تعلیلا لہ ولا حاجۃ الیہ الاولی لبیان انہ لو لم یوجد القید بالمعنی السابق لتحققت الحرمۃ المعوث عنھا بل للتحذیر من حرام اخر وھو اخذہ حق مضطر اخر فاکلہ فان حرمتہ لیست باعتبار کونہ لحم المیتۃ بل باعتبار کونہ حقا للمضطر

الاخر۔ (روح المعانی)

واما الحال الثانیۃ فلتحقیق زوال الحرمۃ المبحوث عنہا قطعا فان التجاوز عن القدر الذی یسد بہ الرمق حرام من حیث انہ لحم المیتۃ (روح المعانی) ترجمۃ

اضطر۔ اضطرار سے بنا اس کا معنی مجبوری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ان حرام چیزوں کے کھانے پر مجبور ہونا پڑے جیسے جنگل میں تھا بھوک نے اس قدر مجبور کر دیا کہ جان خطرہ میں پڑ جائے یا کسی دشمن کے نرغے میں ہو۔

غیر باغٍ۔ باغ بغی سے بنا ہے اس کے معنی چاہنا تلاش کرنا لذت کے لیے حرام چیز کا کھانا یا استعمال کرنا۔

تو جو ناچار ہو جائے یعنی اسے ایسی ضرورت محسوس ہو کہ اسے مردار کے کھانے پر مجبور کر دے اور حکم شرعی سے بغاوت مقصود نہ ہو یعنی ایسا طالب ہو کہ اس حرام اور مردار کے حاصل کرنے میں دوسرے مضطرب بھی کھانے پر مجبور ہو اس میں اکثر مفسرین کے دو قول ہیں۔ حسن فرماتے ہیں وہ مضطرب ایسا نہ ہو کہ حصول لذت کے لیے اس مردار کی طرف مائل ہو۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اجازت امام پر وہ کھائے اور مخالف امام شرع اکل کا مرتکب نہ ہو۔

وَلَا عَادٍ۔ سے یہی مراد ہے کہ بقدر ضرورت استعمال کرے اس سے متجاوز نہ ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اللہ تعالے کی مغفرت و رحمت سے امید ہے کہ وہ ایسے مردار خور کو نہ پکڑے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ جزا شرط مذکور ہے یعنی بہ اعتبار معنی لازم یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے مضطر کے لیے عدم مواخذہ ہے۔

اور بعض نے یہ فرمایا بہ تقدیر جزا یہ جواز ہے ورنہ اس کی حاجت نہیں۔ آگے فرماتے ہوئے دو صورتیں بیان کیں۔

اول یہ کہ اگر وہ اضطرار اس معنی میں نہ ہو جو بیان ہوئے تو حرمت یقینی ہے۔ بلکہ تحذیرًا ایک اور حرام بھی اس پر عائد ہوگا کہ دوسرے مضطر کا حق سلب کیا۔ تو جس نے مردار

کسی مضطرب سے لے کر کھایا تو یہ حرمت حقیقی تو من حیث المیتۃ اس پہ پہلے ہی تھی۔ دوسری حرمت یہ اور ہوئی کہ دوسرے مضطر سے لے کر کھایا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ زوال حرمت اس سے اس مقدار میں ہے جس سے ان کی رمق جان بچ سکے اس پر تجاوز قطعی حرام ہے اس لیے کہ وہ لحم المیتہ ہے۔

تفسیر نسفی میں ہے۔

فرمادیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی یعنی اس وقت سے مراد ہے یا وحی قرآن مراد ہے اس لیے کہ وحی میں جو حلال ہے اس کے سوا حرام ہے یا مویشیوں میں سے اس لیے کہ آیہ کریمہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ کی حرمت کے رد میں ہے اور موقوذہ، متردیہ، نطیحہ یہ بھی میتہ سے ہی ہے اور اس آیت کریمہ میں اس امر کی تنبیہ ہے کہ حرمت صرف اور صرف وحی الٰہی اور شریعت رسالت پناہی کی معتبر ہے نہ کہ ہوائے نفس سے جیسے چاہا حلال یا حرام بنالینا کوئی کھانے کی چیز حرام (یعنی جانوروں میں سے کھانا حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے پر مگر یہ کہ وہ میتہ ہو یا بہتا خون اس سے کلیجی اور تلی کی حلت ملتی ہے اس لیے کہ وہ سیال خون نہیں ہے یا گوشت سور کا کہ وہ نجس ہے یا بغیر حکم شرع کے جس پر اہلال لغیر اللہ ہو یعنی ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے تو جو مضطر ہو یعنی جیسے ضرورت مجبور کرے حرام جانوروں کے کھانے پر غیر باغی ہوتے ہوئے اور نہ عاد یعنی متجاوز مقدار ضرورت سے کھانے والا تو بیشک تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے یعنی ایسے آدمی پر مواخذہ نہ فرمائے گا۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ۔ اور ان پر جو یہودی ہوئے ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کردیے پرندوں میں ناخن والا جانور وہ ہے جس کا پنجہ ہوتا ہے اور ہر وہ جانور جو انگلی رکھتا ہو۔ خواہ چوپایہ ہو یا پرندہ اور اس میں اونٹ اور نعام یعنی شتر مرغ بھی داخل ہیں (بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہاں شتر مرغ اور بطخ اور اونٹ خاص طور پر مراد ہیں)

وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ۔ گائے اور بکری کے اجزا میں ان کی چربی یعنی انگلی والے جانوروں کا گوشت اور چربی اور ہر شے لیکن گائے اور بکری حرام نہیں کیں مگر چربیاں مگر وہ چربی جو پشت پر ریڑھ کی ہڈی سے لگی ہو یا آنتوں سے لگی ہو حوایا جمع ہے حاویہ یا حویہ کی یا امعا یعنی آنتوں کے معنی میں مستعمل ہے اور جو ہڈی سے ملی ہو جیسے مخ یعنی گودا ہڈی کا۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ - یہ حکم یہودیوں کی بے دینی اور بغاوت عن المذہب کی سزا تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ - تو اگر آپ کو جھٹلائیں اور وحی کے حکم کو نہ مانیں تو فرما دیجئے کہ تمہارا رب وسیع رحمت ہے۔

اسی وجہ میں عذاب میں عجلت نہیں فرماتا اور اس کا عذاب کوئی رحمت الٰہی کے سوا لوٹا نہیں سکتا تو اس کی وسعت کو دیکھ کر غرہ نہ کرنا چاہئے۔ عذاب میں مہلت دینے کی یہ حکمت ہے کہ انہیں سوچنے کا موقعہ ملے شاید ایمان لے آئیں۔

اب اخبار غیبیہ میں سے ایک غیبی خبر یہاں بیان فرمائی جا رہی ہے یعنی جو وہ کہنا چاہتے تھے اسے اپنے حبیب کو پہلے ہی بتا دیا حیث قال۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ - كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا - عنقریب کہیں گے یہ مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ایسا ہی ان کے اگلوں نے جھٹلایا تھا حتی کہ ہمارا عذاب چکھا۔

یعنی ان کا یہ کہنا کہ جو کچھ ہم نے کیا اللہ کی مشیت سے کیا اس بیان کو وہ اس امر کی دلیل ٹھہراتے ہیں کہ ہمارا حرام حلال ٹھہرانا جب اس کی مرضی اور مشیت سے تھا۔ تو اس سے وہ راضی تھا یہ عذر لنگ ان کے کچھ کام نہ آیا اس لیے کہ کسی امر کا مشیت میں ہونا اس کی مرضی اور مامور ہونے کو مستلزم نہیں۔ مرضی وہی ہے جو انبیاء کے واسطہ سے بتائی گئی اور اس کا حکم دیا گیا تفسیر نسفی میں ہے۔

ان کی دلیل بھی ویسی ہے جیسی عنقریب یہ کہیں گے جو مشرک ہیں۔ یہ خبر ہے من جانب اللہ اس قول کی جو مشرک کہنے والے تھے کہ اگر اللہ چاہتا یہ کہ ہم لوگ شرک نہ کریں تو ہم شرک نہ کرتے نہ ہمارے باپ دادا کرتے اور نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے لیکن جب اللہ نے چاہا تو ہم نے شرک کیا یہ ہمارا عذر ہے اس کے معنی وہ یہ لیتے تھے کہ ان کا شرک اور ان کے آباؤ اجداد کا شرک اور تحریم ما احل اللہ مشیت الٰہی سے تھی اور اگر اللہ کی مشیت نہ ہوتی تو ہرگز کچھ نہ ہوتا ایسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے جھٹلایا تھا۔ یعنی ان کا آپ کو جھٹلانا ایسے ہی طریقہ پر ہے جیسے کہ ان سے پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔

ان کی دلیل بھی ویسی ہے جیسی ان سے پہلوں کی تھی۔ تو انہیں اس عذر لنگ نے نفع نہ دیا اس لیے کہ وہ جو کچھ کہہ چکے اور یہ کر رہے ہیں ہرگز اپنے عقیدے کے ماتحت نہیں کہہ رہے بلکہ استہزاءً کہہ رہے ہیں اور مشیت الٰہی کو حجت بنا کر اپنے کو معذور ٹھہرا رہے ہیں اور یہ جواب اور عذر مردود ہے۔ اس میں مشیت الٰہی کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ مشیت بمعنی مرضی سمجھ رہے ہیں جیسا کہ حسن نے فرمایا کہ ان کا منشا یہ تھا کہ اللہ تعالٰے معاذ اللہ ہمارے اور ہمارے آباؤ اجداد کے شرک وکفر سے راضی اور خوش تھا اور شرک ان کی مراد خاص تھا اس لیے کہ مشیت علیحدہ چیز ہے اور رضاء الٰہی علیحدہ۔

دیکھو قرآن کریم میں ہے فَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ اگر اللہ چاہتا تو تم سب ہدایت پر ہی کر دیے جاتے گویا خبر دی گئی کہ اگر اللہ ان سے ہدایت چاہتا تو سب ایمان لے آتے مگر جب اللہ نے نہ چاہا اور سب کا ایمان مشیت الٰہی میں نہ تھا۔ بلکہ بعض ایمان والے بنائے اور بعض کو کفر پر بنایا (اور ظاہر ہے کہ صانع مطلق کا اچھا برا بنانا اس کے اظہار کمال صنعت کے لیے تھا نہ کہ اظہار رضا کے لیے) تو لازم آیا کہ مشیت اظہار صنعت کے لیے ہے اور اس سے دفع تناقض بھی واضح ہو گیا کہ یہ مشرکین کا یہ الزام محض عذر لنگ ہے اور رضا علیحدہ اور مشیت علیحدہ۔

آگے ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ فرما دیجئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جس سے تمہاری حجت صحیح ہو سکے تو اسے نکالو ہمارے لیے یعنی ظاہر کرو اسے تم تو نہیں مگر پیروی کرتے ہو نرے گمان کی اور تم نہیں مگر اٹکل سے بات بنا رہے ہو اور سچے حکم کو جھٹلاتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فرما دیجئے اللہ ہی کی حجت پوری ہے تم پر لازم ہے کہ اس کے احکام و ممانعت کی پیروی کرو اور تمہارے عذر اللہ کی مشیت پہ کوئی حجت نہیں تو اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت فرماتا یعنی اگر اللہ تمہارے لیے ہدایت چاہتا تو تم ہدایت پر سب کے سب آ جاتے۔

اس سے معتزلہ کا وہ اصول باطل ہوتا ہے جو ان کے یہاں ہے کہ اللہ تعالٰے مجبور ہے کہ بندوں کے لیے بہتر ہی کرے۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۔ فرمادیجئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ بے شک اللہ نے یہ (جانور سائبہ۔ وسیلہ وغیرہ) حرام کیے ہیں جیسا کہ ان کا گمان ہے تو اگر وہ گواہی دیں تو (اے سننے والے) تو ان کے ساتھ گواہی نہ دے اور اگر وہ گواہی دیں تو ان سے تسلیم نہ کرو۔ اس لیے کہ اگر تم نے ان کی گواہی کو تسلیم کر لیا تو تم بھی گویا ان جیسے گواہوں سے ہو کر ایک ہو جاؤ گے۔

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۔ اور (اے سننے والے) ان کی خواہشوں کے پیچھے نہ چل جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ تبع ہوئے مشرکین کے اور جو آخرت پر ایمان نہ لائے اور اپنے رب کے ساتھ برابر والا ٹھہرائے یعنی بتوں کو اللہ تعالےٰ کے برابر کرے اس کے مشرک ہوتے ہیں کلام نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم پ۸ سورۃ انعام

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

فرمادیجئے آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو حرام کیا تمہارے رب نے تم پر یہ کہ نہ شریک کرو اس کے ساتھ کچھ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث ہم روزی دیتے ہیں تمہیں اور انہیں اور نہ قریب جاؤ بے حیائیوں کے جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہوئی ہیں اور نہ قتل کرو اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی مگر ناحق سے یہ تمہیں حکم فرماتا ہے تاکہ تمہیں عقل ہو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ

اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسی طرح سے کہ اس کے حق میں بہتر ہو حتیٰ کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورا ماپو اور پورا تولو انصاف

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۙ

کے ساتھ۔ نہیں تکلیف دیتے ہم کسی جان کو مگر اس کی قدرت تک اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو یہ تمہیں حکم دیتا ہے اللہ تا کہ تم نصیحت مانو۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو ادھر ادھر کے راہوں کی کہ تمہیں متفرق کردے اللہ کے راستہ سے یہ تمہیں حکم ہے تا کہ تم پرہیزگار رہو۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ

پھر ہم نے دی موسیٰ کو کتاب پورا احسان کرنے کو نیکوں پر اور تفصیل ہر چیز کی اور ہدایت اور رحمت تا کہ وہ اپنے رب سے ملنے کا ایمان لائیں۔

حل لغات رکوع ششم پ۸ سورۃ انعام

قل۔کہو	تعالوا۔آؤ	اتل۔پڑھوں میں	ما۔جو
حرم۔حرام کیا	ربکم۔تمہارے رب نے	علیکم۔تم پر	الا۔یہ کہ نہ
تشرکوا۔شریک بناؤ	بہ۔اس کے ساتھ	شیئا۔کسی کو	و۔اور
بالوالدین۔ماں باپ کے ساتھ		احسانا۔احسان کرنا	و۔اور
لا۔نہ	تقتلوا۔قتل کرو	اولاد۔اولاد	کم۔اپنی کو
من۔ڈر	املاق۔خرچ سے	نحن۔ہم	نرزقکم۔رزق دیتے
ہیں تم کو	و۔اور	ایاہم۔ان کو	ھم بھی
و۔اور	لا۔نہ	تقربوا۔قریب جاؤ	الفواحش۔بےحیائیوں کے
ما۔جو	ظہر۔ظاہر ہو	منہا۔اس سے	و۔اور

ما جو — بطن۔ باطن ہو — و۔ اور — لا۔ نہ
تقتلوا۔ قتل کرو — النفس۔ جان — التی۔ ایسی کو کہ — حرم۔ حرام کیا
اللہ۔ اللہ نے — الا۔ مگر — بالحق۔ حق کے ساتھ — ذلکم۔ یہ
وصکم۔ نصیحت کرتا ہے — بہ۔ اسکی — لعلکم۔ تاکہ تم — تعقلون۔ سمجھو
و۔ اور — لا۔ نہ — تقربوا۔ قریب جاؤ — مال۔ مال
الیتیم۔ یتیم کے — الا۔ مگر — بالتی۔ ایسی طرح کہ — ھی۔ وہ
احسن۔ بہتر ہو — حتی۔ یہاں تک کہ — یبلغ۔ پہنچے — اشدہ۔ جوانی
ہ۔ اپنی کو — و۔ اور — اوفوا۔ پورا کرو — الکیل۔ ماپ
و۔ اور — المیزان۔ تول — بالقسط۔ انصاف سے — لا۔ نہیں
نکلف۔ تکلیف دیتے ہم — نفسا۔ کسی کو — الا۔ مگر — وسعھا۔ اسکی طاقت تک
و۔ اور — اذا۔ جب — قلتم۔ کہو — فاعدلوا۔ تو انصاف کرو
و۔ اور — لو۔ اگرچہ — کان۔ ہو — ذا۔ صاحب
قربی۔ قرابت — و۔ اور — بعھد۔ عہد — اللہ۔ اللہ کا
اوفوا۔ پورا کرو — ذلکم۔ یہ — وصکم۔ نصیحت کرتا ہے — بہ۔ اسکی
لعلکم۔ تاکہ تم — تذکرون۔ نصیحت پکڑو — ان۔ بیشک — ھذا۔ یہ
صراطی۔ میرا راستہ — مستقیما۔ سیدھا ہے — فاتبعو۔ پیروی کرو — ہ۔ اسکی
و۔ اور — لا۔ نہ — تتبعوا۔ پیروی کرو — السبل۔ اور راہوں کی
فتفرق۔ متفرق کردینگے — بکم۔ تم کو — عن سبیلہ۔ اس کی راہ سے
ذلکم۔ یہ — وصکم۔ نصیحت کرتا ہے — بہ۔ تم کو اسکی — لعلکم۔ تاکہ تم
تتقون۔ ڈرو — ثم۔ پھر — اتینا۔ دی ہم نے — موسی۔ موسیٰ کو
الکتب۔ کتاب — تماما۔ پورا کرنے کو — علی۔ اوپر — الذی۔ اس کے
احسن۔ جو نیک ہے — و۔ اور — تفصیلا۔ تفصیل — لکل۔ ہر
شیء۔ چیز کی — و۔ اور — ھدی۔ ہدایت — و۔ اور
رحمۃ۔ رحمت — لعلھم۔ تاکہ وہ — بلقاء۔ ملاقات — ربھم۔ اپنے رب کی
یؤمنون۔ مانیں۔

مختصر تفسیر رکوع ششم پ ۸ سورۃ انعام

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

فرما دیجیے آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو حرام کیا تمہارے رب نے تم پر یہ کہ اس کا کوئی بھی شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے ہم روزی دیتے ہیں تمہیں اور انہیں اور نہ قریب جاؤ بے حیائیوں کے جو علانیہ ہوں اس سے اور جو چھپی ہوں۔ اور نہ مارو اس جان کو جس کی حرمت اللہ نے رکھی مگر حق شرعی سے یہ حکم ہے تمہیں تاکہ تمہیں عقل ہو۔

آیات بالا میں پانچ احکام نافذ فرمائے گئے۔

اول اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا اس لیے کہ وہ احد اور فرد ہے لم یلد ولم یولد ہے۔

دوسرے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس لیے کہ انکے حقوق اتنے ہیں کہ اولاد اپنی پوری عمر میں بھی پورے نہیں کر سکتی۔ انہوں نے پرورش کیا۔ شفقت کے ساتھ پالا مہربانی کے ساتھ سلوک کیا۔ ہر خطرے سے حفاظت کی ایسے محسن کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا حرام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ احسان سے ان کے ساتھ بھلائی کرنا ہے ان کے سامنے ایسے رہے جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے رہتا ہے۔

تیسرے اولاد کے قتل کی ممانعت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں اولاد کو زندہ درگور کر دینے کا رواج تھا۔ اس کی حرمت بیان فرمائی ان میں خوف ناداری سے اولاد کو قتل کر دینے کا رواج تھا۔

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ۔ اس قسم کی وحشیانہ حرکت سے منع کر کے اطمینان دلایا کہ روزی دینے والے تمہیں اور انہیں ہم ہیں۔

اِملاق ۔ کے معنی فقیری ۔ دیوالیہ ہونا ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ آئندہ محتاج ہونے کا خطرہ ۔

چوتھے بے حیائی کے افعال سے منع فرمایا اور ایسے افعال قبیحہ دو طرح ہوتے ہیں علانیہ اور خفیہ تو اس میں انسان اگر علانیہ فحش کاری سے بچ کر خفیہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ ظاہری معصیت بھی للہیت کی غرض سے ترک نہیں کی جاتی ۔ بلکہ لوگوں میں رسوائی سے بچنے کے لیے وہ علانیہ بے حیائی سے بچ کر خفیہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی رضا و ثواب کا صرف وہ مستحق ہے جو محض خوف الٰہی سے ترک معصیت کرے اسی بنا پر فرمایا ۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۔ ظاہری بے حیائی بھی چھوڑو اور باطنی بے حیائی بھی ترک کرو ۔

فاحشہ ۔ کا مادہ فحش ہے اس کے معنی حد سے بڑھ کر جرم کرنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فحش سے زنا مراد ہے ۔ زنا کو فواحش فرمایا گیا ۔ زنا کے اسباب میں بے پردگی بھی ہے اس کی ممانعت فرمادی گئی ۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۔ اور ایسی جان کو قتل نہ کرو جس کو اللہ نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ ۔

اور پانچویں کسی جان کا بلا حکم شرعی قتل کرنے کی ممانعت فرمائی اور الا بالحق سے استثناء اس لیے فرمایا کہ قصاص وغیرہ میں قضاء قاضی سے جو قتل ہو وہ قتل ممنوع نہیں ۔ مثلاً مرتد کا قتل بحکم قاضی یا قصاص یا شادی شدہ کا رجم سزائے زنا میں ۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو اس کا خون حلال نہیں مگر ان تین سببوں سے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کر بیٹھے تو رجم ہوگا ۔ کسی کو ناحق قتل کر ڈالا تو قصاص میں قتل ہوگا یا دین چھوڑ کر مرتد ہوگیا تو قتل ہوگا ۔

چھٹا حکم فرمایا وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۔ یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے کہ اس کے حق میں بہتر ہو ۔ یعنی اس یتیم کو اس سے کچھ فائدہ ہو ۔

یتیم۔ یتم کے معنی اکیلا ہونا وہ یتیم بچہ جس کا والد فوت ہو چکا ہو۔ یتیم کا وہ مال جو اسے میراث سے ملا ہو یا اسکی ملکیت ہو یا کمایا ہوا ہو۔
اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو اس کا مال اس کے سپرد کر دو۔ اب تفسیر نسفی سے آیہ کریمہ کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

قل للذین حرموا الحرث والانعام تعالوا واصلہ ان یقولہ من کان فی مکان عال لمن ھو اسفل منہ اتل ما حرم ربکم الذی حرمہ ربکم علیکم ان لا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا واحسنوا بالوالدین احسانا ولا تقتلوا اولادکم من املاق من اجل فقر ومن خشیتہ نحن نرزقکم وایاھم لان رزق العبید علی مولاھم ولا تقربوا الفوا حش ما ظھر منھا ما بینک وبین الخلق وما بطن ما بینک وبین اللہ ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق فالقصاص والقتل علی الردۃ والرجم ذلکم وصکم بہ ای المذکور مفصلا امرکم ربکم بحفظہ لعلکم تعقلون۔ تعقلوا عظمھا عند اللہ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن الا بالخصلۃ التی ھی احسن حتی یبلغ اشدہ مبلغ حلمہ فادفعوا الیہ وواحدہ شد (تفسیر نسفی)
یہاں تک تفسیر کا ترجمہ وہی ہے جو اول بیان ہو چکا اس سے آگے جو تفسیر ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ۔ اور پورا کرو ماپ اور تول انصاف کے ساتھ یعنی عدل کے ساتھ پورا ناپو اور صحیح تول پورا کرو۔ اُوْفُوا۔ ایفا سے ہے اس کے معنی پورا دینا ہے۔ کیل ایک پیمانہ ہے جیسے پاکستان میں ٹوپہ اور عرب میں صاع کہتے ہیں۔ میزان ترازو کو کہتے ہیں۔ قسط کا معنی انصاف ہے یعنی ناپ تول سے لین دین کرنے والوں کو حکم ہے کہ انصاف پر قائم رہیں۔
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ ہم تکلیف نہیں دیتے کسی جان کو مگر مقدور کے موافق۔
یعنی جس تکلیف کی برداشت سے عاجز نہ ہو اتنی ہی تکلیف دیتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو اس جوانمردی کرنے والے شخص پر جو خرید و فروخت کے وقت جوانمردی کرتا ہے رواہ البخاری۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ - اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو یعنی سچ بولو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کے معاملہ میں ہو یعنی کہنے والی بات اس کے قرابت دار پر ہو یا غیر پر۔

قربیٰ۔ مصدر ہے اس کے معنی قرابت دار ہے یعنی تم جس کے بارے میں فیصلہ کر رہے ہو وہ تمہارا قرابت دار رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تین قسم کے قاضی ہوں گے۔ جس نے حق پہچانا اور حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ لیکن جس نے حق و انصاف کو پہچان لیا مگر فیصلہ میں ظلم کیا وہ دوزخ میں جائے گا اور جس نے جہالت کے باوجود فیصلہ کیا وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔ رواہ ابوداؤد

وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ - اور عہد اللہ کا پورا کرو۔ یہ چیزیں وصیت فرمائیں تم کو اس کی تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ کا معاہدہ یوم میثاق والا جس کی تفسیر پارہ ۳ میں بیان ہو چکی ہے یا نذر یا قسم یا وہ عہد جو کسی بندے نے کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنا کر کیا ہو پورا کرنا یا پورا کرو یہ جو حکم دیے گئے ہیں اس کی تاکید فرمائی گئی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو یعنی جو حکم دیا گیا ہے اس سے نصیحت پکڑو ان سب باتوں کا اللہ تعالیٰ تم کو تاکیدی حکم فرماتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ - اور تحقیق یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو یعنی اس کی پیروی کرو۔

وَأَنَّ هَٰذَا اس سے پہلے فعل محذوف ہے اصل میں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ أَنَّ هَٰذَا تھا کہ میں تم کو سناتا ہوں کہ یہ میرا راستہ ہے مُسْتَقِيمًا صِرَاطِي سے حال ہے کہ میرا سیدھا راستہ یعنی توحید و نبوت انبیاء کا لایا ہوا دین۔

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ ہیں تمہیں پرہیزگاری تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ اپنی اپنی من مانی مختلف راہوں پر نہ چلو۔ یعنی مختلف راستے دین میں مثل یہود یا نصاریٰ سے یا مجوسی یا تمام گمراہ طریقے کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں یعنی صراط مستقیم سے ہٹا کر دین اسلام سے منحرف کر کے گمراہ طریقہ پر ڈال دے گا۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ ہدایت کا

راستہ ہے اور یہی اللہ تک پہنچنے کی راہ ہے اس کی پیروی کرو۔ پھر اس کے ہر دو سمت چھ چھ خط کھینچے۔ اس طرح ⇇⇇⇇⇇ اور فرمایا یہ راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان کھڑا ہوا بلا رہا ہے۔ لہٰذا اس سے بچو پھر یہ آیہ کریمہ وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله تلاوت فرمائی تو اس حساب سے بارہ راستہ بن گئے جو ہر راستہ پر قائم ہو گئے۔ یعنی ہر خط سے جا کر بارہ شاخوں میں بہک سکتا ہے اسی بنا پر بارہ چھکے بہتر طبقہ اور فرقے بن گئے۔

اس لیے کہ ہر فرقہ بارہ فرقوں میں منقسم ہو جائے گا۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں یہ آیت توریت کی اول آیت سے ہے۔

ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ - یہ تمہیں حکم فرمایا تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ اور پرہیزگار اسی امید پر کہ انہیں تقوی آئے۔

اس کے بعد علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ

اس رکوع میں اول چھ احکام فرما کر تعقلون فرمایا۔ پھر تذکرون فرمایا۔ پھر تتقون ارشاد ہوا اس لیے کہ جب عقل صحیح آئے گی تو راہ راست کی فکر ہو گی اور نصیحت قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو گی اور جب نصیحت اور تذکر سے متمتع ہو گا تو تقوی و طہارت کی طرف میلان ہو سکے گا تو پھر محرمات سے اجتناب کی استعداد پیدا ہو گی۔ اس کے بعد ارشاد ہے۔

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ٥ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی یعنی ہم انہیں یہ خبر دیتے ہیں عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ جن پر احسان فرمایا اور وہ نیک اور صالح ہیں اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تاکہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں تفصیل ان چیزوں کی جس کی احتیاج بندوں کو ہوتی ہے اپنے دین میں اور ہدایت حاصل کرنے کے بعد تصدیق بعد الموت اور حساب حشر اور رویت الٰہی پر ایمان لاتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم پ ۸ سورۃ انعام

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ اور یہ کتاب نازل کی ہم نے برکت والی ہے

وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

تو پیروی کرو اس کی اور پرہیزگار بنو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

یہ نہ کہنا کہ جز ایں نیست کہ نازل ہو چکی ہے کتاب دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور یقیناً ہم اس کی تعلیم سے بے خبر تھے۔

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

یا یہ کہنے لگو کہ اگر ہم پر نازل ہوتی کتاب تو ہم ہوتے ان سے زیادہ ہدایت پر تو یقیناً آ گئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت تو ان سے زیادہ ظالم کون ہے جو جھٹلائیں اللہ کی آیتیں اور منہ پھیرے اس سے عنقریب سزا دیں گے ہم انہیں جو منہ پھیرتے ہماری آیتوں سے بہت عذاب کی بوجہ اس کے کہ تھے وہ منہ پھیرتے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

کیا انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا آئے ان کے پاس تمہارے رب کا عذاب یا آئے کوئی نشان تمہارے رب کا جس دن آئے گی کوئی نشانی تمہارے رب کی نہ نفع دے گا کسی جان کو اس کا ایمان لانا جو نہ تھے ایمان لائے پہلے یا نہ کمائی اپنے ایمان میں کوئی بھلائی فرما دیجئے انتظار کرو ہم بھی انتظار میں ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ کر ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ نہیں (اے محبوب) تمہیں ان سے کوئی علاقہ سوا اس کے کہ ان کا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتا دیگا جو کچھ وہ کرتے تھے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

جو لائے ایک نیکی تو اس کے دس گنی نیکیاں ہیں اور جو لائے ایک گناہ تو اس کا بدلہ نہیں مگر ایک کی برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ

فرمادیجئے بے شک مجھے میرے رب نے ہدایت کی سیدھی راہ کی۔

دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

وہ دین جو قائم ہے ملت ابراہیم پر ہر باطل سے جدا اور نہ تھے وہ مشرک۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

فرمادیجئے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

نہیں کوئی شریک اس کا اور اسی سے مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا اور رب چاہوں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور نہیں کماتی کوئی جان مگر اسی پر ہے اور نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا پھر طرف تمہارے رب کی لوٹنا ہے تو وہ بتا دیگا جس میں اختلاف کرتے تھے۔

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۝

اور وہی ہے جس نے کیا تمہارے لیے خلیفہ زمین میں اور بلند کیا بعض تمہارے کو اوپر بعض کے درجوں میں تاکہ تمہیں آزمائے بیچ اس کے جو تمہیں دیا ہے بے شک تمہارا رب جلدی فرمانے والا ہے عذاب میں۔

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے

حل لغات رکوع ہفتم پ ۸ سورۃ انعام

و۔ اور	ھذا۔ یہ	کتاب۔ کتاب ہے	انزلنہ۔ ہم نے اسکو اتارا
مبارک۔ برکت والی	فاتبعو۔ تو پیروی کرو	ہ۔ اس کی	و۔ اور
اتقوا۔ ڈرو	لعلکم۔ تاکہ تم	ترحمون۔ رحم کیے جاؤ	ان۔ یہ کہ
تقولوا۔ تم کہو	انما۔ اسکے سوا نہیں کہ	انزل۔ اتاری گئی	الکتب۔ کتاب
علی۔ اوپر	طائفتین۔ دو جماعتوں کے		من قبلنا۔ ہم سے
پہلے	و۔ اور	ان۔ بیشک	کنا۔ ہم تھے
عن دراستھم۔ انکے پڑھنے سے		لغافلین۔ یقیناً بے خبر	
او۔ یا	تقولوا۔ تم کہو	لو۔ اگر	انا۔ بیشک
انزل۔ اتاری جاتی	علینا۔ ہم پر	الکتاب۔ کتاب	لکنا۔ تو ہوتے ہم
اھدی۔ زیادہ ہدایت والے		منھم۔ ان سے	فقد۔ تو بیشک
جاء۔ آئی	کم۔ تمہارے پاس	بینۃ۔ دلیل	من ربکم۔ تمہارے
رب کی طرف سے	و۔ اور	ھدی۔ ہدایت	و۔ اور
رحمۃ۔ رحمت	فمن۔ تو کون	اظلم۔ زیادہ ظالم ہے	ممن۔ اس سے جو
کذب۔ جھٹلائے	بایت۔ آیات	اللہ۔ الٰہی کو	و۔ اور
صدف۔ رک جائے	عنھا۔ اس سے	سنجزی۔ جلدی بدلہ دینگے ہم	
الذین۔ ان کو جو	یصدفون۔ رکتے ہیں	عن ایتنا۔ ہماری آیتوں سے	
سوء۔ برے	العذاب۔ عذاب کا	بما۔ بدلے اسکے کہ	کانوا۔ تھے وہ
یصدفون۔ رکتے	ھل۔ نہیں	ینظرون۔ انتظار کرتے	الا۔ مگر
ان۔ یہ کہ	یاتیھم۔ آئیں انکے پاس	الملئکۃ۔ فرشتے	او۔ یا
یاتی۔ آئے	ربك۔ تیرا رب	او۔ یا	یاتی۔ آئیں
بعض۔ بعض	ایات۔ نشانیاں	ربك۔ تیرے رب کی تو	لا۔ نہ
ینفع۔ نفع دیگا	نفسا۔ کسی آدمی کو	ایمانھا۔ اس کا ایمان کہ	لم۔ نہ

تکن ۔ تھا | آمنت ۔ ایمان لایا | من قبل ۔ پہلے | او ۔ یا
کسبت ۔ کمائے | فی ۔ بیچ | ایمانہا ۔ اپنے ایمان کے | خیرا ۔ بھلائی
قل ۔ کہہ دیں | انتظروا ۔ انتظار کرو | انا ۔ بیشک ہم بھی ہیں | منتظرون ۔ انتظار
کرنے والے | ان ۔ بیشک | الذین ۔ وہ جو | فرقوا ۔ ٹکڑے ٹکڑے کر بیٹھے
دینہم ۔ اپنا دین | و ۔ اور | کانوا ۔ ہو گئے | شیعا ۔ ٹکڑے ٹکڑے
لست ۔ نہیں تو | منہم ۔ ان سے | فی ۔ بیچ | شیء ۔ کسی چیز کے
انما ۔ جز ایں نیست کہ | امر ۔ معاملہ | ھم ۔ ان کا | الی ۔ طرف
اللہ ۔ اللہ کی ہے | ثم ۔ پھر | ینبئہم ۔ خبر دیگا ان کو | بما ۔ اسکی کہ
کانوا ۔ تھے وہ | یفعلون ۔ کرتے | من ۔ جو | جاء ۔ لائے گا
بالحسنۃ ۔ نیکی | فلہ ۔ تو اسکے لیے ہے | عشر ۔ دس | امثالہا ۔ مثل اسکی
و ۔ اور | من ۔ جو | جاء ۔ لائے گا | بالسیئۃ ۔ برائی
فلا ۔ تو نہ | یجزیٰ ۔ بدلہ دیا جائیگا | الا ۔ مگر | مثلہا ۔ برابر اسکے
و ۔ اور | ھم ۔ وہ | لا ۔ نہ | یظلمون ۔ ظلم کیے جائینگے
قل ۔ کہو | اننی ۔ بیشک مجھے | ھدا ۔ ہدایت کی | فی ۔ مجھ کو
ربی ۔ میرے رب نے | الی ۔ طرف | صراط ۔ راستے | مستقیم ۔ سیدھے کی
دینا ۔ دین | قیما ۔ قائم | ملۃ ۔ ملت | ابراھیم ۔ ابراہیم
حنیفا ۔ ایک رخ کی | و ۔ اور | ما ۔ نہ | کان ۔ تھا
من المشرکین ۔ مشرکوں سے | قل ۔ کہہ دیں | ان ۔ بیشک
صلوتی ۔ میری نماز | و ۔ اور | نسکی ۔ میری قربانی | و ۔ اور
محیای ۔ میری زندگی | و ۔ اور | مماتی ۔ میری موت | للہ ۔ اللہ
رب ۔ رب | العلمین ۔ العالمین کے لئے ہے | لا ۔ نہیں | شریک ۔ کوئی شریک
لہ ۔ اس کا | و ۔ اور | بذلک ۔ اسی کا | امرت ۔ میں حکم دیا
گیا ہوں ۔ | و ۔ اور | انا ۔ میں | اول ۔ پہلا
المسلمین ۔ فرمانبردار ہوں | قل ۔ کہہ دیں | ا ۔ کیا
غیر ۔ سوا | اللہ ۔ اللہ کے | ابغی ۔ میں تلاش کروں | ربا ۔ کوئی رب

و۔ اور   ھو۔ وہ   رب۔ رب ہے   کل۔ ہر

شیٔ۔ چیز کا   و۔ اور   لا۔ نہیں   تکسب۔ کماتی

کل۔ ہر   نفس۔ جان   الا۔ مگر   علیہا۔ اسی پر ہے

و۔ اور   لا۔ نہیں   تزر۔ اٹھائے گا   وازرۃ۔ کوئی بھی بوجھ

اٹھانے والا   وزر۔ بوجھ   اخری۔ دوسرے کا   ثم۔ پھر

الی۔ طرف   ربکم۔ رب تمہارے کے ہے   مرجعکم۔ لوٹنا تمہارا

فینبئکم۔ پھر خبر دے گا تم کو   بما۔ کہ جو   کنتم۔ تھے تم

فیہ۔ اس بیچ   تختلفون۔ اختلاف کرنے   و۔ اور   ھو۔ وہ

الذی۔ وہ ہے جس نے   جعلکم۔ بنایا تم کو   خلائف۔ جانشین   الارض۔ زمین کے

و۔ اور   رفع۔ بلند کیا   بعضکم۔ بعض تمہارے کو   فوق۔ اوپر

بعض۔ بعض کے   درجت۔ درجوں میں   لیبلو۔ تاکہ آزمائے   کم۔ تم کو

فی۔ بیچ   ما۔ اسکے جو   اتکم۔ دیا تم کو   ان۔ بیشک

ربک۔ تیرا رب   سریع۔ جلدی   العقاب۔ سزا دینے والا ہے   و۔ اور

انہ۔ بیشک وہ   لغفور۔ بخشنے والا   رحیم۔ مہربان ہے

مختصر تفسیر رکوع ہفتم پ ۸ سورہ انعام

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

اور یہ کتاب یعنی قرآن کریم نازل کیا ہم نے اسے برکت والی تو اس کی پیروی کرو یعنی یہ کتاب کثیر الخیر ہے واتقوا مخالفتہ یعنی پرہیز کرو اس کی مخالفت سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ان تقولوا کراھتہ ان تقولوا۔ کہیں یہ نہ کہو کہ جز ایں نیست کہ کتاب تو ہم سے پہلے اتری تھی دو گروہوں پر یعنی اہل توریت و اہل انجیل پر یہ دلیل ہے اس کی کہ مجوس اہل کتاب نہیں وان کنا عن دراستہم عن تلاوۃ کتبہم لغافلین لا علم لنا بشیٔ من ذلک۔

والاصل وانہ کنا عن دراستہم غافلین والمراد اثبات الحجۃ علیہم بانزال

القرآن علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلا یقولون یوم القیمۃ ان التوراۃ والانجیل انزلا
علی طائفتین من قبلنا وکنا غافلین عما فیہا۔

یعنی ہم تو ان کی تلاوت سے غافل تھے یعنی ہمیں اس کا کچھ علم نہ تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان پر حجت قائم ہو جائے قرآن کریم کے نزول سے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں بروز قیامت کہ توریت اور انجیل تو دو گروہوں پر ہم سے پہلے نازل ہوئی تھیں اور ہم اس سے جاہل تھے جو کچھ اس میں تھا کیونکہ وہ ہماری زبان ہی میں نہ تھیں۔ نہ ہمیں کسی نے ان کے معنی بتلائے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کے اس بہانہ کو بھی دفع فرمادیا (تفسیر نسفی)

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۔ یا کہو اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔

عَلٰى طَآىٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا۔ ہم سے پہلے دونوں فرقوں پر اتری تھیں۔ علی طائفتین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یعنی کفار کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ یہود و نصاریٰ پر کتابیں نازل ہوئیں۔

وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ۔ ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل ناواقف تھے۔ اِنْ کتابیں ان مخففہ ہے اسی لیے خبر میں لام لایا گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم بدعقلی کے شکار رہے اور ان کتابوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ہم ان کی طرح خفیف العقل اور نادان نہیں۔ ہماری عقلیں زود فہم و فراست ایسی ہیں کہ اگر ہم پر کتاب اترتی تو ہم ضرور ہدایت قبول کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرما کر ان کا یہ عذر بھی دفع فرمادیا (خلاصہ مفہوم از روح المعانی و تفسیر نسفی) آگے ارشاد ہوا۔

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۔ تو تمہارے پاس یقیناً آگئی روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت۔ یعنی یہ قرآن کریم آگیا جس میں حجت واضحہ اور بیان ساطعہ اور ہدایت و رحمت ہے (تفسیر نسفی)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے بعد اس امر کے کہ جان لیا انہوں نے کہ وہ صحیح اور سچ ہیں۔

وَ صَدَفَ عَنْهَا ۔ منہ پھیرا ان سے یعنی اس کی صداقت سے اعراض کرے۔

سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا یَصْدِفُوْنَ ۔ عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ پھیرتے ہیں ہماری آیتوں سے ہم انہیں برے عذاب سے اس بدلے۔

ہیں کہ وہ منہ پھیر رہے ہیں۔ یہ انتہائے عذاب سخت تکلیف کی اطلاع ہے ان کے اعراض کی وجہ سے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ

کیا انتظار باقی ہے مگر یہ کہ ان کے پاس فرشتے آئیں ان کی روح قبض کرنے کے لیے یا تمہارے رب کا حکم آئے اور وہ عذاب یا قیامت ہے قیامت کی نشانیوں میں سے۔

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا۔ لیکن جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی نہ نفع دیگا کسی کو۔

جمہور مفسرین کے نزدیک اس نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہیں کہ ہم قیامت کے بارے میں باہم گفتگو میں مشغول تھے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ جبتک قیامت سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھو گے قیامت نہیں آئے گی پھر آپ نے امور ذیل کا ذکر فرمایا۔

دھواں۔ دجال۔ دابۃ الارض۔ مغرب سے سورج کا طلوع۔ عیسی بن مریم کا اترنا۔ یاجوج ماجوج کا خروج۔ تین مرتبہ زمین کا دھنسنا ایک بار مغرب میں ایک بار جزیرہ عرب میں۔ آخر میں یمن سے ایک آگ کا نکلنا جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف کھدیڑ کر لے جائے گی وغیرہ وغیرہ رواہ مسلم۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی جبتک آفتاب مغرب سے طلوع نہ کرے اور جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سب کافر مسلمان ہو جائیں گے لیکن اس وقت ان کا ایمان لانا ان کو نفع نہ دیگا اور نہ ایمان قبول ہوگا۔

قیامت کی نشانیاں

جو احادیث کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی تحریر کر دی جائیں تاکہ دجال اور امام مہدی کے متعلق جو لوگ غلط فہمی میں ہیں وہ ان احادیث کی روشنی میں اپنے عقائد کی اصلاح کر سکیں۔

حضرت ابو سعید خدری کی مرفوع حدیث ہم سنیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ فرمایا کہ لوگو اس امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہونگے جو حکم رجم کا انکار کریں گے۔ خروج دجال کی تکذیب کریں گے پچھم کی طرف سے آفتاب کے طلوع کی اطلاع کو جھوٹا قرار دیں گے۔ عذاب قبر کی تکذیب کریں گے۔ وقوع شفاعت کے بھی قائل نہ ہوں گے۔ دوزخ سے کچھ لوگوں کو جھلسنے کے بعد نکالے جانے کا انکار کریں گے العیاذ باللہ۔

علامات قیامت

احادیث کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خود سنا کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی مغرب سے طلوع آفتاب اور دن چڑھتے دابۃ الارض کا خروج ہوگا۔ ان دونوں علامتوں میں سے جو بھی پہلے ہو جائے اس کے فوراً بعد دوسری علامت کا ظہور ہوگا۔ رواہ مسلم۔

حضرت نواس بن سمعان نے فرمایا کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا۔ دجال جوان ژولیدہ مو ہوگا جس کی ایک آنکھ باہر کو ابھری ہوگی یعنی پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی گویا عبدالعزیٰ بن قطن سے میں اس کو تشبیہ دے سکتا ہوں اگر تم میں سے کوئی اس کو پالے تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات اس پر پڑھے وہ آیات دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے ہیں۔ دجال شام وعراق کے درمیان خلہ میں برآمد ہوگا دائیں بائیں تباہی مچائے گا۔
اے اللہ کے بندو تم ایمان پر جمے رہنا ہم نے عرض کی یا رسول اللہ اس کا قیام زمین پر کتنی مدت ہوگا؟

فرمایا چالیس روز اس میں ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن تمہارے ان دنوں کی طرح ہوں گے۔
ہم نے عرض کی یا رسول اللہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ایک دن کی نمازیں ہوں گی یا کوئی اور صورت ہوگی؟
فرمایا نہیں اسکا اندازہ کر لینا۔
ہم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ زمین پر کتنی تیز رفتار سے چلے گا؟
فرمایا جیسے ہوا کہ اپنے پیچھے بارش لاتی ہے۔ بعض لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اس کے

حکم سے بارش ہوگی۔ زمین سبزہ پیدا کرے گی۔ مویشی جنگل سے شام کو جب واپس ہوں گے تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوں گے۔ دجال کچھ لوگوں کو دعوت دے گا کہ وہ اس پر ایمان لے آئیں وہ لوگ اس کی دعوت کو رد کریں گے وہ لوگ کال میں مبتلا ہو جائیں گے۔ وہ لوگ نادار ہو جائیں گے یہ ان کی آزمائش ہوگی۔ دجال ویرانے کی طرف گذرے گا تو دفینے باہر نکل آئیں گے۔ خزانے اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں یعسوب کے ہو جاتی ہیں۔

دجال ایک جوان شخص کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے ٹکڑے کر دے گا۔ اور پھر ان ٹکڑوں کو دور دراز پھینک دے گا۔ پھر ان کو بلائے گا تو وہ شخص شگفتہ ہنستا ہوا اس کے سامنے آجائے گا۔

دجال اس حال میں ہوگا اور اس طرح وہ طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شرقی جانب ایک سفید منارہ کے پاس دو فرشتوں کے بازوؤں کے سہارے اس منارہ پر اتریں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سر جھکائیں گے تو پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا ہوگا۔ جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی رسائی وہاں تک ہوگی جہاں تک نگاہ کی رسائی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے اور باب لُد کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر وہ مومنین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا عیسیٰ علیہ السلام مومنین کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور اور جنت میں ملنے والوں کے مراتب درجات بیان فرمائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے کچھ ایسے بندے پیدا کیے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں لہذا تم اے عیسیٰ میرے بندوں کو جمع کر کے طور کی طرف لے جاؤ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا جو ہر ٹیلہ کے پیچھے سے پھیلتے جائیں گے۔ ان کی تعداد اس قدر ہوگی کہ ان کا اگلا گروہ جب بحیرہ طبریہ پر گذرے گا تو سب پانی پی جائے گا اور آخر میں لوگ جب وہاں سے گذریں گے تو حیرت سے کہیں گے کہ کیا یہاں کبھی پانی تھا یاجوج ماجوج جب چلتے پھرتے کوہ خمر یعنی کوہ بیت المقدس تک پہنچیں گے تو کہیں گے ہم نے

زمین کے باشندوں کو تو قتل کر دیا اب ہم آسمان والوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ اپنے چھوٹے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے اور اللہ تعالٰے ان کے تیروں کو خون سے رنگین کرکے واپس لوٹا دے گا وہ بہت خوش ہوں گے۔

اس دوران اللہ کا نبی اور ان کے متبعین کوہ طور پر محصور رہیں گے یہانتک کہ ایک بیل کی سری ان کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہو گی جتنے آجکل سو دینار

اس کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان پر ایمان والوں کی دعا سے اللہ تعالٰے یاجوج ماجوج کی گردنوں میں گلٹیاں پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے سب صبح ہوتے تک مرجائیں گے پوری روئے زمین ان کی وجہ سے متعفن ہو گی جو ان کی لاشوں کی وجہ سے ہو گی اللہ تعالٰے ایسے پرندے بھیج دے گا جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح لمبے لمبے ہوں گے یہ پرندے ان کی سڑی ہوئی لاشوں کو اٹھا کر ایسی جگہ پر پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے حکم سے پرندے منبل یا جہبل کے مقام پر پھینک دیں گے اور مسلمان یاجوج ماجوج کے مال غنیمت کو حاصل کریں گے حتی کہ ان کی کمانوں تیروں اور دیگر سامان کو سات برس تک ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے پھر اللہ تعالٰے بارش کر دیگا جس سے تمام زمین دھل کر پاک و صاف ہو جائے گی پھر زمین کو حکم ہو گا کہ اپنی سبزی اگائے اور پیداوار کو تروتازہ کرے اس قدر برکت ہو گی کہ اس وقت ایک انار ایک جماعت کے لیے کافی ہو گا۔ انار کے چھلکے سے لوگ سائبان بنائیں گے۔ دودھ میں برکت ہو گی دودھ دینے والی ایک اونٹنی ایک گروہ کے لیے اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلہ کے لیے اور دودھ دینے والی بکری ایک خاندان کے لیے کافی ہو گی۔

اسی حالت میں اللہ تعالٰے ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور ہر مومن مسلمان کی روح قبض ہو جاوے گی۔ صرف کافر سرکش لوگ رہ جائیں گے اور ایسی حرکتیں کریں گے جیسے گدھے دولتیاں مارتے ہیں سات سال تک یہی حالت رہیگی انہیں پر قیامت برپا ہو گی رواہ مسلم

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دجال خروج کریگا۔ اس کے ساتھ پانی بھی ہو گا اور آگ بھی لوگ جس کو پانی خیال کریں گے وہ آتش سوزاں ہو گی اور جس کو آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہو گا۔ فرمایا تم میں جو اس کو پائے یعنے

آگ کو قبول کرے کیونکہ وہ حقیقتاً شیریں پاکیزہ پانی ہوگا متفق علیہ
مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دجال کی ایک آنکھ پھٹ ہوگی یعنی ایک موٹا ناخونہ اس پر چڑھا ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا جس کو ہر ایک مومن پڑھ لے گا۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ دجال کو جب مومن دیکھے گا تو کہے گا کہ اے لوگو یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔
دجال کو عارضی طور پر یہ قوت حاصل ہوگی کہ وہ ایک شخص کو سر کی مانگ سے نیچے کی طرف آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دے گا پھر ان ٹکڑوں کو حکم دے گا کہ زندہ ہو کر سیدھا کھڑا ہو جا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا دجال اس سے کہے گا کہ اب تجھے مجھ پر یقین آیا۔ مومن کہے گا کہ تیرے اس عمل سے تو میری بصیرت اور بھی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے اور مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تو ہی دجال ہے الحدیث

حضرت امام مہدی کا ظہور جو کہ مندرجہ بالا نشانیوں سے قبل ہوگا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تب بھی اللہ تعالے اس دن کو اس قدر لمبا کر دیگا کہ ایک شخص مبعوث ہوں گے جو مجھ سے ہوں گے یا فرمایا میرے اہل بیت سے ہوں گے۔ اس کا نام میرے نام پر ہوگا اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا یعنی محمد بن عبد اللہ جس طرح اس زمانہ میں زمین ظلم اور نا انصافی سے بھری ہوگی اتنی ہی وہ عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ رواہ الترمذی

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کے مرنے پر لوگوں میں اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ چلا جائے گا وہاں مکہ والے اس کو گھر کے اندر سے نکال کر باہر لائیں گے وہ پسند نہ کرے گا مگر اس کے باوجود رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے اس کے پاس ایک وفد شام سے آئے گا مگر وہ مکہ مدینہ کے درمیان مقام بیدا میں اللہ تعالے اس کو زمین میں دھنسا دے گا جب لوگ

یہ حالت دیکھیں گے تو پھر اس کے پاس شام کے ابدال اور عراق کی جماعتیں آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی یہ شخص نبی کی سنت پر عمل کرے گا اور اسلام اپنا زمین پر ڈنکا دے گا یعنی پوری روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہوگا۔ سات برس تک یہ شخص زندہ رہے گا پھر اس کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ رواہ ابوداؤد

آگے ارشاد ہے اور تمام منکرین ایمان لے آئیں گے مگر یہ ایمان نفع نہ دے گا ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا۔ تو جس دن آئے گی کوئی نشانی تیرے رب کی نہ نفع دے گا کسی جان کو اس کا ایمان لانا۔ اس لیے کہ وہ ایمان اختیاری نہ ہوگا بلکہ وہ ایمان بغرض دفع عذاب ووبال کے لیے ہوگا۔

لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا۔ جو پہلے ایمان نہ لائے تھے اور ان کے ایمان نے کوئی بھلائی کا عمل نہ کیا تھا یعنی مخلصانہ ایمان لانے کے لیے آمادہ نہیں تھے تو جس طرح کسی بے ایمان کا اس وقت ایمان لانا بے نفع ہوگا۔ اسی طرح اس وقت کی توبہ نامقبول ہوگی۔

فِیْٓ اِیْمَانِهَا میں ایمان سے بطور عموم مجاز توبہ مراد ہوگی کیونکہ لفظ توبہ دونوں قسموں پر حاوی ہوگی کفر سے توبہ یا گناہوں سے توبہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کے راستہ کے برابر ہے جب تک سورج کا طلوع اس طرف سے نہ ہوگا وہ دروازہ بند نہیں کیا جائے گا۔

قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ۔ فرما دیجئے تم کسی ایک نشانی کا انتظار کرتے رہو ہم بھی اس وقت تک منتظر ہیں جب موت کے فرشتے آجائیں یا عذاب آئے یا طلوع شمس من المغرب ہو اس لیے کہ ان تین علامتوں کے بعد تو ہر ایک توبہ کر لیتا ہے حتیٰ کہ وہ فرعون جو مدعی الوہیت تھا جب اسے بحیرہ قلزم کے غرق نے پکڑ لیا اور موت نظر آئی تو بول اٹھا امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ اس کے بعد فرقوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ۔ بے شک وہ جنہوں نے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں۔

اَلَّذِیْنَ سے یہود و نصاریٰ اور اہل کتاب مراد ہیں۔

فَرَّقُوْا مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔ دینہم سے مراد یہودیت و نصرانیت ہے جس کے ماننے

کے وہ مدعی تھے اس کے باوجود وہ فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔

حدیث میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ستر بہتر فرقوں میں بٹے جن میں سے سب دوزخی تھے سوا ایک کے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سب دوزخی سوا ایک کے۔ دریافت کیا گیا کہ حضور وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا فرمایا ما انا علیہ و اصحابی جس کے عقیدے میرے اور میرے صحابہ کے مطابق ہوں گے (ترمذی۔ ابوداؤد)

وَكَانُوْا شِيَعًا۔ اور کئی گروہ ہو گئے۔ شیاع یا شیوع اس کے معنی پھیلنا ہے۔ اس کے معنی پھیلانا ہے۔ ہر فرقہ اپنے عقائد کو پھیلاتا ہے اس لیے اس کو شیعہ کہتے ہیں یعنی جن لوگوں نے اپنا دین متفرق کر دیا اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے۔

لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ۔ اے محبوب آپ کو ان سے کچھ علاقہ نہیں ہے یعنی آپ سے ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ ہوگی۔

اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ۔ ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالہ ہے یعنی حق سے وہ جتنے دور ہوں گے اللہ اتنی ہی ان کو سزا دیگا۔

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ۔ پھر وہ انہیں خبر دیگا جو کچھ وہ کرتے تھے اور آخرت میں انہیں ان کی بدکرداری کا حال معلوم ہو جائے گا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ جو ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملیگا یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا ہوگی۔ اور یہی بر تقدیر عشرات فرمایا کہ حد و نہایت بلکہ اللہ تعالےٰ جس کے لیے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھا دے ایک کے سات اور سات سو کر دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر ایک نیکی کریگا تو اس کے لیے اس جیسی دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جائیں گی متفق علیہ یا وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ اللہ تعالےٰ بے حساب اجر عطا کرے گا۔ اصل یہ ہے کہ اجر حسنہ محض فضل ہی فضل ہے۔ یہی مذہب اہل سنت ہے

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا۔ اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کی برائی کے برابر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ یعنی ثواب میں کمی اور عذاب میں زیادتی عدل کے خلاف ہے اور خلاف عدل جو فعل ہو وہ ظلم ہے تو وہ ذات مستجمع جمیع صفات ظالم نہیں۔ آگے ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ فرمادیجئے مجھے میرے رب نے ہدایت فرمائی سیدھی راہ کی۔ اور فرمایا دیہدیکم صراطا مستقیما۔ یعنی دین اسلام کی۔

دِیْنًا قِیَمًا۔ دین قائم۔ یہاں قیما بروزن سیدًا فرمایا۔ یہ محاورہ عرب میں ابلغ ترین محاورہ ہے مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا۔ ملت ابراہیم جو ہر باطل سے جدا ہے۔ ملے جماعت قریش سمجھ لو اس میں کفار قریش کا رد ہے جن کا یہ گمان باطل تھا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اس آیہ کریمہ میں حق سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و الصلوٰۃ مشرک نہ تھے۔

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ وہ مشرک بت پرست نہ تھے۔ اور جو بت پرستی کرتے ہیں وہ مشرک کہلاتے ہیں بنابریں ان کا یہ دعوی باطل ہے کہ وہ ابراہیمی دین پر ہیں۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرمادیجئے میری نماز اور میری قربانی یعنی میری عبادت قربانی اور حج اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ جو اللہ نے حیات و موت میں دیا ایمان اور نیک عمل سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہان کا یعنی اسی وحدہ لاشریک کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اس لیے کہ ہر نبی متقدم بالایمان ہوتا ہے یعنی امت سے پہلے اس کا اسلام متحقق ہونا ضروری ہے یا اس میں حضور کا شرف بیان ہوا کہ آپ کی ذات مقدس اول مخلوق ہے اور جب حضور مخلوق میں سب سے اول ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کنت نبیا وادم منجدل بین طینتہ۔ میں اس وقت منصب نبوت پر تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ ایک حدیث میں ہے کنت نبیا ولا ادم ولاحوا۔ تو لازماً ماننا پڑے گا کہ حضور اول المسلمین ہیں۔ اس کے بعد جو مضمون ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے دین میں آجائیے اور ہمارے بتوں کے پرستار بن جائیے۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دعوت ولید بن مغیرہ نے دی تھی۔ اور عرض کیا تھا کہ میرا راستہ اختیار کر لیجئے اس میں اگر کچھ گناہ ہوگا تو میری گردن پر اس کے جواب میں ارشاد باری ہوا۔

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ۔ فرمادیجئے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں اور کوئی رب حالانکہ وہ رب ہے ہر چیز کا۔ اور تمام عالم اس کا مربوب کوئی ایسا وجود نہیں جو تربیت

کا حقدار ہو سو ذات واجب تعالیٰ شانہ کے۔

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔ اور کوئی کچھ کمائے وہ اس کے ذمہ ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی یعنی ہر شخص اپنے گناہ میں ماخوذ ہوگا دوسرے کے گناہ میں نہیں۔

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔ پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے قیامت کے دن تو وہ بتادے گا جس میں اختلاف کرتے تھے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ۔ اور وہ وہ ذات ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اس سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ کی امت آخر الامم ہے اس لیے انہیں زمین میں پہلوں کا خلیفہ کیا تاکہ اس کے مالک ہوں اور اس میں تصرف کریں اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجات کی بلندی عطا کی شرف اور رزق۔ شکل صورت حسن وجمال علم وعقل قوت اور کمالات وغیرہ کی۔

لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ تاکہ تمہیں آزمائے یعنی آزمائش کرے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی نعمت اور جاہ ومال پاکر کیسے شکر گذار ہے اور باہمی سلوک میں کس قسم کا برتاؤ کرتے ہو۔

إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ بے شک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی اور بے شک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے یعنی کفران نعمت پر عذاب اور شکر نعمت پر زیادتی نعمت میں وہ تاخیر نہیں فرماتا۔

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان صبح کے وقت سورۃ انعام کی تین ابتدائی آیات پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ تفسیر مدارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جب سورہ انعام نازل ہوئی تو آپ نے سبحان اللہ پڑھا پھر فرمایا اس سورت کے پیچھے اتنے فرشتہ تھے کہ آسمان کے کنارے انہوں نے بند کر دیے تھے یعنی پورے آسمان پر چھا گئے تھے رواہ الحاکم فی المستدرک

بحمد اللہ سورۃ الانعام ختم ہوئی

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ کتاب ہے جو اتاری گئی ہے آپ کی طرف سو آپ کے سینہ میں اس کے متعلق کوئی تنگی نہ ہونی چاہیئے تاکہ آپ ڈرائیں اس سے اور ایمانداروں کے لیے نصیحت ہے۔

الف کا عدد بقاعدہ ابجد ایک ہے ل کا عدد ۳۰ میم کا عدد ۴۰۔

اس کا ترجمہ تو وہی ہے جو شروع سورہ بقرہ میں بیان ہوا کہ اللہ تعالٰے ایک ہے اس نے یکتا قرآن کریم بے مثل ذات مصطفٰی پر تئیس پاروں میں چالیس سال کی عمر کے بعد نازل فرمایا۔ اور صاد کے عدد نوّے باعتبار حرف کے ہیں اور باعتبار تحریر حروف مکتوبی میں ص ۹۰ الف کا ایک د کے چار کل پچانوے ہوتے یہ عدد ملکہ کے ہوتے ہیں۔ گویا اس سے یہ عبارت بنی انا اللہ الواحد الذی انزل الکتب الذی لیس کمثلہ علی محمد الذی ہو فرید الکائنات علی راس اربعین وکان لہ کل ملکہ۔

اور علامہ نسفی صاحب تفسیر نسفی نے فرمایا قال الزجاج المختار فی تفسیرہ ما قال ابن عباس رضی اللہ عنہ انا اللہ اعلم وافصل۔

ابن عباس فرماتے ہیں الف سے انا لام سے اللہ میم سے اعلم اور صاد سے افصل یعنی میں اللہ ہوں سب کچھ جانتا ہوں اور سب سے بہتر فیصلہ دیتا ہوں۔

اور اگر مقطعات کے اعتبار سے اسماء الٰہی کا اول تسلیم کیا جائے تو الف سے انا۔ لام سے لطیف میم سے مہیمن۔ صاد سے صادق۔ گویا یہ عبارت بنتی ہے انا لطیف مہیمن صادق۔ یم لطیف

اور حفاظت فرمانے والے سچے ہیں۔

یا المص ۲۲۳ میں حضور سید یوم النشور کو رموز کے ساتھ منادی بنایا گیا اور فرمایا اے محبوب لطیف محافظ امت سچ فرمانے والے۔ ایک کتاب آپ کی طرف اتاری گئی تو آپ کے دل میں رکاوٹ نہ ہو اس سے کہ شاید قریش مکہ اور کفار عالم نہ مانیں اور اس سے اعراض کریں اس کی تکذیب کریں اس لیے کہ تم تو اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت دو۔

کتاب ای ھو کتاب انزلناہ الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ شک فیہ وسمی الشک حرجا لان الشاک ضیق الصدر حرجہ کما ان المتیقن منشرح الصدر منفسحہ ای لاشک فی انہ منزل من اللہ۔ او حرج منہ بتبلیغہ لانہ کان یخاف قومہ وتکذیبہم لہ واعراضہم عنہ واذاھم فکان یضیق صدرہ من الاذی ولا ینشط لہ فامنہ اللہ ونہاہ عن المبالات بہم والنہی متوجہ الی الحرج وفیہ من المبالغۃ ما فیہ (تفسیر نسفی) ترجمہ

یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری تو نہ ہو تمہارے سینہ میں حرج اس سے یعنی یہ شک نہ ہو۔ اور شک کا نام حرج اس لیے رکھا کہ شک کرنے والا دل میں تنگی محسوس کرتا ہے جیسے یقین کرنے والا منشرح الصدر ہوتا ہے اور دل میں وسعت محسوس کرتا ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوا یا تنگی محسوس کریں اس کے پہنچانے میں۔

اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوم سے اس امر کا خوف کھاتے تھے کہ تبلیغ سے وہ قبول کرنے میں اعراض وانحراف کریں گے اور تکذیب کریں گے تو اس صورت ہی کا نام ضیق صدر ہے اور اذیت کفار کا خوف بھی اسی معنی میں ہے تو اللہ تعالے نے حضور کو امن دی اور انکی پرواہ کرنے سے منع فرمایا اور حرج سے منع فرمانا بمعنی مبالغہ ہے۔

سورۂ اعراف رکوع اول پ ۸

ای ھذا الکتاب انزلنہ الیک فلا یکن بعد انزالہ حرج فی صدرک لتنذر بہ (تفسیر نسفی) ترجمہ۔ یہ کتاب نازل کی ہیں نے آپ کی طرف تو نہ ہوں آپ اس کے نزول

سے اپنے جی میں تنگ دل پائیں خیال کہ شاید منکرین نہ مانیں اور اعراض کریں اس کی تکذیب کی جرأت وجسارت کریں۔ لِتُنذِرَ بِہٖ تو اس لیے نازل فرمائی ہے کہ تم اس سے ڈر سناؤ وذکرٰی للمومنین اور مسلمانوں کے لیے نصیحت پہنچاؤ۔

یہ سورۃ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورۃ تمام مکی ہے سوا پانچ آیتوں کے جن میں پہلی آیت واسئلهم عن القریۃ التی ہے۔

اس سورت میں ۲۰۶ آیتیں ہیں۔ ۲۴ رکوع ہیں اور تین ہزار تین سو پچیس کلمات ہیں اور چودہ ہزار دس حروف ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ اعراف پ ۸

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○

اے لوگو! پیروی کرو اس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب سے اتارا اور نہ پیروی کرو اس کے سوا حاکموں کی بہت کم ہیں وہ جو نصیحت حاصل کریں۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ○

اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں تو آیا ان پر ہمارا عذاب رات میں یا جب وہ قیلولہ میں تھے دوپہر کو۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

تو نہ پکار سکے وہ جب آیا ان پر ہمارا عذاب مگر یہ کہ بولے کہ ہم ظالم تھے۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ○

تو ضرور ہم ان سے پوچھیں گے جن کے پاس رسول آئے اور ضرور پوچھیں گے ہم رسولوں

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَائِبِيْنَ ۝
تو ضرور ہم بتائیں گے انہیں اپنے علم سے اور ہم نہ تھے غائب۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
اور وزن کیا جائے گا اس دن جو حق ہے تو جس کا وزن بھاری ہوا وہی مراد کو پہنچے گا۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝
اور جس کا وزن ہلکا ہوا تو وہی ہیں جنہوں نے نقصان میں ڈالی اپنی جان بہ سبب اس کے کہ تھے ہماری آیتوں سے زیادتی کرتے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝
اور یقیناً ہم نے تمہیں متمکن کیا زمین میں اور کیے ہم نے اس میں تمہارے لیے زندگی کے اسباب بہت ہی کم ہیں جو شکر کرتے ہیں۔

حل لغات رکوع اول سورہ اعراف پ ۸

اتبعوا۔ پیروی کرو	ما۔ اسکی جو	انزل۔ آتاری گئی	الیکم۔ تمہاری طرف
من ربکم۔ تمہارے رب سے		و۔ اور	لا۔ نہ
تتبعوا۔ پیروی کرو	من دونہ۔ اسکے سوا	اولیاء۔ حاکموں کی	قلیلا۔ تھوڑی ہی
ما۔ جو	تذکرون۔ نصیحت لیتے ہو		و۔ اور
کم۔ کتنی ہی	من قریۃ۔ بستیاں تھیں کہ		اھلکنا۔ ہلاک کیا ہم نے
ھا۔ ان کو	فجاء۔ تو آیا	ھا۔ انکے اوپر	باسنا۔ ہمارا عذاب
بیاتا۔ رات کو	او۔ یا	ھم۔ وہ	قائلون۔ دوپہر کو سوتے
ہوئے تھے	فما۔ تو نہیں	کان۔ تھی	دعوا۔ پکار
ھم۔ ان کی	اذ۔ جبکہ	جاءھم۔ آیا ان پر	باسنا۔ ہمارا عذاب
الا۔ مگر	ان۔ یہ کہ	قالوا۔ کہا	انا۔ بیشک ہم
کنا۔ ہی تھے	ظالمین۔ ظالم	فلنسئلن۔ تو ضرور پوچھیں گے ہم	
الذین۔ ان کو جو	ارسل۔ بھیجا گیا	الیھم۔ ان کی طرف	و۔ اور

لنسئلن - ضرور پوچھیں گے ہم　المرسلین پیغمبروں کو　فلنقصن - ہم ضرور
بیان کرینگے　علیہم - ان پر۔　بعلم علم سے　و - اور
ما - نہیں　کنا - ہم　غائبین - غائب　و - اور
الوزن - تول　یومئذ - اسدن　الحق - حق ہے　فمن - تو جسکا
ثقلت - بھاری ہوا　موازینہ - وزن　فاولئک - تو یہی　ھم - وہ ہیں
المفلحون - کامیاب　و - اور　من جس کا　خفت - ہلکا ہوا
موازینہ - وزن　فاولئک - تو یہی　الذین - وہ ہیں　خسروا - جنہوں نے
خسارہ دیا　انفسہم - اپنی جانوں کو　بما - بدلا اسکا کہ　کانوا تھے وہ
بآیتنا - ہماری آیتوں سے　یظلمون - ظلم کرتے　و - اور
لقد - بیشک　مکنکم جگہ دی ہمنے تم کو　فی - بیچ　الارض - زمین کے
و - اور　جعلنا - بنائی ہم نے　لکم - تمہارے لیے　فیہا - اس میں
معایش - گذران　قلیلا - تھوڑا ہے　ما - جو　تشکرون - تم شکر کرتے ہو

مختصر تفسیر رکوع اول سورۂ اعراف پ ۸

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ - پیروی کرو اس کی جو اترا تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے یعنی قرآن اور حدیث یعنی قرآن کریم جس میں ہدایت و نور کا بیان ہے۔

زجاج کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اتباع کرو قرآن کریم کا اور اس کا جو نبی صلے اللہ علیہ و سلم لائے کیونکہ وہ سب اللہ تعالے کا نازل کیا ہوا ہے حیث قال سبحانہ و تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا جو کچھ رسول تمہارے پاس لائیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ - اور نہ پیروی کرو اللہ کے سوا حاکموں کی۔

یعنی اللہ کے سوا ان کے پیچھے نہ لگو جو شیاطین جن اور انس سے ہیں وہ تمہیں بتوں کی پرستش اور خواہشات نفسانیہ اور بدعات کی طرف جھکا لیں گے۔ یہاں حکم الٰہی کی اتباع کو ترک کرنے اور اس سے منہ پھیرنے کے نتائج میں پچھلی قوموں کے حالات بیان فرمائے جاتے ہیں۔

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ - بہت کم ہے جو نصیحت مانتے ہیں۔ اور دین الٰہی کے احکام ترک کر کے غیر اللہ کی طرف جھکتے ہیں۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ - اور کتنی ہی بستیاں تھیں جو ہلاک کر ڈالیں ہم نے تو آیا ان پر ہمارا عذاب رات میں یا دوپہر میں جبکہ وہ قیلولہ یعنی دوپہر کو سوتے تھے۔

دوپہر اور رات کے دو وقت اس لیے مخصوص فرمائے کہ یہ دونوں وقت غفلت کے اوقات ہیں۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر سحری کے وقت عذاب آیا اور پچھلی رات میں ہلاک کر دیے گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم دوپہر میں آرام سے سو رہی تھی کہ ہلاک کیے گئے عربی میں قیلولہ دوپہر کے کھانے کو کہتے ہیں۔ گو اس آیت کریمہ میں اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ عذاب آنے کے لیے کوئی نشانی شرط نہیں ہے۔ نہ اس کے آنے کا کوئی قرینہ لازم ہے اس میں تنبیہ کی گئی کہ اپنے اسباب سے امن و راحت پر مغرور ہونا عاقبت نااندیشی ہے۔ عذاب الٰہی جب آتا ہے مفاجۃً آتا ہے اچانک لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں چنانچہ جب وہ عذاب میں پھنس گئے تو کچھ نہ کر سکے اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا نہ دعا نہ تضرع نہ زاری جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے یعنی انہوں نے اقرار و اعتراف کیا کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور شرک میں مبتلا رہے مگر یہ اعتراف اس وقت کیا جب اعتراف جرم بے فائدہ تھا۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ - تو بے شک ہم ضرور پوچھیں گے ان سے جن کے پاس رسول گئے کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی اور ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے کہ انہوں نے رسولوں کی دعوت کا کیا جواب دیا اور ان کے حکم کی کیا تعمیل کی اور کس طرح جواب دیا۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ تو ضرور ہم انہیں بتا دیں گے یعنی رسولوں کو بھی اور ان کی امتوں کو بھی کہ انہوں نے دنیا میں کیا کیا اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے یعنی اللہ تعالٰی سب کے احوال ظاہر و باطن اور اقوال و افعال کو جانتا ہے اور ان کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ یعنی جب امتیں تبلیغ انبیاء کا انکار کر دیں گی اور امت محمدیہ شہادت دے گی تو ہم

انبیاء کو ان امتوں کے سامنے پیش کریں گے بعلمہٖ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ظاہر و باطن سب کو جانتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ہم لوگوں سے پوچھیں گے کہ انبیاء کی دعوت کا تم نے کیا جواب دیا اور انبیاء سے سوال کریں گے کہ تم نے ہمارے احکام پہنچا دیئے یا نہیں۔ انبیاء عرض کریں گے کہ ہم نے تیرے احکام لوگوں تک پہنچا دیئے اس آیت کا یہی مطلب ہے۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ اور اس دن تول ضرور ہونی ہے۔

یعنی عمل تولے جائیں گے اور راجح و مرجوح کا فرق ظاہر کیا جائے گا اس طرح کہ اللہ تعالےٰ ایک میزان قائم فرمائے گا جس کا ہر ایک پلہ اتنی وسعت رکھے گا کہ تمام کائنات اس میں آ جائے اور اس کی حقیقت وہی جانتا ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں میزان دیکھنے کی درخواست کی جب میزان دکھائی گئی اور آپ نے اس کے پلڑوں کی وسعت دیکھی تو عرض کیا الٰہی کس کا مقدور ہے اس کے پلڑے کو نیکیوں سے بھر سکے ارشاد ہوا اے داؤد میں جب اپنے بندوں سے راضی ہوتا ہوں تو اس میزان کا پلڑا ایک کھجور سے بھر دیتا ہوں یعنی تھوڑی نیکی بھی مقبول ہو جائے تو فضل الٰہی سے اتنی بڑھ جاتی ہے کہ میزان کو بھر دے۔ ملخص از روح المعانی۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تو جس کے پلڑے بھاری ہوئے یعنی موازین جمع ہے میزان کی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ جس کے اعمال کا وزن بڑھ گیا یعنی نیکیاں بڑھ گئیں جس طرح بھی اللہ تعالےٰ ان کا وزن فرمائے تو وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ۔
اور جن کے پلڑے ہلکے ہوئے یعنی کفار کہ ان کا ایمان ہی معتبر نہیں اور بغیر ایمان کوئی عمل معتبر ہی نہیں اور جس میزان اور جس قسم کی میزان میں جیسے جس طرح اللہ تعالےٰ کے علم میں اس کا وزن ہوگا۔ رہا کفار کا عمل۔ عمل ہی نہ ہوگا جو وزن کیا جائے۔ تو یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں خسارہ میں ڈالیں بسبب اس کے کہ زیادتی کرتے تھے اور ہماری آیتوں پر بے انصافی سے انکاری تھے آیات الٰہی جمع ہیں اور ان کے ساتھ ظلم یہ کہ ان کے معنی غیر موضع پر استعمال کرتے تھے۔ ظلم کی تعریف وضع

الشئی فی غیر محلہ ہے اور عدل کی تعریف وضع الشئی علی محلہ ہے۔

تشریح و تعریف میزان

از روح المعانی تحت آیت والوزن یومئذن الحق

لیس المعنی علی ان الوزن ھو الحق بل ان الوزن الحق یکون یومئذ الایری الی قولہ سبحانہ ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ والوزن یومئذن الحق کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وزن وہی حق ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ وزن صحیح ہوگا اس دن یعنے قیامت کے روز دیکھو قرآن کریم میں ارشاد ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ یعنی ہم عدل کی ترازو میں رکھیں گے قیامت کے دن وذکر الاصفہانی فی شرح اللمع لابن جنی کانہ قیل ماذالک الوزن فقیل ھو الحق ای العدل السوی (روح المعانی)

اصفہانی شرح اللمع لابن جنی میں کہتے ہیں گویا کہ کہا گیا ہے یہ وزن تو بتایا وہ حق ہے یعنے عدل کے ساتھ معاشرہ عمل ہے اور مساوات حقوق مراد ہے

کما قال الراغب معرفۃ قدر الشئی یقال وزنتہ وزنا والمتعارف فیہ عند العامۃ مایقدر بالقسطاس۔ وزن کسی شے کے مقدار معلوم کرنے کو کہتے ہیں اور عرف عام میں وزن بالقسطاس کو کہتے ہیں اور قسطاس اور قسطاس بضم القاف المیزان متعدد میں یہ تعریف کی ہے۔

والجمھور کما قال القاضی علی ان صحائف الاعمال ھی التی توزن بمیزان لہ لسان وکفتان لینظر اللہ الخلائق اظہار المعدلتہ وقطعا المعذرۃ کما یسألون عن اعمالھم فتعترف بھا السنتھم وجوارحھم ولا تعرض لہم الماھیتہا الصحائف واللہ اعلم بحقیقتہا (روح المعانی)

اور جمہور اس پر ہیں جیسا کہ قاضی نے فرمایا کہ صحائف اعمال وہ ہیں جو وزن کیے جائیں گے۔ ایسی میزان کے ساتھ جس کی زبان بھی ہوگی اور دونوں پلڑے بھی تاکہ خلائق اسے دیکھے عدل ظاہر کرنے کے لیے اور عذر و بہانہ قطع کرنے کے لیے جیسے پوچھے جائیں گے کسی کے عمل تو وہ اعتراف

کرے گا اپنی زبان اور تمام اعضاء سے اور اس کی ماہیت پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی بس یوں سمجھو کہ یہ اعمال کی مشین ہوگی اور اس کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔

ویؤید ذالک ما اخرجہ احمد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم وصححہ والبیھقی وغیرھم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصاح برجل من امتی علی رؤس الخلائق یوم القیمۃ فینشر لہ تسعۃ وتسعون سجلا کل سجل منھا مد البصر فیقول سبحانہ اتنکر من ھذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول سبحنہ افلک عذر اوحسنۃ فیھاب الرجل فیقول لا یا رب فیقول جل شانہ بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج لہ بطاقۃ فیھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ فیقول یا رب ما ھذہ البطاقۃ مع ھذہ السجلات فیقال انک لا تظلم فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ ولا یثقل مع اسم اللہ تعالی شئ (روح المعانی)

اس کی تائید میں احمد ترمذی ابن ماجہ حاکم وبیہقی وغیرہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی کہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے ایک شخص کو بلایا جائے گا لوگوں کے اژدحام میں بروز قیامت جس کے ننانوے فرد اعمال ہوں ہر فرد منتہائے بصر تک لمبی ہو تو اسے اللہ تعالے فرمائے گا کیا تو ان فردہائے عمل سے انکاری ہے کیا میرے کاتب اعمال نے تجھ پر ظلم کیا ہے ؟

تو وہ کہے گا نہیں اے میرے رب

پھر ارشاد باری ہوگا کیا تیرے پاس ان اعمال ناموں پر کوئی عذر ہے یا اس کے مقابلہ میں کوئی نیکی ہے ؟

تو وہ لرز جائے گا اور عرض کرے گا نہیں اے میرے پروردگار۔

تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ہاں تیرے لیے ہمارے پاس ایک نیکی ہے اور یقیناً آج کے دن تجھ پر ظلم نہ ہوگا۔ پھر ایک چھوٹا سا رقعہ نکالا جائے گا جس میں کلمہ شہادت

لکھا ہوگا تو وہ سیاہ کار عرض کرے الٰہی اس ورقہ کا ان فرد ہائے عمل کے مقابلہ میں کیا وزن ہے تو اسے کہا جائے تجھ پر ظلم نہیں ہو سکتا پھر وہ تمام فرد اعمال ایک پلڑے میں دی جائیں اور وہ چھوٹا سا پرچہ ایک ہاتھ میں تو وہ اعمال نامے ہلکے پڑ جائیں اور وہ رقعہ تمام پرچوں پر بھاری ہو جائے اور دنیا کی کوئی چیز اسم الٰہی سے وزنی نہیں ہو سکتی۔

ایک اور حدیث میں ہے جسے ابن ابی الدنیا اور نمیری کتاب الاعلام میں حضرت عبداللہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ

بروز قیامت حضرت آدم صفی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک مقام مقرر ہوگا۔ عرش عظیم کی وسعت میں جو سبز رنگ کے دو ٹیلے ہوں گے گویا خرما کے دو درخت ہیں اس پر سے آپ اپنی اولاد کی آمد و رفت ملاحظہ کریں گے کہ کون جنت جا رہا ہے اور کون جہنم کو کہ آپ پکاریں گے یا احمد یا احمد۔

تو حضور جواب میں فرمائیں گے لبیک یا ابا البشر۔

تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ آدمی تو آپ کی امت سے ہے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔

تو حضور نے فرمایا کہ پھر میں کمر کس کر فرشتوں کے پیچھے لپکوں اور کہوں اے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتو ٹھہرو تو وہ عرض کریں حضور ہم سختی سے پابند حکم ہیں جو حکم ہو اس کے خلاف نہیں کرتے لہٰذا ہم تو تعمیل حکم سے معذور ہیں۔ یہ جواب سن کر حضور مایوسانہ طور پر سیدھا ہاتھ لحیہ مبارک پر رکھ کر عرش کی طرف متوجہ ہوں اور بارگاہ الٰہی میں عرض کریں اے میرے رب تو نے مجھ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ مجھے میری امت کے معاملہ میں غمگین نہ فرمائے گا کہ عرش کی طرف سے ندا آئے گی

اَطِیْعُوْا مُحَمَّدًا وَرُدُّوْا ھٰذَا الْعَبْدَ اِلَی الْمَقَامِ۔

اے فرشتو میرے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی کرو اور اس گنہگار بندے کو اس کے مقام اول کی طرف لے جاؤ۔

پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک سپید کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالیں اور اسے میزان کے پلڑے میں داہنی طرف ڈال دیں اور فرمائیں بسم اللہ تو وہ پلہ گناہوں کے پلے سے بھاری ہو جائے اور کوئی آواز دینے والا پکارے سعد وسعد جدہ وثقلت موازینہ

اِنْطَلِقُوْا بِہٖ اِلَى الْجَنَّۃِ ۔

مبارک ہے اور اس کی کوشش بارآور ہوئی اور اس کے اعمال حسنہ کا وزن بھاری ہوگیا لے جاؤ اسے جنت کی طرف ۔

تو کہے لے میرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتو ذرا ٹھہرو تاکہ میں اس ذات اقدس سے معلوم کروں کہ یہ منصب عظمی بارگاہ حق میں انہیں کیونکر ملا ۔ پھر وہ عرض کرے میرے ماں باپ حضور پر نثار کیا نورانی حسن اور کیا برگزیدہ خلق آپ نے پایا ہے آپ کون ہیں کہ میری تمام پریشانیاں ماند ہوگئیں اور آپ کی رحمت غالب آگئی ۔ حضور فرمائیں میں تیرا نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور یہ چھوٹا سا درقہ وہ ہے جس میں تیری درود خوانی ہے ۔ جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا ۔ آج میں نے اس کا بدلہ تجھے پورا دلوادیا ۔ تو حاجتمند تھا ۔

اس حدیث میں اظہار کرامت مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم ہے جو اللہ تعالے نے آپ کو اولین و آخرین انبیاء پر عطا فرمائی ۔

تعریف وزن اعمال و حقیقت میزان

اخرج ابن المبارك عن حماد بن ابى سليمان بمعناه ۔ وقيل الوزن عبارة عن القضاء السوى والحكم العادل واستعمال لفظ الوزن فى هذا المعنى شائع فى اللغة والعرف بطريق الكناية وبه قال مجاهد والاعمش والضحاك آگے چل کر فرماتے ہیں اولا توصف بثقل ولاخفة سلمنا امكان وزنها لكن لا فائدة فى ذلك ۔ انا المقصود انما هو العلم بتفاوت الاعمال والله تعالى عالم بلا الشد (روح المعانى) ترجمہ

ابن مبارک اور حماد بن ابی سلیمان ہم معنی مضمون بیان فرماتے ہیں ۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ

وزن عبارت ہے برابر کے فیصلہ سے اور عادلانہ حکم سے لفظ وزن کا استعمال اس معنی میں لغتاً وعرفاً بطریق کنایہ ہے ۔ یہی قول مجاہد کا ہے اور اسی طرف اعمش اور ضحاک بھی ہیں آگے چل کر فرماتے ہیں ۔

ثقل وخفت یہاں مراد نہیں بلکہ اس سے مقصود ہے تفاوت عمل معلوم کر لینا اور حقیقت کا اللہ ہی عالم ہے۔

ولقد مکنٰکم فی الارض جعلنا لکم فیہا مکانا وقرارا او مکنا کم فیہا واقدرناکم علی التصرف فیہا وجعلنا لکم فیہا معائش جمع معیشۃ وھی ما یعاش بہ من المطاعم والمشارب وغیرہ لما قلیلا ما تشکرون مثل قلیلا ما تذکرون (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور بے شک ہم نے تمہیں متمکن کیا زمین میں۔ یعنی ہم نے کیا تمہارے لیے اس زمین میں مکان وقرار۔ یا تمہیں ہم نے متمکن کیا زمین میں اور تمہیں قدرت دی ہم نے اس میں تصرف کرنے کی اور کیا ہم نے تمہارے لیے سامان جس سے تمہاری معاش درست ہو کھانے پینے وغیرہ سے۔ بہت کم ہیں جو شکر گذار ہیں جیسے نصیحت قبول کرنے والے کم ہیں۔

با محاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ اعراف پ ۸

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

اور بے شک پیدا کیا ہم نے تمہیں پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے کہا ملائکہ سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس نہیں ہوا وہ سجدہ کرنے والوں میں۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

فرمایا کس چیز نے تمہیں روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے بنایا آگ سے اور اسے مٹی سے بنایا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ

فرمایا اتر تو یہاں سے تو نہیں پہنچتا تجھے کہ تکبر کرے یہاں رہ کر تو نکل بے شک تو

مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ | ہے ذلیلوں سے۔
قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ | بولا مجھے مہلت دے یہاں تک کہ اس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ | فرمایا تجھے مہلت ہے
قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ | بولا مجھے قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیرے سیدھے راستے پر

ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىٕلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ۝ | پھر میں ضرور ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے اور نہ پائے گا تو ان کے اکثر کو شکر گزار۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ | فرمایا یہاں سے نکل جا ردّ کیا ہوا راندہ ہوا ضرور جو ان میں تیرے کہے پر چلا میں بھردوں گا جہنم تم سب سے۔
وَ یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ | اور اے آدم رہو تم اور تمہارا جوڑا جنت میں تو کھاؤ جہاں سے چاہو تم دونوں اور نہ قریب جانا اس درخت کے تو ہو جاؤ گے حد سے بڑھنے والوں سے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَا وٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ۝ | تو وسوسہ ڈالا ان کے جی میں شیطان نے کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان پر چھپی ہوئی تھیں اور بولا جو منع کیا ہے تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے محض اس لیے کہ تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے۔

وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ | اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر

النّاصِحِیْنَ ۝ | خواہ ہوں۔

فَدَلّٰھُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتْ لَھُمَا سَوْاٰتُھُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ وَنَادٰھُمَا رَبُّھُمَآ اَلَمْ اَنْھَکُمَا عَنْ تِلْکُمَا الشَّجَرَۃِ وَاَقُلْ لَّکُمَآ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝

تو اتار لایا انہیں فریب سے تو جب انہوں نے چکھا اس درخت کو کھل گئیں ان کے لیے ان کی شرم کی چیزیں اور چپٹانے لگے اپنے بدن پر جنت کے پتے اور فرمایا ان دونوں کو ان کے رب نے کیا منع نہ کیا تھا تمہیں اس پیڑ سے اور نہیں کہا تھا تم کو کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ضرور ہو جائیں گے ہم خسران والے۔

قَالَ اھْبِطُوْا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ۝

فرمایا اترو بعض تمہارا بعض کے لیے دشمن ہے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے ایک وقت تک۔

قَالَ فِیْھَا تَحْیَوْنَ وَفِیْھَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْھَا تُخْرَجُوْنَ ۝

فرمایا اسی میں زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

حل لغات رکوع دوم سورۃ اعراف پ۸

و۔ اور	لقد۔ بیشک	خلقنا۔ پیدا کیا ہم نے	کم۔ تم کو
ثم۔ پھر	صورنا۔ صورتیں بنائیں	کم۔ تمہاری	ثم۔ پھر
قلنا۔ ہم نے کہا	للملئکۃ۔ فرشتوں کو	اسجدوا۔ سجدہ کرو	لادم۔ آدم کو
فسجدوا۔ تو سجدہ کیا انہوں نے		الا۔ مگر	ابلیس۔ ابلیس نے

لم - نہ   یکن - ہوا   من السجدین - سجدہ کرنے والوں سے

قال - فرمایا   ما - کس نے   منعک - روکا تجھ کو   ان - یہ کہ

لا - نہ   تسجد - سجدہ کیا تو نے   اذ - جب   امرتک - میں نے

تجھ کو حکم دیا   قال - بولا   انا - میں   خیر - بہتر ہوں

منہ - اس سے   خلقتنی - پیدا کیا تو نے مجھ کو   من نار - آگ سے

و - اور   خلقتہ - پیدا کیا تو نے اس کو   من طین - مٹی سے

قال - فرمایا   فاھبط - اتر جا   منہا - اس سے   فما - نہیں ہے

یکون - ہے   لک - تیرے لیے   ان - یہ کہ   تتکبر - تکبر کرے تو

فیہا - اس میں   فاخرج - سو تو نکل   انک - بیشک تو   من الصاغرین - ذلیل ہے

قال - بولا   انظرنی - مہلت دے   نی - مجھ کو   الی - طرف

یوم - دن کی کہ   یبعثون - لوگ اٹھائے جائیں   قال - فرمایا   انک - بے شک تو

من المنظرین - مہلت والوں سے ہے   قال - بولا   فبما - بسبب اسکے کہ

اغویتنی - تو نے مجھے گمراہ کیا   لاقعدن - ضرور بیٹھونگا میں   لہم - ان کے لیے

صراطک - تیرے راستے   المستقیم - سیدھے پر   ثم - پھر   لاتینہم - میں آؤں گا

ان کے پاس   من بین - آگے   ایدیہم - انکے سے   و - اور

من خلفہم - پیچھے سے   و - اور   عن ایمانہم - دائیں سے۔

و - اور   عن شمائلہم - بائیں سے   و - اور

لا - نہ   تجد - پائے گا تو   اکثر - اکثر   ھم - ان کے کو

شکرین - شکر گذار   قال - فرمایا   اخرج - نکل   منہا - اس سے

مذءوما - ردکیا ہوا   مدحورا - راندہ ہوا   لمن - یقینا جو   تبعک - پیروی کریگا تیری

منہم - ان میں سے   لاملئن - تو بھرونگا میں   جھنم - جہنم کو   منکم - تم

اجمعین - سب سے   و - اور   یا - اے   ادم - آدم

اسکن - رہ   انت - تو   و - اور   زوجک - تیری بیوی

الجنۃ - جنت میں   فکلا - پھر کھاؤ   من حیث - جہاں سے   شئتما - چاہو تم

و - اور   لا - نہ   تقربا - قریب جانا   ھذہ - اس

الشجرۃ۔درخت کے فتکونا۔تو ہو جاؤ گے تم من الظالمین۔ظالموں سے

فوسوس۔پھر وسوسہ ڈالا لہما۔ان دونوں کو الشیطان۔شیطان نے لیبدی۔تاکہ ظاہر کرے

لہما۔انکے لیے ما۔جو ؤری۔چھپایا گیا تھا عنہما۔ان سے

من سواتہما۔انکی شرمگاہیں و۔اور قال۔کہا

ما۔نہیں نہٰھا۔روکا کما۔تم کو ربکما۔تمہارے رب نے

عن ھذہ۔اس الشجرۃ۔درخت سے الا۔مگر ان۔یہ کہ

تکونا۔ہو جاؤ تم ملکین۔فرشتے او۔یا تکونا۔ہو جاؤ تم

من الخالدین۔ہمیشہ رہنے والے و۔اور قاسمھا۔قسم اٹھائی انسے

انی۔کہ میں لکما۔تم دونوں کا لمن۔ہوں

النصحین۔خیر خواہ فدلہما۔سو فریب دیا انکو بغرور۔دھوکے سے فلما۔پھر جب

ذاقا۔چکھا الشجرۃ۔درخت کو بدت۔ظاہر ہو گئیں لہما۔ان کے لیے

سواتہما۔انکی شرمگاہیں و۔اور طفقا۔شروع ہوئے یخصفن۔لپیٹنے لگے

علیہما۔اپنے اوپر من ورق۔پتے الجنۃ۔جنت کے و۔اور

نادا۔پکارا ھما۔ان کو ربھما۔انکے رب نے ا۔کیا

لم۔نہیں انھکما۔روکا تھا میں نے تم کو عن تلکما۔اس الشجرۃ۔درخت سے

و۔اور اقل۔کہا تھا میں نے لکما۔تم سے ان۔کہ بیشک

الشیطان۔شیطان لکما۔تم دونوں کا عدو۔دشمن ہے مبین۔کھلا

قالا۔کہنے لگے ربنا۔اے ہمارے رب ظلمنا۔ہم نے ظلم کیا انفسنا۔اپنی جانوں پر

و۔اور ان۔اگر لم۔نہ تغفرلنا۔بخشا تو نے

لنا۔ہم کو و۔اور ترحمنا۔رحم نہ کیا لنکونن۔تو ہو جائیں

گے ہم من الخسرین۔خسارہ والوں سے قال۔فرمایا

اھبطوا۔اتر جاؤ بعضکم۔بعض تمہارا لبعض۔بعض کا عدو۔دشمن ہے

و۔اور لکم۔تمہارے لیے فی۔بیچ الارض۔زمین کے

مستقر۔ٹھکانہ ہے و۔اور متاع۔سامان ہے الی۔ایک

حین۔وقت تک قال۔فرمایا فیھا۔اسی میں تحیون۔تم جیو گے

و۔ اور　فیہا۔ اسی میں　تموتون۔ مرو گے　و۔ اور
منہا۔ اسی سے　تخرجون۔ نکالے جاؤ گے

مختصر تفسیر رکوع دوم سورۃ اعراف پ ۸

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

اور بے شک پیدا کیا ہم نے تمہیں پھر نقشے بنائے تمہارے پھر فرمایا ہم نے ملائکہ سے کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں تھا وہ سجدہ کرنے والوں سے۔ فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ سجدہ کرے جب میں نے تمہیں حکم دیا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے پیدا کیا آگ سے اور اسے پیدا کیا مٹی سے۔ تفسیر

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ۔ اور بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا یعنی ہم نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر پسندیدہ تمہاری صورت بنائی۔ پروردگار عالم نے حضرت انسان کو یہ خبر دی کہ اسی کی ذات بابرکات نے انسانوں کو تخلیق کیا اور ان کے اجسام و صور ترتیب دیئے۔ نسل انسانی کا آغاز حضرت آدم سے جو ابو البشر ہیں فرمایا۔ انسانی تخلیق کسی ارتقائی نظریہ کی پیداوار نہیں ہے جیسا کہ ڈاروِن کا نظریہ ارتقاء ہے کہ انسان بندر کی ترقی پذیر شکل ہے اور فی نفسہ انسانی نسل بندروں سے چلی ہے

پروردگار عالم نے ان سب توہمات فاسدہ و تخیلات جاہلانہ کا ابتدا سے ہی رد فرما کر ٹھوس حقیقت کی طرف راہنمائی کی ہے کہ تخلیق آدم ہماری قدرت و صناعی کا شاہکار ہے اور ہم نے اسے بہترین ناک نقشہ عطا کیا ہے انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے بہترین مخلوق ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ یقیناً ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے پھر ارشاد ہوا ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ پھر تمہاری صورت بنائی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ان اللہ تعالی خلق آدم علی صورتہ بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم کو اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا۔ یہ حدیث تشابہات سے

ہے جس پر علماء نے بہت سی توضیحات فرمائی ہیں لفظ صورت اپنے عام معنی پر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد انسان کا جبلی طور پر صفات الٰہیہ سے متصف ہونا ہے یعنی انسان صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔

مگر جاننا چاہیئے کہ صفات الٰہیہ غیر متناہی اور غیر حادث ہیں جبکہ انسان کی صفات عکسی محدود اور حادث ہیں۔ انسان میں یہ صفات ناقص ہیں اور پروردگار ہر نقص سے پاک ہے سبحان ہے۔ یہاں صورت سے مراد خوبیاں ہیں یعنی اولاد آدم علیہ السلام کو بہترین خصلتوں سے مزین کیا ہے۔

ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ
پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو وہ سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ سجدہ کرنے والوں میں نہ ہوا۔

ابلیس شیطان کا نام ہے اور یہ فرشتہ نہیں جن تھا ارشاد ربانی ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ وہ جنات میں سے تھا اور فرشتے نور سے اور جنات آگ سے خلق ہوئے آگ مٹی سے مغلوب ہے۔ آگ کتنی ہی شعلہ بار کیوں نہ ہو جب مٹی ڈال دی جائے تو آگ کی حدت و حرارت و تمازت و گرمی ختم ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کی برتری جنات پر واضح ہو جاتی ہے اس تفصیل و قصہ آدم میں اللہ تعالےٰ نے تخلیق انسان اور اس کے مقصد کی صراحت کی ہے کہ اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ان کو اپنی صفات سے مشرف فرما کر نیابت کا تاج پہنایا۔ پس ابلیس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔ ابلیس جو کہ بڑا عابد و زاہد تھا نے اس قدر تقرب الٰہی پایا کہ مقربین بارگاہ میں شامل ہو گیا تھا جب فضیلت آدم ظاہر ہوئی تو یہ حسد کے مارے جل گیا۔ اور اس کا حسد، نخوت اور غرور بوقت سجدہ آڑے آیا اور اس نے حکم ربانی کو تسلیم کرنے کے بجائے تکبر اور بڑائی کا مظاہرہ کیا جب کہ پروردگار عالم نے اس سے پوچھا۔
قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔

تو اس بے باک اور گستاخ نے جھٹ سے کدورت قلبی کا اظہار یوں کیا۔
قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ۔ بولا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے اسے خاک سے اور مجھے آگ سے پیدا کیا۔

اس کا یہ کہنا خود نظری اور تکبر کا اظہار تھا اور اپنی برتری کے جاہلانہ تصور کے پیش نظر نہ جھکنا انانیت اور حسد کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ مٹی رزانت یعنی وزن میں اور اس کے وقار میں افضل ہے اور اس مٹی سے حلم و حیا اور صبر ہے اور یہی مٹی تو بہ و استغفار کی طرف جھکاتی ہے۔

اور آگ میں طیش اور حدت اور بلندی کی طرف میلان ہے اور یہ آمادہ کرتی ہے تکبر کی طرف اور مٹی ملکوں کی تیاری کرتی ہے اور آگ ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ آگ منظنہ خیانت و افنا ہے اور مٹی امانت اور بڑھانے کا سبب ہے مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور اسے ضائع کر دیتی ہے اور آگ اسے یعنی مٹی کو تلف نہیں کر سکتی۔

یہ وہ فضائل تراب تھے جس سے ابلیس جاہل رہا حتی کہ اس کا قدم فاسد قیاسوں کی طرف پھسل گیا۔ اور اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی سب سے پہلے جس نے غلط قیاس کیا وہ شیطان ہے یہ قول قیاس کے متعلق آیا اس لیے کہ کسی شے ثابت شدہ پر قیاس کرنا مردود ہے جبکہ نص بھی موید ہو اور شیطانی قیاس امر منصوص پر عناداً تھا۔

تو جب اس سے پوچھا گیا کہ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ تو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ فلاں بات نے منع کیا اس کی بجائے احمق بولا انا خیر منہ میں اس سے افضل ہوں۔ گویا جواب کی بجائے خبر دی اپنی فضیلت کی آدم علیہ السلام پر یہ علت فضل کو جواب قرار دیا جو صراحتاً انکاراً امتثال امر ہے گویا اس نے جواب میں کہا۔ کہ

سجدے سے روکنے والی چیز میری فضیلت تھی جو باعتبار تخلیق آدم علیہ السلام پر مجھے حاصل ہے اور یہ حکم کی تعمیل سے انکار و استبعاد تھا اس سے کہ مجھے مامور سجدہ ایسے شخص کے لیے جو میرا مثل بھی نہ تھا اس لیے سجدہ ایک فاضل کا مفضول کے لیے خارج عن الصواب ہے گویا حکم الٰہی کی تعمیل کی بجائے قیاس لاطائل کے ذریعہ اس حکم کو غلط قرار دیا۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتر جاؤ یہاں سے مناسب نہیں ہے تیرے لیے کہ تو غرور کرے یہاں رہتے ہوئے پس نکل جا تو ذلیلوں میں سے ہے۔

فرمایا اتر جا تو اس سے یعنی جنت سے یا آسمان سے۔ اِہْبِطْ۔ ہبوط سے بنا اس کے معنی اوپر سے نیچے اترنے کے۔ منہا سے جنت یا آسمان مراد ہے۔ اس لیے کہ یہ جگہ فرمانبرداروں، مطیع

اور متواضعوں کی ہے۔ شیطان فرشتوں کی صورت میں تھا۔ قرب الٰہی کا درجہ رکھتا تھا۔ لیکن انانیت اور حسد اور تکبر نے مردود بارگاہ الٰہی کر دیا۔ یعنی یہ ارشاد ہوا کہ اگر تو تکبر کر رہا ہے تو اتر یہاں سے تجھے حق نہیں پہنچتا کہ اگر تکبر کرے اور پھر اس مقام میں رہے اور ہماری نافرمانی کرے اور یہیں رہے تو نکل یہاں سے تو ذلیلوں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری اہانت ہے اور اس کے تمام دوست تیری مذمت کریں گے اور ہر انسان تیری مذمت کرے گا ہر زبان سے تجھ پر لعنت ہو گی بوجہ تیرے تکبر کے اور اس سے یہ چیز بھی جان لی گئی کہ ذلیلوں کا شیوہ لازمی استکبار ہے۔

قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ۝ عرض کرنے لگا الٰہی مجھے مہلت دے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ یہ دن نفخہ صور آنے کا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بے شک تو اس وقت تک مہلت میں ہے یعنی نفخہ صور تک۔

نفخہ صور سے مراد نفخہ اولیٰ ہے یعنی ہم تجھے بھی ان بندوں کے زمرے میں داخل کیے دیتے جو نفخہ صور اول تک جئیں گے۔

جب شیطان کو مردود اور راندۂ درگاہ ٹھہرایا تو اس کی آتش غضب اور بھڑکی اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی پروردگار عالم نے اسے مہلت دیدی اس لیے کہ اس میں مقربین بارگاہ کا امتحان بھی ہو جائے اور اس میں قلوب احباب بھی سمجھ سکیں گے کہ جب ایسا سرکش و متکبر بھی عرض کرنے سے مہلت پا سکتا ہے تو جو اس پاک ذات سے محبت رکھتے ہیں ان کی عرض معروض کیسے رد ہو گی حضرت سعدی نے خوب فرمایا ہے

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب | گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم | تو کہ با دشمناں نظر داری

اس سوال کی جسارت ابلیس کو باوجود تکبر و غرور اور نافرمانی کے اس وجہ سے ہوئی کہ اسے حلم ذو الجلال کا حال معلوم تھا اور وہ پروردگار کے حلم و رحمت سے واقف تھا اس کا خیال تھا کہ شاید اس حربے سے وہ موت کے عذاب و سختی کسے بچ جائے گا مگر قیامت سے پہلے اس کو موت دی جائے گی۔ پھر اس نے پروردگار کے حضور اپنے جوش و انتقام اور حسد و غضب کا اظہار کیا اور کہا۔

قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے

کیوں غوی کیا یعنی کس لیے گمراہ کیا یعنی اپنی رحمت سے مایوس کر دیا میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان کو گمراہ کرنے کے لیے تیرے سیدھے راستہ پر تو ضرور معارضہ کروں گا ان سے تیرے طریقہ اسلام سے اور روکوں گا انہیں جیسے دشمن راہ مارنے بیٹھتا ہے۔ راہ گیروں کے لیے پھر آؤں گا میں ان کے پاس ان کے آگے سے اور شک ڈالوں گا ان کے دلوں میں آخرت کی طرف سے اور پیچھے سے تاکہ دنیا کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا کروں اور ان کے دائیں سے تاکہ نیکیوں سے روکوں اور بائیں سے ارتکاب معصیت پر آمادہ کرنے کو۔ اس نے پروردگار کے حضور اپنے جوش انتقام اور حسد و غضب کا اظہار کیا اور کہا کہ میں اولاد آدم کو ہر ممکن طریقہ سے گمراہ کرونگا اور انہیں صراط مستقیم پر چلنے نہ دونگا۔

ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىٕلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ٥ پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس بہکانے کے لیے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے اور تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر کو شکر گذار۔

دشمن کے آنے اور حملہ کرنے کی جہات چار ہی ہیں ان ہی چہار جہات کا ذکر کیا یعنی جس طریقہ سے گمراہ کرنا اور بہکانا ممکن ہوگا اس جہت سے بہکاؤں گا اور دشمنی کر کے ان کو گمراہ کروں گا پھر آؤں گا ان کے پاس آگے سے یعنی سامنے سے شک ڈالوں گا ان کے دلوں میں آخرت کا اور پیچھے سے تاکہ دنیا کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا کروں گا ان کی دائیں طرف نیکیوں سے روکوں گا بائیں طرف سے معصیت کے ارتکاب پر آمادہ کروں گا۔

شقیق بلخی سے مروی ہے کہتے ہیں کوئی صبح نہیں مگر شیطان بیٹھا ملتا ہے چاروں طرف اور کہتا ہے کوئی خوف نہ کر اللہ غفور رحیم ہے اور آیہ کریمہ وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا پ ۱۶ ع ۱۳ پڑھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا عمل کیا اور پیچھے سے آکر رزق کی کمی کا خوف دفع کرنے کو پڑھتا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا پ ۱۲ ع ۱۔ اور زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جس کا اللہ کے ذمہ کرم پر رزق نہ ہو۔

اور دائیں طرف سے آکر تعریف کرتا ہوا والعاقبۃ للمتقین پڑھتا ہے اور بائیں طرف سے شہوات کی طرف مائل کرنے کو وحیل بینہم وبین ما یشتہون پڑھتا ہے پ ۲۲ ع ۱۲

یعنی اور روک دی گئی ان میں اور اس میں جیسے چاہتے ہیں۔

آگے ایک لطیف نکتہ فرماتے ہیں کہ بین ایدیہم و من خلفہم و عن ایمانہم و عن شمائلہم جہات اربع پر اکتفا فرمایا اور من فوقہم و من تحتہم اوپر نیچے کی دونوں سمتوں کا ذکر نہ فرمایا اس لیے کہ فوق مکان رحمت ہے اور تحت سجدہ کے لیے ہے جو غایت قرب کا موجب ہے۔

دوسرا نکتہ فرماتے ہیں کہ من بین ایدیہم و من خلفہم میں تو من لائے اس لیے کہ من ابتداء غایت کے لیے ہوتا ہے۔

اور آخر کے دو میں عن ایمانہم و عن شمائلہم میں عن استعمال فرمایا اس لیے کہ عن انحراف پر دلالت کرتا ہے۔

آگے ابلیس کا قول فرمایا اور نہ پائے گا تو اکثر کو شکر گذار یعنی مومن یہ ابلیس نے تو ظن سے کہا تھا مگر اللہ تعالے فرماتا ہے ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ پ ۲۲ ع ۸ - اور بے شک ابلیس نے انہیں اپنا ظن سچ کر دکھایا یعنی اس ظن میں کامیاب ہو گیا تو ارشاد ہوا

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل اور راندہ ہوا جس کسی نے پیروی کی تیری ان میں سے یقیناً بھر دونگا جہنم کو تم سب سے۔

یعنی جنت یا آسمان سے نکل جا ذلیل و خوار ہو کر عیب دار راندہ ہوا بعید کیا ہوا رحمت سے۔ قاموس میں ہے ذامہ ذاماً دھتکار کر نکال دیا۔ رسوا کر دیا۔ جو تیرے پیچھے چلیں گے۔ میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ یعنی ابلیس اور اس کی پیروی کرنے والے۔

وَيَا اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اور اے آدم (علیہ السلام) رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں۔

جب شیطان کو جنت سے نکال دینے کا حکم دیا اور اللہ تعالے نے بطور عتاب اس سے فرمایا کہ تو اب یہاں سے نکل جا اب تو نہ عابد ہے نہ عارف دنیا میں ذلیل و خوار پھر تا رہ تیرے لیے ہر جگہ پھٹکار ہے۔ تو اور تیری اولاد و متبعین کو دوزخ میں بھر دونگا۔

اس کے بعد فرمایا یا اٰدم اسکن۔ اے آدم تم رہو یہ ندائے کرم ہے جو حضرات انبیاء کے لیے ہوتا ہے۔

اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔ اے آدم تم اور تمہاری زوجہ حوا جنت میں رہو

اسکن۔ واحد حاضر فرمایا جو صرف حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہے۔ زوج کے معنے جوڑا ہے۔ حضرت حوا آپ کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں یعنی تیرا جوڑا حضرت حوا جنت میں رہو جنت کو اپنا مسکن بناؤ۔ جنت وہ مخصوص باغ ہے جہاں جزا کے لیے نیک لوگ داخل ہوں گے حضرت آدم کا نکاح جناب حوا سے جنت میں ہوا ان کا مہر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود شریف پڑھنا ہے۔ تفسیر صاوی

فَكُلَا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ اور جنت کے پھل فروٹ جہاں سے چاہو کھاؤ ہر جگہ سیر کرو۔ ہر چیز کھانا مگر اس درخت کو پہچان لو اس کو کھانا تو کیا اس کے قریب بھی نہ جانا ورنہ تم دونوں خطا کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

کُلَا۔ تثنیہ فرمایا۔ خاوند بیوی دونوں حقدار ہو۔ کھانے سے مراد پھل وغیرہ ہیں دانہ نہیں کیونکہ جنت میں نہ بھوک ہوگی نہ اس کے دفعیہ کے لیے غذائیں۔ یعنی تم کو اجازت ہے کھانے پینے کی اور جہاں چاہو جنت میں رہو جہاں سے چاہو کھاؤ۔ لیکن

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ تم دونوں خطا کاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

یعنی حد سے بڑھنے والوں میں سے۔ انبیاء کرام گناہوں سے محروم ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام محفوظ۔ گناہ میں عزم ہوتا ہے خطا میں عزم و ارادہ نہیں ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرمایا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ ان کا عزم نہ تھا نسیٰ ان پر بھول ڈال دی گئی اس کی مفصل تفسیر سورہ بقرہ میں بیان ہو چکی ہے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا۔ پھر شیطان نے ان کے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کے پردے کا بدن جو اب تک ان دونوں میں پوشیدہ تھا دونوں پر ظاہر کر دے۔

قاموس میں ہے کہ دل کے اندر پیدا ہونے والا یا شیطان کا ڈالا ہوا ایسا غیر مفید خیال وسوسہ ہے۔

وسوسہ کے لغوی معنی ہلکی آواز کے ہیں کیونکہ زیور میں بھی ہلکی سی آواز ہوتی ہے اس لیے اس کو وسوسہ کہتے ہیں۔ اصطلاح میں وہ برے خیالات ہیں جو شیطان کی طرف سے انسان کے دل میں

آئیں وہ وسوسہ ہیں۔ (خازن)

محاورات : موسوِس بکسرِ واو اور موسوَس بفتح واو وارد ہے اور موسوس لہ اور موسوس الیہ نہیں بولا جاتا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی کے دل میں کوئی خطرہ ڈالا گیا اور وسوس کے معنی ہیں کسی کے دل میں اس فعل کو ڈالا جائے جو محض خطرہ ہی نہ ہو۔

ہُمَا کا مرجع حضرت آدم و حوا ہیں۔ شیطان کا نام ابلیس تھا مردود بارگاہ ہونے کی وجہ سے شیطان ہوگیا کیونکہ حضرت حوا و آدم علیہما السلام کا واقعہ مردود ہونے کے بعد ہوا لہٰذا یہاں شیطان فرمایا گیا۔ شیطان نے وسوسہ حضرت آدم و حوا کے دل میں کیسے ڈالا اس کے بارے میں تین قول ہیں۔

شیطان جنت کے دروازے کے باہر پھرتا رہا جب یہ دونوں سیر کرتے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے تو اس مردود نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

ایک قول یہ ہے کہ ابھی جنت میں شیطان کا داخلہ بند نہیں ہوا تھا اس نے ان سے کلام کیا اور ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

بہرحال شیطان نے ان دونوں پر اپنا داؤ چلا دیا۔ یُبْدِیَ بنا ہے ابداء سے اس کا معنی کھولنا ہے لَہُمَا کا مرجع حضرت آدم و حوا ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ ہوئے تھے تاکہ کھول دے ان کی شرم کی چیزیں یعنی ایسا وسوسہ کہ جس کا نتیجہ یہ ہو کہ آدم و حوا آپس میں ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو جائیں۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ کشف عورت عظیم امور سے ہے اور وہ جسم جسے عورت کہتے ہیں اس کا چھپانا ضروری ہے اور کھولنا ممنوع فرمایا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس جسم کا کھولنا ہمیشہ سے طبائع انسانی اور عقل میں قبیح اور مذموم سمجھا گیا ہے اور اقتضاء مفہوم سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام نے اس وقت تک ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔

وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ

اور کہا کہ منع نہیں کیا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے۔

یعنی ابلیس نے حضرت آدم و حوا سے کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے جو اس درخت کے پاس جانے سے ممانعت کی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ۔ یا

ہمیشہ جینے والے جو کبھی نہ مرو گے اور ہمیشہ جنت میں ہی رہو گے۔ یہ اللہ تعالے کو پسند نہیں اس لیے کہ کہیں خیر شر جان لو اور غذا سے مستغنی ہو جاؤ۔ مَلَكَيْنِ سے مراد فرشتہ یا فرشتہ کے سے اوصاف والا بندہ یعنی اس درخت کے پھل میں یہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھا لینے والا بندہ یا تو فرشتہ بن جاتا ہے کہ اسے کھانے پینے کی حاجت ہو اور نہ ہی جلدی موت آئے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے۔

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ۔ اور قسم اٹھائی ان دونوں کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

یہ قسم شیطان کی قاسم باب مفاعلہ پر ہے جو مسابقت کے لیے ہے۔ کہ ابلیس کی قسم جھوٹی تھی اگر یہ قسم ابلیس کی ایسی صورت میں ہوتی کہ وہ قسم کھاتا اور آدم وحوا اسکی تصدیق کرتے تو قسم دونوں کی طرف منسوب ہوتی لیکن چونکہ ابلیس لعین کی قسم جھوٹی تھی اور اس جھوٹی قسم سے حضرت آدم علیہ السلام کو دھوکا دیا اور پہلی جھوٹی قسم کھانے والوں میں ابلیس ہی کہلایا۔ حضرت آدم علیہ السلام بھول گئے ارشاد باری ہے فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا۔

فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ۔ پس شیطان نے نیچے گرا دیا انکو دھوکہ سے

بغوی نے لکھا ہے کہ ابلیس نے دونوں کو فریب دیا۔ عربی محاورہ ہے مَا زَالَ فُلَانٌ يُدَلِّي بِفُلَانٍ بِغُرُورٍ۔ وہ اس کو برابر فریب دیتا رہا اور اس سے چکنی چپڑی باتوں سے پیش آتا رہا غرور سے مراد ہے حقیقت فریب۔ دَلَّاهُمَا کا مصدر تدلیہ ہے ادلاء کے معنی نیچے اترنا ہے شیطان نے ان دونوں کو نیچے گرا دیا۔ یہاں مراتب درجات سے اتارنا مراد نہیں بلکہ مکانی طور پر نیچے اترنا مراد ہے یعنی جنت سے زمین پر اتار دیا۔

شیطان نے حضرت حوا کو دھوکہ دیا۔ حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے کھانے کی رغبت دی لیکن اس کا اثر دونوں پر پڑا اس لیے هُمَا فرمایا۔ غرور معنی دھوکہ ہے ابلیس نے جھوٹی قسم کے ذریعہ ان دونوں کو اتار دیا۔ شیطان ہی وہ ہے جس نے سب سے پہلے اللہ کی جھوٹی قسم کھائی۔ (تفسیر خازن)

حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا گمان تک نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ بنا بریں آپ نے اس کا اعتبار کر لیا اور حقیقت یہ ہے کہ مومن اگر دھوکہ کھا سکتا ہے تو قسم سے ہی کھا سکتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خَدَعَنَا بِاللّٰهِ انْخَدَعْنَا لَهُ۔ جو ہمیں اللہ کی قسم

کے ساتھ دھوکہ دے تو ہم اس کے دھوکہ میں آ جاتے ہیں۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے۔

ذَاقَا۔ ذوق سے بنا اس کے معنی چکھنا یعنی تھوڑا سا جو گلے سے نیچے اتر جائے۔ شجرہ اس درخت کے پھل کھانا تو جب انہوں نے اس پیڑ کا پھل چکھا اور اس کا ذائقہ محسوس کیا وہ درخت سنبلہ یا کرم کا تھا۔

منجد میں ہے السنبل من الزرع کالبر والشعیر الواحدۃ سنبلۃ والجمع سنابل گندم اور جو الکرم للعنب یہ لغت مخصوص انگور کے لیے ہے۔

بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ۔ تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں اور چپٹانے لگے اپنے بدن پر جنت کے پتے۔

ان کے بدن سے جنت کا لباس اتر گیا۔ وہب بن منبہ کا قول ہے جس کو ابن عساکر اور بیہقی نے نقل کیا کہ دونوں کا لباس نور کا تھا۔

حضرت ابن عباس کا قول ہے جس کو ابن عساکر اور بیہقی نے نقل کیا کہ آدم وحوا کا لباس ناخن کا تھا وہ لباس اتر گیا صرف ناخن رہ گئے۔

جنتی لباس جو جنس اظفار سے تھا یعنی سفید نورانی اور نہایت نرم جسم ظفر الثوب طیبۃ بالاظفار۔ صاف ستھرا کپڑا جسم سے جدا ہو گیا۔ منجد

اس سے قبل دونوں نے ایک دوسرے کو برہنہ دیکھا ہی نہ تھا وَطَفِقَا۔ طفق جعل کے معنی میں آتا ہے يَخْصِفٰنِ۔ خصف سے بنا اس کے معنی سینا ہے اسی لیے چمڑا سینے والے کو خصاف کہتے ہیں۔

اپنے برہنہ بدن پر جنت کے پتے چپکانا شروع کیے جنت کے پتے یا تو انجیر کے پتے تھے یا موز یعنی کیلے کے پتے تھے۔ ایک پتہ پر دوسرا پتہ رکھ کر ستر پوشی فرمانے لگے۔ آپ نے انجیر کے پتے انجیر کے تنکوں سے سیے جو کپڑے کی طرح ہو گئے (خازن)

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ۔ اور ان کے رب نے دونوں کو ندا دی کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کر دیا تھا۔ یہ مرتبہ آدم علیہ السلام کے مطابق مخاطبہ بالعتاب ہوا اور ان کی خطا ونسیان پر تنبیہ کی گئی چنانچہ روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ

کیا تھا۔ عرض کی بیشک لیکن میں یہ سمجھا کہ دنیا میں کون ہے جو تیری قسم کھا کر جھوٹ بولے تو ارشاد ہوا کہ مجھے میری عزت و جلال کی قسم اب میں تمہیں زمین پر اتاروں گا وہاں تمہاری زندگی محنت و مشقت اور پیشانی کے پسینوں میں گذرے گی چنانچہ آپ کو زمین پر اتار دیا اور آپ کو لوہا گھڑنے کی تعلیم دے کر زراعت اور کھیتی باڑی کا حکم دیا کہ کھیت کو پانی دو پھر کاٹو پھر آٹا پیس کر اسے گوندھو پھر روٹیاں پکا کر کھاؤ۔ خازن آگے ارشاد ہے

وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ اور تمہیں نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں سے ہوں گے۔

قَالَا کا فاعل حضرت آدم و حوا دونوں ہیں رَبَّنَا۔ ربوبیت۔ پرورش رحم و کرم کا ذریعہ ہے ربنا کہہ کر پکارا تا کہ رحمت جوش میں آئے اور معافی ہو جائے ظَلَمْنَا۔ ظلم سے بنا۔ اَنْفُس۔ نفس کی جمع ہے یعنی اے ہمارے پرورش فرمانے والے رب بے شک تو نے ہم کو درخت کے قریب جانے سے منع کیا ہم نے اپنی جانوں پر نقصان کیا ہم نے خطا کی ہم دھوکہ کھا گئے

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا۔ یعنی اے پروردگار اگر تو ہم دونوں کو معافی نہ دے اور ہم سب پر رحم و کرم نہ کرے تو۔

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ خاسرین۔ ہالکین کے معنی میں ہے۔ یعنی نقصان پانے والے ہوں گے۔ معتزلہ کے نزدیک صغیرہ گناہوں کی سزا نہیں دی جائے گی خواہ ان کو معاف نہ کیا گیا ہو بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب رکھتا ہو۔ اس آیت میں ہمارے لیے معتزلہ پر یہ دلیل ہے کہ صغائر بھی اللہ اپنی رحمت سے ہی معاف فرمائے گا نہ صغیرہ گناہ معاف شدہ ہیں جیسا کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَّلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ٥ فرمایا اللہ تعالے نے نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔

فرمایا اتر و یہ خطاب آدم و حوا کو ہوا لفظ جمع کے ساتھ یا ابلیس بھی اسی وقت اتارا گیا اور اول وہ جنت سے نکالا گیا تھا۔ پھر آسمان سے سب جمع ہو کر اتارے گئے۔ تم میں ایک دوسرے

کا دشمن ہے یعنی تمہارا دشمن ابلیس ہے اور اس کے تم اور تمہیں زمین میں رہنا ہے۔ مستقر سے مراد استقرار یا موضع قرار ہے اور متاع یعنی وہاں کی زندگی سے استمتاع حاصل کرنا ایک مقررہ مدت کے لیے یعنی تمہاری زندگی کی مدت پوری ہونے تک اب زمین پر رہو۔

ثابت بنانی راوی ہیں کہ جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے اور وقت وفات آیا تو ملائکہ نے آپ کو اپنے احاطہ میں لے لیا۔ حضرت حوا ان کے گرد پھرنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے میرے رب کے فرشتو مجھے چھوڑ دو یہاں اس لیے کہ آج مجھے وہ مصیبت پہنچی ہے جو تمہیں نہیں پہنچی۔

پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو ملائکہ نے آپ کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا۔ تین بار اور حنوط کر کے یعنی خوشبو لگا کر تین کپڑوں میں کفن دیا۔ پھر قبر تیار کی اور سراندیپ یعنی لنکا میں دفنایا اور آپ کی اولاد کو فرمایا یہ طریقہ تجہیز و تکفین کا ہے آدم علیہ السلام کے بعد سے۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ۔ فرمایا اسی میں زندہ رہو گے یعنی زمین میں اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم یوم بعث کو اٹھائے جاؤ گے بروز قیامت حساب کے لیے تاکہ ثواب و عذاب ہو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۃ اعراف پ۸

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

اے اولاد آدم بے شک اتارا ہم نے تم پر ایسا لباس جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایسا لباس کہ اس سے تمہاری آرائش ہو اور ایک لباس پرہیزگاری کا یہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ

اے اولاد آدم (خبردار) نہ فتنے میں ڈالے تم کو شیطان جیسے نکالا تمہارے ماں باپ کو جنت سے اتروا دیے ان کے لباس کہ نظر آئیں انہیں

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝	ان کی شرم کی چیزیں بے شک وہ دیکھتا ہے تم کو اور اس کا کنبہ وہاں سے کہ تم انہیں نہ دیکھ سکتے بے شک ہم نے کیا شیطانوں کو دوست انکا جو ایمان نہیں لاتے۔
وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	اور جب وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں پایا ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے حکم دیا ہمیں اس کا۔ فرما دیجئے بیشک اللہ نہیں حکم دیتا بے حیائی کا کیا وہ بات کہتے ہو اللہ پر جس کا تمہیں علم نہیں۔
قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝	فرما دیجئے حکم دیا میرے رب نے انصاف کا اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور عبادت کرو اس کی خالص، اسی کا دین ہے جیسے ابتدا کی تمہاری ویسے ہی پلٹو گے۔
فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝	ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر ثابت کی گمراہی انہوں نے پکڑا شیطانوں کو دوست اللہ کے سوا اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں۔
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝	اے اولاد آدم پکڑو اپنی زینت جب تم مسجد میں جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور نہ فضول خرچ کرو بے شک وہ فضول خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حل لغات رکوع سوم سورۃ اعراف پ ۸

یا۔ اے　　بنی۔ اولاد　　آدم۔ آدم　　قد۔ بیشک

انزلنا۔ اتارا ہم نے　علیکم۔ تم پر　لباسا۔ لباس جو　یواری۔ چھپاتا ہے

سواتکم۔ تمہاری شرمگاہیں　و۔ اور　ریشا۔ زینت

و۔ اور　لباس۔ لباس　التقوی۔ پرہیزگاری　ذالک۔ یہ

خیر۔ بہتر ہے　ذلک۔ یہ　من ایت۔ نشانات　اللہ۔ الٰہی سے ہے

لعلہم۔ تاکہ وہ　یذکرون۔ نصیحت پکڑیں　یبنی۔ اے اولاد

ادم۔ آدم　لا۔ نہ　یفتننکم۔ فتنہ میں ڈالے تم کو

الشیطان۔ شیطان　کما۔ جیسا کہ　اخرج۔ نکالا اس نے　ابویکم۔ تمہارے ماں باپ کو

من الجنۃ۔ جنت سے　ینزع۔ چھینتا تھا　عنہما۔ ان سے　لباسہما۔ ان کا لباس

لیری۔ تاکہ دکھائے　ہما۔ ان کو　سواتہما۔ ان کی شرمگاہیں

انہ۔ بے شک وہ　یری۔ دیکھتا ہے　کم۔ تم کو　ھو۔ وہ

و۔ اور　قبیلہ۔ اس کا قبیلہ　من حیث۔ جہاں سے　لا۔ نہیں

ترونہم۔ دیکھتے تم ان کو　انا۔ بیشک　جعلنا۔ بنایا ہم نے　الشیاطین۔ شیطانوں کو

اولیاء۔ دوست　للذین۔ ان کا جو　لا۔ نہیں　یؤمنون۔ ایمان لاتے

و۔ اور　اذا۔ جب　فعلوا۔ کرتے ہیں　فاحشۃ۔ بے حیائی

قالوا۔ تو کہتے ہیں　وجدنا۔ پایا ہم نے　علیہ۔ اس پر　اباءنا۔ اپنے باپ دادا کو

و۔ اور　اللہ۔ اللہ نے　امر۔ حکم دیا　نا۔ ہم کو

بہا۔ اس کا　قل۔ فرمائیے　ان۔ بیشک　اللہ۔ اللہ

لا۔ نہیں　یامر۔ حکم دیتا　بالفحشاء۔ بے حیائی کا　ا۔ کیا

تقولون۔ تم کہتے ہو　علی۔ اوپر　اللہ۔ اللہ کے　ما۔ جو

لا۔ نہیں　تعلمون۔ جانتے تم　قل۔ فرمائیے　امر۔ حکم دیا

ربی۔ میرے رب نے　بالقسط۔ انصاف کا　و۔ اور یہ کہ　اقیموا۔ قائم کرو

وجوہکم۔ اپنے مونہوں کو　عند۔ نزدیک　کل۔ ہر

مسجد۔ مسجد کے　و۔ اور　ادعو۔ پکارو　ہ۔ اس کو

مخلصین۔ خالص کرکے　لہ۔ اسکے لیے　الدین۔ دین　کما۔ جیسے

بدا۔ پیدا کیا　کم۔ تم کو　تعودون۔ لوٹو گے تم　فریقا۔ ایک فرقے کو

ھدی۔ ہدایت کی	و۔ اور	فریقا۔ ایک فرقہ	حق۔ حق ہوئی
علیہم۔ ان پر	الضللۃ۔ گمراہی	انہم۔ بیشک انہوں نے	اتخذوا۔ بنالیا
الشیاطین۔ شیطانوں کو	اولیاء۔ دوست	من دون۔ سوا	اللہ۔ اللہ کے
و۔ اور	یحسبون۔ خیال کرتے ہیں	انہم۔ کہ وہ	مھتدون۔ ہدایت والے ہیں
یا۔ اے	بنی۔ اولاد	آدم۔ آدم	خذوا۔ پکڑو
زینتکم۔ اپنی زینت	عند۔ پاس	کل۔ ہر	مسجد۔ مسجد کے
و۔ اور	کلوا۔ کھاؤ	و۔ اور	اشربوا۔ پیو
و۔ اور	لا۔ نہ	تسرفوا۔ زیادتی کرو	انہ۔ بیشک وہ
لا۔ نہیں	یحب۔ پسند کرتا	للمسرفین۔ زیادتی کرنے والوں کو	

مختصر تفسیر رکوع سوم سورۃ اعراف پ ۸

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَیْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ه اے اولاد آدم بے شک ہم نے تم پر ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ جو تمہاری آرائش ہو اور لباس پرہیزگاری کا یہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ تم نصیحت مانو۔

شان نزول:۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب بیت اللہ شریف کعبہ معظمہ کا طواف بالکل ننگے ہو کر کیا کرتے تھے مرد اور عورتیں بالکل برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کئے ہیں ان کپڑوں کے ساتھ ہم طواف نہیں کریں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے بنی آدم کے لیے تین لباسوں کا ذکر فرمایا ایک لباس تو وہ ہے جو ساتر ابدان ہے۔ ایک دوسرا لباس وہ ہے جو موجب تزئین انسان ہے جیسے شیروانی جبہ۔ کلاہ۔ صدری۔ کوٹ۔ پگڑی۔ یہ دونوں لباس بھی غرض صحیح کے لیے مستعمل نہیں۔
تیسرا لباس پرہیزگاری فرمایا یہ کپڑے سے نہیں بلکہ حیا و خصائل پسندیدہ اعمال صالحہ سے مرتب ہوتا ہے اسے ذلک خیر فرمایا یعنی زیب و زینت کے لباسوں سے یہ بہتر ہے۔

لباس تقوی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں قتادہ و سدی کے نزدیک لباس تقوی ایمان ہے حضرت حسن بصری کے نزدیک حیا ہے کیونکہ حیا ہی موجب تقوی ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے خشیت اللہ کو لباس تقوی قرار دیا

مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ۔ آیات سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو اللہ کی رحمت پر دلالت کر رہی ہیں یاد رکھنے سے مراد اللہ کی نعمتوں کا اقرار کرنا ہے اور برائیوں سے اجتناب ہے۔

پھر بنی آدم کو مخاطب فرما کر پہلے رکوع میں جو شیطان کی کیادی اور عیاری حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ عداوتاً بیان فرمایا تھا اس طرف اشارہ کر کے تنبیہ اور ہوشیار کرنے کو اس رکوع میں ارشاد ہوا کہ وہ وساوس شیطان سے اور اغوا اور اس کی مکاریوں سے بچتے رہیں وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریب کاری کر چکا ہے اور ان کی اولاد سے وہ کبھی درگذر نہ کرے گا۔

پھر یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ وہ قوم جن سے ہے اور جنوں کو ایسا ادراک دیا گیا ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور انسان کو یہ ادراک نہیں دیا گیا کہ وہ جنوں کو دیکھ سکیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی راہوں میں پیرا ہوا ہے الشیطان یجری فی الانسان مجری الدم۔

اے اولاد آدم بے شک اتارا ہم نے تم پر وہ لباس یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ آسمان سے ہی نازل ہوتا ہے اس لیے کہ اس کی اصل پانی ہے اور پانی آسمان سے برستا ہے تو اس روئی وغیرہ کی نشو و نما ہوتی ہے تو کپڑا بنتا ہے اور کپڑے سے لباس تیار ہوتا ہے کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے یعنی ستر عورت کرتا ہے۔

اور ایک لباس وہ ہے کہ تمہاری آرائش ہو لباس زینت میں پرندوں کے پروں سے اشارہ و استعارہ کر کے ریشاً فرمایا گیا اس لیے کہ پرندوں کا لباس اور ان کی زینت ان کے پر ہیں یعنی ہم نے تم پر دو لباس نازل کیے ایک لباس ستر عورت کا اور دوسرا لباس زینت کا۔ اور تیسرا لباس التقوٰی وہ سب سے بہتر ہے۔ یہاں ذالک فرما کر خبر فرمایا۔ اس لیے کہ ذالک اسماء اشارہ سے ہے اور اسم اشارہ کی ضمیر قریب کی طرف ہوتی ہے یعنی لباس تقوی لباس زینت سے بہتر ہے اور یواری سواتکم سے چونکہ ستر عورت مراد ہے اور وہ فرض ہے اور ادائے فرض خود تقوی ہے تو لباس تقوی اور لباس ساتر ستر دونوں لباس متیقن ہیں یہ

اللہ کی نشانیوں سے ہے یعنی یہ دلالت ہے فضل الٰہی پر اور رحمت پر جو اس نے اپنے بندوں پر فرمائی اس میں انزال لباس بھی ایک رحمت خاص ہے تاکہ نصیحت مانیں اور اللہ کی بڑی بڑی نعمتوں کو جانیں یہ آیت علی سبیل الاطراد نازل ہوئی۔ اول بدو سوآت یعنی شرم کی چیزوں کا کھلنا اور اوراق اشجار سے بدن کا چھپانا دکھایا۔ اس کے بعد اپنا احسان ظاہر فرمایا کہ لباس پیدا کیا اور جبکہ عقلا صرف ظاہر قدیم سے موجب ذلت ہے اور تستر ابدان بپردہ پوشی تقوے میں داخل ہے تو اسے نعمت الٰہی کہنا ہی حق اور احق ہے پھر ارشاد ہوا۔

يَا بَنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اے اولاد آدم خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے جیسے تمہارے والدین کو بہشت سے نکالا۔

یعنی شیطان تمہیں کہیں دھوکہ دے کر گمراہ نہ کر دے اور تم جنت میں داخل نہ ہو سکو جس طرح حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہما السلام پر فتنہ برپا کر کے انہیں جنت سے نکالا۔ اور اترواجیے ان کے نوری لباس کہ ان کی عار والی چیزیں ان کو نظر آنے لگیں یعنی جب وہ جنت سے باہر آئے تو ان کے یہ نوری لباس علیحدہ ہو گئے اور ان کے جسم مطہر سے نوری لباس اتر گیا چنانچہ حدیث میں ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ اس شیطان کا نام قرین ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی بسم اللہ پڑھ کر قضائے حاجت کو جائے تو شیطان اس کا ستر نہیں دیکھ سکتا۔

دوسرے کا نام خنزب ہے جو عبادات میں وسوسہ ڈالتا ہے۔

تیسرے کا نام ولہان ہے جو بازاروں اور میلوں میں انسان کو وسوسہ ڈالتا ہے۔

یہ سب ابلیس کے قبیلے ہیں

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ۔ وہ شیطان تمہیں دیکھتا ہے۔ یہ اس کے فتنہ کی وجہ ظاہر فرمائی اور ڈرایا کہ اس کے فتنہ سے بچنا اس لیے کہ وہ بمنزلہ دشمن کے ہے اور تمہیں ایسی چال سے دھوکہ دیتا ہے کہ تمہیں اس کا شعور بھی نہیں ہوتا اور اس کا کنبہ یعنی اس کی ذریت یا لشکر۔

انہ کا مرجع شیطان ہے۔ ہر جماعت کو قبیل کہتے ہیں۔ قبیلہ ایک خاندان کو کہتے ہیں روح المعانی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قبیلہ سے مراد ابلیس کی اولاد ہے۔

مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔ کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے حضرت ذوالنون نے فرمایا اگر وہ تمہیں دیکھتا

ہے اور تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو اس سے مدد چاہو جو اسے بھی دیکھتا ہے اور اسے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ اللہ کریم ستار ورحیم غفار ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ بے شک ہم نے بنا دیا ہے شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لاتے۔

اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ خالق افعال اللہ تعالےٰ ہے خواہ وہ افعال خیر سے ہوں یا شر سے یعنی ہم نے ابلیس اور اس کی ذریت کو ان انسانوں کا دوست اور مددگار بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْہَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِہَا ۔ اور جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام تو کہتے ہیں کہ پایا ہم نے ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے بھی ہمیں اسی کا حکم دیا۔

فاحشہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو حد درجہ معیوب ہو اس میں ہر کبیرہ گناہ داخل ہے اور جب وہ بے حیائی کریں تو کہتے ہیں ہم نے پایا اس پر اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا یعنے وہ بے حیائی اور افعال قبیحہ یا گناہ سے کچھ کرتے ہیں جیسے بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر اور بت پرستی تو ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ ان کے باپ دادا ایسا کرتے تھے تو اسی کی پیروی ہم نے کی اور ہمیں اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ ہم وہی کریں جو ہمارے باپ دادا کرتے رہے اس لیے اگر ہم اس سے نفرت کریں تو اپنے والدین کے خلاف جانے کا جرم ہم پر آئے گا اور یہ عذر باطل ہے اس لیے کہ اس صورت میں جہاں تقلید لازم آتی ہے اور دوسرے افتراء علی اللہ ہے۔ ان کی دوسری دلیل کی تردید اس طرح فرمائی۔

قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ آپ فرما دیجئے اللہ حکم نہیں دیتا بے حیائیوں کا کیا ایسی بات لگاتے ہو اللہ پر جو تم نہیں جانتے۔

اس لیے کہ آمر کے حکم کی تعلیم کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے کہ مامور نیک یعنی اگرچہ نیک بننے کے درجات ہوں جیسا کہ اصول فقہ سے ظاہر ہے۔ کیا اللہ پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں یہ استفہام انکاری و توبیخی ہے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۔ فرما دیجئے میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا۔

یعنی عدل کا اور ہر اس بات کا جو ہر عاقل اچھا جانے تو وہ فواحشات کا کیسے حکم کرے گا

قسط کے معنی عدل و انصاف بھی اگر یہ مجرد باب سے آئے تو ظلم کے معنی میں آتا ہے یعنی کسی کا حصہ مار لینا ارشاد ربانی ہے وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ ظالم لوگ جہنم کا ایندھن ہیں اور جب باب افعال سے ہو تو انصاف کے معنی میں ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ یہاں انصاف وعدل کے معنی میں ہے یعنی ہر معاملہ میں عدل و انصاف کرو پروردگار عالم نے اس کائنات کو عدل کے ساتھ قائم فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔ بے شک اللہ تعالٰے تمہیں عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے یعنی عدل و انصاف کا حکم دائمی اور استمراری ہے اس لیے اس کے بغیر حیات انسانی کا نظم ممکن نہیں مظلوم کو اس کا حق دلانا انصاف کے تقاضے پورا کرنا عدل کی عملی صورت ہے۔

اس کے بعد اخروی زندگی کے انکار کرنے والوں کا رد ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ جیسے اس نے تمہیں نیست سے ہست کیا ایسے ہی بعد موت بھی زندہ فرمائے گا۔ اس سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ جب آخر کار اسی کی طرف پلٹنا ہے اور وہی جزاء اعمال کا مختار و مجاز ہے تو طاعات وعبادات اسی کے لیے خالص کرنا ضروری ہے اور وہی ذات مستجمع کمالات ہے کہ جسے چاہے ایمان و معرفت کی توفیق دے اور جسے چاہے گمراہ کرے جیسے کفار و مشرکین کہ وہ شیاطین کو اپنا والی جانتے اور ان کے کہے پر چلتے ہیں۔

پھر آخر میں بنی آدم کو اپنی زینت اختیار کرنے کا حکم ہے اس کے متعلق دو قول ہیں۔
ایک یہ کہ زینت سے مراد لباس ہی ہے۔
اور دوسرا قول یہ ہے کہ زینت سے مراد کنگھی کرنا خوشبو لگانا ہے۔

اس میں عند کل مسجد جو فرمایا اس کے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ مسجد میں بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہونا مسنون ہے اور افضلیت اسی میں ہے کہ نماز میں اپنے رب کے حضور جب مناجات کرنے کو حاضر ہو تو عطر کنگھی لگانا مستحب ہے اور ستر بدن واجب ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے کہ

وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۔ اور سیدھا کرو اپنے چہرے قبلہ کی طرف ہر نماز کے وقت۔ اَقِیْمُوْا۔ اقامت سے بنا اس کے معنی ہیں سیدھا کرنا۔ وُجُوْهٌ۔ وجہ کی جمع ہے اس کے معنی چہرہ ہے عِنْدَ کے معنی پاس کے ہیں۔

اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت منہ سیدھے کرو یعنی قصد کرو

عبادت کا سیدھے اللہ کی طرف اس کے غیر کو اس کے برابر نہ کرتے ہوئے ہر وقت سجدہ کرو اور ہر مقام پر سجدہ میں رہو یعنی دل سے اللہ تعالے کی طرف ہر وقت ہر جگہ جھکے رہنا ہی مومن آدمی کا کام ہے۔

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ اور اس کی عبادت کرو خالص اس کے بندے ہو کر یعنی طاعت و عبادت میں توجہ خالص و مخلص اللہ کی طرف ہو کر۔

دعا کے معنی لغوی پکارنا ہے اور اصطلاح میں عبادت کرنا

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا کہ بعض کو مومن کو پیدا کیا بعض کو کافر ایسے ہی تم قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں لوٹو گے یعنی جیسے اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی وہ تمہیں پھر قبر سے لوٹا کر باہر کریگا اس میں ان لوگوں پر حجت ہے جو بعد مرنے کے قبر سے اٹھنے کے منکر ہیں انہیں بتایا گیا کہ ابتداء تخلیق جس نے کی وہ مرنے کے بعد دوبارہ قبر سے اٹھانے میں کیوں عاجز ہو اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ تمہیں پھر قبروں سے لوٹائے گا تاکہ تمہاری دنیا کی سابقہ زندگی کے عملوں کا بدلہ دے لہذا اسی ذات کی مخلصانہ عبادت کرو

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ٥ ایک فرقہ کو اللہ نے ہدایت دیدی اور ایک فرقہ کو گمراہ بنایا کہ اس کے لیے گمراہی ثابت ہوئی اور وہ کافروں کا فرقہ ہے انہوں نے یعنی وہ فرقہ جس پہ گمراہی مقدر تھی اللہ کے سوا شیطان کو اپنا والی بنایا یعنی مددگار اور سمجھتے یہ رہے کہ وہ راہ پر ہیں۔

فریقًا ۔ فریق سے ہے اس کے معنی انسانوں کا ٹولہ ہے یہاں اس سے مراد ایمان و نیک اعمال کی ہدایت ہے۔ ضلالت ان چیزوں سے محرومی کا نام ہے یعنی روز اول ہی میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ نہ سارے انسان مومن ہوں گے اور نہ سارے کافر۔

یہ آیت اہل اعتزال پر ہماری دلیل ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ تعالے کی طرف سے ہے معتزلہ کہتے ہیں ضلالت بندے کی طرف سے ہے مگر آیہ کریمہ میں حق علیہم الضلالۃ آیا ہے جس کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کے لیے گمراہی ثابت و مقرر ہو چکی پھر ارشاد ہے۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ اے اولاد آدم اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ہر مسجد میں جب بھی نماز پڑھو۔ یعنی اے بنی آدم تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو چنانچہ بالاجماع تفسیر زینت سے وہ لباس مراد لیتے ہیں جس سے ستر عورت ہو جائے حضرت

ابن عباس کا زینت کی تعریف میں ایک قول یہ ہے کہ کنگھی کرنا اور خوشبو لگانا زینت ہے اور سنت یہ ہے کہ نمازی اچھی ہیئت بنا کر نماز میں جائے اس لیے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور مناجات ہے تو بوقت مناجات تزئین و تعطر مستحب ہے جیسے ستر عورت عبادت میں واجب ہے اور طہارت شرط۔

اور اخذ زینت فی الصلوٰۃ الخمس کی تفصیل علامہ آلوسی نے جزء ثامن میں اس آیت کے ماتحت بیان فرمائی:

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جو کہ مسلم شریف میں مروی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں مرد دن میں برہنہ ہو کر طواف کعبہ کرتے اور رات میں عورتیں ننگی طواف کرتی تھیں یہ حکم نازل فرما کر ستر عورت لازم قرار دیا گیا آگے ارشاد ہے۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ اور کھاؤ گوشت اور چکنائی واشربوا اور پیو اور حد سے نہ بڑھو یعنی شرع شریف میں جو حرام ہے اس سے باز رہو یا اتنا کھاؤ جتنی بھوک ہو اس سے متجاوز ہونا اسراف ہے بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

شان نزول:- اس کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی عامر زمانۂ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو قطعاً استعمال نہ کرتے تھے اور اسے عبادت جانتے اور حج کی تعظیم سمجھتے مسلمانوں نے ان کا یہ رویہ دیکھ کر بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ جب بنی عامر ایسا کرتے ہیں تو ہم پر اس سے زیادہ لازم ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو کر کھا لینے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اسراف ہے کہ جو چیز اللہ نے حرام نہ کی اسے اپنے اوپر حرام کر لو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے مگر اسراف اور تکبر سے بچیارہ۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں آیہ کریمہ کے ماتحت یہی مضمون مفصل لکھ کر ثعالبی کا ایک قول نقل کرتے ہیں ینبغی للانسان ان یاکل ما یشتہی ویلبس ما یشتہیہ الناس کما قیل۔ نصحتنہ نصیحتہ۔ قالت بھا الا کل ما شئت والبس ما یشتہیہ الناس

اس کے بعد ایک لطیف حکایت نقل فرماتے ہیں وہو ہذا۔

مامون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب حاذق تھا اس نے علی بن حسین واقدی پر اعتراض کیا تمہارے قرآن میں علم طب سے کچھ نہیں ہے باآنکہ علم ہی دو ہیں علم ابدان اور علم ادیان تو علامہ علی بن حسین نے جواب دیا کہ اللہ تعالے نے سارا فن طب نصف آیت میں قرآن کریم کے اندر جمع کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔

تو طبیب نصرانی بولا مگر تمہارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فن طب میں کچھ نہیں کہا آپ نے کہا ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی طب کو نہایت مختصر الفاظ میں جمع فرما دیا ہے اور وہ حضور کا یہ فرمان ہے المعدۃ بیت الداء والحمیۃ راس کل دواء اور بدن کے تمام حصہ کو اتنا دے جتنا وہ مانگے یعنی معدہ بیماری کا گھر ہے اور اس کی حفاظت تمام دواؤں کا سر ہے یہ سنکر نصرانی طبیب کہنے لگا تمہارے قرآن اور تمہارے نبی نے طب جالینوس کا تمام خلاصہ بیان فرما دیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورہ اعراف پ ۸

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

فرما دیجئے کون ہے جو حرام کرے وہ زینت اللہ کی جو اس نے نکالی اپنے بندوں کے لیے اور پاک رزق سے فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا کی زندگی میں اور بروز قیامت تو خالص انہیں کے لیے ہے ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

فرما دیجئے کہ حرام تو میرے رب نے بے حیائی ہی کی ہے جو ان میں ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ اور گناہ اور ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک بناؤ جس کی نہ نازل کی کوئی سند اور یہ کہو اللہ پر وہ بات جس کا تم علم نہیں رکھتے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور ہر گروہ کے لیے ایک وقت ہے تو جب آئے گا ان کا وقت نہ پیچھے ہوگی ایک گھڑی اور نہ آگے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

اے بنی آدم اگر تمہارے پاس آئیں رسول تم میں سے پڑھتے ہوئے تم پر میری آیتیں تو جو پرہیزگاری کرے اور اپنے کو سنوار لے تو اس پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ جو جھٹلائیں ہماری آیتیں اور تکبر کریں ان کے مقابل وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

تو کون ہے اس سے زیادہ ظالم جس نے اللہ پر افتراء کیا جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو یہ وہ ہیں کہ لیں گے اپنے نصیب کا لکھا ہوا کتاب سے حتّٰی کہ آئیں ان کے ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے کو تو ان سے کہیں کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجتے تھے اللہ کے سوا تو کہیں وہ گم ہوگئے ہم سے اور گواہی دیں اپنی جانوں پر کہ وہ کافر تھے۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ فرماتا ہے داخل ہو اس جماعت میں جو تم سے پہلے جن اور انس سے جہنم میں گئی جب داخل ہو کوئی گروہ لعنت کرے اپنے ساتھی پر حتی کہ جب سب جا پڑیں اس میں سب۔ تو پچھلا پہلوں کو کہے اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں بہکایا تھا تو انہیں دے عذاب دوچند آگ کا اللہ فرمائے گا ہر ایک کو دوچند ہوگا

مگر تم نہیں جانتے۔

وَقَالَتْ اُولٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

اور کہیں پہلے پچھلوں سے کہ نہیں تمہیں ہم پر کوئی فضیلت تو چکھو عذاب بدلہ اپنے کیے کا۔

حل لغات رکوع چہارم سورۃ اعراف پ ۸

قل۔کہو	من۔کس نے	حرم۔حرام کی	زینۃ۔زینت
اللہ۔اللہ کی	التی۔جو	اخرج۔نکالی اس نے	لعبادہ۔اپنے بندوں
۔کے لیے	و۔اور	الطیبات۔پاکیزہ چیزیں	من الرزق۔رزق سے
قل۔کہو	ھی۔یہ	للذین۔ان کے لیے ہیں جو	
امنوا۔ایمان لائے	ف۔بیچ	الحیوۃ۔حیاتی	الدنیا۔دنیا کے
خالصۃ۔خالص	یوم۔دن	القیامۃ۔قیامت کے	کذلک۔اسی طرح
نفصل۔کھول کر بیان کرتے ہیں ہم		الایت۔آیتیں	لقوم۔ان لوگوں کے لیے
یعلمون۔جو جانتے ہیں	قل۔کہو	انما۔اسکے سوا نہیں کہ	حرم۔حرام کیا
ربی۔میرے رب نے	الفواحش۔بےحیائی کو	ما۔جو	ظھر۔ظاہر ہے
منھا۔اس سے	و۔اور	ما۔جو	بطن۔باطن ہے
و۔اور	الاثم۔گناہ	و۔اور	البغی۔سرکشی
بغیر۔بغیر	الحق۔حق کے	و۔اور	ان۔یہ کہ
تشرکوا۔شریک بناؤ	باللہ۔اللہ کے ساتھ	ما۔جو	لم۔نہیں
ینزل۔آتاری	بہ۔اسکی	سلطانا۔کوئی دلیل	و۔اور
ان۔یہ کہ	تقولوا۔کہو	علی۔اوپر	اللہ۔اللہ کے
ما۔جو	لا۔نہیں	تعلمون۔جانتے تم	و۔اور
لکل۔ہر	امۃ۔امت کی	اجل۔مدت ہے	فاذا۔پھر جب
جاء۔آجاتی ہے	اجلھم۔انکی مدت تو	لا۔نہیں	یستاخرون۔پیچھے رہتے

ساعتہ۔ ایک گھڑی   و۔ اور   لا۔ نہ   یستقدمون۔ آگے

آتے ہیں   یبنی۔ اے اولاد   ادم۔ آدم   اما۔ اگر

یاتینکم۔ آئیں تمہارے پاس   رسل۔ رسول   منکم۔ تم میں سے

یقصون۔ جو بیان کریں گے   علیکم۔ تم پر   ایتی۔ میری آئتیں

فمن۔ تو جو   اتقی۔ پرہیزگار ہوا   و۔ اور   اصلح۔ درست ہو گیا

فلا۔ تو نہیں   خوف۔ خوف ہوگا   علیھم۔ ان پر   و۔ اور

لا۔ نہ   ھم۔ وہ   یحزنون۔ غم کھائیں گے   و۔ اور

الذین۔ وہ جنہوں نے   کذبوا۔ جھٹلایا   بایتنا۔ ہماری آئتوں کو   و۔ اور

استکبروا۔ تکبر کیا   عنھا۔ اس سے   اولئک۔ یہ لوگ ہیں   اصحب۔ ساتھی

النار۔ آگ کے   ھم۔ وہ   فیھا۔ اس میں   خالدون۔ ہمیشہ رہینگے

فمن۔ تو کون   اظلم۔ زیادہ ظالم ہے   ممن۔ اس سے جو   افتری۔ باندھے

علی۔ اوپر   اللہ۔ اللہ کے   کذبا۔ جھوٹ   او۔ یا

کذب۔ جھٹلائے   بایتہ۔ اسکی آئتوں کو   اولئک۔ یہ لوگ   ینالھم۔ پہنچے گا انکو

نصیبھم۔ انکا حصہ   من الکتب۔ کتاب سے   حتی۔ یہانتک کہ   اذا۔ جب

جاءتھم۔ آئینگے انکے پاس   رسلنا۔ ہمارے رسول   یتوفونھم۔ فوت کرنے کو انہیں

قالوا۔ کہتے ہیں   اینما۔ کہاں ہیں   کنتم۔ جنکو تم   تدعون۔ پکارتے تھے

من دون۔ سوائے   اللہ۔ اللہ کے   قالوا۔ کہیں گے   ضلوا۔ بھول گئے

عنا۔ ہم سے   و۔ اور   شھدوا۔ گواہی دینگے   علی۔ اوپر

انفسھم۔ اپنی جانوں کے   انھم۔ کہ وہ   کانوا۔ تھے   کافرین۔ کافر

قال۔ کہے گا   ادخلوا۔ داخل ہو جاؤ   فی۔ بیچ   امم۔ امتوں کے

قد۔ بیشک   خلت۔ گزر چکیں   من قبلکم۔ تم سے پہلے   من الجن۔ جنوں

و۔ اور   الانس۔ انسانوں سے   فی۔ بیچ   النار۔ آگ کے

کلما۔ جب بھی   دخلت۔ داخل ہوگی   امۃ۔ کوئی امت   لعنت۔ تو لعنت کریگی

اختھا۔ اپنی مثل پر   حتی۔ یہانتک کہ   اذا۔ جب   اداركوا۔ جمع ہو جائینگے

فیھا۔ اس میں   جمیعا۔ سب   قالت۔ کہے گی   اخرا۔ پچھلی

هم۔ ان کی | لاولہم۔ پہلی کو | ربنا۔ اے ہمارے رب | ھؤلاء۔ یہ ہیں جنہوں نے
اضلو۔ گمراہ کیا | نا۔ ہم کو | فاتہم۔ سو دے تو انکو | عذابا۔ عذاب
ضعفا۔ دگنا | من النار۔ آگ کا | قال۔ کہے گا | لکل۔ ہر ایک کے لیے
ضعف۔ دگنا ہے | و۔ اور | لکن۔ لیکن | لا۔ نہیں
تعلمون۔ جانتے تم | و۔ اور | قالت۔ کہے گی | اولہم۔ پہلی انکی
لاخرا۔ پچھلی | ھم۔ ان کی کو | فما۔ تو نہیں | کان۔ ہے
لکم۔ تم کو | علینا۔ ہم پر | من فضل۔ کوئی بزرگی | فذوقوا۔ تو چکھو
العذاب۔ عذاب | بما۔ بدلہ اسکا کہ | کنتم۔ تھے تم | تکسبون۔ کماتے۔

مختصر تفسیر رکوع چہارم سورۃ اعراف پ ۸

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ٥

فرمادیجئے کون ہے جو حرام کرے اللہ کی وہ زینت جو اس نے نکالی اپنے بندوں کے لیے اور پاک رزق سے۔ فرما دیجئے وہ ان کے لیے ہے جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور بروز قیامت تو خالص انہیں کے لیے ہے ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے۔

خلاصہ تفسیر

آیات بالا میں اس امر کی وضاحت ہے کہ کھانے پینے کی تمام اشیاء حلال ہیں۔ سوا ان کے جن پر شریعت مطہرہ نے حرمت عائد کی ہو۔ اس لیے کہ اصول میں یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر جس پر شارع علیہ السلام نے حرمت عائد کی ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور زینت کا لفظ اس لیے فرمایا گیا کہ لباس سامان زینت اشیاء مستعملہ سب پر حاوی ہو پھر خوردنی اشیاء کے لیے والطیبت من الرزق فرمایا گیا۔ آیہ کریمہ میں جو حکم ہے وہ اپنے عموم پر ہے۔ ہر کھانے کی چیز اس میں داخل ہے البتہ وہ اشیاء مستثنیٰ ہوں گی جن کی حرمت پر نص وارد ہوئی ہو۔ (خازن)

اس سے توشہ اصحاب کہف۔ گیارہویں شریف۔ میلاد شریف بزرگان اسلام کی فاتحہ عرس مجالس شہادت وغیرہ کی شیرینی۔ سبیل کی شربت وغیرہ سب جائز ہیں اور مذکورہ اشیاء کو ممنوع کہنا اپنی رائے کو دین میں داخل کرنا ہے اور یہ بدعت ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالٰے جسے حرام فرمائے وہی حرام ہے یا جسے اس کے حبیب پاک منع فرمائیں وہ ممنوع ہے بشرطیکہ اس حدیث کی سند مجروح و مشکوک نہ ہو اصول حدیث کے محور پر جب حدیث مرتبہ صحت حاصل کرلے تو اس کی تعمیل بھی لازم ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ اے محبوب فرما دیجئے کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی اس کو حرام کرنے والا کون ہے۔

یعنی اللہ کی وہ زینت کپڑے یا ہر وہ چیز جس سے تجمل حاصل ہو جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالی یا پیدا کی یعنی ان کی افادیت یا آرائش کی لیے پیدا کی جیسے ریشم کے کپڑے۔ بھیڑ کی اون بکری کی کھال وغیرہ یا جو زمین سے نکلے۔ قز اس کپڑے کو کہتے ہیں جو ابریشم بناتا ہے اور اصل ریشم وہی ہے اور یہ پہننا ممنوع ہے۔ مرد کے لیے۔

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ اور پاک رزق یعنی اطعمہ لذیذہ نفیسہ اور اشربہ مفرحہ۔

شانِ نزول: یہ ہے کہ اہل جاہلیت جب کسی چیز کو حرام ٹھہرانا چاہتے تو بکری کو بھی حرام کر لیتے اور اس کا گوشت یا چربی۔ گھی حتی کہ دودھ بھی حرام بنا دیتے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ حام اس کے نام رکھ کر حکم لگا دیا کرتے تھے تو اللہ تعالٰی نے یہ حکم نازل فرمایا جس میں استفہام توبیخی اور انکاری ہے۔ پھر ارشاد ہوا۔

قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لیے حیات دنیا میں خالص ہے یعنی مومنین کے لیے بھی اور مشرکین کے لیے بھی۔ لیکن قیامت کے دن خالص مومنین کے لیے ہے۔ اس دن مشرک اس میں شریک نہیں۔

یہاں اس امر کو واضح کیا گیا کہ اگرچہ دنیا میں جو پاک چیزیں پیدا کی گئی ہیں اصل میں تو وہ مومنین کے لیے ہیں لیکن غیر بھی اس میں شریک ہیں اور قیامت کے دن وہ شریک نہیں اس دن خالص اہل ایمان ہی ان سے متمتع ہوں گے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ ایسے ہی ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ

حلال و حرام میں تمیز ہو گئی۔ اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

اس کے دن بعد فواحش علانیہ و مخفی کی حرمت بیان فرما دی گئی اور حصر انفرار کر کے اسے حرام کیا۔ ہر گناہ یعنی ناحق زیادتی اور شرک سے روکا گیا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ فرما دیجئے کہ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں علانیہ ہیں یا خفیہ۔

فَوَاحِش۔ فاحشہ کی جمع ہے۔ اس کا مادہ فحش ہے اس کا معنی حد سے بڑھ جانا ہے جیسے زنا، شراب خوری، کم تولنا۔ مَا ظَهَرَ جو بر سر بازار علانیہ کبیرہ گناہ کیا جاتے۔ مَا بَطَنَ خفیہ گناہ کبیرہ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ البغی کے معنی لغطی زیادتی و ظلم کے ہیں۔ یعنی کسی انسان کا حق مارنا۔ ظلم و تکبر ناحق۔

وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ۔ اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ اتاری گویا یوں ارشاد ہوا کہ تمام فواحش حرام کیے اور ظلم و تکبر اور شرک باللہ۔

وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے یعنی اللہ پر وہ بناؤ جس کا تمہیں علم نہیں۔ محض افتراء و کذب سے یہ بھی حرام ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ۔ اور ہر گروہ کا ایک وقت ہے یعنی کافروں کے ہر گروہ پر عذاب نازل ہونے کا وقت معین ہے کہ ان کا استیصال اس وقت ہوگا اگر وہ ایمان نہ لائے یہ وعید شدید مکہ والوں کے لیے ہے کہ عذاب نازل ہونے کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی وقت معین ہے جیسے کہ پہلی امتوں پر نازل ہوا۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ تو جب ان کا وقت آئیگا ایک گھڑی نہ پیچھے ہوگی نہ آگے۔

یہاں لفظ ساعت کا استعمال ہوا۔ ساعت کا ترجمہ پل ہے جو منٹ کا ساٹھواں حصہ ہے جیسے سیکنڈ کہتے ہیں۔ اس لیے محاورہ میں تو اقل قلیل مہلت کے لیے بولتے ہیں وہاں ساعت ہی کہتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ۔ اے بنی آدم اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ یہ اِنْ شرطیہ اور مائے مؤکدہ سے معنی شرط بیان ہوا۔ یہاں مفسرین کے دو قول ہیں۔

ایک تو یہ کہ رسل سے مراد وہ تمام مرسلین کرام ہیں جو تشریف لا چکے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے خاص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو کافہ خلق کی طرف رسول بنائے گئے اور رسول کی بجائے رسل بصیغہ جمع تعظیما بیان ہوا اس لئے کہ جمع برائے تعظیم بھی آتی ہے۔

يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ میری آیتیں پڑھتے تم پر یعنی میری کتاب پڑھتے ہوئے تو جو پرہیزگاری کیے شرک سے اور اپنے کو سنوار لے اعمال صالحہ سے تو اس پر نہ کچھ خوف ہوگا قطعاً اور نہ کچھ غم۔

يَقُصُّوْنَ قص سے بنا اس کے معنی بیان کرنا۔ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ۔ من سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو انبیاء کرام کی تبلیغ پہنچی۔ اتَّقٰى۔ تقوٰی۔ سے بنا اس کے معنی ڈرانا۔ اصلاح کے معنی نیک کام کرنا۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اور جو جھٹلائیں ہماری آیتیں تم میں سے اور ان کے مقابل تکبر کرے یعنی ایمان کے مقام پر اپنے کو بلند سمجھے تو وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۔ اور جو جھٹلائیں ہماری آیتیں تم میں سے۔

وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا ۔ اور ان کے مقابل تکبر کرے ایمان کے مقابل اپنے آپ کو بلند سمجھیں استکبار کے معنی ہیں بڑا جاننا یعنی انہوں نے آیات کریمہ کو قبول کرنے سے تکبر و غرور کیا۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۔ وہ دوزخی ہیں نار کا معنی دوزخ ہے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۔ تو کون ہے اس سے بڑھ کر ظالم جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

اَظْلَمُ ۔ ظلم سے بنا یعنی شنیع ظلم کرنے والا وہ ہے جس نے اللہ پر افتراء اور کذب باندھا۔

اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۔ یا اس کی آیتیں جھٹلائیں یعنی جو ایسی باتیں بنائے جو اللہ نے نہیں فرمائیں۔

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۔ یہی لوگ ہیں کہ پہنچے گا ان کو حصہ ان کا کتاب سے۔ یعنی جس قدر روزی اور عمر اللہ نے ان کے لیے لکھ دی ان کو ملے گی (خازن)

يَنَالُ ۔ نیل سے بنا اس کے معنی ہیں پانا۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ نصیب سے مراد اخروی عذاب کا حصہ ہے جو ان کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَهُمْ۔ یہاں تک کہ جب آئیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے قاصد جو موت دیں گے۔ ملک الموت اور ان کے اعوان۔ حتیٰ غایت مدت کے لیے بیان فرمایا یعنی ملک الموت اور ان کے اعوان ان لوگوں کی عمریں پوری ہونے کے بعد آئیں گے اور ان کی روحیں قبض کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ مرنے والا احد کظ سے فرشتہ کو دیکھتا ہے۔

قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ تو کہتے ہیں کہاں ہے وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔ یعنی تمہارے وہ خدا کہاں ہیں جن کی تم عبادت کرتے تھے اللہ کے سوا تاکہ تم سے اس وقت کی مصیبت دفع کریں۔ دون کے معنی سوا بھی آتا ہے۔

قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا۔ کہیں گے وہ کہ گم ہو گئے ہم سے ایسے غائب ہو گئے کہ ان کا نام و نشان ہی نہیں اور وہ نظر ہی نہیں آتے۔

وَشَهِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ۔ اور گواہی دیں گے اپنی جانوں پر کہ بے شک وہ کافر تھے یعنی اعتراف کریں گے اپنے کفر کا۔ یہاں شہدوا تحقیق کے لیے فرمایا گیا۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ۔ فرمایا داخل ہو جاؤ تم ان گروہوں میں کہ بے شک گذر گئے تم سے پہلے جن اور انسان سے آگ میں۔

قَالَ کا فاعل پروردگار عالم ہے۔ اُدْخُلُوْا سے مراد عالم برزخ ہے جن میں حکم ہے کہ ان امتوں سے جا ملو جو کفار کی جماعتیں تم سے پہلے دوزخ میں جا چکی ہیں یعنی بروز قیامت ان کافروں کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اس جماعت میں جو تمہاری مصاحب تھی تم سے پہلے آگ میں گئیں جن اور انس سے فی النار۔ آگ میں۔ یہ جملہ بھی ادخلوا سے متعلق ہے۔

کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا۔ جب کبھی داخل ہوگا ایک گروہ تو لعنت کرے گا اپنے ہم جنس پر یہاں تک کہ جب جمع ہو جائیں گے وہ سب اس میں یعنی جب ایک گروہ داخل ہو جائے آگ میں تو دوسرا گروہ لعنت کرے جو ان کے دین پر تھا یعنی مشرکوں پر مشرک لعنت کریں گے۔ یہود یہود پر۔ نصرانی نصرانی پر۔ مرزائی مرزائی پر یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑیں یعنی ہم مذہب یا وہ جنہیں پہلوں نے گمراہ کیا تھا اور وہ ان کی پیروی میں گمراہ ہوئے۔ ادّارکوا۔ اصل میں تدارکوا تھا جس کے معنی ہوتے ہیں کہ جب پہلوں سے پچھلے ملیں اور جہنم میں جمع ہو جائیں۔ تا کو دال سے بدلا اور ساکن کیا پھر ادغام کر کے ہمزہ وصل لے آئے تو اذا دّارکوا ہو گیا۔

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۔ تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے اے ہمارے رب انہوں نے ہم کو بہکایا تھا یعنی نئے آنے والے پچھلے آئے ہوؤں کو کہیں گے کہ اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو انہیں دگنا عذاب دے آگ کا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ ہم نے سب کو دوگنا عذاب دیا ہے یعنی جنہوں نے گمراہ کیا اور جو گمراہ ہوئے لیکن تمہیں خبر نہیں کہ عذاب میں سب کو یکساں عذاب ہوتا ہے اس لیے گمراہ ہونا یا گمراہ کرنا جرم سب کا ایک ہی ہے خواہ کسی کے کہنے سے کوئی گمراہ ہو یا کسی نے گمراہ کیا۔ لہٰذا تم سب کو عذاب اسی طرح دیا جائے گا۔

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۔ اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے تو تم ہم سے کچھ اچھے نہ رہے یعنی تم میں اور ہم میں کوئی امتیاز نہیں رہا سب مساوی عذاب میں مبتلا ہیں تو چکھو عذاب کا مزہ بدلہ تمہارے کرنے کا بوجہ تمہارے کفر کے یعنی اعمال خبیثہ کا نتیجہ پاؤ۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۃ اعراف پ ۸

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ۝

وہ جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو اور تکبر کیا ان سے ان کے لیے نہیں کھولے جائیں گے آسمان کے دروازے اور وہ نہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک سوئی کے ناکے سے اونٹ داخل نہ ہو اور ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم مجرموں کو۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

ان کے لیے آگ کا بچھونا ہے اور آگ ہی کا اوڑھنا ہے اور وہ انہیں گھیرے ہوئے ہوگی اور ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم کسی جان کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت،

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

تک وہ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۖ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لیے بہتی ہوں گی نہریں ان کے نیچے اور کہیں گے سب خوبیاں اس اللہ کو جس نے ہمیں ہدایت کی اس کی اور نہ تھے ہم ہدایت پانے والے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا بے شک آئے رسول ہمارے رب کے حق لے کر اور ندا ہوئی کہ یہ تمہیں جنت کی میراث ملی بدلہ تمہارے عملوں کا۔

وَنَادٰى أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ أَصْحٰبَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِينَ ○

اور پکارا جنت والوں نے جہنم والوں کو کہ ہمیں تو مل گیا جو وعدہ ہم سے ہمارے رب نے سچا کیا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ تمہارے رب نے سچا کیا تھا بولے ہاں تو منادی نے پکار دیا بیچ میں کہ لعنت اللہ کی ظالموں پر۔

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كٰفِرُونَ ○

جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اسے کجی اور وہ آخرت سے انکار کرتے ہیں۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ○

اور ان دونوں کے متعلہ حجاب ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے پہچانتے دونوں کو ان کی پیشانیوں سے اور وہ جنتیوں کو پکاریں کہ سلام ہو تم پر نہ داخل ہوئے جنت میں اور وہ اس کی خواہش رکھتے تھے۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصٰرُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ○

اور جب پھیری جائیں ان کی آنکھیں جہنمیوں کی طرف کہیں اے رب ہمارے نہ کر ہمیں ظالموں کے ساتھ۔

حل لغات رکوع پنجم سورۃ اعراف پ ۸

ان۔بیشک	الذین۔وہ جنہوں نے	کذبوا۔جھٹلایا	بایتنا۔ہماری آیتوں کو
و۔اور	استکبروا۔تکبر کیا	عنہا۔اس سے	لا۔نہ
تفتح۔کھولے جائینگے	لہم۔ان کے لیے	ابواب۔دروازے	السماء۔آسمانوں کے
و۔اور	لا۔نہ	یدخلون۔داخل ہونگے	الجنۃ۔جنت میں
حتی۔یہاں تک کہ	یلج۔داخل ہو	الجمل۔اونٹ	فی۔بیچ
سم۔ناکے	الخیاط۔سوئی کے	و۔اور	کذلک۔اسی طرح
نجزی۔بدلہ دیتے ہیں ہم	المجرمین۔مجرموں کو	لہم۔انکے لیے	من جہنم۔جہنم کا
مہاد۔بچھونا ہے	و۔اور	من فوقہم۔انکے اوپر	غواش۔اوڑھنا
و۔اور	کذلک۔اسی طرح	نجزی۔بدلہ دیتے ہیں ہم	الظلمین۔ظالموں کو
و۔اور	الذین۔وہ جو	امنوا۔ایمان لائے	و۔اور
عملوا۔عمل کیے	الصلحت۔اچھے	لا۔نہیں	نکلف۔تکلیف دیتے ہم
نفسا۔کسی جان کو	الا۔مگر	وسعہا۔اسکی طاقت بھر	اولئک۔یہی ہیں
اصحب۔رہنے والے	الجنۃ۔جنت کے	ہم۔وہ	فیہا۔اس میں
خالدون۔ہمیشہ رہیں	و۔اور	نزعنا۔کھینچ لینگے ہم	ما۔جو
فی۔بیچ	صدور۔سینوں	ھم۔انکے میں ہے	من غل۔دشمنی
تجری۔چلتی ہیں	من تحتہا۔اسکے نیچے	الانھر۔نہریں	و۔اور
قالوا۔کہینگے	الحمد۔سب تعریف	للہ۔اللہ کے لیے ہے	الذی۔جس نے
ھدا۔ہدایت دی	نا۔ہم کو	لھذا۔اس کی	و۔اور
ما۔نہیں	کنا۔تھے ہم	لنھتدی۔کہ ہدایت پاتے	لولا۔اگر نہ ہوتا
ان۔یہ کہ	ھدا۔ہدایت دی	نا۔ہم کو	اللہ۔اللہ نے
لقد۔بیشک	جاءت۔آئے	رسل۔رسول	ربنا۔رب ہمارے کے
بالحق۔حق کے ساتھ	و۔اور	نودوا۔پکارے جائینگے	ان۔یہ کہ

تلکم۔ یہ	الجنۃ۔ جنت ہے	اورثتمو۔ تم وارث ہوئے	ھا۔ اس کے
بما۔ بدلے اسکے جو	کنتم۔ تم	تعملون عمل کرتے تھے	و۔ اور
نادی۔ پکارینگے	اصحب رہنے والے	الجنۃ۔ جنت کے	اصحب۔ دوزخ
النار۔ والوں کو	ان۔ یہ کہ	قد۔ بیشک	وجدنا۔ پایا ہم نے
ما۔ جو	وعد۔ وعدہ کیا	نا۔ ہم سے	ربنا۔ ہمارے رب نے
حقا۔ سچ	فھل۔ تو کیا	وجدتم۔ پایا تم نے	ما۔ جو
وعد۔ وعدہ کیا	کم۔ تم سے	ربکم۔ تمہارے رب نے	حقا۔ سچا
قالوا۔ کہیں گے	نعم۔ ہاں	فاذن۔ پھر آواز دیگا	مؤذن۔ آواز دینے والا
بینھم۔ ان میں	ان۔ یہ کہ	لعنۃ۔ لعنت ہو	اللہ۔ اللہ کی
علی۔ اوپر	الظالمین ظالموں کے	الذین۔ وہ جو	یصدون۔ روکتے ہیں
عن سبیل۔ راہ	اللہ۔ خدا سے	و۔ اور	یبغونھا۔ چاہتے اس میں
عوجا۔ کجی	و۔ اور	ھم۔ وہ	بالاخرۃ۔ آخرت کے
کافرون۔ منکر ہیں	و۔ اور	بینھما۔ ان کے درمیان	حجاب۔ پردہ ہوگا
و۔ اور	علی۔ اوپر	الاعراف۔ اعراف کے	رجال۔ مرد ہوں گے
یعرفون پہچانتے ہونگے	کلا۔ ہر ایک کو	بسیمھم۔ انکے نشان سے	و۔ اور
نادوا۔ آواز دینگے	اصحاب۔ جنت	الجنۃ۔ والوں کو	ان۔ یہ کہ
سلام۔ سلام ہو	علیکم۔ تم پر	لم۔ نہیں	یدخلوھا۔ داخل ہوئے
ھا۔ اس میں	و۔ اور	ھم۔ وہ	یطمعون۔ امید رکھتے ہونگے
و۔ اور	اذا۔ جب	صرفت۔ پھیری جائیگی	ابصار۔ آنکھیں
ھم۔ ان کی	تلقاء۔ طرف	اصحب۔ آگ	النار۔ والوں کے
قالوا۔ کہینگے	ربنا۔ اے ہمارے رب	لا۔ نہ	تجعلنا۔ بنا ہم کو
مع۔ ساتھ	القوم۔ قوم	الظالمین۔ ظالم کا۔	

مختصر تفسیر رکوع پنجم سورہ اعراف پ ۸

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ

حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَکَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور ان پر ایمان لانے سے سرتابی کی ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیں گے انکا بچھونا اور اوڑھنا جہنم کا ہوگا اور ایسے ہی ہم ظالموں کو سزا دیں گے۔

خلاصۂ تفسیر

جو اللہ تعالےٰ کی آیتیں جھٹلاتے اور ان پر تکبر کیا کرتے تھے ان کے اعمال اور ان کی روحوں کے لیے ابواب سماء نہ کھولے جائیں گے اس لیے کہ ان کی روحیں اور ان کے اعمال دونوں خبیث ہیں۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفار کی روحوں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے کیونکہ ان کی روحیں گندی ہوتی ہیں ان کو اوپر نہیں چڑھایا جائے گا بلکہ نیچے سجین میں پھینک دیا جائے گا۔

امام مالک۔ نسائی اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب کی روایت سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں کافر کے متعلق حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سیاہ رو فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے بعد ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں اس سے بدترین بدبو نکلتی ہے جس طرف سے ان کا گذر ہوتا ہے تو وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ گندی روح کون ہے تو اس کی روح قبض کرنے والے فرشتے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی لاش ہے آخری ساتویں آسمان پر لے جاکر دروازہ کھلوانے کی درخواست کرتے ہیں لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ الی آخرہٖ اور مومنین کی ارواح کے لیے وہ دروازے کھولے جاتے ہیں۔

ابن جریج فرماتے ہیں کہ آسمان کے دروازے کفار کے اعمال و ارواح کے لیے نہیں کھلتے۔ بلکہ زندگی میں بھی ان کا عمل آسمان پر نہیں جا سکتا۔ تو موت کے بعد ان کی روح کیسے اوپر جا سکتی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آسمان کے دروازے نہ کھولے جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ خیر و برکت

اور نزول رحمت سے محروم رہتے ہیں۔

اور کافر کا جنت میں دخول محال ہے جیسا کہ ایلاج جمل سم خیاط میں محال ہے یعنی اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخلہ محال ہے ایسے ہی کافر و مشرک کا جنت میں دخول محال ہے تو یہاں ان کا دخول سوئی کے ناکے اونٹ کے داخل ہونے پر موقوف رکھا گیا تو جو بات محال پر موقوف ہو وہ محال ہوتی ہے اس سے بہ نص قطعی ثابت ہوا کہ کفار کا بحالت کفر مر کر جنت میں داخل ہونا محال ہے۔

ان کے لیے آگ بچھونا اوڑھنا ہے یعنی ان کے اوپر نیچے آگ ہوگی۔

چنانچہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں۔

وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آئتیں جو دلالت کرتی ہیں اصول دین اور احکام شرع پر مشتمل دلائل وجود صانع اور توحید الٰہی کے اور وہ دلیلیں جو نبوت اور معاد اور مثل اس کے دلالت کرتی ہیں وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا اور ان کے مقابل تکبر کرتے ہیں یعنی ان آیات کریمہ کی تحقیر میں مبالغہ کرتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے التفات کرنے سے پرہیز کرتے بلکہ آنکھیں بند کر کے ان آیتوں کے مطالب و معانی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ان احکام کی لطافت و مقتضیات پر عمل نہیں کرتے۔

ان کے لیے نہ کھولے جائیں گے یعنی ان روحوں کو جب وہ مر جائیں نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے جیسے کھولے جائیں گے مومنین کے لیے۔

احمد۔ نسائی۔ حاکم نے یہ حدیث نقل کی اور بیہقی وغیرہ نے اس کی تصحیح کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر ملائکہ آتے ہیں تو اگر وہ مرد صالح ہو تو کہتے ہیں اے پاک نفس نکل جسد پاک سے نکل تعریفوں کے ساتھ اور بشارت لے روح و ریحان کی جیسا کہ قرآن کریم میں پ۲۷ ع۱۶ میں فرمایا فاما ان کان من المقربین فروح و ریحان وجنۃ نعیم۔ اور اگر وہ مرنے والا مقربوں سے ہو تو راحت اور پھول اور چین کے باغ اور رب کی رضا بلا کسی غضب کے تو وہ یہی کہتے رہتے ہیں حتی کہ وہ روح نکل آتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کا دروازہ کھلواتے ہیں اور کہا جاتا ہے یہ کون ہے جسے تم لاتے ہو فرشتے کہتے ہیں فلاں کا بیٹا تو وہاں کے فرشتے مرحبا کہہ کر دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں تعریفوں اور بشارت روح و ریحان کے ساتھ داخل ہو اور اللہ راضی ہے غضب و غصہ تجھ پر نہیں اور وہ یہ کہتے ہوتے ہیں حتی کہ

اسی طرح یہ روح ساتویں آسمان تک پہنچتی ہے۔

اور اگر مرنے والا بے دین اور برے عمل والا ہوتا ہے تو ملائکہ آکر اسے کہتے ہیں (نکل او روح خبیثہ جسد خبیث سے لوٹ دینے سے برائیوں کے ساتھ اور خبر لے حمیم و غساق اور آخر من شکلہ ازواج کی جیسا کہ پارہ ۲۳ ع ایس ہے اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا مگر کھولتا پانی اور پیپ اور اس شکل کے اور جوڑے نمبر ۲۳ ع ۱۳) فرشتے اسے یہی کہتے رہیں گے کہ وہ نکالی جائے۔ پھر آسمان کی طرف اٹھائیں اور باب سما کھولنے کو کہیں وہ دریافت کریں کون ہے فرشتے بتائیں فلاں فلاں کے بیٹے کی روح تو اسے کہا جائے اسکا آنا اسکی خباثت کی وجہ میں نامبارک ہے یہ جسم خبیث سے آیا لوٹ جاؤ برائیوں کے ساتھ اس کے لیے دروازہ آسمان کا کھل نہیں سکتا پھر وہ آسمان سے قبر کی طرف واپس کیا جائے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں۔

ایک قول ہے کہ ابواب سما اس کے لیے اور اس کے دعا و اعمال کے لیے نہیں کھولا جائیگا جو مکذب آیات ہے یہ حسن اور مجاہد کا قول ہے۔

ابن جریج سے یہ روایت ہے کہ اسکی روح اور عمل کے لیے دروازہ آسمان نہ کھلے گا۔

ایک قول یہ ہے کہ لا یفتح لهم کے معنی یہ ہیں کہ اس کے عمل نہ چڑھیں اور نہ اسپر برکت نازل ہو اور آسمان کے دروازے ہونا اور اعمال صالحہ اور ارواح طیبہ کے لیے کھلنا نصوص واردہ سے ثابت ہے اور یہ امر ممکن ہے اسکی خبر مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تو اسکی تاویل کرنے کی حاجت نہیں۔

اور آسمان کا کردی ہونا اور خرق والتیام نہ ہونے کا خیال ایسے دلائل سے ہے جو ابھی ناتمام ہیں اس فن کے محققین ابھی تک ہمارے نزدیک بہکے ہوئے ہیں۔

اور اہل ہیئت، جدیدہ خرق والتیام علی الافلاک جائز مانتے ہیں جو ان کے ظاہر کلام سے ثابت ہے۔

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ قرآن کریم میں ابواب سما جو آیا ہے اس سے بھی امتناع خرق التیام لازم نہیں آتا۔

اور نہ داخل ہوں گے جنت میں قیامت کے روز حتی یلج یہاں تک کہ داخل ہو الجمل یعنی اونٹ۔ حضرت ابن مسعود سے سوال کیا گیا جمل کے متعلق تو آپ نے فرمایا وہ نر اونٹ ہے

اور حسن نے فرمایا وہ اونٹ کا تر بچہ ہے۔ سوئی کے ناکے ہیں یعنی سوئی کے چھید میں سے داخل ہونا محال بالذات ہے لہٰذا یہ کفار جنت میں کبھی نہیں جائیں گے۔

كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۔ اور ایسے ہی یعنی مثل اس کے ذلت کا بدلہ مجرموں کو دیتے ہیں یعنی مجرموں کی جنس میں جو داخل ہیں سب کا یہی بدلہ ہے۔

تحقیق لفظ جرم

جرم اصل میں پھل کاٹنے کو کہتے ہیں جبکہ درخت سے توڑیں محاورہ میں کہتے ہیں اَجْرَمَ صَارَ ذَا جُرْمٍ جب پھل پک جائے لیکن عرف میں برے کام میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی اچھے کام کو جرم نہیں کہتے۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ان کے لیے جہنم میں آگ ہی بچھونا ہے اور آگ ہی اوڑھنا اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو۔

ان کے لیے جہنم میں بچھونا ہے یعنی فرش ان کے نیچے اور مہاد پر تنوین تفخیم ہے اور ان کے اوپر ڈھانپنے ہوئے۔ یعنی غواش غاشیہ کی جمع ہے جو اوپر کو احاطہ کیے ہوتا ہے یعنی انہیں ہر طرف سے دوزخ کی آگ گھیرے ہوگی۔

ابن عباس اور محمد بن کعب قرظی نے فرمایا۔ لحف کے معنی میں غاشیہ آتا ہے اور لحاف کی طرح وہ انسان کو ڈھانپ لیتا ہے۔

ابن مردویہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت کرکے فرمایا ہر طبقے میں اوپر اور کچھ طبقے نیچے ہیں نہیں معلوم اس کے اوپر کیا ہے اور اس کے نیچے کیا۔ سوا اس کے کہ نیچے کا طبقہ اٹھتا ہے اور اوپر کا طبقہ رکھا رہتا ہے۔ اور پھر وہ دونوں مل کر تنگ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ٹیس زخم میں جیسے ہوتی ہیں اس میں پیدا کر دے گا۔

اور ایسے ہی یعنی اس کے سزاء شدید دیتے ہیں بدلہ ظالموں کو۔ اس قسم کے لوگوں کو اولاً مجرمین فرمایا اور کبھی ظالم کہا اس میں تنبیہ ہے کہ یہ سزا جرم تکذیب آیات میں ہے اور تکبر و عدم التفات پر ظالمین فرما کر دو صفتیں بیان کیں۔ جرم سے جنت سے محروم ہونا اور ظلم کا بدلہ عذاب نار فرمایا

اب یہ بھی سمجھ لیں کہ قرآن کریم میں اسلوب بیان یوں ہے کہ اگر اول عذاب اور کفر کا تذکرہ ہو تو اس کے بعد ثواب اور ایمان والوں کا ذکر فرمایا۔ گویا طریقہ بیان قرآن یہ ہے کہ جہنم کا ذکر اگر اول کیا جائے تو اس کے بعد جنت کا ذکر ضروری ہوگا اور اگر اول جنت یا ایمان کا ذکر ہو تو اس کے بعد جہنم اور کفر کا تذکرہ لازماً آئے گا بنا بریں بموجب اسلوب بیان قرآنی چونکہ اول مکذبین آیات کا ذکر ہو چکا تو اب مومنین کا تذکرہ شروع ہے حیث قال سبحانہ وتعالیٰ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم کسی جان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے مگر گنجائش بھر وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۔ اور ہم نے ان کے سینوں سے کینے کھینچ لیے ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں ہدایت فرمائی اس کی اور ہم نہ تھے راہ پانے والے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

نزع کے معنی کسی جمی ہوئی چیز کو ہلا کر اکھیڑنا ہے اسی لیے جانکنی کو بھی نزع کہتے ہیں کہ رگ رگ سے جان کھینچ لی جاتی ہے۔ نفس انسان کو بغض و عناد گھیرے ہوتا ہے اسی لیے ارشاد فرمایا۔ صُدُوْرِهِمْ۔ اس سے مراد دل اور سینہ ہے۔ غل کا معنی ہے خفیہ طریقہ سے کسی چیز کا داخل ہونا اسی لیے خیانت کو بھی غلول کہتے ہیں اور کینہ فساد حسد جو دل میں ہو اسے غل کہتے ہیں۔ تفسیر کبیر

یعنی مومنین کی آپس میں جو عداوت و کینہ و بغض دنیاوی تھے وہ ہم دور فرما کر پاک صاف کر کے جنت میں داخل کریں گے۔ تَحْتِهِمُ سے مراد تحت بُستانِہم ہے۔ انہار دودھ۔ شراب طہور وغیرہ کی مختلف نہریں عطا ہوں گی۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۔ اور کہیں گے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس کی راہنمائی فرمائی اور اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ کرتا تو ہم ہرگز ہرگز ہدایت نہ پاتے۔

اس میں اہل جنت کی شکر گذاری اور خوشی منانے کا ذکر ہے۔

لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ بے شک آئے رسول ہمارے رب کی طرف سے حق لے کر اور ندا ہوئی کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی

بدلہ تمہارے عملوں کا۔

وَنَادٰى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ه الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ه

اور جنت والے دوزخ والوں کو پکاریں کہ ہمیں تو مل گیا جو وعدہ ہم سے ہمارے رب نے سچ فرمایا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ بولیں گے ہاں تو پکارے پکارنے والا بیچ میں کہ اللہ کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں اسے ٹیڑھا اور آخرت سے انکار کرتے تھے۔

بیشک آئے رسول ہمارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔ یہ ہم پر لطف الٰہی تھا اور تنبیہ قبول ہدایت کے لیے تو ہم نے ہدایت قبول کی۔ یہ کہیں گے اس خوشی میں جو انہوں نے ہدایت قبول کر کے پایا اور اپنا اعتقاد ظاہر کرنے کے لیے اور ندا ہو کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی۔ گویا انہیں کہا جائے اور یہ بشارت دی جائے۔

چنانچہ مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں تو ایک ندا کرنے والا پکارے تمہارے لیے زندگانی ہے کبھی نہ مرو گے تمہارے لیے تندرستی ہے کبھی بیمار نہ ہو گے تمہارے لیے عیش ہے کبھی تنگ حال نہ ہو گے۔

میراث جو فرمایا وہ بمعنی عطا ہے بدلہ تمہارے اعمال کا یہاں اس بخشش کو میراث فرمایا اسلیے کہ وہ جنت کا مستحق کسی عمل کی وجہ سے نہیں ہوا۔ بلکہ وہ محض فضل الٰہی سے ہے جس کا وعدہ طاعات پر فرمایا گیا۔ تو وہ مثل میراث کے ہے جیسے میت کا متروکہ بلامعاوضہ میراث میں ملتا ہے اور وہ خالص بخشش ہوتی ہے۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ میں ب سببی ہے۔ لیکن یہ سبب موجب اعطاء جنت نہیں اگرچہ ظاہر معنی میں سبب وہی ہے اعطاء جنت کا عمل۔ مگر جیسے ورثہ کا مالک وارث بلا کسب ہوتا ہے اور نسب اس کا سبب ہوتا ہے ایسے ہی یہاں رضائے الٰہی سبب ہے اعطاء جنت کا۔ بعض کتابوں سے حضور کا یہ ارشاد ملتا ہے لن یدخل الجنۃ احد کم بعملہ ایسے ہی حضور کا فرمان صحیحین میں ہے جو حضرت ابوہریرہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ لن ینجوا احد منکم بعملہ۔

اور یہ بھی قول ہے کہ اہل نار کو فرمایا جائے لو کانوا اطاعوا جعلها الله تعالی لهم المومنین۔

ابن جریر۔ ابو الشیخ سدی سے راوی ہیں ما من مومن وکافر الا ولہ فی الجنۃ والنار منزل مبین فاذا دخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار ودخلوا منازلھم رفعت الجنۃ لاھل النار فنظروا الی منازلھم فیھا فقیل ھذہ منازلکم لو عملتم بطاعۃ اللہ تعالی ثم یقال یا اھل الجنۃ رثوھم بما کنتم تعملون۔

اور پکاریں جنت والے دوزخ والوں کو کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا ثواب کا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ کیا تھا۔ عذاب سے اور یہ انہیں بطریق شماتت کہا جائے گا۔ اسے اس نعمت کا اعتراف بھی ہوگا جو اللہ تعالے نے انہیں عطا فرمائی تو کہیں ہاں۔ تو منادی پکار دے ان کے بیچ میں جس کی آواز جنتی جہنمی سب سنیں گے اور وہ منادی ایک فرشتہ ہوگا کہ اللہ کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں یعنی دین اسلام کے قبول سے روکتے ہیں اور چاہتے ہیں اس سے کجی یعنی دین کے سیدھے راستہ سے ٹیڑھے راستہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں اور وہ آخرت سے یعنی دار الجزاء سے منکر ہیں یعنی وہ دوزخ سے انکاری اور جنت کے منکر ہیں۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ۔ اور ان کے اور جنتیوں کے درمیان ایک پردہ ہے اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے کہ دونوں فریق کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے بینہما جنت دوزخ کے درمیان حجاب دیوار ہوگی جس کا ذکر سورۃ حدید کی آیت میں آچکا ہے حیث قال اللہ تعالے فضرب بینہم بسور لہ باب پ ۲۷ ع ۸ تو ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا باطنہ فیہ الرحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب اس کے اندر کی طرف رحمت اور اسکے باہر کی طرف عذاب ہے۔

اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے۔ وہ عرف کی جمع ہے اس میں استعارہ عرف فرس اور عرف الدیک یعنی مرغ کی کلغی سے ماخوذ ہے۔ اور مردوں سے مراد افضل ہیں مسلمین یا وہ جنت میں سب کے بعد داخل ہوں اور انکا داخلہ استواء حسنات وسیئات کی وجہ میں ہوگا۔ یا وہ مرد ہوں جن سے ماں یا باپ راضی نہ ہوں یا اطفال مشرکین مراد ہیں۔

اعراف کے متعلق مفصل تحقیق از روح المعانی

۱:۔ اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں وہ اعراف پر ٹھہرے ہونگے

جب اہل جنت کی طرف ان کی نگاہ پڑے گی تو انہیں سلام کریں اور جہنمیوں کی طرف دیکھیں تو کہیں الٰہی ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر آخر وہ بھی جنت میں داخل کیے جائیں۔

۲:۔ ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شریک ہوئے مگر ان کے والدین ان سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں۔

۳:۔ ایک قول یہ ہے کہ اعراف ان کے لیے ہے جن کے والدین سے ایک ناراض ہو اور ایک راضی۔

ان اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل اعراف کا رتبہ اہل جنت سے کم ہے۔

۴:۔ مجاہد کہتے ہیں اعراف میں صلحاء فقراء و علماء ہوں گے اور انکا وہاں قیام اس لیے ہوگا کہ دوسروں کے فضل و شرف کو دیکھیں۔

۵:۔ ایک قول یہ ہے کہ اعراف میں انبیاء کرام ہوں گے اور وہ یہاں تمام قیامت پر ممتاز کیے جائیں اور یہاں سے ان کے رتبہ عالیہ کا اظہار کیا جائے تاکہ جنتی و دوزخی انہیں دیکھیں اور وہ سب کے احوال ثواب و عذاب کا معائنہ کریں۔

ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب اعراف جنتیوں میں افضل ہیں۔

ان ہر دو قسم کے اقوال میں تناقض نہیں اس لیے کہ ہر طبقہ کے لوگ اعراف میں ٹھہر کر اپنے مقام پر بھیجے جائیں گے۔

۶:۔ ایک قول حضرت حسن بصری سے یہ ہے کہ اعراف میں وہ لوگ ہوں گے کہ نیکیوں کے باوجود ان میں عجب و تکبر ہو۔

۷:۔ مسلم بن یسار کہتے ہیں کہ اعراف ان کا مقام ہے جن پر لوگوں کا قرض ہو۔

۸:۔ ایک قول ہے کہ اہل فترت اعراف میں ہوں۔

۹:۔ ایک قول ہے کہ مشرکین کے بچے ہوں گے۔

۱۰:۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ولد الزنا جو ہوں گے وہ وہاں رہینگے۔

۱۱:۔ ایک قول یہ ہے کہ امراء جنت کے مقابلہ میں مساکین جنت کا یہ مقام ہے

۱۲:۔ ابو مسلم سے مروی ہے کہ اعراف ان ملائکہ کا نام ہے جو صورت انسان میں نظر آئیں مگر وہ انسان نہ ہوں گے نہ وہ مرد ہوں گے نہ عورت۔

۱۳:۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ایک بلند مقام ہوگا جس سے نیچے کے تمام پہچانے جائیں۔

۱۴:۔ ایک قول ہے کہ اعراف جبل احد ہو گا۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد یحبنا ونحبہ وانہ یوم القیامۃ یمثل بین الجنۃ والنار یحبس علیہ اقوام یعرفون کلا بسیماھم وھم ان شاء اللہ من اھل الجنۃ یعنی احد ہمیں محبوب ہے اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور وہ قیامت کے دن جنت اور جہنم کے مابین قائم ہوگا اس پر وہ بیٹھیں گے جو ہر ایک کی پیشانی سے پہچانے جائیں گے اور ان شاء اللہ تعالے وہ اہل جنت ہوں گے

۱۵:۔ ایک قول ہے کہ اعراف ہی پلصراط کا دوسرا نام ہے۔
اور اس سے زائد تفصیل دیکھنی ہو تو روح المعانی آلوسی میں آیہ کریمہ وعلی الاعراف رجال میں ملاحظہ کریں

اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے کہ دونوں فریق کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے یعنی سعداء واشقیاء ان کی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ مومنین کی علامت چہروں کا نورانی ہونا نظر آئے گا اور کفار کالے چہروں اور نیلی آنکھوں سے پہچانے جائیں گے جیسے عربی میں زرق کہا جاتا ہے۔ ازرق یعنی بہت نیلا۔

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور پکاریں گے اعراف والے جنتیوں کو سلام علیک کے ساتھ یعنی اعراف والے کہیں تم پر سلام ہو ہم بھی جنت کے سائل تھے یہ تہنیتاً اہل جنت کو اعراف والے کہیں گے جنت میں نہ داخل ہوئے اور وہ اس کی طمع رکھتے تھے انہیں خواہش تھی جنت میں داخل ہونے کی اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی تو پکاریں گے پناہ مانگتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔ پناہ مانگیں گے اللہ سے اور گھبرا کر رحمت کی طرف جھکیں تاکہ انہیں جہنمیوں کے ساتھ نہ کیا جائے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۂ اعراف پ ۸

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا — اور پکاریں اعراف والے ان کو جنہیں وہ

يَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

ان کی پیشانی سے پہچانیں گے کہیں تمہیں مستغنی نہ کیا تمہارے جتھے نے اور وہ جو تکبر کرتے تھے۔

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسم کھا کر کہتے تھے نہ ملے گی انہیں رحمت اللہ کی (ان سے تو) کہا گیا جنت میں داخل ہو نہ تمہیں کوئی اندیشہ نہ کوئی غم۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور پکاریں دوزخی جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس سے جو کھانے کو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک اللہ نے کھانا پینا دونوں کو کافروں پر حرام کیا۔

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

جنہوں نے بنایا دین کو کھیل تماشہ اور فریب دیا انہیں دنیا کی زندگی نے تو آج انہیں ہم بھلا دیں گے جیسے بھلایا انہوں نے اس دن کا خیال اور جیسے تھے ہماری آیتوں سے سخت منکر۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور یقیناً لائے ہم ان کے پاس ایک کتاب جس میں ہم نے تفصیل سے علم ہدایت و رحمت دی ایمان والوں کے لیے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

کیا انتظار کر رہے ہیں مگر یہ کہ کیا ہوا آئے جس دن آجائے گا انکا کیا ہوا بول پڑیں گے وہ جو بھلائے بیٹھے ہیں بے شک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ تو کیا ہیں ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والے جو ہماری سفارش کریں یا ہم دنیا میں واپس لوٹائے جائیں تو عمل کریں خلاف اس عمل کے جو ہم کرتے تھے بے

شک نقصان میں ڈالیں انہوں نے اپنی جانیں
اور بہک گئے جس پر افتراء کرتے تھے۔

حل لغات رکوع ششم سورۂ اعراف پ ۸

و۔اور	نادی۔پکاریں	اصحب۔رہنے والے	الاعراف۔اعراف کے
رجالا۔کچھ آدمیوں کو	یعرفونہم۔پہچانتے ہونگے ان کو		بسیمٰہم۔انکے چہروں سے
قالوا۔کہیں گے	ما۔نہ	اغنی۔کام آیا	عنکم۔تمہارے
جمعکم۔تمہارا جتھا	و۔اور	ما۔جو	کنتم۔تھے تم
تستکبرون۔تکبر کرتے	ا۔کیا	ھٰؤلاء۔یہی	الذین۔وہ لوگ ہیں
اقسمتم۔کہ قسمیں کھائیں تم نے	لا۔نہیں	ینالہم۔پہنچائیگا انکو	اللہ۔اللہ
برحمۃ۔اپنی رحمت	ادخلوا۔داخل ہوجاؤ	الجنۃ۔جنت میں	لا۔نہیں
خوف۔کوئی خوف	علیکم۔تم پر	و۔اور	لا۔نہ
انتم۔تم	تحزنون۔غم کھاؤ گے	و۔اور	نادی۔پکاریں
اصحب۔اہل	النار۔دوزخ	اصحب۔اہل	الجنۃ۔جنت کو
ان۔یہ کہ	افیضوا۔گراؤ	علینا۔ہم پر	من الماء۔پانی
او۔یا	مما۔وہ جو	رزقکم۔رزق دیا تم کو	اللہ۔اللہ نے
قالوا۔کہیں گے	ان۔بیشک	اللہ۔اللہ نے	حرمہما۔حرام کیا انکو
علی۔اوپر	الکافرین۔کافروں کے	الذین۔وہ جنہوں نے	اتخذوا۔پکڑا
دینہم۔اپنے دین کو	لہوا۔کھیل	و۔اور	لعبا۔تماشہ
و۔اور	غرتہم۔دھوکہ دیا انکو	الحیوۃ۔زندگی	الدنیا۔دنیا نے
فالیوم۔تو آج	ننسٰہم۔ہم بھولیں گے انکو	کما۔جیسے	نسوا۔بھول گئے
لقاء۔ملاقات	یومہم۔اپنے دن	ھٰذا۔اس کی	و۔اور
ما۔جو	کانوا۔تھے	بایٰتنا۔ہماری آیتوں کا	یجحدون۔انکار کرتے
و۔اور	لقد۔بیشک	جئنٰہم۔ہم لائے انکے پاس	بکتاب۔کتاب

فصلنٰہ۔ کھول کر بیان کیا ہم نے		علی۔ اوپر	علم۔ علم کے
ھدی۔ ہدایت	و۔ اور	رحمۃ۔ رحمت	لقوم۔ ان لوگوں کیلئے جو
یؤمنون۔ ایمان لاتے ہیں	ھل۔ نہیں	ینظرون۔ انتظار کرتے	الا۔ مگر
تاویلہ۔ اسکے انجام کا	یوم۔ جس دن	یاتی۔ آئے گا	تاویلہ۔ اس کا انجام
یقول۔ کہیں گے وہ	الذین۔ جو	نسو۔ بھول گئے تھے	ہ۔ اسکو
من قبل۔ پہلے سے	قد۔ بیشک	جاءت۔ آئے	رسل۔ رسول
ربنا۔ ہمارے رب کے	بالحق۔ حق لے کر	فھل۔ تو کیا	لنا۔ ہمارے لیے
من۔ کوئی	شفعاء۔ سفارشی ہے	فیشفعوا۔ جو سفارش کریں	
لنا۔ ہمارے لیے	او۔ یا	نرد۔ ہم لوٹائے جائیں	فنعمل۔ تو ہم عمل کریں
غیر۔ سوا	الذی۔ اس کے کر	کنا۔ تھے ہم	نعمل۔ عمل کرتے
قد۔ بیشک	خسروا۔ گھاٹا دیا انہوں نے	انفسھم۔ اپنی جانوں کو	و۔ اور
ضل۔ بھول گیا	عنھم۔ ان سے	ما۔ جو	کانوا۔ تھے وہ
یفترون۔ جھوٹ بناتے			

مختصر تفسیر رکوع ششم سورۂ اعراف پ ۸

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِهِمْ هٰذَا وَمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝

اور پکاریں اعراف والے کچھ مردوں کو جنہیں وہ پہچانیں گے ان کی جبینوں سے کہیں گے نہ مستغنی کر سکی تمہیں تمہاری جمعیت اور جو کچھ تم تکبر کرتے تھے۔ کیا یہی ہیں وہ لوگ جن پر تم قسم کھا کر کہا کرتے تھے نہیں حاصل کر سکیں گے یہ اللہ کی رحمت (انہیں تو کہا گیا) جاؤ جنت میں کوئی اندیشہ نہیں تم کو اور نہ کچھ غم۔ اور پکاریں جہنمی جنتیوں کو کہ کچھ فیض کرو ہم پر پانی کا یا اس کا جو اللہ نے تمہیں

رزق دیا۔ کہیں گے بے شک اللہ نے جنت کا کھانا پینا کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا اور دھوکہ دیا انہوں کو دنیا کی زندگی نے تو آج ہم انہیں بھلاتے ہیں جیساکہ انہوں نے بھلا دیا تھا اس دن کے ملنے کا خیال اور جیساکہ وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

خلاصہ تفسیر آیات یہ ہے کہ

اعراف والے جہنم کے کفار میں سے بہت سوں کو ان کے چہروں سے پہچان کر ملامت کریں گے اور کہیں گے تمہارا تکبر اور غرور اور تمہاری جتھہ بندی تمہارے کچھ کام نہ آئی تم صہیب و بلال وغیرہ دیکھ کر دنیا میں تحقیر کرتے اور قسمیں کھاکر کہتے تھے کہ ان پر قسم بخدا اللہ کی رحمت نہ ہوگی دیکھو آج انہیں تو مژدہ ہے انکو بے غمی اور بے خوفی کا اور ان کو بشارتیں مل گئیں اور جنت میں داخل کر دیئے گئے جہنمی اس کا جواب نہ دے سکیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اعراف والے بھی جنت میں داخل ہو جائیں تو جہنمیوں کو بھی طمع ہو۔ تو وہ جنت میں گئے ہوئے اعرافیوں کے لیے بارگاہ رحمت میں عرض کریں الٰہی جنت میں ہمارے رشتہ دار ہیں ہمیں اتنی اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے بات کریں۔

چنانچہ اتنی اجازت انہیں مل جائے گی۔ جب وہ جنتیوں کو جو ان کے رشتہ دار تھے ایمان کے بدلے نعمتوں میں دیکھیں اور پہچانیں کہ فلاں فلاں ہمارا رشتہ دار ہے تو پکاریں اور کہیں یہ سر دپانی یہ النعمہ والمعمہ لذیذہ سے کچھ ہمیں بھی دو تو جنت والے ان کی سیہ روئی اور پریشان حالی کی وجہ میں انہیں نہ پہچانیں۔ صورتیں بگڑی ہوں گی اور وہ جنتیوں کا نام لے کر پکاریں کوئی اپنے باپ کا نام لے کر پکارے کوئی بھائی کو پکارے کہ میں جل گیا مجھ پر پانی ڈالو۔ میں بھوک میں مر رہا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دو۔

اہل جنت جواب دیں کہ اللہ تعالےٰ نے تم پر جنت کی ہر نعمت حرام کر دی ہے۔ تم نے حرام و حلال میں اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور دعوت پر تمسخر کرتے تھے اور آخرت کو بھول گئے اور اسلام کا تمسخر کرنے لگے۔ اب آج ہم تمہیں بھلا چکے دنیا میں تم نے اس دن کو بھلایا اور آیات

قرآن کا انکار کرتے رہے۔

اب تفسیر نسفی سے پڑھیے (ترجمہ)

اور پکاریں اعراف والے بہت سے لوگوں کو جو کافروں کے سردار ہوں گے پہچانیں گے۔ انہیں ان کے چہروں سے کہیں گے نہیں مستغنی کیا تمہاری جمعیت نے اور مال کثیر اور تمہاری جماعتوں نے یہ مانا فیہ ہے۔ اور وہ جو تم تکبر کرتے تھے یعنی تمہارے استکبار نے جو حق کے ساتھ تھا اور لوگوں کے مقابلہ میں کرتے تھے اور کہتے تھے کیا یہ ہیں وہ لوگ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے اور حلف اٹھایا کرتے تھے دنیا میں اس کے مشار الیہ فقراء مومنین تھے۔ مثل صہیب رومی اور سلمان پارسی کے اور مثل ان کی بلال وغیرہ کے کہ ان پر اللہ اپنی رحمت نہ کرے گا یعنی تمہاری قسمیں ہوتی تھیں کہ انہیں اللہ رحمت فرما کر جنت میں داخل نہ کرے گا یہ انکا کہنا بہ نیت تحقیر تھا اس لیے کہ وہ فقراء مومنین سے تھے تو کہا جائے اصحاب اعراف کو داخل ہو جاؤ تم سب جنت میں یہ فرمایا جائے گا اس وقت جبکہ جنتی جہنمی دونوں فریق ان کے چہروں سے پہچان لیے جائیں تو ارشاد ہو تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم تو اس کے بعد مایوس ہو کر

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ جہنمی لوگ پکاریں اہلیان جنت کو کہ ہم پر بھی کچھ فیض کرو پانی اور اس نعمت سے جو اللہ نے تمہیں رزق سے دیں۔

اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ جنت جہنمیوں سے بلند ہوگی اور وہ نیچے سے پکاریں گے اور مانگیں گے پھلوں اور فواکہات سے مایوسی کے عالم میں۔ اس لیے کہ متحیر جو کچھ مانگتا ہے اس میں ضروری نہیں ہوتا کہ اس کا مانگنا اسے مفید بھی ہو تو جنتی جواب دیں۔

قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ بے شک اللہ نے کھانا پانی حرام فرمایا ہے کافروں پر۔

یہ جواب ان کی ذلت کی وجہ میں فرمایا جائے ورنہ حرام حلال مشیت الٰہی پر ہے جیسے چاہے بخشے جسے چاہے نہ دے یہ اللہ تعالےٰ کی مشیت پر موقوف ہے آگے صفت کفار بیان کی۔

اَلَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ وہ کافر جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا اور جو جی میں آیا حلال کر لیا اور جسے جی چاہا حرام بنا دیا اور دنیا کی زندگی نے انہیں فریب دیا اور سمجھتے

رہے کہ ہمیشہ جینے ہی رہیں گے تو آج کے دن ہم تمہیں بھلاتے ہیں یعنی چھوڑتے ہیں جیسے بھلایا انہوں نے اس دن کا ملنا اور ہماری آیتوں سے جس طرح انکار کیا۔ یہاں ما موصولہ ہے نافیہ نہیں یجحدون۔ جحود سے بنا اس کے معنی ہیں دانستہ انکار کرتے رہے اور اسی انکار پر موت آئی۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اور بیشک ہم لائے ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا بڑے علم سے ہدایت و رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ کیا انتظار کر رہے ہیں یہی نا کہ اس کتاب کا بیان کیا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا کہا ہوا انجام آئے گا بول اٹھیں گے وہ جو بھلائے بیٹھے تھے پہلے سے کہ بے شک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری سفارش کریں یا ہم واپس ہو جائیں تو عمل کریں ہم پہلے عملوں کے خلاف بے شک نقصان میں ڈالیں انہوں نے اپنی جانیں اور ان سے کھوئے گئے جو وہ بہتان و افترا کر رہے تھے۔

خلاصۂ تفسیر

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور انتظار والے دن سے مراد روز قیامت اور اس دن وہ پکار پڑیں گے کہ ہم نہ قیامت پر ایمان لائے نہ ہم نے قرآن پر عمل کیا تو اگر کوئی سفارشی اتنی سفارش کر دے کہ دنیا میں پھر لوٹا دیے جائیں تو بجائے کفر کے ہم ایمان لائیں اور بجائے معصیت و نافرمانی کے اطاعت و فرمانبرداری کریں مگر نہ انہیں کسی کی شفاعت میسر ہو نہ وہ دنیا میں بھیجے جائیں آج اس افتراء کا حال بھی کھلا جو کہتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور وہ خدا کے آگے ہمارے سفارشی ہیں آج یوم قیامت انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے سب دعوے محض اوہام باطل تھے۔

ولقد جئنٰھم بکتاب فصلناہ بینا معانیہ من الاعتقادات الاحکام والمواعظ

مفصلۃ ویضم بکفرۃ قاطبۃ وقیل لہم وللمؤمنین والمراد من الکتاب للجنس وقیل للمعاصرین من الکفرۃ اومنہم ومن المؤمنین والکتاب ھو القرآن وتنوینہ للتفخیم وقد نظم بعضہم ما اشتمل علیہ من الانواع بقولہ

حلال حرام محکم متشابہ بشیر نذیر قصۃ عظۃ مثل

روح المعانی (ترجمہ)

اور بیشک ہم لائے ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا واضح کیا معنی میں عقائد واحکام اور نصائح سے اور فصلناہ میں جو ضمیر ہے وہ مطلقاً کفار کی طرف ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ کفار اور مومنین دونوں کی طرف ہے اور کتاب وہ قرآن کریم ہے اس پر تنوین تفخیم کے لیے ہے۔ اور اس پوری تفصیل کو بعض محققین نے ایک شعر میں بیان کیا وہ یہ ہے کہ قرآن میں سے حلال و حرام اور محکم و متشابہ بشارت نذارت قصہ و وعظ و تمثالیں ہیں (روح المعانی)

اب تفسیر نسفی سے پڑھیئے۔

ولقد جئناھم بکتاب فصلناہ میزنا حلالہ وحرامہ ومواعظہ وقصصہ علی علم عالمین بکیفیۃ تفصیل احکامہ ھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ھل ینظرون ینتظرون الا تاویلہ الا عاقبتہ امرہ وما یؤل الیہ من تبیین صدقہ وظھور صحۃ ما نطق بہ من الوعد والوعید یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ من قبل ترکوہ واعرضوا عنہ قد جاءت رسل ربنا بالحق ای تبین وصح انہم جاءوا بالحق فاقروا حین لا ینفعھم فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل ھل شفیع لنا شافع او ھل نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل قد خسروا انفسہم وضل عنہم ما کانوا یفترون ما کانوا یعبدونہ من الاصنام (تفسیر نسفی) ترجمہ

اور بے شک لائے ہم ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے مفصل کیا پہچانا حلال و حرام اور نصیحت دی اور قصے سنائے ۔ایک بڑے علم سے جو تمام عالموں کا ہے اور اس میں اس کی کیفیتیں ہیں۔ احکام کی تفصیل ہے۔ ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے کیا انتظار کر رہے ہیں وہ کس بات کے منکر ہیں مگر یہی نا کہ اس کتاب کا بتایا ہوا انجام سامنے آئے یعنی انجام کار اور جو اس کا بدلہ ہو اور اس بیان کی سچائی اس کے ظہور سے اور وعدہ وعید پورا ہو جس دن اس کا بتایا ہوا انجام واقع ہو جائے گا تو بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے یعنی احکام قرآن چھوڑے ہوئے

اس سے اعراض کر رہے ہیں کہیں گے بیشک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ اور صحیح نکلا بیان اور روشن ہو گیا تو اقرار جب کریں گے جب ان کا اقرار انہیں نفع نہ دے گا تو کیا ہیں ہمارے کوئی سفارشی جو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیے جائیں کوئی ایسا سفارشی ہو کہ ہماری سفارش کرے یا ہمیں دنیا کی طرف لوٹا دے تو پہلے کاموں کے خلاف کام کریں بیشک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے ان کے افتراء و کذب کھوئے گئے یعنی فرضی خداؤں کی پوجا اور بت پرستی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورہ اعراف پ ۸

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان و زمین چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شایان شان ہے ڈھانپتا ہے رات دن کو ایک دوسرے سے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستارے بنائے سب اس کے حکم کے ساتھ مسخر ہیں خبردار اس کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا برکت والا ہے اللہ پالنے والا جہان بھر کا۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○

اپنے رب سے مانگو گڑگڑا کر اور آہستہ بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

اور نہ فساد کرو زمین میں اسکے سنورنے کے بعد اور اس سے مانگو ڈرتے اور طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیک لوگوں کے۔

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

اور وہی ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں مژدہ دیتی ہوئی اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں بادل بھاری چلاتے ہیں ہم اسے کسی مردہ شہر کے لیے

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝	پھر اس سے اتارا پانی پھر نکالے اس سے ہر قسم کے پھل اسی طرح نکالتے ہیں ہم مردوں کو تاکہ تم نصیحت حاصل کرو
وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝	اور جو اچھی زمین ہے اس سے نکلتا ہے سبزہ اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب زمین ہے اس سے نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل ایسے ہی پلٹتے ہیں ہم آیتیں ان کے لئے تاکہ شکر گذار ہوں۔

حل لغات رکوع ہفتم سورۃ اعراف پ ۸

ان۔بے شک	ربکم۔تمہارا رب	اللہ۔اللہ ہے	الذی جس نے
خلق۔پیدا کیے	السموات۔آسمان	و۔اور	الارض۔زمین
فی۔بیچ	ستۃ۔چھ	ایام۔دن کے	ثم۔پھر
استوی۔قرار پکڑا	علی۔اوپر	العرش۔عرش کے	یغشی۔ڈھانپتا ہے
اللیل۔رات	النہار۔دن کو	یطلبہ۔پالیتا ہے اسے	حثیثا۔جلدی
و۔اور	الشمس۔سورج	و۔اور	القمر۔چاند
و۔اور	النجوم۔ستارے	مسخرات۔تابع ہیں	بامرہ۔حکم
لہ۔اس کے کے	الا۔خبردار	لہ۔اسی کی	الخلق۔مخلوق ہے
و۔اور	الامر۔حکم	تبارک۔برکت والا ہے	اللہ۔اللہ
رب۔رب	العلمین۔جہانوں کا	ادعوا۔پکارو	ربکم۔اپنے رب کو
تضرعا۔عاجزی	و۔اور	خفیہ۔آہستگی سے	انہ۔بیشک وہ
لا۔نہیں	یحب۔پسند کرتا	المعتدین۔حد سے بڑھنے والوں کو	
و۔اور	لا۔نہ	تفسدوا۔فساد کرو	فی۔بیچ
الارض۔زمین کے	بعد۔بعد	اصلاحہا۔اسکی درستی کے	و۔اور

ادعو۔ پکارو	ہ۔ اسکو	خوفا۔ خوف	و۔ اور
طمعا۔ امید سے	ان۔ بیشک	رحمۃ۔ رحمت	اللہ۔ اللہ کی
قریب۔ قریب ہے	من المحسنین۔ نیکوں کے	و۔ اور	ھو۔ وہ
الذی۔ وہ ہے جو	یرسل۔ بھیجتا ہے	الریاح۔ ہواؤں کو	بشرا۔ خوشخبری
بین۔ آگے	یدی۔ اسکی	رحمتہ۔ رحمت کے	حتی۔ یہاں تک کہ
اذا۔ جب	اقلت۔ اٹھاتی ہے	سحابا۔ بادل	ثقالا۔ بھارے
سقنا۔ چلاتے ہیں ہم	ہ۔ اسکو	لبلد۔ واسطے شہر	میت۔ مردہ کے
فانزلنا۔ پھر اتارتے ہیں	بہ۔ اس پر	الماء۔ پانی	فاخرجنا۔ تو نکالتے ہیں
بہ۔ اس کے ساتھ	من کل۔ ہر طرح کے	الثمرات۔ پھل	کذلک۔ اسی طرح
نخرج۔ نکالے گا	الموتی۔ مردوں کو	لعلکم۔ تاکہ تم	تذکرون۔ نصیحت پکڑو
و۔ اور	البلد۔ شہر	الطیب۔ اچھے	یخرج۔ نکلتی ہے
نباتہ۔ اسکی سبزی	باذن۔ حکم	ربہ۔ اپنے رب سے	و۔ اور
الذی۔ وہ جو	خبث۔ ردی ہے	لا۔ نہیں	یخرج۔ نکلتی
الا۔ مگر	نکدا۔ تھوڑی سی	کذلک۔ اسی طرح	نصرف۔ پلٹتے ہیں ہم
الآیت۔ آئتیں	لقوم۔ اس قوم کے لیے	یشکرون۔ جو شکر کریں	

مختصر تفسیر رکوع ہفتم سورۃ اعراف پ ۸

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

بے شک تمہارا پالنے والا اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اسکی شایان شان ہے ڈھانپتا ہے رات دن کو ایک دوسرے سے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو پابند کیا اس کے حکم میں دبے ہوئے ہیں

خبردار اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا برکت والا ہے اللہ پالنے والا سارے جہان کا اپنے رب سے مانگو گڑگڑا کر اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

خلاصۂ تفسیر

بے شک اللہ تمہارا رب ہے جس نے آسمان اور زمین مع ان تمام اشیاء کے جو ان میں ہیں چھ دن میں پیدا فرمائے جیسا کہ دوسری جگہ آیہ کریمہ میں تصریح فرمادی گئی۔ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام۔ البتہ ہم نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے چھ دن میں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ چھ دن سے مراد استقراری مدت ہے اور چھ کا عدد ایام کی قید کے ساتھ فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے ورنہ وہ قادر مطلق اگر چاہتا تو ایک لمحہ گذرنے سے بھی قبل تخلیق فرما دیتا۔ لیکن اس سے اپنے بندوں کو کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق دیا گیا ہے پھر چھ دن سے مراد یہ چھ دن نہیں ہو سکتے بلکہ یہ چھ دن دنیا کے چند دنوں کی تعداد ہے۔ اس لیے کہ دن تو اس وقت تھے نہیں اس لیے کہ جب سورج نہ تھا نہ چاند نہ ستارے تو یہ چھ دن اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے سمجھ میں لانے کے لیے فرمایا ہے ورنہ وہ علام الغیوب ہی جانتا ہے کہ یہ چھ دن کیسے اور کتنی مدت کے تھے۔

پھر ارشاد ہوا ثم استوی علی العرش۔ لفظی معنی تو یہ ہوتے ہیں کہ پھر عرش پر استوا فرمایا اور یہ استواء بھی ہمارے سمجھانے کے لیے استعمال ہوا۔ بہرحال استواء فرمانا بھی وہی ہے جو اسکی شایان شان ہے۔

متقدمین فرماتے ہیں کہ استواء متشابہات سے ہے جس کے متعلق ہمیں ایمان لانے کا حکم ہے اور اس سے جو مراد ہے وہ اللہ تعالٰی کے علم میں ہے اور جو بھی مراد ہے وہ حق ہے۔

حضرت امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استواء معلوم ہے اور اسکی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اس کے معنی میں نہایت جامع الفاظ استعمال فرمائے چنانچہ فرماتے ہیں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آخرت کا خاتمہ عرش پہ جا ٹھہرا۔ واللہ اعلم باسرار کتابہ۔

پھر ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ میں دعا کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا۔ اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے قادر حقیقی کو معنی حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے۔ حدیث شریف میں حضور نے فرمایا الدعاء مخ العبادۃ دعا عبادت کا مغز ہے۔ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے اور آداب دعا میں یہ ہے کہ بارگاہ سمیع و علیم میں دعا آہستہ ہونی چاہیئے۔

حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادت میں اظہار افضل ہے یا اخفاء

بعض اس طرف ہیں کہ اخفاء افضل ہے اسلیے کہ وہ ریا سے محفوظ ہے۔

بعض اس طرف گئے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لیے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لیے اخفاء زیادہ بہتر ہے۔

بعض کہتے ہیں اگر قلب صاف ہو اور اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔

بعض فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں کے ادا میں اظہار افضل ہے۔ فرائض پنجگانہ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

زکوٰۃ کا ظاہر کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

البتہ عبادات نافلہ خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے۔ کما قال الآلوسی فی روح المعانی

اور دعا کے متعلق یہ تصریح ہے کہ اس میں حد سے بڑھنا ممنوع ہے اور تجاوز عن الحد کئی طرح ہوتا ہے منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ دعا میں چیخ کر بلند آواز سے پکارے لوگوں کو دکھانے کے لیے گڑگڑائے تاکہ اسے متضرع کہا جائے یہ ممنوع ہے۔

اور فساد فی الارض سے مراد کفر و معصیت ہے یا ظلم و جور سے کسی کا حق دبا لینا ہے۔

اور بعد اصلاحہا اس لیے فرمایا کہ انبیاء کرام نے تشریف لا کر اخلاق رذیلہ اور اعمال خبیثہ لوگوں سے چھڑائے اور عادات اپنے بندوں سے ان کی اصلاح فرمائی۔ دعوت حق دے کر انہیں توحید کی طرف مائل کیا۔ احکام خداوندی پہنچا کر انہیں راہ پر لگایا اس اصلاح کے بعد بھی اگر معصیت

شعاری اور خباثت دثاری میں ساعی ہو تو وہ ہی فسادفی الارض کا مرتکب ہے۔ اور اس سے منع فرمایا۔

اب تفسیر نسفی سے ان آیات کا مفہوم سمجھئے۔ (ترجمہ)

بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے آسمان اور زمین کے پیدا فرمانے کا ارادہ چھ دن میں کیا معہ ان سب چیزوں کے جو زمین و آسمان میں ہیں اسکی تفصیل حم سجدہ کے دوسرے رکوع میں ہے حیث قال۔

ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین فقضھن سبع سموات فی یومین۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا یعنی بخارات اوپر کو بلند ہونے والا اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تو انہیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں یہ کل چھ دن ہوئے ان میں سب آخر دن جمعہ ہے۔ چار دن کی تفصیل اس سے اوپر کی آیت میں ہے۔

وجعل فیھا رواسی من فوقھا وبارک فیھا وقدر فیھا اقواتھا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین اور اس میں یعنی زمین میں اس کے اوپر سے لنگر ڈالے پہاڑوں کے اور اس میں برکت رکھی اور دریا۔ پتھر، بن۔ درخت اور پھل اور قسم قسم کے حیوانات پیدا کر کے اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں یعنی دو دن زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو۔

یعنی ہفتہ سے جمعہ تک باعتبار ملائکہ کچھ اشیاء پیدا کیے اور کچھ اس امر کے اظہار کو کہ ہر کام میں تدریج حکمت الٰہی ہے اور اس امر کے اظہار کے لیے دن رکھا گیا اور اس امر کے اظہار کے لیے کہ ہر شے علیحدہ علیحدہ پیدا کی گئی۔ اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ تدبیر عالم اور مشیت تصریف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اس کی مشیت پر ہی تمام نظام ہے۔ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اسکی شایان شان ہے یعنی عرش کی طرف مشیت وقدرت کا استیلاء ہوا۔ اضافت استیلاء الی العرش کی خصوصیت اس لیے ہے کہ عرش عظیم سب سے بڑی مخلوق اور سب سے بلند ہے اگرچہ استیلاء ذات خالق تمام مخلوق پر ہے۔

اور عرش کی تفسیر یہ ہے کہ وہ تخت ہے اور استواء کے یہ معنی ہیں کہ استقرار علی الخلائق ہو عرش پر ٹھہرا یعنی آخری پیدا وار عرش عظیم ہوا اور استقرار معنی قرار باطل محض ہے اس لیے کہ تخلیق عرش

سے قبل جبکہ نہ کوئی مکان تھا اس وقت بھی ذات واجب تعالیٰ الآن کما کان تھی ۔اس طرز بیان کی یوں ضرورت تھی کہ خلائق پر ظاہر ہو جائے کہ تغیرات خلق صفات کوان سے ہے یہی وجہ ہے کہ صادق او حسن اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک سے منقول ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت ہے کہ

استواء معلوم ہے اور اسکی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان واجب اور اس کا انکار کفر اور اس سے سوال بدعت ہے آگے ارشاد ہے ۔

رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانپا ہے یعنی رات سے دن اور دن سے رات ملحق ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے حثیث پر حث سے ہے ۔

حث حثا وحثث تحثيثا واحث احثاثا واحتث احتثاثا واستحث استحثاثا الرجل على الامر حضه وتشطه على فعله۔

الحثيث والمحثوث السريع يقال ولى حثيثا اى مسرعا۔

والحثاث والحثاث السرعة (منجد) خلاصہ یہ کہ سرعت اور جلدی کے معنی ہیں اس کا استعمال ہوتا ہے۔

یعنی جلدی جلدی آتا ہے اور طالب سے یہاں رات مراد ہے گویا کہ اندھیرے روشنی طلب کرتا ہے یعنی دن کو رات چاہتی ہے اور سورج اور چاند اور تارے یعنی پیدا فرمائے سورج چاند اور ستارے مسخر ہیں یعنی مذلل ہیں اور سورج ۔چاند ۔ستارے اس کے حکم میں مسخر ہیں اس سے امر تکوین مراد ہے اور جب ذکر فرمایا کہ جو پیدا کیے وہ سب مسخر بالامر ہیں تو فرمایا خبردار اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا یعنی وہی وہ ذات ہے جس نے تمام اشیاء پیدا فرمائیں اور اسی کے قبضہ اقتدار میں حکم ہے ۔
برکت والا ہے اللہ یعنی بھلائیاں بے شمار رکھنے والا یا ہمیشہ اس کے احسانات ہیں یا پیدا کرنے میں برکت والا ہے یا ہمیشگی اسے ہے اور اس میں برکت ہے چاہنے والا ہے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑا کر اور آہستہ یعنی حضور قلب اور غایت عجز سے اور آہستہ سے اور تفرع ضراعت سے ہے اور وہ ذلت سے جھکنا اور تملق کرنا ہے منجد میں ہے ۔

ضرع ضرعا فرسه اذله ضرع ضراعة وضرع ضرعا وضرع ضراعة ضعف اليه خضع وتذلل فهو ضارع

خلاصہ یہ معلوم ہوا کہ نہایت تذلل اور عجز کے ساتھ اپنے رب کو پکارو حضور علیہ السلام نے فرمایا تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سمیع و قریب کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں

بھی تم ہوتے ہو اور حضرت حسن سے مروی ہے کہ دعاء سر اور علانیہ میں ستر ضعف کا فرق ہے بیشک وہ حد سے بڑھنے والے لوگوں کو پسند نہیں فرماتا۔ معتد کہتے ہیں اسے جو حدامر سے متجاوز ہو جائے ہر چیز میں دعا سے ہو یا کسی معاملہ سے ہو۔ ابن جریج سے مروی ہے دعا میں آوازیں بلند کرنے والا اور چیخنا مکروہ اور بدعت ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دعا میں اسہاب ہے اذهب عقله اسهب سهبیا الکلام وفی الکلام اطال اسهب ذهب عقله۔ بہکنا یا کلام میں طول دینا یا عقل جاتی رہنا دمخدم حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایسی قوم آئے گی جو دعا میں حد سے متجاوز ہوگی اور انسان کے لیے یہ کافی ہے کہ انہی دعا میں کہے اللھم انی اسئلک الجنۃ یا اس کے قریب اور کچھ قول وعمل سے یا کہے واعوذ بک من النار یا اس کے قریب کا کوئی سوال۔ پھر حضور نے یہ آیت کریمہ انہ لا یحب المعتدین تک تلاوت فرمائی اور اس مضمون کو وضاحت سے علامہ روح المعانی نے بھی بیان کیا۔ (ترجمہ)

خلاصۂ تفسیر

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا۔ سے خلاصہ تفسیر یہ ہے

انبیاء کرام کے تشریف لانے حق دعوت احکام بیان کرنے عدل قائم ہو جانے کے بعد زمین میں فساد کفر و ظلم و معصیت سے نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالے کو خشوع و خضوع سے آہستہ خوف وامید عطا کے ساتھ یاد کرو اللہ کی رحمت نیک بندوں کے قریب ہے اور وہی ذات پاک جس کا نام اللہ ہے ہوائیں بھیجتا ہے جس میں بشارت بارش کی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی آگے آگے رحمت ہوتی ہے یعنی بارش ہونے سے وہ مردہ بنجر زمین سرسبز ہوتی ہے اس سے پیدا فرمایا کہ جیسے خاک میں جو سبزہ ملا ہوا ہوتا ہے وہ بارش سے پھر سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے اسی طرح مردہ قبر سے خاک میں مل کر جب فنا ہو جاتا ہے تو سبزہ کی صورت میں اسے بھی ہم قبروں سے زندہ کریں گے ہماری قدرت کا یہ مشاہدہ کرنے کے بعد عاقل سلیم الحواس کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سوکھی لکڑی سے جو پھل نکالتا ہے سوکھی خاک شدہ گھاس کو جو سرسبز کر سکتا ہے وہ مردوں کو زندہ کیوں نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالے نے مومن کافر کا فرق قبول ہدایت میں ایسا ہی رکھا ہے جیسا ایک اچھی

زمین ہے جس سے چھینٹا پڑتے ہی سبزہ پھل پھول نکل آتے ہیں اور خراب زمین ہو تو اس سے بارش سے کیچڑ ہی بڑھتی ہے۔ ع

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در شورہ بوم وخس

تو خراب زمین جیسے بارش سے نفع اندوز نہیں ہوتی ایسے ہی جبلی کافر قرآنی بارش سے محروم رہتا ہے اور مومن کا ایمان تر و تازہ ہو جاتا ہے اللہ تعالے اپنی آیتوں میں ایسی واضح مثالیں بار بار بیان کر کے ہدایت فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اصلاح کے بعد سیہ کاری سے بعد اطاعت کے یا شرک سے بعد توحید کے یا ظلم سے بعد انصاف کے اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور خواہش کرتے یعنی خوفزدہ اور دعوت سے امیدوار قبولیت کے یا جہنم سے یا فراق سے یا تلاقی یعنی ملنے کے دن قیامت سے یا عاقبت کے انجام سے بیشک اللہ کی رحمت نیکوں کے قریب ہے رحمت کا قرب بتادیل رحم یا ترحم ہے

اقول وباللہ التوفیق۔ یا رحمت ذات اقدس مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کا خطاب ہے اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ حضور رحمت ہیں اور خدا کی رحمت ہیں وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین سے واضح ہے کہ حضور کو اللہ تعالے نے رحمت بنا کر سارے جہان کے لیے بھیجا بلکہ صفت رحمت کے ساتھ حضور کو رحمۃ للعالمین فرمایا یا صفت ربوبیت میں اپنی ذات کو رب العالمین فرمایا تو ان رحمت اللہ قریب من المحسنین کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اللہ کی رحمت تو جہان بھر کے لیے ہیں لیکن نیکوکاروں کے لیے قریب بھی ہیں تبارک اللہ رب العالمین بھی صفت الٰہی ہے رسول من رب العالمین بھی اسی کی صفت ہے تو رحمۃ اللہ یقیناً تمام عالم کے لیے ہے لیکن محسنین کے قریب ہے اور وہ ذات اقدس سرور عالم رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

اب سوال قرب میں ہے کہ وہ رحمت جو قریب ہے بجسد النور قریب ہے یا بجسد البشر اس پر زیادہ تامل کی ضرورت نہیں۔ یہ محسنین کے مدارج ہیں جو ان میں ارفع واعلی درجہ پر فائز ہیں یعنی کہ روحانیت و جسمانیت سے بالا ہو چکے ہیں ان سے بجسد النور اور بجسد البشر قریب ہیں اور مجھ جیسے سیہ کاروں سے وہ بطور توجہ والتفات وترحم قریب ہیں ؎

دو عالم بکاکل گرفتار داری — بہر مو ہزاراں سیہ کار داری

تو سرنا بہا رحمتی یا محمد   نظر جانب ہر گناہ گار داری

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولٰنا محمد معدن الجود والکرم وابنہ الکریم وآلہ الکرام وبارک وسلم۔

اور وہ وہ ذات سبحان ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے بشریٰ مژدہ دینی بُشر جمع ہے بشیر کی اس لیے کہ ہوا بشارت دیتی ہے بارش کی۔ اس کے آگے رحمت الٰہی ہے یعنی اس ہوا کے بشر کے آگے نعمت ہے اور وہ غیث ہے جو نعمتوں کے لیے بارش میں آتا ہے حتٰی کہ جب اٹھا لائیں یعنی وہ باطل ہوا اٹھا لائیں پانی یا بادل بھاری۔ پانی سے بھرے ہوئے تو چلاتے ہیں ہم انہیں یعنی بادلوں کو کسی مردہ شہر یا زمین کی طرف اس شہر کی طرف جس پر بارش نہ ہو مردنی چھا چکی ہو یا زمین مردہ جس پر سبزہ نہ ہو۔ علامہ راغب مفردات میں کہتے ہیں۔

انواع موت حسب انواع حیات ہیں۔

تحقیق لفظ موت

اولاً یہ کہ زوال قوت نامیہ کو بھی موت کہتے ہیں۔ خواہ وہ انسان میں ہو یا حیوان میں۔ یا پھر نباتات میں۔

جیسے فرمایا یحیی الارض بعد موتہا۔ سقناہ لبلد میت واحیینا بہ بلدۃ میتا۔ یہاں عدم نمو نبات بمعنی موت ہے۔

دوسرے بمعنی زوال قوت حاسہ جیسے یالیتنی مت قبل ھذا۔ ائذ اما مت لسوف اخرج حیا۔ ءاذا متنا وکنا ترابا ذلک رجع بعید۔

تیسرے زوال قوت عاقلہ کو بھی موت کہا جاتا ہے جو محض جہالت ہوتی ہے یا کفر وجہل انک لا تسمع الموتی۔ کہ کفار کی جہالت کو موت کہا۔

چوتھے ایسا غم جو مکدر حیات ہو جیسے فرمایا۔ ویاتیہ الموت من کل مکان و ما ھو بمیت

پانچویں نیند کے معنی میں موت ووفات کا استعمال ہے۔ حدیث میں ہے النوم موت خفیف والموت نوم ثقیل وھو الذی یتوفاکم باللیل۔ اللہ یتوفی الانفس حین

موتہا والتی لم تمت فی منامہا - ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء تو یہاں نفی موت قبض ارواح کے مقابلہ میں ہے۔ اس میں تنبیہ کیا کہ وہ نعمت الٰہی میں ہیں
چھٹے زوال قوت حیوانیہ کے معنی میں اور جس میں روح کا جسم سے علیحدہ ہونا لازم ہو جیسے فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت۔
ساتویں بمعنی تحلل جیسے انک میت وانہم میتون اس کے ایک معنی تو یہ ہوئے کہ انک ستموت - لانہ لابد لاحد من الموت - کما قیل والقول حتم فی رقاب العباد اور ایک قول یہ ہے کہ یہاں میت سے مراد ابانۃ روح عن الجسد کے معنی نہیں ہیں بلکہ وہ اشارہ ہے اس طرف جو انسان پر ہر حال تحلل ونقص کی صورت میں عائد ہوتا ہے اس لیے کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے تھوڑا تھوڑا تحلیل ہوتا جاتا ہے یعنی جزءً فجزءً۔ مثنوی عطار میں اسی کی موافقت میں یہ شعر ہے ۔

ہم چوں سبزہ بارہا روئیدہ ام ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

اور ایک جماعت نے حضور کے لیے بمقابلہ کفار انک میت وانہم میتون سے یہ تعبیر کی - میت اور مائت میں فرق ہے چنانچہ کفار کو میتون کہا اور حضور کو میت بمعنی مائت فرمایا جو تحلل کے معنی میں آتا ہے۔
اور قاضی علی بن عبد العزیز فرماتے ہیں۔
لیس فی لغتنا مائت علی حسب ما قالوا والمیت مخفف عن المیت وانما یقال موت مائت قال تعالیٰ سقناہ لبلد میت - بلدۃ میتۃ۔
آٹھویں موت بمعنی جنون ہے والموتۃ شبہ الجنون کانہ ھو موت موت دیوانگی کے مشابہ ہے گویا کہ یہ موت ہی ہے۔
نویں موت بمعنی موت القلب ہے
دسویں موت بمعنی امر اسکنہ موتانہ ہے - آگے ارشاد ہے
پھر اس سے پانی اتارا یعنے ان بادلوں کو چلا کر پھر اس سے ہر قسم کے پھل نکالے اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم نصیحت مانو - تو اس نصیحت کے بدلے ایمان اور بعث بعد الموت کے یقین کی بدولت کفر کی موت سے جیسے تمہیں زندہ کیا ایسے ہی مردوں

کو نکالیں گے اس لیے کہ پھل نکالنے اور مردوں کے زندہ کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور اچھی زمین یعنی اچھی مٹی سے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے آسانی سے گویا کہ فرمایا کہ اس کا سبزہ کافی نکلتا ہے اور وہ جو خراب ہے یعنی زمین اگر خراب ہے نہیں نکلتی اس کی سبزی مگر بمشکل تھوڑی یعنی وہ زمین جس میں خیر نہیں یہ مثال ہے اس مومن کی جو وعظ و پند سن کر ہدایت قبول کرے اور یہ مثال اس کی ہے جو نصیحت سن کر بھی ہدایت نہ مانے جو کافر ہے ایسے ہی بارش کا اثر ہے کہ بلد میت پر کہیں پھول پھل نکل آتے ہیں کہیں بارش بے کار جاتی ہے ایسے ہی مثل ایسی آیات کے پلٹتے ہیں ہم آیتیں یعنے بار بار سناتے اور تکرار کرتے ہیں ان کے لیے جو شکر گذار ہیں اللہ کی نعمتوں پر وہ مومنین ہیں جو فکر کرتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۃ اعراف پ ۸

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝

بے شک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف تو کہا انہوں نے اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں خوف کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

کہا سرداروں نے اس کی قوم سے ہم تمہیں دیکھتے ہیں کھلی گمراہی میں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں مگر میں رسول ہوں رب العالمین کا۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

تمہیں پہنچاتا ہوں اپنے رب کے پیام اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

کیا تعجب کرتے ہو تم اس پر کہ لایا میں تمہارے پاس تمہارے رب سے نصیحت ایک آدمی کے ذریعہ جو تم میں سے ہے کہ وہ تمہیں ڈرائے اور

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

تاکہ تم ڈرو اور تاکہ تم پر رحم ہو۔ تو انہوں نے جھٹلایا اسے تو ہم نے نجات دی اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے اور غرق کیا ہم نے ان کو جو جھٹلا رہے تھے ہماری نشانیاں بیشک وہ اندھا گروہ تھا۔

حل لغات رکوع ہشتم سورۃ اعراف پ ۸

لقد۔ بیشک	ارسلنا۔ بھیجا ہم نے	نوحا۔ نوح کو	الی۔ طرف
قومہ۔ اسکی قوم کے	فقال۔ تو کہا	یاقوم۔ اے	قوم۔ میری قوم
اعبدوا۔ عبادت کرو	اللہ۔ اللہ کی	ما۔ نہیں	لکم۔ تمہارے لیے
من۔ کوئی	الہ۔ معبود	غیرہ۔ سوا	ہ۔ اسکے
انی۔ بیشک میں	اخاف۔ ڈرتا ہوں	علیکم۔ تم پر	عذاب۔ عذاب
یوم۔ دن	عظیم۔ بڑے سے	قال۔ کہا	الملأ۔ سرداروں نے
من قومہ۔ اسکی قوم سے		انا۔ بیشک ہم	لنرٰا۔ دیکھتے ہیں
ك۔ تجھ کو	فی۔ بیچ	ضلل۔ گمراہی	مبین۔ ظاہر کے
قال۔ کہا	یا۔ اے	قوم۔ میری قوم	لیس۔ نہیں ہے
بی۔ مجھ کو	ضللۃ۔ گمراہی	و۔ اور	لکنی۔ لیکن میں
رسول۔ رسول ہوں	من رب۔ رب	العلمین۔ جہانوں سے	ابلغکم۔ پہنچاتا ہوں تم کو
رسالات۔ پیغام	ربی۔ اپنے رب کے	و۔ اور	انصح۔ خیرخواہی کرتا ہوں
لکم۔ تمہاری	و۔ اور	اعلم۔ جانتا ہوں	من اللہ۔ اللہ سے
ما۔ جو	لا۔ نہیں	تعلمون۔ جانتے تم	او۔ کیا
عجبتم۔ تعجب کیا تم نے	ان۔ یہ کہ	جاء۔ آیا	کم۔ تمہارے پاس
ذکر۔ ذکر	من ربکم۔ تمہارے رب سے		علی۔ اوپر
رجل۔ ایک آدمی کے	منکم۔ تم میں سے	لینذر۔ تاکہ ڈرائے	کم۔ تم کو

و۔ اور — لتتقوا۔ تاکہ تم ڈرو — و۔ اور — لعلکم۔ تاکہ تم
ترحمون۔ رحم کیے جاؤ — فکذبو۔ تو انہوں نے جھٹلایا ہ۔ اس کو — فانجینہ۔ تو نجات دی
ہم نے اسکو — و۔ اور — الذین۔ ان کو جو — معہ۔ اسکے ساتھ تھے
فی۔ بیچ — الفلک۔ کشتی کے — و۔ اور — اغرقنا۔ غرق کیا ہمنے
الذین۔ انکو جنہوں نے — کذبوا۔ جھٹلایا — بایتنا۔ ہماری آیتوں کو — انہم۔ بیشک
کانوا۔ تھے — قوما۔ لوگ — عمین۔ اندھے

مختصر تفسیر رکوع ہشتم سورۃ اعراف پ ۸

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بے شک بھیجا ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف تو فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو تمہارا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں ہیں ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے جو بڑے دن آنے والا ہے کہا انکے سرداروں نے ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں مگر میں رسول ہوں رب العالمین کا۔ پہنچاتا ہوں تمہیں پیغام اپنے رب کے اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا۔ بلا شبہ ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا نسب نامہ

نوح بن لامک یا لمک بن متوشلخ یا متوشلخ بن خنوخ یا اخنوخ۔ ماں کا نام عوفہ یا قینوس بنت برا کیل بن متوشلخ تھا۔ اخنوخ کا اسلامی نام ہی ادریس تھا۔ آپ ہی سب سے پہلے نبی ہیں جنہوں نے قلم سے لکھنے کی ایجاد کی اخنوخ بن مہلیل یا مہلائیل تھے مہلیل کا باپ قینن یا قینان یا قانن۔ قانن کا باپ انوش یا انش تھا اور یانش کے باپ حضرت سیث بن حضرت آدم علیہ السلام تھے۔

مستدرک میں حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ نوح سے آدم تک دس پشتیں تھیں۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر یا عبدالغفار تھا۔ نوح لقب ہے حق یہ ہے کہ عجمی نام ہے بعض نے کہا کہ عربی ہے نوحہ سے اس کے معنی گریہ وزاری ہے۔

آپ چالیس سال کی عمر میں نبی بنائے گئے اور ساڑھے نوسو سال اپنی قوم میں تبلیغ فرمائی طوفان کے بعد ڈھائی سو برس زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ساڑھے بارہ سو سال ہوئی۔ صاوی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کی عمر پندرہ سو سال ہوئی آپ بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے۔

اِلٰی قَوْمِہٖ۔ اس کی قوم کی طرف بھیجا یہاں آپ کی قوم سے قابیل کی اولاد مراد ہے جو یمن کے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ قابیل وہ پہلا انسان ہے جس نے بت پرستی کی۔ روح البیان

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ پس نوح نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ تو مجھے ایک بڑے سخت دن کا خوف تمہارے متعلق ہے۔

یہاں خوف سے یقینی ڈر ہے یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن یا طوفان کا دن ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ قوم کے سرداروں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ تم صریحی گمراہی میں پڑ گئے ہو الملأ۔ سرداران جماعت۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کہا اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔ ضَلٰلَةٌ کوئی ادنیٰ گمراہی۔ ضلال گمراہی چونکہ قوم والوں نے پرزور الفاظ میں حضرت نوح پر الزام لگایا تھا۔ اس لیے آپ نے بھی پرزور لہجہ میں گمراہی کی نفی فرما دی۔ اللہ کا رسول جو اللہ کے احکام کا مبلغ ہو لامحالہ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوگا۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ میں تم کو اپنے رب کے احکام پہنچا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں اور پروردگار عالم کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا ہوں جن کی تم کو خبر نہیں۔

رسالات۔ یہ رسالہ کی جمع ہے۔ اوقات رسالت مختلف تھے۔ معانی رسالت میں تنوع تھا کسی کا عقیدہ سے تعلق تھا کسی کا عمل سے۔ کوئی وعظ تھا۔ کوئی حکم۔ وانصح۔ نصح کے معنی کسی کی خیر خواہی یا ہدایت

کر رہا ہے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی ایک مرد کی معرفت جو تم ہی میں سے ہے کہ تمہیں ڈرائے اور تمہیں تم پر رحم ہو۔

آیات بالا میں اللہ تعالٰے نے اپنے دلائل قدرت اور غرائب صنعت بیان فرمائے جس سے اس کی توحید و ربوبیت ثابت ہوتی ہے جو اس سے پہلے رکوع میں ہیں۔ مرنے کے بعد زندہ ہونے کی صحت پر دلائل قاطعہ قائم کیے اس کے بعد انبیاء کرام کا ذکر شروع فرمایا۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کا جو کچھ برتاؤ رہا وہ ظاہر فرما کر اپنے حبیب لبیب جناب رسالت مآب صلی صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی جا رہی ہے۔ کہ آپ کی قوم نے ہی قبول حق سے اعراض نہیں بلکہ امم سابقہ بھی اپنے نبیوں سے اعراض کرتی رہی ہیں۔ اور تکذیب انبیاء میں جب انہوں نے کوئی فروگذاشت نہ کی تو وہ دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہوئیں اور آخرت کا عذاب علیحدہ ہوگا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ انبیاء کی تکذیب میں جو بھی آگے آئے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔ انبیاء کرام کے ان تذکروں سے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت ہوتی ہے۔ اس لیے کہ حضور امی لقب مالک عجم و عرب امی تھے اور ان حالات کو مفصل بیان کرنے میں آپ نے کبھی غلطی نہیں فرمائی بالخصوص ایسے ملک میں جس میں اہل کتاب کے بڑے بڑے علماء بکثرت موجود تھے اور حضور کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ وہ اگر ذرا سی بات بھی پالتے تو شور مچا دیتے ان میں حضور کا سابقہ انبیاء کے حالات بیان فرمانا اور تمام اہل کتاب عیسائی اور یہودیوں کا ساکت و حیران رہ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضور نبی الانبیاء تھے اور اللہ تعالٰے نے آپ پر تمام علوم کے دروازے کھول دیے تھے۔

امی و دقیقہ دانِ عالم ۔۔۔ بے سایہ و سائبانِ عالم

(تفسیر نسفی ترجمہ)

بے شک ہم نے بھیجا اس میں قسم محذوف ہے یعنی قسم ہے ہم نے بھیجا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف جبکہ آپ پچاس سال کی عمر میں تھے۔ آپ نجاری کے کام سے واقف تھے جسے پنجابی میں ترکھان اور اردو میں بڑھئی کہتے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ادریس علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام لمک تھا وہ متوشلخ کے بیٹے تھے وہ اخنوخ علیہ السلام کے صاحبزادے

تھے ۔ اخنوخ حضرت ادریس علیہ السلام کا دوسرا نام ہے ۔ آپ کے متعلق ارشاد ہے تو اس نے
کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا معبود کوئی نہیں ۔ گو آپ نے قوم کو فرمایا تمہارا معبود
خدا کے سوا کوئی نہیں تو تم کسی کی پوجا اس کے سوا نہ کرو بے شک مجھے تم پر عذاب کا ڈر ہے بڑے
دن یعنی قیامت کے روز یا اس عذاب کا ڈر ہے جو تم پر طوفان کی شکل میں آئے گا ۔

بولے اس قوم کے سرغنہ یعنی اشراف اور سردار اس قوم کے بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں
دیکھتے ہیں یعنی ہم تمہارا راہ راہ صواب کے خلاف دیکھتے ہیں اور دیکھنا درحقیقت دل کی آنکھوں سے
صحیح ہوتا ہے وہ بظاہر اپنے پرانے راستہ کے خلاف کو گمراہی سمجھ رہے تھے ۔

فرمایا اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں میں تو رب العالمین کا رسول ہوں گویا آپ نے
جواب دیا کہ میری تعلیم میں کوئی گمراہی نہیں ۔ پھر استدراک تاکید کے لیے فرمایا اور نفی ضلالت کے
بعد اصلیت فرمائی اپنے رسول الٰہی ہونے کی اس لیے کہ مبلغ رسالت ہونا اس معنی میں ہوتا ہے
کہ وہ صراط مستقیم پر ہو اور اس کی تعلیم انتہائی ہدایت کی تعلیم ہوتی ہے چنانچہ فرمایا

میں تمہیں اپنے رب کا پیام پہنچاتا ہوں جو بذریعہ وحی اوقات متعددہ میں مجھے ملتا ہے یا اوامر و
مناہی مواعظ و بشائر عبر و نظائر مختلف معنی میں مجھ تک آتے ہیں اور میں تمہارا بھلا چاہتا ہوں یعنی
میرا مقصد یہ ہے کہ تم اصلاح پا جاؤ حقیقت نصیحت یہی ہے کہ کسی کے ساتھ بھلائی چاہنا اور جو اپنے
لیے بہتر ہو وہ دوسرے کے لیے کرنا یا غایت صداقت سے کسی کا بھلا چاہنا اور میں اللہ کی طرف سے
وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے یعنی صفات باہرہ اور قدرت قاہرہ اور دشمنوں پر شدت بطش اور یہ
کہ اس کا عذاب مجرمین کے لیے مخصوص ہے ۔

کیا تعجب ہوا تمہیں گویا کہ فرمایا کیا تمہیں تعجب ہے اور تم جھٹلاتے ہو اس لیے کہ تمہارے پاس
آیا ایک ذکر اور وعظ تمہارے رب کی طرف سے تم میں کے ایک مرد کی معرفت یعنی اس کی زبان سے
جو تم میں کا ایک ہے اور یہ اس لیے فرمایا کہ آپ کی قوم منکر و متعجب تھی حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت
سے اور کہتے تھے ہم نے تو اپنے باپ دادا سے یہ باتیں کبھی نہ سنیں گویا وہ کہتے تھے کہ بشر کو نبی کیوں
کیا اگر اللہ چاہتا تو ان کی بجائے ہم پر فرشتہ نازل کرتا کہ وہ تمہیں ڈرائے تمہارے انجام کار سے اور
نتیجہ کفر سے اور تم ڈرو یعنی تم میں خوف و خشیت پیدا ہو اور تم متقی پرہیز ہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے یعنی
پرہیزگاری کی بدولت تم رحم کے حقدار ہو جاؤ ۔

تو انہوں نے نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور آپ کی نبوت کی تکذیب کی تو ہم نے اسے اور

جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے یہ چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نو اور بھی تھے۔ سام۔ حام۔ یافث اور چھ خاص وہ آپ پر پہلے ایمان لائے کشتی میں یعنی آپ کی معیت میں کشتی میں تھے اور غرق کیا ہم نے انہیں جو جھٹلانے والے تھے ہماری آیتوں کو بے شک یہ گروہ اندھا تھا۔ یعنی حق کو پہچاننے میں اندھے تھے۔ محاورہ میں بولتے ہیں اعمی بالبصر وعمہ فی البصیرۃ آنکھوں سے اندھے اور دل کی آنکھوں سے بے حس۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۃ اعراف پ ۸

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

اور عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا نہیں ڈرتے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

بولے سردار اس قوم کے جو کافر تھے ہم بے شک آپ کو دیکھتے ہیں بیوقوفی میں اور ہمارا گمان ہے کہ آپ جھوٹے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

فرمایا اے میری قوم نہیں میرے ساتھ بیوقوفی اور لیکن میں رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ○

پہنچاتا ہوں تمہیں پیام اپنے رب کا اور میں تمہارے لیے خیر خواہ امانتدار ہوں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اور کیا تم تعجب کرتے ہو اس کا کہ تمہارے پاس آیا تمہارے رب کی طرف سے ذکر تم میں سے ایک مرد کے ذریعہ تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کیا تمہیں جانشین قوم نوح کے بعد اور بڑھایا تمہیں تخلیق میں عریض وجسیم تو یاد کرو نعمتیں اللہ کی تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

بولے کیا تم آئے ہو ہمارے پاس اس لیے کہ ہم

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

پوجیں ایک اللہ کو اور چھوڑ دیں جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے تو لاؤ جس کا تم ہمیں وعدہ دیتے رہے ہو اگر ہو تم سچے۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

فرمایا یقیناً واقع ہو چکا تم پر تمہارے رب سے عذاب اور غضب کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو ان ناموں میں جو تم نے نام رکھ لیے اور تمہارے باپ دادا نے جن پر اللہ نے نازل نہ کی ان کے لیے کوئی سند تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

تو نجات دی ہم نے انہیں اور انہیں جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹ دی ہم نے ان کی جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں اور نہیں وہ ایمان لانے والے۔

حل لغات رکوع نہم سورۂ اعراف پ ۸

و۔ اور	الی۔ طرف	عاد۔ عاد کی	اخا۔ بھائی
ھم۔ ان کے	ھودا۔ ہود کو	قال۔ کہا	یٰقوم۔ اے میری قوم
اعبدوا۔ عبادت کرو	اللہ۔ اللہ کی	ما۔ نہیں	لکم۔ تمہارے لیے
من۔ کوئی	الٰہ۔ معبود	غیرہ۔ سوا	ہٗ۔ اس کے
افلا۔ کیا نہیں	تتقون۔ ڈرتے تم	قال۔ کہا	الملأ۔ سرداروں نے
الذین۔ جو	کفروا۔ کافر تھے	من قومہٖ۔ اس کی قوم سے	
انا۔ بیشک ہم	لنرا۔ دیکھتے ہیں	ک۔ تجھ کو	فی۔ بیچ
سفاھۃ۔ بیوقوفی کے	و۔ اور	انا۔ بیشک ہم	لنظنک۔ خیال کرتے
ہیں تجھ کو	من الکذبین۔ جھوٹا	قال۔ کہا	یٰقوم۔ اے میری قوم

لیس۔ نہیں ہے　بی۔ مجھ کو　سفاھۃ۔ بیوقوفی　و۔ اور
لکنی۔ لیکن ہیں　رسول۔ رسول ہوں　من رب۔ رب　العلمین جہانوں کا طرف سے
ابلغکم۔ پہنچاتا ہوں میں تم کو　رسلت۔ پیغام　ربی۔ اپنے رب کے
و۔ اور　انا۔ میں　لکم۔ تمہارا　ناصح۔ خیر خواہ ہوں
امین۔ امانتدار　و۔ اور　اذکروا۔ یاد کرو　اذ جب
جعلکم۔ بنایا تم کو　خلفاء۔ جانشین　من بعد۔ بعد　قوم۔ قوم
نوح۔ نوح کے　و۔ اور　زاد۔ زیادہ کیا　کم۔ تم کو
فی۔ بیچ　الخلق۔ پیدائش کے　بصطۃ۔ فراخی میں　فاذکروا۔ تو یاد کرو
الاء۔ نعمتیں　اللہ۔ اللہ کی　لعلکم۔ تاکہ تم　تفلحون۔ نجات پاؤ
قالوا۔ بولے　أ۔ کیا　جئتنا۔ آیا تو ہمارے پاس　لنعبد۔ تاکہ عبادت کریں ہم
اللہ۔ اللہ　وحدہ۔ اکیلے کی　و۔ اور　نذر۔ چھوڑ دیں ہم
ما۔ جو　کان۔ تھے　یعبد۔ عبادت کرتے　اباؤ۔ باپ دادا
نا۔ ہمارے　فأتنا۔ تو لے آ　بما۔ جو　تعد۔ وعدہ دیتا ہے تو
نا۔ ہم کو　ان۔ اگر　کنت۔ ہے تو　من الصدقین۔ سچا
قال۔ کہا　قد۔ بیشک　وقع۔ واقع ہوا　علیکم۔ تم پر
من ربکم۔ تمہارے رب سے　رجس۔ عذاب　و۔ اور　غضب۔ غضب
أ۔ کیا　تجادلوننی۔ جھگڑتے ہو تم مجھ سے　فی۔ بیچ
اسماء۔ ناموں کے کہ　سمیتموھا۔ نام رکھے تم نے　ھا۔ ان کے　انتم۔ تم نے
و۔ اور　اباؤ۔ باپ دادا　کم۔ تمہارے نے　ما۔ نہیں
نزل۔ آتاری　اللہ۔ اللہ نے　بہا۔ اسکی　من۔ کوئی
سلطن۔ دلیل　فانتظروا۔ تو انتظار کرو　انی۔ بیشک میں　معکم۔ تمہارے ساتھ
من المنتظرین۔ منتظر ہوں　فانجینہ۔ تو نجات دی ہم نے اسکو
و۔ اور　الذین۔ انکو جو　معہ۔ اسکے ساتھ تھے　برحمۃ۔ رحمت
منا۔ اپنی سے　و۔ اور　قطعنا۔ کاٹ دیں ہم نے　دابر۔ جڑ یں
الذین۔ انکی جنہوں نے　کذبوا۔ جھٹلایا　بایتنا۔ ہماری آیتوں کو　و۔ اور

ما ۔ نہ   کانوا ۔ تھے وہ   مومنین ۔ ایمان لانے والے

مختصر تفسیر رکوع نہم سورۃ اعراف پ ۸

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور قوم عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو بھیجا کہا لے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں کہا ان کے سرداروں نے بے شک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بیشک ہمارا گمان ہے کہ تم جھوٹوں سے ہو فرمایا لے میری قوم میرے ساتھ بیوقوفی نہیں میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کا تمہیں پہنچاتا ہوں پیام اپنے رب کا اور میں تمہارا خیرخواہ ہوں اور امین ہوں اور کیا تمہیں اس کا تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین کیا اور تمہاری تخلیق میں بسط یعنے وسعت کی تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

عاد یا تو ایک بادشاہ کا نام تھا اس لیے اسکی رعایا کو بھی عاد کہا جانے لگا۔ روح البیان یا عاد ایک شخص کا نام تھا جس کی اولاد کو عاد کہا جاتا تھا یہ شخص عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہے یہ قوم یمن اور عمان کے درمیان تھی اسی علاقہ کا نام احقاف تھا۔

اَخَاهُمْ هُوْدًا ۔ اصطلاح میں اخ کے معنی ہم مذہب ۔ ہم خیال ۔ نبی ۔ بھائی ۔ خاندانی بھائی ۔ یا ہم قوم کے ہیں ۔ ہر کا فر کا فر کا اخ ہے یعنی ہم خیال ہم مذہب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اخ نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی تکبیر کہے ۔ یہاں اخاہم فرما کر بتایا گیا کہ قوم عاد سے ہی حضرت ہود علیہ السلام تھے ۔

یہاں اس رکوع میں قوم عاد کے نام سے بیان شروع فرمایا اس قوم عاد سے مراد عاد اولے

ہے یہ عاد اولیٰ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے اور عاد ثانی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے جسے ثمود کہتے ہیں اور ان دونوں قوموں میں سو برس کا فصل ہے۔

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت توحید دی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا وہ آپ کو اپنے گمان باطل میں سچا نبی نہیں جانتے تھے اس وجہ میں انہوں نے گستاخانہ کلام کی جرأت کی اور کہہ دیا ہم آپ کو بے وقوف سفیہ سمجھتے ہیں اور آپ کا دعوائے رسالت جھوٹا جانتے ہیں۔ اس بیہودہ گفتگو کا جواب حضرت ہود علیہ السلام نے بجائے اس کے کہ سختی سے دیں اپنی وسعت اخلاق کے ماتحت ان کی طرف سے چشم پوشی فرماتے ہوئے صرف یہ جواب دیا کہ لوگو تم بے سمجھی سے ایسے کلام کرتے ہو مجھے اور سفاہت سے کیا واسطہ میں تو اللہ کا رسول ہوں اس طرز تکلم میں دنیا کو تعلیم بھی ہے کہ سفہاء بدخصال جہال کو سختی سے جواب دینے کی بجائے نرم جواب دینا مفید ہوتا ہے چنانچہ آپ نے ان کے سفیہانہ جواب کو نرمی سے پورا کر کے بتایا کہ میں تمہارا خیر اندیش ہوں اور تمہارے رب کا پیام تمہیں امانتداری سے پہنچا رہا ہوں۔

اس طرز جواب میں یہ بات بھی دکھادی کہ جاہلوں سفلیوں بیوقوفوں کو نرم جواب دیتے ہوئے اپنا مرتبہ بھی ظاہر فرمایا گویا تعلیم بھی دی کہ اہل دنیا پر اگر بوقت ضرورت اپنا منصب اگر ظاہر کردیں تو یہ تکبر نہیں بلکہ تعارف ہے اور برمحل جائز ہے۔ پھر انہیں جتایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہیں جسم و جسمانیت میں طویل القامت تنومند بنا کر اس قوم کا جانشین کیا یہ اس کا تم پر بہت بڑا احسان ہے لہذا ایسے منعم و معطی پر ایمان لاؤ اور اطاعت و عبادت کر کے انعام و احسان کی شکر گذاری کرو۔

حضرت ہود علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ قوم سے علیحدہ تنہائی میں عبادت کیا کرتے اور جب آپ کے پاس وحی آتی تو قوم میں آکر سنا دیتے۔

تفسیر از نسفی (ترجمہ)

اور عاد کی طرف یعنی ہم نے بھیجا عاد کی طرف ان کی برادری سے ہود کو یہ عطف بیان ہے برادری پر۔ حضرت ہود علیہ السلام شالخ کے بیٹے تھے اور وہ ارفحشذ کے اور وہ سام کے اور وہ نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تو کیا تمہیں خوف نہیں تو بولے اس قوم کے وہ سردار جو کافر تھے یہاں قوم کے ان سرداروں کا ذکر کیا جو کافر تھے۔ علاوہ قوم نوح علیہ السلام کے کہ ان کی قوم کے تمام سردار کافر تھے اور ان میں

ایمان لائے ہوئے بھی تھے جیسے مرثد بن سعد سرداروں میں سے تھا یہ ایمان لایا اس نے صفات الٰہی میں کچھ اپنی طرف سے تفریق کی تھی۔

بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں یعنی آپ کو صفت حلم اور سخافت عقل میں دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے آپ اپنی قوم کا دین چھوڑ کر دوسری طرف جا رہے ہیں اور ہم گمان کرتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں اپنے دعویٰ رسالت میں۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم مجھے بیوقوفی سے واسطہ نہیں لیکن میں رب العالمین کا رسول ہوں تمہیں تمہارے رب کا پیام دیتا ہوں اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں جس کی وجہ سے میں تمہیں بلاتا ہوں امانتدار ہوں جو تمہیں کہتا ہوں۔

اور یہاں جو فرمایا کہ میں تمہارا خیر خواہ امانتدار ہوں یہ ان کے اس لفظ کا جواب تھا جو انہوں نے کہا تھا وانا لنظنك من الكذبين تو چونکہ ان سفہاء نے سفیہ کاذب کہا تھا تو آپ نے غایت حلم سے مہذب جواب دیا انہوں نے آپ کی طرف انتساب ضلالت کیا آپ کی شان میں سفیہ کا لفظ بولا آپ نے اس گستاخی پر چشم پوشی فرما کر نہایت حلیمانہ طرز میں فرمایا کہ مجھ سے اور سفاہت سے کیا واسطہ میں تو اللہ کا رسول ہوں اور تمہارے لیے امانتدار اور خیر خواہ تمہیں تمہارے رب کے پیام پہنچاتا ہوں۔

اس میں یہ تعلیم دی گئی کہ جاہل لوگوں کے ساتھ کیونکر مخاطبہ کرنا چاہیئے اور ان ذلیل خیالوں کو اس ذلت سے اپنی طرف کیسے کھینچنا چاہیئے۔ آگے ارشاد ہے اور کیا تمہیں تعجب ہوا اس سے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے ایک مرد کے ذریعہ کہ وہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب تمہیں جانشین بنایا قوم نوح کا یعنی ان کے مکان ان کی زمین پر تمہیں متمکن کیا۔ اور تمہارے بدنوں کو تخلیق میں عریض و طویل بنایا۔ چنانچہ قوم عاد میں کم سے کم ۶۰ گز شرعی اور بڑے سے بڑا قد سو گز ہوتا تھا۔ ذراع شرعی تقریباً بارہ گرہ کا ہوتا ہے تو کم سے کم قد ۴۵ پینتالیس گز ہوا اور زیادہ سے زیادہ ۷۵ گز ہوتا تھا۔ تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں کہ قوم نوح کا جانشین بنایا۔ اور تمہارے اجسام موٹے تازے کیے اور اس کے علاوہ اور نعمتوں سے بھی نوازا تاکہ تم فلاح پاؤ۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ

مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ۝ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝

بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔ تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر سچے ہو فرمایا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا کہ مجھ سے ان چند ناموں پر جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ دیے اور اللہ نے اس کے لیے کوئی سند نہ آتاری تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں تو ہم نے اسے اور اسکے ساتھ والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی اور جو ہماری آئتیں جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ ایمان والے نہ تھے۔

خلاصۂ تفسیر

حضرت ہود علیہ السلام نے جب انہیں ہدایت فرمائی اور خدا کا حکم سنایا تو بولے آپ ہمارے پاس کیا اسی لیے آئے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں اور آپ کے بتائے ہوئے خدا کو پوجیں تو اس کے لیے ہم آمادہ نہیں اور آپ کا کہا نہ ماننے پر آپ عذاب سے ہمیں ڈرانے ہیں۔ لہذا لائیں وہ عذاب تاکہ ہم آپ کی سچائی دیکھ لیں تو حضرت ہود علیہ السلام نے جواب میں ذرا سختی اختیار فرماتے ہوئے انہیں کہا کہ جب تم اتنے سرکش و سخت ہو تو یقیناً تم پر عذاب واجب ہو گیا اب تم ان فرضی معبودوں کو پوجتے رہو جن کے نام بھی تم نے گھڑ لیے ہیں ان کی صداقت میں تمہارے پاس خدا کی طرف سے کوئی سند نہیں لہذا اب اس عذاب کے منتظر رہو اور میں بھی اس وقت کا منتظر ہوں۔

قوم عاد یمن کے ایک حصہ احقاف میں آباد تھی یہ علاقہ بڑا وسیع تھا۔ عمان سے حضر موت تک پھیلا ہوا تھا اسے رمل عالج اور دہقان بھی کہتے تھے یہ لوگ بہت مالدار اور طاقتور اور سرکش تھے جب ان کی سرکشی بڑھ گئی تو حضرت ہود علیہ السلام نے عذاب کی دعا مانگی امساک باراں کا عذاب آگیا۔

تو جب عذاب آیا تو اللہ تعالے نے انہیں محفوظ رکھا جو حضرت ہود پر ایمان لائے تھے اور جھٹلانے والوں کی جڑیں اکھاڑ دیں۔

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ قوم عاد احقاف میں آباد تھی۔ یہ مقام عمان اور حضر موت کے درمیان یمن کا ایک ریگستان ہے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی اور فسق و فجور سے زمین بھر دی۔ دنیا کی قوموں کو اپنی جفاکاری اور زور و قوت سے پامال کر ڈالا یہ لوگ تمام کے تمام بت پرست تھے ان کے بت کا نام صدا تھا اور ایک کا صمود اور ایک بت ہبا تھا۔ ان کی پرستش کے مقابلہ میں حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی اور انہیں اس کا زعم تھا کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے۔

چند آدمی ان میں ایسے بھی تھے جو آپ پر ایمان لائے مگر چونکہ وہ گنتی کے تھے اس وجہ میں وہ ایمان چھپائے رہے ان میں سے ایک مرثد بن سعد تھے جب قوم نے سرکشی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کی تکذیب و توہین میں حد سے بڑھ گئے اور زمین فسادات سے پر کر دی۔ مضبوط عمارتیں اور بڑے بڑے محل تعمیر کیے گویا انہوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ ہمیں ہمیشہ دنیا میں رہنا ہے تو اللہ تعالے کی طرف سے پہلا عذاب یوں رو نما ہوا کہ امساک باراں ہوا جس سے وہ تنگ ہوئے۔

ان میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی مصیبت آتی تو کچھ لوگ بیت اللہ حاضر ہوتے اور بارگاہ رحمت میں دعا کرتے چنانچہ انہوں نے ایک وفد ترتیب دیا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اس وفد میں قیل بن عنز۔ اور نعیم بن ہزال اور مرثد بن سعد تھے یہ وہی لوگ تھے جو حضرت ہود علیہ السلام پر خفیہ ایمان لائے ہوئے تھے اس زمانہ میں مکہ معظمہ کے اندر عمالیق آباد تھے اور ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا۔ اس کا ننہال قوم عاد میں تھا چونکہ یہ وفد اس کے ننہال میں تھا اس نے ان کا احترام کیا اور میزبانی میں نہایت پر تکلف انتظام کیا یہ لوگ وہاں مقیم ہوئے شراب نوشی میں لونڈیوں کے ناچ رنگ دیکھتے رہے ایک مہینہ اسی رنگ رلی میں گذر گیا اور وفد یہ بھی بھول گیا کہ ہم یہاں کس مصیبت کے لیے آئے تھے۔ اور قوم کو وہاں کس مصیبت میں چھوڑ کر آئے ہیں۔

معاویہ بن بکر خود انہیں یاد دلانا یوں پسند نہیں کرتا تھا کہ کہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ اسے ہمارا قیام اب بار ہے آخر اس نے یہ تجویز کی کہ باندیوں کو ایسے اشعار دیے جن میں قوم کی عاد کی مصیبت کا ذکر تھا غرض کہ جب باندیوں نے وہ نظم گائی تو ان لوگوں کو یاد آیا کہ ہم تو یہاں قوم کی مصیبت پہ فریاد کرنے کے لیے آئے تھے۔ مختصر یہ کہ وہ اس خیال کے آتے ہی بیت اللہ میں جا کر دعا کرنے کو روانہ ہوئے۔ تو مرثد نے انہیں کہا قسم بخدا تمہاری دعا سے اس وقت تک پانی برسنا ممکن نہیں

جب تک تم اپنے نبی کی پیروی نہ کرو۔

یہ پہلی بار تھی کہ مرثد نے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان کا اظہار کیا۔ یہ سنتے ہی اس کے ساتھیوں نے مرثد کو چھوڑ دیا اور اسے تنہا چھوڑ کر خود بیت اللہ گئے اور دعا کرنے لگے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تین ابر بھیجے ایک سفید ایک سرخ اور ایک سیاہ پھر آسمان سے ندا آئی کہ اے قیل اپنے اور اپنی قوم کے لیے تینوں ابروں میں سے ایک ابر اختیار کر لے اس نے سیاہ ابر اختیار کیا اور سیاہ ابر اس امید پر اختیار کیا کہ اس میں بہت پانی ہوگا۔

چنانچہ یہ ابر قوم عاد کی طرف چلا جب قوم نے وہ سیاہ بادل دیکھا تو وہ خوش ہوئے اور کہنے لگے جس کا تذکرہ پ۲۶ رکوع ۳ میں ہے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ تو جب انہوں نے دیکھا بادل۔ بادل آسمان کے کناروں سے پھیلا ہوا ان کی وادیوں میں بولے یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ بلکہ وہ وہی تھا جس کی تم جلدی کر رہے اور کہہ رہے تھے۔

فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ یعنے تو لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم سچے ہو۔ تو اس کالے بادل سے بجائے پانی برسنے کے ایک آندھی آئی جس میں دردناک عذاب تھا تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا۔ تباہ کر دیا ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ۔ تو صبح کی ایسے حال میں کہ نہ نظر آیا کچھ سوا خالی مکانوں کے۔ چنانچہ اس سے ایک شدید آندھی چلی کہ اونٹوں اور آدمیوں کو اڑا اڑا کر کہیں سے کہیں پھینک دیا۔ یہ حال دیکھ کر لوگ سہم سہم کر گھروں میں پناہ گزین ہوئے اور دروازے بند کر لیے لیکن ہوا کی تیزی سے دروازے اکھڑ گئے اور وہ اندر کے اندر ہی تباہ ہو گئے۔ پھر قدرت الٰہی سے سیاہ پرندے ایسے آئے جنہوں نے ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں۔

حضرت ہود علیہ السلام ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو ایمان لا چکے تھے عاد کی آبادی سے علیحدہ ہو گئے اور سلامت رہے۔ پھر آپ ایمان والوں کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور آخر عمر تک یہیں رہے اور انتقال فرمایا۔

نوٹ:۔ قوم عمالیق عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۂ اعراف پ ۸

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

اور بھیجا ہم نے طرف ثمود کی انکے بھائی صالح کو کہا اس نے اے میری قوم عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لیے کوئی معبود سوا اس کے بے شک آئی تمہارے پاس دلیل رب تمہارے سے یہ ہے اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشان تو چھوڑ دو اس کو کھائے اللہ کی زمین میں اور نہ چھونا اس کو برے ارادے سے تو پکڑ لیگا تم کو عذاب دردناک

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

اور یاد کرو جبکہ اس نے بنایا تم کو جانشین عاد کی قوم کے بعد اور تمہیں جگہ دی زمین میں کہ تم بناتے ہو نرم زمین میں بڑے بڑے محل اور کھودتے ہو تم پہاڑوں کو گھر بنانے کے لیے سو یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے ہوئے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

تو کہا ان سرداروں نے جو متکبر تھے اس کی قوم سے ان لوگوں کو جو کمزور تھے ان کو جو ایمان لائے ان میں سے کیا تم سمجھتے ہو کہ بے شک صالح بھیجا گیا ہے اپنے رب کی طرف سے انہوں نے کہا ہم تو جو وہ لے کر آئے ہیں اسپر ایمان لانے والے ہیں۔

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

تو متکبروں نے کہا کہ جس پہ تم ایمان لائے ہو ہم اس سے منکر ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

تو انہوں نے کونچیں کاٹ دیں اونٹنی کی اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا کہ اے صالح لے آ ہمارے پاس جو تو ہمیں وعدہ دیتا ہے اگر ہے تو پیغمبروں سے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

تو ان کو زلزلے نے پکڑ لیا تو رہ گئے وہ اپنے گھروں میں زانو کے بل گرے ہوئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم میں نے تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور بھیجا ہم نے لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم آتے ہو بے حیائی کو جو نہ پہلے گذرا تم سے ایسا کوئی بھی جہان والوں سے۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

بے شک تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت پوری کرنے کے لیے عورتوں کے سوا بلکہ تم قوم ہو حد سے گذرنے والی۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

اور نہ تھا جواب اس کی قوم کا مگر یہ کہ کہا انہوں نے نکالو ان کو اپنی بستی سے بے شک وہ پاک لوگ ہیں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

تو ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کو وہ بھی پیچھے رہنے والوں میں تھی۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اور بارش برسائی ہم نے ان پر بری بارش تو دیکھ کیسا ہوا انجام مجرموں کا۔

حل لغات رکوع دہم سورۃ اعراف پ ۸

و۔اور	الی۔طرف	ثمود۔ثمود کی	اخا۔بھائی
ھم۔ان کے	صلحا۔صالح کو	قال۔کہا	یا۔اے
قوم۔میری قوم	اعبدوا۔عبادت کرو	اللہ۔اللہ کی	ما۔نہیں
لکم۔تمہارے لیے	من۔کوئی	الہ۔معبود	غیر۔سوا
ہ۔اس کے	قد۔بیشک	جاءتکم۔آئی تمہارے پاس	بینۃ۔دلیل
من ربکم۔تمہارے رب سے		ھذہ۔یہ	ناقۃ۔اونٹنی ہے
اللہ۔اللہ کی	لکم۔تمہارے لیے	اٰیۃ۔نشان	فذروا۔تو چھوڑ دو
ھا۔اس کو کہ	تاکل۔کھائے	فی۔بیچ	ارض۔زمین
اللہ۔اللہ کے	و۔اور	لا۔نہ	تمسو۔ہاتھ لگانا
ھا۔اسکو	بسوء۔برے ارادے سے	فیاخذ۔تو پکڑ لیگا	کم۔تم کو
عذاب۔عذاب	الیم۔دردناک	و۔اور	اذکروا۔یاد کرو
اذ۔جب	جعلکم۔بنایا تم کو	خلفاء۔جانشین	من بعد۔بعد
عاد۔قوم عاد کے	و۔اور	بوا۔جگہ دی	کم۔تم کو
فی۔بیچ	الارض۔زمین کے	تتخذون۔بناتے ہو	من سھولھا۔اس کی نرم
زمین سے	قصورا۔محل	و۔اور	تنحتون۔کھودتے ہو
الجبال۔پہاڑوں کو	بیوتا۔گھر بنانے کے لیے	فاذکروا۔تو یاد کرو	الاء۔احسان
اللہ۔اللہ کے	و۔اور	لا۔نہ	تعثوا۔پھرو
فی۔بیچ	الارض۔زمین کے	مفسدین۔فساد کرتے	قال۔کہا
الملا۔سرداروں نے	الذین۔جو	استکبروا۔متکبر تھے	من قومہ۔اس کی
قوم سے	للذین۔انسے جو	استضعفوا۔کمزور تھے۔	
لمن۔جو	اٰمن۔ایمان لائے	منہم۔ان میں سے	ا۔کیا
تعلمون۔تم جانتے ہو	ان۔کہ بیشک	صلحا۔صالح	مرسل۔بھیجا گیا ہے

من ربہ - اپنے رب سے | قالوا - بولے | انا - بیشک ہم
بما - اسپر جو | ارسل - بھیجا گیا ہے | بہ - اسکے ساتھ | مومنون - ایمان لائے ہیں
قال - کہا | الذین - انہوں نے جو | استکبروا - متکبر تھے | انا - بیشک ہم
بالذی - اس پر جو | امنتم - ایمان لائے تم | بہ - اسکا | کافرون - انکار کرنیوالے ہیں
منکر ہیں | فعقروا - تو کوچیں کاٹی انہوں نے | الناقۃ - اونٹنی کی
و - اور | عتوا - سرکشی کی | عن امر - حکم | ربہم - رب اپنے کی
و - اور | قالوا - بولے | یا - اے | صالح - صالح
ائتنا - لے آ | بما - جو | تعد - وعدہ دیتا ہے | نا - ہم کو
ان - اگر | کنت - ہے تو | من الصادقین - سچا | فاخذتہم - تو پکڑا انکو
الرجفۃ - زلزلے | فاصبحوا - تو ہو گئے | فی - بیچ | دار - گھروں
ہم - اپنے کے | جثمین - زانو کے بل گرے | فتول - تو منہ پھیر | عنہم - ان سے
و - اور | قال - کہا | یا - اے | قوم - قوم
لقد - بیشک | ابلغتکم - پہنچائے ہیں تم کو | رسلت - پیغام | ربی - اپنے رب کے
و - اور | نصحت - خیر خواہی کی | لکم - تمہاری | و - اور
لکن - لیکن | لا - نہیں | تحبون - پسند کرتے تم | الناصحین - خیر خواہوں کو
و - اور | لوطا - لوط کو | اذ - جب | قال - کہا اس نے
لقومہ - اپنی قوم سے | ا - کیا | تاتون - آتے ہو تم | الفاحشۃ - بے حیائی کو
ما - نہیں | سبقکم - پہلے گزرا تم سے | بہا - ایسا | من احد - کوئی بھی
من العلمین - جہان والوں سے | انکم - بیشک تم | لتاتون - آتے ہو
الرجال - مردوں کے پاس | شہوۃ - شہوت کے لیے | من دون - سوائے
النساء - عورتوں کے | بل - بلکہ | انتم - تم | قوم - قوم ہو
مسرفون - حد سے گذرنے والے | و - اور | ما - نہیں
کان - تھا | جواب - جواب | قومہ - اسکی قوم کا | الا - مگر
ان - یہ کہ | قالوا - کہا انہوں نے | اخرجو - نکالو | ہم - انکو
من قریتکم - اپنی بستی سے | انہم - بیشک وہ | اناس - لوگ ہیں

یتطھرون۔ بنیک پاک فانجینٰہ۔ تو نجات دی ہم نے اسکو و۔ اور
اھلہ۔ اس کے گھر والوں کو الا۔ مگر امراتہ۔ اسکی بیوی
کانت۔ تھی وہ من الغٰبرین پیچھے رہنے والوں سے و۔ اور
امطرنا۔ بارش برسائی ہم نے علیھم۔ ان پر مطرا۔ ایک بارش
فانظر۔ تو دیکھ کیف۔ کیسا ہوا کان۔ ہوا عاقبۃ۔ انجام
المجرمین۔ مجرموں کا۔

مختصر تفسیر رکوع دہم سورۃ اعراف پ ۸

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس آئی تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی تو اسے چھوڑو کہ یہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے تکلیف دینے کے ارادہ سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تم پر دردناک عذاب آجائے گا۔ اور یاد کرو جب کہ تم کو جانشین کیا قوم عاد کا ان کے بعد اور جگہ دی تمہیں ملک میں کہ تو تم اس کی نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو تم پہاڑوں میں مکان تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے بولے سرداران کے متکبر تھے قوم میں کمزور مسلمانوں سے۔ کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں۔ بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے۔ ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

خلاصۂ تفسیر

اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا۔ قوم ثمود حجاز و شام کے مابین سرزمین حجر میں آباد تھی۔ اس قوم کو ثمود اس وجہ میں کہتے ہیں کہ ان کے باپ دادا کے بڑے کا نام ثمود تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ثمود کے معنی پانی کم ہونے کے ہیں اور جہاں یہ قوم آباد تھی۔ وہاں پانی بہت کم تھا گویا وہ ثمد کی تھی اس وجہ میں اس قوم کو ہی ثمود کہنے لگ گئے۔ ان کے پیغمبر ان کی برادری سے حضرت صالح علیہ السلام تھے اسے عاد ثانی کہتے ہیں۔ عاد اولے کا تو حال اس سے پہلے رکوع میں گذر چکا۔ آپ نے فرمایا اے قوم اللہ تعالےٰ کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اس واقعہ کو علامہ آلوسی روح المعانی میں بیان فرماتے ہیں کہ جب عاد کی ہلاکت ہو چکی اور ان کی جگہ قوم ثمود قائم ہوئی۔ اس قوم کو مؤرخین نے عاد ثانی کہا ہے۔ یہ زمین پر محل تعمیر کرتی۔ اور پہاڑ کھود کر ان میں رہنے کے مقام علیحدہ بناتی۔

یہ قوم بھی بت پرست تھی۔ یہ عرب تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جوانی کی عمر سے ادھیڑ عمر تک انہیں ہدایت فرمائی۔ مگر چند کمزور غرباء کے سوا کسی نے آپ کی پیروی نہ کی۔

تو قوم نے آپ سے کہا کہ کوئی خاص نشانی ہمیں دکھائیں تاکہ ہم آپ کی نبوت کی تصدیق کریں آپ نے فرمایا۔ اٰیَۃً اٰیَۃً تُرِیْدُوْنَ تم کیا نشانی چاہتے ہو۔

انہوں نے کہا ہماری عید ہے اس میں آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ یہ اس عید کے میلہ میں بتوں کی نمائش کرتے تھے چنانچہ انہوں نے کہا وہاں چل کر آپ اپنے رب سے وہ مانگیں جو ہم کہیں اور ہم اپنے بتوں سے مانگیں گے۔ اس وقت اگر آپ کے رب نے سن لی تو ہم آپ کا اتباع کر لیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے اقرار فرمایا اور ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے اپنے بتوں کو پکارا اور حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے گمان میں ایسا ایسا سوال کیا جو پورا ہی نہ ہو۔

چنانچہ قوم کا سردار جندع بن عمرو بن حراش بولا اخرج لنا من هذه الصخرة

منفردۃ ناجیۃ الجحر یقال لہا الکاثبۃ ناقۃ ہمارے لیے اس پہاڑ کی چٹان سے جو مقام حجر کے کنارے ہے جسے کاثبہ کہتے ہیں ایک ناقہ نکال دیجئے یعنے جو بختی اونٹنی گابھن ہو اور وہ ہمارے دیکھتے دیکھتے بچہ دے اگر آپ نے ایسا کر دکھایا تو ہم آپ کی تصدیق کر کے ایمان لے آئیں گے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر دو گانہ نفل ادا فرمایا اور دعا کی کہ لئے نئے میں اونٹنی کی آواز آنے لگی اور اونٹنی چٹان سے ظاہر ہوئی اور فوراً بچہ دے دیا اور یہ سب حال قوم ثمود والے دیکھ رہے تھے یہ اعجاز دیکھتے ہی جندع بن عمرو بن حراش فوراً ایمان لے آیا اور اس کے ساتھ قوم اکثر ایمان لے آئی اور اشراف قوم کے لوگوں نے بھی ایمان لانے کا ارادہ کیا مگر ذواب بن عمرو بن لبید اور حباب بڑا بت خانہ والا اور رباب صغرا ان کا کاہن مانع ہوا۔ (روح المعانی)

چنانچہ اس کا تذکرہ ستائیسویں پارہ نویں رکوع کے اندر اس طرح فرمایا گیا انا مرسلوا الناقۃ فتنۃ لہم۔ ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کے امتحان کو۔ یعنی جو آپ کی قوم نے ناقہ کا مطالبہ پتھر کی چٹان سے کیا ہے ہم اسی چٹان سے وہ ناقہ بھیجنے والے ہیں ان کے امتحان کو کہ وہ اس کے بعد کیا کرتے ہیں فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ تو اے صالح تو انتظار کر اور انکی ایذا پر صبر کر ونبئہم ان الماء قسمۃ بینہم اور انہیں تنبیہ کر کہ اب پانی ان میں حصوں سے ہے یعنے ایک دن ناقہ کا اور ایک دن ان کا کل شرب محتضر ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جسکی باری ہے یعنی جو دن ناقہ کا ہے اس دن ناقہ حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اسدن قوم پانی پر حاضر ہو فنادوا صاحبہم فتعاطی فعقر تو انہوں نے اپنے ساتھی قدار بن سالف کو ناقہ کے قتل کے لیے بلایا تو اس نے تیز تلوار سے اسے قتل کر ڈالا۔ یعنی اس کی کونچیں کاٹ دیں فکیف کان عذابی ونذر پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانے کے فرمان کا ظہور جو نزول عذاب سے پہلے انہیں کہہ دیا گیا تھا انا ارسلنا علیہم صیحۃ واحدۃ فکانوا کہشیم المحتظر بے شک ہم نے بھیجا ان پر عذاب ایک چنگھاڑ میں یعنی فرشتہ کی ہولناک آواز تو ہو گئے وہ جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی یعنے جیسے چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لیے باڑ کانٹوں کی جمع کر کے ایک باڑھ بنا لیتے ہیں اور اس میں سے کچھ باڑ بچی رہ جاتی ہے جو جانوروں کے پاؤں میں رندھ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ یہ حالت ان کی ہو گئی ان کی تکذیب کی سزا میں (معالم۔ خازن)

حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے فرمایا یہ ناقۃ اللہ ہے اب ایک دن اس کے کھانے پینے کا ہے اور ایک تمہارے اور تمہارے مویشیوں کا ہے کما قال تعالے لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم۔ چنانچہ جو دن ناقہ کا ہوتا اس دن ناقہ زمین کے غار سے منہ نکالتا اور ایک کنواں جو حجر میں تھا جسے آج بھی بیر ناقہ کہتے ہیں اس میں منہ ڈال کر پانی پی لیتا اور جنگل کے درختوں سے چر لیتا۔ تو وہ اس کنویں سے اس وقت تک منہ نہ نکالتا جبتک سارا پانی نہ پی لیتا۔ پھر اس کا دودھ اتنا ہوتا تھا کہ ساری قوم اسے پیتی اور جمع کر رکھتی۔ اور گرمیوں میں وہ ناقہ جنگل میں باہر بھی آجاتا تو تمام مویشی چمک چمک کر بھاگ جاتے۔ مختصر یہ کہ اس سے قوم گھبرائی کہ یہ ناقہ کیا ہے ہمارے لیے ایک بلا ہے تو انہوں نے حکم الٰہی کی نافرمانی کی اور اس بات پر اتفاق کیا کہ اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔

قوم ثمود میں دو لڑکیاں تھیں ایک عنیزہ بنت غنم بن مجلز اس کی کنیت ام غنم تھی یہ ذواب بن عمرو کی بیوی تھی۔ اس کی عمر گذر چکی تھی اور بڑھیا ہو گئی تھی اس سے دو لڑکیاں نہایت حسینہ جمیلہ مالدار تھیں جن کے پاس اونٹ گائے بکریاں کافی تھیں۔

اور دوسری صدوق بنت مختار بلاکی حسینہ جمیلہ مالدار تھی اس کے پاس بھی کافی مویشی تھے۔ اور یہ حضرت صالح علیہ السلام سے عداوت میں اشد الناس تھی اور یہ دونوں ناقۂ صالح کے عقر کی خواہاں تھیں۔ یعنی اسکی کونچیں کاٹنے کی آرزومند تھی۔

چنانچہ صدوق نے ایک شخص کو بلایا جس کا نام حباب تھا۔

اور اسے اپنے ساتھ مواصلت کا لالچ دیا اور معاوضہ عقر ناقۂ صالح بتایا۔ اس نے تو انکار کر دیا پھر اس نے اپنے چچازاد بھائی کو بلایا اس کا نام مصدع بن مہرج تھا اور اسے بھی اس بے حیائی کا لالچ دیا اس نے اقرار کر لیا۔

ادھر عنیزہ ام غنم نے قدار بن سالف کو بلایا یہ جوان سرخ و سپید تھا اور لپستہ قد فتنہ پرور اس کے متعلق حرامزادہ ہونے کا لوگوں کو گمان تھا۔

اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ عنیزہ ام غنم نے اسے لالچ دیا کہ اگر تو ناقۂ صالح کی کونچیں کاٹ دے تو میں اپنی دونوں لڑکیوں سے جسے تو پسند کرے تجھے دوں گی۔ یہ اس پر راضی ہو گیا اور اپنے ساتھ سات آدمی اور بھی ملا لیے اور یہ تسعۃ رہط پورے ہوئے غرضیکہ یہ اس ناقۂ صالح علیہ السلام کی تاک میں رہے۔

مختصر یہ کہ اس ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور ذبح کر ڈالا اس کا گوشت قوم میں تقسیم کیا۔

ناقۂ صالح علیہ السلام پر کس طرح حملہ کیا گیا اس کی تفصیل بھی روح المعانی میں ہے بخوف طوالت لکھی نہ گئی من شاء فلینظر فی روح المعانی تحت آیت ولکن لاتحبون النصحین۔

اس کے بعد قدار اس خوف سے بھاگا کہ کہیں اس پر کوئی مصیبت نہ آجائے حتیٰ کہ بھاگتا بھاگتا اس پہاڑ تک آیا جسے جبل تارہ کہتے تھے یہ تین آدمی وہاں پہنچے اور حضرت صالح علیہ السلام وہاں تھے آپ نے فرمایا ادرکوا الفصیل عسی ان یدفع عنکم العذاب اب جلدی سے اونٹنی کے بچہ کو پکڑ لو شاید تم سے عذاب دفع ہو جائے۔

ناقہ کا بچہ جو تھا اس نے تین آوازیں لگائیں اور اس غار میں جہاں وہ رہا کرتا تھا غائب ہو گیا منکرین میں سے اس کے تعاقب میں چلے لیکن اسے نہ پایا۔

اس کے بعد صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ ناقہ کے بچہ کی تین آوازوں میں تین وقت ہیں تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام ذلک وعد غیر مکذوب اپنے گھروں میں تین دن اور رہ لو یہ اللہ کا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ نو آدمیوں میں سے چار اس نتاج ناقہ کے تعاقب میں رہے آخر اس پر تیر چھوڑے جو اس کے دل پر لگے پھر اسے غار میں سے گھسیٹ کر نکال لیا اور اس کا گوشت بھی اس کی ماں کے گوشت میں ملا دیا پھر صالح علیہ السلام نے فرمایا۔

انتہکتم حرمۃ اللہ تعالیٰ فابشروا بعذاب اللہ و نقمۃ وکانوا یستہزؤن بہ ویقولون متی ھو ومآ ایتہ فقال تصبحون غدا وکان یوم الخمیس و وجوھکم مصفرۃ ولیعد غد ووجوھکم محمرۃ والیوم الثالث ووجوھکم مسودۃ ثم یصبحکم العذاب فہم اولئک الرھط بقتلہ۔

تم نے حرمت اللہ کی اہانت کی لہذا عذاب الٰہی اور غضب قہار کی تمہیں بشارت ہو قوم یہ سن کر استہزاء کرتے ہوئے بولی وہ عذاب کب آئے گا۔ اور اس کی علامتیں کیا ہونگی۔ آپ نے فرمایا اب تم صبح اس حال میں کرو گے کہ تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ یہ صبح جمعرات کے دن ہو گی۔ پھر جمعہ کے روز تمہارے چہرے سرخ ہوں گے اور ہفتہ کے دن تمہارے منہ کالے ہو جائیں گے۔ اور پھر تم پر عذاب آئے گا۔

یہ سن کر سب بگڑ گئے اور آپ کے قتل کے لیے آمادہ ہوئے۔

رات میں سب جمع ہو کر آپ کی قیام گاہ پر آئے مگر ملائکہ نے ان پر پتھر برسا کر انہیں ناکام کر دیا۔

پھر تھوڑا دم لے کر دوبارہ منزل صالح علیہ السلام پر آئے اور آپ سے کہنے لگے تم نے ہمیں ہلاک کرنا چاہا تھا۔

غرضیکہ آخرکار انہوں نے علامات عذاب صبح ہوتے ہی دیکھیں حضرت صالح علیہ السلام نے وہاں سے ثمود کے ایک محلہ میں تشریف لے آئے۔ یہ قبیلہ بنو غنم کہلاتا تھا آپ ان کے سردار نفیل المکنی بابی ہدب کے یہاں ٹھہرے۔

منکرین یہاں تعاقب میں آئے اور نفیل سے کہا کہ صالح کو ہمارے سپرد کر دے اس نے کہا لیس لکم الیہ سبیل۔ تم حضرت صالح کی راہ نہیں پا سکتے آخر وہ واپس ہو گئے انجام یہ ہوا کہ وہ عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

اور حضرت صالح علیہ السلام اپنے متبعین کو لے کر ملک شام روانہ ہو گئے اور رملہ فلسطین میں ٹھہرے۔

مختصر یہ کہ تین دنوں میں تینوں علامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔

جمعرات کے دن چہرے زرد ہوئے جمعہ کے دن سرخ ہوئے ہفتہ کے دن منہ کالے ہو گئے مگر اس پر بھی انہیں توبہ کی طرف خیال نہ آیا۔ آخر چوتھے دن آسمان سے ایک چنگھاڑ آئی جس سے ان کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔

مگر ایک لڑکی جس کا نام ذریعہ بنت سلف تھا بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔

یہ لڑکی شدید کافرہ تھی اور حضرت صالح علیہ السلام سے سخت عداوت رکھتی تھی اس نے تمام عذاب۔ تمام نقشہ عذاب کا دیکھا اور جلدی سے بھاگ کر وادی قری میں آئی یہاں کے لوگوں کو اس رجفہ اور صیحہ کی خبر دی اور پانی مانگا۔

جب اسے پانی دیا تو پانی پیتے ہی ہلاک ہو گئی۔

ان میں ایک شخص ابو رغال کہلاتا تھا یہ بھی اس عذاب سے بچا مگر آخرکار مر گیا۔ اس کے پاس سونے کی ایک خوبصورت چھڑی تھی۔ جب اسے دفن کیا تو وہ چھڑی بھی اس کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقبرہ فاخبر بخبرہ فابتدلا

الصحابة رضی الله عنہم باسیافہم واستخرجوا ذالك الغصن۔

مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس سے جب گذرے تو حضور نے صحابہ کو اس چھڑی کی خبر دی چنانچہ صحابہ کرام تلواروں سے مسلح اس کی قبر پر گئے اور کھودا تو وہ طلائی چھڑی ملی چنانچہ صحابہ نے وہ نکال لی۔

وروی انہ علیہ السلام خرج فی مائة وعشرین من المسلمین وھو یبکی فالتفت فرای الدخان ساطعا فعلموا انہم قد ھلکوا وکانوا الفا وخمس مائة دار۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک سو بیس مسلمانوں میں گذرے جو رو رہے تھے ان کی طرف جب حضور نے التفات فرمایا تو ایک دھواں چمکتا ہوا ملاحظہ میں آیا۔ حضور نے سمجھا کہ یہ ہلاک شدہ لوگ ہیں اور اس آبادی میں ڈیڑھ ہزار گھر تباہ شدہ تھے۔

اس کے متعلق ایک روایت ہے کہ جو لوگ حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے ہوئے تھے وہ واپس آکر مقام حجر میں دوبارہ آباد ہو گئے تھے۔ ان سے حضور علیہ السلام کو وہ لوگ ملے تھے۔

واخرج ابو الشیخ عن وھب قال ان صالحا لما نجا ھو والذین معہ قال یا قوم ان ھذہ دار قد سخط الله علیہم وعلی اھلہا فاظعنوا والحقوا بحرم الله تعالی وامنہ فاھلوا من ساعتہم بالحج وانطلقوا حتی وردوا مکة فلم یزالوا بہا حتی ماتوا فتلك قبورھم فی غربی الکعبة۔

ابو الشیخ نے حضرت وہب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا جب صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے نجات پائی تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اے میری قوم یہ وہ گھر ہیں جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور ان کے رہنے والوں پر بھی تو تم یہاں سے کوچ کر دو اور اللہ تعالے کے حرم اور اس کے امن میں چل بسو تو انہوں نے اسی وقت حج کا تلبیہ کہا اور چل پڑے یہاں تک کہ وہ مکہ میں آپہنچے پھر وہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ وہ مر گئے اور خانہ کعبہ کی مغربی جانب ان کی قبریں ہیں۔

وروی ابن الزبیر عن جابر ان نبینا صلی الله علیہ وسلم لما مر فی غزوة تبوك قال لاصحابہ لایدخلن احد منکم القریة ولاتشربوا

من ماتہا ولا تدخلوا علی ھؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل الذی اصابہم۔

ابن زبیر جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قریہ حجر میں تم سے کوئی داخل نہ ہو نہ یہاں کا پانی پیئے ان معذبین کے گھروں کھنڈروں میں کوئی نہ جائے مگر جو جائے وہ روتا ہوا خوفزدہ جائے کہ کہیں ان پر وہ عذاب قوم ثمود کی طرح نہ آجائے۔

اب تفسیر نسفی سے ملاحظہ فرمائیں (ترجمہ)

اور ثمود کی طرف اور بھیجا ہم نے ثمود کی طرف یہ بتاویل جماعت فرمایا یا باعتبار اصل کے اس لیے کہ قوم ثمود کے جد اعلیٰ کا نام ثمود تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ثمود کو ثمود پانی کم ہونے کے کہتے تھے۔ یہ ثمد سے ہے اور ثمد قلت آب کو کہتے ہیں۔

اور اس قوم کی رہائش حجر میں تھی۔ حجر حجاز و شام کے مابین ہے اور ان کی برادری سے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک تمہارے پاس روشن دلیل آئی تمہارے رب کی طرف سے یعنی ظاہر نشانی جو دیکھ رہے ہو یہ میری صحت نبوت پر دلیل ہے۔

تو گویا آپ سے سوال ہوا کہ وہ ظاہر نشانی کیا ہے تو آپ نے فرمایا ناقۃ الٰہی اور ناقہ کو مضاف کرنا اللہ کی طرف تعظیماً ہے۔ اس لیے کہ خصوصیت سے وہ ناقہ بطریق خرق عادت بلا صلب و رحم ظہور پذیر ہوا۔ یعنی نہ کسی پیٹھ سے نہ کسی پیٹ سے نہ کسی نر سے نہ کسی مادہ سے اس کا ظہور ہوا۔ نہ وہ حمل میں رہا نہ اس کی خلقت تدریجاً تکمیل کو پہنچی بلکہ بطریق عادیہ کے خلاف محض دعائے صالح علیہ السلام سے وہ پہاڑ کی چٹان کو پھاڑ کر دفعۃً پیدا ہوا۔ اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے۔

پھر وہ تنہا ایک دن پانی پیتا ہے اور ایک دن تمام قبیلہ ثمود یہ بھی معجزانہ شان ہے کہ ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے۔

اس کے علاوہ پانی پی کر اتنا دودھ دے کہ تمام قبیلہ کو کافی ہو پانی کے بجائے اس عوض قوم ثمود کو دودھ پینا نصیب ہو یہ بھی معجزہ ہے۔

اور تمام مویشی اس کی باری کے روز پانی پینے سے باز رہتے تھے یہ بھی معجزہ تھا جو حضرت صالح علیہ السلام کے صدق نبوت پر زبردست دلیلیں تھیں۔

تمہارے لیے نشانی ہے گویا اس طرف اشارہ کر کے قوم ثمود کو نشانی بتائی جس کا وہ معائنہ کر رہی تھی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے یعنی زمین بھی اللہ کی زمین ہے اور ناقہ بھی ناقۃ اللہ ہے تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے سبزیاں اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی سے جس کی کاشت تم نے نہیں کی۔

اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ یعنی اسے نہ مارو نہ اس کی کونچیں کاٹو نہ اسے ایک طرف سے دوسری طرف بدکاؤ۔ یہ اکرام آیت الٰہی کے لیے ہوا کہ تمہیں پکڑ لے دردناک عذاب اور یاد کرو جب تمہیں قوم عاد کا جانشین کیا ان کی ہلاکت کے بعد اور ملک میں جگہ دی بوأکم مباءۃ کے معنی میں ہے یعنی تمہیں ٹھہرنے کی جگہ دی زمین میں یعنی ارض حجر میں جو حجاز و شام کے مابین ہے۔

بناتے ہو تم نرم زمین میں محل گرمی میں آرام لینے کو اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو سردی میں رہنے کو۔ تو یاد کرو اللہ کی نعمتیں اور نہ پھرو زمین میں فساد کرتے۔

روایت ہے کہ جب قوم عاد ہلاک کر دی گئی تو قوم ثمود کو ان کے گھروں میں آباد کیا اور انہیں بھی طویل عمریں دیں۔ یہ پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بناتے تھے تاکہ خوف انہدام نہ رہے اور اپنے مرنے سے پہلے مکان کو منہدم نہ دیکھیں اور انہیں عیش و عشرت میں فراخی دی گئی تھی تو انہوں نے حکم الٰہی کی نافرمانی کی۔ زمین میں فساد پھیلایا بتوں کی پوجا شروع کی تو اللہ تعالٰے نے انکی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔

یہ قوم عرب تھی اور حضرت صالح علیہ السلام از روئے نسب اعلیٰ درجہ میں تھے اور آپ نے اس قوم کو دعوت الی اللہ دی انہوں نے اتباع کرنے سے انکار کیا سوائے تھوڑے سے غریب آدمیوں کے۔

تو آپ نے انہیں اللہ کے غضب سے ڈرایا۔ انذار و تنذیر صالح علیہ السلام کے بعد انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ اس پہاڑ کی چٹان سے ایک ایسا ناقہ ظاہر کر دیجئے جو باہر آتے ہی بچہ دے اور فوراً جوان ہو کر چرنے لگے۔

آپ نے دوگانہ نفل ادا کر کے دعا کی کہ دفعۃً اس چٹان سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز

آنے لگی۔ حتیٰ کہ ناقہ ظاہر ہو گیا جیسا وہ چاہتے تھے۔

یہ دیکھ کر جندع اور اس کی پارٹی ایمان لے آئی تو اس کی قوم کے متکبر سردار بولے اور ضعیف و غریب مسلمان شدہ لوگوں سے کہنے لگے یعنی رؤساء کفار نے غریب مسلمانوں سے کہا کیا تم صالح (علیہ السلام) کو اپنے رب کا رسول جانتے ہو۔ یہ بطریق استہزاء و تمسخر انہوں نے کہا۔

مسلمان بولے وہ جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں گویا انہوں نے کہا ان کے رسول ہونے میں ہمیں کوئی شبہ نہیں اور یہ اس بنا پر کہا گیا کہ جب تصدیق نبوت ہو گئی تو ایمان لانا لازمی تھا اور ہم اسی وجہ میں ایمان لے آئے۔

متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہو ہمیں اس سے انکار ہے۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ۔ تو انہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں۔ ناقہ کی کونچیں کاٹنا قوم کی طرف منسوب کرنا اسی وجہ میں ہے کہ اگرچہ قدار بن سالف عاقر ناقہ تھا مگر اس کا یہ فعل ساری قوم کی رضا و اتفاق سے تھا۔ یہ قدار بن سالف سرخ و سپید گٹھیل جوان تھا۔ پستہ قد بھی تھا۔ جیسے فرعون کوتاہ قد تھا۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا اے علی اشقی الاولین تو عاقر ناقہ صالح تھا اور اشقی الآخرین تمہارا قاتل ہے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور اس کے حکم سے تکبر کیا اور جو حکم زبان صالح علیہ السلام سے انہیں دیا گیا اس کی مخالفت کی یا وہ دین جو حضرت صالح علیہ السلام لائے اس کے مخالف ہوئے۔

اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جو تم وعدہ دے رہے ہو عذاب کا اگر تم رسول ہو تو ان کو پکڑا ایسے رجفہ نے جس سے زمین ہل گئی اور تمام قوم کے دل ہل گئے تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے اپنی آبادی میں یا رہنے کی جگہوں میں۔

جاثمین کا ترجمہ میتین یعنی مرے ہوئے ہے لیکن جاثم اس مرے ہوئے کو کہتے ہیں۔ جو بیٹھا کا بیٹھا رہ جائے اس میں نہ حرکت ہو نہ پکار وغیرہ تو حضرت صالح نے ان سے منہ پھیرا جبکہ وہ عقر ناقہ کر چکے اور فرمایا بطور وداع اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے یعنی جو تمہیں ہدایت کریں اور خواہشات نفسانیہ پوری کرنے سے روکیں اس لیے کہ نصیحت ایک ایسی آڑ ہے جو فضیحت

کے آگے حائل ہو جاتی ہے مگر تمہارے اندر ایسی سختی اور خباثت ہے کہ تم پر سخت مسلط ہو چکی ہے۔ روایت ہے کہ ان لوگوں نے ناقہ کی کونچیں بدھ کے روز کاٹی تھیں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں کہا اس کے بعد تم لوگ تین روز تک زندہ رہو گے۔ جمعرات کے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ جمعہ کے روز سرخ ہفتہ کے روز کالے منہ ہو جائیں گے اور اتوار کے دن صبح تم پر عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ ایک سو دس مسلمان روتے ہوئے نکلے تو جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو گئے تو واپس آ کر سکونت پذیر ہو گئے اور ہلاک شدگان کے مساکن و منازل ان کے قبضہ میں آ گئے۔

اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ بھی اسی رکوع میں فرمایا گیا۔

اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ خطیب الانبیاء کے بھتیجے ہیں۔ آپ اہل سدوم کی طرف مبعوث ہوئے جب آپ کے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو آپ نے سرزمین فلسطین میں نزول فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام اردن میں اترے اللہ تعالٰی نے آپ کو اہل سدوم کی طرف مبعوث فرمایا آپ ان لوگوں کو دین حق کی دعوت دیتے تھے اور افعال بد سے روکتے تھے۔

علماء سیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب تھیں اور غلہ پھل بکثرت تھا اس خطہ کے مقابل دوسرے خطے ایسے شاداب نہ تھے اس وجہ میں جا بجا سے لوگ یہاں آتے۔ یہ بخیل الطبع لوگ تھے آنے والوں سے پریشان ہوتے تھے۔ شیطان نے ایک بوڑھے کی صورت میں نمودار ہو کر انکو مشورہ دیا کہ ان سے اگر نجات چاہتے ہو تو ان سے لواطت کرو یہ خود گھبرا کر آنا ترک کر دیں گے۔

چنانچہ یہ فحش کاری شیطان سے انہوں نے سیکھی اور اس قوم میں یہ فعل بد رائج ہوا۔ چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا اور فرمایا کہ حلال چھوڑ کر حرام میں مبتلا ہونا اور ایسے فعل خبیث کا ارتکاب کرنا انسانیت کے خلاف ہے۔ روح المعانی

انسان کو شہوت اس لیے دی گئی ہے کہ اس سے بقاء نسل اور دنیا کی آبادی ہو طبقہ نسوانی کو محل شہوت اور موضع تولید و تناسل بنایا تاکہ ان سے بطریقہ معروف حسب اجازت شرع اولاد حاصل کی جائے۔ روح المعانی

اس قوم نے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یہ فعل خبیث شروع کر دیا گویا حدود شرع سے گذر گئے اور مقصد رجولیت کو غلط طریقہ پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ روح المعانی

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت انہیں ناگوار ہوئی۔

بجائے اس کے کہ آپ کی نصیحت مانتے اور نیک بنتے یہ کیا کہ لوط اور ان کے جو چند متبعین ہیں سب کو اپنے ملک سے نکال دیں یہ پاکیزگی پسند لوگ ہیں یہ ہم میں نہ رہیں حالانکہ پاکیزگی۔ نیک چلنی فطرتاً پسندیدہ اور شیوہ شرافت ہے مگر جب جبلت ہی صحیح نہ ہو اور اس پر ذوق خراب ہو چکا ہو تو ہر صفت مدح انہیں عیب نظر آتی ہے۔

مختصر یہ کہ جب یہ نہ مانے تو ان پر عذاب نازل ہوا اس عذاب سے آپ کے متبعین نے نجات پائی۔ اور باقی سب کے سب اس طرح ہلاک ہوئے کہ ایک عجیب و غریب بارش آئی جس میں ایسے پتھر سے جو گندھک اور آگ میں مرکب تھے۔ روح المعانی

ایک قول یہ ہے کہ بستی میں رہنے والے جو وہاں مقیم تھے وہ تو زمین میں دھنسا دیے گئے اور جو سفر میں تھے وہ اس بارش سے ہلاک ہوئے۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبریل نازل ہوئے انہوں نے اپنا بازو قوم لوط کی بستیوں کے نیچے ڈال کر اس خطہ کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر اسے اوندھا کر کے گرا دیا۔ اس کے بعد پتھروں کی بارش کی گئی اور تمام کے تمام اس ذلت سے ہلاک کر دیے گئے۔ روح المعانی

اب تفسیر نسفی سے اس واقعہ کا خلاصہ پڑھیئے۔

اور لوط کہ جب کہا اس نے اپنی قوم سے یعنی یاد فرمایئے کہ جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم وہ بے حیائی کرتے ہو جو گندگی بھی ہے اور قبیح ترین فحاشی بھی جو تم سے پہلے نہیں کی یعنی ایسا فعل تم سے پہلے کسی نے نہ کیا۔ کسی نے جہان میں نہ کیا یعنی اس فعل لواطت کے سب سے پہلے شروع کرنے والے ہو۔ کیا تم مردوں کے پاس جاتے ہو شہوت سے عورتیں چھوڑ کر یعنی اشتہاء رجال کا حامل سوائے عورت اور کوئی نہیں اور اس سے بدترین فعل اور کوئی نہیں جو نہ جانوروں میں ہے نہ انسانوں میں بلکہ تم حد سے گذر گئے وہ یہ کہ اس قوم میں تجاوز عن الحدود کی عادت تو ہر شے کے ساتھ تھی یہاں انہیں اس فعل قبیح پر مسرفون قضاء شہوت غیر محل کی وجہ سے کہا گیا یعنی جو حد شہوت تھی اس سے تجاوز کر کے خلاف فطری امر کی طرف بڑھ گئے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ اس ہدایت پر عمل کر کے جواب میں قبول حق کا مظاہرہ کرتے مگر ایسا نہ کیا تو اس

کی قوم کا جواب نہ تھا مگر یہی کہ سب بولے ان کو اپنی بستی سے نکال دو یعنی لوط علیہ السلام اور جو آپ ایمان لائے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔ پاک باتوں کی طرف بلانے اور برائیوں کو چھوڑنے کے لیے کہتے ہیں جو ہم لوگ کر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا تعریف کی باتوں کو عیب سے تشبیہ دینے لگے تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی جو آپ پر ایمان لائے ہوئے تھے مگر اس کی عورت وہ رہ جانے والوں میں رہی۔ یعنی وہ عورت جو کافرہ تھی اور اہل سدوم سے اسے محبت تھی وہ اس طرح ہلاک ہوئی۔ کہ جب حضرت لوط علیہ السلام معہ مومنین اس بستی سے نکلے تو وہ بھی ساتھ تھی۔ چلتے چلتے اس نے اہل سدوم کی طرف دیکھا تو ایک پتھر اسے لگا اور مر گئی اور ان پر ہم نے ایک مینہ برسایا یہ مینہ عجب شان کا مینہ تھا کہ اس میں گندھک اور پتھر اور آگ تھی۔

ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ گھروں میں تھے وہ تو دھنسا دیے گئے اور جو باہر گئے ہوئے تھے ان پر آگ گندھک کے مرکب پتھر برسے۔

تو دیکھو کیسا ہوا انجام مجرموں کا یعنی کافروں کا (تفسیر نسفی)

روح المعانی میں حضرت لوط علیہ السلام کا شجرۂ نسب اس طرح مذکور ہے۔ واکثر النسابین علی انہ علیہ السلام ابن اخی ابراہیم۔

اور مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ابن عساکر سلیمان بن صرد سے راوی ہیں کہ

ان ابا لوط علیہ السلام عم ابراهیم علیہ السلام

وقیل ان لوطا کان ابن خالۃ ابراهیم وکانت سارۃ زوجتہ اخت لوط وکان فی ارض بابل مع ابراهیم فهاجر الی الشام ونزل فلسطین و انزل لوطا الاردن وهو کورۃ بالشام فارسلہ اللہ الی اهل سدوم و هی بلد بحمص۔

واخرج اسحق بن بشر وابن عساکر عن ابن عباس قال ارسل لوط الی المؤتفکات وکانت قری لوط اربع مدائن سدوم وامورا وعاموراء وجبویر وکان فی کل قریۃ مائۃ الف مقاتل وکانت اعظم مدائنهم سدوم وکان لوط یسکنها۔ وهی من بلاد الشام ومن فلسطین مسیرۃ یوم ولیلۃ۔

تحقیق لفظ لوط (از روح المعانی)

قال الزجاج اسم اعجمی غیر مشتق ضرورة ان العجمی لا یشتق من العربی وانما صرف لخفتہ بسکون وسطہ وقیل انہ مشتق من لطت الحوض اذا لزقت علیہ الطین ویقال ھذا الوط بقلبی من ذلک ای الصق بہ ولاط الشئی اخفاہ۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے ریثا۔ یغوثا۔ اور آپ کی وہ بیوی کافرہ کا نام واہلہ اور ایک قول میں واَلہتہ تھا

وقد مکث لوط علیہ السلام فیہم ثلاثین سنۃ یدعوھم الی مافیہ صلاحہم فلم یجیبوہ وکان ابراھیم علیہ السلام یرکب علی حمارہ فیاتیہم وینصحہم فیابون ان یقبلوہ فکان یاتی بعد ان ایس منہم فینظر الی سدوم۔

ثم ان لوط علیہ السلام کما اخرج اسحق بن بشیر وابن عساکر عن الزہری لما عذب قومہ لحق بابراھیم علیہ السلام فلم یزل معہ حتی قبضہ اللہ (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم سورۂ اعراف پ۸

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو نہیں تمہارے لیے اس کے سوا کوئی معبود بے شک آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل تو ناپ پوری کرو اور تول اور نہ گھٹاؤ لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد کرو زمین میں بعد اصلاح کے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان لاؤ۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور نہ بیٹھو ہر راستہ پر تیاری کر کے اور نہ روکو اللہ کے راستہ سے ان کو جو ایمان لائے اس پر اور نہ کجی چاہو اس میں اور یاد کرو جب تم تھے بہت کم اس نے تمہاری کثرت کی اور دیکھو کیسا ہوا انجام فسادیوں کا۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

اور اگر کوئی گروہ تم میں سے ایمان لایا اس پر جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے ایمان نہ قبول کیا تو صبر سے رہو حتیٰ کہ اللہ ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۚ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝

بولے سردار جو تکبر والے تھے اس قوم کے اے شعیب قسم ہے ہم تمہیں نکال دینگے اور انہیں جو آپ پر ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ کہا گیا اگرچہ ہم بیزار ہوں۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

ضرور ہم افتراء کریں گے اللہ پر جھوٹ اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں بعد اس کے کہ اللہ نے نجات دی ہمیں اس سے اور نہیں ہے ہمارے لیے کہ ہم لوٹیں اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر شے کو محیط ہے اللہ پر ہی بھروسہ ہے اے ہمارے رب کھول دے ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ اور تو بہتر فتح فرمانے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا

اور بولے سرداران کے جو کافر تھے ان کی قوم سے اگر تم نے اتباع کیا شعیب کا تو تم ضرور

تَخْسِرُوْنَ ہ	نقصان میں رہو گے۔
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ہ	تو انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔
اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۛۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ہ	وہ جو جھٹلاتے تھے شعیب کو گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے وہ جو شعیب کو جھٹلاتے تھے ہو گئے سب نقصان و خسران میں۔
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ہ	تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا اور کہا اے قوم میں تمہیں پہنچا چکا اپنے رب کا پیام اور تمہارے لیے بھلائی چاہی تو میں کیسے غم کروں کافروں کا۔

حل لغات رکوع یازدہم سورہ اعراف پ ۸

و۔ اور	الی۔ طرف	مدین۔ مدین کی	اخا۔ بھائی
ھم۔ ان کے	شعیبا۔ شعیب کو	قال۔ کہا	یا۔ اے
قوم۔ میری قوم	اعبدوا۔ عبادت کرو	اللہ۔ اللہ کی	ما۔ نہیں
لکم۔ تمہارے لیے	من۔ کوئی	الہ۔ معبود	غیرہ۔ سوا
ہ۔ اس کے	قد۔ بیشک	جاءتکم۔ آئی تمہارے پاس	
بینۃ۔ دلیل	من ربکم۔ تمہارے رب سے		فاوفوا۔ تو پورا کرو
الکیل۔ ماپ	و۔ اور	المیزان۔ تول	و۔ اور
لا۔ نہ	تبخسوا۔ کم دو	الناس۔ لوگوں کو	اشیاء۔ چیزیں ا
ھم۔ ان کی	و۔ اور	لا۔ نہ	تفسدوا۔ فساد کرو
فی۔ بیچ	الارض۔ زمین کے	بعد۔ بعد	اصلاحہا۔ اسکی درستی کے
ذلکم۔ یہ	خیر۔ بہتر ہے	لکم۔ تمہارے لیے	ان۔ اگر
کنتم۔ ہو تم	مومنین۔ مومن	و۔ اور	لا۔ نہ

تقعدوا۔ بیٹھو بکل۔ ہر صراط۔ راستے پر توعدون۔ ڈرانتے ہو

و۔ اور تصدون۔ روکتے ہو عن سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ سے

من۔ اسکو جو امن۔ ایمان لایا بہ۔ اس پر و۔ اور

تبغونہا۔ چاہتے ہو تم اس میں عوجا۔ کجی و۔ اور

اذکروا۔ یاد کرو اذ۔ جب کنتم تھے تم قلیلا۔ تھوڑے

فکثر۔ پھر زیادہ کیا کم۔ تم کو و۔ اور انظروا۔ دیکھو

کیف۔ کیسا ہوا کان۔ ہوا عاقبۃ۔ انجام المفسدین۔ فسادیوں کا

و۔ اور ان۔ اگر کان۔ ہے طائفۃ۔ ایک گروہ

منکم۔ تم میں سے امنوا۔ ایمان لایا بالذی۔ اس پر جو ارسلت۔ میں بھیجا گیا ہوں

بہ۔ ساتھ اسکے و۔ اور طائفۃ۔ ایک گروہ لم۔ نہیں

یؤمنوا۔ ایمان لایا فاصبروا۔ تو صبر کرو حتی۔ یہانتک کہ یحکم۔ فیصلہ کرے

اللہ۔ اللہ بیننا۔ ہمارے درمیان و۔ اور ھو۔ وہ

خیر۔ بہتر ہے الحکمین۔ فیصلہ کرنے والا۔

قال۔ کہا الملأ۔ سرداروں نے الذین۔ جو کفروا۔ کافر تھے

من قومہ۔ اس کی قوم سے لنخرجنک۔ ضرور نکال دینگے تجھ کو

یا۔ اے شعیب۔ شعیب و۔ اور الذین۔ انکو جو

امنوا۔ ایمان لائے معک۔ تیرے ساتھ من قریتنا۔ اپنی بستی سے

اویا لتعودن۔ لوٹ آؤگے تم فی۔ بیچ ملتنا۔ ہمارے مذہب میں

قال۔ کہا او۔ اگرچہ لو۔ ہوں کنا۔ ہم

کرھین۔ ناپسند کرنیوالے قد۔ بیشک افترینا۔ جھوٹ باندھا ہمنے علی۔ اوپر

اللہ۔ اللہ کے کذبا۔ جھوٹ ان۔ اگر عدنا۔ لوٹیں ہم

فی۔ بیچ ملتکم۔ تمہارے مذہب کے بعد۔ بعد اذ۔ اسکے کہ

نجنا۔ نجات دی ہمکو اللہ۔ اللہ نے منہا۔ اس سے و۔ اور

ما۔ نہیں یکون۔ ہے لنا۔ ہمارے لیے ان۔ یہ کہ

نعود ۔ لوٹیں　فیھا ۔ اس میں　الا ۔ مگر　ان ۔ یہ کہ
یشاء ۔ چاہے　اللہ ۔ اللہ　ربنا ۔ ہمارا رب　وسع ۔ سمالیا
ربنا ۔ ہمارے رب نے　کل ۔ ہر　شیٔ ۔ چیز کو　علما ۔ علم سے
علی ۔ اوپر　اللہ ۔ اللہ کے　توکلنا ۔ بھروسہ کیا ہم نے　ربنا ۔ اے ہمارے رب
افتح فیصلہ کردے　بیننا ۔ ہمارے درمیان　و ۔ اور　بین ۔ درمیان
قومنا ۔ ہماری قوم کے　بالحق ۔ حق کے ساتھ　و ۔ اور　انت ۔ تو
خیرا ۔ بہتر ہے　الفاتحین فیصلہ کرنیوالا　و ۔ اور　قال ۔ کہا
الملأ ۔ سرداروں نے　الذین ۔ جو　کفروا ۔ کافر تھے　من قومہ ۔ اسکی قوم سے
لئن ۔ اگر　اتبعتم ۔ تم پیروی کروگے　شعیبا ۔ شعیب کی　انکم ۔ تو تم
اذا ۔ یقینا　لخسرون ۔ خسارہ اٹھاؤ گے　فاخذتھم ۔ تو پکڑا انکو
الرجفۃ ۔ زلزلہ نے　فاصبحوا ۔ تو ہو گئے　فی ۔ بیچ　دار ۔ گھروں
ھم ۔ اپنے کے　جٰثمین ۔ زانو کے بل گرے ہوئے　الذین ۔ وہ جنہوں نے
کذبوا ۔ جھٹلایا　شعیبا ۔ شعیب کو　کان ۔ گویا کہ　لم ۔ نہ
یغنوا ۔ رہے تھے　فیھا ۔ اس میں　الذین ۔ وہ جنہوں نے　کذبوا جھٹلایا
شعیبا ۔ شعیب کو　کانوا ۔ ہوئے　ھم ۔ وہی　الخسرین خسارہ والے
فتولی ۔ تو منہ پھیرا　عنھم ۔ ان سے　و ۔ اور　قال کہا
یا ۔ اے　قوم ۔ میری قوم　لقد ۔ بیشک　ابلغتکم ۔ میں نے پہنچا
دیے تم کو　رسلت ۔ پیغام　ربی ۔ اپنے رب کے　و ۔ اور
نصحت ۔ میں نے خیر خواہی کی　لکم تمہاری　فکیف ۔ تو کیسے
اسیٰ ۔ افسوس کروں میں　علی ۔ اوپر　قوم ۔ قوم　کفرین ۔ کافروں کے

مختصر تفسیر رکوع یازدہم سورۃ اعراف پ ۸ و پ ۹

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا

فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِہٖ وَتَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وَاذْکُرُوْا اِذْ کُنْتُمْ قَلِیْلًا فَکَثَّرَکُمْ وَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ وَاِنْ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنْکُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ وَطَآئِفَۃٌ لَّمْ یُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ۝

اور قوم مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک آئیں تمہارے پاس روشن دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے تو ناپ تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد نہ کرو اصلاح کے بعد یہ تمہارے لیے بھلا ہے اگر ایمان لاؤ اور نہ بیٹھو ہر راستہ پر کہ ڈراؤ راہ گیر دل کو اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھایا اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا تو صبر کئے بیٹھے رہو حتیٰ کہ اللہ ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

خلاصۂ تفسیر

حضرت شعیب علیہ السلام کی توصیف میں ابن عساکر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر شعیبا یقول ذلک خطیب الانبیاء لحسن مراجعتہ قومہ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو فرماتے یہ خطیب الانبیاء ہیں۔

قال السدی وعکرمہ رضی اللہ عنہما ما بعث اللہ تعالیٰ نبیا مرتین الا شعیبا مرۃ الی مداین فاخذھم اللہ بالصیحۃ ومرۃ الی اصحاب الایکۃ فاخذھم اللہ تعالیٰ بعذاب یوم الظلۃ۔

سدی اور عکرمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالے نے کسی نبی کو دوبار کبھی مبعوث نہ فرمایا مگر شعیب علیہ السلام کو ایک دفعہ مدین کی طرف تو اللہ تعالے نے انہیں صیحہ یعنی چنگھاڑ سے پکڑ لیا اور ایک دفعہ اصحاب ایکہ کی طرف جنہیں اللہ تعالے نے عذاب یوم الظلہ سے ہلاک کیا۔

واخرج ابن عساکر فی تاریخہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو مرفوعا ان قوم مدین واصحاب الایکۃ امتان بعث اللہ تعالی الیہما شعیبا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعاً اخراج کیا کہ قوم مدین اور اصحاب الایکہ دو امتوں کی طرف اللہ تعالے نے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

اور بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام تین امتوں کی طرف مبعوث ہوئے مدین۔ ایکہ۔ اصحاب الرس۔

آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پانچویں پشت میں ہیں۔

مدیان درحقیقت ابراہیم علیہ السلام کے ایک صاحبزادہ کا نام تھا جو آپ کی تیسری بیوی قتورہ کے بطن سے پیدا ہوئے اسی نام کا ایک شہر بحیرہ قلزم پر ہے جہاں مدیان کی نسل آباد ہوئی تھی۔

حضرت شعیب کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ ہود۔ حجر۔ شعراء اور عنکبوت میں آیا ہے۔

اس قوم میں یہ عیب تھا کہ یہ پیمانے اور تول میں کبھی پورا نہیں دیتے تھے اور بے دین اسلام کے خلاف تھے۔ اول تو تعداد میں بھی کم تھی۔ پھر مدین بن ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی سے عقد کیا تو ان سے اولاد میں کافی ترقی ہوئی۔

رہزنی کی عادت بھی تھی اور سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ اپنے نبی کی مخالفت خاص طور پر کرتے تھے۔ آخر رجفہ یعنی زلزلہ آیا اور سب کے سب ہلاک کر دیے گئے۔

اب تفسیر نسفی سے تفصیل ملاحظہ کریں۔ ترجمہ

اور مدین کی طرف یعنی بھیجا ہم نے مدین کی طرف اور مدین ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان کی برادری سے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا جنہیں خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ اور یہ قوم ڈنڈی مارنے والی اور پیمانے اور ترازو میں کم دینے والی تھی۔

فرمایا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک آئی تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل یعنی معجزہ۔

اگرچہ شعیب علیہ السلام کے معجزات کا قرآن کریم میں تذکرہ نہیں ہوا لیکن کوئی نبی بغیر معجزہ کے مبعوث نہیں ہوا۔ کما فی روح المعانی وبیانہ مفصل فیہ حیث قال نکانہ قیل۔

قد جاءتکم معجزة شاهدة بصحة نبوتی اوجبت علیکم الایمان بها والاخذ بما امرتکم به فاوفوا الخ

ولو ادعی مدعی النبوة بغیر معجزة لم تقبل منه لانها دعوی امر غیر ظاهر۔

تو گویا قوم مدین کو کہا گیا کہ یقیناً معجزات کا تم مشاہدہ کر چکے ہو جو میری صحت نبوت پر گواہ ہیں جنہوں نے تم پر ایمان واجب کر دیا ہے اور جو حکم میں تم کو دوں اس کی تعمیل کرو منجملہ اس کے ایک حکم یہ ہے کہ فاوفوا الکیل والمیزان۔

ایک حکم ہے ولا تبخسوا الناس اشیاءھم

ایک حکم ہے ولا تقعدوا بکل صراط

ایک حکم ہے۔ یعنی قوم کے حقوق میں بددیانتی کر کے کیل یعنی پیمانہ میں ناپ کم نہ دو تولتے وقت ڈنڈی نہ مارو۔

اور اگر کوئی نبی بلا معجزہ دعوٰے نبوت کرتا تو ہرگز اس کا دعوی قبول نہ کیا جاتا اس لیے کہ وہ دعوی بلا کسی امر ظاہر کے ہوتا۔

اور میں کہتا ہوں کہ

امم ماقبیہ تو اتنی سخت، اور متشدد تھیں کہ باوجود معائنہ اور مشاہدے کے انبیاء کی تکذیب پر جرأت وجسارت کرتیں۔ حتی کہ عذاب الٰہی میں ماخوذ ہو کر تباہ و برباد ہوئیں۔

البتہ چودھویں صدی میں امت مرزائیہ ایسی ملتی ہے جو

ان الدین عند اللہ الاسلام قرآن میں پڑھ کر ذات ختم المرسلین کے لیے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا منصب سن کر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بے ربط دعاوی پر ایمان لانے کو اپنا ایمان اور دین سمجھ بیٹھی۔

قوم ثمود اور قوم عاد و قوم شعیب تو سچے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تسلیم کرنے میں ڈھٹائی کر رہی تھیں اور یہ ایک کذاب و مفتری کے ماننے میں ہٹ دھرمی کر کے اپنا ایمان کھو رہی ہے۔

من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرة اعمی۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

ولاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا۔ اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں بعد اصلاح کے یعنے جو اصلاح صالحین نے تشریف لاکر کی اس میں فساد نہ کرو جو انبیاء و اولیاء کے ذریعہ سے ہو چکی۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

اس میں اشارہ ہے ہدایت شعیب علیہ السلام کی طرف کہ انہوں نے ایفاء کیل اور میزان اور ترک بخس و افساد فی الارض کو روکا۔

اس پر عمل کرنا بہتر ہے اور اس میں انسانیت ہے اگر تم ایمان لاؤ یعنے تصدیق کرو میرے قول کی اور نہ بیٹھو ہر راستہ پر یعنے راہزنی نہ کرو کہ راہگیروں کو ڈراؤ جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لائے انہیں انواع و اقسام کی دھمکیاں نہ دو اور اللہ کی راہ سے انہیں روکتے ہو یعنے عبادت الٰہی سے روکتے ہو جو ایمان لائے آپ کی تعلیم پر انہیں ڈراتے دھمکاتے ہو۔

ایک قول ہے کہ قطاع الطریق بھی تھے یعنی جو مسلمان جنگل سے گذرتا ملتا اسے لوٹتے اور اسلام میں کجی چاہتے یعنی ایمان لانے والوں سے کہتے کہ یہ تعلیم جس کا تم یقین کر چکے ہو وہ صحیح نہیں ہے اس پر عمل کرنے سے مالی نقصان ہوتا ہے۔

کیونکہ ہماری آمدنی جو تطفیف کیل و میزان سے ہے وہ بند ہو جاتی ہے لہذا تم ان کی پیروی نہ کرو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے یعنے تمہاری تعداد بہت کم تھی تو اللہ نے تمہیں بڑھا دیا تھا تمہاری تعداد زیادہ کر دی۔

کہا گیا ہے کہ مدین بن ابراہیم نے لوط علیہ السلام کی صاحبزادی سے رشتہ کیا تو ان سے جو بچے پیدا ہوئے اللہ تعالے نے ان کی نسل میں برکت دی اور کنبے کے کنبے بن گئے جس سے اس قبیلے کی تعداد میں کثرت ہوگی۔

اور دیکھو کیا انجام ہوا فسادیوں کا یعنے جنہوں نے تکذیب انبیاء علیہم السلام کی۔ ان کا حشر دیکھو کہ کیا ہوا۔ قوم نوح جو تم سے پہلے فساد فی الارض کر کے ہلاک ہو چکی اور قوم ہود اور قوم صالح قوم لوط کہ ان کی بستیوں کے کھنڈرات پڑے ہوئے ہیں۔

اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں دے کر بھیجا گیا اور ایک گروہ نے نہ مانا تو صبر سے بیٹھے رہو حتی کہ اللہ تعالے ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ہے تو وہ خبیث و طیب میں تمیز کرا دے گا۔ اور اس کے فیصلہ میں کسی قسم کے جور و جبر کا کوئی خوف نہیں ہے۔

آج مورخہ ۸ ر آٹھ فروری ۱۹۵۴ء قبل نماز فجر آٹھواں پارہ ختم کر کے تلاوت سے فارغ ہوا اور ہائی کورٹ میں جسٹس رحمان کے یہاں پیش ہوا۔ دس بجے ہیبس کارپس کا فیصلہ رہائی چار افراد کا مل گیا۔

(۱) حضرت صاحبزادہ جناب سید فیض الحسن صاحب

(۲) جناب مظفر علی شمسی صاحب

(۳) جناب لال حسین اختر صاحب

(۴) اور فقیر ابوالحسنات قادری

محترم حاجی محمد امین صاحب ہائیکورٹ میں موجود تھے وہ اپنی کار میں لے کر چلے اول مزار والد قبلہ سید دیدار علی شاہ صاحب پر حاضر آیا۔ پھر مسجد وزیر خاں کے سامنے سے ہوتا ہوا گھر آیا۔ احباب کا ہجوم جو عشق رسول کے جذبہ سے سرشار نظر آتے تھے۔

ابھی لخت جگر نور بصر سید خلیل احمد قادری جیل میں مولانا مودودی صاحب اور عبدالستار نیازی صاحب کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالے بطفیل سید السادات فخر موجودات ان کی بھی رہائی فرمادے تاکہ جمعیت خاطر حاصل ہو۔

فقیر قادری **ابوالحسنات** قادری

قادری

صدر مجلس تحریک ختم نبوت پاکستان

اظہار تشکر

تفسیر الحسنات بآیات بینات کے سلسلہ میں میرے جن مخلص کرم فرماؤں نے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ان میں فاضل جلیل حضرت علامہ قاری پروفیسر محمد مشتاق احمد صاحب قادری نقشبندی ایم اے نے تمام جلدوں کی نظرثانی اور آخری جلد کے پاروں کے مرتب کرنے میں کامل تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین ۔

استاذ العلماء فاضل جلیل حضرت علامہ عبدالغنی صاحب عثمانی نے بڑی کاوش اور محنت سے تمام جلدوں کی تصحیح کا کام انجام دیا آخری جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں میرے کرم فرما الحاج چوہدری عبداللطیف صاحب محترم ملک خلیل احمد صاحب اشرفی، الحاج محمد افضال صاحب سرپرست جامعہ حسنات العلوم اور الحاج محمد ارشد صاحب نعیم نے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ان کی خدمت قبول فرمائے اور سرمائے آخرت بنائے ۔

جلد اول تا پانچویں جلد کے پاروں کی کتابت کے اخراجات میں جناب الحاج عبدالرشید صاحب ارشد مرحوم جناب الحاج سید ناصر علی صاحب شمس مرحوم جناب الحاج محمد امین صاحب مرحوم جناب الحاج محمد ابراہیم صاحب اشرفی جناب صوفی بشیر احمد صاحب نے تعاون فرمایا ۔ محترم جناب صاحبزادہ حفیظ البرکات صاحب مکتبہ ضیاء القرآن نے طباعت واشاعت کا انتظام کر کے تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس تعاون کو سرمایۂ آخرت بنائے اور اس تفسیر کو عوام وخواص کے لئے فیوضات وبرکات سے نوازے آمین بحرمت نبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ فقیر قادری ابو الحسنات سید خلیل احمد قادری اشرفی

خطیب جامع مسجد وزیر خاں وامیر جامعہ حسنات العلوم لاہور

نواں پارہ

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف ساتواں رکوع پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۝

بولے سردار اس کی قوم کے متکبر اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے اور ان کو بھی جو ایمان لائے ہیں یا تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں فرمایا (شعیب نے) کیا اگرچہ ہم بیزار ہیں۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝

ضرور افترا کریں گے ہم اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں ہم تمہارے دین میں جبکہ نجات دی اللہ نے ہمیں اس دین سے اور ہمارے لیے موزوں ہی نہیں کہ ہم لوٹیں اس دین میں مگر یہ کہ اللہ چاہے رب ہمارا وسیع ہے ہمارے رب کا علم محیط ہے ہر شے پر اللہ پر بھروسہ ہے ہمیں اے رب ہمارے کھول دے ہم میں اور ہماری قوم میں حق بات اور تو بہترین فیصلہ دینے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

اور بولے سردار ان کے جو کافر تھے اس قوم سے کہ اگر پیرو ہوئے شعیب کے تو تم یقیناً نقصان والے ہوں۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

تو پکڑ لیا ان کو زلزلہ نے تو صبح کی اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے۔

اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ۝

وہ جو جھٹلا رہے تھے شعیب کو گویا کہ نہیں ہے کبھی ان گھروں میں جو جھٹلاتے تھے شعیب کو سب کے سب تھے نقصان والے۔

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ۝

تو منہ پھیرا ان سے (شعیب نے) اور فرمایا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور بھلائی چاہی تمہاری تو کیسے افسوس کروں قوم کافر کا۔

حل لغات ساتواں رکوع سورۂ اعراف پ ۹

قال۔ کہا | الملأ۔ سرداروں نے | الذین۔ جو | استکبروا۔ متکبر تھے

من قومہ۔ اس کی قوم سے | لنخرجنك۔ ضرور نکالیں گے ہم تجھ کو

یشعیب۔ اے شعیب | و۔ اور | الذین۔ ان کو جو | امنوا۔ ایمان لائے

معك۔ تجھ پر | من قریتنا۔ اپنی بستی سے | او۔ یا

لتعودن۔ لوٹو گے تم | فی۔ بیچ | ملتنا۔ مذہب ہمارے کے | قال۔ کہا

او۔ کیا | لو۔ اگرچہ | کنا۔ ہوں ہم | کرھین۔ نا پسند کرنے والے

قد۔ بیشک | افترینا۔ بنایا ہم نے | علی۔ اوپر | اللہ۔ اللہ کے

کذبا۔ جھوٹ | ان۔ اگر | عدنا۔ لوٹیں ہم | فی۔ بیچ

ملتکم۔ مذہب تمہارے کے بعد۔ بعد اسکے | اذ۔ جبکہ | نجنا۔ نجات دی ہمیں

اللہ۔ اللہ نے | منہا۔ اس سے | و۔ اور | ما۔ نہیں

یکون۔ ہے | لنا۔ ہمارے لیے | ان۔ یہ کہ | نعود۔ لوٹیں ہم

فیہا۔ اس میں | الا۔ مگر | ان۔ یہ کہ | یشاء۔ چاہے

اللہ۔ اللہ | ربنا۔ ہمارا رب | وسع۔ سما لیا | ربنا۔ ہمارے رب نے

کل۔ ہر | شئ۔ چیز کو | علما۔ علم میں | علی۔ اوپر

اللہ۔ اللہ کے | توکلنا۔ بھروسہ کیا ہم نے | ربنا۔ اے ہمارے رب | افتح۔ فیصلہ کر دے

بیننا۔ ہم میں	و۔ اور	بین۔ درمیان	قومنا۔ ہماری قوم کے
و۔ اور	انت۔ تو	خیر۔ بہتر	الفاتحین فیصلہ کرنیوالا ہے
و۔ اور	قال۔ کہا	الذین۔ انہوں نے جو	کفروا۔ کافر ہوئے
من قومہ۔ اسکی قوم سے	لئن۔ اگر	اتبعتم۔ پیروی کی تم نے	شعیبا۔ شعیب کی
انکم۔ تو بیشک تم	اذا۔ اسوقت	لخسرون۔ خسارہ والے ہوگے	فاخذتہم۔ تو پکڑا ان کو
الرجفۃ۔ زلزلہ نے	فاصبحوا۔ تو ہو گئے	فی۔ بیچ	دار۔ گھروں
ھم۔ اپنے میں	جثمین۔ زانو کے بل	الذین۔ وہ جنہوں نے	کذبوا جھٹلایا
شعیبا۔ شعیب کو	کان۔ گویا کہ	لم۔ نہ	یغنوا۔ بسے تھے
فیہا۔ اس میں	الذین۔ وہ جنہوں نے	کذبوا۔ جھٹلایا	شعیبا۔ شعیب کو
کانوا۔ ہوئے	ھم۔ وہی	الخسرین۔ خسارہ والے	فتولی۔ تو منہ پھیرا
عنہم۔ ان سے	و۔ اور	قال۔ کہا	یا۔ اے
قوم۔ میری قوم	لقد۔ بیشک	ابلغتکم۔ میں نے پہنچا دیے تم کو	
رسلت۔ پیغام	ربی۔ اپنے رب کے	و۔ اور	نصحت۔ خیر خواہی کی میں نے
لکم۔ تمہاری	فکیف۔ تو کیسے	اسی۔ غم کھاؤں میں	علی۔ اوپر
قوم۔ قوم	کفرین۔ کافروں کے۔		

مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۃ اعراف پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۔ شعیب کی قوم کے متکبر سردار بولے اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم لوٹ آؤ گے ہمارے دین میں تو فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے کہ اگرچہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ۔ ملأ کہتے ہیں جماعت کو جس سے محفل بھر جائے اس کے لفظی معنی بھرنا ہے۔

اِسْتَكْبَرُوْا۔ باب استفعال سے مبالغہ کے لیے یعنی جنہوں نے اپنے آپ کو بہت ہی بڑا سمجھا

مِنْ قَوْمِہٖ۔ وہ قوم جس کے آپ نبی تھے۔
اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا۔ یا تم لوٹ آؤ ہمارے دین میں۔ لتعودن عود سے بنا اس کے معنی لوٹ آنا۔
قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِہِیْنَ۔ کارہین کراہتہ سے بنا اس کے معنی ناپسندیدگی۔

تو فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام نے کہ اگرچہ ہم تمہارے دین سے بیزار ہیں یعنی ہم تمہارے دین کو کس طرح قبول کرلیں جبکہ ہم اس سے بیزار ہیں اور اگر ہم ایسا کرلیں تو یقیناً ہم اللہ پر افتراء و کذب باندھنے والے ہوں گے اور تمہارے دین میں آنا یوں ہو گا کہ جس چیز سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے نجات دی اس عذاب میں ہم لوٹ پڑے جس کا حسن و قبح اللہ نے ہمیں ظاہر فرمادیا اور ہم لوگوں کو یہ زیبا ہی نہیں کہ مسلمان ہوکر تمہارے دین میں آئیں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے یعنی البتہ یوں ہوسکتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے اور اس کے لیے ایسا ہی مقدر ہو۔

وہ ہمارا رب ہے اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے ہمارا بھروسہ اسی پہ ہے ہم تمام امور میں اسی کے بھروسہ پر ایمان میں ثابت قدم ہیں وہی ہمیں اس دین پر قائم رکھے گا اور وہی زیادہ ایقان کی توفیق دے گا۔ اے ہمارے رب ہم اور ہماری قوم میں حق کھول دے۔

علامہ زجاج نے فرمایا اس کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ اے رب ہمارے حقانیت واضح کرنے کو ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے ان کا باطل ہونا اور حضرت شعیب کا مع ان کے متبعین کے حق پر ہونا ظاہر ہو جائے اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ تم شعیب کے متبع ہوئے تو ضرور تم خسران و نقصان میں رہو گے تو انہیں رجفہ یعنی زلزلہ نے پکڑ لیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس سرکش قوم پر جہنم کا دروازہ کھولا جس نے انہیں شدید اتنی گرمی آئی حبس سے ان کے سانس بند ہوگئے ٹھنڈی جگہ انہیں کہیں نہ ملی سایہ دار مقام نے بھی کوئی فائدہ نہ دیا۔ پانی سے بھی سکون میسر نہ ہوا۔ سراسیمگی میں پناہ چاہی تہ خانوں میں لیکن وہاں گرمی نے سکون نہ دیا۔ بلکہ باہر سے زیادہ پریشان ہوئے جنگل میں بھاگے یہاں انہیں ابر نظر آیا کہ اس میں نہایت سرد اور خوشگوار ہوا تھی۔ یہاں سب جمع ہوئے اور ایک دوسرے کو پکارا کہ یہاں آجاؤ جب مرد عورت سب جمع ہوگئے تو وہ ابر آگ برسانے لگا گویا آتش فشاں پہاڑ کا لاوا بن گیا اور سب کے سب اس میں جل کر ہلاک ہوگئے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب ایکہ کی طرف بھی مبعوث

فرمایا تھا۔ یہ اسی طرح کے آتش فشاں ابر سے ہلاک ہوئے اور اہل مدین زلزلہ میں ہلاک ہوئے اور ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہوئے آخر ش ان کی ہلاکت دیکھ کر آپ نے فرمایا اے میری قوم میں نہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا اور تمہاری بھلائی چاہی مگر تم نے نصیحت قبول نہ کی تو اب تمہاری ہلاکت پر میں کیوں غم کروں جبکہ تم کافر ہی رہے۔

تفسیر سورۃ اعراف ساتواں رکوع پ ۹

قال الملأ الذین استکبروا من قومه لنخرجنك یشعیب والذین امنوا معك من قریتنا اولتعودن فی ملتنا ای لیکونن احد الامرین اما اخراجکم و اما عودکم فی الکفر۔

بولے وہ جو قوم شعیب کے متکبر کافر تھے کہ اے شعیب قسم ہے ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے اور انہیں بھی خارج کر دیں گے جو تم پر ایمان لائے ہیں ورنہ لوٹ آؤ ہمارے دین میں یعنی دو باتیں ہیں یا تمہیں نکلنا ہوگا مع اپنے متبعین کے یا لوٹ کر آنا ہوگا ہمارے دین میں۔ عود کے معنی لغت میں انصراف کے ہیں کسی چیز سے۔

قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کَارِهِیْنَ۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ چاہے ہم لوگ تمہارے دین سے کراہت کریں۔ گویا آپ نے فرمایا اتعیدوننا فی ملتکم فی حال کراهتنا ومع کوننا کارھین۔ قالوا نعم ثم قال شعیب کیا ہمیں تم اپنے دین میں جبراً و اکراہاً لینا چاہتے ہو۔ باوجود اس کے کہ ہم ایسی ملت سے کراہت کرتے ہوں۔ تو کفار متکبرین نے جواب دیا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا۔

قد افترینا علی الله کذبا ان عدنا فی ملتکم ای والله قد افترینا علی الله کذبا ان عدنا فی ملتکم۔ یعنی قسم ہے پھر تو ہم اللہ پر جھوٹا افتراء باندھیں گے اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ کر آ جائیں۔

بعد اذ نجنا الله منها خلصنا الله۔ بعد اس کے کہ اللہ نے میری قوم کو اس گمراہی سے نجات دی اس لیے کہ انبیاء کرام سے کفر و ارتداد محال ہے وہ معصوم و مصئون ہوتے ہیں بنا بریں حضرت شعیب علیہ السلام کا اِنْ عُدْنَا فرمانا بایں معنی تھا کہ میری قوم اگر اس گمراہی کی

طرف جلائے جس سے نجات پاچکی ہے نہ کہ معاذ اللہ ان کا خود اس طرف جانا یہ تو ممکن ہی نہ تھا۔
ومایکون لنا ومایتبغی لنا وما یصح لنا یعنے ہمیں یہ زیبا ہی نہیں اور کسی طرح یہ صحیح نہیں کہ
ان نعود فیہا الا ان یشاء اللہ ربنا۔ الا ان یکون لنا سبق فی مشیتہ ان نعود
فیہا اذ الکائنات کلہا بمشیتۃ اللہ تعالیٰ۔ ہم لوٹ جائیں مگر یہ کہ اللہ چاہے اس لیے کہ مشیت
الٰہی کی سبقت سب پر غالب ہے کیونکہ تمام کائنات تحت مشیت ہے خیر و شر سب اسی کی
مشیت سے ہے۔

وسع ربنا کل شیئ علما ای ھو عالم بکل شیئ فھو یعلم احوال عبادہ کیف تتحول
دقلوبھم کیف تنقلب۔ اس کا علم علی کل شئے ہے محیط۔ وہ ہر شئے کا عالم ہے وہی جانتا ہے اپنے
بندوں کے احوال کہ انکے دل کس طرف ہیں اور کیسے منقلب ہو رہے ہیں۔
علی اللہ توکلنا فی ان یثبتنا علی الایمان ویوفقنا لازدیاد الایقان۔ اسی پر ہمارا
بھروسہ ہے ثابت علی الایمان رکھنے اور توفیق ازدیاد ایقان دینے میں۔
ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق ای احکم بیننا والفتاحۃ الحکومۃ والقضا
بالحق بفتح الاسر للمغلق قلت اسمی فتحا وسمی اھل عمان فتاحا۔ اے ہمارے رب فیصلہ
فرمادے ہم میں اور ہماری قوم میں حق حق یعنے حق و باطل واضح فرمادے۔ فتاح عرف میں حکومت
اور قضاء بالحق کو کہتے ہیں جس سے متعلق امور واضح ہو سکیں اس لیے اس کا نام فتح رکھا گیا اور
اہل عمان اسے فتاح کہتے ہیں۔
وانت خیر الفاتحین اور بیشک تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔
وقال الملاء الذین کفروا من قومہ لئن اتبعتم شعیبا انکم اذا لخسرون
مغبونون لفوات فوائد البخس والتطفیف باتباعہ لانہ ینھکم عنہا ویامرکم علی
الایفاء والتسویۃ۔ اور بولے سردار کافروں کے اپنی قوم سے اگر تم نے اتباع کیا شعیب کا
تو تم پورے نقصان میں ہوگے۔
خسارہ سے مراد اخروی نقصان ہے یا دنیاوی یعنی اگر تم نے حضرت شعیب کی پیروی کی تو
آخرت میں عذاب پاؤ گے اور دنیا میں بھی کم تولنے کم ناپنے سے جو فائدہ حاصل کرتے تھے اس
سے محروم ہو جاؤ گے۔
بخس اور تطفیف چھوڑ دینے سے ان کی اتباع میں اس لیے کہ وہ تمہیں ناپ تول میں کمی

کرنے سے روکتے ہیں اور پورا ناپنے اور صحیح تول کر دینے کا حکم فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اس آمدنی سے محروم رہنا ان کی نظر میں نقصان ہی تھا اس بنا پر وہ اپنے نظریہ کے ماتحت متبعین شعیب کو انکم اذا لخسرون کہتے تھے۔

فاخذتهم الرجفة التي لزلزلة۔ تو پکڑ لیا انہیں رجفہ یعنی زلزلہ نے :

رجفہ سخت حرکت کو کہا جاتا ہے اور زلزلہ مطلقاً جنبش زمین کو کہتے ہیں۔

فاصبحوا فی دارهم جثمین۔ میتین تو صبح کی اپنے گھر میں مرے ہوئے تھے۔

جاثمین۔ جثومۃ سے بنا۔ اس کے معنی زمین پر لیٹ جانا ہے یعنی لوگ اپنے گھروں میں زلزلہ کی وجہ سے زمین پر پڑے ہوئے ہلاک ہو گئے۔

الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیها لم یقیموا فیها غنی بالمکان اقاموا۔ وہ جو جھٹلاتے تھے حضرت شعیب کو نہ بے فکر رہے ان مکانوں میں یعنی نہ ان مکانوں میں گھروں میں رہنے والوں کی طرح

الذین کذبوا شعیبا کانوا هم الخسرین۔ کانہ قیل الذین کذبوا شعیبا هم المخصوصون بان اهلکوا کان لم یقیموا فی دارهم لان الذین اتبعوا شعیبا قد انجاهم الله الذین کذبوا شعیبا المخصوصون بالخسران العظیم دون اتباعہ فهم الرابحون۔ وہ جو جھٹلاتے تھے شعیب کو وہی نقصان میں رہے گویا اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو فرمایا جو شعیب علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے وہ ایسے ہلاک ہوئے کہ گویا وہ ان گھروں میں رہتے ہی نہ تھے وہ زبردست نقصان میں پڑے برخلاف اتباع شعیب علیہ السلام کے کہ وہ نفع میں رہے۔

فتولی عنهم بعد ان نزل بهم العذاب۔ تو حضرت شعیب ان سے منہ پھیر کر چلے بعد اس کے کہ ان پر عذاب نازل ہو گیا۔

تولی۔ تولی سے بنا اس کے معنی دور ہونا یعنی حضرت شعیب ان کفار پر عذاب آنے سے قبل اپنی جماعت متبعین کو لے کر اس بستی سے باہر چلے گئے تھے۔ عذاب آچکنے کے بعد آپ ان کی لاشوں پر آئے اور ان کی حالت کو ملاحظہ فرمایا اس قوم کی ہلاکت کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام بمعہ اپنے متبعین کے کعبہ معظمہ آگئے اور وصال مبارک تک وہاں ہی رہے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ کعبہ شریف میں صرف دو مزارات ہیں حطیم میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اور مغربی جانب حضرت شعیب علیہ السلام کا مزار ہے (روح المعانی)

شامی میں ہے کہ مطاف میں ستر انبیاء کے مزارات ہیں۔

وقال یقوم لقد ابلغتکم رسلت ربی ونصحت لکم فکیف اسی احزن۔ اور فرمایا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری بھلائی چاہی تو اب میں تم پر کیوں غم کروں علی قوم کفرین۔ اشتد حزنہ علی قومہ ثم انکرہ علی نفسہ فقال کیف یشتد حزنی علی قوم لیسوا یا اھل للحزن علیہم لکفرھم واستحقاقہم ما نزل بہم۔ کافر قوم پر اول آپ پر شدید حزن قوم کے غم میں طاری ہوا۔ پھر آپ نے اپنے دل کو سمجھایا کہ یہ حزن اور یہ ملال اس قوم پر نہایت نامناسب ہے جو اصل ہمدردی کے اہل نہیں ان کے کفر کی وجہ میں وہ اس عذاب کی مستحق تھی۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع دوم پ ۹

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف سے پکڑا تاکہ وہ کسی طرح تضرع وزاری کریں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝

پھر بدل دیا ہم نے برائی کی جگہ بھلائی کو حتی کہ وہ بہت ہو گئے اور بولے بے شک ہمارے باپ دادا کو بھی رنج و راحت پہنچ چکی تھی تو پکڑا ہم نے انہیں اچانک اور وہ غفلت میں تھے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقوی کرتے تو ضرور کھول دیتے ہم ان پر برکتیں آسمان اور زمین سے مگر انہوں نے جھٹلایا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں ان کے کیے کا بدلہ۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآىٕمُوْنَ ۝

کیا بے فکر ہیں بستیوں والے اس سے کہ آئے ان پر ہمارا عذاب رات کو جب وہ سوتے ہوں

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝

یا بے فکر ہوں بستیوں والے اس سے کہ آئے ان پر عذاب ہمارا اور وہ کھیل رہے ہوں

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

کیا امن میں ہیں اللہ کے خفیہ عذاب سے تو اللہ کی خفیہ گرفت سے نڈر نہیں ہوتے مگر نقصان وخسران والے۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع دوم پ ۹

و۔اور	ما۔نہیں	ارسلنا۔بھیجا ہمنے	فی۔بیچ
قریۃ۔کسی بستی کے	من۔کوئی	نبی۔نبی	الا۔مگر
اخذنا۔پکڑا ہمنے	اھلہا۔اسکے رہنے والونکو	بالباساء۔بھوک	و۔اور
الضراء۔تکلیف سے	لعلہم۔تاکہ وہ	یضرعون۔عاجزی کریں	ثم۔پھر
بدلنا۔بدل دیا ہمنے	مکان۔جگہ	السیئۃ۔برائی کی	الحسنۃ۔نیکی کو
حتی۔یہاں تک کہ	عفوا۔وہ بڑھے	و۔اور	قالوا۔کہا
قد۔بیشک	مس۔پہنچی	اباء۔باپ دادا	نا۔ہمارے کو
الضراء۔تکلیف	و۔اور	السراء۔راحت	فاخذنہم۔تو پکڑا ہم
نے ان کو	بغتۃ۔اچانک	و۔اور	ھم۔وہ
لا۔نہیں	یشعرون۔سمجھتے تھے	و۔اور	لو۔اگر
ان۔بیشک	اھل۔رہنے والے	القری۔بستیوں کے	اٰمنوا۔ایمان لاتے
و۔اور	اتقوا۔پرہیزگار ہوتے	لفتحنا۔تو یقینا ہم کھول دیتے	
علیہم۔ان پر	برکت۔برکتیں	من السماء۔آسمان	و۔اور
الارض۔زمین سے	و۔اور	لکن۔لیکن	کذبوا۔جھٹلایا انہوں نے
فاخذنہم۔تو پکڑا ہم نے ان کو		بما۔بدلے اسکے جو	کانوا۔تھے
یکسبون۔کماتے	افامن۔کیا بے خوف ہیں		اھل۔رہنے والے
القری۔بستیوں کے	ان۔یہ کہ	یاتیہم۔آئے انکے پاس	باسنا۔ہمارا عذاب
بیاتا۔رات کو	و۔اور	ھم۔وہ	نائمون۔سوتے ہوں
او۔کیا	امن۔بے خوف ہیں	اھل۔رہنے والے	القری۔بستیوں کے

ان ۔ یہ کہ	یاتیہم ۔ آئے انکے پاس	باستا ۔ ہمارا عذاب	ضحی ۔ چاشت کے وقت
و ۔ اور	ھم ۔ وہ	یلعبون کھیلتے ہوں	افامنوا ۔ کیا وہ امن
یں ہیں	مکر ۔ تدبیر	اللہ ۔ الٰہی سے	فلا ۔ تو نہیں
یامن ۔ بے خوف ہوتی	مکر ۔ تدبیر	اللہ ۔ الٰہی سے	الا ۔ مگر
القوم ۔ قوم	الخسرون خسارہ والی		

خلاصہ تفسیر سورۃ اعراف رکوع دوم پ ۹

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں نبی جسے اسکی قوم نے جھٹلایا نہ ہو مگر یہ کہ اس بستی کے رہنے والے سختی اور تکلیف میں پکڑے گئے یعنی ان پر فقر و فاقہ ۔ تنگدستی انواع و اقسام کے مرض مسلط ہوئے تاکہ وہ تضرع وزاری کریں ۔ تکبر چھوڑ کر توبہ کریں اور احکام الٰہی کے مطیع بنیں پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی سے بدل دی یعنے سختی و تکلیف کے بعد راحت و آسائش پہنچائی اور یہ راحت ونعمت پہنچانا اطاعت و شکر گذاری کا نتیجہ تھا حتی کہ وہ بہت ہو گئے ۔

عفو کے معنی محاورہ عربی میں نشان مٹانے کے ہیں اور بڑھنے کے بھی ہیں عَفَا النَّبَتُ سبزہ بڑھ گیا بھی معنی آتے ہیں حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْفُوا اللُّحٰی ڈاڑھیاں خوب رکھو یہاں بھی عفو کے معنی زیادہ کے لیے گئے یعنی ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور مال میں بھی فراوانی ہوئی تو بولے بیشک ہمارے باپ دادا کو بھی رنج و راحت پہنچے تھے یعنی زندگی میں گرم و سرد کا مقابلہ ہوا ہی کرتا ہے زمانہ کا دستور ہی یہ ہے کہ تکلیف و راحت زندگی کے ساتھ ہے اس میں معاذ اللہ اللہ تعالے کا کچھ دخل نہیں ہے انہوں شدت تکلیف سے کچھ عبرت نہ پکڑی تو ہم نے انہیں اچانک انکی بے خبری میں پکڑ لیا یعنی اس قوم کو عذاب کا خیال بھی نہ تھا کہ وہ گرفتار عذاب ہو گئے ۔

اور اگر اس بستی والے ایمان لاتے اور ڈرتے اور خدا و رسول کی اطاعت کرتے ۔ منہیات سے باز رہتے تو ضرور ہم ان پر آسمان و زمین سے برکتیں کھول دیتے یعنی وقت پر مفید بارشیں ہوتیں ۔ پھل پھول بکثرت ہوتے رزق میں فراخی و فراوانی ہوتی آفتوں سے محفوظ رہتے لیکن وہ تو رسولوں کو جھٹلاتے تھے تو ہم نے پکڑا انہیں عذاب سے جیسا کہ وہ کرتے تھے اور انواع و اقسام کے عذاب میں مبتلا کیا ۔

کیا بستیوں والے بے فکر ہیں اس سے کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سو رہے ہوں۔ یعنی عام کفار ہوں یا سکان مکہ یا گرد و پیش والے یا بستیوں والے امن میں ہیں اس سے کہ ان پر عذاب دن چڑھے آجائے جبکہ وہ کھیل رہے ہوں اور عذاب الٰہی سے بے خبر ہوں کیا اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے امن میں ہیں یعنی اس کی طرف سے جو ڈھیل ملتی ہے اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ عذاب نہیں آئے گا۔

اور جن نعمتوں سے ان کو نوازا گیا اس پر تکبر کرتے ہیں تو اللہ کی مخفی تدبیر اور عذاب سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو نقصان و خسران والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہر آن ہر لمحہ اس کا خوف رکھتے ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیم سے ان کی صاحبزادی نے دریافت کیا کہ میں دیکھتی ہوں سب لوگ رات کو سوتے ہیں مگر آپ شب بیدار رہتے ہیں فرمایا بیٹی میں شب کے سونے سے خائف ہوں کہ کہیں یہ غفلت موجب عذاب نہ ہو جائے۔

تفسیر نسفی سے ترجمہ تفسیر

وما ارسلنا فی قریۃ من نبی یقال لمدینۃ قریۃ وفیہ حذف ای کذبوہ اور انہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی۔ ہر بستی کو محاورہ میں قریہ کہتے ہیں اور اس محذوف فَکَذَّبُوْہُ ہے یعنے اس نبی کی تکذیب کسی قوم نے نہیں کی الا اخذنا اھلھا یا لبأساء مگر پکڑ لیا ہم نے اس کے رہنے والوں کو بالبؤس والفقر سختی اور تکلیف میں والضراء الضر والمرض لاستکبارھم لمن اتباع نبیھم او ھما نقصان النفس والمال ضراء امراض بوجہ ان کے تکبر کے اور انبیاء کرام کی پیروی سے انکار کرنے سے یا مدتوں عذاب نقصان مال بھی اور نقصان جان بھی۔

لعلھم یضرعون لیتضرعوا ویتذللوا تاکہ وہ تضرع وزاری کریں اور بارگاہ رحمت میں اپنی ذلت کا اعتراف کریں۔ ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ ای اعطیناھم بدل ما کانوا فیہ من البلاء والمحنۃ الرخاء والسعۃ والصحۃ۔ پھر بدل دیا ہم نے برائی کی جگہ بھلائی کو یعنی ہم نے انہیں عطا فرمائی اس تنگی اور بیماری کی جگہ فراخی اور وسعت اور صحت۔

حتی عفوا اکثروا وتموا فی انفسہم واموالہم من قولہم عفا النبات اذا کثر ومنہ قولہ علیہ السلام واعفوا اللحی یعنی کہ وہ کثرت سے بڑھ گئے جان و مال میں عرف عرب میں بولتے ہیں عفا النبات سبزی بہت ہو گئی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واعفوا اللحی داڑھیاں

بڑھاؤ وقالوا قد مس اٰباءنا الضراء والسراء ای قالوا ھذہ عادۃ الدھر یعاقب فی الناس بین الضراء والسراء وقد مس اٰباءنا نحو ذلک وما ھو بعقوبۃ الذنب فکونوا علی ما انتم علیہ اور کہنے لگے بیشک ہمارے باپ دادا کو بھی رنج وراحت پہنچے تھے یعنی یہ عادت زمانہ ہے کہ لوگوں پر تکلیف و آرام سے گزرتا ہے ایسے ہی ہمارے باپ دادا پر گزرا یہ سزائے معصیت میں نہیں لہٰذا جس دین پر ہو اسی پر رہو۔

فاخذنٰھم بغتۃ فجاءۃ تو پکڑ لیا ہم نے انہیں اچانک فجاءۃ کے معنی بھی اچانک کے ہیں۔

وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ بنزول العذاب اور انہیں نزول عذاب کا شعور وعلم ہی نہ تھا۔

ولوان اھل القری کانہ قال ولوان اھل تلک القری الذین کذبوا واھلکوا۔ اور اگر بستیوں والے گویا یوں فرمایا کہ اگر یہ آبادیوں والے جو جھٹلا رہے تھے اور ہلاک ہوئے۔ اٰمنوا ایمان لے آتے واتقوا الشرک اور بچتے شرک سے لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ارادا المطروالنبات تو کھول دیتے ہم ان پر برکتیں آسمان سے اور زمین سے۔ آسمان کی برکتیں یہ ہیں کہ وقت پر بارش ہونا۔ مناسب ہوائیں چلنا اور زمین سے برکتیں یہ ہیں۔ سبزہ اگنا۔ دل کش پھل وغیرہ حاصل ہونا یعنی ان پر آسمانی زمینی نعمتیں اس طرح کھیچتے رہتے بارشیں کر کے سبزہ اگاتے۔

ولکن کذبوا الانبیاء فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون بکفرھم وسوء کسبھم لیکن انہوں نے انبیاء کرام کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں پکڑ لیا عذاب میں بدلہ ان کے کرنے کا کفر اور برے اعمال وغیرہ سے کیونکہ نبی کو جھٹلانا سارے کفر وشرک اور بداعمالیوں کی اصل ہے۔

افامن اھل القری یرید الکفار منھم ان یاتیھم باسنا عذابنا بیاتا لیلا ای وقت بیات یقال بات بیاتا وھم نائمون اوامن اھل القری ان یاتیھم باسنا ضحی نھارا والضحی فی الاصل ضوء الشمس اذا اشرقت وھم یلعبون۔ یشتغلون۔ کیا بے فکر ہیں بستیوں والے یعنی کفار اس قوم کے اس سے کہ آئے ان پر عذاب رات کو یعنی سونے کے وقت محاورہ میں بات بیاتا بولتے ہیں یعنی سویا سونے والا اور وہ سو رہے ہوں یا امن میں ہیں بستیوں والے ہمارے اس عذاب سے جو دن میں آنے والا ہے ضحی اصل میں اس ضوء شمس کو کہتے ہیں جبکہ وہ تیزی سے چمک جائے اور وہ مشغول لہو ولعب ہوں۔

افامنوا مکر اللہ اخذہ العبد من حیث لایشعر وعن الشبلی قدس سرہ مکرہم ترکہ ایاھم علی ما ھم علیہ وقالت ابنۃ الربیع بن خیثم لابیھا مالی اری

الناس بیاتاً وهم نائمون قال یا بنتاه ان اباك یخاف البیات کیا اللہ تعالےٰ کی خفیہ تدبیر سے وہ بے خوف ہیں کہ بندہ کو گرفتار کرلے ایسی صورت میں کہ اسے شعور ہی نہ ہو۔ حضرت شبلی قدس سرہ نے فرمایا اللہ کا مکر قوم کے ساتھ یہ ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دے اور حضرت بنت ربیع بن خثیم نے اپنے والد سے کہا ابا جان میں لوگوں کو سوتا ہوا دیکھتی ہوں لیکن آپ کو سوتا ہوا نہیں پاتی۔ فرمایا بیٹی مجھے خوف ہے رات میں سونے سے۔

فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون الا الکافرون الذین خسروا انفسہم حتی صاروا الی النار تو اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر نقصان والی قوم یعنی وہ کافر جنہوں نے اپنی جانیں خسران ونقصان میں ڈالیں حتیٰ کہ وہ جہنم میں گئے۔

بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع سوم پ ۹

اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ○

کیا نہ ہدایت ملی انہیں جو وارث ہوئے زمین کے اس کے اصل مالکوں کے بعد یہ کہ اگر ہم چاہیں تو پہنچا دیں آفت ان کے گناہوں کے سبب اور مہر کردیں ہم ان کے دلوں پر تو پھر وہ کچھ نہ سنیں۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ ○

یہ بستیاں ہیں جن کا حال تم پر بیان کرتے ہیں اور بے شک آئے ان کے پاس رسول روشن دلیلوں سے تو وہ نہ ہوئے ایسے کہ ایمان لاتے جسے پہلے جھٹلا چکے تھے ایسے ہی مہر کردیتا ہے اللہ کافروں کے دلوں پر۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ ○

اور نہیں پایا ہم نے ان کے بہت سوں کو سچا اور ضرور پایا ہم نے ان کے بہت سوں کو خلاف حکم۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰیٰتِنَا

پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ج فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝	کے ساتھ فرعون کی طرف اور اس کے درباریوں میں تو انہوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا تو دیکھو کیسا ہوا انجام فسادیوں کا۔
وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	اور فرمایا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں اللہ کا جو پروردگار عالم ہے۔
حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝	زیبا ہے مجھے یہ کہ نہ کہوں اللہ پر مگر میں سچ لایا ہوں نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے تو چھوڑ دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ بولا اگر ہے تو کوئی نشانی لایا تو لا اگر ہے تو سچا۔
فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝	تو ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو وہ فی الفور ایک اژدہا کھلم کھلا تھا۔
وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝	اور نکالا اپنا ہاتھ تو وہ جگمگا رہا تھا دیکھنے والوں کے لئے۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع سوم پ ۹

او۔ کیا	لم۔ نہ	یھد۔ ہدایت ملی	للذین۔ انکو جو
یرثون۔ وارث ہوئے کے	الارض۔ زمین کے	من بعد۔ بعد	اھلھا۔ اسکے مالکو ں
	ان۔ یہ کہ	لو۔ اگر	نشاء۔ ہم چاہیں تو
اصبنا۔ پہنچائیں ا،	ھم۔ ان کو	بذنوبھم۔ ان کے گناہوں کے بدلے	
و۔ اور	نطبع۔ مہر کریں ہم	علی۔ اوپر	قلوبھم۔ انکے دلوں کے
فھم۔ تو وہ	لا۔ نہ	یسمعون۔ سنیں	تلک۔ یہ
القری۔ بستیاں ہیں	نقص۔ بیان کرتے ہیں ہم	علیک۔ تجھ پر	من انبائھا۔ انکی خبریں
و۔ اور	لقد۔ بیشک	جاءتھم۔ آئے انکے پاس	رسلھم۔ انکے رسول
بالبینت۔ کھلے دلائل لیکر	فما۔ تو نہ	کانوا۔ تھے کہ	لیؤمنوا۔ ایمان لاتے

بما۔ جنکو	کذبوا۔ جھٹلایا تھا	من قبل۔ پہلے	کذلک۔ اسی طرح
یطبع۔ مہر کرتا ہے	اللہ۔ اللہ	علی۔ اوپر	قلوب۔ دل
الکافرین۔ کافروں کے	و۔ اور	ما۔ نہ	وجدنا۔ پایا ہم نے
لاکثر۔ اکثر	ھم۔ ان کے کا	من۔ کوئی	عھد۔ عہد
و۔ اور	ان۔ بیشک	وجدنا۔ پایا ہم نے	اکثر۔ اکثر
ھم۔ ان کے کو	لفسقین۔ بدکردار	ثم۔ پھر	بعثنا۔ بھیجا ہم نے
من بعد۔ بعد	ھم۔ ان کے	موسی۔ موسی کو	بآیتنا۔ اپنی نشانیاں دیکر
الی۔ طرف	فرعون۔ فرعون کی	و۔ اور	ملائہ۔ اس کے
سرداروں کی	فظلموا۔ تو ظلم کیا انہوں نے	بھا۔ ان سے	فانظر۔ تو دیکھ
کیف۔ کیسا	کان۔ ہوا	عاقبۃ۔ انجام	المفسدین۔ فسادیوں کا
و۔ اور	قال۔ کہا	موسی۔ موسی نے	یا۔ اے
فرعون۔ فرعون	انی۔ بیشک میں	رسول۔ رسول ہوں	من رب۔ رب
العلمین۔ جہانوں کی طرف سے	حقیق۔ حقدار ہوں	علی۔ اوپر	ان۔ اس کے کہ
لا۔ نہ	اقول۔ کہوں	علی۔ اوپر	اللہ۔ اللہ کے
الا۔ مگر	الحق۔ حق	قد۔ بیشک	جئتکم۔ میں لایا تمہارے پاس
بینۃ۔ دلیل	من ربکم۔ تمہارے رب سے	فارسل۔ تو بھیج	معی۔ میرے ساتھ
بنی اسرائیل۔ بنی اسرائیل کو		قال۔ بولا	ان۔ اگر
کنت۔ ہے تو	جئت۔ لایا	بآیۃ۔ کوئی نشانی	فات۔ تو لے آ
بھا۔ اسکو	ان۔ اگر	کنت۔ ہے تو	من الصدقین۔ سچا
فالقی۔ تو ڈالا اس نے	عصا۔ عصا	ہ۔ اپنا	فاذا۔ تو اچانک
ھی۔ وہ	ثعبان۔ اژدہا تھا	مبین۔ ظاہر	و۔ اور
نزع۔ کھینچ لیا	ید۔ ہاتھ اپنا	ہ۔ اپنا	فاذا۔ تو اچانک
ھی۔ وہ	بیضاء۔ سفید تھا	للنظرین۔ واسطے دیکھنے والوں کے	

خلاصہ تفسیر سورۃ اعراف رکوع سوم پ ۹

اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لونشاء اصبناھم بذنوبھم ونطبع علی قلوبھم فھم لایسمعون ہ اور کیا وہ ہدایت نہیں پاتے جو وارث ہوئے زمین کے بعد اصل مالکوں کے اس امر کی کہ اگر چاہے اللہ تو انہیں پہنچا وے گناہوں کے بدلے جیسا ہم نے ان کے پہلے وارثوں کو ان کی نافرمانی کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے ان کے دلوں پر مہر کر دی کہ وہ کچھ نہیں سنتے اور پند و نصیحت نہیں مانتے۔

یرثون الارض - زمین کے وارث ہوتے ہیں وراثت کے معنی مرنے کے بعد اس کے مال کا مالک ہونا۔ الارض - وہ کفار جو اپنے باپ دادا کے بعد یا ان کی ہلاکت کے بعد ان کی زمین کے وارث ہو گئے کیا انہیں ہدایت نہ ملی اس بیان میں قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم لوط اور شعیب کی جن کے حالات بیان کرتے ہیں تم پر تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہماری مدد ہمارے رسولوں کی پیروی کرنے والوں پر انکے دشمنوں کافروں کے مقابلہ میں ہوا کرتی ہے۔

ولقد جاءتھم رسلھم بالبینت فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل کذلک یطبع اللہ علی قلوب الکفرین۔ اور بے شک ان کے پاس آئے انکے رسول روشن دلیلوں سے یعنی معجزات کے ساتھ تو وہ نہ ہوئے اس قابل کہ ایمان لائیں عذاب آنے اور ہلاک ہونے تک اس تکذیب کے خلاف جس سے جھٹلا رہے تھے بلکہ اپنے کفر اور تکذیب پر اڑے رہے اللہ یوں ہی مہر لگا دیتا ہے دلوں پر کافروں کے جن کے متعلق اس کے علم میں ہوتا ہے کہ یہ کفر کے لیے ہی بنائے گئے ہیں اور ان کے لیے ایمان نہیں ہے۔

وما وجدنا لاکثرھم من عھد وان وجدنا اکثرھم لفسقین ہ اور ان میں نہیں پایا ہم نے اکثر کو اپنے عہد میں سچا۔ انہوں نے اللہ کا عہد پورا نہ کیا بلکہ جب انہیں کوئی مصیبت آئی تو عہد کر لیا کہ اگر تو ہمیں نجات دے تو ہم اب ایمان لائیں گے جب نجات مل گئی تو عہد سے منحرف ہو گئے (مدارک) اور ان میں پایا ہم نے اکثر کو فاسق عہد شکن۔

ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا الی فرعون وملائہ فظلموا بھا فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین ہ پھر ہم نے بھیجا انبیائے کرام کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ یعنی

معجزات دے کر مثل ید بیضا و عصا کے ساتھ فرعون اور اسکے درباریوں کی طرف تو انہوں نے ان نشانیوں پر بھی ظلم کیا اور جھٹلایا۔ کفر پر اڑے رہے تو دیکھو پھر کیسا ہوا انجام فسادیوں کا۔

وقال موسیٰ یفرعون انی رسول من رب العلمین۔ اور کہا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں رب العلمین کی طرف سے مجھے یہی مناسب ہے کہ نہ کہوں اللہ تعالیٰ پر مگر حق بات اس لیے کہ انبیائے کرام سے غلط بیانی نہیں ہوا کرتی اور تبلیغ رسالت میں ان سے کذب ممکن ہی نہیں بیشک میں لایا ہوں تمہارے پاس نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے جو میری رسالت کا ثبوت ہے اور وہ معجزات ہیں تو تو اب میرے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اور انہیں اپنی پابندی سے آزاد کر دے تاکہ وہ ارض مقدسہ میں چلے جائیں جو ان کا وطن ہے۔

بولا اگر تم کوئی نشانی لائے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو۔ تو ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا تو وہ ایک اژدہا ہو گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سید المفسرین فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا اس کا منہ زرد تھا جس کا ایک جبڑا زمین کے نیچے اور ایک اس کے قصر شاہی کی دیوار پر پھر اس نے فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون نے اپنے تخت سے کود کر گھر میں جانے کا رخ کیا اور بدحواسی میں اس کی ریاح خارج ہو گئی پھر اس اژدہے نے لوگوں کی طرف منہ پھیرا تو تمام درباریوں میں ایسی بھگدڑ پڑی کہ آپس میں ایک دوسرے کو کچل ڈالا اور بہت سے لوگ مر گئے۔

فرعون گھر میں پکارا کہ موسیٰ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا اس اژدہے کو پکڑ لو میں ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجے دیتا ہوں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا جو اژدہا بنا ہوا تھا اٹھالیا تو وہ مثل سابق عصا ہی ہو گیا اور نکالا موسیٰ نے اپنا ہاتھ تو وہ جگمگا رہا تھا دیکھنے والوں کے سامنے یعنے اس کی روشنی اور چمک نور آفتاب پر غالب تھی۔

تفسیر نسفی سے رکوع متلوہ کی تفسیر

اولم یھد للذین یرثون الارض من بعد اھلھا ان لو نشاء اصبناھم بذنوبھم ای اولم یھد للذین یخلفون من خلا قبلھم فی دیارھم ویرثونھم ارضھم ھذا الشان و

ھو اناالو نشاء اصبناھم بذنوبہم کما اصبنا من قبلہم فاھلکنا الوارثین کما اھلکنا المورثین ونطبع ای ونحن نختم علی قلوبہم منہم لا یسمعون الوعظ۔

کیا ان پر ظاہر نہ ہوا کہ جو زمین کے وارث ہوئے ان کے اصل مالکوں کی بجائے کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی پہنچائیں ان کے گناہوں کے بدلے کوئی مصیبت یعنی کیا وہ ہدایت نہیں پاتے جو خلیفہ بنے ان کے جو گذر گئے ان سے پہلے اور ان کے گھر اور مال کے یہ وارث بنے گویا یہی شان ان کی بھی ہو سکتی ہے ان کے گناہوں کے باعث جو ان سے پہلے رہتے بسنے والوں کی ہوئی۔ ان کے وارثوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا انہیں بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ اور ہم نے مہر کر دی انکے دلوں پر جس سے وہ سن نہیں سکتے اور وعظ و پند انہیں فائدہ نہیں دیتا۔

یہ بستیاں وہ ہیں جن کا ذکر ہم آپ کے سامنے کر رہے ہیں یعنی یہ بستیاں جن کا ذکر فرمایا گیا تھا یعنی قوم نوح سے قوم شعیب تک کی ہیں جن کا قصہ ہم بتا رہے ہیں۔

ولقد جاءتہم رسلنا بالبینت بالمعجزات فماکانوا لیؤمنوا عند مجئ الرسل بماکذبوا من قبل ای اسنمروا علی التکذیب من لدن مجئ الرسل الیہم الی ماتوا مصرین مع تتابع الایات کذلک یطبع اللہ علی قلوب الکفرین لاعلم منہم انہم یختارون الثبات علی الکفر

اور بیشک آئے ان میں رسول معجزات کے ساتھ تو یہ نہ تھے ایمان لانیوالے رسولوں پر اور ویسے تکذیب کرتے رہے جیسے پہلے کر رہے تھے یعنی تکذیب انبیاء میں ہر نبی کے آنے پر جمے رہے حتیٰ کہ ہلاک ہوئے ایسے ہی ہم مہر کرتے ہیں کافروں کے دلوں پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کفر کو جانتا تھا۔

وما وجدنا لاکثرھم من عھد یعنی ان اکثر الناس نقضوا عھد اللہ ومیثاقہ فی الایمان وان وجدنا اکثرھم لفسقین لخارجین عن الطاعۃ ثم بعثنا من بعدھم موسی بایتنا بالمعجزات الواضحات الی فرعون وملائہ فظلموا بھا فکفروا بایتنا اجری الظلم مجری الکفر واذا احد ان الشرک لظلم عظیم او نظلموا الناس بسببھا حین اذوا من امن ادلانہ اذا وجب الایمان بھا فکفروا ابدل الایمان کان کفرھم بھا ظلما حیث وضعوا الکفر غیر موضعہ وھو موضع الایمان فانظر کیف کان عاقبۃ للمفسدین حیث صاروا مغرقین ۰

اور نہیں پایا ہم نے ان کے اکثر کو بات کا سچا یعنی اس قوم میں اکثریت بدعہدوں کی ہے ایمان

کا عہد بھی پورا نہیں کرتے اور باہمی معاہدوں میں بھی اچھے ہیں اور یقیناً اکثر ان کے بے عہد فاسق ہی پائے یعنی نکل جانے والے اطاعت سے۔

پھر بھیجا ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ یعنی روشن معجزات دے کر فرعون کی طرف اور ان کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے اس میں ظلم کیا اور ہماری نشانیوں سے کفر کیا۔
یہاں ظلم کفر کی جگہ استعمال کرنا اس وجہ میں ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم۔ دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے یا اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ان لوگوں پر ظلم کرنے لگے جو ایمان لائے یا یہ معنی ہوں گے کہ معجزات کے ظاہر ہو جانے کے بعد ایمان واجب ہو گیا تو انہوں نے اس سے انکار کیا یہ ان کا ظلم تھا اس لیے کہ جب ظلم نام ہے وضع الشئ فی غیر محلہ کا تو انہوں نے ایمان کی جگہ کفر کو رکھا جو غیر موضوع تھا۔
تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا ان کے اعراض و انحراف کی وجہ میں۔

اور کہا موسیٰ نے اے فرعون۔ ملوک مصر کو فراعنہ کہا جاتا ہے جیسے ملوک فارس کو اکاسرہ کہتے ہیں فراعنہ فرعون کی جمع ہے۔ اکاسرہ کسریٰ کی جمع ہے۔
علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس کی مزید توضیح فرماتے ہوئے لکھا۔

فرعون هو علم شخص ثم صار لقبا لكل من ملك مصر من العمالقة۔ فرعون ایک شخص کا نام تھا۔ پھر ہر بادشاہ مصر کا لقب ہو گیا جو عمالقہ مصر سے ہوتا جیسے کسریٰ بادشاہ فارس کا لقب ہو گیا اور قیصر بادشاہ روم کے لیے اور نجاشی ملک حبشہ کا لقب ہو گیا اور تبع شاہ یمن کو کہنے لگ گئے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ پہلے اس ملک مصر کے لیے خاص ہوا جس کا نام ولید بن مصعب بن ریان تھا۔
ایک قول میں ہے کہ اس کا نام قابوس تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔
ایک قول یہ ہے کہ اس کی کنیت ابو مرہ تھی۔
ایک قول ہے کہ ابو الولید تھی۔
ایک جماعت کی تحقیق میں قابوس اور ولید دو شخص تھے ایک وہ جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون تھا دوسرا وہ جو یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا الخ (روح المعانی)
گویا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بادشاہ مصر فرعون کا نام قابوس یا ولید بن مصعب بن ریان تھا میں بھیجا ہوا ہوں رب العالمین کی طرف سے تیری طرف تو فرعون نے کہا آپ جھوٹ کہتے

ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے مجھے یہ اصرار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر سچ سچ یعنی میں سچا ہوں اور میری بات قطعاً حق ہے یعنی مجھ پر واجب ہے کہ میں قول حق ہی کہوں گویا آپ نے فرمایا کہ میں پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہوں کہ سچ ہی بولوں اس لیے کہ میں رسول حقیق وحید یہ ہوں اور تاج رسالت سے فرین کر کے مجھے بھیجا گیا ہے بنا بریں جو بات میں کہوں گا حق کہوں گا۔ میں تم سب کے پاس نشانیاں لے کر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے جس سے رسالت شان ظاہر ہو تو بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو یعنے انہیں خلاصی دے تاکہ وہ میرے ساتھ اس زمین مقدسہ میں جائیں جو ان کا وطن ہے۔

اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے وفات پائی تو نسل اسباط پر فرعون نے اپنا غلبہ حاصل کیا کہ ان سے اپنی پوجا کروانے لگا تو اللہ تعالےٰ نے انہیں بچانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور یوسف علیہ السلام کے مصر میں تشریف لانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر آنے کے مابین چار سو سال کا فاصلہ ہے۔

فرعون بولا اگر آپ کوئی نشانی لے کر آئے ہو اس کی طرف سے جس نے آپ کو بھیجا ہے تو لاؤ اگر سچے ہو تاکہ آپ کی نبوت کی تصدیق ہو سکے تو ڈال دیا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دست اقدس سے تو وہ فوراً ایک اژدہا تھا کھلم کھلا۔ ثعبان بھاری اور موٹے زبردست سانپ کو کہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ سانپ نر اژدہا تھا منہ پھاڑے ہوئے اس کے نیچے کے ہونٹ سے اوپر کے ہونٹ تک اسی ذراع کا فاصل تھا۔ ذراع مروجہ گز سے اگر کا ہوتا ہے تو اس حساب سے ۵۵ گز انگریزی ہوا اس اژدہا نے ایک ہونٹ زمین کے نیچے رکھا اور دوسرا قصر شاہی کے کنگروں کے اوپر پھر فرعون کی طرف اس نے رخ کیا تو بھاگ پڑا اور اس کی ریاح نکل رہی تھی پھر مجمع عام کی طرف رخ کیا تو پچیس ہزار آدمی مر گئے اور فرعون چیخا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اسے پکڑ لو میں ایمان لاتا ہوں۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے اٹھا لیا تو وہ بدستور عصا ہو کر آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ نے ہاتھ نکالا اپنے گریبان سے تو وہ دیکھنے والوں کے لیے جگمگانے لگا یعنی دیکھنے والوں کو جگمگاتا نظر آنے لگا۔ درحقیقت وہ چمکتا ہوا تھا۔ بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ تھے مگر جب وہ معجزانہ انداز میں ہاتھ دکھایا جاتا تو جگمگاتا تھا اور اس کی جگمگاہٹ دیکھ کر لوگ تعجب کرتے تھے۔ روایت

ہے کہ فرعون کو آپ نے ہاتھ دکھا کر فرمایا یہ کیا ہے فرعون نے کہا آپ کا ہاتھ ہے آپ نے اپنے اپنے گریبان میں ڈالا پھر نکالا تو وہ جگمگاتا ہوا اس شان سے نظر آیا کہ اس کی شعاع سورج سے زیادہ تھی۔ اس تمام روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے علامہ آلوسی نے روح المعانی میں بھی نقل کیا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع چہارم پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝

کہنے لگے سردار قوم فرعون کے بیشک یہ علم والا جادوگر ہے۔

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝

یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے تو کیا حکم ہے تمہارا

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝

بولے ٹھہراؤ انہیں اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں جمع کرنے والے۔

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۝

کہ وہ لائیں ہر علم والے جادوگر کو۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝

اور گئے فرعون کے پاس جادوگر بولے ہمیں ضرور انعام ملے گا اگر ہم غالب آئے۔

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝

بولا فرعون ہاں تم مقرب ہو جاؤ گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِىَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝

بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں اور یا یہ کہ ہم ڈالیں۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝

فرمایا تم ہی ڈالو تو جب انہوں نے ڈالا جادو کر دیا لوگوں کی آنکھوں پر اور انہیں ڈرایا اور لائے بڑا جادو۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝

اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ ڈال دے تو اپنا عصا تو اچانک وہ لقمہ کرنے لگا جو انہوں نے بناوٹ کی۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

تو ثابت ہو گیا حق اور باطل ہو گیا جو وہ کر رہے

تھے۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۝ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تواب وہ مغلوب ہوئے اور پلٹے ذلیل ہو کر اور گرا دیئے گئے سجدے میں جادوگر سب کہنے لگے ایمان لائے ہم تمام جہان کے رب کے ساتھ۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

بولا فرعون ایمان لائے تم اس پر قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں بے شک یہ تمہارا مکر ہے جو تم نے کیا شہر میں کہ نکال دو شہر والوں کو اس سے تو اب عنقریب جان لوگے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

قسم ہے میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پیر ایک ایک طرف سے پھر تم سب کو سولی دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝

بولے ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔ اور کیا برا لگا تجھے ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی نشانیوں پر جب وہ ہمارے پاس آئیں اے ہمارے رب ڈال ہم پر صبر اور ہمیں مسلمان مار۔

حل لغات سورۂ اعراف رکوع چہارم پ ۹

قال۔کہا	الملا۔سرداروں نے	من قوم۔قوم	فرعون۔فرعون سے
ان۔بیشک	ھذا۔یہ	لسحر۔جادوگر ہے	علیم۔علم والا
یرید۔چاہتا ہے	ان۔یہ کہ	یخرجکم۔نکالے تم کو	من ارضکم۔تمہاری زمین سے
فماذا۔تو کیا	تامرون۔حکم کرتے ہو	قالوا۔بولے	ارجہ۔مہلت دے اسکو
و۔اور	اخا۔بھائی	ہ۔اسکے کو	و۔اور

ارسل - بھیج دے | فی - بیچ | المدائن - شہروں کے | حشرین - اکٹھے کرنے والے

یاتوک - لے آئیں | ک - تیرے پاس | بکل - ہر ایک | سحر - جادوگر

علیم - جاننے والے کو | و - اور | جاء - آئے | السحرۃ - جادوگر

فرعون - فرعون کے پاس | ان - کیا بیشک | لنا - ہمارے لیے | لاجرا - مزدوری ہوگی

ان - اگر | کنا - ہوں ہم | نحن - ہم | الغالبین - غالب

قال - کہا | نعم - ہاں | و - اور | انکم - تم

لمن المقربین - مقربوں سے ہوگے | قالو - بولے | یا - اے

موسی - موسیٰ | اما - یا تو | ان - یہ ہے کہ | تلقی - تو ڈالے

و - اور | اما - یا | ان - یہ کہ | نکون - ہوں

نحن - ہم | الملقین - ڈالنے والے | قال - کہا | القو - تم ہی ڈالو

فالقوا - تو انہوں نے ڈالا | سحروا - تو جادو کیا | اعین - آنکھوں

الناس - لوگوں پر | و - اور | استرھبوا - ڈرایا | ھم - ان کو

و - اور | جاءو - لائے | بسحر - جادو | عظیم - بڑا

و - اور | اوحینا - وحی کی ہم نے | الی - طرف | موسی - موسیٰ کی

ان - یہ کہ | الق - ڈال دے | عصا - لاٹھی | ک - اپنی

فاذا - تو اچانک | ھی - وہ | تلقف - نگلتا تھا | ما - جو

یافکون - بناتے تھے | فوقع - تو واقع ہوگیا | الحق - حق | و - اور

بطل - باطل ہوگیا | ما - جو | کانوا - وہ تھے | یعملون - بناتے

فغلبوا - تو مغلوب ہوئے | ھنالک - اس جگہ | و - اور | انقلبوا - پھرے

صغرین - ذلیل ہوکر | و - اور | القی - ڈالے گئے | السحرۃ - جادوگر

سجدین - سجدے میں | قالوا - بولے | امنا - ہم ایمان لائے | برب - رب

العلمین - جہانوں پر | رب - جو رب ہے | موسی - موسیٰ | و - اور

ھرون - ہارون کا | قال - کہا | فرعون - فرعون نے | امنتم - تم ایمان لائے

لہ - اس پر | قبل - پہلے | ان - اس سے کہ | اذن - میں اجازت دوں

لکم - تم کو | ان - بیشک | ھذا - یہ ایک | لمکر - مکر تھا

مکرتموہ۔ جو تم نے مکر کیا		فی۔ بیچ		المدینۃ۔ شہر کے
لتخرجوا۔ تاکہ نکالو	منھا۔ اس سے	اھلھا۔ اس کے رہنے والوں کو		
فسوف۔ تو جلدی	تعلمون۔ جانو گے تم	لاقطعن۔ ضرور کاٹوں گا میں		ایدیکم۔ تمہارے ہاتھ
و۔ اور	ارجلکم۔ تمہارے پاؤں	من خلاف۔ الٹے کرکے		ثم۔ پھر
لاصلبنکم۔ سولی دوں گا میں تم		اجمعین۔ سب کو		قالوا۔ بولے
انا۔ بیشک ہم	الی۔ طرف	ربنا۔ اپنے رب کی		منقلبون۔ پھرنے والے ہیں
و۔ اور	ما۔ نہیں	تنقم۔ برا لگا تجھ کو		منا۔ ہم سے
الا۔ مگر	ان۔ یہ کہ	امنا۔ ہم ایمان لائے		بایت۔ آیات
ربنا۔ الٰہی پر	لما۔ جبکہ	جاءتنا۔ آئیں ہمارے پاس		
ربنا۔ اے ہمارے رب	افرغ۔ ڈال دے	علینا۔ ہم پر		صبرا۔ صبر
و۔ اور	توفنا۔ فوت کر ہم کو	مسلمین۔ مسلمان		

خلاصہ مختصر تفسیر سورۃ اعراف رکوع چہارم پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۝ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ فَمَا ذَا تَاْمُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۝ یَاْتُوْکَ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ۝ وَجَآءَ السَّحَرَۃُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ۝

کہنے لگے سردار قوم فرعون کے بیشک یہ علم والا جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہاری زمین سے تو تمہارا کیا خیال ہے بولے ٹھہراؤ اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں جمع کرنے والوں کو کہ وہ لائیں تیرے پاس علم والے تمام جادوگر اور آ گئے جادوگر فرعون کے پاس بولے ہمیں انعام ملے گا اگر ہم ہوں غالب۔

ملاء کے لفظی معنی ہیں بھرنے والی چیز اور اصطلاح میں سرداروں کی جن سے مجلس بھر جاتی ہے۔ یہاں مراد ہیں فرعون کے وزراء و امراء ہیں۔

خلاصہ تفسیر قوم فرعون کے سردار کہنے لگے یہ بڑا علم والا جادو کا ماہر ہے جس نے جادو سے نظر بندی کرکے لوگوں کو لکڑی کا عصا اژدہا بنا کر دکھایا اور گندمی رنگ کا ہاتھ

آفتاب سے زیادہ روشن کر دیا ایسی باتیں دکھا کر یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہارے ملک مصر سے نکال
دے اس کا کچھ نہ کچھ انتظام ہونا چاہیئے تو مشورہ یہ ہوا کہ انہیں اور ان کے بھائی حضرت ہارون کو ٹھیرایا
جائے اور مصر کے تمام شہروں سے وہ لوگ جمع کیے جائیں جو فن سحر میں ماہر ہوں چنانچہ حسب مشورہ
لوگ جمع کرنے گئے اور اطراف بلاد سے تلاش کر کے جادوگر لے آئے۔ انہوں نے بڑے دعوے کیے
اور کہنے لگے اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہمیں انعام ملیگا؟

فرعون نے کہا بیشک تمہیں انعام بھی ملے گا اور تم میری بارگاہ کے مقربین خاص ہو جاؤ گے
غرضکہ جادوگروں نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی ان کے دلوں میں ادب و رعب پیدا
ہو گیا اور انہوں نے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ بلکہ انہوں نے عرض کیا حضور اگر حکم ہو تو اپنا کرتب پیش
کریں گویا بلا اجازت وہ کسی اقدام کے لیے تیار نہ ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اجازت دی تو
انہوں نے اپنے جادو کا کرتب پیش کیا جس سے لوگوں کی نگاہیں مسحور ہو گئیں اور انہیں سارے میدان
میں سانپ ہی سانپ نظر آنے لگے اور اس سے وہ خوفزدہ ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس مظاہرہ سے کوئی خوف نہ آیا اس لیے کہ آپ کو کامل اعتماد اور
یقین کہ منتر جنتر معجزہ کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ مختصر یہ کہ جب جادوگر اپنے زبردست منتر جنتر کا مظاہرہ
کر چکے تو جناب باری عزاسمہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم ملا کہ وہ اپنا عصا
ڈال دیں آپ نے عصا مبارک ڈال دیا تو جادوگروں کی تمام کرتوت نگل گیا اور حق باطل
پر غالب آگیا۔

سیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں نے بڑے بڑے رسے اور شہتیر میدان
میں ڈال کر اپنے منتر سے لوگوں کی نظر بندی کی تھی عوام انہیں سانپ اور اژدہے کی شکل میں
دیکھ کر خوفزدہ ہو رہے تھے۔

جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو اس نے ایک عظیم اژدہے کی شکل اختیار
کر کے تمام کا لقمہ کر لیا۔

ابن زید فرماتے ہیں کہ یہ اجتماع اسکندریہ میں ہوا تھا اور عصا جب بشکل اژدہا رونما ہوا تو
اس کی دم سمندر کے پار تھی جب تمام سحر کاری ختم ہو گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے
اٹھا لیا تو وہ عصا ہی تھا۔ جادوگروں نے یہ معجزانہ مشاہدہ کر کے یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں ہے
بلکہ یہ کرشمۂ قدرت الٰہی ہے تو سب کے سب 'امنا برب العلمین رب موسیٰ و هرون'

کہتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔

بلکہ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے انکی پیشانیاں پکڑ کر جھکا دیں۔ فرعون کے حصہ میں پھر بھی ایمان نہ آیا وہ اپنے تکبر و غرور میں بولا تم میری اجازت دینے سے پہلے جو ایمان لائے اس میں یقیناً تمہارا مکر تھا اور تم نے یہ مکاری کر کے تمام شہر میں خوف و ہراس پھیلانا چاہا ہے۔ تاکہ تم اور موسیٰ (علیہ السلام) شہر والوں کو یہاں سے نکال دو۔ لہذا اب تمہیں اس مکاری کی سزا ضرور ملے گی اور تم عنقریب جان لو گے میں یہ قسم کہتا ہوں کہ تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا کر تمہیں سولی دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

"دنیا میں پہلا سولی دینے والا اور پہلا ہاتھ پاؤں کاٹنے والا فرعون ہے"۔

چنانچہ فرعون کی اس گیدڑ بھبکی سے ایمان لانے والے جادوگروں نے جواب دیا کہ اے فرعون اب ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ تیرے مظالم ہمارا ایمان نہ بدل سکیں گے۔ ہم یقیناً اپنے رب کی طرف لوٹیں گے اور اگر منصفانہ طور پر دیکھا جائے تو تجھے ہمارا یہی کام ناگوار گزرا ہے کہ ہم نے اپنے رب کی نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان لے آئے۔ لہذا ہمیں اس کا کوئی بھی غم نہیں ہے ہم مر کر اپنے رب کی لقا اور رحمت حاصل کریں گے اور وہی ہمارا اور تیرا فیصلہ کرے گا۔

اب ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ صبر کامل عطا فرمائے اور ہم پر اپنی رحمت کرے جیسے پانی کسی پر انڈیلا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ لوگ دن کے اول وقت جادوگر تھے اور اسی روز آخر وقت شہید ہو گئے۔

تفسیر نسفی اور روح المعانی سے تصریح۔

قال الملأ من قوم فرعون ان هذا لسحر عليم وعالم بالسحر ما هر فيه قد خيل الى الناس العصا حية والادم البيض يريد ان يخرجكم من ارضكم يعني مصر فما ذا تامرون تشيرون قالوا ارجه بسكون الهاء اي اخره احبس اي اخر امره ولا تعجل اوكانه هم بقتله فقالوا اخر قتله واحبسه ولا تقتله ليتبين سحره عند الخلق واخاه هرون وارسل في المدائن حشرين جامعين يا توك بكل ساحر عليم وجاء السحرة فرعون يريد فارسل اليهم فحضروا قالوا ان لنا لاجرا كانهم قالوا لابد لنا

من اجر عظیم ان کنا نحن الغالبین قال نعم ان لکم لاجرا وانکم لمن المقربین عندی فتکونون اول من یدخل وآخر من یخرج وکانوا ثمانین الفا وسبعین الفا وبضعۃ وثلاثین الفا۔

بولے سردار قوم فرعون کے بے شک یہ سحر کا بڑا عالم ہے۔ اس فن میں بڑا ماہر ہے لوگوں کے خیال پر اثر انداز ہو کر عصا کو سانپ بنا دیتا ہے اور انسان کو سفید ہوتا ہے یہ ہاتھ کو جگمگا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری زمین مصر سے نکال دے تو تمہارا کیا مشورہ ہے سب کہنے لگے ارجہ یعنی اخرا بھی اسے قتل نہ کرو بلکہ ابھی اسے مقید رکھو اور جلدی نہ کرو یعنی ان کا ارادہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا تھا تو مشورہ سرداران فرعون وہ موخر کیا گیا ان کے خیال میں یہ تاخیر اس وجہ میں تھی کہ جب ہمارے جادوگر ان کا مقابلہ کریں گے تو ان کی جادوگری خود بخود ماند پڑ جائے گی۔

چنانچہ فیصلہ ہوا کہ مصر کے تمام قصبات و مدائن میں جادوگر لانے کے لیے نمائندے بھیجے اور ماہر جادوگر جمع کیے جائیں۔ چنانچہ جادوگر آگئے اور فرعون کے سامنے پیش ہو گئے۔ فرعون نے انہیں اپنی مصیبت سنائی وہ بولے ہم مقابلہ کریں گے لیکن جب ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غلبہ پالیں تو ہمیں انعام واکرام سے نوازا جائے تو فرعون نے کہا ہاں تمہارے لیے انعام ہی نہیں بلکہ پھر تو تم میرے مقربین خاص سے ہو گے تمہارا درجہ یہ ہو گا کہ دربار میں سب سے اول تمہیں باریابی ہوگی اور سب دربار کے برخاست ہو جانے کے بعد تمہاری واپسی۔

یہ تحقیق کرو وہ کتنے تھے اس میں تین قول ہیں۔
ایک روایت ہے کہ یہ جادوگر اسی ہزار جمع کیے گئے تھے۔
ایک روایت ہے کہ ستر ہزار تھے۔
ایک روایت ہے تیس ہزار اور کچھ تھے۔

بہر حال جتنے بھی تھے ہزاروں کی تعداد میں تھے اور وہ صرف اور صرف ایک وجود مسعود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں لائے گئے تھے۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

واختلف فی عدتہم - فعن کعب انہم اثنا عشر الفا وعن ابن اسحٰق خمسۃ عشر الف

الفا وعن ابی ثمامۃ سبعۃ عشر الفا وفی روایۃ تسعۃ عشر الفا وعن السدی بضعۃ وثلاثون الفا وعن ابی بردۃ انہم سبعون الفا وعن محمد بن کعب ثمانون الفا واخرج ابو الشیخ عن ابن جریر قال السحرۃ ثلثمائۃ من قومہ وثلثمائۃ من العریش ویشکون فی ثلثمائۃ من الاسکندریۃ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم کانوا سبعین ساحرا وفدا اخذوا سحرا من رجلین مجوسیین من اہل نینوی مدینۃ یونس علیہ السلام۔

جادوگروں کی تعداد میں اختلاف ہے۔
کعب کہتے ہیں وہ بارہ ہزار تھے۔
ابن اسحٰق کہتے ہیں پندرہ ہزار تھے۔
ابی ثمامہ کہتے ہیں سترہ ہزار تھے۔
ایک روایت ہے کہ نو ہزار تھے۔
علامہ سدی سے مروی ہے تیس ہزار اور کچھ تھے۔
ابی بردہ کی تحقیق ہے کہ ستر ہزار تھے۔
محمد بن کعب کہتے ہیں اسی ہزار تھے۔
اور شیخ ابن جریر سے اخراج کرکے فرماتے ہیں
کہ فرعون کی قوم سے تین سو جادوگر آئے اور عریش سے تین سو علیحدہ آئے اور خیال ہے کہ تین سو اسکندریہ سے بھی آئے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے کہ وہ ستر جادوگر تھے جنہوں نے دو مجوسیوں سے سحر سیکھا تھا اور یہ مجوسی نینوا کے رہنے والے تھے اور نینوا وہی شہر ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کا وطن تھا۔
آگے چل کر علامہ آلوسی اپنی تحقیق فرماتے ہیں۔

والظاہر عدم صحتہ لان المجوسیۃ ظہرت زمن زردشت علی المشہور وھو انما جاء بعد موسی علیہ السلام وانہم رئیسہم کما قال مقاتل شمعون وقال ابن جریج ھو یوحنا وقال ابن الجوزی نقلا عن علماء السیر ان رؤساءھم سابور وعاذور وحطحط ومصفی۔

ظاہر تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں اس لیے کہ مجوسیت کا ظہور زردشت کے زمانہ میں ہونا مشہور ہے اور وہ یقیناً بعد موسیٰ علیہ السلام آیا۔ ان کے سردار کا نام بقول مقاتل شمعون تھا۔

اور ابن جریج کہتے ہیں انکے سردار کا نام یوحنا تھا۔

ابن جوزی علماء سیر سے ناقل ہیں کہ رؤسائے مجوس سابور۔ عازور۔ حطحط مصفی تھے۔

بہرحال اس میں قطعی شک نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ جادوگروں سے ہوا عام اس سے کہ وہ اسی ہزار تھے یا نوسو یا تین سو۔

آگے تفسیر نسفی میں ہے۔

قالوا یموسی اما ان تلقی عصاک واما ان نکون نحن الملقین۔ وفیہ دلالۃ علی ان رغبتہم فی ان یلقوا قبلہ قال لہم موسی علیہ السلام القوا تخییرھم ابداء ادب حسن راعوہ معہ کما یفعل المتناظرون قبل ان یتجادروا فی الجدال وقد سوغ لہم موسی ما رغبوا فیہ اذدراء لشانہم وقلۃ مبالاۃ بہم واعتمادا علی ان المعجزۃ لن یغلبہا سحر ابدا فلما القوا سحروا اعین الناس اروھا بالحیل والشعوذ وخیلوا الیہا بالحقیقۃ بخلافہ روی انہم القوا حبالا غلاظا وخشبا طوالا فاذا ھی امثال الحیاۃ قد ملأت الارض ویرکب بعضہا بعضا واسترھبوھم وارھبوھم ارھابا شدیدا کانہم استدعوا رھبتہم بالحیلۃ وجاءوا بسحر عظیم فی باب السحر او فی عین من راہ۔

جادوگر بولے اے موسیٰ یا آپ ڈالیں اپنا عصا یا ہم ڈالنے والے ہوں اس میں اس امر کی دلالت ہے کہ جادوگروں کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنا کرتب پہلے دکھائیں فرمایا ان سے موسیٰ علیہ السلام نے تمہیں ڈالو گویا انہیں اختیار دیا ان کے حسن ادب کی بنا پر جو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کیا۔

دوسری اس وجہ میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر اعتماد تھا کہ ان کا جادو معجزہ پر ہرگز غالب نہ ہوگا۔ فلما القوا سحروا اعین الناس یعنی جب انہوں نے اپنا جادو ڈالا لوگوں کی نظریں مسحور ہو گئیں اور انہیں سانپ اور اژدہے نظر آنے لگے جو حقیقتاً کچھ نہ تھے۔

روایت ہے کہ انہوں نے رسے اور لکڑیاں لمبی لمبی ڈالی ہوئی تھیں۔ وہ سحر سازی کی

وجہ سے سانپوں اور اژدروں کی شکل میں نظر آنے لگیں اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ تمام میدان بھرا ہوا ہے اور ایک پر ایک اژدہا چڑھ رہا ہے اور دیکھنے والوں پر شدید خوف طاری ہو گیا اور وہ زبردست جادو لائے جس نے لوگوں کی آنکھیں مسحور کر دیں۔

تفسیر نسفی میں ہے (ترجمہ)

اور وحی فرمائی ہم نے موسیٰ کی طرف یہ کہ ڈال دیں اپنا عصا تو وہ نکل گیا وہ سب کچھ جو جھوٹی نظر بندی سے انہوں نے مکر بنایا تھا رسوں اور لکڑیوں کا اور اٹھا لیا موسیٰ علیہ السلام نے اسے تو وہ لوٹ کر پھر عصا ہو گیا جیسا کہ تھا اور اللہ کی قدرت سے ان کے جادو سے جو اجرام عظیمہ نظر آرہے تھے معدوم ہو گئے۔

تو سارے جادوگر کہنے لگے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی جادو سے رسے اور شہتیر کا سانپ بناتے تو قائم رہتے تو ان پر حق غالب آیا اور جو انہوں نے کیا تھا جادو سے وہ باطل ہو گیا اور اس وقت فرعون اور اس کا لشکر اور جادوگر مغلوب ہو گئے اور ذلیلوں کی صورت میں مبہوت ہو کر رہ گئے اور گرا دیے گئے جادوگر اس طرح سجدہ میں تھے گویا کہ انہیں سجدہ میں گرایا گیا ہو تو اول نہار میں وہ جادوگر اور کافر تھے اور آخر یوم نیک اور شہید تھے سب کے سب پکار اٹھے کہ ہم ایمان لائے جہان کی پرورش کرنے والے پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

فرعون بولا تم ایمان لائے ہو موسیٰ پر یا اس کا کہنا تو بجا تھا یعنی وہ غضب ناک ہو کر کہنے لگا کہ میری اجازت سے پہلے تمہارا یہ ایمان لانا ظاہر کرتا ہے کہ اس میں تمہاری چال تھی جو تم نے چل کر شہر والوں پر کی تا کہ یہاں کے متوطنین کو جنگل میں نکال دیا جائے یعنے قبطیوں کو مصر سے نکال کر ان کی جگہ بنی اسرائیل کو آباد کر دو تو عنقریب تم جان لو گے قسم ہے میں تمہارے ہاتھ پیر کاٹوں گا ایک طرف سے ہاتھ دوسری طرف سے پاؤں کاٹ کر تمہیں مثلہ کروں گا۔ پھر تمہیں سولی دوں گا۔ یہ پہلی بار ہاتھ پیر کاٹ کر سولی کی رسم فرعون نے جاری کی تمام جادوگر جو ایمان لا چکے تھے۔ بولے ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں تو ہمیں موت کی پرواہ نہیں۔ اس لیے کہ یہ انقلاب لقاء الٰہی اور رحمت غیر متناہی کے لیے ہے اور ہم اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر چکے ہیں تو جو تیرے جی میں آئے وہ ہمارے لیے حکم دے اور تجھے ہمارا کیا برا لگا یہی نا کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب کہ وہ ہمارے پاس آئیں یہ تیری نظر میں عیب ہے اور وہ دراصل مناقب و مفاخر ہے جیسے ہم ایمان کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے یعنی صبر عطا فرما اور ہمیں دنیا سے مسلمان اٹھا

یعنی اسلام و ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے ہمیں موت دے۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع پنجم پ ۹

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝

اور قوم فرعون کے سردار کہنے لگے تو کیا تو چھوڑتا ہے موسٰی اور اس کی قوم کو اس لیے کہ وہ فساد پھیلائیں زمین میں اور چھوڑ دے تجھے اور تیرے فرضی معبودوں کو بولا ابھی قتل کردوں گا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھوں گا ان کی بیٹیاں اور ہم ان پر غالب ہیں۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

فرمایا موسٰی نے اپنی قوم سے مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر کرو بے شک زمین اللہ کی ہے وارث بناتا ہے اس کا جسے چاہے اپنے بندوں سے اور انجام پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔

قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

بولے ہم ستائے گئے آپ کے آنے سے قبل اور آپ کے آنے کے بعد فرمایا عنقریب تمہارا رب ہلاک کریگا تمہارے دشمن کو اور اس کی جگہ تمہیں زمین میں متمکن کرے گا۔ پھر دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع پنجم پ ۹

قال۔ بولے	الملأ۔ سردار	من قوم۔ قوم	فرعون۔ فرعون سے
أ۔ کیا	تذر۔ چھوڑتا ہے تو	موسی۔ موسٰی کو	و۔ اور
قومہ۔ اسکی قوم کو	لیفسدوا۔ تاکہ فساد کریں	فی۔ بیچ	الارض۔ زمین کے

و ۔ اور	یذر ۔ چھوڑ دے	ک ۔ تجھ کو	و ۔ اور
الھتک ۔ تیرے معبودوں کو	قال ۔ بولا	سنقتل ۔ ہم جلدی قتل کریں گے	
ابناء ۔ بیٹے	ھم ۔ ان کے	و ۔ اور	نستحی ۔ زندہ رکھیں گے
نساء ۔ عورتیں	ھم ۔ ان کی	و ۔ اور	انا ۔ بیشک ہم
فوقھم ۔ ان پر	قاھرون ۔ غالب ہیں	قال ۔ کہا	موسی ۔ موسی نے
لقومہ ۔ اپنی قوم سے	استعینوا ۔ مدد مانگو	باللہ ۔ اللہ سے	و ۔ اور
اصبروا ۔ صبر کرو	ان ۔ بیشک	الارض ۔ زمین	للہ ۔ اللہ کی ہے
یورثھا ۔ وارث بناتا ہے اس کا		من جسے	یشاء ۔ چاہے
من عبادہ ۔ اپنے بندوں سے		و ۔ اور	العاقبۃ ۔ انجام
للمتقین ۔ پرہیزگاروں کے لیے ہے		قالو ۔ بولے	اوذینا ۔ ہمیں تکلیف
دی گئی	من قبل ۔ پہلے	ان ۔ اس سے	تاتینا ۔ کہ تو آیا ہمارے پاس
و ۔ اور	من بعد ۔ بعد	ما ۔ اسکے کہ	جئتنا ۔ تو آیا ہمارے پاس
قال ۔ کہا	عسی ۔ قریب ہے کہ	ربکم ۔ رب تمہارا	ان ۔ یہ کہ
یھلک ۔ ہلاک کرے	عدو ۔ دشمن	کم ۔ تمہارے کو	و ۔ اور
یستخلفکم ۔ خلیفہ بنائے تم کو		فی ۔ بیچ	الارض ۔ زمین کے
فینظر ۔ پھر دیکھے	کیف ۔ کیسے	تعملون عمل کرتے ہو تم	

خلاصہ تفسیر سورۃ اعراف رکوع پنجم پ ۹

اور قوم فرعون کے سردار بولے کیا تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو اس لیئے چھوڑتا ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور مصر میں تیری مخالفت کریں وہاں کے باشندوں کا دین بدلیں اور اس کا احساس قوم کو اس لیے ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے اول مقابلہ میں جو جادو گروں سے ہوا چھ لاکھ افراد ایمان لاچکے تھے (مدارک)

اور تجھے اور تیرے (مفرد ضمہ) معبودوں کو چھوڑ دے وہ نہ تجھے پوجیں نہ تیرے گھڑے کیے ہوئے معبودوں کو ۔ علامہ سدی فرماتے ہیں کہ فرعون نے اپنی قوم کے لیے بت بنوا کر ان کی پرستاری

کا حکم جاری کر دیا تھا اور اعلان عام تھا کہ فرعون تمہارا رب ہے اور ان بتوں کا بھی جن کو تم پوج رہے ہو۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ فرعون دہریہ تھا اور وجود صانع کا انکار کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ عالم سفلی کے مدبر کواکب ہیں اسی بنا پر اس نے ستاروں کی صورت پر بت بنوا دیے تھے ان کا خود بھی پرستار تھا اور اپنی قوم کو بھی انہی کی پرستش کراتا تھا اور باوجود پرستار کواکب ہونے کے اپنے آپ کو اہل زمین کا مطاع و مخدوم تصور کرتا تھا۔

اور یہی وجہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ سے واپس آ کر انا ربکم الاعلی کا آوازہ لگایا اور قوم کو سنقتل ابناءھم ونستحی نساءھم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کروں گا اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھوں گا اور ہم یقیناً ان پر غالب ہیں گویا یہ وہ جواب ہے جو سرداران فرعون نے اس سے پہلے اتذر موسی وقومہ کہہ کر پوچھا تھا یا فرعون کو قتل موسیٰ اور آپ کی قوم کے قتل کے لیے ابھارتا تھا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا استعینوا باللہ واصبروا اللہ سے مدد چاہو بے شک زمین کا مالک اللہ ہے۔

اور فرعون کی اس اسکیم سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس قتل عام سے بنی اسرائیل کی تعداد کم ہو جائے گی۔ بنی اسرائیل یہ سن کر پریشان ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں سے جسے چاہے وارث بنائے اور انجام کار پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توقع دلائی کہ فرعون اور اس کی قوم ہلاک ہوگی اور تم لوگ ان کی زمین و املاک پر قابض و متصرف ہو گے۔

تو بنی اسرائیل کہنے لگے اوذینا من قبل ان تاتینا ومن بعد ما جئتنا حضور ہم تو آپ کے تشریف لانے سے قبل بھی ستائے گئے ہیں اور آپ کے آجانے کے بعد بھی مصیبت میں ہیں یعنی فرعون اور اس کی قوم نے طرح طرح کی مصیبتوں میں ہمیں مبتلا کر رکھا ہے اور اب وہ ہماری اولاد کے قتل کا عزم کر چکا ہے تو ہماری مدد کب ہوگی اور یہ مصیبتیں کب تک ہمارے سر سے ٹلیں گی؟

تو آپ نے فرمایا عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض بہت جلدی تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے گا اور ان کی جگہ زمین کا تمہیں مالک بنائے گا پھر دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو اور کس طرح شکر نعمت بجا لاتے ہو۔

فرعون نے چار سو برس کی عمر پائی۔ تین سو بیس برس تو ایسی عیش و عشرت میں گذارے کہ اس مدت میں کبھی اس کے درد سر بھی نہ ہوا۔ اب اس پر قحط سالی مسلط ہوئی تاکہ اس سے خوفزدہ ہو کر یاد خدا کریں لیکن وہ کفر میں اس قدر راسخ ہو چکے تھے کہ اس سے بھی ان کی سرکشی میں کمی نہ آئی۔ بقیہ حال آئندہ رکوع میں مذکور ہے۔

تفسیر نسفی سے رکوع مذکورہ کی تصریح

(ترجمہ) کہا سرداران قوم فرعون نے کیا تو چھوڑ دے گا موسیٰ اور اس کی قوم کو تاکہ وہ فساد برپا کریں زمین مصر میں اپنی بلندی کے لیے اور یہاں کے لوگوں کا دین بدل دیں اس لیے کہ جادوگروں کے ایمان لانے سے چھ لاکھ نفر مسلمان ہو گئے تھے اور چھوڑ دیں تجھے اور تیرے گھڑے ہوئے معبودوں کو۔

مروی ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کے لیے بت بنا کر حکم دیا تھا کہ ان کی پوجا کرے اور ان کا قرب حاصل کرے جس طرح بتوں کے پجاری بتوں سے تقرب حاصل کر کے کہتے ہیں کہ یہ عبادت ہماری اللہ کی طرف تقرب حاصل کرنے کے لیے ہے اور اسی وجہ میں فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ بولا۔ فرعون سرداران قوم کو جواب میں کہ عنقریب میں ان کے بچوں کو قتل کروں گا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھوں گا اور ہم ان پر غالب ہوں گے۔

یعنی میں ویسے ہی ان کے بچوں کا قتل شروع کروں گا جیسے پہلے ولادت موسیٰ کی خبر پر کیا تھا تاکہ وہ جانیں کہ ہم اسی غلبہ اور قہر کے مالک ہیں اور یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ویسے ہی مقہور ہیں تو یہ مجبور ہو کر ہماری طرف آجائیں گے اور یہ واہمہ عوام میں نہ رہے گا کہ ہمارے سابقہ قتل عام کی وجہ محض منجموں کی خبر ولادت کی بنا پر نہ تھی اور ہم انہیں اپنی اتباع کی طرف انہیں مجبور کر دیں۔

فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے تم اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب قوم نے گھبرا کر آپ سے فرعون کے ارادہ کا اظہار کیا۔ تو آپ نے تسلی دینے کو ان سے وعدہ نصرت الٰہی فرمایا اور کہا بیشک زمین اللہ کی ملکیت ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں سے اس میں قوم کے لیے امید دلائی گئی زمین مصر کی اور انجام پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے اس میں بشارت دی کہ خاتمہ محمودہ متقیوں کے لیے ہے۔

توقوم بولی ہم توستائے جاچکے ہیں آپ کی تشریف آوری سے قبل اور آپ کے تشریف لانے کے بعد اس سے ان کی مراد قبل ولادت موسیٰ علیہ السلام قتل ابناء تھی اور دوبارہ پھر قتل کی خبر سنی تو یہ فرعون کی شکایت بارگاہ موسیٰ میں انہوں نے کی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عنقریب تمہارا رب وہ ہے جو ہلاک کریگا تمہارے دشمن کو اور اس کی جگہ زمین مصر پر تمہیں مسلط فرمائے گا۔ اس میں اشارۃً موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہلاکت فرعون کی اور قوم موسیٰ کے اس ملک پر مسلط ہونے کی پھر دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو یعنی تمہاری طرف سے جو عمل ہوں گے وہ دیکھے جائیں گے کہ نیک رہتے ہو یا قبیح عملوں میں پڑتے ہو شکر نعمت بجالاتے ہو یا کفران نعمت کرتے ہو پھر جیسا تم کرو گے اس کا بدلہ پاؤ گے۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع ششم پ ۹

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

اور بے شک پکڑا ہم نے فرعونیوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی میں تاکہ وہ نصیحت مانیں۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

توجب آئی ان کے پاس بھلائی کہتے یہ ہمارے لیے ہے اور اگر پہنچے انہیں برائی تو بدشگونی لیتے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے خبردار بدشگونی تو ان کے لیے اللہ کے ہاں ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور کہتے ہیں تم کیسی بھی نشانی لاؤ ہمارے پاس تاکہ ہم پر جادو کرو اس سے تو ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹیڑی اور جوئیں اور مینڈک اور خون نشانیاں جدا جدا تو تکبر کیا انہوں نے اور تھے وہ قوم مجرم۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

اور جب پڑتا ان پر عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کرو ہمارے لیے اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو تمہارے پاس ہے اگر ہٹا دو گے تم ہم سے عذاب تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بھیج دیں گے ہم تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝

توجب ہم نے ان سے عذاب ہٹایا ایک مدت کے لیے جس کے بعد انہیں عذاب آنا تھا توجبھی وہ پھر جاتے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝

تو بدلہ دیا ہم نے انہیں اور غرق کیا انہیں دریا میں بوجہ جھٹلانے کے ہماری نشانیوں کو اور تھے وہ اس سے غافل لوگ۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۗ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ۝

اور وارث کیا ہم نے اس قوم کو جو کمزور کر دی گئی تھی اس زمین کے مشرقوں اور مغربوں کا جس میں برکت رکھی گئی تھی ہم نے اور پورا ہوا تیرے رب کا وعدہ بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا اور برباد کر دیا ہم نے جو کچھ کرتا تھا فرعون اور اسکی قوم اور جو تھے مکانات بناتے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝

اور ہم نے دریا کے پار کیا بنی اسرائیل کو تو آئے وہ اوپر ایسی قوم کے جو آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی اپنے اپنے بتوں کے آگے بولے اے موسیٰ بنا دے ہمیں ایک خدا جیسا ان کے لیے اتنے خدا ہیں فرمایا تم قطعی جاہل ہو۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ لوگ تباہی میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ وہ باطل ہے۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

فرمایا کیا اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی اور خدا حالانکہ اس نے تمہیں زمانہ پر فضیلت دی۔

وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝

اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں نجات دی اور فرعونیوں سے جو تمہیں بری طرح عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری لڑکیاں زندہ رکھتے۔ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے زبردست امتحان تھا۔

حل لغات سورۂ اعراف رکوع ششم پ ۹

و۔اور	لقد۔بیشک	اخذنا۔پکڑا ہم نے	ال۔قوم
فرعون۔فرعون کو	بالسنین۔قحط سالی	و۔اور	نقص۔کمی
من الثمرات۔پھلوں سے	لعلہم۔تاکہ وہ	یذکرون۔نصیحت پکڑیں	فاذا۔تو جب
جاءتہم۔آتی انکے پاس	الحسنۃ۔بھلائی	قالوا۔کہتے	لنا۔ہمارے لیے ہے
ھذہ۔یہ	و۔اور	ان۔اگر	تصبہم۔پہنچتی انکو
سیئۃ۔برائی	یطیروا۔بدفال لیتے	بموسیٰ۔موسیٰ سے	و۔اور
من۔جو	معہ۔انکے ساتھی تھے	الا۔خبردار	انما۔یقیناً
طائر۔بدفالی	ھم۔ان کی	عند۔پاس	اللہ۔اللہ کے ہے
و۔اور	لکن۔لیکن	اکثر۔اکثر	ھم۔ان کے
لا۔نہیں	یعلمون۔جانتے	و۔اور	قالوا۔بولے
مہما۔جب بھی	تاتنا۔لائے تو	بہ۔ہمارے پاس	من۔کوئی
اٰیۃ۔نشانی	لتسحر۔کہ جادو کرے تو	نا۔ہم پر	بہا۔اس سے
فما۔تو نہیں	نحن۔ہم	لک۔تجھ پر	بمومنین۔ایمان لانیوالے

فارسلنا۔ تو بھیجا ہمنے	علیہم۔ ان پر	الطوفان۔ طوفان	و۔ اور
الجراد۔ ٹڈی	و۔ اور	القمل۔ چچڑیاں	و۔ اور
الضفادع۔ مینڈک	و۔ اور	الدم۔ خون	ایت۔ نشان
مفصلت۔ کھلے کھلے	فاستکبروا۔ تو تکبر کیا	و۔ اور	کانوا۔ تھے وہ
قوما۔ لوگ	مجرمین۔ مجرم	و۔ اور	لما۔ جب
وقع۔ آتا	علیہم۔ ان پر	الرجز۔ عذاب	قالوا۔ کہتے
یموسی۔ اے موسیٰ	ادع۔ دعا کر	لنا۔ ہمارے لیے	ربک۔ اپنے رب سے
بما۔ ساتھ اسکے جو	عہد۔ عہد کیا	عند۔ نزدیک	ک۔ تیرے
لئن۔ اگر	کشفت۔ کھول دے تو	عنا۔ ہم سے	الرجز۔ عذاب
لنؤمنن۔ تو ضرور ایمان لائینگے ہم		لک۔ تجھ پر	و۔ اور
لنرسلن۔ ضرور بھیجیں گے ہم		معک۔ تیرے ساتھ	بنی۔ بنی
اسرائیل۔ اسرائیل کو	فلما۔ تو جب	کشفنا۔ ہم کھولتے	عنہم۔ ان سے
الرجز۔ عذاب	الی۔ طرف	اجل۔ مدت کے کہ	ہم۔ وہ
بالغوہ۔ پہنچنے والے تھے	ہ۔ اس کو	اذا۔ تو اچانک	ہم۔ وہ
ینکثون۔ عہد توڑ دیتے	فانتقمنا۔ تو ہم نے بدلہ لیا		منہم۔ ان سے
فاغرقنا۔ تو ہم نے غرق کر دیا ان کو		ہم۔ ان کو	فی۔ بیچ
الیم۔ دریا کے	بانہم۔ کہ انہو تھے	کذبوا۔ جھٹلایا	بایتنا۔ ہماری آیتوں کو
و۔ اور	کانوا۔ تھے	عنہا۔ ان سے	غفلین۔ غافل
و۔ اور	اورثنا۔ وارث بنایا ہم نے		القوم۔ اس قوم کو
الذین۔ جو	کانوا۔ تھے	یستضعفون۔ کمزور سمجھے جاتے	
مشارق۔ مشرق	الارض۔ زمین کا	و۔ اور	مغاربہا۔ اسکے مغرب کا
التی۔ وہ جو	برکنا۔ برکت رکھی ہمنے	فیہا۔ اس میں	و۔ اور
تمت۔ پورے ہو گئے	کلمت۔ کلمے	ربک۔ تیرے رب کے	الحسنی۔ اچھے
علی۔ اوپر	بنی۔ بنی	اسرائیل۔ اسرائیل کے	بما۔ بدلے اسکے
صبروا۔ جو انہوں نے صبر کیا		و۔ اور	دمرنا۔ توڑ دیا ہمنے

ما ۔ جو | کان ۔ تھا | یصنع ۔ بناتا | فرعون ۔ فرعون
و ۔ اور | قومہ ۔ اسکی قوم | و ۔ اور | ما ۔ جو
کانوا ۔ تھے وہ | یعرشون ۔ مکان بناتے | و ۔ اور | جاوزنا ۔ گذار دیا ہم
نے | ببنی ۔ بنی | اسرائیل ۔ اسرائیل کو | البحر ۔ دریا سے
فاتوا ۔ تو آئے وہ | علی ۔ اوپر | قوم ۔ ایک قوم کے | یعکفون ۔ جو دھرنا مارے
بیٹھی تھی | علی ۔ اوپر | اصنام ۔ بتوں | لہم ۔ اپنے کے
قالوا ۔ کہنے لگے | یموسیٰ ۔ اے موسیٰ | اجعل ۔ بنا | لنا ۔ ہمارے لیے
الہا ۔ خدا | کما ۔ جیسے کہ | لہم ۔ ان کے | الہۃ ۔ خدا ہیں
قال ۔ کہا | انکم ۔ بیشک تم | قوم ۔ لوگ ہو | تجہلون ۔ جاہل
ان ۔ بیشک | ھؤلاء ۔ یہ | متبر ۔ ہلاک ہونے والا ہے | ما ۔ جو
ھم ۔ وہ | فیہ ۔ اس میں ہیں | و ۔ اور | باطل ۔ باطل ہے
ما ۔ جو | کانوا ۔ تھے وہ | یعملون ۔ عمل کرتے | قال ۔ فرمایا
أ ۔ کیا | غیر ۔ سوا | اللہ ۔ اللہ کے | ابغیکم ۔ تلاش کروں تمہارے لیے
الہا ۔ خدا | و ۔ حالانکہ | ھو ۔ اس نے | فضلکم ۔ بزرگی دی تم کو
علی ۔ اوپر | العلمین ۔ جہان والوں کے | و ۔ اور | اذ ۔ یاد کرو جب
انجینکم ۔ نجات دی ہم نے تم کو | من ال فرعون ۔ قوم فرعون سے
یسومونکم ۔ پہنچاتے تھے تم کو | سوء ۔ برا | العذاب ۔ عذاب
یقتلون ۔ وہ قتل کرتے | ابناء ۔ بیٹے | کم ۔ تمہارے | و ۔ اور
یستحیون ۔ زندہ رکھتے | نساء ۔ عورتیں | کم ۔ تمہاری | و ۔ اور
فی ۔ بیچ | ذالکم ۔ اس کے | بلاء ۔ امتحان تھا | من ربکم ۔ تمہارے رب سے
عظیم ۔ بہت بڑا ۔

خلاصہ تفسیر سورہ اعراف رکوع ششم پ ۹

وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ ۔ اور بیشک پکڑا ہم نے

فرعونیوں کو برسوں کے قحط اور پھلوں کی کمی ہیں۔ یعنی فقر و فاقہ میں مبتلا کیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں اور کفر و شرک سے باز آئیں تو جب ان پر کوئی بھلائی آتی اور ارزانی و فراخی ہوتی تو کہتے یہ ہمارے لیے ہے۔ یعنی ہم اس کے مستحق ہیں اس فراخی کو اللہ کا فضل نہ جانتے اور اگر کوئی برائی پہنچتی تو حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں سے بدشگونی لیتے کہ یہ بلائیں ان لوگوں کی وجہ ہیں آتی ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں بھی نہ آتیں۔ خبردار رہو ان کی قسمت کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے جو اس نے ان کے لیے مقدر کیا ہے وہی پہنچتا ہے لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے اور کہتے ہیں تم کیسی بھی نشانی لے کر آؤ کہ ہم پر جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں۔

جب ان کی سرکشی و خودسری اس درجہ تک پہنچ گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے عذاب فرمائی تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تو ہم نے بھیجا ان پر طوفان جب ان کے ساتھ جادوگروں کی جمعیت ہی ایمان لے آئی اس وقت بھی فرعون اپنے کفر و سرکشی پر جما رہا تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پے بہ پے عذاب رونما ہوئے۔ پہلی بار ان پر طوفان آیا جو ابر کی صورت میں ظاہر ہوا اس نے اندھیرا کیا اور اتنی بارش ہوئی کہ قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا اور وہ اس پانی میں کھڑے ہو گئے۔ آخر ش وہ پانی ان کی گردنوں سے بھی اوپر چڑھنے لگا وہ اس پانی میں نہ کام کر سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے یہ عذاب ہفتہ سے ہفتہ تک سات یوم کامل رہا۔ بنی اسرائیل کے گھر بھی ان کے گھروں سے متصل تھے مگر ان کے گھروں میں وہ عذاب کا پانی نہ آیا۔

آخر ش جب یہ لوگ عاجز آگئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے لیے عرض کیا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ عذاب رفع ہو گیا تو ہم لوگ آپ پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔

آپ نے دعا فرمائی وہ عذاب رفع ہوا اور زمین اتنی سرسبز و شاداب ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ کھیتیاں خوب ہوئیں۔ درخت خوب پھلے اور فرعونی کہنے لگے یہ پانی تو نعمت تھا اور ایمان نہ لائے۔ مختصر یہ کہ ایک مہینہ آرام سے گذرا ابھی کے بعد دوسرا عذاب آیا جیسے فرمایا والجراد یعنی ٹڈیاں مسلط ہو گئیں۔

انہوں نے وہ کھیتیاں اور پھل اور مکانوں کی چھتیں سب غارت کر ڈالیں اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں اور بنی اسرائیل امن سے رہے۔ قبطیوں نے پریشان ہو کر پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور رفع عذاب کے بعد ایمان لانے کا وعدہ کیا اور وعدے پر عہد و پیمان

کیے سات روز اس عذاب میں مبتلا رہے۔ جب دعائے موسیٰ علیہ السلام سے وہ عذاب ٹلا تو کہنے لگے بقیہ کھیتیاں اور پھل ہمیں کافی ہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے عہد و پیمان سب توڑ دیئے اور بدستور اپنے اعمال خبیثہ میں مشغول ہو گئے ایک ماہ پھر امن سے گذرا پھر اللہ تعالیٰ نے وَالْقُمَّلَ جوؤں اور چچڑیوں کا عذاب مسلط فرمایا مفسرین قمل کی تفسیر میں تین قول فرماتے ہیں

بعض کہتے ہیں قمل سے مراد جوں ہیں۔

بعض کہتے ہیں قمل گھن ہے

بعض کہتے ہیں قمل سے مراد وہ کیڑا ہے جسے ملنی کہتے ہیں یہ باریک کیڑا ہوتا ہے یہ کیڑا کھیتوں کو چاٹ گیا۔ کپڑوں میں گھس کر جسم چاٹ گیا۔ بھویں پلکیں جھاڑ دیں حتیٰ کہ دس بوریوں میں تین سیر غلہ باقی نکلتا۔ سونا دشوار ہو گیا۔ آخرش فرعونی گھبرائے اور اب پختہ توبہ کرنے کے لیے جمع ہوئے آپ کی دعا سے یہ بلا دفع ہوئی۔

سات روز تک یہ بلا بھی رہی پھر بدعائے موسیٰ علیہ السلام نجات پائی مگر یہ بدعہد اس کے بعد پہلے سے بھی زیادہ خباثت پر اتر آئے ایک مہینہ کی مہلت کے بعد اب ان پر بدعائے موسیٰ علیہ السلام وَالضَّفَادِعَ مینڈکوں کا تسلط ہوا اور ایسا ہوا کہ بات کرنے کے لیے منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں گھس جاتے یہاں بیٹھتے مینڈکوں کی وجہ سے جگہ نہ ملتی۔ ہانڈی پکاتے تو اس میں مینڈک کود پڑتے غرضیکہ چولہوں کی آگ مینڈک کود کود کر بجھا دیتے۔ کھانوں میں مینڈک۔ ہانڈیوں میں مینڈک غرضیکہ ہر جگہ مینڈک ہی مینڈک دیکھ کر فرعونی رو پڑے سات روز تک اس عذاب میں مبتلا رہے پھر توبۃ النصوح کے لیے جمع ہو کر آئے آپ نے پھر دعا کی وہ بلا بھی دفع ہوئی پھر ایک ماہ خیریت سے گذرا مگر حسب عادت پھر عہد شکنی کی تو بدعائے موسیٰ علیہ السلام وَالدَّمَ یعنی ان پر خون مسلط ہوا اور ایسا مسلط ہوا کہ کنوؤں۔ چشموں۔ نہروں حتیٰ کہ دریائے نیل میں بھی خون ہی خون تھا۔

قبطیوں نے فرعون سے شکایت کی تو اس نے کہا موسیٰ نے جادو سے نظر بندی کی ہے قوم نے کہا یہ کیسی نظر بندی ہمیں تو ہمارے گھر کے برتنوں اور نہروں اور کنوؤں میں خون کے سوا پانی کا نام و نشان نہیں ملتا۔

فرعون نے حکم دیا کہ قبطی اور بنی اسرائیل ایک ہی برتن میں پانی لیا کریں۔ چنانچہ ایسا بھی کیا گیا

لیکن جب بنی اسرائیل پانی نکال لیتے تو پانی نکلتا اور جب قبطی اس برتن سے پانی اپنے برتن میں لیتے خون بن جاتا۔ فرعونیوں کی عورتیں بچے پیاس سے ادھ موئے ہو گئے۔ بنی اسرائیل کے گھروں سے پانی مانگتے تھے۔ انہوں نے پانی دیا اور جب قبطیوں کے برتن میں ڈالا تو وہ خون ہو گیا آخر ایک دن ایک فرعونی عورت نے بنی اسرائیل کی خاتون سے کہا تو اپنے منہ میں پانی لے کر میرے منہ میں ڈال دے اس نے منہ میں پانی لے کر فرعونی عورت کے منہ میں کلی کی تو اس کے منہ میں وہ خون ہو گیا۔

فرعون خود پیاس سے بے چین ہو گیا اور درختوں کا رس چوسا وہ رس بھی منہ میں جا کر خون ہو گیا۔ سات روز تک یہی حال رہا تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں التجا کی اور دعا کی درخواست کی اور سخت معاہدے ایمان کے کئے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ بلا دفع ہوئی لیکن ایمان پھر بھی نہ لائے۔

چنانچہ ارشاد ہے جدا جدا نشانیاں آئیں تو بھی انہوں نے تکبر کیا اور وہ قوم مجرم تھی۔ اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجئے اس عہد کے ساتھ جو اللہ تعالےٰ کا تمہارے پاس ہے تاکہ وہ آپ کی دعا قبول کرے اگر آپ ہم سے عذاب اٹھا دیں گے تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ کر دیں گے تو جب ہم ان سے عذاب ایک مدت کے لیے کھول دیتے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے۔

تو پھر ہم نے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں غرق کر دیا یعنی جب بار بار انہیں عذابوں سے نجات دی اور وہ کسی عہد پر قائم نہ رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ تعالےٰ نے انہیں غرق بحیرہ قلزم کر کے ہلاک کر دیا۔ اس لیے کہ وہ ہماری نشانیاں جھٹلاتے رہے اور انجام کار سے بے پروا اور غافل رہے اور قطعاً غفل و تدبر سے کام نہ لیا۔ اور ہم نے انہیں یعنی قوم بنی اسرائیل کو جو کمزور و مجبور کر دی گئی تھی اس زمین مصر و شام کے مشرق و مغرب کا وارث کیا جس میں ہم نے برکت رکھی۔ نہروں۔ درختوں۔ پھلوں کھیتوں اور پیداوار کی کثرتوں سے اور تیرے رب کا وعدہ حسنیٰ پورا ہوا بنی اسرائیل پر بدلہ ان کے صبر کا اور برباد کر دیا ہم نے ان تمام عمارتوں اور ایوانوں اور باغوں کو جو کچھ بناتے تھے فرعون اور اس کی قوم نے اور جو بلند عمارتیں اٹھاتے تھے اور دریا پار اتارا ہم نے بنی اسرائیل کو۔ یہ واقعہ دس محرم کو ہوا۔

تو وہ آئے ایک ایسی قوم پر جو اپنے بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے تھے یعنی بت پرستی کر رہے تھے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ یہ بت گائے کی شکل کے تھے انہیں دیکھ کر بنی اسرائیل کہنے لگے بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کے لیے اتنے خدا ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا تم ضرور جاہل لوگ ہو اتنی نشانیاں دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ اللہ واحد اور لاشریک لہ ہے وہ متمثل نہیں اس کا تشبیہ محال اس سے تشبیہ کسی سے دینا کفر ہے صرف وہی مستحق عبادت ہے اس کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں ہے بیشک یہ لوگ (جو بت پرستی کر رہے ہیں) برباد ی میں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ نرا باطل ہے۔

فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) کیا اللہ کے سوا اور تمہارا خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں فضیلت دی زمانہ بھر سے یعنی اللہ تعالےٰ ایسی ذات کا نام نہیں جو تلاش کر کے بنالی جائے بلکہ وہ ذات تو وہ ہے جس نے تمہیں زمانہ بھر پر فضیلت دی احسان اور فضل کرنے پر قادر ہے اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں نجات دی فرعون والوں سے کہ تمہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ چھوڑتے اور اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا یعنی جب اس نے تم پر ایسی نعمتیں عطا کیں تو تمہیں شایاں نہیں ہے کہ اس کے سوا کسی اور کو پوجو۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع ساتواں پ ۹

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پوری کیں ہم نے دس بڑھا کر تو پورا ہوا وعدہ اس کے رب کا چالیس رات کا اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو نائب رہ میرا میری قوم میں اور اصلاح کر اور نہ پیرو ہونا فسادیوں کی راہ کا۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ

اور جب آیا موسیٰ ہمارے وعدہ پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے عرض کی اے میرے رب اپنا دیدار دکھا کہ میں دیکھوں تجھے۔ فرمایا

اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ
فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ
لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ
فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ
اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

ہرگز نہ دیکھ سکے گا تو لیکن اس پہاڑ کی طرف
دیکھ یہ اگر ٹھہرا رہا اپنی جگہ تو قریب ہے کہ تو
مجھے دیکھ لے تو جب اپنا نور چمکایا اس
کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش
پاش اور گر سے موسیٰ بے ہوش ہو کر۔ تو
جب ہوش ہوا بولے پاکی ہے تجھے میں رجوع
کرتا ہوں میں تیری طرف اور میں سب سے
پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ
عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ ۖ
فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝
وَكَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ
مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا
بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ
سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے چن لیا لوگوں سے
اپنی رسالتوں اور اپنی کلام سے تو لے جو میں
نے تجھے دیا اور ہو شکر گذاروں سے۔
اور لکھا ہم نے اس کے لیے تختیوں میں ہر چیز
کی نصیحت اور تفصیل ہر شے کی (اور فرمایا)
اسے لے مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم
کو کہ لے اس کی اچھی باتیں عنقریب میں دکھاؤں
گا تمہیں فاسقوں کا گھر۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ
فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا
كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا
سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ
وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا
غٰفِلِیْنَ ۝

اور جلدی پھیر دوں گا میں انہیں جو میری آیتوں
سے تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر سب
نشانیاں دیکھیں تو ایمان نہ لائیں اور اگر دیکھیں
ہدایت کی راہ نہ اختیار کریں اس راہ کو اور اگر
دیکھیں راہ گمراہی کی تو پکڑتے ہیں وہ راہ یہ اس
لیے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور
وہ اس سے بےخبر ہیں۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ
لِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ

اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آئتیں اور
ملاقات آخرت کو اس کا سب عمل اکارت

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ گیا انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو وہ کرتے تھے۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع ہفتم پ ۹

و۔ اور	واعدنا۔ وعدہ کیا	نا۔ ہم نے	موسیٰ۔ موسیٰ سے
ثلثین۔ تیس	لیلۃ۔ راتوں کا	و۔ اور	اتممنٰہا۔ پورا کیا ہم نے اسکو
بعشر۔ ساتھ دس کے	فتم۔ تو پورا ہوا	میقات۔ وقت	ربہ۔ اس کے رب کا
اربعین۔ چالیس	لیلۃ۔ راتیں	و۔ اور	قال۔ کہا
موسیٰ۔ موسیٰ نے	لاخیہ۔ اپنے بھائی	ھرون۔ ہارون کو	اخلفنی۔ نائب رہ میرا
فی۔ بیچ	قومی۔ میری قوم کے	و۔ اور	اصلح۔ درستی کر
و۔ اور	لا۔ نہ	تتبع۔ پیروی کر	سبیل۔ راہ
المفسدین۔ فسادیوں کی	و۔ اور	لما۔ جب	جاء۔ آیا
موسیٰ۔ موسیٰ	لمیقاتنا۔ ہمارے وقت پر		و۔ اور
کلمہ۔ کلام کیا اس سے	ربہ۔ اس کے رب نے	قال۔ کہا	رب۔ اے میرے رب
ارنی۔ دکھا	نی۔ مجھ کو	انظر۔ میں دیکھوں	الیک۔ تیری طرف
قال۔ فرمایا	لن۔ ہرگز نہیں	ترانی۔ دیکھ سکے گا تو	نی۔ مجھ کو
و۔ اور	لکن۔ لیکن	انظر۔ دیکھ	الی۔ طرف
الجبل۔ پہاڑ کی	فان۔ پھر اگر	استقر۔ ٹھہرا رہا	مکانہ۔ اپنی جگہ پر
فسوف۔ تو جلدی	ترانی۔ دیکھے گا تو	نی۔ مجھ کو	فلما۔ پھر جب
تجلی۔ تجلی فرمائی	ربہ۔ اسکے رب نے	للجبل۔ پہاڑ پر	جعلہ۔ تو کر دیا اسکو
دکا۔ ریزہ ریزہ	و۔ اور	خر۔ گر پڑے	موسیٰ۔ موسیٰ
صعقا۔ بیہوش ہو کر	فلما۔ پھر جب	افاق۔ افاقہ ہوا	قال۔ کہا
سبحنک۔ تو پاک ہے	تبت۔ میں توبہ کرتا ہوں	الیک۔ تیری طرف	و۔ اور
انا۔ میں	اول۔ پہلا	المومنین۔ ماننے والا ہوں	قال۔ فرمایا

یموسیٰ۔ اے موسیٰ　انی۔ بیشک میں نے　اصطفیتک۔ برگزیدہ کیا تجھ کو

علی۔ اوپر　الناس۔ لوگوں کے　برسلتی۔ اپنی پیغمبری　و۔ اور

بکلامی۔ اپنے کلام سے　فخذ۔ تو پکڑ　ما۔ جو　اتیتک۔ میں نے تجھ کو دیا

و۔ اور　کن۔ ہو　من الشکرین۔ شکرگذاروں سے

و۔ اور　کتبنا۔ لکھا ہم نے　لہ۔ اس کے لیے　فی۔ بیچ

الالواح۔ تختیوں کے　من کل۔ ہر　شئ۔ چیز کی　موعظۃ۔ نصیحت

و۔ اور　تفصیلا۔ تفصیل　لکل۔ ہر　شئ۔ چیز کی

فخذ۔ تو پکڑ　ھا۔ اسکو　بقوۃ۔ طاقت سے　و۔ اور

امر۔ حکم دے　قومک۔ اپنی قوم کو　یاخذوا۔ پکڑیں　باحسنھا۔ اسکی اچھی باتیں

ساوریکم۔ جلدی دکھاؤنگا میں تم کو　دار۔ گھر　الفسقین۔ فاسقوں کا

ساصرف۔ جلدی پھیردونگا میں　عن ایتی۔ اپنی آیتوں سے

الذین۔ انکو جو　یتکبرون۔ تکبر کرتے ہیں　فی۔ بیچ　الارض۔ زمین کے

بغیر۔ بغیر　الحق۔ حق کے　و۔ اور　ان۔ اگر

یروا۔ دیکھیں　کل۔ ہر　ایۃ۔ نشانی تو　لا۔ نہ

یؤمنوا۔ ایمان لائیں　بھا۔ اس پر　و۔ اور　ان۔ اگر

یروا۔ دیکھیں　سبیل۔ راہ　الرشد۔ بھلائی کی　لا۔ نہ

یتخذو۔ پکڑیں　ہ۔ اسکو　سبیلا۔ رستہ　و۔ اور

ان۔ اگر　یروا۔ دیکھیں　سبیل۔ راہ　الغی۔ گمراہی کی

یتخذو۔ پکڑیں　ہ۔ اسکو　سبیلا۔ راستہ　ذلک۔ یہ

بانھم۔ اس لیے ہے کہ　کذبوا۔ جھٹلایا انہوں نے　بایتنا۔ ہماری آیتوں کو　و۔ اور

کانوا۔ تھے　عنھا۔ اس سے　غفلین۔ بے خبر　و۔ اور

الذین۔ وہ جنہوں نے　کذبوا۔ جھٹلایا　بایتنا۔ ہماری آیتوں کو　و۔ اور

لقاء۔ ملاقات　الاخرۃ۔ آخرت کو　حبطت۔ ضائع ہوئے　اعمالھم۔ انکے عمل

ھل۔ نہیں　یجزون۔ بدلہ دیے جائینگے　الا۔ مگر　ما۔ جو

کانوا۔ تھے وہ　یعملون۔ عمل کرتے

خلاصۂ تفسیر سورۂ اعراف رکوع ہفتم پ ۹

اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے توریت عطا فرمانے کا یہ وعدہ ذوالقعدہ میں تیس رات کا ہوا اور اسے دس رات ذی الحجہ کی بڑھا کر چالیس راتیں پوری کیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل سے وعدہ تھا کہ جب اللہ تعالے بنی اسرائیل کے دشمن فرعون کو ہلاک کر دے گا تو ان کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے ایک کتاب لائیں گے جس میں حرام و حلال کا مفصل بیان ہوگا۔

چنانچہ جب فرعون ہلاک کر دیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اس کتاب کے نازل فرمانے کی درخواست کی تو حکم ہوا کہ تیس روزے رکھیں جب آپ نے وہ روزے رکھ لیے تو آپ کو اپنے دہن مبارک سے ایک بھبکا راند معلوم ہوئی آپ نے مسواک کرنی شروع کی وہ بو جو آتی تھی کم ہو گئی۔ ملائکہ نے عرض کیا آپ کے دہن مبارک سے ایک خوشگوار خوشبو آتی تھی۔ آپ نے اسے مسواک کر کے ختم کر دیا۔ اللہ تعالے نے حکم فرمایا کہ ماہ ذی الحجہ میں دس روزے اور رکھیے تاکہ وہ بو جو آپ کو ناپسند اور ملائکہ کو محبوب ہے پھر آنے لگے۔ موسیٰ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ روزے دار کے منہ کی بھبکار اند میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے اس لیے کہ تیس دن پر دس بڑھا کر چالیس پورے کیے گئے۔

اس سے وہ چلہ کشی جو صوفیائے کرام میں مروج ہے وہ ثابت ہوتی ہے کہ تقرب الٰہی کے لیے اللہ تعالے نے چالیس روزے موسیٰ علیہ السلام سے رکھائے اس کے بعد انہیں توریت عطا فرمائی۔ اسی طرح ذات اور تزکیہ روحانی کے لیے صوفیا نے سنت موسوی پر عمل کر کے چالیس دن کا چلہ رکھا تاکہ انوار نبوت موسوی سے روح تابندہ ہو کر تقرب الٰہی اور رویت انوار و تجلیات ربانی کی استعداد حاصل کر سکے پھر پہاڑ یعنی کوہ طور پر مناجات کے لیے جاتے وقت اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر کر کے انہیں فرمایا کہ تم میری قوم پر میرے نائب رہنا اور ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کی راہ کو دخیل نہ ہونے دینا چنانچہ ارشاد ہے۔

جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا اس

کلام فرمانے پر ہمارا ایمان ہے۔ رہا یہ کہ اس کلام کی حقیقت کیا تھی اس کے متعلق ہماری کیا حقیقت جو ہم کیفیت کلام پر بحث کریں۔

احادیث میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام سننے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت فرما کر پاکیزہ لباس زیب تن کیا اور روزہ رکھ کر طور سینا پر حاضر آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ابر نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو چار فرسخ تک ڈھانپ لیا۔ شیاطین اور انسان حتی کہ چرند پرند اور فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیے گئے اور آپ کے لیے باب سما مفتوح ہو گیا آپ نے ملائکہ کو دیکھا کہ ہوا میں کھڑے ہیں اور عرش الٰہی کو صاف طور پر دیکھا اور الواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا وکلمہ ربہ کے یہی معنی ہیں آپ نے اپنی معروضات پیش کیں۔

آپ کو بارگاہ الٰہی سے کلام کریم عطا فرمایا گیا جسے توریت کہتے ہیں۔ روح الامین آپ کے ساتھ تھے مگر کلام الٰہی کی لذت نے آپ کو بے چین کر دیا آپ کلام کچھ نہ سن سکے حتیٰ کہ از خود رفتہ ہو کر دیدار الٰہی کے آرزو مند ہوئے (خازن)

اور عرض کرنے لگے اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھاؤ کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا موسی تو مجھے کبھی نہیں دیکھ سکتا اس لیے کہ ان آنکھوں سے میرا جمال کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا محض اس کی عطا و فضل سے اس کا دیدار باقی آنکھیں دیکھیں گی۔ فانی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ کبھی دیکھ سکے یعنی کوئی بشر اس کے تجلی جمال کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں اس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ دیدار الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو اس لیے کہ احادیث صحیحہ میں ہے کہ بروز قیامت مومنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیض یاب کیے جائینگے۔

علاوہ بریں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھتے تھے اور اگر دیدار الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز رب ارنی انظر الیک نہ کہتے اس کے جواب میں لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی میں بھی پہاڑ کے ثابت رہنے پر دیدار کو ممکن فرمایا گویا ظاہر فرمایا کہ استقرار جبل کی شرط پر تم ہمارا جمال دیکھ سکتے ہو اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے موجود فرمائی وہ ممکن ہے اور جو موجود نہ ہو اس کے موجود کرنے نہ کرنے پر وہ مختار ہے اس سے ثابت ہوا کہ استقرار جبل امر ممکن ہے محال نہیں اور جو امر ممکن پر معلق ہو وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے محال

نہیں ہوتی۔ لہذا دیدار الٰہی جو پہاڑ کے استقرار پر معلق تھا وہ ممکن ہوا اس سے اس جماعت کا قول باطل ثابت ہوا جو دیدار الٰہی محال بتاتی ہے آگے ارشاد ہے۔

تو جب تجلی جمال اور اپنے نور کی چمک اس کے رب نے پہاڑ پر کی تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے تو جب ہوش ہوا بولے پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مومن ہوں یعنی بنی اسرائیل میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے چن لیا لوگوں سے اپنی رسالتوں اور اپنی کلام سے تو پکڑ جو میں نے تجھے دیا اور شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لیے تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور تفصیل ہر شے کی تورات کے الواح سات یا دس تھیں جو زمرد یا زبرجد کی تھیں تو اے موسیٰ اسے اپنی مضبوطی سے اور حکم دے اپنی قوم کو کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کرے اور اس کے احکام پر اچھی طرح عامل ہو عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا فاسقوں کا گھر یعنے فاسق۔ کافر ول خلاف نافرمان چلنے والوں کا وہ گھر جو آخرت میں انہیں ملے گا۔

حسن اور عطا کہتے ہیں کہ بیدینیوں فاسقوں کے گھر سے مراد جہنم ہے۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ میں تمہیں شام میں داخل کروں گا۔ اور اس میں امم ماضیہ کے گھر دکھاؤں گا جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی مخالفت کی تاکہ تمہیں اس سے عبرت حاصل ہو۔

حضرت عطیہ عوفی فرماتے ہیں کہ دار الفاسقین سے فرعون اور اس کی قوم کے وہ مکانات مراد ہیں جو مصر میں ہیں۔

سدی کہتے ہیں اس سے منازل کفار مراد ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ عاد و ثمود اور ہلاک شدہ امتوں کے منازل مراد ہیں جن پر عرب کے لوگ اپنے سفروں میں ہو کر گذرتے تھے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور قریب ہے کہ پھیر دوں گا میں اپنی آیتوں سے انہیں جو بڑائی چاہتے ہیں زمین میں ناحق حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بیان قرآن سے اہل باطل کے دلوں کا اکرام نہیں فرماتا اس لیے اس طرز سے ان پر وعید شدید ہوا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ میرے بندوں پر اجبار کرتے اور میرے اولیاء سے جنگ و جدل کرتے ہیں انہیں اپنی آیتوں کے قبول اور تصدیق سے

متحرف کر دونگا۔ تاکہ وہ ایمان نہ لائیں یہ ان کے عناد کی سزا ہے کہ انہیں راہ راست سے پھیر دیا آگے ارشاد ہے۔
اور اگر وہ ہر ایک نشانی دیکھ بھی لیں تو ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اس پر چلنا ہرگز اختیار نہ کریں۔ یہ ان کے تکبر کا بدلہ ہے اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اس پر چلنے کو موجود ہوں۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں۔ اور تھے وہ ان سے غافل۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع ہشتم پ ۹

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

اور بنا لیا قوم موسیٰ نے اس قوم سے لیے ہوئے زیوروں سے ایک بچھڑا بے جان جسم کا جس میں گائے کی سی آواز تھی کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے نہ بات کرتا ہے اور نہ کچھ انہیں راہ بتاتا ہے اسے لیا اور تھے وہ ظالم۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور جب پچھتائے اور دیکھا کہ وہ بے شک بہک گئے تو بولے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو ہوں گے ہم نقصان والوں سے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ

اور جب پلٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں افسوس کرتے فرمایا تم نے کیا بری جانشینی کی میرے بعد کیا جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچے کہا اے میری ماں جائے بے شک قوم نے کمزور سمجھا مجھے اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں

الظّٰلِمِيْنَ ۝
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا
فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

تو نہ ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ کر مجھے ظالموں میں
عرض کی (موسیٰ نے) اے میرے رب بخش دے
مجھے اور میرے بھائی کو۔ اور داخل کر ہمیں اپنی
رحمت میں اور تو سب سے بڑا رحم والا مہربان
ہے۔

حلّ لغات سورۃ اعراف رکوع ہشتم پ۹

و۔ اور	اتخذ۔ بنایا	قوم۔ قوم	موسیٰ۔ موسیٰ نے
من بعدہ۔ اسکے بعد	من حلیہم۔ ان کے زیورات سے		عجلا۔ ایک بچھڑا
جسدا۔ ایک وجود	لہ۔ اس کی	خوار۔ آواز تھی	ا۔ کیا
لم۔ نہ	یروا۔ دیکھا انہوں نے	انہ۔ کہ وہ	لا۔ نہ
یکلمہم۔ بولتا ہے ان سے	و۔ اور	لا۔ نہ	یہدیہم۔ دکھاتا ہے انہیں
سبیلا۔ رستہ	اتخذوہ۔ پکڑا	ہ۔ اس کو	و۔ اور
کانوا۔ وہ تھے	ظلمین۔ ظالم	و۔ اور	لما۔ جب
سقط فی ایدیہم۔ وہ پچھتائے		و۔ اور	راوا۔ دیکھا
انہم۔ کہ وہ	قد۔ بیشک	ضلوا۔ گمراہ ہوئے	قالوا۔ بولے
لئن۔ اگر	لم۔ نہ	یرحمنا۔ رحم کیا ہم پر	ربنا۔ ہمارے رب نے
لنکونن۔ تو ضرور ہوں گے ہم		من الخسرین۔ خسارہ والوں سے	
و۔ اور	لما۔ جب	رجع۔ پھرے	موسیٰ۔ موسیٰ
الی۔ طرف	قومہ۔ اپنی قوم کی	غضبان۔ غصے میں	اسفا۔ افسوس کرتے
قال۔ کہا	بئسما۔ بری	خلفتمو۔ جانشینی کی تم نے	نی۔ میری
من بعد۔ بعد	ی۔ میرے	ا۔ کیا	عجلتم۔ جلدی کی تم نے
امر۔ حکم	ربکم۔ اپنے رب سے	و۔ اور	القی۔ ڈالیں
الالواح۔ تختیاں	و۔ اور	اخذ۔ پکڑا	براس۔ سر

اخیہ۔ اپنے بھائی کا	یجرہ کھینچتا تھا	ہ۔ اس کو	الیہ۔ اپنی طرف
قال۔ کہا	ابن۔ اے بیٹے	ام۔ میری ماں کے	ان۔ بیشک
القوم۔ قوم نے	استضعفو۔ کمزور جانا	نی۔ مجھ کو	و۔ اور
کادوا۔ قریب تھے کہ	یقتلو نتی۔ قتل کریں مجھ کو		فلا۔ تو نہ
تشمت۔ خوش کر	بی۔ مجھ سے	الاعداء۔ دشمنوں کو	و۔ اور
لا۔ نہ	تجعلنی۔ کر مجھے	مع۔ ساتھ	القوم۔ قوم
الظالمین۔ ظالم کے	قال۔ کہا	رب۔ اے میرے رب	اغفر۔ بخش دے
لی۔ مجھ کو	و۔ اور	لاخی۔ میرے بھائی کو	و۔ اور
ادخلنا۔ داخل کر ہم کو	فی۔ بیچ	رحمتک۔ اپنی رحمت کے	و۔ اور
انت۔ تو	ارحم۔ بڑا ہی	الراحمین۔ رحم کرنے والا ہے۔	

خلاصہ تفسیر سورۃ اعراف رکوع ہشتم پ ۹

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں واتخذ قوم موسی من بعدہ یعنی بنالیا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آپ کے طور کی طرف اپنے رب کی طرف مناجات کے لیے چلے جانے کے بعد ان کے زیوروں سے جو سبطی قوم نے قبطیوں سے عید کے بہانے سے عاریۃً لیا تھا۔

حلی عربی میں اس چیز کو کہتے ہیں جو زینت کے لیے بنائی جائے اور متحلی ہو سونے اور چاندی سے۔ یہ زیور قوم قبط کا تھا جو فرعون کی قوم تھی۔ ان سے قوم سبط نے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی ان کے غرق ہونے سے پہلے استعارۃً لیا تھا جب وہ ہلاک و غرقاب ہو گئی تو ان کے پاس وہ زیور رہ گیا۔

ایک قول یہ ہے کہ سبطیوں نے قبطیوں سے زیور یا یں خیال حاصل کر لیا تھا کہ ان کے غرق کے بعد وہ مسلمانوں کی ملک ہو گا۔

ایک روایت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اغراق فرعون کا معہ اس کی قوم کے ارادہ فرمایا اور یہ علم قوم موسیٰ کو ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کے

ذریعہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ قبطیوں سے استعارۃً ان کے زیور لیں اور دریائے نیل کی طرف چلیں تاکہ قبطی اپنے زیورات کی وجہ سے ان کے تعاقب میں آئیں اور غرق نیل ہوں اور وہ مستعار زیور بنی اسرائیل کے ہاتھ آجائے۔

اس پر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ

غنائم صرف امت محمدیہ کے لیے حلال ہوئے ہیں اور اس سے پہلے کسی امت پر حلال نہ تھے۔ حیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خمس لم یعطھن احد قبلی احلت لی الغنائم۔ الحدیث اور آیہ کریمہ حملنا اوزارا من زینۃ القوم ہم سے بوجھ اٹھوائے گئے اس قوم (قبط) کے زیوروں سے فقذفنھا تو ہم نے انہیں آگ میں ڈال دیا، اس سے بھی اقتضاء یہی نکلتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل اسے حلال نہ سمجھتی تھی چنانچہ اس نے ان زیورات کو بعد ہلاک قوم فرعون آگ میں ڈال دیا۔ پھر وہ روایت جو اوپر بیان ہوئی کیونکر صحیح مانی جا سکتی ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قوم جب ناحق اپنی پوجا کراتی اور ظلماً استخدام کرتی بنی اسرائیل کا مال جبراً لیتی ان کی اولادوں کو قتل کرتی تو اللہ تعالے نے ان کی زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا حیث قال تعالی ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ زمین اللہ کے لیے ہے اس کا وارث کرتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں سے اور یہ قبضہ زیورات پر بطریق وراثت ہوا نہ کہ بطور غنیمت۔ آگے ارشاد ہے۔

عجلا جسدا لہ خوار یعنی انہوں نے اس زیور کو آگ میں ڈال کر ایک عجل بنا لیا۔ عربی زبان میں عجل گائے کے بچے یعنی بچھڑے کو کہتے ہیں۔ عربی زبان میں ہر جانور کے بچے کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہیں چنانچہ گائے کے بچے کو جسے بچھڑا کہتے ہیں عجل کہا جاتا ہے

اور گھوڑے کے بچے کو مُہر۔

ناقہ یعنی اونٹنی کے بچے کو حوار۔

گدھی کے بچے کو جحش۔

بکری کے بچے کو حمل۔

بھیڑ کے بچے کو جدی۔

شیر کے بچے کو شبل۔

ہاتھی کے بچے کو دغفل۔
کتے کے پلے کو جرو۔
ہرن کے بچے کو خشف
نعام یعنی شتر مرغ کے بچے کو رأل
مرغی کے بچے کو فروج۔
چوہے کے بچے کو درص۔
اور جسداً اس لیے فرمایا کہ وہ صورت عجل میں تھا نہ کہ اصل بچھڑا بلکہ سونے چاندی کا جسم بچھڑے کی صورت میں ڈھلا ہوا تھا۔ لَہٗ خُوَارٌ۔ اس میں گائے کی سی آواز تھی۔ خوار عربی میں صوت بقر یعنی گائے کی آواز کو کہتے ہیں چنانچہ حیوان کی آوازوں کے لیے بھی عربی میں علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔
ثغا بکری کی آواز کو کہتے ہیں۔
یعار بھیڑ کی آواز کو۔ اور۔
نبیب بھیڑ کے نر کی آواز کو۔
نباح کتے بھونکنے کو۔
زئیر شیر کی آواز کو اور
عواء یا وعوعہ بھیڑیے کی آواز کو۔
ضباح لومڑی کی آواز کو
قباع۔ سور کی آواز کو
اور مواء بلی کی آواز کو
صئی ہاتھی کی آواز کو
نہیق اور سحیل گدھے کی آواز کو
اور صہیل۔ ضبح۔ قبع۔ حمحمہ گھوڑے کی آوازوں کو
رغا اونٹنی کی آواز کو
تبغم ہرن کی آواز کو
ضغیب خرگوش کی آواز کو
غرضکہ ہر جانور کی آواز کا علیحدہ نام ہے۔

ایک قراءت میں جوار بھی ہے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عِجْلاً جَسَدًا لَّهٗ جُوَارٌ پڑھا ہے جو صوت شدید کے معنی میں آتا ہے۔

اس آواز کی تحقیق میں

ایک روایت ہے کہ سامری نے جب بچھڑا ڈھال لیا تو اس کے منہ میں حضرت روح الامین علیہ السلام کے گھوڑے کے نشان قدم سے خاک ڈال دی۔ تو وہ بچھڑا زندہ ہو گیا۔

بعض نے کہا اس میں یہ راز ہے کہ روح الامین چونکہ روح اعظم ہیں۔ اس وجہ میں ان کے مرکب کی خاک قدم میں بھی اللہ کے حکم سے یہ اثر تھا۔

معتزلہ کے نزدیک مادی تحقیق اس طرح ہے

کہ بچھڑا تو بیلا روح تھا اور سامری نے اسے ڈھالا تھا اس میں ڈھلائی کے وقت مناسب جگہ ایسے سوراخ رکھ دیئے کہ ان میں سے ہوا جب گذرتی تو اس سے آواز آتی اس لیے اسے قرآن کریم نے خوار کہا اور یہ بھی قرین عقل ہے۔ بہرحال قوم بنی اسرائیل سامری کے دھوکہ میں آئی اور اس بچھڑے کو پوجنے لگ گئی۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ بچھڑا ایک بار بولا یا کتنی بار مگر یہ متفقہ بات ہے کہ جب وہ بولا تو قوم بنی اسرائیل نے اسے سجدہ کیا اور جب وہ خاموش ہوا تو انہوں نے سروں کو اٹھا لیا۔

علامہ حسن کا قول ہے کہ سارے کے سارے بنی اسرائیل بچھڑا پوجنے میں مصروف ہو گئے مگر ہارون علیہ السلام۔

حرمت تصویر کی علت روح المعانی میں

لما بیسر من تقدیر نعبدوه لیکون ذالك مصب الانکار لان حرمة التصویر حدثت فی شرعنا علی المشهور ولان المقصود انکار عبادته فافهم بترجمته ان کنت من المتفهمین۔

آگے اسی علت کی تصریح فرماتے ہیں۔

الم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم تقریع لهم وتشنیع علی فرط ضلالهم واخلالهم

بالنظر ای المریدوا انہ لایقدر علی ما یقدر علیہ احاد البشر من الکلام والارشاد السبیل بوجہ من الوجوہ فکیف عدلوہ بخالق الاجسام۔

خلاصہ یہ ہے کہ حرمت تصویر ہماری شریعت میں اسی بنا پر واقع ہوئی کہ وہ مظنہ شرک ہوتی ہے۔ درحقیقت مقصود اس حرمت سے انکار عبادت ماسوی اللہ ہے۔ اسی لیے آگے فرمایا۔

کیا نہیں دیکھا کہ وہ بچھڑے کا جسم نہ بات کرتا ہے اور نہ کچھ راہ بتاتا ہے اسے انہوں نے مسجود بنا لیا اور وہ ظالم و مشرک تھے۔

ولما سقط فی ایدیھم۔ اس کے معنی مفسرین نے ندموا کیے یعنی جب وہ شرمندہ ہوئے بقول سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اس محاورہ کی توجیہ اس طرح فرمائی۔

کنایۃ عن شدۃ الندم وغایتہ لان النادم اذا اشتد ندمہ عض یدہ غما فتصیر یدہ مسقوطا فیھا واصلہ سقط فوہ او عضہ فی یدہ۔

یہ کنایہ ہے شدت ندامت اور غایت درجہ کی شرمندگی کی طرف اس لیے کہ نادم کو جب ندامت بدرجہ غایت ہوتی ہے تو وہ ہاتھ کاٹتا ہے غم میں تو اس کا ہاتھ گرنے لگتا ہے اور اصل اس کی منہ گرنے یا ہاتھ نوچنے کی طرف ہے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ جب وہ شرمندہ ہوئے اور پچھتائے وراوا انھم قد ضلوا۔ اور دیکھا انہوں نے کہ بے شک وہ گمراہی میں پڑ گئے تو بولے اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں ہماری خطا معاف نہ فرمائے گا تو ہم تباہ کار اور نقصان والوں میں ہیں۔

یہ بیان بنی اسرائیل کی طرف سے تھا اس کا تذکرہ فرما کر آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور سے واپسی کا حال بیان فرمایا جاتا ہے۔

ولما رجع موسی الی قومہ۔ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے تو قوم کا یہ حال دیکھ کر غضبناک ہوئے اور ان پر افسوس فرمانے لگے اسفا کی تصریح میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای شدید الغضب یعنی سخت غصہ فرماتے ہوئے اس کی تائید ابو الدرداء اور محمد قرظی اور عطا اور زجاج نے بھی کی اور غمگین و حزین بروایت ابن عباس اور حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔

اور ابو مسلم کہتے ہیں الغضب والاسف بمعنیٰ غضب و اسف ایک ہی معنی میں استعمال

ہوا اور تکرار جملتین محض تاکید کے لیے ہے۔

علامہ واحدی فرماتے ہیں هما متقاربان فاذا جاءك ما تكرهه لمن هو دونك غضبت واذا جاءك ممن هو فوقك حزنت یہ دونوں جملے متقارب المعنی ہیں تو اگر ایسی بات ہو جس سے کراہت کی جائے تو اگر وہ اپنے سے ادنیٰ سے ہو تو غضب کہا جاتا ہے اور اگر ایسے شخص سے ہو جو اس سے اونچا ہو تو حزن ہوتا ہے۔

بنابریں موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم پر غضبان ہوئے ان کے بچھڑا پوجنے سے اور اسی فعل شنیع کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے طور سے واپس ہونے سے قبل ہی دے دی تھی۔

تو آپ نے قوم سے فرمایا۔

بئسما خلفتمونی من بعدی۔ تم نے میرے بعد بری جانشینی کی یہ خطاب یا تو بچھڑے کے پجاریوں سے فرمایا یا حضرت ہارون علیہ السلام سے اور آپ کے ساتھ جو مومنین تھے یعنی آپ نے فرمایا کہ میرے بعد تم نے بہت برا کیا کہ بچھڑا پوجا۔

اعجلتم امر ربکم۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی یعنی میرا انتظار بھی نہ کیا اور مجھے سمجھ لیا کہ اب میں واپس ہی نہ ہوں گا۔ روایت ہے کہ سامری نے انہیں بچھڑا ڈھال کر کہا یہ تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے اور موسیٰ اب ہرگز واپس نہ آئیں گے۔ وہ انتقال کر چکے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بیس رات دن گنے اور انہیں چالیس سمجھ لیا یعنی بیس دن بیس رات پھر جو کچھ انہوں نے سمجھا وہ سمجھا پھر اسی غصہ و افسوس میں والقی الالواح وہ لوحیں زمین پر رکھ دیں جیسے کوئی ڈال کرتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے جواب طلب کریں اور یہ سب فرط غیرت دینی میں ہوا اور آپ شدید الغضب تو ضرور تھے لیکن صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں۔ نہ کہ اور امور میں بھی۔

ابو الشیخ زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غصہ میں آتے تو سر اقدس پر آگ سی دھکتی معلوم ہوتی تھی۔

قاضی ناصر الدین نے القی الالواح کی تفسیر میں فرمایا ای طرحها من شدة الغضب وفرط الضجرة حمية للدين۔ آپ نے حمیت دین اور توبیخ میں شدت غضب کا خاطر

فرماتے ہوئے وہ الواح ڈال دیں۔ گویا یہ ظاہر فرمایا کہ جب تم اتنے گمراہ ہو گئے کہ شرک میں بھی تمیز نہ کر سکے تو پھر ان الواح کا کیا کرنا ہے۔

اسی بنا پر یہ بھی مشہور ہے کہ بعض لوحیں ٹوٹ گئیں۔ اسکی توجیہ میں افضل المتاخرین شیخ المشائخ صبغۃ اللہ الہندی حیدری فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ غضب و غصہ اور افسوس حمیت دین کے لیے تھا اور الواح کا گر جانا بلا اختیار ہوا اس لیے کہ احترام کتاب اللہ کا اگر نبی ہی نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا۔ توضیح و صواب یوں ہے کہ فرط حمیت دین میں شدت غضب اس درجہ ہوئی کہ آپ الواح کے محفوظ رکھنے پر قادر ہی نہ رہے اور بدوں اختیار وہ الواح گر گئیں اسی وجہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

حسنات الابرار سیئات المقربین

اور علامہ صالح آفندی اس بحث میں آخر یہ فیصلہ دیتے ہیں

وحاصلہ ان موسی علیہ السلام لما رای من قومہ ما رای غضب غضبا شدیدا حمیۃ للدین وغیرۃ من الشرک برب العلمین فتعجل فی وضع الالواح لتفرغ یدہ فیاخذ براس اخیہ۔

یعنی خلاصہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کا یہ حال ملاحظہ کیا تو انتہائی درجہ تک غضب ناک ہوئے اور حمیت دین و غیرت شرک برب العالمین جلدی فرمائی وضع الواح میں تاکہ ہاتھ خالی ہو تو اپنے بھائی حضرت ہارون کے سر کے بال پکڑ کر جواب طلب کریں۔ یہ بال پکڑنا عادتاً تھا اور ڈاڑھی پکڑنا بھی اس عادت کے ماتحت تھا جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں مذکور ہے۔

یجرہ الیہ۔ اپنی طرف سے کھینچنے لگے اس گمان سے کہ انہوں نے روکنے میں کوتاہی کی اور حضرت ہارون ویسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے مگر موسیٰ علیہ السلام مرتبہ کے لحاظ سے بڑے تھے مگر اس پر آپ کے غیظ و غضب پر حضرت ہارون قبضہ نہ کر سکے۔

دوسرے از روئے مرتبہ بھی آپ کا ادب کیا کہ آپ رسالت و ریاست پر مستقل مامور تھے اور حضرت ہارون آپ کے وزیر تھے اور مزاج کے لحاظ سے نہایت حمول اور نرم دل تھے اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی یہ اقدام اہانت و استخفاف کی نیت سے

نہ تھا بلکہ محض ملامت مقصود تھی جیسا کہ آپ کا گمان تھا کہ انکی کوتاہی ہدایت کرنے میں ہوئی۔
چنانچہ حضرت ہارون نے فرمایا۔

قال یا ابن ام ۔ اے میری ماں جائے یہ جملہ حضرت ہارون کا شفقتہً تھا اسی وجہ اپنا انتساب ماں کے ساتھ فرمایا اور ابن امّ کہا۔ آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔

ایک قول میں آپ کی والدہ کا نام محیانہ بنت یصہر بن لاوی ہے۔

ایک قول میں یوحانذ ہے۔

ایک قول میں بارخا ہے۔

ایک قول میں یازخت ہے

اور اس کے علاوہ بھی اور قول ہیں

اس نام کے عمل پر آلوسی فرماتے ہیں

ومن الناس من زعم ان لاسمہا رضی اللہ عنہا خاصیۃ فی فتح الاقفال ولہ ریاضۃ مخصوصۃ عند ارباب الطلاسم والحروف وما ھی الا رھبانیۃ ابتدعوھا ما انزل اللہ بہا من کتاب۔

ان القوم استضعفونی ای استذلونی وقھرونی ولم یبالوا بی لقلۃ انصاری

یعنی بعض لوگ اس وہم میں ہیں کہ والدہ موسیٰ علیہ السلام میں فتوحات کے اعمال ہیں۔ اور اس کے لیے مخصوص ریاضتیں ہیں۔ اصحاب طلاسم وحروف کے نزدیک لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ محض رہبانیت کا عقیدہ ہے جو ان کی ایجاد ہے۔ قرون اولیٰ میں اس کا ذکر نہیں تو ہارون علیہ السلام نے فرمایا مجھے قوم نے کمزور سمجھا اور ذلیل جانا اور مجھ پر تشدد کیا اور میری بات کی پرواہ نہ کی اس لیے کہ میرے حمایتی کم تھے۔

وکادوا یقتلوننی اور قریب تھے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں اگر میں اور سختی سے انہیں منع کروں تو تم مجھے ایسی ذلت سے رسوا نہ کرو اور مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقعہ نہ دو اور مجھے ظالموں میں نہ ملاؤ۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عذر معقول سن کر دعا کی حیث قال رب اغفر لی ولاخی اے میرے رب مجھے معاف فرما اور میرے بھائی کو معاف کر اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو مستجاب فرمایا۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع نہم پ ۹

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ٥

بے شک وہ جنہوں نے پوجا بچھڑے کو عنقریب انہیں ان کے رب کی طرف سے سزا ملے گی اور دنیا کی زندگی میں ذلت اور ایسے ہی ہم بدلہ دیتے ہیں جھوٹ بنانے والوں کو

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥

اور وہ جنہوں نے برے عمل کیے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لائے بے شک تیرا رب اس کے بعد یقیناً بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ٥

اور جب موسیٰ کا غصہ اترا تو تختیوں کو اٹھا لیا اور اس کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ٥

اور چن لیے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے وعدے کے لیے تو پھر جب پکڑ لیا ان کو زلزلے نے کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ہلاک کرتا ان کو اس سے پہلے اور مجھ کو بھی کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اس کرتوت پر جو ہم میں سے بیوقوفوں نے کی۔ نہیں یہ مگر تیری آزمائش تو گمراہ کرتا ہے اس سے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے تو ہی ہمارا دوست ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

تو سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔
اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی ہم نے راہ پائی تیری طرف فرمایا میں اپنا عذاب پہنچاؤں گا جسے چاہوں گا اور میری رحمت نے سما لیا ہے ہر چیز کو۔ تو لکھوں گا میں وہ (رحمت) ان کے لیے جو پرہیزگار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وہ جو پیروی کریں گے (خاص) رسول نبی ان پڑھ کی وہ کہ اس کو پائیں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ حکم کرے گا انہیں بھلی باتوں کا اور روکے گا انہیں برے کاموں سے اور حلال کرے گا ان کے لیے پاکیزہ چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتار دے گا ان سے ان کے بوجھ اور وہ طوق جو ان پر تھے تو جو لوگ ایمان لائیں گے اس پر اور اس کی حمایت کریں گے اور اس کی مدد کرینگے اور اس نور پر جو اس پر اتارا جائے گا پیروی کریں گے تو یہی لوگ ہیں کامیاب ہونیوالے۔

حل لغات سورۂ اعراف رکوع نہم پ ۹

ان ۔ بے شک   الذین ۔ وہ جنہوں نے   اتخذوا ۔ پکڑا   العجل ۔ بچھڑے کو

سینالھم ۔ جلدی پہنچیگا انکو | غضب ۔ غضب | من ربھم ۔ ان کے رب
سے | و ۔ اور | ذلۃ ۔ ذلت | فی ۔ بیچ
الحیوۃ ۔ زندگی | الدنیا ۔ دنیا کے | و ۔ اور | کذلک ۔ اسی طرح
نجزی ۔ بدلہ دیتے ہیں ہم | المفترین ۔ جھوٹوں کو | و ۔ اور | الذین ۔ وہ جنہوں نے
عملوا ۔ عمل کیے | السیئات ۔ برے | ثم ۔ پھر | تابوا ۔ توبہ کی
من بعدھا ۔ اس کے بعد | و ۔ اور | امنوا ۔ ایمان لائے
ان ۔ بیشک | ربک ۔ تیرا رب | من بعد ۔ بعد | ھا ۔ اس کے
لغفور ۔ بخشنے والا | رحیم ۔ مہربان ہے | و ۔ اور | لما ۔ جب
سکت ۔ فرو ہوا | عن موسی ۔ موسی کا | الغضب ۔ غصہ | اخذ ۔ پکڑا
الالواح ۔ تختیوں کو | و ۔ اور | فی ۔ بیچ | نسختھا ۔ نسخے اس
کے کے | ھدی ۔ ہدایت | و ۔ اور | رحمۃ ۔ رحمت تھی
للذین ۔ ان لوگوں کے لیے | ھم ۔ جو | لربھم ۔ اپنے رب سے
یرھبون ۔ ڈرتے ہیں | و ۔ اور | اختار ۔ چن لیے | موسی ۔ موسی نے
قومہ ۔ اپنی قوم سے | سبعین ۔ ستر | رجلا ۔ آدمی | لمیقاتنا ۔ ہمارے وعدے پر
فلما ۔ تو جب | اخذتھم ۔ پکڑا انکو | الرجفۃ ۔ زلزلہ نے | قال ۔ کہا
رب ۔ اے میرے رب | لو ۔ اگر | شئت ۔ تو چاہتا | اھلکتھم ۔ تو ہلاک کرتا انکو
من قبل ۔ پہلے اس سے | و ۔ اور | ایای ۔ مجھ کو بھی | ا ۔ کیا
فتھلکنا ۔ ہلاک کرتا ہے تو ہم کو | بما ۔ اس سے جو | فعل ۔ کیا
السفھاء ۔ بیوقوفوں نے | منا ۔ ہم میں سے | ان ۔ نہیں | ھی ۔ یہ
الا ۔ مگر | فتنتک ۔ تیری آزمائش | تضل ۔ گمراہ کرتا ہے تو | بھا ۔ اس سے
من ۔ جسے | تشاء ۔ چاہے | و ۔ اور | تھدی ۔ ہدایت دیتا ہے
من ۔ جسے | تشاء ۔ چاہے | انت ۔ تو | ولینا ۔ ہمارا ولی ہے
فاغفر ۔ تو بخش | لنا ۔ ہم کو | و ۔ اور | ارحمنا ۔ رحم کر ہم پہ
و ۔ اور | انت ۔ تو | خیر ۔ بہتر ہے | الغافرین ۔ بخشنے والا
و ۔ اور | اکتب ۔ لکھ | لنا ۔ ہمارے لیے | ھذہ ۔ اس

الدنیا - دنیا میں | حسنة - نیکی | و - اور | فی - بیچ
الاخرة - آخرت کے | انا - بیشک ہم نے | هدنا - راہ پائی | الیک - تیری طرف
قال - فرمایا | عذابی - میرا عذاب | اصیب - پہنچاتا ہوں میں
بہا - وہ | من - جس کو | اشاء - میں چاہوں | و - اور
رحمتی - رحمت میری نے وسعت - سمالیا | کل - ہر | شیء - چیز کو
فساکتبہا - تو جلدی لکھوں گا میں اسکو | للذین - انکے لیے جو | یتقون - پرہیزگار ہیں
و - اور | یؤتون - دیتے ہیں | الزکوة - زکوۃ | و - اور
الذین - وہ | ہم - جو | بایتنا - ہماری آیتوں پر | یؤمنون - ایمان رکھتے ہیں
الذین - وہ جو | یتبعون - پیروی کرینگے | الرسول - رسول | النبی - نبی
الامی - ان پڑھ کی | الذی - وہ کہ | یجدونہ - پاتے ہیں اسکو
مکتوبا - لکھا ہوا | عند - پاس | ہم - اپنے | فی - بیچ
التوراة - توراۃ | و - اور | الانجیل - انجیل کے | یامرہم - حکم دیگا
ہم - ان کو | بالمعروف - بھلی باتوں کا | و - اور | ینہٰہم - روکے گا
ہم - ان کو | عن المنکر - بری باتوں سے | و - اور | یحل - حلال کریگا
لہم - ان کے لیے | الطیبت - پاک چیزیں | و - اور | یحرم - حرام کریگا
علیہم - ان پر | الخبائث - گندی چیزیں | و - اور | یضع - اتارے گا
عنہم - ان سے | اصر - بوجھ | ہم - ان کے | و - اور
الاغلال - طوق | التی - جو | کانت - تھے | علیہم - ان پر
فالذین - پھر جو | امنوا - ایمان لائینگے | بہ - اس پر | و - اور
عزروہ - حمایت کرینگے | ہ - اس کی | و - اور | نصروہ - مدد کرینگے
ہ - اسکی | و - اور | اتبعوا - پیروی کرینگے | النور - اس نور کی
الذی - جو | انزل - اتارا گیا | معہ - اس کے ساتھ | اولئک - تو یہ لوگ
ہم - وہی ہیں | المفلحون - کامیاب ہونے والے۔

خلاصۂ تفسیر اردو سورۂ اعراف رکوع نہم پ ۹

ان الذین اتخذوا العجل ۔ بے شک وہ جو بچھڑا لے بیٹھے عنقریب انہیں پہنچے گا غضب الٰہی ان کے رب کی طرف سے اور ذلت دنیا کی حیات میں اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں مفتریوں کو اور جنہوں نے عمل کیے برے پھر توبہ کرلی اس کے بعد اور ایمان لائے تو بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا مہربان ہے یعنی گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جب بندہ ان سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالے ان سب کو معاف فرما دیتا ہے ۔

ولما سکت عن موسی الغضب اور جب تھم گیا موسیٰ کا غصہ تختیاں اٹھالیں اور ان کی لکھائی میں ہدایت و رحمت ہے ان کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدے کے لیے چنے تاکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں اور عذر گناہ قوم کی طرف سے کریں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر حاضر آئے تو جب انہیں زلزلہ نے آلیا ۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رجفہ میں یعنے زلزلہ میں گرنے کا سبب یہ تھا کہ جب قوم نے بچھڑا ڈھالا اور اسے پوجا تھا تو یہ بھی ان کے ساتھ رہے تھے جدا نہیں ہوئے تھے (خازن)

میقات میں حاضر ہونے سے قبل تاکہ بنی اسرائیل ان کی ہلاکت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور انہیں موسیٰ علیہ السلام پر قتل کی تہمت لگانے کا موقع نہ ملے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو چاہتا تو انہیں پہلے مع میرے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس فعل کی وجہ میں ہلاک فرمائے گا جو ہم میں سے بے عقلوں نے کیا وہ تو نہیں مگر تیرا آزمانا ہے گمراہ کرے اس سے جسے چاہے اور ہدایت دے جسے چاہے تو ہمارا مالک ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لیے لکھ دے اس دنیا میں بھلائی یعنے ہمیں ہلاک نہ کر اور اپنا لطف و کرم فرما اور ہمیں توفیق اطاعت بخش اور آخرت میں بھی بھلائی دے بیشک ہم تیری طرف رجوع لائے ۔

فرمایا اللہ تعالے نے میرا عذاب جسے میں چاہوں دوں اس لیے کہ سب کائنات میری

مخلوق ہے اور سب میرے بندے ہیں کسی کو مجھ پر اعتراض کرنے کی مجال نہیں اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے یعنی دنیا میں نیک و بد سب ہی ہیں اور سب ہی پر میری رحمت ہے تو عنقریب لکھ دونگا نعمتوں کو ان کے لیے جو ڈرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور ان کے لیے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اور وہ جو پیروی کریں گے ہمارے رسول امی کی یہاں لفظ نبی اس لیے خاص طور پر استعمال فرمایا گیا کہ امی عام طور پر بے پڑھا ہوتا ہے مگر یہ رسول نبی امی ہیں یعنے بغیر پڑھے خبریں دینے والے نبا خبر کو کہتے ہیں نبی خبر دینے والے کو ایسے نبی کو جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں یعنی تورات و انجیل میں آپ کی نعت اور صفت لکھی پائیں گے۔

حضرت عطاء بن یسار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اوصاف بیان کیے جو توریت میں مذکور ہیں اس کے بعد انھوں نے پڑھنا شروع کیا۔

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا نگہبان بنا کر تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا نہ بد خلق نہ بد مزاج نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہ برائی کو برائی سے دفع کرو یعنی خطا کاروں کو معاف کرتے ہو اور ان پر احسان فرماتے ہو اللہ تعالے تمہیں نہ اٹھائے گا جبتک کہ تمہاری برکت سے ٹیڑھی ملت کو سیدھا اس طرح نہ فرمادے کہ صدق دل سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارنے لگیں اور تمہاری بدولت اندھی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور پردوں میں لپٹے ہوئے دل کشادہ ہوجائیں۔

حضرت کعب احبار سے توریت میں حضور کی صفات پر یہ مضمون بھی منقول ہے کہ اللہ تعالے نے آپ کی صفت میں فرمایا کہ میں انہیں ہر خوبی کے قابل کروں گا اور ہر خلق کریم انہیں عطا فرماؤں گا اور اطمینان قلب و وقار کو ان کا لباس بناؤں گا اور طاعات و احسان کو ان کا شعار کروں گا۔ اور تقوی ان کا ضمیر اور حکمت ان کا راز اور صدق و وفا ان کی طبیعت اور عفو و کرم ان کی عادت اور عدل ان کی سیرت اور اظہار حق ان کی شریعت اور ہدایت ان کا امام اور اسلام ان کی ملت بناؤنگا احمد ان کا نام ہے۔

اسی کے ہم معنی علامہ آلوسی نے روح المعانی میں حضور کی صفات انجیل و زبور سے نقل کی ہیں خلق کو ان کے صدقے میں گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم و معرفت اور گمنامی

کے بعد دولت اور تفرقے کے بعد ہدایت و محبت عنایت کروں گا اور انہیں کی برکت سے میں مختلف قبائل غیر مجتمع خواہشوں اور اختلاف رکھنے والے دلوں میں الفت پیدا کر دوں گا اور ان کی امت کو تمام امتوں سے بہتر کرونگا۔

ایک اور حدیث میں تورات سے حضور کے یہ اوصاف منقول ہیں۔ میرے بندے ان کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینہ طیبہ ہے ان کی امت اس حال میں اللہ کی حمد کرنے کے سب سے زیادہ ہوگی۔

علاوہ ازیں کتب الٰہیہ حضور کی صفت و نعت سے مملو ہیں۔ با آں کہ اہل کتاب ان میں اپنی کتابوں سے تراش خراش کرتے رہے ہیں اور ان کی سعی ہمیشہ اسی کام میں ہوتی رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ان کی کتابوں سے نکال دی جائے۔ لیکن کافی تبدیلیاں کر لینے کے باوجود موجودہ بائیبل میں حضور کی نعت و صفت اور بشارت کا کچھ نہ کچھ نشان مل جاتا ہے۔

یہاں رسول اور امی نبی سے مراد بہ اجماع مفسرین سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کا ہی ذکر اور وصف رسالت سے کیا گیا اس لیے کہ آپ کی ذات مقدس مخلوق اور اللہ تعالے کے مابین واسطہ ہے۔ فرائض رسالت ادا فرماتے ہیں اور اللہ تعالے کے اوامر و مناہی اور شرائع و احکام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں اور اسی لحاظ سے رسول النبی الامی فرمایا گیا۔ اس لیے کہ نبأ اس خبر کو کہتے ہیں جو مفید علم ہو اور اس میں شائبہ کذب بھی نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں یہ لفظ ایسے ہی معنی میں بکثرت مستعمل ہوا ہے حیث قال۔

قل ھو نبأ عظیم ۔ تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك ۔ فلما انبأھم باسمائھم ۔ من انباك ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر ۔ عن النبأ العظیم الذی ھم فیہ مختلفون ۔

اور لفظ نبی قرآن کریم میں تقریباً تیس جگہ استعمال ہوا ہے سب جگہ غیبی خبر دینے والے کے ہی معنے بنتے ہیں۔ اور نبیا قرآن کریم میں پانچ جگہ استعمال ہوا وہاں بھی یہی معنی بنتے ہیں۔ نبیتنہ صرف ایک جگہ نبین دو جگہ نبئتنا ایک جگہ نبیئہ ایک جگہ نبین تیرہ مقام پر ان سب جگہ میں یہی معنی ہیں۔

مزید وضاحت کے لیے پارہ اور رکوع کا حوالہ پیش ہے۔

نَبَّؤُ۔ پ۱ رکوع ۱۵ ا پ۱۳ رکوع ۴ ا پ۲۳ رکوع ۱۱ و ۴ ا پ۲۸ رکوع ۱۵
نُبِّئُوْهُمْ۔ پ۱۴ رکوع ۱۲ ا پ۲۱ ع ۲۔
نُبُوَّة۔ پ۳ ع ۱۶ ا پ۷ ع ۱۶ ا پ۲ ع ۱۵۔ پ۲۵ ع ۱۸۔ پ۲۷ ع ۲۷
نبی۔ پ۲ ع ۱۶ ا پ۳ ع ۱۵ ا پ۴ ع ۶-۸ پ۶ ع ۱۵ ا پ۸ ع ا پ۹ ع ۲-۹-۱۰ ا پ۱۰ ع ۴
و ۶-۴-۱-۱۶ ا پ۱۱ ع ۳ پ۱۴ ع ۴ - پ۱۷ ۴ اع پ۱۹ ع ا پ۲۱ ع ۱۷-۱۸-۲۰ پ۲۲ ع ۱-۲-۳-۴
۵ پ۲۵ ع ۱۷ ا پ۲۶ ع ۱۳ ا پ۲۸ ع ۸-۱۷-۱۹-۲۰۔
نبیّا۔ پ۳ ع ۱۲۔ پ۱۶ ع ۵-۶-۷۔ پ۲۳ ع ۷
نبیتنہ۔ پ۱۹ ع ۱۹
نبیّن۔ پ۶ ع ۱۴ ا پ۱۷ ع ۸
نبئتنا۔ پ۱۲ ع ۱۵
نبیتہ۔ پ۷ ع ۱۹۔
نبؤ۔ پ۵ ع ۱۴
نبیّون۔ پ۱ ع ۱۶۔ پ۳ ع ۱۷ ا پ۶ ع ۱۱۔
نبیہم۔ پ۲ ع ۱۶
نبئتہم۔ پ۱۴ ع ۴ پ۲۷ ع ۹
نبیین۔ پ۱ ع ۷ پ۲ ع ۶-۱۰ ا پ۳ ۱۱-۱۶-۱۷ ارکوع۔ پ۵ ع ۶ پ۶ ع ۳ پ۱۵ ع ۶۔
پ۱۶۔ ع ۷ پ۲۱ ع ۱۷ ا پ۲۲ ع ۲ پ۲۵ ع ۴۔

نبأ سے قرآن کریم میں نبؤ۔ نبئہم۔ نبیّن بارہ طریقہ سے استعمال ہوا ہے سب جگہ معنی خبر مفید للعلم کے لیے ہی استعمال ہے۔

پھر یہ لفظ یا فاعل کے معنی میں ہوگا یا مفعول کے معنی دے گا۔

فاعل کے معنی دینے کی صورت میں غیب کی خبر دینے والا نبیں گے۔

مفعول کے معنی دینے کی صورت میں غیب کی خبریں دیئے ہوئے ہونگے۔

اور دونوں معنوں کو قرآن کریم کی تائید حاصل ہے پہلے معنی میں نبئ عبادی موجود ہے۔

قل اؤنبئکم اور انبئکم بما تاکلون وما تدخرون موجود ہے۔

دوسرے معنی میں نبانی العلیم الخبیر موجود ہے۔

اور حقیقت میں ہر نبی غیب کی خبریں دینے والا ضرور ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ آپ کی وصف میں نبی فرمایا وہ اس لیے کہ نبی ہونا ہی مراتب علیا اور شرف عظمی کو مستلزم ہے۔ اور یہ لفظ نبی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالے کے نزدیک غایت درجہ بلند ہیں اور یہ امر بھی اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ کے مقربین خاص میں سے نبی ہی وہ مختار درجہ رکھتا ہے جو اس کی طرف سے خبر دے۔

اور نبی کے ساتھ امی فرمانا اس بنا پر ہے کہ امی ہونا حضور کے معجزات سے ہے۔ بقول سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ فرماتے ہیں کہ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی کے آگے کبھی زانوئے تلمذ تہ نہ فرمایا اور کتاب ایسی لائے کہ جس میں اولین و آخرین کے علوم اور غیوب ہیں۔ (خازن)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

امی و دقیقہ دان عالم — بے سایہ و سائبان عالم
خاکی و بر اوج عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل

پھر یہ امر بھی یہاں واضح ہوجاتا ہے کہ نبی عام ہے اور رسول صرف چار ہیں یعنی موسٰی و عیسٰی۔ داؤد۔ بنی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مخصوص ہے اور نبیوں کی تعداد بعض روایات سے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے مگر رسول صرف اور صرف چار ہی ہیں اور رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔

آگے ارشاد ہے۔

وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور پاک چیزیں ان کے لیے حلال اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ یعنی تکالیف و آفات جیسے شرائع سابقہ میں توبہ کے لیے اپنے آپ کو قتل کرنا یا جن اعضاء سے گناہ سرزد ہوا انہیں کاٹ ڈالنے کا حکم تھا وہ اٹھا لے گا اور گلے کے پھندے یعنی احکام شدید جیسے بدن یا کپڑے پر جہاں نجاست لگ جائے اسے کاٹنا غنیمتوں کو جلا ڈالنا۔ گناہوں کا مکانوں کے دروازوں پر ظاہر ہونا جو ان پر تھے اتار دے گا تو وہ جو اس پر یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا۔ اس نور سے مراد قرآن کریم ہے جو قلب مومن کو روشن کرتا ہے اور کفر و شرک و جہالت کی تاریکیاں دور کردیتا ہے وہی بامراد ہوئے (ماخوذ از روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع دہم پ۹

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

فرمادیجئے اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری سب کی طرف اس کی طرف سے جس کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی کوئی معبود نہیں مگر وہی جلانے اور مارنے والا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر جو بے پڑھے غیب بتانے والے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ اور اس کی باتوں پر اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ

وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝

اور موسیٰ کی قوم سے ایک جماعت ہے جو ہدایت کرتی ہے حق کی اور اسی سے انصاف کرتی ہے۔

وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

اور بانٹ دیا ہم نے انہیں بارہ قبیلوں میں گروہ گروہ اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف جب پانی مانگا ان کی قوم نے کہ مارا اپنا عصا پتھر پر تو اس میں سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے جان لیے ہر جماعت نے اپنے اپنے گھاٹ اور سایہ بان کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من اور سلویٰ کھاؤ پاک چیزوں سے جو ہماری دی ہوئی ہیں اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے۔

وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ

اور یاد کرو جب کہا گیا انہیں کہ رہو اس بستی میں اور کھاؤ اس میں سے جو چاہو اور کہو گناہ مٹانے

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○	گئے اور داخل ہو دروازے سے سجدہ کرتے ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں اور ہم عنقریب زیادہ عطا کریں گے نیکوں کو
فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○	تو بدل دی انہوں نے جو ظالم تھے وہ بات اور اس کے خلاف کہنے لگے جو کہا گیا تھا تو ہم نے بھیجا ان پہ عذاب آسمان سے بدلہ ان کے ظلم کا۔

حل لغات سورۂ اعراف رکوع دہم پ ۹

قل۔ کہو	یا۔ اے	ایہا۔ اے	الناس۔ لوگو
انی۔ بیشک میں	رسول۔ رسول ہوں	اللہ۔ اللہ کا	الیکم۔ تمہاری طرف
جمیعا۔ سب کی	ن الذی۔ وہ	لہ۔ کہ جسکی	ملک۔ بادشاہی ہے
السموات۔ آسمانوں	و۔ اور	الارض۔ زمین میں	لا۔ نہیں
الہ۔ کوئی معبود	الا۔ مگر	ھو۔ وہی	یحیی۔ زندہ کرتا ہے
و۔ اور	یمیت۔ مارتا ہے	فامنوا۔ تو ایمان لاؤ	باللہ۔ اللہ پر
و۔ اور	رسولہ۔ اسکے رسول	النبی۔ نبی	الامی۔ ان پڑھ پر
الذی۔ جو	یومن۔ ایمان لاتا ہے	باللہ۔ اللہ پر	و۔ اور
کلمتہ۔ اسکے حکموں پر	و۔ اور	اتبعو۔ پیروی کرو	ہ۔ اس کی
لعلکم۔ تاکہ	تھتدون۔ ہدایت پاؤ	و۔ اور	من قوم۔ قوم
موسی۔ موسی سے	امۃ۔ ایک امت تھی	یھتدون۔ جو ہدایت کرتی تھی	
بالحق۔ حق کی	و۔ اور	بہ۔ اسی کے ساتھ	یعدلون۔ انصاف کرتے
و۔ اور	قطعنہم۔ ہم نے تقسیم کیا ان کو		اثنتی عشرۃ۔ بارہ
اسباطا۔ قبیلوں میں	امما۔ جماعتیں	و۔ اور	اوحینا۔ وحی کی ہم نے
الی۔ طرف	موسی۔ موسیٰ کی	اذ۔ جب	استسقہ۔ پانی مانگا اس سے

قومہ۔اسکی قوم نے ان۔یہ کہ اضرب۔مار بعصاک۔عصا
لہ۔اپنا الحجر۔پتھر پہ فانبجست۔تو پھوٹے منہ۔اس سے
اثنتا عشرۃ۔بارہ عینا۔چشمے قد۔بیشک علم۔جان لیا
کل۔ہر اناس۔آدمی نے مشربہم۔اپنا گھاٹ و۔اور
ظللنا۔سایہ کیا ہم نے علیہم۔ان پر الغمام۔بادلوں کا و۔اور
انزلنا۔اتارا ہم نے علیہم۔ان پر للمن۔من و۔اور
السلوی۔سلوی کلوا۔کھاؤ من طیبات۔پاکیزہ چیزیں
ما۔جو رزقنا۔رزق دیا ہمنے کم۔تم کو و۔اور
ما۔نہ ظلمو۔ظلم کیا انہوں نے نا۔ہم پر و۔اور
لکن۔لیکن کانوا۔وہ تھے انفسہم۔اپنی جانوں پر یظلمون۔ظلم کرتے
و۔اور اذ۔جب قیل۔کہا گیا لہم۔انکو
اسکنوا۔رہو تم ھذہ۔اس القریۃ۔بستی میں و۔اور
کلوا۔کھاؤ منہا۔اس سے حیث۔جہاں شئتم۔چاہو تم
و۔اور قولوا۔کہو حطۃ۔حطہ و۔اور
ادخلوا۔داخل ہو الباب۔دروازے سے سجدا۔سجدہ کرتے ہوئے نغفر۔ہم بخش دینگے
لکم۔تم کو خطیئتکم۔تمہارے گناہ سنزید۔جلدی زیادہ دینگے ہم
المحسنین۔نیکوں کو فبدل۔تو بدل دیا الذین۔انہوں نے کہ ظلموا۔ظلم کیا
منہم۔ان میں سے قولا۔بات کو غیر۔سوا الذی۔اسکے جو
قیل۔کہی گئی تھی لہم۔ان کو فارسلنا۔تو بھیجا ہم نے علیہم۔ان پر
رجزا۔عذاب من السماء۔آسمان سے بما۔بدلہ کانوا۔اسکا جو تھے
یظلمون۔وہ ظلم کرتے

خلاصہ تفسیر سورۃ اعراف رکوع دہم پ ۹

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ فرما دیجئے اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں

تم سب کی طرف یہ آیت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں حضور کی عموم رسالت کی دلیل ہے یعنی آپ کی رسالت رسالت مطلقہ ہے اور آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہان آپ کی امت ہے گویا آپ انسانوں کے رسول ملائکہ کے رسول جنوں کے رسول ہیں حتیٰ کہ رسولوں کے بھی رسول ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ چیزیں مجھ کو وہ ملی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہ ملیں۔

اول:۔ ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا اور میں ہر سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

دوم:۔ میرے لیے غنائم حلال کیے گئے اور مجھ سے پہلے کسی کو غنیمت کا مال حلال نہیں کیا گیا تھا۔

سوم:۔ میرے لیے زمین پاک اور پاک کرنے والی (یعنی تیمم کے قابل) اور مسجد کی گئی جس کسی کو جہاں بھی نماز کا وقت آوے وہ زمین پر وہیں نماز ادا کر سکتا ہے۔

چہارم۔ میرا رعب دشمن پر ایک ماہ کی مسافت پر ڈالا گیا۔ اور میری مدد فرمائی گئی۔

پنجم مجھے تاج شفاعت عطا ہوا۔

مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

وہ اللہ جس کی بادشاہی آسمانوں اور زمین میں ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں جلانے والا اور مارنے والا تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول غیب کی خبر دینے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

اور موسیٰ کی قوم سے ایک جماعت ہے کہ حق کی راہ بتاتی اور اس سے انصاف کرتی ہے یعنی حق کے ساتھ انصاف کرتی ہے اور بانٹ دیا ہم نے انہیں بارہ گروہ میں جماعتیں اور وحی کی ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس کی قوم نے تیہ میں کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو پھوٹ نکلے اس میں سے بارہ چشمے ہر گروہ کے لیے ایک چشمہ تو ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ جان لیا اور سائبان کیا ہم نے ان پر ابر کا تاکہ میدان تیہ میں دھوپ سے امن میں رہیں اور ان پر اتارا من اور سلویٰ کھاؤ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے پاک چیزیں اور انہوں نے ناشکری کی کہ ہمارا کچھ نہ بگاڑا

مگر اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ انعام فرمائے اور یاد کرو جب انہیں کہا گیا یعنے بنی اسرائیل کو کہ رہو بسو اس بستی میں یعنی بیت المقدس میں اور کھاؤ اس میں سے جو چاہو اور کہو کہ گناہ کا بوجھ اترا۔ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے گناہ بخشدیں گے عنقریب زیادہ دیں گے نیکوں کو۔

تو ان کے ظالموں نے بات بدل دی اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا یعنے انہیں حکم تو یہ تھا کہ حطہ کہتے ہوئے دروازے میں داخل ہوں حطہ عربی محاورہ میں توبہ و استغفار کی جگہ استعمال کرتے ہیں لیکن وہ حطہ کی بجائے بطور تمسخر حنطۃ فی شعرۃ کہتے ہوئے داخل ہوئے یعنے گندم بالوں میں بھرے ہوئے تو ہم نے ان پر عذاب بھیجا آسمان سے ان کے اس ظالمانہ تمسخر کے بدلے میں یعنی عذاب آنے کا سبب ان کا ظلم اور استہزا اور حکم الٰہی کی مخالفت کرنا ہوا۔

با محاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع یازدہم پ ۹

فَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

اور پوچھو ان سے حال اس بستی کا جو کنارے دریا کے تھی جب وہ حد سے بڑھتے ہفتہ میں جب آئیں مچھلیاں ان کے سامنے ہفتہ کے دن تیرتی اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا نہ آتیں اس طرح آزماتے تھے ہم انہیں ان کے فسق کے سبب۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اور جب کہا ایک جماعت نے ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں عذاب دینے والا ہے سخت عذاب بولے معذرت کو تمہارے رب کے حضور اور شاید وہ ڈریں

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝

توجب بھلا بیٹھے وہ جو نصیحت انہیں کی گئی تھی۔ ہم نے نجات دی انہیں جو روکتے تھے برائی سے اور ماخوذ کیا ہم نے انہیں جو ظالم تھے برے عذاب میں بدلہ ان کی نافرمانی کا۔ توجب سرکشی کی انہوں نے جس سے منع کیا گیا ہم نے فرمایا انہیں ہوجاؤ بندر نقصان و خسران میں۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور جب حکم دیا تمہارے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہوں گا ان پر قیامت تک انہیں جو ان کو سخت ماریں برے عذاب کی بے شک تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ؗ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور متفرق کردیا ہم نے انہیں زمین میں جماعت جماعت ان میں کچھ نیک ہیں اور ان میں سے کچھ گرے ہوئے ان سے اور آزمایا ہم نے انہیں بھلائیوں سے اور برائیوں سے تاکہ وہ رجوع کریں۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

توان کی جگہ ان کے بعد وہ نا اہل آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے اور اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے عنقریب ہماری بخشش ہوگی اور اگر آجائے ان کے پاس ویسا ہی مال تو لے لیں کیا نہ لیا گیا ان پر کتاب میں عہد کہ نہ کہیں اللہ پر مگر سچ اور انہوں نے اسے پڑھا جو اس میں تھا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو پرہیزگار ہیں تو کیا وہ عقل

وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ط اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝

نہیں رکھتے۔

اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اجر نیکوں کا۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَہُمْ کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّہٗ وَاقِعٌۢ بِہِمْ ج خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ وَّاذْکُرُوْا مَا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور جب ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ گویا کہ وہ سائبان ہے اور وہ گمان کرتے تھے کہ ان پر گرنے والا ہے لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے اور یاد کرو جو اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار رہو۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع یازدہم پ ۹

و۔اور	اسئلہم۔پوچھ ان سے	عن القریۃ۔اس	التی۔بستی کا
کانت۔جو تھی	حاضرۃ۔کنارے	البحر۔سمندر کے	اذ۔جب
یعدون۔زیادتی کرتے	فی۔بیچ	السبت۔ہفتہ کے	اذ۔جب
تاتیہم۔آتیں انکے پاس	حیتانہم۔انکی مچھلیاں	یوم۔دن	سبتہم۔انکے ہفتے کے
شرعا۔ظاہر ہوکر	و۔اور	یوم۔جس دن	لا۔نہ
یسبتون۔ہفتہ کرتے	لا۔نہ	تاتیہم۔آتی انکے پاس	کذلک۔اسی طرح
نبلو۔آزماتے تھے ہم	ہم۔ان کو	بما۔بدلے سکے	کانوا۔جو تھے
یفسقون۔بدکاری کرتے	و۔اور	اذ۔جب	قالت۔کہا
امۃ۔ایک جماعت نے	منہم۔ان میں سے	لِمَ۔کیوں	تعظون۔نصیحت کرتے ہو
قوما۔اس قوم کو کہ	اللہ۔اللہ	مہلکہم۔ہلاک کرنے والا ہے انکو	
او۔یا	معذبہم۔عذاب کرنیوالا ہے ان کو		عذابا۔عذاب
شدیدا۔سخت	قالوا۔بولے	معذرۃ۔عذر کے لیے	الی۔طرف
ربکم۔تمہارے رب کی	و۔اور	لعلہم۔شاید وہ بھی	یتقون۔ڈریں

فلما۔ پھر جب ۔ نسوا۔ بھول گئے ۔ ما جو ۔ ذکروا۔ نصیحت دیے
گئے تھے ۔ بہ۔ اسکی ۔ انجینا۔ تو نجات دی ہم نے ۔ الذین۔ ان کو جو
ینھون۔ روکتے تھے ۔ عن السوء۔ برائی سے ۔ و۔ اور ۔ اخذنا۔ پکڑا ہم نے
الذین۔ ان کو ۔ ظلموا۔ جو ظالم تھے ۔ بعذاب۔ عذاب ۔ بئیس۔ برے ہیں
بما۔ بدلے اسکے جو ۔ کانوا۔ تھے ۔ یفسقون۔ بدکاری کرتے
فلما۔ پھر جب ۔ عتوا۔ سرکشی کی ۔ عما۔ اس سے کہ ۔ نھوا۔ روکے گئے تھے
عنہ۔ اس سے ۔ قلنا۔ تو ہم نے کہا ۔ لھم۔ ان کو ۔ کونوا۔ ہو جاؤ
قردۃ۔ بندر ۔ خاسئین۔ ذلیل ۔ و۔ اور ۔ اذ۔ جب
تاذن۔ اعلان کیا ۔ ربک۔ تیرے رب نے کہ لیبعثن۔ ضرور بھیجے گا ۔ علیھم۔ ان پر
الی طرف ۔ یوم۔ دن ۔ القیمۃ۔ قیامت کی ۔ من۔ جو
یسومھم۔ پہنچائے گا ان کو ۔ سوء۔ برے ۔ العذاب۔ عذاب
ان۔ بیشک ۔ ربک۔ تیرا رب ۔ لسریع۔ جلدی ۔ العقاب۔ سزا دینے والا ہے
و۔ اور ۔ انہ۔ بیشک وہ ۔ لغفور۔ بخشنے والا ۔ رحیم۔ مہربان ہے
و۔ اور ۔ قطعنھم۔ بانٹ دیا ہم نے ان کو ۔ فی۔ بیچ
الارض۔ زمین کے ۔ امما۔ ٹکڑے کرکے ۔ منھم۔ بعض ان سے ۔ الصالحون۔ نیک ہیں
و۔ اور ۔ منھم۔ بعض ان سے ۔ دون۔ سوا ۔ ذلک۔ اس کے ہیں
و۔ اور ۔ بلونھم۔ آزمایا ہم نے انکو ۔ بالحسنات۔ نیکی ۔ و۔ اور
السیئات۔ برائی سے ۔ لعلھم۔ تاکہ وہ ۔ یرجعون۔ لوٹیں ۔ فخلف۔ تو پیچھے آئے
من بعد۔ بعد ۔ ھم۔ ان کے ۔ خلف۔ جو وارث ہوئے ۔ الکتاب۔ کتاب کے
یاخذون۔ لیتے ۔ عرض۔ سامان ۔ ھذا۔ اس ۔ الادنیٰ۔ دنیا کا
و۔ اور ۔ یقولون۔ کہتے ۔ سیغفر۔ جلدی بخشا جائے گا
لنا۔ ہم کو ۔ و۔ اور ۔ ان۔ اگر ۔ یاتھم۔ آتا انکے پاس
عرض۔ سامان ۔ مثلہ۔ مثل اسکی ۔ یاخذوہ۔ لیتے اسکو ۔ ا۔ کیا
لم۔ نہ ۔ یؤخذ۔ لیا گیا ۔ علیھم۔ ان پر ۔ میثاق۔ عہد
الکتب۔ کتاب کا ۔ ان۔ یہ کہ ۔ لا۔ نہ ۔ یقولوا۔ کہیں

علی - اوپر	اللہ - اللہ کے	الا - مگر	الحق - حق
و - اور	درسوا - پڑھا انہوں نے ما جو		فیہ - اس میں تھا
و - اور	الدار - گھر	الاخرۃ - آخرت کا	خیر - بہتر ہے
للذین - ان کے لیے جو	یتقون - پرہیزگار ہیں	ا - کیا	فلا - پھر نہیں
تعقلون سمجھتے	و - اور	الذین - وہ جو	یمسکون - تھامتے ہیں
بالکتاب - کتاب کو	و - اور	اقاموا - قائم کرتے ہیں	الصلوۃ - نماز کو
انا - بیشک ہم	لا - نہیں	نضیع - ضائع کرتے	اجر - اجر
المصلحین - نیکوں کا	و - اور	اذ - جب	نتقنا - اٹھایا ہم نے
الجبل - پہاڑ	فوقہم - ان کے اوپر	کانہ - گویا کہ وہ	ظلۃ - سائبان ہے
و - اور	ظنوا - خیال کیا انہوں نے کہ		انہ - بیشک وہ
واقع - گرنے والا ہے	بہم - ان پر	خذوا - پکڑو	ما - جو
آتینکم - دیا ہم نے تم کو	بقوۃ - قوت سے	و - اور	اذکروا - یاد کرو
ما جو	فیہ - اس میں ہے	لعلکم - تاکہ تم	تتقون - پرہیزگار بنو

خلاصہ تفسیر اردو سورۃ اعراف رکوع یازدہم پ ۹

اور پوچھئے ان سے اس بستی کا حال جو دریا کے کنارے تھی یہ خطاب حضور صلے اللہ علیہ و سلم سے ہے کہ آپ اپنے قریب کے رہنے والے یہود سے اس بستی کا حال دریافت فرمائیں اس سوال سے مقصود یہ تھا کہ کفار مکہ پر ظاہر فرما دیا جائے کہ ان یہودیوں کا قدیمی دستور ہے کہ ہر نبی کا انکار کریں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے اور حضور کے معجزات سے انکار کرنا ان کی پرانی خصلت وعادت کے ماتحت ہے یہ ان کی کوئی نئی بات نہیں یہ حضور سے قبل کے نبیوں سے بھی کفر کرتے رہے۔

اس کے بعد ان کے اسلاف کا حال ظاہر فرمایا جو حکم الٰہی کی مخالفت کی وجہ سے بندر دل اور سوروں کی صورت میں مسخ کیے گئے۔

عن القریہ میں جس بستی کا ذکر ہے اس بستی کی تعیین میں مفسرین کے پانچ اقوال ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ بستی مصر اور مدینہ کے درمیان تھی۔
ایک قول یہ ہے کہ وہ بستی مدین اور طور کے مابین تھی۔
علامہ زہری کی تحقیق میں وہ بستی طبریہ شام میں تھی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ ہے کہ وہ بستی مدین تھی۔
بعض مفسرین نے کہا وہ بستی ایلہ ہے۔

بہرحال بستی ہونے اور ان کے مسخ ہونے سے کوئی انکاری نہیں ہے۔ مصر و مدینہ کے مابین تھی یا مدین و طور کے درمیان۔ طبریہ شام تھی یا ایلہ۔ بہرصورت تھی اور ضرور تھی۔ آگے ارشاد ہے۔ جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھے یعنی باوجود ممانعت کے ہفتے کے روز مچھلیوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ مفسرین نے فرمایا اس بستی میں تین قسم کے لوگ تین خیالوں پر منقسم ہو گئے۔

ایک تہائی جماعت تو ایسے لوگوں کی ہو گئی جو لالچ میں نہ آئے اور حکم کی اتباع میں شکار سے باز رہے اور شکار کرنے والوں کو منع کرتے رہے۔

دوسرا گروہ ایسا تھا کہ شکار کنندہ جماعت سے بیزار ہو کر علیحدہ ہو گیا اور منع کرنے والوں کو کہتا کہ ایسی قوم کو نصیحت بے کار ہے جو ہلاک ہونے والی ہے۔

تیسرا گروہ خطاکاروں کا تھا جو حکم الٰہی کے خلاف ہفتے کے روز ہی شکار کر کے مچھلیاں لاتا اور خود کھاتا اور فروخت کرتا۔

آخر کار ان لوگوں نے جو انہیں منع کرتے تھے جب دیکھا کہ یہ باز نہیں آتے تو انہوں نے بستی تقسیم کر کے بیچ میں ایک دیوار کھینچ لی اور اپنا دروازہ علیحدہ نکال لیا جس سے وہ آتے جاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی ان خطاکاروں پر لعنت کی۔

ایک روز متبعین نے دیکھا کہ خطاکاروں میں سے کوئی باہر نہیں نکلا خیال کیا کہ شاید شراب کے نشہ میں مدہوش پڑے رہ گئے ہیں۔ انہیں دیکھنے کے لیے دیوار پر چڑھے تو دیکھا اس بستی میں بندر ہی بندر ہیں۔ آخر یہ انہیں دیکھنے لگے تو یہ سب ان کے رشتہ دار ہی تھے مگر یہ تو انہیں نہ پہچان سکے اور وہ مسخ شدہ اپنے رشتہ والوں کو پہچانتے تھے وہ متبعین کے پاس آ کر ان کے کپڑے سونگھتے۔ انہوں نے ان سے کہا کیا ہم تمہیں منع نہ کرتے تھے وہ سر ہلا کے اقرار کرتے آخر وہ سب ہلاک ہو

گئے اور تبعین سلامت رہے۔

چنانچہ ارشاد ہے جب ہفتے کے دن آتیں ان کی مچھلیاں تیرتی ہوئی اور جو دن ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں۔ اسی طرح آزمانے تھے ہم انہیں ان کے فسق کو۔ اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو جسے اللہ ہلاک کرنے والا ہے۔ یا عذاب دینے والا سخت عذاب بولے معذرت تمہارے رب کے حضور ہے تاکہ ہم پر نہی عن المنکر ترک کرنے کا الزام نہ رہے اور شاید کہ وہ متقی ہو جائیں اور نصیحت سے فائدہ اٹھائیں۔

تو جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی ہم نے بچا لیے وہ لوگ جو برائی سے منع کیا کرتے تھے اور پکڑ لیا ہم نے ظالموں کو برے عذاب میں ان کے فسق کا بدلہ تو جب انہوں نے سرکشی کی اس حکم سے جس سے ممانعت کی گئی تھی فرمایا ہم نے انہیں ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ چنانچہ وہ لوگ بندروں کی شکل میں مسخ ہو گئے اور تین دن اسی حال میں رہ کر ہلاک ہو گئے آگے ارشاد ہے۔

اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور قیامت تک ان پر ایسے لوگ بھیجتا رہونگا جو برے عذاب میں مبتلا کریں یعنے یہود کے لیے دردناک عذاب دینے والے مسلط کئے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا بخت نصر بابلی نے انہیں انتہائی عذاب میں رکھا پھر سنجاریب اور شاہان روم نے انہیں بدترین ذلت میں رکھا اور قیامت تک ان پر جزیہ واجب اور ذلت لازم ہو گئی۔

بیشک تیرا رب ضرور عذاب دینے والا ہے انہیں جو کفر پر ہیں اور اس سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ قائم علی الکفر کے لیے عذاب مستمر ہوگا دنیا و آخرت میں اور بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ان پر جو مطیع احکام ہوں اور ایمان لائیں اور انہیں ہم نے علیحدہ علیحدہ جماعت میں متفرق کر دیا ان میں ایک گروہ نیک ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لا کر اس کے دین پر قائم رہا اور ایک گروہ ان سے اور طرح کا ہے جو نافرمان اور کافر ہے۔

اور ہم نے آزمایا انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے تاکہ کہیں وہ رجوع کریں یہاں بھلائیوں سے مراد نعمت و راحت ہے اور برائیوں سے شدت و تکلیف تو ان کی جگہ ان کے بعد وہ ناخلف آئے کہ کتاب کے وارث ہوئے یعنی توراۃ انہیں ان کے اسلاف سے ملی اور وہ اس کے اوامر و نواہی اور تحلیل و تحریم وغیرہ احکام پر مطلع ہوئے صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ یہ لوگ وہ

ہیں جو عہد رسالت میں تھے اور یہودیت کی وجہ میں اسلام کے خلاف چلتے تھے۔ انکا حال بتایا جاتا ہے کہ وہ لیتے ہیں دنیا کا مال یعنی بطور رشوت لے کر احکام میں تبدیلی اور کلام الٰہی میں تغییر و تحریف گوارہ کرتے ہیں باآنکہ وہ جانتے بھی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام لیکن عرض دنیا کے لالچ میں اس گناہ عظیم پر مصر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں عنقریب ہماری بخشش ہو جائے گی اور جو گناہ ہم نے کیا ہے اس کا مواخذہ نہ ہوگا اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آجائے تو پھر بھی لے لیں اور گناہ پر گناہ کرتے جائیں۔

علامہ سدی فرماتے ہیں کہ سارے بنی اسرائیل میں کوئی قاضی بھی ایسا نہ تھا جو رشوت خور نہ ہو اور اگر انہیں ملامت کی جاتی کہ یہ کام اچھا نہیں ہے تو کہہ دیتے یہ گناہ ہمیں معاف ہو جائے گا۔ اور اگر یہ ملامت کرنے والوں کی جگہ ہوتا تو یہ خود بھی اسی طرح رشوت خوری کرتا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

کیا ان پر نہ لیا گیا عہد کتاب کا کہ نہ کہیں گے اللہ کی طرف سے مگر حق اور انہوں نے اسے پڑھا جو اس میں تھا لیکن باوجود اس کے انہوں نے خلاف کیا توراۃ میں گناہ پر اصرار کرنے والے کے لیے مغفرت کا وعدہ نہ تھا مگر وہ یہی افترا کرتے رہے کہ ہم پر مواخذہ نہ ہوگا اور گناہ میں حد سے بڑھے اور توبہ نہ کی اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کے عذاب سے خائف ہو کر رشوت ستانی اور حرام خوری سے اجتناب کریں اور حرام سے بچیں۔ اللہ کی فرمانبرداری کریں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں یعنے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں اس میں اپنی خواہشات کے مطابق تغیر تبدل نہیں کرتے اور نماز قائم رکھتے ہیں ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اس کا شان نزول اہل کتاب میں سے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ ایسے اصحاب کے حق میں ہے جنہوں نے توراۃ پر ایمان لاکر اس کا اتباع کیا اور تحریف نہ کی اس کے مضامین کو نہ چھپایا حضور پر ایمان لائے (خازن و مدارک)

اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ ان پر گویا کہ وہ سائبان ہے اور وہ سمجھے کہ ان پر وہ پہاڑ گر پڑے گا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل پر احکام توریت شاق گزرے اور انہوں نے اس کے قبول کرنے میں لیت و لعل کی تو حضرت جبریل نے بحکم الٰہی ایک بڑا پہاڑ جس کا عرض و طول ایک فرسنگ تھا جس کے نیچے بنی اسرائیل کا لشکر آ گیا ان پر سائبان کی طرح ان کے سروں کے قریب کر دیا۔

اوران سے کہا گیا کہ احکام توریت قبول کرو ورنہ تم پر یہ پہاڑ گرا دیا جائے گا ان کو جب پہاڑ اپنے سروں پر نظر آیا تو سب کے سب سجدے میں گر پڑے مگر اس طرح کہ بایاں رخسارہ اور ابرو تو سجدہ میں رکھا اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں یہ گر ہی نہ پڑے چنانچہ آج تک یہود کے سجدہ کی یہی شان ہے پھر ارشاد ہوا لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے یعنی حزم وعزم و استقلال سے اور یاد کرو جو اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع دوازدہم پ ۹

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝

اور یاد فرمائیے اے محبوب جب لی تمہارے رب نے بنی آدم سے اس کی پشت سے ان کی نسل اور انہیں گواہ کیا ان پر کیا میں تمہارا رب نہیں بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں کہہ دیں بروز قیامت کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

یا کہہ دیں شرک تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کیا اور ہم تو ان کے بعد کی ذریت ہیں تو کیا تو ہمیں ہلاک کرے گا اس پر جو اہل باطل کر گئے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور ایسے ہی ہم تفصیل سے آئتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ رجوع کریں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

اور آپ سنائیں انہیں خبر ان کی جنہیں دیں ہم نے اپنی آئتیں تو ان سے نکل گئے صاف اور شیطان ان کے پیچھے لگا تو ہو گئے وہ گمراہوں میں سے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ

اور اگر ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے

أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

اٹھا لیتے لیکن وہ تو زمین میں جا کر اگیا اور پیرو ہوا اپنی خواہش کا تو اس کی مثال کتے کی سی ہے اگر اس پر بوجھ ڈالو ہانپے یا چھوڑ دو تو زبان نکال کر ہانپے یہ مثال ہے اس قوم کی جو جھٹلاتی ہے ہماری آیتیں تو تم انہیں قصہ گزشتہ سناؤ شاید وہ فکر کریں۔

سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝

بہت بری ہے مثال اس قوم کی جس نے جھٹلائیں ہماری آیتیں اور وہ اپنی جانوں کا نقصان کرتے تھے۔

مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

جسے اللہ ہدایت دے تو وہی راہ پر ہے۔
اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝

اور بے شک پیدا کیے ہم نے جہنم کے لیے جنوں سے بہت سے اور آدمیوں سے ان کے دل ہیں مگر بے سمجھ اور ان کی آنکھیں ہیں مگر نہ دیکھنے والی اور ان کے کان ہیں نہ سننے والے یہ ہیں مثل چوپایوں کے بلکہ ان سے بھی گمراہ یہی ہیں غفلت والے۔

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور اللہ کے لیے ہیں اچھے نام تو اسے پکارو ان ناموں سے اور انہیں چھوڑ دو جو الحاد کرتے ہیں اس کے ناموں سے انہیں بدلہ ملے گا ان کے کیے کا۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝

اور ہمارے پیدا کیے ہوئے میں ایک گروہ وہ ہے جو حق بتاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی انصاف کرتا ہے۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع دوازدہم پ ۹

و ۔ اور	اذ ۔ جب	اخذ ۔ پکڑا	ربك ۔ تیرے رب نے
من بنی ۔ بنی	ادم ۔ آدم سے	من ظھور ۔ پیٹھوں	ھم ۔ انکی سے
ذریتھم ۔ انکی اولاد کو	و ۔ اور	اشھد ۔ گواہ بنایا	ھم ۔ ان کو
علی ۔ اوپر	انفسھم ۔ انکی جانوں کے ا ۔ کیا		لست ۔ نہیں ہیں
بربکم ۔ تمہارا رب	قالوا ۔ بولے	بلی ۔ کیوں نہیں	شھدنا ۔ ہم گواہ ہیں
ان ۔ یہ کہ	تقولوا ۔ کہو	یوم ۔ دن	القیمۃ ۔ قیامت کے
انا ۔ بیشک	کنا ۔ ہم تھے	عن ھذا ۔ اس سے	غفلین ۔ بے خبر
او ۔ یا	تقولوا ۔ کہو	انما ۔ سوائے اسکے نہیں	اشرك ۔ شرک کیا
اباؤنا ۔ ہمارے باپ دادا نے		من قبل ۔ پہلے	و ۔ اور
کنا ۔ تھے ہم	ذریۃ ۔ اولاد	من بعد ۔ بعد	ھم ۔ ان کے
ا ۔ کیا	فتھلکنا ۔ ہلاک کرتا ہے تو ہمکو	بما ۔ بدلے اسکے جو	فعل ۔ کیا
المبطلون ۔ اہل باطل نے	و ۔ اور	کذلك ۔ اسی طرح	نفصل ۔ کھولتے ہیں ہم
الایت ۔ آیتیں	و ۔ اور	لعلھم ۔ تاکہ وہ	یرجعون ۔ رجوع کریں
و ۔ اور	اتل ۔ پڑھو	علیھم ۔ ان پر	نبأ ۔ خبر
الذی ۔ اسکی کہ	اتینہ ۔ دیں ہم نے اسکو	ایتنا ۔ اپنی آیتیں	فانسلخ ۔ تو نکل گیا
منھا ۔ اس سے	فاتبعہ ۔ تو پیچھے لگا اسکے	الشیطن ۔ شیطان	فکان ۔ تو ہو گیا
من الغوین ۔ گمراہوں سے	و ۔ اور	لو ۔ اگر	شئنا ۔ ہم چاہتے
لرفعنہ ۔ تو بلند کرتے اس کو		بھا ۔ اس سے	و ۔ اور
لکنہ ۔ لیکن وہ	اخلد ۔ جھک گیا	الی ۔ طرف	الارض ۔ زمین کی
و ۔ اور	اتبع ۔ پیچھے لگا	ھوا ۔ خواہش	ہ ۔ اپنی کے
فمثلہ ۔ تو اسکی مثال	کمثل ۔ جیسے	الکلب ۔ کتا ہے	ان ۔ اگر
تحمل ۔ تو بوجھ رکھے	علیہ ۔ اس پر	یلھث ۔ ہانپتا ہے	او ۔ یا

تترکہ چھوڑے اسکو   یلہث ہانپتا ہے   ذلک ۔ یہ   مثل مثال ہے
القوم ۔ اس قوم کی   الذین جنہوں نے   کذبوا جھٹلایا   بایتنا ۔ ہماری آیتوں کو
فاقصص ۔ تو بیان کر   القصص ۔ واقعہ   لعلہم ۔ تاکہ وہ   یتفکرون ۔ سوچیں
ساء ۔ بری   مثل ۔ مثال ہے   القوم ۔ اس قوم کی   الذین جنہوں نے کہ
جھٹلا   کذبوا ۔ دیا   بایتنا ۔ ہماری آیتوں کو   و ۔ اور
انفسہم ۔ اپنی جانوں پہ   کانوا وہ تھے   یظلمون ظلم کرتے   من جسے
یہدی ۔ ہدایت دے   اللہ ۔ اللہ   فہو ۔ وہی ہے   المہتدی ۔ ہدایت پانیوالا
و ۔ اور   من جسے   یضلل ۔ گمراہ کرے   فاولئک ۔ تو وہ
ھم ۔ ہی   الخسرون خسارہ پانے والے ہیں   و ۔ اور
لقد ۔ بیشک   ذرا ۔ پیدا کیے   نا ۔ ہم نے   لجہنم ۔ جہنم کے لیے
کثیرا ۔ بہت سے   من الجن جن   و ۔ اور   الانس ۔ انسان
لہم ۔ ان کے   قلوب ۔ دل ہیں کہ   لا ۔ نہیں   یفقہون سمجھتے
بہا ۔ ان سے   و ۔ اور   لہم ۔ ان کے   اذان ۔ کان ہیں
لا نہیں   یسمعون ۔ سنتے   بہا ۔ ان سے   اولئک ۔ یہ لوگ
کالانعام ۔ جانوروں کی طرح ہیں   بل ۔ بلکہ   ہم ۔ وہ
اضل ۔ زیادہ گمراہ ہیں   اولئک ۔ یہی   ہم ۔ وہ ہیں   الغفلون ۔ غافل
و ۔ اور   للہ ۔ اللہ کے   الاسماء ۔ نام ہیں   الحسنی ۔ اچھے
فادعوہ سو پکارو   ہ ۔ اسکو   بہا ۔ ان سے   و ۔ اور
ذروا ۔ چھوڑو   الذین ۔ ان کو   یلحدون جو کجرو ہیں   فی ۔ بیچ
اسمائہ ۔ اسکے ناموں کے   سیجزون ۔ جلدی بدلہ دیے جائیں گے   ما ۔ جو
کانوا ۔ تھے وہ   یعملون ۔ عمل کرتے   و ۔ اور   ممن ۔ ان سے
خلقنا ۔ جو پیدا کیے ہم نے   امۃ ۔ ایک امت ہے   یہدون ۔ جو ہدایت دیتے ہیں
بالحق ۔ حق کی   و ۔ اور   بہ ۔ اسی سے   یعدلون ۔ وہ انصاف
کرتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو

اور یاد فرمائیے اے محبوب جب آپ کے رب نے لی بنی آدم سے اس کی پشت سے ان کی نسل اور انہیں ان کی جانوں پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں۔ آیات و حدیث پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذریت نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کے لیے ربوبیت و وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر عقل عطا کی پھر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب کی۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت تخلیق فرما کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا اور دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں سب کہنے لگے بے شک تو ہمارا رب ہے ہم گواہ ہوئے اپنی جانوں پر اور ہم نے تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا اور یہ گواہ کرنا اس لیے ہے کہ کہیں بروز قیامت کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہمیں خبر نہ ہوئی اور ہمیں تنبیہ نہیں کی گئی یا کہہ دو کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کی اولاد ان کے بعد میں ہم نے جیسا انہیں کرتے دیکھا ان کی پیروی میں ویسا ہی ہم بھی کرتے رہے تو کیا ہمیں ہلاک فرمائے گا ان کے بدلے جو اہل باطل کر گئے۔

تو اس شہادت سے اتمام حجت ہو گیا اور آئندہ اس عذر کا موقع بھی نہ رہا اس لیے کہ وہ خود عہد کر چکے ہیں پھر ان کے پاس رسول بھی آئے اور انہوں نے مواعید یوم الست یاد دلا دیئے اور توحید پر دلائل قائم کیے اور ایسے ہی ہم تفصیل سے اپنی آئتیں بیان کرتے ہیں تاکہ بندے تدبر و فکر کریں اور ایمان قبول کرنے کی طرف مائل ہوں اور تاکہ وہ پلٹ کر آجائیں اور کفر و شرک ترک کر کے ایمان قبول کریں اور انبیاء کے معجزات کے ساتھ اپنے عہد و میثاق یاد کریں اور حکم کے مطابق عمل کریں۔

اور انہیں ان کا حال سنائیں جنہیں ہم نے اپنی آئتیں دیں۔ اس سے مراد بلعم باعور کے لوگ ہیں جن کا واقعہ مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم جبارین سے جنگ کا قصد فرمایا سرزمین شام میں تشریف لائے تو بلعم باعور کی قوم نے کہا کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام تیز مزاج ہیں اور ان کے ساتھ اور کافی لشکر ہے وہ ہمیں ہماری بستی سے نکالیں گے۔
مقابلہ میں وہ ہمیں قتل کریں گے اور ہماری جگہ بنی اسرائیل کو آباد ہونے کے لیے اجازت دیں گے
تمہارے پاس اسم اعظم ہے اور تم مستجاب الدعوات ہو اور نکلوا دو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو
کہ انہیں یہاں سے ہٹا دے۔

بلعم باعور نے کہا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تم مجھ سے اس کے خلاف دعا کراتے
ہو جو اللہ کا نبی ہے ان کے ساتھ ملائکہ ہیں اور یہ جتنے آدمی ہیں تمام ایمان والے ہیں میں کسطرح
ان کے برخلاف بد دعا کی جرأت کر سکتا ہوں میں انہیں جانتا ہوں اور جو رتبہ ان کا بارگاہ حق میں
ہے اسے پہچانتا ہوں اگر میں جان بوجھ کر ایسا کروں تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں
گی لیکن قوم نہ مانی اور اس امر پر مصر ہوئی کہ جو انہوں نے درخواست کی ہے وہ بہرصورت اور
بہرحال پوری کی جائے۔

بلعم باعور نے کہا اچھا میں اپنے رب سے اس سے مرضی معلوم کر لوں چنانچہ بلعم باعور
کو خواب میں ممانعت کی گئی۔ پھر اس نے سوال کیا تو صاف حکم مل گیا۔ کہ موسیٰ اور اس کے لشکریوں
کے برخلاف بد دعا نہ کرنا انہوں نے قوم سے کہہ دیا کہ مجھے ممانعت کی گئی ہے۔

تو قوم نے بلعم باعور کو نذرانے اور تحفے پیش کر کے بد دعا پر اصرار کیا اس نے کہا اچھا میں
پھر دریافت کرتا ہوں اس دفعہ سوال کا جواب نہ ملا اس نے قوم سے کہا اس دفعہ کو مجھے جواب
ہی نہیں ملا۔ قوم نے کہا اگر اللہ کو منظور نہ ہوتا تو اس دفعہ بھی جواب نفی میں ملتا لیکن ہمارے الحاح
وزاری کی وجہ سے سکوت رہا ہے۔ اس فتنہ میں بلعم باعور مبتلا ہو گیا اور پہاڑ پر چڑھا کہ موسیٰ علیہ السلام
اور انکی قوم کے لیے بد دعا کرنی چاہی اللہ تعالیٰ نے اسکی زبان پر بد دعا میں اسکی قوم کا نام جاری
کر دیا اور دعائے خیر کے موقعہ پر موسیٰ اور بنی اسرائیل کا نام جاری کر دیا۔

قوم نے یہ سنکر پکارنا شروع کر دیا اور کہا بلعم یہ کیا کر رہے ہو بنی اسرائیل کے لیے دعا اور ہمارے
لیے بد دعا بلعم کہنے لگا یہ میرے قبضہ کی بات نہیں تھی کہ بلعم باعور کی زبان باہر نکل آئی بلعم کہنے لگا تم لوگوں
نے میری دنیا و آخرت برباد کر دی آگے ارشاد ہے۔

تو وہ ان سے صاف نکل گیا یعنی وہ قوم سے الگ ہو گیا اور ان کا اتباع نہ کیا تو شیطان اس کے
پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے بلند کرتے اور ابرار کی منزل میں
اسے پہنچاتے مگر وہ تو زمین میں پکڑا گیا یعنی دنیا پر مفتون ہو گیا اور اپنی خواہش کی پیروی میں ہو گیا

تواس کا حال مثل کتے کے ہے اگر اس پر بوجھ رکھو تو ہانپے اور زبان نکالے اور چھوڑ دے تو ہانپے اور زبان نکالے یہ مثال اس کتے کے ساتھ ہے جو دنیا کی حرص رکھتا ہے گویا یوں فرمایا کہ کتے دنیا کے وہ میں کہ انہیں نصیحت کرو تو بے کار اور ترکرو تو کتا کتا ہی ہے اس کی طبیعت بدل نہیں سکتی یہ حال ان کا ہے جو ہماری آیتیں جھٹلائیں تو آپ انہیں نصیحت سنائیے جائیں شاید وہ غور و فکر کریں کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور وہ اپنی جانوں کا برا کرتے ہیں جسے اللہ ہدایت کرے وہ ہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کردے تو وہ نقصان و خسران میں ہے اور بے شک ہم نے پیدا کیے جہنم کے لیے بہت جن اور آدمی یعنی وہ کفار جو آیات اللہ سے منکر ہیں اور ان کا کافر ہونا علم الٰہی میں ہے اور ایسے ہی جن جو اسلام کو قبول نہیں کرتے۔

وہ ایسے دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں یعنی قبول حق کی طرف ان کا دل نہیں جھکتا اس وجہ میں وہ ہدایت سے محروم ہیں اور ان کے پاس ایسی آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور راہ حق و ہدایت انہیں نظر نہیں آتا اور ان کے ایسے کان ہیں جن سے سنتے نہیں یعنی وعظ و نصیحت کو بگوش قبول سنتے ہی نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بے سمجھ وہی غفلت میں ہیں۔

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ

انسان دل آنکھ کان سے مدارک علمیہ کا ادراک کرتا ہے لیکن وہ لوگ ہیں کہ دل بھی رکھتے ہیں اور آنکھ کان بھی لیکن ان کے ذریعہ معارف ربانیہ کا ادراک نہیں رکھتے کھانے پینے اور مزو فاسد کا امتیاز کرنے اور امور دنیوی بہت تیز ہیں لیکن یہ تو حیوانات میں بھی صفت موجود ہے وہ بھی اپنے حواس سے اپنی سود و بہبود دنیوی کا امتیاز رکھتے ہیں اگر یہی انسان کے لیے کافی ہے تو پھر اس میں اور حیوانات میں کیا فرق ہوا۔ تو وجہ فضیلت مابین البہائم الانسان میں یہی ہے کہ وہ مدارک علمیہ اور معارف ربانیہ کا امتیاز کرتا ہے عموماً دیکھا گیا ہے کہ انسان اپنے نفع و ضرر کا اختیار و امتیاز رکھتا ہے حیوانات بھی نفع کی طرف بڑھتے اور ضرر سے بچتے ہیں تو کافر جو جہنم کی راہ قبول کر رہا ہے حیوانات سے بھی بدتر ہوا۔

انسان روحانی، شہوانی، سمادی، ارضی ہے جب اس کی روح شہوات پر غالب آجاتی ہے تو یہ ملائکہ پر فائق ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غالب آجاتے ہیں تو زمین کے بہائم سے بھی بدتر ہو جاتا ہے آگے ارشاد ہے۔

اور اللہ کے لیے اچھے نام ہیں تو اسے انہی ناموں سے پکارو اور وہ چھوڑ دو جو اس کے ناموں

ہیں الحاد کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں جو ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے جنتی ہو۔ علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ اسماء الٰہیہ کا انحصار صرف ننانوے اسماء میں ہی نہیں بلکہ حدیث میں ننانوے اس لیے بتائے کہ ان کے ذریعہ انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ ابوجہل نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضور کا دعوی تو یہ ہے کہ وہ ایک رب ہے جس کی عبادت کرنے والا مومن ہو جاتا ہے تو اللہ بھی معبود ہے اور رحمن بھی معبود اور دونوں کو مسلمان پکارتے ہیں اس پر یہ حکم ہوا کہ یہ جاہل ہے معبود تو ایک ہی ہے اور اس کے نام بہت ہیں۔

لہٰذا اس کے ناموں میں حق و استقامت کے ساتھ قائم رہو مشرکین کی طرح نہ بنو کہ انہوں نے

اللہ کو بگاڑ کر لات نام رکھ کے الحاد کیا۔

عزیز کا عزی بگاڑا

منان کو منات کہنے لگے۔

اور نام بگاڑ کر اپنے بتوں کو پکارنے لگے اور حق سے متجاوز ہو کر ملحدین گئے۔

اس سے یہ امر بھی ملتا ہے کہ اسماء الٰہیہ وہ لیے جائیں جو کتاب و سنت میں ملیں۔

اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اپنی طرف سے سخی۔ رفیق کہنا ممنوع ہے۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضار یا مانع یا خالق القردۃ کہنا بھی جائز نہیں۔

بلکہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہنا چاہیے جیسے ضار یا نافع یا خالق الخلق۔

اور یہ امر بھی اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماء میں ایسے نام شامل نہ کیے جائیں جو مشرکین کے یہاں ہیں جیسے رام، پرم آتما وغیرہ جتی سو یہ جل جلالہ پایک سبحن آگے ارشاد ہے۔

اور ہمارے بنائے ہوئے لوگوں میں ایک گروہ ہے جو حق کی ہدایت کرتا اور اسی پر قیام سے قائم ہے۔ یہ گروہ حق پرست علماء اور ہادیان اسلام کا ہے جو ہر زمانہ میں ہے گا ان کا اجماع حجت شرعی ہے اور ایسے لوگوں سے کوئی زمانہ خالی نہ رہے گا۔ حدیث شریف میں

ہے کہ ایک گروہ میری امت کا قیامت تک دین حق پر قائم رہے گا اسے کسی کی عداوت و مخالفت ضرر نہ پہنچا سکے گی۔

بامحاورہ ترجمہ سورۃ اعراف رکوع سیزدہم ۱۳ پ ۹

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور وہ جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں عنقریب ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے (عذاب کی طرف) ایسے کہ انہیں خبر نہ ہوگی۔

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝

اور میں انہیں مہلت دوں گا بے شک میری تدبیر پختہ ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

کیا وہ سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو کچھ واسطہ نہیں جنون سے وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے آسمانوں کی سلطنت میں اور زمین میں اور جو کچھ پیدا کیا اللہ نے اشیاء سے اور یہ کہ شاید آ گیا ہو ان کا وعدہ قریب تو اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہادی نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے کہ سرکشی میں اندھے بنے رہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

آپ سے پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی فرما دیجیے اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے کوئی اسے نہیں کھول سکتا مگر وہی اس کے وقت پر ظاہر کریگا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں نہیں آئے گی تم پر مگر اچانک آپ سے پوچھتے ہیں گویا کہ آپ نے اسے تحقیق کر رکھا

لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

ہے فرما دیجیے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

آپ فرما دیجئے میں مالک نہیں اپنی جان کا بھلے اور برے میں مگر وہی جو اللہ چاہے اور اگر ہوتا میں کہ جان لیا کرتا غیب تو یوں ہوتا کہ میں نے بھلائیاں کثرت سے جمع کر لیں اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں اس قوم کو جو مومن ہے۔

حل لغات سورۂ اعراف رکوع سیزدہم ۱۳ پ ۹

و۔ اور	الذین۔ وہ جنہوں نے	کذبوا۔ جھٹلایا	بایتنا۔ ہماری آیتوں کو
سنستدرجھم۔ جلدی کھینچیں گے ہم انکو		من حیث۔ اس جگہ سے کہ	لا۔ نہ
یعلمون۔ جانیں گے	و۔ اور	املی۔ میں مہلت دونگا	لھم۔ ان کو
ان۔ بیشک	کید۔ تدبیر	ی۔ میری	متین۔ مضبوط ہے
او۔ کیا	لم۔ نہ	یتفکروا۔ سوچا انہوں نے	ما۔ کہ نہیں
بصاحبھم۔ ان کے ساتھی کو		من جنۃ۔ کوئی دیوانگی	ان۔ نہیں
ھو۔ وہ	الا۔ مگر	نذیر۔ ڈرانے والا	مبین۔ ظاہر
او۔ کیا	لم۔ نہ	ینظروا۔ دیکھا انہوں نے	فی۔ بیچ
ملکوت۔ بادشاہی	السموات۔ آسمانوں	و۔ اور	الارض۔ زمین کے
و۔ اور	ما۔ جو	خلق۔ پیدا کیا	اللہ۔ اللہ نے
من۔ کوئی	شیٔ۔ چیز	و۔ اور	ان۔ یہ کہ
عسٰی۔ قریب ہے	ان۔ یہ کہ	یکون۔ ہو	قد۔ بیشک
اقترب۔ قریب آچکی	اجلھم۔ ان کی اجل	فبای۔ تو کونسی	حدیث۔ بات پر

بعد - بعد   ہٗ - اسکے   یومنون - ایمان لائینگے   من - جسے

یضلل - گمراہ کرے   اللہ - اللہ   فلا - تو نہیں   ھادی - کوئی ہدایت

دینے والا   لہ - اسکو   و - اور   یذرھم - چھوڑے گا

ھم - ان کو   فی - بیچ   طغیانھم - انکی سرکشی کے

یعمھون - حیران پھرینگے   یسئلونک - پوچھتے ہیں تجھ سے   عن الساعۃ - قیامت کو

ایان - کہ کب ہے   مرسٰہا - اسکا قائم ہونا   قل - کہہ دیں   انما - اسکے سوا نہیں

علمہا - اس کا علم   عند - نزدیک   ربی - میرے رب کے ہے   لا - نہیں

یجلیہا - ظاہر کرے گا اس کو   لوقتہا - اسکے وقت پر   الا - مگر

ھو - وہی   ثقلت - بھاری ہو گئی   فی - بیچ   السموات - آسمانوں

و - اور   الارض - زمین کے   لا - نہیں   تاتیکم - آئے گی تمہارے

پاس   الا - مگر   بغتۃ - اچانک   یسئلونک - پوچھتے

ہیں آپ سے   کانک - گویا کہ آپ   حفی - خبردار ہیں   عنہا - اس سے

قل - کہہ دیں   انما - اس کے سوا نہیں   علمہا - اس کا علم   عند - نزدیک

اللہ - اللہ کے ہے   و - اور   لکن - لیکن   اکثر - اکثر

الناس - لوگ   لا - نہیں   یعلمون - جانتے   قل - کہہ دیں

لا - نہیں   املک - مالک ہیں   لنفسی - اپنی جان کے   نفعا - نفع

و - اور   لا - نہ   ضرا - نقصان کا   الا - مگر

ما - جو   شاء - چاہے   اللہ - اللہ   و - اور

لو - اگر   کنت - ہوتا میں   اعلم - جانتا   الغیب - غیب

لاستکثرت - تو اکٹھی کر لیتا بہت سی   من الخیر - بھلائی   و - اور

ما - نہ   مسنی - پہنچتی مجھ کو   السوء - کوئی تکلیف   ان - نہیں

انا - میں   الا - مگر   نذیر - ڈرانے والا   و - اور

بشیر - خوشخبری دینے والا   لقوم - اس قوم کو   یومنون - جو ایمان لاتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر اردو

اور جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ہم عنقریب آہستہ آہستہ بتدریج عذاب کی طرف لیجائیں گے ایسی طرح کہ انہیں علم بھی نہ ہو اور میں انہیں مہلت دوں گا بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے اور میری گرفت سخت ہے کیا وہ نہیں سوچتے کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ واسطہ نہیں وہ تو صاف ڈرسنانے والے ہیں۔ اس کا

شان نزول :- یہ ہے کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوہ صفا پر شب کے وقت قبائل کو پکارا اور فرمایا میں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں اور حضور نے انہیں اللہ کا خوف یاد دلایا اور آنے والے حوادث و آلام کا ذکر کیا تو ان میں کسی نے حضور کی طرف جنون سے نسبت کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ بے سوچے سمجھے جنہوں نے ہمارے حبیب کی طرف جنون کا الزام لگادیا انہوں نے فکر و تامل سے کام نہ لیا۔ صرف یہ دیکھ کر کہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ان کے اقوال و افعال سے مخالفت فرمارہے ہیں اور دنیا کی لذتوں سے آپ نے منہ پھیر لیا ہے آخرت کی طرف آپ متوجہ ہیں اور اپنی قوم کو اسی ایک وحدہ لاشریک لہ کی طرف دعوت دینے اور اس کا خوف دلانے میں شب و روز مشغول ہیں۔ ان باتوں سے آپ کی طرف جنون کی نسبت کر دینا یہ انہی کا جنون اور ناعاقبت اندیشی ہے۔

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو چیز اللہ نے پیدا فرمائی ان سب میں اس کی وحدانیت اور کمال حکمت اور قدرت کی روشن دلیلیں ہیں اور یہ کہ شاید ان کا وقت قریب آگیا ہو اور وہ کفر ہی پر مر کر ہمیشہ جہنم کے کندے رہیں ان باتوں کے لحاظ سے عقلمند عاقبت اندیش پر لازم ہے کہ وہ سوچے اور دلائل و براہین قرآن پر غور کرے ورنہ اس کے بعد کونسی حدیث یا قرآن ہو گا جس پر ایمان لائیں گے اور ظاہر ہے کہ قرآن پاک کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں اور خاتم النبیین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول و نبی نہیں جس کے آنے کا انتظار ہو چنانچہ ارشاد ہے۔

جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور انہیں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ اس کے بعد یہودیوں کے اس سوال کا جواب ہے جو بروایت

ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ یہودیوں نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کیا تھا کہ حضور اگر آپ نبی ہیں تو ہمیں بتائیں کہ قیامت کب ہوگی۔ گویا ان کے اعتقاد میں قیامت کا وقت بتانا لوازم رسالت سے تھا حالانکہ یہ محض لغو اور غلط خیال تھا اور وہ اس امر کے مدعی تھے کہ ہمیں قیامت کا علم ہے اس کا بھی جواب دے دیا گیا کہ یہ دعویٰ بھی اس قوم کا غلط ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا ہے اور اس میں جو حکمت ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے اس لیے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔

البتہ صاحب روح البیان نے بعض مشائخ کے خیالات ظاہر کر کے اس اخفاء کی حکمت پر کچھ روشنی ڈالی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی قیامت کے وقت کا علم ہے اور یہ عقیدہ رکھنا آیہ کریمہ کے خلاف نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

یسئلونک عن الساعۃ اے محبوب تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب ہوگی آپ فرما دیجئے اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے کوئی ظاہر نہیں کر سکتا مگر وہی (اس کی تحقیق) بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں نہ آئے گی تم پر (وہ قیامت) مگر اچانک آپ سے وہ ایسے پوچھ رہے ہیں گویا کہ آپ نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے فرما دیجئے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

فرما دیجئے میں مختار نہیں اپنی جان کے بھلے برے پر مگر جو اللہ چاہے یہ واقعہ اس طرح ہے کہ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر راستے میں ایسی آندھی آئی کہ چوپائے بھاگ نکلے تو مخبر صادق طبیب حاذق رحمت دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں کو خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور تلاش کرو میرا ناقہ کہاں ہے۔

تو عبد اللہ بن ابی منافق بکنے لگا کہ انکا بھی عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں اور اپنا ناقہ لوگوں سے پوچھ رہے ہیں کہ کہاں ہے۔

حضور پر ابن ابی کی یہ بکواس بھی مخفی نہ رہی حضور نے علی الاعلان فرمایا کہ منافق ایسا ایسا کہتے ہیں لہٰذا ہم بتائے دیتے ہیں کہ ہمارا ناقہ اس گھاٹی میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت میں الجھی ہوئی ہے چنانچہ جب صحابہ نے دیکھا تو ناقہ اقدس اس شان سے ملا جیسا کہ فرمایا گیا تھا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر کبیر)

اور الا ما شاء اللہ میں جو استثناء ہے اس کا فائدہ اس روایت سے حاصل ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ

نے ابن ابی کا منہ کالا کیا اور اس کے اعتراض کو باطل کر دکھایا اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالے مالک حقیقی ہے اس کی عطا بغیر کسی نبی ولی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا حتی کہ اپنی ذات کے نفع و ضرر پر بھی بالذات کسی کو اختیار نہیں مگر الاما شاء اللہ عطا اور جس طرح اور جب اللہ چاہے تو نبی ولی ۔ غوث قطب مقربان حق سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن یہ سب کچھ کرنا بعطائے الٰہی ہے نہ کہ بالذات چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ۔ اور اگر میں خود غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ گویا میں نے بہت بھلائیاں جمع کر لیں اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی یہ کلام تواضعاً حضور سے کہلوایا گیا ہے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اپنی ذاتی قوت سے غیب نہیں جانتا اور جو جانتا ہوں وہ اللہ تعالے کی عطا اور فضل اور اطلاع سے جانتا ہوں (کما فی الخازن)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بھلائی جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا یہ سب اللہ تعالے کے اختیار میں ہے اس لیے وہی ذاتی قدرت وقوت رکھتا ہے اور جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کی تمام صفات ذاتی ہوں گی تو معنی آیہ کریمہ کے یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور ذاتی قوت سے بھلائیاں جمع کر لیتا ۔ اور کسی قسم کی برائی اور تکلیف اپنے آپ نہ پہنچنے دیتا ۔

اور بھلائی سے مراد کامیابی اور غلبہ علی العدو ہے اور برائی سے مراد تنگی اور تکلیف اور دشمنوں کا غالب آجانا ہے ۔

اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ بھلائی سرکشوں کا مطیع ہونا نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کر لینا ہے اور برائی سے بدبخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین و کافرین تم سب کو مومن کر لیتا اور تمہارے کفر کی حالت میں رہنے کی مجھے تکلیف نہ ہوتی ۔

ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ۔ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں کافروں کو اور خوشخبری دینے والا ہوں ایمان لانے والوں کو ۔

بامحاورہ ترجمہ سورۂ اعراف رکوع سیزدہم پ ۹

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ ۔ وہی وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک

وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

جان سے اور بنایا اس میں سے اس کا جوڑا تاکہ سکون حاصل کرے طرف اس کی توجب مرد اس پر چھایا تو حمل رہ گیا ایک ہلکا سا تو اسے لیے کرپھرتی رہی توجب بوجھ بڑھ گیا تو دعا کی دونوں نے اپنے رب سے اگر تو دے ہمیں صالح تو ہم ہوں گے شکر گذار۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

توجب دیا انہیں صالح بچہ تو کر لیا ان دونوں نے ساجھی اس دینے میں تو اللہ بلند ہے ان کے شرک سے۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

کیا اسے شریک بناتے ہیں جو کچھ نہ بنا سکے اور وہ خود بنایا گیا ہو۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝

اور نہ طاقت رکھتے ہیں مدد کرنے کی اور نہ اپنی جانوں کی مدد کرسکیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝

اور اگر تو انہیں بلائے ہدایت کی طرف تو نہ اتباع کریں تمہارا برابر ہے تم پر چاہے انہیں پکارو یا خاموش رہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں مثل تمہاری تو انہیں پکارو تو وہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝

کیا ان کے پیر ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں فرمادیجئے پکارو اپنے شریکوں کو پھر داؤ کرو مجھ پر اور نہ مہلت دو مجھے۔

اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَ

بے شک میرا مددگار اللہ ہے جس نے کتاب

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

نازل کی اور وہ دوست ہے نیکوں کا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝

اور وہ جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا نہیں سکتے تمہاری اعانت کی اور نہ اپنی جان کی مدد کرسکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

اور اگر انہیں بلاؤ ہدایت کی طرف نہ سنیں وہ اور انہیں تم دیکھ رہے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝

تو بخشش اختیار کرو اور امر بالمعروف کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی بہلاوا دیوے تو اللہ سے پناہ مانگ بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

بے شک وہ جو متقی ہیں جب انہیں لگتی ہے شیطانی خیال کی ٹھیس ہوشیار ہو کر چوکنے ہو جاتے ہیں۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝

اور شیطانی برادری انہیں کھینچتی ہے گمراہی میں اور کمی نہیں کرتے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور اے محبوب اگر تم نہ لاؤ ان کے پاس آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ گھڑی اس نے کوئی آیت فرما دیجئے میں تو پیروی کرتا ہوں اسی کی جو وحی ہوئی میری طرف میرے رب سے یہ آنکھیں کھولتے ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ایمان لانے والوں کیلئے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کیے جاؤ۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

اور اپنے رب کو یاد کرو اپنے دل میں زاری اور ڈر سے بغیر پکارنے کے زبان سے صبح اور شام اور نہ ہو غافلوں سے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں وہ نہیں تکبر کرتے اس کی عبادت سے اور تسبیح کرتے ہیں اس کی اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

حل لغات سورۃ اعراف رکوع چہاردہم پ ۹

ھو۔ وہ	الذی۔ وہ ہے جس نے	خلقکم۔ پیدا کیا تم کو	من نفس۔ جان
واحدۃ۔ ایک سے	و۔ اور	جعل۔ بنائی	منہا۔ اس سے
زوجہا۔ بیوی اسکی	لیسکن۔ تاکہ آرام پائے	الیہا۔ اسکی طرف	فلما۔ پھر جب
تغشہا۔ ڈھانپا اسکو	حملت۔ تو حاملہ ہوئی	حملا۔ حمل	خفیفا۔ ہلکا
فمرت۔ تو چلتی رہی	بہ۔ اسکے ساتھ	فلما۔ تو جب	اثقلت۔ بوجھل ہوئی
دعوا۔ دعا کی دونوں نے	اللہ۔ اللہ	ربہما۔ اپنے رب سے	لئن۔ اگر
اتیتنا۔ دے تو ہمیں	صالحا۔ صالح بچہ	لنکونن۔ تو ہونگے ہم	من الشاکرین۔ شکر
گذاروں سے	فلما۔ تو جب	اتا۔ دیا	ھما۔ ان کو
صالحا۔ صالح بچہ	جعلا۔ تو بنایا انہوں نے	لہ۔ اس کے لیے	شرکاء۔ شریک
فیما۔ اس میں جو	اتا۔ دیا	ھما۔ ان کو	فتعلی۔ تو بلند ہے
اللہ۔ اللہ	عما۔ اس سے	یشرکون۔ جو شریک کرتے ہیں	
ما۔ ان کو جو	لا۔ نہیں	یخلق۔ پیدا کرتے	شیئا۔ کچھ
و۔ اور	ھم۔ وہ	یخلقون۔ پیدا کیے گئے ہیں	و۔ اور
لا۔ نہیں	یستطیعون۔ طاقت رکھتے		لہم۔ ان کے لیے
نصرا۔ مدد کی	و۔ اور	لا۔ تو	انفسہم۔ اپنی جانوں کی
ینصرون۔ مدد کرتے ہیں	و۔ اور	ان۔ اگر	تدعوا۔ بلاؤ تو

ھم۔ان کو　الی۔طرف　الھدی۔ہدایت کی　لا۔نہیں

یتبعو۔سنیں گے　کم۔تمہاری　سواء۔برابر ہے　علیکم۔تم پر

ا۔کیا　دعوتمو۔پکارو　ھم۔ان کو　ام۔یا

انتم۔تم　صامتون۔خاموش رہو　ان۔بیشک　الذین۔وہ جنکو

تدعون۔تم پکارتے ہو　من دون۔سوا　اللہ۔اللہ کے　عباد۔بندے ہیں

امثالکم۔تمہارے جیسے　فادعو۔تو پکارو　ھم۔ان کو　فلیستجیبوا۔تو چاہئے کہ

قبول کریں　لکم۔تمہارے لیے　ان۔اگر　کنتم۔ہو تم

صدقین۔سچے　ا۔کیا　لھم۔ان کے　ارجل۔پاؤں ہیں کہ

یمشون۔چلتے ہیں　بھا۔ان سے　ام۔یا　لھم۔ان کے

اید۔ہاتھ ہیں کہ　یبطشون۔پکڑتے ہیں　بھا۔ان سے　ام۔یا

لھم۔ان کی　اعین۔آنکھیں ہیں کہ　یبصرون۔دیکھتے ہیں　بھا۔ان سے

ام۔یا　لھم۔ان کے　اذان۔کان ہیں کہ　یسمعون۔سنتے ہیں

بھا۔ان سے　قل۔کہو　ادعوا۔پکارو　شرکاء۔شریکوں

کم۔اپنے کو　ثم۔پھر　کیدون۔تدبیر کرو مجھ سے　و۔اور

لا۔نہ　تنظرون۔مہلت دو مجھے　ان۔بیشک　ولی۔میرا دوست

اللہ۔اللہ ہے　الذی۔وہ جس نے　نزل۔اتاری　الکتب۔کتاب

و۔اور　ھو۔وہ　یتولی۔دوست ہے　الصلحین۔نیکوں کا

و۔اور　الذین۔وہ جنکو　تدعون۔تم پکارتے ہو　من دونہ۔اسکے سوا

لا۔نہیں　یستطیعون۔طاقت رکھتے　نصر۔مدد　کم۔تمہاری کی

و۔اور　لا۔نہ　انفسھم۔اپنی جانوں کی　ینصرون۔مدد کر سکتے ہیں

و۔اور　ان۔اگر　تدعو۔پکارے تو　ھم۔ان کو

الی۔طرف　الھدی۔ہدایت کی　لا۔نہیں　یسمعوا۔سنتے

و۔اور　ترا۔دیکھتا ہے تو　ھم۔ان کو کہ　ینظرون۔دیکھتے ہیں

الیک۔تیری طرف　و۔اور　ھم۔وہ　لا۔نہیں

یبصرون۔دیکھتے　خذ۔پکڑ　العفو۔معاف کرنا　و۔اور

امر۔ حکم کر　بالعرف۔ بھلائی کا　و۔ اور　اعرض۔ منہ پھیر

عن الجاھلین۔ جاہلوں سے　و۔ اور　اما۔ اگر

ینزغنک۔ وسوسہ پڑے تجھ کو　من الشیطان۔ شیطان سے

نزغ۔ کوئی وسوسہ　فاستعذ۔ تو پناہ مانگ　باللہ۔ اللہ سے　انہ۔ بیشک وہ

سمیع سننے والا　علیم۔ جاننے والا ہے　ان۔ بیشک وہ　الذین۔ وہ جو

اتقوا۔ پرہیزگار ہیں　اذا۔ جب　مسھم۔ پہنچتا ہے ان کو　طئف۔ وسوسہ

من الشیطان۔ شیطان سے　تذکروا۔ تو ہوشیار ہو جاتے ہیں

فاذا۔ تو اچانک　ھم۔ وہ　مبصرون۔ دیکھنے لگتے ہیں　و۔ اور

اخوانھم۔ ان کے بھائی　یمدونھم کھینچتے ہیں　ھم۔ ان کو　فی۔ بیچ

الغی۔ گمراہی کے　ثم۔ پھر　لا۔ نہیں　یقصرون۔ کمی کرتے

و۔ اور　اذا۔ جب　لم۔ نہیں　تاتھم۔ لایا تو ان کے پاس

بایۃ۔ کوئی نشانی　قالوا۔ کہتے ہیں　لولا۔ کیوں نہ　اجتبیتھا۔ انتخاب کر

لایا اس کو　قل۔ کہو　انما۔ اسکے سوا نہیں　اتبع۔ میں پیروی کرتا ہوں

ما۔ اسکی جو　یوحی۔ وحی کی جاتی ہے　الی۔ میری طرف　من ربی۔ میرے رب سے

ھذا۔ یہ　بصائر۔ دیکھنے کی چیزیں ہیں　من ربکم۔ تمہارے

رب سے　و۔ اور　ھدی۔ ہدایت　و۔ اور

رحمۃ۔ رحمت　لقوم۔ اس قوم کے لیے　یؤمنون جو ایمان لاتے ہیں　و۔ اور

اذا۔ جب　قرئ۔ پڑھا جائے　القرآن۔ قرآن　فاستمعوا۔ تو سنو

لہ۔ اسکو　و۔ اور　انصتوا۔ خاموش رہو　لعلکم۔ تاکہ تم

ترحمون۔ رحم کیے جاؤ　و۔ اور　اذکر۔ یاد کر　ربک۔ اپنے رب کو

فی۔ بیچ　نفسک۔ اپنے دل کے　تضرعا۔ عاجزی　و۔ اور

خیفۃ۔ آہستگی سے　و۔ اور　دون۔ سوائے　الجھر۔ بلند آواز کے

من القول۔ بات سے　بالغدو۔ صبح　و۔ اور　الآصال۔ شام

و۔ اور　لا۔ نہ　تکن۔ ہو تو　من الغفلین۔ غافلوں

میں سے　ان۔ بیشک　الذین۔ وہ جو　عند۔ پاس

ربک ۔ تیرے رب کے ہیں	لا ۔ نہیں	یستکبرون ۔ تکبر کرتے
عن عبادتہ ۔ اس کی عبادت سے	و ۔ اور	یسبحونہ ۔ تسبیح بیان
کرتے ہیں	و ۔ اور	لہ ۔ اسی کو	یسجدون ۔ سجدہ کرتے ہیں

خلاصۂ تفسیر اردو

وہی خالق مطلق وہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں خطاب عام ہے ہر فرد انسان کو تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے انسان کو پیدا کیا یعنے اس کے باپ سے اور اس کی جنس سے اس کی بیوی کو بنایا ۔ پھر جب دونوں جمع ہوئے اور حمل ظاہر ہوا تو ان دونوں نے تندرست بچہ کی دعا کی تو جب تندرست بچہ ہو گیا تو ان کی یہ حالت ہو گئی کہ کبھی اس بچے کو طبائع کی طرف نسبت کرنے لگے جیسے دہریوں کا حال ہے ۔

کبھی ستاروں کی طرف منسوب کرنے لگے جیسے کواکب پرست کرتے ہیں ۔
کبھی بتوں کی طرف جیسے بت پرست کرتے ہیں ۔
تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ ان کا طریقہ ان کے شرک سے بدتر ہے (تفسیر کبیر)

اور اس میں اس کا جوڑا بنایا یعنے اس کی جنس سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ اس سے سکون حاصل کرے تو جب مرد اس پر چھایا تو اسے ایک ہلکا سا حمل رہ گیا تغشٰہا کا ترجمہ چھا جاتا ہوتا ہے اور یہ کنایہ ہے جماع کرنے سے اور حملت حملاً خفیفاً ہلکا سا حمل رہنا ابتدا حمل کی کیفیت کا تذکرہ ہے تو اسے لئے بیوی لیے پھرتی رہی تو جب حمل کا ثقل بڑھا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی اگر تو ہمیں حسین و تندرست اولاد دے تو یقیناً ہم تیرے حضور شکر گذار ہونگے تو جب اللہ تعالےٰ نے انہیں اولاد صالح عطا فرمائی تو کر لیا انہوں نے اس عطا میں دوسرا شریک تو اللہ تعالےٰ بلند و بالا ہے اس سے جو وہ شریک کر رہے ہیں ۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں قریش کو خطاب کیا گیا ہے اس لیے کہ قریش تمام کے تمام قصی کی اولاد ہیں ۔ انہیں فرمایا گیا کہ تمہیں ایک شخص قصی سے پیدا کیا اور اس جنس سے تمہاری بیوی عربی قریشی پیدا کی ۔ تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو پھر جب ان کی دعا کے مطابق انہیں تندرست

وصالح بچہ ہم نے عنایت فرما دیا تو انہوں نے اللہ کی اس عطا میں دوسروں کو شریک کر کے اپنے چار بیٹوں کو غیر خدا کے نام سے منسوب کر کے عبد مناف۔ عبد العزیٰ۔ عبد قصی۔ عبد الدار نام رکھ دیے کیا اسے اللہ کا شریک کرتے ہیں جو کچھ پیدا نہ کر سکے یعنی بت جو خود پتھر اور بے جان اور بے حس ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کی مدد پہنچانے کی استطاعت ہے نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

اس بیان میں بتوں کی حقیقت اور شرک کا بطلان واضح کیا گیا اور مشرکین کے کمال جہل کا اظہار فرمایا اور تعلیم دی کہ عبادت کا مستحق وہی ہو سکتا ہے جو عابد کو نفع پہنچانے اور دفع ضرر کی قوت رکھے مشرکین جس بت کو پوج رہے ہیں وہ نہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں نہ اپنی مکھی بھی اڑا لینے کی قوت رکھتے ہیں اپنے لیے دوسروں کے محتاج خود مخلوق ہیں اس سے بڑھ کر ان کی بے اختیاری یہ ہے کہ وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ انہیں جو ضرر پہنچے اسے بھی دفع نہیں کر سکتے انہیں اگر کوئی توڑ دے یا گرا دے تو گرنے ٹوٹنے میں بھی اپنی مدد سے لاچار ہیں۔ لہٰذا ایسے مجبور محض جمادبے جان بے اختیار کی پوجا کرنا جہل اتم نہیں تو کیا ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہ کریں اور تمہاری بات نہ سن سکیں اس لیے کہ وہ بت ہیں اور بے جان ہیں نہ سن سکتے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں یکساں ہے انہیں پکارو یا خاموش رہو وہ بہر حال عاجز ہیں ایسے کو پوجنا معبود بنانا انتہا درجہ کی حماقت ہے بیشک وہ جنہیں پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہارے جیسے بندے ہیں اور اللہ کے مملوک دمخلوق ایسی حالت میں وہ کس طرح پوجنے کے لائق ہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود سمجھتے ہو تو انہیں پکارو تو وہ جواب دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پیر ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے تھامیں اور پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں یہ کچھ بھی نہیں تو پھر اپنے سے بھی کمزور کو پوج کر کیوں خواہ مخواہ ذلیل ہو رہے ہو۔

چنانچہ جب حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی عاجزی اور کہتری بیان فرمائی۔ تو مشرکین کہنے لگے ہم تے دیکھا ہے کہ بتوں کی مذمت کرنے والے تباہ ہو جاتے ہیں اور یہ سب انہیں ہلاک کر دیتے ہیں اس پر ارشاد ہوا۔

اے محبوب آپ فرمائیں کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور (ان سے کہو) کہ وہ مجھ پر کوئی داؤں چلیں اور مجھے مہلت نہ دیں یعنی تمہارے گمان باطل میں اگر بتوں میں یہ قوت ہے تو انہیں پکارو اور ان سے میرے

خلاف جو مکر و فریب کر سکتے ہو کر لو۔ مجھے تمہارے اور تمہارے معبودوں کی پرواہ نہیں مجھے اپنے رب کی حمایت حاصل ہے مجھے تمہارے بتوں کا ذرہ بھر خوف نہیں اس لیے کہ بیشک میرا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے کتاب کریم نازل فرمائی اور مجھ پر وحی نازل کی اور عزت افزائی فرمائی اور وہ محبوب رکھتا ہے نیکوں کو اور وہ صالحین کا حافظ و ناصر ہے۔

اور جنہیں تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور اپنی جان کی مدد پر قدرت نہیں رکھتے تو پھر وہ میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور یا تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ بتوں کو مصوری کے فن میں ایسا تراشتے اور تصاویر اس طرح بناتے تھے کہ گویا وہ دیکھ رہے ہیں حالانکہ درحقیقت تصویر تصویر ہی ہوتی ہے ان سے کچھ نہیں ہو سکتا تو اے محبوب معاف فرمانے کی خو اختیار فرمائیں اور بھلائی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجیے

(اور اے سننے والے) اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے یعنی تیرے دل میں وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہ سنتا جانتا ہے بے شک وہ جو متقی ہیں جب انہیں کسی شیطانی وسوسے کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اور علی الفوران کی بصارت منکشف ہو جاتی ہے اور اس وسوسہ کو دور کر دیتے ہیں اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔

اور وہ جو شیطان کے بھائی ہیں اس سے مراد کفار و مشرکین ہیں انہیں شیطان گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے ہیں (اور اے محبوب) جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں تم نے ایسے کیوں نہ بنائی فرما دیجئے میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے میرے رب سے یہ آنکھیں کھولنا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ایمان والی قوم کے لیے اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔ اس آیت کریمہ سے چند مسائل صلوٰۃ مستنبط ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں خواہ خارج نماز اس وقت اس کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ اس کی تائید میں جملہ صحابہ ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے حکم میں ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم جمعہ کے خطبہ میں خاموش رہنے اور اس کے سننے کے متعلق ہے۔ اور

ایک قول یہ ہے کہ آیت کریمہ میں حکم مطلق ہے اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے لہٰذا

نماز اور خطبہ دونوں میں خاموش رہنا اور سننا واجب ہوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے جس میں راوی کہتے ہیں کہ آپ نے کچھ لوگوں سے نماز میں امام کے ساتھ قراءت سنی تو آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لوگ قرآن کی آیت کے معنی سمجھو اور یہ آیت کریمہ پڑھ کر فرمایا اس آیت سے قراءت خلف الامام کی ممانعت ثابت ہے اور اس کے مقابل کوئی حدیث ایسی نہیں جسے آیت کریمہ کے مقابل حجت قرار دیا جا سکے۔

قراءت خلف الامام کی تاکید میں سب سے زیادہ اعتماد جس حدیث پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب مگر اس میں صرف اتنا حکم ملتا ہے کہ فاتحہ بغیر نماز کامل نہیں ہوتی اس لیے کہ لاصلوٰۃ کا لا نفی کمال کا ہے تو اس کے مقابل دوسری حدیث من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ موجود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جس نمازی کا امام ہو تو امام کا پڑھنا مقتدی کا ہی پڑھنا ہے تو اس سے ہر دو احادیث میں اس طرح تطبیق ہوتی ہے کہ

لاصلوٰۃ (للمنفرد) الا بفاتحۃ الکتاب ومن کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ۔

یعنی تنہا آدمی کی نماز بغیر الحمد پڑھے نہیں ہوگی اور جس آدمی کا امام ہو وہاں امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

گویا جب امام نے قراءت کی تو مقتدی کا سکوت حکماً قراءت کو کافی ہوا اور مقتدی کی قراءت قراءت حکمیہ ہوگی۔

تو امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے سے قرآن وحدیث دونوں پر عمل ہو گیا اور اگر قراءت کی گئی تو آیت کریمہ کا اتباع نہ ہوا محض حدیث اور وہ بھی صرف ایک حدیث کا اتباع ہو سکا۔ بنابریں احناف کے نزدیک قرآن وحدیث کی اتباع میں قراءت خلف الامام ممنوع ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر اور بغیر آواز سے بولنے کے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔ آیت کریمہ اولیٰ کے بعد اس آیت کریمہ کے پڑھنے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شاید قرآن سننے والے کو خاموش رہتے ہوئے بلا آواز نکالے دل میں ذکر کرنا اور عظمت الٰہی اور جلال الٰہی غیر متناہی کا استحضار لازم ہے یعنی ذکر قلبی رکھتے ہوئے استماع تلاوت لازم ہے تفسیر ابن جریر میں بھی یہی ہے کہ امام کے پیچھے آواز سے قراءت کی ممانعت ہے اور ذکر قلبی افضل ہے۔

ایک مسئلہ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں بہ نص ثابت ہیں اسی وجہ میں ردالمحتار وغیرہ میں تصریح ہے کہ خفی یا جہری ذکر دونوں منصوص ہیں جس سے ذوق و شوق تام اور اخلاص کامل میسر ہو اس کے لیے وہی ذکر افضل ہے۔

اور غدو سے مراد صبح کا وقت ہے اور آصال سے شام کا وقت مراد ہے جو عصر و مغرب کے مابین ہے ان دونوں وقتوں میں ذکر افضل ہے اس لیے کہ نماز نفل فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد سے غروب تک ممنوع ہے لیکن ذکر خواہ جہری ہو خواہ خفی مستحب ہے اور اس سے بندے کے تمام اوقات قربت و اطاعت میں گذر سکتے ہیں آگے ارشاد ہے

بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں یعنی ملائکہ مقربین سبوحیان عرش اللہ کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اسکی تسبیح و تہلیل کرتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

یہ آیت آیات سجدہ سے ہے تمام قرآن کریم میں چودہ آیات سجدہ احناف کے نزدیک ہیں اور پندرہ شوافع کے یہاں۔

اس قسم کی آیت پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ لازم ہوتا ہے اسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ جب بندہ آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان روتا ہے اور کہتا ہے افسوس بنی آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو وہ سجدہ کر کے جنتی ہوا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں انکاری ہو کر جہنمی ہو گیا۔

یہاں سورہ اعراف پارہ نہم کا رکوع چہار دہم ختم ہوا اور سورۃ بھی ختم ہوئی والحمد للہ رب العلمین۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ - ۱۴ جون ۱۹۵۳ء بروز جمعۃ المبارک

فقیر ابو الحسنات قادری

سورۃ الانفال

یہ سورت مدنی ہے اس میں پچھتر آیات اور دس رکوع ہیں۔ اس میں ایک ہزار پنج سو کلمہ اور پانچ ہزار انتیس حرف ہیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں سوا سات آیتوں کے تمام آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں اور وہ سات آیتیں جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں وہ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے شروع ہیں اور وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ تک ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ سورۃ الانفال رکوع اول پ ۹

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

دریافت کرتے ہیں آپ سے (اے محبوب) غنیمتوں کے بارے میں فرما دیجئے غنائم کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور پیروی کرو اللہ و رسول کی اگر تم ہو ایمان والے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝

ایمان والے وہی ہیں جب اللہ یاد کیا جائے ڈر جاتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جائیں ان پر اس کی آیتیں ترقی پاوے ان کا ایمان اور اپنے رب پر بھروسہ کریں۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

وہ جو قائم رکھیں نماز اور جو انہیں رزق دیا جائے اس سے خرچ کریں۔ (اللہ کی راہ میں)

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

یہی ہیں مومن سچے ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش اور روزی عزت کی

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝

جیسے تمہیں نکالا تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ اور بے شک ایک گروہ مؤمنین کا اس سے ناخوش تھا۔

يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

سچی بات میں آپ سے جھگڑتے تھے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی گویا وہ دیدہ دانستہ ہانکے جا رہے ہیں موت کی طرف۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور یاد فرمائیے جب وعدہ دیا تھا اللہ نے تم کو ان دونوں گروہوں کا کہ ان میں سے ایک تمہارے لیے ہے اور تم چاہتے تھے کہ بغیر کانٹا کھٹکے تمہیں ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچ سچ ہو ثابت ہو اللہ کے کلام سے اور کٹ جائے جڑ کافروں کی۔

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝

تاکہ سچ سچ ہو اور جھوٹ جھوٹ اگرچہ مجرمین کو برا لگے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری سن لی (اور فرمایا) میں تمہیں مدد دونگا ہزار فرشتوں کی قطار سے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور نہیں بنایا اس کو اللہ نے مگر تمہیں خوشخبری دینے کو اور اس لیے کہ تمہیں اطمینان قلب ملے اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حل لغات رکوع اول سورۃ انفال پ ۹

یسئلونک پوچھتے ہیں تجھ سے — عن الانفال۔ غنیمت کے متعلق

قل۔کہہ دیں   الانفال غنیمتیں   ﷲ۔اللہ   و۔اور

الرسول۔رسول کی ہیں   فاتقوا۔تو ڈرو   اللہ۔اللہ سے   و۔اور

اصلحوا۔درستی کرو   ذات بینکم۔آپس میں   و۔اور   اطیعوا۔کہا مانو

اللہ۔اللہ کا   و۔اور   رسولہ۔اسکے رسول کا   ان۔اگر

کنتم۔ہو تم   مؤمنین۔مؤمن   ان۔بیشک   المؤمنین۔مومن تو

الذین۔وہ ہیں کہ   اذا۔جب   ذکر۔ذکر کیا جاتا ہے   اللہ۔اللہ کا

وجلت۔تو ڈر جاتے ہیں   قلوبہم۔انکے دل   و۔اور   اذا۔جب

تلیت۔پڑھی جاتی ہیں   علیہم۔ان پر   ایتہ۔اسکی آیتیں   زادتہم۔تو زیادہ ہوتا

ہے ان کا   ایمانا۔ایمان   و۔اور   علی۔اوپر

ربہم۔اپنے رب کے   یتوکلون۔وہ بھروسہ کرتے ہیں   الذین۔وہ جو

یقیمون۔قائم کرتے ہیں   الصلوۃ۔نماز   و۔اور   مما۔اس سے جو

رزقنا۔دیا ہم نے   ھم۔ان کو   ینفقون خرچ کرتے ہیں   اولئک۔یہی

ھم۔وہ   المومنون۔مومن ہیں   حقا۔سچے   لہم۔ان کے لیے

درجت۔درجے ہیں   عند۔نزدیک   ربہم۔انکے رب کے   و۔اور

مغفرۃ بخشش   و۔اور   رزق۔رزق   کریم۔اچھا

کما۔جیسے   اخرجک نکالا تجھ کو   ربک۔تیرے رب نے   من بیتک۔تیرے گھر سے

بالحق۔ساتھ حق کے   و۔اور   ان۔بیشک   فریقا۔ایک فرقہ

من المؤمنین۔مومنوں میں سے   لکرھون۔البتہ ناپسند کرتے تھے

یجادلونک۔جھگڑتے ہیں تجھ سے   فی۔بیچ   الحق۔حق کے

بعد۔بعد اسکے   ما۔جو   تبین۔ظاہر ہو گیا   کانما۔گویا کہ

یساقون۔وہ ہانکے جاتے ہیں   الی۔طرف   الموت۔موت کی

و۔اور   ھم۔وہ   ینظرون۔دیکھتے ہیں   و۔اور

اذ۔جب   یعد۔وعدہ دیا   کم۔تم کو   اللہ۔اللہ نے

احدی۔ایک کا   الطائفتین۔دو جماعتوں میں سے   انہا۔کہ وہ

لکم۔تمہارے لیے ہے   و۔اور   تودون۔تم پسند کرتے تھے کہ   ان۔بیشک

غیر۔ بغیر ذات الشوکۃ۔ شوکت والی کے تکون۔ ہو

لکم۔ تمہارے لیے و۔ اور یرید۔ چاہتا تھا اللہ۔ اللہ

ان۔ یہ کہ یحق۔ حق کرے الحق۔ حق کو بکلمتہ۔ اپنے حکم سے

و۔ اور یقطع۔ کاٹ دے دابر۔ جڑ الکافرین۔ کافروں کی

لیحق۔ تاکہ حق کرے الحق۔ حق کو و۔ اور یبطل۔ باطل کرے

الباطل۔ باطل کو و۔ اور لو۔ اگرچہ کرہ۔ ناپسند کریں

المجرمون۔ مجرم اذ۔ جب تستغیثون۔ تم فریاد کرتے تھے

ربکم۔ اپنے رب سے تو فاستجاب۔ سن لی لکم۔ تمہاری

انی۔ بیشک میں ممدکم۔ مدد دینے والا ہوں تم کو بالف۔ ہزار

من الملئکۃ۔ فرشتے مردفین۔ قطار بند سے و۔ اور ما۔ نہ

جعلہ۔ بنایا اسکو اللہ۔ اللہ نے الا۔ مگر بشریٰ خوشخبری

و۔ اور لتطمئن۔ تاکہ مطمئن ہو جائیں بہ۔ اس سے

قلوبکم۔ تمہارے دل و۔ اور ما۔ نہیں ہے النصر۔ مدد

الا۔ مگر من عند۔ نزدیک اللہ۔ اللہ کے ان۔ بیشک

اللہ۔ اللہ عزیز۔ غالب حکیم۔ حکمت والا ہے

خلاصہ تفسیر رکوع اول سورۂ انفال پ ۹

شان نزول: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ اہل بدر کے اندر کچھ اختلاف تقسیم غنائم میں پیدا ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ کچھ بدمزگی رونما ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرما کر غنائم کا معاملہ ہمارے ہاتھ سے لے کر اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ اور حضور نے اس کا مال برابر تقسیم فرما دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

اے محبوب آپ سے غنائم کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کی ملک میں ہیں جیسے چاہیں تقسیم کریں۔ تو اللہ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو اور اپنے اندر

صلح رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ ایمان والے تو وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو اس کی ہیبت و جلال اور عظمت ذات کے تصور سے ان کے دل ڈرتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پا وے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام کام اس کے سپرد کر دیں وہ جو نماز قائم رکھیں اور جو کچھ ہم ان کو رزق دیں اس سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی ہیں سچے مسلمان ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس جیسے ان کے عمل ہیں اس لیے کہ احوال مومنین متفاوت ہیں اسی وجہ میں ان کے مراتب بھی علیحدہ علیحدہ ہیں اور بخشش ہے اور معفرت کا رزق جو دوامی اکرام و تعظیم کے ساتھ با محبت و شفقت عطا ہوگا۔

جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے سچائی کے ساتھ نکالا۔ یعنی مدینہ طیبہ سے میدان بدر کے طرف احقاق حق کے لیے اور ابطال کفر کی خاطر اور بے شک ایک جماعت مومنین کی اسے ناپسند کرتی تھی اس لیے کہ ان کی نظر میں ظاہری تعداد جان بازان اسلام کی کم تھی اور اس کمی کے علاوہ آلات حرب و ضرب بھی نہ ہونے کے برابر تھے ۔ اِدھر دشمن تعداد میں بھی زیادہ تھا اور اسلحات سے مسلح تھا رسدرسانی کا نظام بھی وہ کر کے نکلا تھا۔ اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ

ابو سفیان ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آئے ۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کے مقابلہ کے لیے اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے ابو جہل مکہ مکرمہ سے قریش کا ایک لشکر لے کر ابوسفیان کی مدد کو نکلا ۔ ابو سفیان رستہ کترا کر معہ اپنے قافلہ کے ساحل دریا کی راہ چل پڑے ۔ ابو جہل کے لشکر نے کہا کہ اب ہمارا قافلہ تو بچ کر نکل گیا ہے لہٰذا ہمیں واپس مکہ چلنا چاہیئے ۔ ابو جہل نے اس سے انکار کیا اور جنگ کے قصد سے بدر کی طرف چل دیا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اور فرمایا مجھ سے اللہ تعالے کا وعدہ ہے کہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمان فتحیاب کیے جائیں گے خواہ قافلہ ابوسفیان ہو یا لشکر قریش مکہ صحابہ کرام نے اس پر موافقت کی کہ قریش مکہ پر چڑھائی ہو مگر بعض کو اسباب ظاہری کے تحت یہ خیال ہوا کہ ہماری تیاری اتنی نہیں کہ ہم قریش مکہ کا مقابلہ کر سکیں ان کی تعداد بھی زیادہ ہے اور ان کے پاس اسلحہ بھی کافی ہے لہٰذا قافلہ شامی ہی کا مقابلہ کیا جائے ۔

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال پسند نہ آیا حضور نے فرمایا قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل لشکر لے کر سامنے آرہا ہے اس پر بعض نے اسی پر اصرار کیا کہ قافلہ شام کا ہی تعاقب کیا جائے اور لشکر کفار کو چھوڑا جائے۔

یہ جواب حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگوار خاطر ہوا۔

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے ناگواری خاطر اقدس کو محسوس کر کے عرض کیا حضور ہم اپنے اخلاص اور فرمانبرداری میں سچے ہیں۔ حضور کی رضا جوئی میں جاں نثاری کے لیے حاضر ہیں ہم نہایت استحکام اور قوتِ ایمان کے ساتھ حضور کے سامنے عرض پیرا ہیں کہ مرضی اقدس کے خلاف ہمارا کوئی قدم نہ اٹھیگا۔ ہم تعمیل حکم میں سستی کرنے والے نہیں۔ اس پر تمام صحابہ نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ استشارہ کے جواب میں ہم لوگوں کا وہ جواب تھا اور حکم سامی چونکہ قطعی امرِ الٰہی ہے لہٰذا اس میں مجالِ دم زدن نہیں ہے حضور تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں۔ ہمیں عدولِ حکمی کا وہم بھی نہیں ہے ہم حضور پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے۔ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع و اطاعت کا عہد کیا ہے لہٰذا اگر حضور ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو بھی ہمیں عذر نہ ہو گا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سن کر اظہارِ خوشنودگی فرمایا اور حکم دیا چلو اللہ کی برکت اور تعاون پر بھروسہ کرو۔ اس نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے بلکہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ مجھے تمہارے دشمنوں کے گرنے اور تڑپنے کی جگہ نظر آ رہی ہے۔ پھر حضور نے نام لے لے کر کفار کے گرنے کے مقام اور مرنے کی جگہ پر نشان لگا دیے۔ چنانچہ یہ حضور علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہوا کہ

ان کافروں میں سے جو بھی گرا اور مرا وہ اسی نشان پر مرا اور اس خط سے ذرا ادھر ادھر نہ ہوا۔ آگے ارشاد ہے۔

کہ وہ آپ کی سچی بات میں جھگڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکر قریش کا حال معلوم نہ تھا ورنہ ہم بھی مقابلہ کی تیاری کر کے نکلتے بعد اس کے کہ حقیقت ظاہر ہو چکی کہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں وہ بحکم الٰہی کرتے ہیں اور حضور نے اعلان بھی فرما دیا کہ مسلمانوں کو غیبی امداد پہنچے گی۔ لیکن اسبابِ ظاہری کے مہیا نہ ہونے کی صورت میں پھر بھی وہ ایسے جا رہے تھے گویا کہ وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں گویا انہیں بظاہر یہ نظر آ رہا تھا کہ

قریش کا مقابلہ موت کے منہ میں جانے کے مطابق ہے اور یاد کرو جب اللہ نے وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک پر تمہیں فتح ہے یعنے قافلہ شامی اور لشکر ابوجہل میں سے ایک پر تم فتحیاب ہوگے۔

اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا بھی کھٹکا نہ ہو۔ یعنی قافلہ شامی پر جس میں چالیس آدمی تھے فتحیاب بہ آسانی ہو جائیں اور اللہ کی مشیت یہ تھی کہ وہ اپنی کلام سے سچ کو سچ کر دکھلائے اور دین حق کو غالب اور بلند و بالا فرمادے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے اور انہیں ایسے ہلاک کرے کہ ان میں سے کوئی سرکش نہ بچے تاکہ سچ سچ ہو اور جھوٹ جھوٹ یعنے اسلام غالب ہو اور کفر مٹ جائے اگرچہ مجرموں پر گراں گزرے اور وہ برا مانیں۔ آگے جو ارشاد باری تعالٰے ہے اس کا

شان نزول: یہ ہے کہ بدر والے دن حضور نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور قبلہ رو قیام فرما کر اپنے نوری ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کے حضور عرض پیرا ہوئے۔

الٰہی جو تو نے وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کر الٰہی جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ عنایت فرمالے رب العالمین اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا تو تمام روئے زمین پر تیری پوجا نہ ہوگی۔ کما رواہ مسلم۔ اس قسم کے الفاظ سے حضور اقدس دعا کر رہے تھے حتٰی کہ دوش اقدس سے رداء مبارک اتر گئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور رداء مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کرنے لگے یا نبی اللہ اب آپ کی مناجات آپ کے رب کے ساتھ کافی ہوگئی وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی (اور بشارت دی) کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے۔ چنانچہ اول ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار پھر پانچہزار۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مسلمان کافروں کا تعاقب کرتے تھے تو کافر مسلمانوں کے آگے بھاگتے جاتے تھے ایک کافر بھاگتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک اوپر سے چابک کی آواز آئی اور ساتھ ہی نعرے کی آواز آئی جس میں یہ جملے تھے اقدم یا حیزوم

یعنی آگے بڑھ اے حیزوم۔ تو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حیزوم حضرت جبریل امین کے گھوڑے کا نام ہے۔ پھر نظر آیا کہ وہ کافر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑی ہوئی تھی اور تمام چہرہ زخمی تھا۔

صحابہ نے یہ مشاہدے جب حضور کے سامنے عرض کیے تو حضور نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے۔

ابوجہل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ضرب نہ معلوم کہاں سے آتی تھی۔ مارنے والا ہمیں کوئی نظر نہ آتا تھا۔ آپ نے فرمایا خبیث وہ غیبی امداد ملائکہ سماویہ کی تھی جس کا وعدہ قرآن پاک میں ہو چکا تھا۔

اِنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ۔

تو جہالت کا پتلا ابوجہل کہنے لگا تو پھر ملائکہ ہی غالب ہوئے تم تو غالب نہ ہو سکے یہ اسکی ابوجہلی کا اثر تھا آگے ارشاد ہے۔

اور نہیں کیا یہ اللہ تعالے نے مگر تمہاری خوشی کو اور اس لیے کہ تمہارے دل اطمینان پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ تعالے کی طرف سے ہی ہے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے لہذا بندے کو چاہئے کہ اسی پر بھروسہ رکھے اور زور آور اور قوت اور علل واسباب ظاہری پر ناز نہ کرے۔

تفسیر نسفی۔ رکوع اول سورہ انفال

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ الانفال پ ۹

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ

یاد کرو جب تم پر نیند کو مسلط کیا اللہ تعالے کی طرف سے امن کے لیے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کرے تمہیں اس سے اور لے جائے تم سے ناپاکی شیطان کی اور تمہارے دل مربوط کر کے تمہیں ثابت قدم رکھے۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ

جب اے محبوب وحی بھیج رہا تھا تمہارا رب

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝

فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں ڈالوں گا ان کے دلوں میں جو کافر ہیں مسلمانوں کا رعب تو مارو گردنوں سے اوپر اور مارو ان کافروں کے ہر پورے پر۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

یہ اس لیے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو بے شک اللہ عذاب میں سخت ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝

یہ تو تم چکھو اور اس کے ساتھ کافروں کے لیے عذاب جہنم ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اے ایمان والو جب ملو تم ان سے جو کافر ہیں جہاد اور جنگ میں تو نہ پلٹو پشت دے کر اور جو پلٹے اس دن پشت دے کر مگر گھات مقاتلہ کے لیے یا تلاش میں اپنی جماعت کے تو یقیناً وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

تو ہرگز قتل نہیں کیا تم نے لیکن اللہ نے قتل کیا انہیں اور نہیں پھینکی تم نے (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی اور اس لیے کہ مسلمانوں کو اس امتحان میں اچھا بدلہ عطا فرمایا جائے بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

یہ تو تمہیں بیان ہے اور اس کے ساتھ اللہ کفار کے مکر کو ذلیل کرنے والا ہے

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ

اے کافرو اگر تم فیصلہ طلب کرتے ہو تو یقیناً

وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

آچکا تم پر فیصلہ اور اگر باز آ جاؤ تو تمہارے بھلے کو ہے اور اگر پھر شرارت کرو تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور تمہارے جتھے تمہیں مستغنی نہ کر سکیں گے اگرچہ کثرت سے ہوں اور بے شک اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔

حل لغات رکوع دوم سورۃ انفال پ ۹

اذ۔ جب | یغشیکم۔ ڈھانپ لیا تم کو | النعاس۔ اونگھ نے

امنۃ۔ امن کے لیے | منہ۔ اس سے | و۔ اور | ینزل۔ اتارتا تھا

علیکم۔ تم پر | من السماء۔ آسمان سے | ماء۔ پانی

لیطھر۔ تاکہ پاک کرے | کم۔ تم کو | بہ۔ اس سے | و۔ اور

یذھب۔ لے جائے | عنکم۔ تم سے | رجز۔ پلیدی | الشیطان۔ شیطان کی

و۔ اور | لیربط۔ تاکہ مضبوط کرے | علی۔ اوپر | قلوبکم۔ تمہارے دلوں کے

و۔ اور | یثبت۔ ثابت رکھے | بہ۔ اس سے | الاقدام۔ قدم

اذ۔ جب | یوحی۔ وحی کرتا تھا | ربک۔ تیرا رب | الی۔ طرف

للملئکۃ۔ فرشتوں کی | انی۔ بے شک میں | معکم۔ تمہارے ساتھ ہوں

فثبتوا۔ سو تم ثابت قدم رکھو | الذین۔ ان کو | امنوا۔ جو مومن ہیں

سالقی۔ جلدی ڈالوں گا میں | فی۔ بیچ | قلوب۔ دلوں

الذین۔ ان کے جو | کفروا۔ کافر ہیں | الرعب۔ رعب | فاضربوا۔ تو مارو

فوق۔ اوپر | الاعناق۔ گردنوں کے | و۔ اور | اضربوا۔ مارو

منھم۔ ان کو | کل۔ ہر | بنان۔ پورے پر | ذلک۔ یہ

بانھم۔ اس لیے کہ انہوں نے | شاقوا۔ نافرمانی کی انہوں نے | اللہ۔ اللہ

و۔ اور | رسولہ۔ اس کے رسول کی | و۔ اور | من۔ جو

یشاقق۔ نافرمانی کرے | اللہ۔ اللہ | و۔ اور | رسولہ۔ اس کے رسول کی

فان ۔ تو بیشک　اللہ ۔ اللہ　شدید ۔ سخت　العقاب ۔ عذاب والا ہے

ذلکم ۔ یہ ہے　فذوقوہ ۔ تو چکھو　ہ ۔ اسکو　و ۔ اور

ان ۔ بیشک　للکفرین ۔ کافروں کے لیے　عذاب ۔ عذاب ہے

النار ۔ آگ کا　یا ۔ اے　ایہا ۔ اے　الذین ۔ وہ جو

امنوا ۔ ایمان لائے ہو　اذا ۔ جب　لقیتم ۔ ملو تم　الذین ۔ ان کو

کفروا ۔ جو کافر ہیں　زحفا ۔ میدان جنگ میں　فلا ۔ تو نہ　تولوا ۔ پھیرو

ھم ۔ ان سے　الادبار ۔ پیٹھیں　و ۔ اور　من ۔ جو

یولہم ۔ پھیرے ان سے　یومئذ ۔ اس دن　دبرہ ۔ اپنی پیٹھ　الا ۔ مگر

متحرفا ۔ کرتب کرتا ہو　لقتال ۔ لڑائی کا　او ۔ اور یا　متحیزا ۔ پھرتا ہوا

الی ۔ طرف　فئۃ ۔ جماعت کی　فقد ۔ تو بیشک　باء ۔ پھرا

بغضب ۔ ساتھ غضب　من اللہ ۔ اللہ کے　و ۔ اور　ماواہ ۔ ٹھکانا

ہ ۔ اس کا　جھنم ۔ جہنم ہے　و ۔ اور　بئس ۔ برا ہے

المصیر ۔ ٹھکانا　فلم ۔ تو نہ　تقتلو ۔ قتل کیا تم نے　ھم ۔ ان کو

و ۔ اور　لکن ۔ لیکن　اللہ ۔ اللہ نے　قتلھم ۔ قتل کیا ان کو

و ۔ اور　ما ۔ نہ　رمیت ۔ پھینکی تو نے　اذ ۔ جب

رمیت ۔ پھینکی تو نے　و ۔ اور　لکن ۔ لیکن　اللہ ۔ اللہ نے

رمی ۔ پھینکی　و ۔ اور　لیبلی ۔ تاکہ آزمائے　المؤمنین ۔ مومنوں کو

منہ ۔ اس سے　بلاء ۔ آزمانا　حسنا ۔ اچھا　ان ۔ بیشک

اللہ ۔ اللہ　سمیع ۔ سننے والا　علیم ۔ جاننے والا ہے　ذلکم ۔ یہ ہے

و ۔ اور　ان ۔ بیشک　اللہ ۔ اللہ　موھن ۔ کمزور کرنے

والا ہے　کید ۔ تدبیر　الکافرین ۔ کافروں کی　ان ۔ اگر

تستفتحوا ۔ تم فیصلہ چاہتے ہو　فقد ۔ تو بیشک　جاء ۔ آگیا

کم ۔ تمہارے پاس　الفتح ۔ فیصلہ　و ۔ اور　ان ۔ اگر

تنتھوا ۔ تم باز آجاؤ　فھو ۔ تو وہ　خیر ۔ بہتر ہے　لکم ۔ تمہارے لیے

و ۔ اور　ان ۔ اگر　تعودوا ۔ تم پھر ایسا کرو گے

نعد - ہم پھر سزا دیں گے	و - اور	لن - ہرگز نہ
تغنی - کام آئے گی	عنکم - تمہارے	فئتکم - تمہاری جماعت	شیئا - کچھ بھی
و - اور	لو - اگرچہ	کثرت - زیادہ ہو	و - اور
ان - بیشک	اللہ - اللہ	مع - ساتھ	المومنین - مومنوں کے ہے

بامحاورہ مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۃ انفال پ ۹

اور یاد کرو جب تم پر نیند مسلط کی تو اللہ کی طرف سے تمہارے لیے امن تھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نعاس جسے غنودگی کہتے ہیں یہ اگر جنگ میں ہو تو امن کی علامت ہے اور وہ اللہ تعالٰے کی طرف سے ہے اور اگر نماز میں ہو تو وہ شیطان ملعون کی طرف سے ہے۔

اگر جنگ میں جان کا اندیشہ ہے تو نیند اور غنودگی نہیں ہوسکتی اس لیے کہ خوف شدید میں خطرہ اور اضطراب اتنا ہوتا ہے کہ اونگھ اڑ جاتی ہے اور اگر غنودگی اور اونگھ آ رہی ہو تو وہ مزیل خوف ہوتی ہے اور اس سے حصول امن لازمی ہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ بدر میں مسلمانوں پر دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور پیاس کی شدت نے انہیں نڈھال کیا تو اللہ تعالٰے نے ان پر غنودگی ڈالی۔ جس سے انہیں راحت ہوئی اور تکان اور پیاس دفع ہوگئی اور دشمن سے جنگ کرنے کی طاقت پیدا ہوگئی۔ یہ ان کے لیے ایک خاص رحمت تھی۔ پھر یہ غنودگی یکبارگی تمام مومنین پر آئی جس سے خوف شدید لشکر کفار کا دفع ہوگیا یہی وجہ ہے کہ اس اونگھ کو بعض نے معجزہ کہا (خازن)

اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے پاک کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو مربوط کرے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔ بدر والے اس ریگستان میں تھے جسے وادی حمراء کہتے ہیں۔ یہاں ریتے کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کے پاؤں ہی ریت میں دھنستے تھے بلکہ ان کے جانوروں کے پاؤں بھی دھنستے جاتے تھے۔ پانی کمیاب یوں ہوگیا تھا کہ مشرکین مسلمانوں سے پہلے آکر لب آب قبضہ کرچکے تھے۔

صحابہ کرام کو عموماً وضو کی حاجت تھی۔ مگر بعض کو غسل بھی لازم تھا۔ پھر پیاس کی شدت علیحدہ

پریشان کر رہی تھی۔ ایسے موقعہ سے شیطان نے فائدہ اٹھانا چاہا اور وسوسہ بن کر دل میں بولنے لگا کہ تمہارا گمان تو یہ ہے کہ تم حق پر ہو تم میں اللہ کے نبی ہیں اور تم اللہ والے ہو لیکن حال یہ ہے کہ مشرکین غالب ہیں انہوں نے تم پر پانی بند کر رکھا ہے تم بلا وضو اور بلا غسل ہو تیمم سے نمازیں پڑھتے ہو اس حالت میں دشمن پر فتح پانی کس طرح ممکن ہے۔

یہ وسوسہ آنا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ایسی بارش کی کہ جنگل سیراب ہو گئے۔ مسلمانوں نے گڑھے بنا کر پانی جمع کر لیا غسل اور وضو بھی کر لیا۔ جانوروں کو سیراب کیا۔ برتن بھی پانی سے پُر کر لیے۔ صحرا کا گرد و غبار بھی بیٹھ گیا۔ ریت پانی سے ایسی جمی کہ سیمنٹ کا فرش ہو گیا اور مشرکین جو پہاڑوں پر تھے ان میں پھسلن ہو گئی اور وہ وسوسہ اس طرح زائل ہوا صحابہ کے دل خوش ہوئے فتح و ظفر کے آثار نمایاں ہونے لگے چنانچہ ارشاد ہے۔

جب اے محبوب وحی بھیجتا تھا تمہارا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو۔ ان کی اعانت کرتے ہوئے اور انہیں بشارت دیتے ہوئے کہ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دوں گا تو کافروں کو مارو گردنوں کے اوپر اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

حضرت سہل بن حنیف فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ہم میں سے جو بھی تلوار کا اشارہ کرتا تو اسکی تلوار پہنچنے سے پہلے ہی مشرک کا سر جسم سے علیحدہ ہو کر گر جاتا۔

ابو داؤد مازنی بدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جس مشرک کی گردن مارنے کے درپے ہوتا اس کا میری تلوار پہنچنے سے قبل ہی کٹ کر گر جاتا۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ قتل عام ہمارے ہاتھ سے نہیں۔ یہ یقیناً غیبی امداد ہے جیسا کہ ارشاد ہوا یمددکم ربکم۔

ایک موقعہ پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت سنگریزے کفار پر پھینکے تو کوئی کافر نہ بچا جس کی آنکھوں میں اس مٹی کا سنگریزہ نہ پڑا ہو۔

یہ واقعہ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ جمعہ کی صبح کو ہوا۔

آگے ارشاد ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ کی مخالفت کی اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہوئے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کیے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو تم چکھو یعنے بدر کی ذلت اور مقتولین کے علاوہ محبوسین کا تماشہ

دیکھو یہ عذاب حسرت دنیا کا ہے اور یہ تو چکھو اور وہ عذاب جو کافروں کو عذاب نار ہے جو آخرت میں ان کے لیے تیار ہے۔

اس کے بعد اب بطریق اعلان عام قانون جنگ میں مجاہدوں کو پابند کیا گیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

اے ایمان والو جب ملو تم ان سے جو کافر ہیں مقابلہ کے لیے تو پیٹھ دے کر ایڑیوں کے بل نہ پلٹو۔ یعنی مسلمان جب کفار کے مقابلہ میں آئے تو اسے پیٹھ دے کر بھاگنا حرام ہے اور جو بھاگ پڑا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر دو حالتوں میں اس سے پیچھے ہٹنا پیٹھ دے کر بھاگنے کے برابر نہ ہوگا۔

ایک تو یہ ہے کہ لڑائی کا ہنر کرنے کے لیے پیچھے ہٹا یہ پیٹھ دے کر بھاگنے والا شمار نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا وہ جو اپنی جماعت میں ملنے کے لیے پیچھے ہٹا وہ بھی ایڑیوں پر بھاگنا نہیں ہے چنانچہ اسکی تصریح اس طرح بیان فرمائی۔

اور جو اس دن مشرکوں سے پیٹھ دے کر بھاگے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت سے جا ملنے کو تو وہ اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ اس کے بعد جو آیۂ کریمہ ہے اس کا

شان نزول یہ ہے کہ جب مسلمان جنگ بدر سے واپس ہوئے تو ان میں ہر ایک اپنے اپنے کارنامے سنانے لگا ایک کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا۔ دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا اس پر ارشاد ہوا کہ اس مقاتلہ میں تم اپنے زور بازو پر فخر نہ کرو۔ اس جنگ میں تمام تر امداد غیبی اللہ ہوئی چنانچہ ارشاد ہوا کہ

تم نے ہرگز ہرگز انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا یعنے خدائی فتح اور نصرت سے وہ قتل کیے گئے۔

اور اے محبوب تم نے نہیں پھینکی وہ خاک جب تم نے پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لیے کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرماوے بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ یہ تو لو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے بہ دنیا و آخرت کی کیفیت مشرکین کی فرمائی۔ پھر مشرکین کو مخاطب کر کے ان کی اس دعا کا جواب دیا جو میدان بدر میں ابوجہل

نے اپنے اور حضور کی نسبت کی تھی کہ الٰہی ہم میں جو تیرے نزدیک اچھا ہے اس کی مدد کر اور جو برا ہے اسے مصیبت میں مبتلا فرما۔

ایک روایت یہ ہے کہ مشرکین نے مکہ مکرمہ سے میدان بدر کو جاتے ہوئے کعبۃ اللہ کے غلاف سے لپٹ کر دعا کی تھی۔

"الٰہی اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں تو ان کی مدد فرما اور اگر ہم حق پر ہیں تو پھر تو ہماری مدد کر" اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آچکا یعنی جو فیصلہ تم نے چاہا تھا وہ کر دیا گیا۔ یعنی جو گروہ حق پر تھا اسے فتح دی گئی اور یہ تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے اب آسمانی فیصلہ سے بھی جو ان کا مانگا ہوا تھا اسلام کی حقانیت ثابت ہو گئی۔ ابو جہل بھی اس جنگ میں ذلت سے مارا گیا اس کا سر بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا اور اگر باز آجاؤ تو تمہارے لیے بھلا ہے یعنی آئندہ حضور سے مقابلہ نہ کرو اور عداوت و قساوت سے رکے رہو۔ آئندہ جنگ نہ کرو تو تمہارے حق میں ہی بہتر ہے اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم بھی پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا تمہیں مستغنی نہ کر سکے گا چاہے کتنا ہی کثیر ہو اور یہ کہ اللہ مومنین کے ساتھ ہے اور یہ کہ اس کی مدد مومنین کے لیے ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۃ الانفال پ ۹

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝

اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور اس سے انحراف نہ کرو ان کا حکم سن کر۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

بیشک شریر ترین جانوروں میں اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جنہیں کوئی عقل نہیں۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ

اور اگر جانتا اللہ ان میں کچھ بھی بھلائی تو انہیں

وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

سنا دیتا اور اگر سنا دیتا جب بھی وہ منہ پھیر کر پلٹ جاتے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اے ایمان والو حاضر ہو اللہ اور اللہ کے رسول کے بلانے پر جب بلائیں تمہیں اس چیز کے لیے جو تمہیں زندگی بخشے اور جان لو اللہ کا حکم حائل ہوجاتا ہے آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں اور یقیناً تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

اور ڈرو اس فتنہ سے جو نہ پہنچے گا تم میں خاص ظالموں کو ہی خصوصیت سے اور جان لو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے دبے ہوئے زمین میں ڈرتے تھے اس سے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی اپنی مدد سے اور رزق دیا تمہیں پاک چیزوں سے تاکہ تم شکر گزار ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے ایمان والو خیانت نہ کرو اللہ اور رسول سے اور تم خیانت کرتے ہو اپنی امانتوں میں دیدہ و دانستہ۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝

اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد ہی فتنہ ہیں اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

حل لغات رکوع سوم سورۃ انفال پ۹

یا۔ اے	ایہا۔ اے	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے ہو
اطیعوا۔ کہا مانو	اللہ۔ اللہ کا	و۔ اور	رسولہ۔ اسکے رسول کا

و۔اور　لا۔نہ　تولوا۔منہ پھیرو　عنہ۔اس سے

و۔اور　انتم۔تم　تسمعون۔سنتے ہو　و۔اور

لا۔نہ　تکونوا۔ہو جاؤ　کالذین۔انکی طرح　قالوا۔کہ کہا انہوں نے

سمعنا۔ہم نے سنا　و۔اور　ھم۔وہ　لا۔نہیں

یسمعون۔سنتے　ان۔بیشک　شر۔بدترین　الدواب۔جانور

عند۔نزدیک　اللہ۔اللہ کے　الصم۔بہرے　البکم۔گونگے ہیں

الذین۔جو　لا۔نہیں　یعقلون۔عقل کرتے　و۔اور

لو۔اگر　علم۔جانے　اللہ۔اللہ　فیھم۔ان میں

خیرا۔بھلائی　لاسمعھم۔تو سنا دے ان کو　و۔اور

لو۔اگر　اسمعھم۔سنا دے ان کو　لتولوا۔تو پھر جائیں

و۔اور　ھم۔وہ ہوں　معرضون۔منہ پھیرتے　یا۔اے

ایھا۔اے　الذین۔وہ جو　امنوا۔ایمان لائے ہو　استجیبوا۔کہا مانو

للہ۔اللہ کا　و۔اور　للرسول۔رسول کا　اذا۔جب

دعا۔بلائے　کم۔تم کو　لما۔اس کے لیے　یحییکم۔جو زندہ کرے تم کو

و۔اور　اعلموا۔جان لو　ان۔بے شک　اللہ۔اللہ

یحول۔حائل ہوتا ہے　بین۔درمیان　المرء۔آدمی کے　و۔اور

قلبہ۔اس کے دل کے　و۔اور　انہ۔بیشک وہ　الیہ۔اسکی طرف

تحشرون۔تم اکٹھے کیے جاؤ گے　و۔اور　اتقوا۔بچو

فتنۃ۔اس فتنہ سے کہ　لا۔نہ　تصیبن۔پہنچے گا　الذین۔ان کو

ظلموا۔جو ظالم ہیں　منکم۔تم میں سے　خاصۃ۔خاص کر کے　و۔اور

اعلموا۔جان لو　ان۔بے شک　اللہ۔اللہ　شدید۔سخت

العقاب۔عذاب والا ہے　و۔اور　اذکروا۔یاد کرو　اذ۔جب

انتم۔تم　قلیل۔تھوڑے تھے　مستضعفون۔کمزور　فی۔بیچ

الارض۔زمین کے　تخافون۔تم ڈرتے تھے　ان۔یہ کہ　یتخطفکم۔اچک لیں تم کو

الناس۔لوگ　فاوا۔تو جگہ دی　کم۔تم کو　و۔اور

اید۔ قوت دی	کو۔ تم کو	بنصرہ۔ مدد	ہ۔ اپنی سے
و۔ اور	رزقکم۔ رزق دیا تم کو	من الطیبت۔ پاکیزہ	لعلکم۔ تاکہ تم
تشکرون۔ شکر کرو	یا۔ اے	ایھا۔ اے	الذین۔ وہ جو
امنوا۔ ایمان لائے ہو	لا۔ نہ	تخونوا۔ خیانت کرو	اللہ۔ اللہ کی
و۔ اور	الرسول۔ رسول کی	وتخونوا۔ اور نہ خیانت کرو	امانتکم۔ اپنی امانتوں میں
و۔ اور	انتم۔ تم	تعلمون۔ جانتے ہو	و۔ اور
اعلموا۔ جان لو	انما۔ اسکے سوا نہیں	اموالکم۔ تمہارے مال	و۔ اور
اولاد۔ اولاد	کم۔ تمہاری	فتنۃ۔ آزمائش ہے	و۔ اور
ان۔ بے شک	عند۔ پاس	ہ۔ اس کے	اجر۔ اجر ہے
عظیم۔ بہت بڑا۔			

مختصر تفسیر اردو

اے ایمان والو اطاعت الٰہی کرو اور اس کے رسول کا حکم مانو اس لیے کہ اطاعت رسول اطاعت الٰہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے ہمارے اس رسول کی اطاعت کر لی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کر لی اسی لیے واو کے ساتھ عطف فرما کر اپنی اطاعت مع اطاعت رسول ظاہر کی اور فرمایا نہ پھرو اور سن سنا کر انحراف نہ کرو اور نہ ہو جاؤ ان جیسے جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور حال یہ ہے کہ وہ نہیں سنتے۔

اس لیے کہ جو حکم سن کر اس پر عمل نہ کرے اور نصیحت سے نفع نہ اٹھائے اس کا سننا نہ سننا برابر ہے۔ یہ طریقہ منافقین و مشرکین کا تھا اس سے مسلمانوں کو علیحدہ رہنے کا حکم دیا گیا اور فرمایا بے شک جانوروں میں بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے بے عقل ہیں نہ وہ حق سنتے ہیں نہ حق بولتے ہیں نہ حق سمجھتے ہیں ان کے کان اور زبان نصیحت کے قبول سے دور ہیں ان کی عقل بے کار ہے اور وہ اولئک کالانعام بل ھم اضل وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ وہ دیدہ و دانستہ کان۔ آنکھ۔ زبان رکھتے ہوئے بھی بہرے گونگے اور اندھے

بنے ہوئے ہیں

شان نزول:۔ آیہ کریمہ کا بنی عبد الدار بن قصی کے لیے تھا کہ وہ کہتے تھے کہ جو کچھ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہم اس سے بہرے گونگے۔ اندھے ہیں یہ لوگ غزوہ احد میں مارے گئے ان میں سے صرف دو مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ ایمان لائے تھے آگے ارشاد ہے۔

اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلا جانتا تو انہیں سنا دیتا یعنی ان میں اگر صداقت پسندی ہوتی تو ضرور ان کو ہدایت ملتی اور اگر سنا دیتا جب بھی آخر کار وہ پھیر کر پلٹ جاتے اس لیے کہ ان کی جبلیت میں صداقت کی طرف رغبت ہی نہیں اور اپنے عناد اور عداوت عن الحق میں اتنے گم ہیں کہ ہدایت قبول ہی نہیں کر سکتے اس کے بعد مومنین کو اطاعت رسول کے لیے حکم عام دیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب وہ تمہیں بلائیں اس لیے کہ رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت سعید بن معلے سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مسجد میں مشغول نماز تھا مجھے حضور نے پکارا میں نے جواب نہ دیا اور جلدی سے نماز ختم کر کے حاضر بارگاہ ہوا اور معذرت کی کہ حضور میں نماز میں تھا تو حضور نے فرمایا کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو اور یہ حکم مطلق ہے جو نماز اور غیر نماز دونوں پر حاوی ہے دوسری حدیث حضرت ابی بن کعب سے ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے حضور نے انہیں پکارا انہوں نے جلدی سے نماز تمام کر کے حضور سے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور نے فرمایا کیا تم نے قرآن پاک میں نہیں پڑھا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو چنانچہ آپ نے معذرت کی اور عہد کیا کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

اس چیز کے لیے جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ اس چیز سے مراد یا ایمان ہے اس لیے کہ کافر مردہ ہوتا ہے ایمان سے اسے زندگی ملتی ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ وہ چیز قرآن کریم ہے اس لیے کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں اور دل کی زندگی موجب نجات و عصمت دارین ہے۔ حضرت محمد بن اسحاق فرماتے ہیں وہ چیز جہاد ہے اس لیے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ ذلت کے بعد عزت دیتا ہے۔

بعض مفسرین اس طرف گئے کہ وہ چیز شہادت ہے اس لیے کہ شہداء اپنے رب کے حضور زندہ ہیں بل احیاء عند ربہم یرزقون آگے ارشاد ہے۔

اور جان لو کہ اللہ کا حکم انسان اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور اس فتنہ سے ڈرو جو ہرگز تم میں صرف ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا بلکہ اگر اس سے تم نہ ڈرے اور اس کے ممنوعات کو ترک نہ کیا اور وہ فتنہ نازل ہوا تو یہ نہ ہوگا کہ اس میں خاص ظالم اور بدکار

ہی مبتلا ہوں بلکہ وہ نیک اور بد سب کو پہنچ جائے گا حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے درمیان ممنوعات نہ ہونے دیں۔ بلکہ اپنی مقدور تک برائیوں کو روکیں گناہ کرنے والوں کو گناہ سے منع کریں اگر انہوں نے کلمہ حق نہ کہا اور تم خاموش رہے تو ان سب کو عذاب عام ہو گا خطاکار غیر خطاکار ساکت عن الحق دونوں مبتلا ہوں گے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص لوگوں کے عمل پر عذاب عام نہیں کرتا جبتک عام طور پر لوگ ایسا نہ کریں کہ ممنوعات کو اپنے اندر ہوتا دیکھتے رہیں اور اس کے منع کرنے پر قدرت رکھتے ہوں منع نہ کریں جب ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان میں عذاب عام وخاص سب پر نازل فرما دیتا ہے ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص کسی قوم کو سرگرم معاصی دیکھ کر باوجود قدرت اسے نہیں روکتا تو اللہ تعالیٰ اس کے مرنے سے انہیں عذاب عام میں مبتلا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عن المنکر ترک کر دیتی ہے وہ اس فرض کے ترک کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے اور وہ وقت یاد کرو جب اے مومنین و مہاجرین جب تم ابتدائے اسلام میں قبل از ہجرت مکہ مکرمہ میں تم تھوڑے تھے نہایت کمزور زمین میں خائف کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں مدینہ طیبہ میں جگہ دی اور تمہیں اپنی مدد سے طاقتور بنایا اور پاک چیزیں تمہیں رزق کیں یعنی اموال غنیمت جو تم سے پہلے کسی امت میں حلال نہیں تھے وہ تم پر حلال کیے تاکہ تم شکر گذار بنو اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو یعنی ترک فرائض خیانت باللہ ہے اور ترک سنت بھی اسی خیانت کا ایک جزو ہے۔

شان نزول:۔ اس آیت کریمہ کا ابولبابہ ہارون بن عبداللہ انصاری کے معاملہ میں ہے واقعہ یہ تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود بنو قریظہ کا دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیا اس محاصرہ میں وہ سخت پریشان ہوئے اور ان کے دل خوفزدہ ہو گئے تو ان کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب تین طریقہ ہیں جو تمہیں نجات دلا سکیں۔

یا تو جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے ان سے بیعت کر لو اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب توریت میں ہے ان پر ایمان لانے کے بعد تمہاری جان اور تمہارا مال اور اہل وعیال سب محفوظ رہیں گے۔

لیکن اس بات کو قوم یہود نے نہ مانا پھر کعب بن اسد نے دوسری صورت پیش کی اور کہا کہ اگر یہ منظور نہیں تو آؤ اور اپنی بیویوں کو اول قتل کر دو پھر تلواریں سوت کر حضور سید عالم صلے اللہ علیہ

وسلم اور ان کے اصحاب کے مقابل نکلو پھر اگر مارے بھی گئے تو ہمیں ہماری اولاد اور ازواج کا غم تو نہ رہے گا۔

اس پر قوم نے کہا کہ اہل و عیال کے بعد جینا ہی بیکار ہے لہذا یہ بھی نامنظور تو پھر کعب نے کہا اس کے بعد تیسری صورت یہ ہے کہ حضور سے صلح کی درخواست کی جائے اس شکل کو تمام بنو قریظہ نے قبول کر لیا۔

اور بارگاہ رسالت پناہ میں درخواست صلح پیش کی لیکن حضور نے یہ درخواست نامنظور فرمائی۔ اور حکم دیا کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول فرمائیں۔

اس پر یہود نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیجئے۔ ابولبابہ مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ لیکن ان کا تعلق یہود سے اس وجہ میں باقی تھا کہ ان کے عیال اور اولاد اور تمام مال سب بنی قریظہ کے قبضہ میں تھا۔

حضور نے حضرت ابولبابہ کو بھیج دیا۔ یہود بنی قریظہ نے آپ سے رائے لی کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم منظور کریں یا نہ کریں۔

حضرت ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ ان کا فیصلہ منظور کرنا اپنے ہاتھ سے گلا گھونٹنا ہے۔

حضرت ابولبابہ فرماتے ہیں کہ یہ مشورہ دیتے ہی میرے دل میں محسوس ہوا کہ مجھ سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت سرزد ہوئی۔

یہ سوچ کر آپ حضور کی بارگاہ میں تو نہ آئے۔ سیدھے مسجد نبوی میں جاکر ایک ستون سے اپنے آپ کو بندھوا لیا اور قسم کھائی کہ کچھ نہ کھائیں گے نہ پئیں گے حتی کہ مر جائیں یا اللہ تبارک وتعالے ان کی توبہ قبول فرمائے۔ اوقات نماز میں ان کی بیوی انہیں ادائے نماز کے لیے کھول جاتیں اس مہلت میں وہ قضائے حاجت سے بھی فارغ ہو لیتے اس کے بعد پھر آپ کی بیوی باندھ جاتیں۔

اس واقعہ کو حضور نے سن کر فرمایا ابولبابہ اگر ارتکاب جرم کے بعد میرے پاس آجاتے تو میں ان کی مغفرت کے لیے دعا کرتا۔ لیکن جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو اب میں انہیں نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالے کی طرف سے ان کی خطا معاف نہ ہو۔

آپ سات روز تک مسلسل بندھے رہے اور ان ایام میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ حتی کہ بیہوش

ہو کر گر پڑے اور اللہ تعالے نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ صحابہ کرام یہ بشارت لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا قسم بخدا میں ہرگز نہ کھولوں گا جبتک کہ بنفس نفیس خود حضور تشریف لاکر مجھے نہ کھولیں۔ چنانچہ سرکار رحمت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دست حق پرست سے تشریف لاکر کھول دیا۔ حضرت ابولبابہ نے عرض کیا حضور میری توبہ اس وقت مکمل ہوگی جب میں اپنی قوم کی بستی چھوڑ دوں۔ آگے ارشاد ہے۔

اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت کرو اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور ایسا فتنہ ہے کہ آخرت کے کاموں میں سدراہ ہوتا ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔ تو عاقل عاقبت اندیش کو چاہیئے کہ اسی کا طلبگار رہے اور مال و اولاد کے سبب اس سے محروم نہ ہو۔

(تفسیر نسفی عربی۔ رکوع ۳ سورہ انفال پ ۹)

ناسازیٔ طبع

اس کے لکھنے کے بعد جمعۃ الوداع کے روز ایک دانہ شدت گرما سے زیر شانہ نکلا اور عید الفطر تک شدت پکڑ گیا۔ آخر ڈاکٹر محمد افضل صاحب نے آپریشن کیا۔ آج ۱۳ جون ہے مگر ابھی نشست و برخاست بے تکلف کر سکتا ہوں۔ اسی وجہ میں تفسیر کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ۱۵ جون ۱۹۵۴ء بروز سہ شنبہ ۱۲ بجے دن بطفیل سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لخت جگر سید خلیل احمد رہا ہو کر گھر آ گئے لیکن ابھی میرے زخم ہے ۱۳ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ

آج ۸ جولائی ۱۹۵۴ء ہر ذوالقعدہ ۱۳۷۳ھ یوم پنجشنبہ سے تفسیر کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔ والحمد للہ علی احسانات وانعامات۔

فقیر ابوالحسنات قادری

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ انفال پ ۹

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اے ایمان والو اگر ڈرو گے اللہ سے کر دے گا وہ تمہارے لیے جدا حق و باطل اور اتار دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

اور یاد فرمائیں اے محبوب جب مکر کرتے تھے تمہارے ساتھ کافر تاکہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ خفیہ تدبیریں سب سے بہتر ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں بے شک ہم نے سنا اگر ہم چاہتے تو یقیناً ہم بھی کہہ دیتے مثل اس کی یہ نہیں مگر قصے اگلے لوگوں کے۔

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

اور جب کہا انہوں نے اے اللہ اگر ہے یہی (قرآن) حق تیری طرف سے تو برسا دے ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر عذاب دردناک اور نہیں اللہ ایسا کہ ان پر عذاب کرے حال آنکہ تو (اے محبوب) ان میں جلوہ آرا ہو۔ اور نہیں اللہ انہیں عذاب کرنے والا حال آنکہ وہ بخشش مانگ رہے ہوں۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا

اور انہیں کیا ہے کہ نہ عذاب کرے انہیں اللہ اور وہ روک رہے ہیں مسجد حرام سے اور

كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

نہیں ہیں وہ اس کے اہل اس کے والی تو صرف تقویٰ والے ہیں مگر اکثر ان کے نہیں جانتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

اور نہیں ہے ان کی نماز کعبہ کے پاس مگر سیٹی اور تالی تو اب عذاب چکھو بدلہ اس جو تم کفر کرتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۝

بیشک وہ کافر جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللہ کی راہ سے تو اب وہ انہیں خرچ کریں گے پھر ہوگا انہیں اس پر پچھتاوا پھر مغلوب کر دیے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اور وہ جو کافر ہیں جہنم کی طرف محشور ہوں گے۔ اس لیے کہ اللہ گندے کو پاک سے ممیز کر دے اور کر دے نجاستوں کو تلے اوپر ایک ڈھیر تو کر دے انہیں جہنم میں یہی وہ ہیں جو نقصان میں ہیں۔

حل لغات رکوع چہارم سورۃ انفال پ ۹

یا ایہا۔اے	الذین۔وہ جو	امنوا۔ایمان لائے ہو	ان۔اگر
تتقوا۔ڈرو گے تم	اللہ۔اللہ سے	یجعل۔کریگا	لکم۔تمہارے لیے
فرقانا۔فرقان	و۔اور	یکفر۔دور کریگا	عنکم۔تم سے
سیئاتکم۔تمہاری برائیاں		و۔اور	یغفر۔بخشے گا
لکم۔تم کو	و۔اور	اللہ۔اللہ	ذو۔صاحب
الفضل۔فضل	العظیم۔بڑے کا ہے	و۔اور	اذ۔جب
یمکر۔تدبیر کرتے تھے	بک۔تیرے متعلق	الذین۔وہ جو	کفروا۔کافر ہیں
لیثبتوک۔کہ قید کریں	ک۔تجھ کو	او۔یا	یقتلوک۔قتل کریں

ک-تجھ کو　او-یا　یخرجو-نکال دیں　ک-تجھ کو

و-اور　یمکرون-تدبیر کرتے تھے　و-اور　یمکر-تدبیر کرتا تھا

اللہ-اللہ　و-اور　اللہ-اللہ　خیر-بہترین

الماکرین-تدبیر کرنے والا ہے　و-اور　اذا-جب

تتلی-پڑھی جاتی ہیں　علیہم-ان پر　اٰیتنا-ہماری آیتیں　قالوا-کہتے ہیں

قد-بیشک　سمعنا-سنا ہمنے　لو-اگر　نشاء-ہم چاہیں

لقلنا-تو کہیں ہم　مثل-مثل　ھذا-اس کی　ان-نہیں

ھذا-یہ　الا-مگر　اساطیر-کہانیاں　الاولین-پہلوں کی

و-اور　اذ-جب　قالوا-کہا انہوں نے　اللھم-اے اللہ

ان-اگر　کان-ہے　ھذا-یہ　ھو-وہ

الحق-حق　من عند-نزدیک　ک-تیرے سے　فامطر-تو برسا

علینا-ہم پر　حجارۃ-پتھر　من السماء-آسمان سے　او-یا

ائتنا-لے آ ہم پر　بعذاب-عذاب　الیم-دردناک　و-اور

ما-نہیں ہے　کان-ہے　اللہ-اللہ　لیعذبھم-کہ عذاب

کرے انکو　و-اور　انت-تو　فیہم-ان میں ہو

و-اور　ما-نہیں　کان-ہے　اللہ-اللہ

معذبھم-عذاب کرنے والا انکو　و-اور　ھم-وہ

یستغفرون-بخشش مانگتے ہوں　و-اور　ما-کیا ہے

لہم-ان کو　الا-کہ نہ　یعذبھم-عذاب کرے انکو　اللہ-اللہ

و-اور　ھم-وہ　یصدون-روکتے ہیں　عن المسجد-مسجد

الحرام-حرام سے　و-اور　ما-نہیں　کانوا-ہیں وہ

اولیاءہ-اہل　ہ-اس کے　ان-نہیں　اولیاؤہ-والی اس کے

ہ-اس کے　الا-مگر　المتقون-پرہیزگار　و-اور

لکن-لیکن　اکثر-اکثر　ھم-ان کے　لا-نہیں

یعلمون-جانتے　و-اور　ما-نہیں　کان-تھی

صلوتہم۔ ان کی نماز	عند۔ نزدیک	البیت۔ بیت اللہ کے	الا۔ مگر
مکاء۔ سیٹیاں	و۔ اور	تصدیۃ۔ تالیاں	فذوقوا۔ تو چکھو
العذاب۔ عذاب	بما۔ بدلے اسکے جو	کنتم۔ تم	تکفرون۔ کفر کیا کرتے تھے
ان۔ بیشک	الذین۔ وہ جو	کفروا۔ کافر ہیں	ینفقون۔ خرچ کرتے ہیں
اموالہم۔ اپنے مال	لیصدوا۔ تاکہ روکیں	عن سبیل۔ راہ	اللہ۔ خدا سے
فسینفقونہا۔ تو خرچ کرینگے ان کو		ثم۔ پھر	تکون۔ ہوگی
علیہم۔ ان پر	حسرۃ۔ حسرت	ثم۔ پھر	یغلبون۔ مغلوب ہونگے
و۔ اور	الذین۔ وہ جو	کفروا۔ کافر ہیں	الی۔ طرف
جہنم۔ جہنم کی	یحشرون۔ اکٹھے کیے جائیں گے		لیمیز۔ تاکہ الگ کرے
اللہ۔ اللہ	الخبیث۔ گندے کو	من الطیب۔ پاک سے	و۔ اور
یجعل۔ کرے	الخبیث۔ گندے کو	بعضہ۔ بعض کو	علی۔ اوپر
بعض۔ بعض کے	فیرکمہ۔ پھر تہ بہ تہ کرے اسکو		جمیعا۔ سب کو
فیجعلہ۔ پھر پھینکے اس کو		فی۔ بیچ	جہنم۔ جہنم کے
اولئک۔ یہ لوگ	ہم۔ ہی	الخسرون۔ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔	

مختصر بامحاورہ تفسیر اردو

اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے اور گناہوں سے مجتنب رہ کر اس کی اطاعت کی طرف جھکو گے تو وہ تمہیں وہ جوہر عطا کرے گا جس سے تم حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ اور یاد فرمایئے اے محبوب جب مکاری کر رہے تھے تمہارے ساتھ کافر تاکہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ کفار مکہ دار الندوہ میں جمع ہوئے دیہ مکہ کے کفار کا کمیٹی روم تھا اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استشارہ کرنے لگے کہ ان میں شیطان ایک بڈھے کی شکل میں آیا اور کہنے لگا میں شیخ نجد ہوں مجھے تمہارے اس اجتماع کی خبر ملی تو آیا۔ دیکھو مجھ سے تم لوگ کچھ مخفی نہ رکھنا میں تمہارا خیر اندیش ہوں

اور تمہیں اس معاملہ میں صائب رائے سے تمہاری معاونت کرونگا۔ تو کافروں نے اسے بھی اس کمیٹی میں شامل کرلیا۔

اور سید عالم رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی۔

ابوالبختری سب سے پہلے بولا میری رائے یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کرکے ایک مکان میں محبوس کردو اور دروازے بند کردو۔ صرف ایک سوراخ رکھو جس میں سے کبھی کبھی کھانا پانی دیدیا جائے حتیٰ کہ اسی مکان میں وہ ہلاک ہوجائیں۔

اس پر شیطان نے جو شیخ نجدی بن کر آیا ہوا تھا بولا ابوالبختری کی یہ رائے نہایت غلط ہے اس پر عمل کرنے کے بعد وہ فتنہ اٹھے گا کہ تم میں اس کے دبانے کی قوت نہ ہوگی اس لیے کہ انہیں جب ان کے اصحاب گم ہوا دیکھیں گے تلاش کریں گے اور یہ خبر دنیا میں مشہور ہوجائے گی وہ سب جمع ہوکر مقابلہ کریں گے اور انہیں تمہارے ہاتھ سے چھڑالیں گے اور خون خرابہ علیحدہ ہوگا۔

سب لوگوں نے اس سے اتفاق کرکے کہا شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے۔

پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا اور بولا میری رائے یہ ہے کہ انہیں اونٹ پر سوار کرکے اپنے شہر سے نکال دو یہاں سے باہر نکل کر وہ جو بھی کریں کریں ہمیں اس سے کچھ ضرر نہ ہوگا۔

ابلیس شیخ نجدی کی شکل والا بولا مجھے اس رائے سے بھی اتفاق نہیں اس لیے کہ جس نے تم جیسے بلغاء وفصحاء کے ہوش گم کردیے اور تمہارے بڑے خطباء ادباء اور دانشمندوں کو محو حیرت کرڈالا اسے تم دوسروں کی طرف نکالتے ہو کیا تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی دلکشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم میں جاکر ان کے دل مسخر کرکے ان کے ساتھ تم پر چڑھائی کرے گا اور تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر چین لے گا۔

مجمع نے شیخ نجدی کی رائے سے اتفاق کیا اور یکزبان ہوکر اس کی تائید کی اس کے بعد ابوجہل کھڑا ہوا اور کہنے لگا میری رائے میں قریش کے ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان چنا جائے اور انہیں تیز تلواریں دے کر ان سے یکبارگی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرایا جائے حتیٰ کہ وہ انہیں قتل کردیں اس کے بعد جب انکو اثری ہوگی تو خون تمام قبائل کے ذمہ آئے گا اور بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے لڑ نہ سکیں گے غایت یہ کہ خون کا معاوضہ دینا پڑجائے گا وہ دیدیا جائے گا۔

شیخ نجدی نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور ابوجہل کی فطانت وذہانت کی تعریف کی آخر اس پر سب کا اتفاق ہوگیا۔

ادھر حضرت روح الامین بحکم رب العالمین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مشرکین مکہ کی خفیہ میٹنگ سے مطلع کر گئے اور عرض کر گئے کہ حضور آج سے اپنی خوابگاہ پر شب باش نہ رہیں اور اللہ تعالے کی طرف سے اذن ہے کہ اب آپ مدینہ طیبہ کا عزم فرمالیں۔ یہ مبادیات ہجرت ہیں۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روز مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو شب میں اپنی خوابگاہ پر شب باش رہنے کا حکم دیا اور اپنی رداء مبارک عطا فرما کر ارشاد ہوا کہ یہ اوڑھ کر سویا کرو۔ اس کی برکت سے کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی۔

پھر دولت سرائے عالی سے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک دست اقدس میں لی اور آیہ کریمہ انا جعلنا فی اعناقہم اغلالا پڑھ کر مشرکین محاصرین کی طرف پھینکی یہ معجزہ ہوا کہ وہ ایک مشت خاک تمام حصار کرنے والوں کی آنکھوں اور سر پر پڑی سب اندھے ہو کر آنکھیں ملتے رہ گئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے حضور معہ رفیق غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سیدھے غار ثور میں تشریف لے آئے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی خوابگاہ پر چھوڑ آنے کی وجہ خاص یہ تھی کہ لوگوں کی امانتیں جو حضور کے پاس تھیں وہ آپ کے ذریعہ سب کو پہنچانی تھیں۔

مختصر یہ کہ مشرکین شب بھر سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت سرائے عالی کے گرد پھرتے رہے۔ صبح جب بغرض قتل یکبارگی حملہ کر کے باب عالی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ یہاں حضور نہیں ہیں بلکہ حضرت شیر خدا اسد اللہ ہیں۔ حضرت اسد اللہ سے پوچھا حضور کہاں ہیں۔ آپ نے اپنی لاعلمی ظاہر فرمائی۔ مایوس ہو کر تلاش کو نکلے حتیٰ کہ غار تک پہنچ گئے۔

ابوجہل نے طاق غار میں مکڑی کا جالا دیکھ کر کہا اگر یہاں سے کوئی داخل ہوا ہوتا تو یہ جالا ٹوٹ جاتا پھر کفار واپس چلے گئے اور حضور تین روز تک اس غار میں جلوہ افروز رہ کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے۔

ارباب سیر نے اس واقعہ کو احادیث و روایات کی روشنی میں ذرا وضاحت سے لکھ کر ابو بر لکھ دیا ہے۔ چنانچہ ہم یہاں علامہ خرپوتی شارح قصیدہ بردہ کا مضمون طیب الوردہ علی قصیدۃ البردۃ سے جو میری شرح ہے نذر ناظرین کرتے ہیں وھو ہذا ؎

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِمَا ۔۔۔ وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمٖ

(لفظی ترجمہ) سراپا صدق غار میں جلوہ فرما تھے اور صدیق اکبر بھی حاضر تھے اور سانپ کے ڈسنے سے آپ متورم بھی نہ ہوئے اور مشرکین وہاں دیکھ کر یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ اس غار میں کوئی نہیں ہے۔

شرح:- لَمۡ یَرِمَا کی جگہ صاحب شوارد الفردہ نے لَمۡ یُرَیَا تثنیہ مجہول لکھا ہے۔ اگر یہ لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ صدق مجسم غار میں تھے اور صدیق اکبر بھی حاضر تھے مگر نہ دیکھے گئے بلکہ کفار کہہ رہے تھے کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔

لَمۡ یَرِمَا:- یہ اس ورم الف کو کہا جاتا ہے جبکہ انسان غصہ میں تھنے پھلاتا ہے۔ اس جگہ لَمۡ یَرِمَا کے معنی یہ نہیں گے کہ غار ثور میں سانپ کے ڈسنے پر بھی صدیق غضب ناک نہ ہوئے بلکہ قضا و قدر الٰہی پر راضی برضا و شاکر بقضا رہے۔

لَمۡ یُرَیَا:- کو اگر ورم سے مانا جائے تو ایک معنی یہ ہوں گے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پائے مبارک لدغ حیہ کے بعد بھی متورم نہ ہوا۔

چنانچہ ایک روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اس کو اپنے پائے اقدس کے انگوٹھے سے بند فرمایا تو اس سوراخ میں جو سانپ تھا اس نے ڈس لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں اس کی شکایت کی حضور نے اپنے لعاب دہن سے اس کا علاج فرمایا۔ باذن الٰہی آپ کا پائے اقدس درست ہوگیا اور ورم وغیرہ جاتا رہا۔

اور جنہوں نے لَمۡ یُرَیَا مضارع کا تثنیہ بنا کر پڑھا ہے اسے رویت سے لیا ہے ان کا رد شیخ زادہ اور علامہ خرپوتی نے کیا شیخ زادہ فرماتے ہیں وروی بعض لم یریا وما ذلک من الناظم وانما حمله علی ذلک العجز عن التاویل۔ یعنی بعض نے لَمۡ یُرَیَا لکھا ہے لیکن یہ ناظم فاہم کے لفظ نہیں اور ایسے ہی علامہ خرپوتی فرماتے ہیں۔ وقرأ بعض الناس لم یریا علی انہ تثنیۃ مضارع من الرؤیۃ لکن ردہ شیخ زادہ وانا من الداخلین معہ۔ بعض آدمیوں نے لَمۡ یُرَیَا تثنیہ مضارع رویت سے لے کر بنایا ہے۔ لیکن شیخ زادہ نے اس کا رد کیا اور ہم بھی ان کے ساتھ اس رد میں شریک ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ لَمۡ یُرَیَا جو پڑھے گا وہ ایجادی طور پر پڑھے گا۔ قصیدہ کے ورد میں لَمۡ یَرِمَا پڑھنا چاہیے اس لیے کہ شیخ زادہ اور خرپوتی اس کے خلاف ہیں اور شیخ زادہ تو نہایت وثوق سے فرماتے ہیں کہ وما ذلک من الناظم کہ لم یریا امام بوصیری کی زبان سے نکلا ہوا لفظ نہیں ہے تو اب حاصل مفہوم بیت یہ ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے جان نثار صدیق جب داخل غار ثور ہوگئے تو اس میں قضا و قدر الٰہی کے ساتھ نہایت راضی رہے اور حکم الٰہی پر غضب ناک نہ ہوئے اور کفار مکہ قدموں کے کھوج لیتے دروازہ غار تک آ گئے مگر ان دونوں طالب و مطلوب شمع نبوت اور اس کے پروانہ کو

اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا جب کفار کھوج لے کر اس غار تک آئے تو یہاں سے کھوج غائب دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا لو ان احدھم نظر الی قدمیہ لابصرنا۔ حضور اگر کسی بے ایمان نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں یہاں دیکھ لیں گے۔ حضور نے فرمایا یا ابا بکر ماظنک باثنین اللہ ثالثھما۔ ابوبکر تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

چنانچہ حمایت و نصرت الٰہی کی شان آئندہ بیت میں فرماتے ہیں ع

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْکَبُوْتَ عَلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

(لفظی ترجمہ) مشرکین نے گمان کیا کبوتر کو اور گمان کیا مکڑی کو کہ یہ خیر عالم پر جالا تاننے والی نہیں ہے اور نہ کبوتر انڈے دینے والا۔

شارح:۔ ظاہری سبب کفار کے نہ دیکھنے کا یہ ہوا کہ انہوں نے غار کے منہ پر دیکھا کہ کبوتر انڈے دیے بیٹھا ہے اور اوپر مکڑی جالا پارے ہوئے ہے تو انہیں گمان ہوا کہ اگر اس میں سے کوئی جاتا تو یہ جالا ٹوٹ جاتا۔ کبوتر کا گھونسلہ خراب ہو جاتا۔ انڈے ٹوٹ جاتے ان دلائل کے ماتحت فیصلہ کیا کہ اس غار میں ہرگز کوئی نہیں ہے۔ اس طرف ان کا ذہن نارسا جا ہی نہیں سکتا تھا کہ اللہ کے محبوب و صدیق کے لیے یہ مکڑی اور کبوتر یہاں آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شیون قدرت کا اس صورت میں مظاہرہ فرمایا ہے کہ کفار شریر النفس اشد ترین انسان نما حیوانوں سے ایک کمزور ترین مخلوق کے ذریعہ یہ حفاظت کی کہ بیضہ حمام بروج مشیدہ بن گئے اور تار عنکبوت جسے قرآن اِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ فرما رہا ہے ایک مستحکم قلعہ بنا دیا گیا۔

غالباً اسی بنا پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حرم محترم کے رہنے والے کبوتر اور مکڑی کے مارنے کو منع فرمایا۔ صاحب بنذہ فرماتے ہیں نہی علیہ السلام عن قتل العنکبوت والحمام الکائنین فی الحرم اور عام طور پر مکڑی کے لیے حکم ہے العنکبوت شیطان مسخہ اللہ تعالیٰ فاقتلوہ۔ حضور نے فرمایا کہ مکڑی شیطان ہے اللہ نے اسے مسخ فرمایا اسے ماردیا کرو ذکرہٗ فی الجامع الصغیر۔

اور ثعلبی سے مروی ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ طھروا بیوتکم من النسج العنکبوت فان ترکہ فی البیوت یورث الفقر اپنے گھروں کو مکڑی کے جالے سے پاک رکھو اگر گھروں میں جالا چھوڑا تو وہ تنگدستی پیدا کرے گا۔ تکلیہ میں ہے نسجت العنکبوت مرتین علی الانبیاء مرۃ علی داؤد علیہ السلام حین کان جالوت یطلبہ

ومرۃ علی النبی علیہ السلام فی الغار۔ مکڑی نے دو بار انبیاء علیہم السلام پر جالا تنا ایک بار داؤد علیہ السلام پر جبکہ جالوت آپ کی تلاش میں تھا اور دوسری بار حضور علیہ السلام کے غار پر۔

دیلمی نے جنت فردوس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا کہ مسخ شدہ جانور کتنے ہیں تو حضور نے فرمایا ھذا الفیل (ہاتھی) والدب (ریچھ) والخنزیر (سور) والقرد (بندر) والجریث (مچھلی) والضب (گوہ) والوزغ (چھپکلی) والعقرب (بچھو) والدعموص (کرم آبی) والعنکبوت (مکڑی) والارنب (خرگوش) والسہیل (ستارہ) والزہرہ (ستارہ)۔

امیہ بن خلف نے باوجود قطعی مایوسی کے غار میں داخل ہو کر دیکھنا چاہا تو اسے کہا گیا کہ ما تصنع فی الغار وان علیہ عنکبوتا کانت قبل میلاد سید الابراد کیا کرتا ہے غار میں جا کر اس غار کے منہ پر یہ مکڑی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بھی پہلے کی ہے۔

اور وہ اپنے مکر رہے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری آیتیں تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسے ہم بھی کہہ دیتے۔ یہ کچھ نہیں مگر اگلوں کے قصے ہیں۔

آیات کریمہ کا شان نزول نضر بن حارث کے حق میں ہے یہ وہ اخبث سرکش تھا جس نے حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک سن کر یہ کواس کی تھی کہ اگر ہم چاہتے تو ایسی ہی کتاب بنا لیتے۔ اللہ تعالے نے اس کا یہ قول بیان فرمایا اور ظاہر کیا کہ یہ اس کی انتہائی بے حیائی کا دعوے تھا۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالے نے فصحائے عرب کو قرآن کریم کی مثل ایک سورت بنا لانے کی دعوت دی اور وہ سب اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئے اس وقت نضر بن حارث کہاں گم ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس وقت بھی تو یہ نضر بن حارث ان میں موجود تھا۔ آج اس کی یہ ڈھٹائی خالص بکواس اور ذلیل حرکت ہے۔

اور جب وہ بولا یعنی نضر بن حارث اور ابو جہل بن ہشام (کما رواہ البخاری والمسلم) اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔

تو اس کا جواب اللہ تعالے کی طرف سے ملا اور اللہ کا یہ کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک (اے محبوب) آپ ان میں تشریف فرما ہوں اس لیے کہ ہم نے آپ کی ذات اقدس کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ اور عادت اللہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو اس پر عام

عذاب نہیں بھیجا جاتا جو سب کی ہلاکت کا موجب ہو۔

مفسرین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ آیت صرف اور صرف حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز تھے بعد ازاں جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان وہاں رہ گئے جو استغفار کر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی وما کان اللہ لیعذبہم وھم یستغفرون۔ اور اللہ نہیں عذاب کرنے والا جبتک ان میں بخشش مانگ رہے ہوں یعنے جب مشرکین ومنافقین میں بہ مجبوری مومنین بھی رہ رہے ہوں اور اللہ کے حضور استغفار کر رہے ہوں جب بھی عذاب نہیں آئے گا۔ پھر جب یہ لوگ بھی مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے تو اللہ تعالے نے فتح مکہ کی بشارت دی۔ اور یہ عذاب موعود تھا جو مشرکین پر آیا اور اسی کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا ومالھم الا یعذبہم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام اور ان کے لیے کیا مانع ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ کرے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔

علامہ محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ماکان اللہ لیعذبہم بھی مقولہ کفار ہے جیسے حکایتا نقل کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ مشرکین اتنے جہالت مآب ہیں کہ خود ہی کہتے ہیں کہ یا اللہ اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا دے یا عذاب الیم لا۔ اور خود ہی کہتے ہیں کہ وانت فیہم لے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جب تک ہم میں جلوہ فرما ہیں ہم پر عذاب نہ ہوگا اس لیے کہ کوئی امت اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی اور یہ متضاد اقوال بھی ان کی بے دینی کی دلیل ہیں اور اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اللہ تعالے سے استغفار کرنا عذاب سے مامون رہنے کا ذریعہ ہے (روح)

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالے نے میری امت کے لیے دو امانیں نازل کیں ایک اس وقت جب کہ وہ استغفار کرتے ہوں اور دوسری اس وقت جب میں ان میں رونق افروز ہوں۔ آگے ارشاد ہے۔

اور وہ اس کے اہل نہیں یہ واقعہ حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان طواف کعبہ کو گئے تو مشرکین مکہ نے انہیں روکا چنانچہ ارشاد ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اس کے اہل نہ تھے کہ امور کعبتہ اللہ میں متصرف اور نظام کے مختار ہوں اس لیے کہ مشرک کو بیت اللہ سے کیا نسبت اس کے متصرف ومجاز تو سوائے متقی افراد کے کوئی نہیں مگر ان میں اکثر جاہل ہیں اور جہالت ہی سے ایسا کرتے ہیں اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی سرتانی۔ کرتالی۔ ناچنا

کودنا ہی مشرک کی عبادت ہوتی ہے۔

سیدالمفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین قریش خانہ کعبہ میں ننگے ہو کر طواف کرتے اور سیٹیاں تالیاں بجاتے اور یہ فعل ان کے اعتقاد باطل کی بنا پر تھا یا محض شرارت تھی کہ مومنین اور حضور کی عبادت میں اختلال پیدا کریں۔ چنانچہ ارشاد ہے تو اب عذاب چکھو قید و قتل بدر کا یہ بدلہ ملا ہے انہیں اپنے کفر کا۔

بے شک وہ جو کافر ہیں خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ لوگوں کو روکیں اللہ کی راہ سے یہ آیہ کریمہ ان بارہ مطعمین مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمہ لیا اور بموجب معاہدہ نمبروار ہر ایک مشرک لشکر کو کھانا دیتا تھا جو دس اونٹ روزانہ کی اوسط سے دیتے تھے ان میں ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ابناء ربیعہ بن عبدالشمس اور اس کے بیٹے منبہ اور ابناء حجاج اور ابوالبختری بن ہشام اور نضر بن حارث حکیم بن حزام۔ ابی بن خلف۔ زمعہ بن اسود۔ حرث بن عامر بن نوفل اور عباس بن عبدالمطلب تمام کے تمام قریشی تھے اور ہر ایک دس اونٹ دیتا تھا جس روز مشرکین کو ہزیمت ہوئی اس دن عباس بن عبدالمطلب کی باری تھی چنانچہ ارشاد ہے۔

کہ اب تو وہ خرچ کریں گے پھر انہیں اس پر پچھتاوا ہو گا کہ افسوس مال بھی گیا اور کام بھی نہ بنا ہزیمت کی ذلت بھی ہمیں ہی اٹھانی پڑی۔ پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہو گا تاکہ اللہ خبیث کو نیک سے ممیز فرما کر جدا کرے یعنی کفار کو مومنین سے علیحدہ کر کے ممتاز کر دے اور نجس گروہ تلے اوپر رکھ کر سب کا ڈھیر جہنم کے اندر کر دے اور یہی نقصان و خسران والے ہیں جو ہمیشہ ٹوٹے میں رہیں گے جو اپنا مال خرچ کر کے بھی عذاب آخرت مول لے رہے ہیں (روح المعانی) تفسیر نسفی عربی

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۃ الانفال پ ۹

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

فرما دیجئے کافروں کو اگر وہ باز رہے تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر پھر لوٹ کر وہی کریں تو اگلوں کا حال گذر چکا ہے

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ

اور مقاتلہ کرو ان سے حتی کہ نہ رہے فتنہ شرک

يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

اور ہو جائے سارا دین اللہ کا تو اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کا کام دیکھ رہا ہے۔
اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو بے شک اللہ تمہارا مددگار ہے اور بہتر ہے مددگار اور اچھا ناصر ہے۔

واسال اللہ تعالی ان یوفقنا علی اتمامہ انہ علی ما یشاء قدیر

حل لغات رکوع پنجم سورۃ الانفال پ ۹

قل۔کہو	للذین۔ان سے	کفروا۔جو کافر ہیں	ان۔اگر
ینتھوا۔باز آجائیں	یغفر۔تو بخش دیا جائیگا	لھم۔ان کو	ما۔جو
قد۔پہلے	سلف۔گذر چکا	و۔اور	ان۔اگر
یعودوا۔پھر کریں گے	فقد۔تو بیشک	مضت۔گذر چکا	سنۃ۔طریقہ
الاولین۔پہلوں کا	و۔اور	قاتلو۔لڑو	ھم۔ان سے
حتی۔یہانتک کہ	لا۔نہ	تکون۔رہے	فتنۃ۔فتنہ
و۔اور	یکون۔ہو جائے	الدین۔دین	کلہ۔سارا
للہ۔اللہ کا	فان۔پھر اگر	انتھوا۔باز آجائیں	فان۔تو بیشک
اللہ۔اللہ	بما۔اس سے جو	یعملون۔کرتے ہیں	بصیر۔دیکھتا ہے
و۔اور	ان۔اگر	تولوا۔منہ پھیریں	فاعلموا۔تو جان لو
ان۔بیشک	اللہ۔اللہ	مولکم۔مالک ہے	نعم۔اچھا
المولی۔مالک ہے	و۔اور	نعم۔اچھا	النصیر۔مددگار ہے۔

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم سورۃ الانفال پ ۹

اے محبوب فرما دیجئے کافروں کو اگر وہ باز رہے تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر پھر

لوٹ کر وہی کریں تو اگلوں کا حال گذر چکا ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا ہے کہ ان کفار کو واضح کر دیں کہ اگر وہ مکر و فریب، کفر و شرک و شرارت سے باز آجائیں اور اسلام کو بہ طیب خاطر قبول کرلیں تو ان کی سابقہ خطائیں اور گذشتہ قصور معاف کر دیے جائیں گے اس میں کفار کو ایمان کی ترغیب بھی ہے اور بشارت عفو بھی کیونکہ اسلام قبول کر لینے کے بعد گذشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہاں کفار سے مراد مشرکین مطعمین ہیں جنہوں نے لشکر کفار کا کھانا اپنے ذمے لیا تھا۔ اور اس معاہدہ کے تحت ہر ایک سردار لشکر کے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔

آلوسی کہتے ہیں کفار سے مراد معہودین تھے یعنی ابو سفیان اور اس کے ساتھی جیسے سرکردہ لوگ اور یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی رکھتے تھے اور اسی بغض کی وجہ سے قبول اسلام کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ ان کافروں کو دعوت دیں اس بشارت کے ساتھ کہ اگر انہوں نے کفر و شرارت کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی خصومت ترک کر دی اور اسلام قبول کر لیا تو ان کے سابقہ قصور معاف ہو جائیں گے اور اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی اور طغیان و عدوان پر ڈٹے رہے تو پچھلی قوموں کا تفصیلی حال ان کے سامنے ہے تو اللہ کی سنت یہی رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اہل ایمان کے ساتھ خصومت رکھنے والے اور مخالفت اور محاربہ و مقاتلہ کرنے والے ذلیل و رسوا ہوں اور ہم ان سے انتقام لیں اور اہل ایمان کی مدد کریں اور اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ لہٰذا انہیں ترغیب بھی دی گئی ہے اور عفو کی خوشخبری بھی اس لیے کہ الاسلام یھدم ماکان قبلہ۔

ابن ابی حاتم نے ابن وہب کے واسطے سے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سے جب وہ اسلام قبول کرے کسی شئے کا جو اس سے حالت کفر میں واقع ہوئی مواخذہ نہ ہوگا اس لیے کہ اللہ کا ارشاد ہے ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف۔

اور بعض نے کہا ہے کہ کافر جب اسلام قبول کرلے تو اس پر اسلام سے پہلے جو ہو چکا اس پر توبہ لازم ہے اور ندامت و شرمساری بھی ایمان کے ساتھ یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے لیکن اس میں تامل ہے اور اس آیت میں چونکہ خالص کفار ہی مخاطب ہیں اس لیے انہیں ترغیب دی گئی ہے۔ اور تحریص دلائی گئی ہے کہ وہ کفر و معاصی سے باز آجائیں اور دوبارہ کفر و شرارت کی طرف نہ لوٹیں۔

وقاتلوھم - اور مقاتلہ کرو ان سے حتیٰ کہ نہ رہے فتنۂ شرک اور ہو جائے سارا دین اللہ کا تو اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کا کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو بے شک اللہ تمہارا مددگار ہے تو کیا ہی اچھا مددگار اور اچھا ناصر ہے۔

دوسری طرف مومنوں کو ترغیب مزید دلائی گئی ہے کہ وہ کفار سے قتال کے لیے اس وقت تک ڈٹے رہیں یہاں تک کہ مومنوں کے دین کے لیے کوئی خطرہ باقی نہ رہے اور کفار کا فتنہ مٹ جائے اور مشرکین کی شرارتیں باقی نہ رہیں اور اسلام کا مکمل غلبہ ہو جائے اور کفار و مشرکین مغلوب و مقہور ہو جائیں اور ان کی کمر ہمت ٹوٹ جائے۔

غلبہ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں یا مغلوب ہو جائیں خواہ ان کے ماننے والے کی ہلاکت سے یا قبول اسلام سے یا خوف ہلاکت سے خاموش ہو جائیں اور ان سے خطرہ نہ رہے۔

اور کہا گیا ہے اسی آیت کی تفسیر میں کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد روئے زمین پر کوئی مشرک باقی نہ رہے گا۔ پس اگر وہ تم سے (مومنین سے) محاربہ و قتال خصومت و شرارت سے باز رہیں تو ان کے حق میں بہتر ہے یعنی اسلام قبول کر لیں تو نہ صرف پچھلے گناہوں کی معافی مل جائے گی بلکہ مامون ہو جائیں گے اور اگر باز نہ آئیں گے تو اللہ تعالےٰ ان کی شرارتوں سے باخبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے تو پھر انہیں جان لینا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اہل ایمان کا نصیر و مددگار ہے اور وہ ان کے ہاتھوں کفار کو ذلیل و رسوا کرے گا، مغلوب و مقہور کرے گا اور اسی طرح سنت الٰہی جاری ہے۔

بحمد اللہ تم الجزء التاسع ویتلوہ الجزء العاشر

الحمد للہ نواں پارہ ختم ہوا۔ اب آگے دسواں پارہ شروع ہو رہا ہے۔

دسواں پارہ

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورۂ انفال پ۱

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

جان لو کہ جو کچھ بھی تم غنیمت حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کا ہے اور مسافروں کا اگر ہو تم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم نے نازل کیا اوپر اپنے بندے کے فیصلے کے دن جس دن دو نوں فوجیں مقابلہ میں آئیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

جب تم نالے کے اس کنارے تھے اور قافلہ تم سے نیچے کے حصہ میں تھا اور اگر تم کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر نہ پہنچتے اور لیکن یہ اس لیے کہ پورا کرے اللہ جو کام ہونا ہے تا کہ جو ہلاک ہو وہ ہلاک ہو دلیل سے اور جو جئے وہ جئے دلیل سے اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

اور یاد کیجئے جب اے محبوب اللہ رہا تھا کافروں کو تمہارے خیال میں تھوڑا اور اگر تمہیں اے مسلمانوں زیادہ دکھاتا تو تم ضرور بزدل ہو جاتے اور جھگڑا ڈال دیتے معاملہ میں لیکن

اللہ نے بچا لیا بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی باتیں۔

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْھُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِھِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ

اور جب تمہیں دکھائے کافر تھوڑے کرکے اور تمہیں دکھایا تھوڑا ان کی نگاہوں میں تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کام لوٹنے والے ہیں۔

حل لغات رکوع پنجم سورۃ انفال پ۱۰

و۔اور	اعلموا۔جان لو	ان۔بیشک	ما۔جو
غنمتم۔غنیمت حاصل کرو تم	من۔کوئی بھی	شئی۔چیز	فان۔تو بیشک
للہ۔اللہ کے لیے ہے	خمسہ۔اسکا پانچواں حصہ	و۔اور	للرسول۔رسول کے لیے
و۔اور	لذی القربی۔قرابت والوں کے لیے		و۔اور
الیتمی۔یتیموں	و۔اور	المساکین۔مسکینوں	و۔اور
ابن السبیل۔مسافروں کے لیے		ان۔اگر	کنتم۔ہو تم
امنتم۔ایمان رکھتے	باللہ۔اللہ پر	و۔اور	ما۔جو
انزلنا۔اتارا ہم نے	علی۔اوپر	عبد۔بندے	نا۔اپنے کے
یوم۔دن	الفرقان۔فیصلے کے	یوم۔جس دن	التقی۔ٹکرائیں
الجمعن۔دو جماعتیں	و۔اور	اللہ۔اللہ	علی۔اوپر
کل۔ہر	شئی۔شے کے	قدیر۔قادر ہے	اذ۔جب
انتم۔تم	بالعدوۃ۔کنارے	الدنیا۔قریب میں تھے	و۔اور
ھم۔وہ	بالعدوۃ۔کنارے	القصوی۔دور میں تھے	و۔اور
الرکب۔قافلہ	اسفل۔نیچے تھا	منکم۔تم سے	و۔اور
لو۔اگر	تواعدتم۔وعدہ کرتے تم	لاختلفتم۔تو اختلاف کرتے	فی۔بیچ
المیعاد۔وعدے کے	و۔اور	لکن۔لیکن	لیقضی۔تاکہ پورا کرے

الله - اللہ امرا - کام کو کان - جو تھا مفعولا - ہونے والا
لیھلک - تاکہ ہلاک ہو من - جو ھلک - ہلاک ہو عن بینۃ - دلیل سے
و - اور یحی - زندہ رہے من - جو حی - زندہ رہے
عن بینۃ - دلیل سے و - اور ان - بیشک الله - اللہ
لسمیع - سننے والا علیم - جاننے والا ہے اذ - جب یریکھم - دکھایا ان کو
آپ کو الله - اللہ نے فی - بیچ مناملک - خواب تیرے
کے قلیلا - تھوڑے و - اور لو - اگر
اراکھم - دکھاتا آپ کو انہیں کثیرا - زیادہ لفشلتم - تو تم بزدلی کرتے
و - اور لتنازعتم - تم جھگڑا کرتے فی - بیچ
الامر - کام کے و - اور لکن - لیکن الله - اللہ نے
سلم - بچا لیا انہ - بیشک وہ علیم - جاننے والا ہے بذات الصدور -
دل کی باتیں و - اور اذ - جب یریکموھم - دکھاتا تھا
تمہیں ان کو اذ - جب التقیتم - تم ملے فی - بیچ
اعینکم - تمہاری آنکھوں کے قلیلا - تھوڑے و - اور
یقللکم - تھوڑے دکھاتا تھا تمہیں فی - بیچ اعینھم - انکی آنکھوں کے
لیقضی - تاکہ پورا کرے الله - اللہ امرا - وہ کام کان - جو تھا
مفعولا - ہونے والا و - اور الی - طرف الله - اللہ کی
ترجع - لوٹائے جاتے ہیں الامور - سب کام

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم سورۃ انفال پ۱۰

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت حاصل کرو یعنے وہ کم ہو یا دہ ... مال جو مسلمانوں کو کافروں سے جنگ میں بطریق قہر و غلبہ حاصل ہو وہ غنیمت ہے یعنی غنیمت حربی کافر کے اس مال کو کہتے ہیں جو ہمارا یا غالب آکر حاصل کیا گیا ہو۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر لیا جائے گا فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہے۔ بقایا چار حصے غازیوں میں تقسیم

کر دیے جائیں گے۔

حضرت امام اعظم کے نزدیک پیادہ کا ایک حصہ ہے سوار کے دو حصے ہیں

ما بمعنی الذی ہے اور غنمتم صلہ ہے اور موصول کی طرف راجع ہے اور ضمیر محذوف ہے یعنے جو کچھ مال غنیمت تم کو حاصل ہو اس کے متعلق فقہی احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے اس میں سے چار حصے غانمین کے یعنی ان کے جو بطریق غلبہ کفار سے لوٹ کر لائیں آگے ارشاد ہے۔

وللرسول ولذی القربی اور رسول کا اور رسول کے اقارب کا حق ہے۔ اقارب کی تفصیل میں مختلف اقوال ہیں۔

حضرت امام زین العابدین نے صرف بنی ہاشم کو اقارب فرمایا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت جبیر بن مطعم کا قول نقل کیا ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ صرف بنی ہاشم اور بنی مطلب کو تقسیم کیا۔

وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کے لیے یتیم جو بن باپ کے ہو قاموس میں یتیم کے معنی باپ کا مر جانا ہے۔

وَالْمَسٰكِيْنِ مسکینوں کے لیے۔

وَابْنِ السَّبِيْلِ۔ اور مسافروں کے لیے

تمام ائمہ کرام کا اجماع ہے اور تمام راوی اس پر متفق ہیں کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کے پانچ حصہ کرتے تھے جن میں سے چار حصہ شرکا جہاد کو عطا فرماتے اور پانچویں حصہ کے پھر پانچ حصے کرتے اس میں سے ایک حصہ اپنے آقارب کے لیے ہوتا باقی سے جہاد کے گھوڑے ہتھیار خریدتے ایک حصہ مسلمانوں کے اصلاحی کاموں پر خرچ کرتے ایک حصہ بنی ہاشم بنی مطلب کو بانٹ دیتے اور تین حصے یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو عنایت فرماتے۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا۔ اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندے جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ یعنی ملائکہ پر اور اللہ کی طرف سے غیبی امداد پر اور معجزات پر ایمان رکھتے ہو۔ جیسا کہ بدر میں متعدد معجزات کا ظہور ہوا جیسے بارش کا نزول اور فرشتوں کا قطار در قطار اترنا اور ابو جہل کی لاش پر غیبی کوڑوں کی ضربات کے نشانات وغیرہ وغیرہ۔

يَوْمَ الْفُرْقَانِ۔ فیصلہ کے دن غزوہ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کرایا گیا اور حق کا غلبہ ہمیشہ کے

لیے ہو گیا۔

یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ط جس دن کہ دو گروہوں کا مقابلہ ہوا ایک گروہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں کا تھا اور دوسرا گروہ شیطان کا تھا۔ یہ واقعہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد ۱۷ رمضان المبارک کو ہوا دن جمعہ کا تھا۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور اللہ تبارک و تعالےٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی اور یہ وہ وقت تھا جب کہ تم میدان کے ادھر والے کنارے پر تھے اور کفار میدان کے ادھر والے کنارے پر تھے۔

العدوۃ الدنیا۔ وادی کا قریب ترین کنارہ جو شام کی طرف والا کنارہ مدینہ منورہ کی جانب ہے، اور العدوۃ القصوی۔ وادی کا بعید ترین کنارہ یعنی یمن کی طرف سے مدینہ منورہ سے بعید ہے۔

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ۔ اور قافلہ تم سے نشیب میں تھا یعنی مشرکین قریش کا قافلہ جس میں ابوسفیان وغیرہ تھے جو تین میل کے فاصلہ پر سمندر کی طرف تھا۔

دشمن طاقتور تھا۔ دشمن کی کمک قریب ہی تھی۔ مسلمانوں کی طاقت بظاہر کمزور تھی اور ان کے پاس پانی بھی نہیں تھا۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ۔ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے۔ یعنی اگر اے مسلمانوں ان سے باہمی جنگ کا کوئی وقت معین کر لیتے تو تمہیں اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی اور ان کی کثرت اور سامان کی فراوانی سے خوف و ہراس پیدا ہو جاتا اور ان کی ہیبت و اندیشہ سے اس میعاد پر اختلاف کرتے لیکن یہ اس لیے کہ اللہ جو کام ہونا ہے اسے پورا کرے یعنے اسلام کو فتح دے اور مسلمانوں کو اپنی نصرت سے کامیاب کرے

لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ۔ تاکہ جس کو برباد و گمراہ ہونا ہے وہ بھی نشان آنے کے بعد برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے وہ بھی نشان آنے کے بعد زندہ ہو۔ اور دشمنان دین کو ہلاکت میں ڈالے اس لیے اللہ تعالےٰ نے تمہیں بے میعاد مقرر کیے ہی جمع کر دیا تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو یعنی حجت قائم ہونے اور عبرت حاصل کرنے کے بعد جو جیتے بچے وہ دلیل سے جیتے بچے۔

یہاں بقول محمد بن اسحاق ہلاک سے مراد کفر ہے اور حیات سے مراد ایمان ہے۔ تو

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ جو کافر ہو اسے چاہئے کہ کفر کی صداقت پر حجت قائم کرے اور اسی طرح جو ایمان لائے اسے ایقان و اطمینان سے ایمان لانا چاہئے اور براہین ساطعہ سے اس امر کا پورا یقین حاصل کرنا چاہئے کہ یہ اسلام دین حق ہے۔

وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ یقیناً سنتا جانتا ہے۔

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۔ اور وہ واقعہ یاد فرمائیں جب اے محبوب اللہ نے آپ کے خواب میں آپ کو ان کی تعداد کم کر کے دکھائی۔ غزوہ بدر میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ جب تک لڑنے کا میں تمہیں حکم نہ دوں تم جنگ نہ کرنا اگرچہ دشمن تمہارے قریب ہی کیوں نہ آجائیں اگر قریب آجائیں تو تیر چلانا تلوار نہ چلانا اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام عریش میں رونق افروز ہو گئے۔

کچھ نیند کا جھونکا آیا حضرت ابو بکر صدیق نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کی یا رسول اللہ دشمن قریب آپہنچے ہیں اور کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کر رہے ہیں خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کی تعداد کم دکھائی تھی جس کی آپ نے صحابہ کو بشارت دی یہ وہ نعمت الٰہیہ تھی جو میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کفار کی تعداد تھوڑی دکھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا خواب صحابہ سے بیان فرما کر ان کی ہمتیں بلند کیں۔ جانبازان بدر کے حوصلے بڑھائے ان میں جرأت پیدا ہوئی اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

پھر نبی الانبیاء کا خواب تو بہتی برحقیقت تھا اس لیے کہ جن کفار کا کفر پر مرنا مقدر تھا وہ حقیقت میں تھے بھی بہت تھوڑے اور ہوا بھی ایسا ہی جو لشکر مقابل آیا اس میں سے کثیر تعداد ایسی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت عطا کی اور ان کو ایمان نصیب ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب میں قلت سے تعبیر ضعف کفار تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب فرمایا اور کفار کو شکست دے کر انکا ضعف ظاہر فرما دیا۔

وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور اگر اللہ آپ کو ان کی تعداد کثیر دکھا دیتا تو آپ ہمت ہار جاتے اور اس امر میں تم میں باہم نزاع ہو جاتا مگر اللہ نے اس اختلاف سے بچا لیا بے شک وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

قلت اعداء دکھانے سے یہ غرض تھی کہ مسلمانوں کے حوصلے بلند رہیں اور مسلمان جنگ میں

ثابت قدم رہیں۔

لَفَشِلْتُمْ یعنی تم لپست حوصلہ اور بزدل ہو جاتے۔

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ۔ اور جنگ کے متعلق تمہارے خیالات مختلف ہو جاتے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ۔ مگر اللہ نے تم کو باہمی اختلاف اور بزدلی سے محفوظ رکھا اللہ تمہارے دلوں کی حالت جانتا ہے

وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ۔ اور جب تم آمنے سامنے آ گئے تو اللہ ان کی تعداد کم کر کے دکھا رہا تھا اور تمہاری تعداد بھی ان کو کم دکھا رہا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دن کافر ہمیں اس قدر کم نظر آئے کہ میں نے اپنے ساتھ والے سے کہا کہ یہ ستر کفار ہیں تو ساتھ والے نے جواب دیا کہ یہ سو ہوں گے حالانکہ یہ ہزار کے قریب تھے جب ہم نے ان کا ایک آدمی قید کیا اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک ہزار تھے۔ کافروں کی نظروں میں مسلمانوں کی تعداد کم دکھانے کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر بھاگ نہ جائیں ابوجہل نے مسلمانوں کی تعداد دیکھ کر کہا تھا کہ انہیں رسیوں سے باندھ لو ان میں سے کسی کو قتل نہ کرنا۔ گویا ابوجہل کی نظر میں مسلمانوں کی جماعت اتنی قلیل نظر آتی تھی کہ وہ قتل و قتال ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ یہ تعداد کی تقلیل کفار کی نظر میں جنگ چھڑنے سے پہلے تھی لیکن جب گھمسان کا رن ہوا تو کافروں کو مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آئی۔

لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا۔ تاکہ جو بات اللہ کو منظور تھی وہ پوری کر دے۔ وہ کام جو ہونا ہے یعنی اسلام کا غلبہ ایمان والوں کی فتح۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اور اللہ کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۃ انفال پ ۱۰

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝	اے ایمان والو! جب مقابلہ کرو کسی فوج کا تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد کثرت سے کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔
وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا	اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی

فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡهَبَ رِيۡحُكُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ ۞

اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ مُحِيۡطٌ ۞

اور نہ ہو ان جیسے جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھانے کو اور روکتے ہوئے اللہ کی راہ سے اور اللہ ان کے سب کرتوت پر قابو کیے ہوئے ہے۔

وَاِذۡ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الۡيَوۡمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىۡ جَارٌ لَّـكُمۡ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيۡهِ وَقَالَ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّىۡۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۞

اور جب جچا دیا انہیں شیطان نے ان کے کاموں کو اور کہنے لگا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور میں تمہیں اپنی حمایت میں لیے ہوئے ہوں تو جب دونوں لشکر مقابل ہیں دیکھے الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے ہیں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حل لغات رکوع ششم سورۃ انفال پ۱۰

یا ایہا ۔ اے	الذین ۔ وہ جو	امنوا ۔ ایمان لائے ہو	اذا ۔ جب
لقیتم ۔ ملو تم	فئۃ ۔ جماعت کو	فاثبتوا ۔ تو ثابت قدم رہو	و ۔ اور
اذکروا ۔ یاد کرو	اللہ ۔ اللہ کو	کثیرا ۔ بہت	لعلکم ۔ تاکہ تم
تفلحون ۔ کامیاب ہو	و ۔ اور	اطیعوا ۔ کہا مانو	اللہ ۔ اللہ کا
و ۔ اور	رسولہ ۔ رسول اسکے کا	و ۔ اور	لا ۔ نہ
تنازعوا ۔ جھگڑا کرو	فتفشلوا ۔ بزدل ہو جاؤ گے	و ۔ اور	تذھب ۔ چلی جائے گی
ریحکم ۔ تمہاری ہوا	و ۔ اور	اصبروا ۔ صبر کرو	ان ۔ بیشک

الله۔ اللہ — مع۔ ساتھ — الصابرین صبر کرنے والوں کے ہے

و۔ اور — لا۔ نہ — تکونوا۔ ہوجاؤ — کالذین۔ انکی طرح جو

خرجوا نکلے — من دیارھم۔ اپنے گھروں سے — بطرا۔ فخر سے

و۔ اور — رئاء۔ دکھلاوے — الناس۔ لوگوں کے لیے — و۔ اور

یصدون۔ روکتے ہیں — عن سبیل۔ راہ — الله۔ خدا سے — و۔ اور

الله۔ اللہ — بما۔ اس سے جو — یعملون۔ عمل کرتے ہیں — محیط۔ گھیرنے والا ہے

و۔ اور — اذ۔ جب — زین۔ خوشنما بنائے — لھم۔ ان کے لیے

الشیطن۔ شیطان نے — اعمالھم۔ ان کے عمل — و۔ اور — قال۔ کہا

لا۔ نہیں — غالب۔ غالب آنیوالا — لکم۔ تم پر — الیوم۔ آج

من۔ کوئی بھی — الناس۔ لوگوں سے — و۔ اور — انی۔ میں

جار۔ حمایتی ہوں — لکم۔ تمہارا — فلما۔ پھر جب — تراءت۔ دیکھ لیا

الفئتن۔ دونوں جماعتوں نے ایکدوسرے کو — نکص۔ تو پھر گیا — علی۔ اوپر

عقبیہ۔ اپنی ایڑیوں کے — و۔ اور — قال۔ کہا — انی۔ بیشک میں

بریء۔ بیزار ہوں — منکم۔ تم سے — انی۔ بیشک میں — اری۔ دیکھتا ہوں

ما۔ وہ جو — لا۔ نہیں — ترون۔ دیکھتے تم — انی۔ بیشک میں

اخاف۔ ڈرتا ہوں — الله۔ اللہ سے — و۔ اور — الله۔ اللہ

شدید۔ سخت — العقاب۔ عذاب والا ہے

مختصر تفسیر اردو رکوع ششم سورۃ انفال پ۱۰

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اے ایمان والو اگر تمہارا مقابلہ کسی کافر گروہ سے ہوجائے تو جمے رہو اور اللہ کی یاد کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

فِئَۃً سے مراد کافر گروہ ہے۔ جمے رہنے سے مراد دشمن کے سامنے جما رہنا۔ ڈٹ جانا۔ اللہ کی یاد کرنے سے مراد فتح کی دعا کرنا ہے۔ اس آیہ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے لیے ہر حال

ہیں دل وزبان سے ذکرِ الٰہی کی کثرت بہر صورت موجب فتح ونصرت ہے۔ ہر سختی اور پریشانی میں اور ہر خوشی اور شادمانی میں اللہ کی یاد سے غفلت ہمارے لئے مناسب نہیں، نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت بھی اس آیت سے ثابت ہوتے ہیں جو مسلمان ہر مصیبت و پریشانی اور مسرت و شادمانی میں لگاتے ہیں اللہ اکبر اور یا رسول اللہ دونوں ذکرِ الٰہی ہیں اس لیے کہ اللہ تعالےٰ کی یاد دونوں نعروں میں ہے۔ اللہ اور اس کے رسول جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنا درحقیقت اللہ تعالےٰ ہی کو یاد کرنا ہے کہ وہ اسی کے رسول ہیں حضرت مولائے کائنات شیرِ خدا علی المرتضیٰ کے نام کا نعرہ اور حضور غوث اعظم کا نعرۂ غوثیہ بھی ناجائز نہیں اسلیے کہ انہیں بھی پکارنے والا اسی وجہ میں پکارتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ولی کامل ہیں اور اللہ کے پیارے رسول آخر صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں حضرت غوث الاعظم پیران پیر رضی اللہ عنہ کو جو منصب غوثیت ملا وہ بھی اللہ کی جانب سے ملا تو ہر نعرہ میں یادِ الٰہی موجود ہے اور ذکرِ الٰہی ان سب نعروں میں شامل ہے اسلیے یہ نعرے ممنوع نہیں ہوسکتے بلکہ ارشادِ ربانی ہے۔

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تاکہ تم مراد کو پہنچو یہ حصول مراد کے لیے ذریعہ ہیں۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ ریح کے معنی اقتدار اپنی منشا کے مطابق حکم کا اجراء جس طرح ہوا جس طرف چاہتی ہے آزادی سے چلتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مجھے پروا ہوا کے ذریعہ فتح عنایت کی گئی اور عاد کو پچھی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔

نضر بن شمیل اور قتادہ بن زید نے کہا کہ مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہوا کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوئی اللہ تعالےٰ ہوا بھیج کر دشمنوں کے رخ پلٹ دیتا تھا جس سے مسلمانوں کو نصرت حاصل ہو جاتی تھی اس لیے ریح سے حقیقی معنی بھی ہوا ہی ہے۔

باہمی تنازعہ اور آپس میں جھگڑے فساد کمزوری اور جماعت کی بیقراری کا موجب ہے اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرو اور کثرت سے ذکرِ الٰہی میں مصروف رہو تاکہ تم پر شیطان کا دخل ہی نہ ہو۔

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ اور مرنے اور زخمی ہونے پر صبر سے کام لو اللہ صبر رکھنے والوں کے ساتھ ہے اور جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ ہو جس کا حقیقی معین ومددگار نعم النصیر ہو

اسے پھر کسی بزدلی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

اگلی آیت میں اخلاص نیت کی تعلیم دی کیونکہ نیتوں کے خلوص کے بغیر اعمال قابل قدر اور مقبول نہیں ارشاد ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ۔ اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھروں سے نکلے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اللہ انکے اعمال احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

بطر کے معنی فخر اور اکڑ ہے۔ نعمت مال دولت کے نشہ میں بدمست ہوجانا شکر نہ کرنا۔ ریاء کے کے معنی دکھاوٹ ہے اللہ کے راستے سے روکنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے روکنا۔

یہ واقعہ کفار قریش کا ہے اور یہی غزوہ بدر کا موجب ہے۔ ابوسفیان وہ قافلہ جو شام سے واپسی پر نفع کے ساتھ لارہا تھا بحفاظت نکال لایا ہے تو اس نے قریش کو پیغام بھیجا کہ تم جس قافلہ کو بچانے کے لیے مکہ سے نکلے تھے اب وہ قافلہ بحفاظت مکہ پہنچ گیا ہے اس لیے تم بھی واپس چلے آؤ۔ ابوجہل یہ پیغام سن کر بولا ہم اس وقت تک واپس نہ ہوں گے جبتک بدر میں جاکر تین روز تک قیام نہ کرلیں۔ ہم میدان بدر میں اونٹ ذبح کریں گے۔ شراب پیئں گے۔ رنگ رلیاں منائیں گے عرب جب ہماری ان باتوں کا تذکرہ سنیں گے تو ہماری ہیبت ان پر پڑجائے گی۔ ابوجہل اپنی جماعت کے ساتھ اتراتا تکبر کرتا میدان میں پہنچ گیا تو حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی ملاو عرض کیا

"یا الٰہی یہ قریش تکبر اور نشہ کے غرور میں سرشار ہوکر میدان بدر میں آگئے ہیں۔ تیرے رسول کی تکذیب انکا مقصد ہے اے اللہ اب تو وہ مدد فرما جس کا تو نے وعدہ کیا تھا"

چنانچہ قضا و قدر نے اس کے لیے یہ مقدر کردیا کہ جب وہ بدر میں پہنچے تو شراب کے دور کے بجائے موت کا جام پلایا جائے مغنیات کے رقص و سرود کی بجائے ماتم و گریہ کا شور ہو اور رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں لشکر ابوجہل کی مثال دے کر اپنے مومن بندوں کو عبرت دلاتا ہے اور ہدایت فرماتا ہے کہ تم اخلاص و ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اطاعت خدا اور رسول کرو اسی میں تمہاری کامیابی فتح و ظفر ہے اور یاد رکھو اللہ تعالےٰ ان کے سب کاموں پر محیط ہے۔

دوسرا واقعہ غزوۂ بدر کے متعلق یاد دلایا اور فرمایا۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ
اور یاد کرو اس حالت کو جبکہ شیطان نے ان کے برے اعمال کو ان کی نظروں میں اچھا کرکے دکھایا تھا اور شیطان نے ان سے کہا تھا کہ آج کوئی شخص تم پر غالب نہیں آسکتا اور میں تمہارا ضامن اور حمایتی ہوں۔

اَعْمَالَهُمْ سے مراد برے اعمال ہیں حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنا۔ آپ کے قتل کا منصوبہ بنانا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے پر انہیں کمربستہ کرانا اور جو کفار کر رہے تھے ان کی تعریفیں کرنا اور ان کو ان کی خباثت پر قائم رہنے کی رغبت دلاتے رہنا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کے ساتھ سراقہ بن مالک بن جشم قبیلہ بنی کنانہ کی صورت میں ظاہر ہو کر ایک علم لشکر کے ساتھ مشرکین سے مل جانا۔

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب ابوجہل اور اس کے ساتھی بدر کے میدان میں جانے کے لیے متفق ہوگئے تو انہیں خیال آیا کہ ان کے اور قبیلہ بنی بکر کے درمیان پرانی عداوت ہے اس خیال سے وہ کچھ ڈھیلے ہوئے اور ممکن تھا کہ وہ واپسی کا ارادہ کر لیتے لیکن چونکہ شیطان کو یہ بات گوارا نہ تھی اس نے فریب دینے کے لیے اپنے آپ کو سراقہ بن مالک بن جشم کی شبیہ میں بدلا جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور علم جنگ ہاتھ میں لے کر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور کہنے لگا میں تمہارا سربراہ بنتا ہوں۔ آج کون ہے جو تم پر غالب آسکے۔ اس کے ان الفاظ کو قرآن کریم میں رب کریم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۔ وہ کہنے لگا کہ آج کے دن تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا سربراہ ہوں۔

شیطان نے ان کے دماغوں میں یہ بات بھی جما دی تھی کہ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ نیک عمل ہیں ان اعمال کے ذریعہ سے تم کو نجات حاصل ہوگی۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ تو جب دونوں لشکر مقابلہ میں آگئے تو شیطان اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گیا اور کہنے لگا میں تم سے الگ ہوں مجھے وہ چیز نظر آرہی ہے جو تم کو نظر نہیں آتی مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ سخت عذاب والا ہے۔

چنانچہ جب مسلمان اور کافر دونوں لشکر مقابلہ میں آگئے تو حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی مشرکین کے منہ پر پھینکی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے ادھر شیطان لعین کی طرف حضرت روح الامین بڑھے جو سراقہ کی شکل میں حارث بن ہشام کا ہاتھ پکڑے ہوئے لشکر میں موجود تھا۔ شیطان نے جب یہ منظر دیکھا تو فوراً حارث سے ہاتھ چھڑا کر مع اپنے شطونگڑوں کے بھاگا۔ حارث پکارتا رہا کہ سراقہ اب کہاں بھاگتا ہے تو تو ہمارا سربراہ تھا تو نے ہماری سربراہی اپنے ذمہ لی تھی۔ تو تو ہمارا جار اور ضامن تھا۔

تو شیطان بولا میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں وہ مجھے کہیں ہلاک نہ کر دے اور اللہ کا عذاب بھی بہت شدید ترین ہے جب کفار کو میدان بدر میں شکست ہوئی اور ناکام ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ بات مشہور کی کہ ہماری شکست کی وجہ سراقہ ہے یہ خبر جب سراقہ کو پہنچی تو وہ حیران ہو گیا اور وہ کہنے لگا یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں مجھے تو نہ ان کے آنے کی خبر نہ ہی جانے کی میں نے تو ان کی شکست کے بعد یہ سنا ہے اس کے جواب میں قریش نے کہا کہ تو فلاں دن ہمارے پاس آیا تھا۔ سراقہ نے قسم کھا کر انکار کیا جب مشرکین سمجھے کہ یہ ایک شیطانی چال تھا جس کے جال میں ہم پھنس گئے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۃ انفال پ۱۰

اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝	جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ مغرور ہیں یہ لوگ اپنے دین پر اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو یقیناً اللہ غالب حکمت والا ہے۔
وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓىٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝	اور اگر دیکھیں آپ جب جان نکالتے ہوں کافروں کی ہمارے فرشتے مارتے ہوں ان کے منہ پر اور ان کی پشت پر اور چکھو عذاب آگ جلانے والی کا۔
ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ	یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

بھیجا اور یقیناً ظالم نہیں بندوں پر

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

مثل دستور فرعونیوں کے اور ان سے اگلوں کے جو کفر کرتے اللہ کی آیتوں سے تو پکڑا ان کو اللہ نے ان کے گناہوں پر بے شک اللہ تعالٰی قوت والا سخت عذاب والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

یہ اس لیے کہ اللہ کسی قوم سے اس کی نعمتیں نہیں بدلتا جو اسے دی تھیں اور اس پر انعام کیا تھا جب تک وہ خود اپنے دلوں میں نہ بدل جائیں اور بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

مثل دستور فرعونیوں کے اور ان کے جو ان سے پہلے گذرے کہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتیں تو ہم نے انہیں ہلاک کیا ان کے گناہوں کے سبب اور غرق کر دیا ہم نے فرعونیوں کو اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جس نے کفر کیا اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝

وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر توڑا انہوں نے معاہدہ ہر بار اور وہ نہیں ڈرتے۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

تو اگر تم انہیں کہیں پاؤ لڑائی میں تو انہیں ایسا مارو کر ان کے خلف بھاگ پڑیں تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝

اور اگر تمہیں خطرہ ہو کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف ان کا عہد برابر برابر بے شک اللہ دغا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حل لغات رکوع ہفتم سورۃ انفال پ۱۰

اذ۔ جب	یقول۔ کہتے تھے	المنفقون۔ منافق	و۔ اور
الذین۔ وہ کہ	فی۔ بیچ	قلوبہم۔ انکے دلوں کے	مرض۔ بیماری ہے
غر۔ دھوکہ دیا	ھؤلاء۔ ان کو	دینہم۔ انکے دین نے	و۔ اور
من۔ جو	یتوکل۔ بھروسہ کرے	علی۔ اوپر	اللہ۔ اللہ کے
فان۔ تو بیشک	اللہ۔ اللہ	عزیز۔ غالب	حکیم۔ حکمت والا ہے
و۔ اور	لو۔ اگر	تری۔ تو دیکھے	اذ۔ جب
یتوفی۔ فوت کرتے ہیں	الذین۔ ان کو	کفروا۔ جو کافر ہیں	الملٰئکۃ۔ فرشتے
یضربون۔ مارتے ہیں	وجوھم۔ انکے مونہوں	و۔ اور	ادبار۔ پیٹھوں
ھم۔ ان کی پر	و۔ اور	ذوقوا۔ چکھو	عذاب۔ عذاب
الحریق۔ جلنے کا	ذلک۔ یہ	بما۔ بسبب اسکے جو	قدمت۔ آگے بھیجا
ایدیکم۔ تمہارے ہاتھوں نے		و۔ اور	ان۔ بیشک
اللہ۔ اللہ	لیس۔ نہیں ہے	بظلام۔ ظلم کرنے والا	للعبید۔ بندوں پر
کداب۔ مانند دستور	آل۔ قوم	فرعون۔ فرعون کے	و۔ اور
الذین۔ جو	من قبلھم۔ ان سے پہلے تھے		کفروا۔ کفر کیا انہوں نے
بآیات۔ ساتھ آیات	اللہ۔ الٰہی کے	فاخذ۔ تو پکڑا	ھم۔ ان کو
اللہ۔ اللہ نے	بذنوبھم۔ انکے گناہوں کے بدلے		ان۔ بیشک
اللہ۔ اللہ	قوی۔ طاقتور	شدید۔ سخت	العقاب۔ عذاب والا ہے
ذلک۔ یہ	بان۔ اسلئے کہ	اللہ۔ اللہ	لم۔ نہیں
یک۔ ہے کہ	مغیرا۔ بدل دے	نعمۃ۔ نعمت کو	انعمھا۔ جو انعام کی
علی۔ اوپر	قوم۔ کسی قوم کے	حتی۔ یہانتک کہ	یغیروا۔ بدل دیں وہ
ما۔ جو	بانفسہم۔ ان کے دلوں میں ہے		و۔ اور
ان۔ بے شک	اللہ۔ اللہ	سمیع۔ سننے والا	علیم۔ جاننے والا ہے

کداب ۔ مانند دستور | ال ۔ قوم | فرعون ۔ فرعون کے | و ۔ اور
الذین ۔ انکے جو | من قبلھم ۔ ان سے پہلے تھے | کذبوا ۔ انہوں نے جھٹلایا
بایت ۔ آیات | ربھم ۔ اپنے رب کی کو | فاھلکنھم ۔ تو ہلاک کیا ہم نے ان کو
بذنوبھم ۔ ان کے گناہوں کے بدلے | و ۔ اور | اغرقنا ۔ غرق کیا ہم نے
ال ۔ قوم | فرعون ۔ فرعون کو | و ۔ اور | کل ۔ سب ہی
کانوا ۔ تھے | ظلمین ۔ ظالم | ان ۔ بیشک | شر ۔ بدترین
الدواب ۔ جانور | عند ۔ نزدیک | اللہ ۔ اللہ کے | الذین ۔ وہ ہیں جو
کفروا ۔ جنہوں نے انکار کیا ۔ | فھم ۔ تو وہ | لا ۔ نہیں
یؤمنون ۔ ایمان لاتے | الذین ۔ وہ کہ | عاھدت ۔ تو نے عہد کیا | منھم ۔ ان سے
ثم ۔ پھر | ینقضون ۔ توڑتے ہیں | عھد ۔ عہد | ھم ۔ اپنے کو
فی ۔ بیچ | کل ۔ ہر | مرۃ ۔ مرتبہ کے | و ۔ اور
ھم ۔ وہ | لا ۔ نہیں | یتقون ۔ ڈرتے | فاما ۔ تو اگر
تثقفنھم ۔ پاؤ تم انکو | فی ۔ بیچ | الحرب ۔ لڑائی کے | فشرد ۔ تو بھگا دے
بھم ۔ ان کے ساتھ | من ۔ انکو جو | خلفھم ۔ انکے پیچھے ہیں | لعلھم ۔ تاکہ وہ
یذکرون ۔ نصیحت حاصل کریں | و ۔ اور | اما ۔ اگر
تخافن ۔ ڈرے تو | من ۔ کسی | قوم ۔ قوم سے | خیانۃ ۔ خیانت سے
فانبذ ۔ تو ڈال دے | الیھم ۔ انکی طرف | علی ۔ اوپر | سواء ۔ برابری کے
ان ۔ بیشک | اللہ ۔ اللہ | لا ۔ نہیں | یحب ۔ پسند کرتا
الخائنین ۔ خیانت کرنے والوں کو ۔

مختصر تفسیر اردو رکوع ہفتم سورۃ انفال پ ۱۰

اِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ ۔ جب کہتے تھے منافق ۔ مدینہ کے رہنے والے کہ یہ لوگ (یعنی مسلمان) ان لوگوں سے لڑنے چلے ہیں جن سے مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں ۔ مدینہ منورہ میں محض رہنا یا بود و باش اختیار کر لینا باعث عزت و عظمت نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبع ہو

کرہنا سبب عزت مدنیت کا باعث ہے۔

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔ اور وہ لوگ بھی کہہ رہے تھے جن کے دلوں میں بیماری تھی یعنے جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا۔ یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو مکہ معظمہ میں تھے اور کلمہ پڑھ چکے تھے کفار قریش جب مسلمانوں اور نبی اعظم سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لیے جنگ کے لیے نکلے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر بدر کے میدان میں آگئے تھے۔

علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ قریش جبراً ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے بدر میں پہنچکر ان لوگوں نے مسلمانوں کی کم تعداد دیکھی تو اسلام کی صداقت کی طرف سے شک میں پڑ گئے اور مرتد ہو کر کہنے لگے۔

غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ دیا یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں کہ باوجود اپنی قلیل تعداد کے بھی ایسے لشکر جرار کے مقابل آنے کی جرأت کر بیٹھے اس کا جواب اللہ تعلے دیتا ہے کہ

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسا رکھتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا پس بلاشبہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

جو اللہ پر بھروسہ کرے اور اپنا سب کام اسی کے سپرد کردے اور اس کے فضل وانعام پر مطمئن ہوجائے اس کا اللہ تعلے حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اگلی آیت میں مرنے کے بعد ان کے انجام کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ؀ اور اگر آپ اس وقت کا حال دیکھیں جب فرشتے ان کی جانیں قبض کر رہے تھے ان کے چہروں پر اور ان کی پشتوں پر مار رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ آگ کی سزا کا مزہ چکھو۔ سرخ کیے ہوئے لوہے کے گرزوں سے ان کی پشت پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں چکھو آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو تم نے آگے بھیجا۔ یعنی تم نے کفر و شرک میں بداعمالیاں کیں اس کے عذاب کی مصیبتیں سہو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ کافر پر یہ عذاب عین عدل ہے اس لیے کہ جان بوجھ کر کفر و شرک کرتے ہیں جن کی پوجا کرتے ہیں وہ ان کے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ہیں فانی ہیں۔ جماد محض ہیں اسی وجہ سے شرک کو ظلم عظیم فرمایا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا مرنے کے بعد فرشتہ یہ بات کہے گا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ؀ یہ عذاب ان اعمال

کی پاداش ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سے پہلے دنیوی زندگی میں سمیٹے تھے۔ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا آگے اقوام ماضیہ کی مثال میں فرعونیوں کو پیش کیا جنانچہ ارشاد ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ۔ ان کی حالت ایسی ہے جیسے فرعونیوں کی اور ان سے پہلے لوگوں کی حالت تھی کہ انہوں نے آیات اللہ کا انکار کیا۔ تو اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا بلاشبہ اللہ بڑی قوت والا سزا دینے والا ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔ کافروں کا عمل اور طریقہ جس کے یہ عادی تھے آل فرعون کے عمل و طریقہ کی طرح ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ۔ یعنی اللہ پر کوئی چیز غالب نہیں آسکتی نہ اس کے عذاب کو دفع کر سکتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا کی ہو نہیں بدلتا جبتک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور اس سبب سے بھی کہ اللہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

علامہ سدی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی سب سے بڑی نعمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے اللہ تعالےٰ نے کفار مکہ کو بھوک سے نجات دی۔ امن دیا اور ان کی طرف نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور متنبہ کر دیا کہ یہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ لیکن انہوں نے نعمت کا شکر ادا کرنے کی بجائے سرکشی کی اس پر مثال فرعونیوں اور اگلوں کی دی گئی۔

اَلَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔ سے مراد قوم عاد و ثمود وغیرہ ہیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مثال اس لیے دی گئی کہ فرعون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تکذیب کرتا تھا باوجودیکہ اسے آپ کی نبوت پر یقین تھا یہی حال کفار مکہ کا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر انہیں یقین بھی ہے لیکن ضد و عناد میں جان بوجھ کر اپنی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے تکذیب کرتے تھے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۔ ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والے کافروں کی سی ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا اس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک

کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کفر پر جمے رہے پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اس آیت کا حکم ان تمام کافروں کے لیے عام ہوگا جن کی موت کفر کی حالت میں ہونے والی ہے دواب چلنے والے جانور کو کہتے ہیں۔ چونکہ کفار و مشرکین کو اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ فرمایا جا چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ یہ لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ۔ جن لوگوں سے آپ نے عہد لیا تھا مگر وہ اپنے معاہدہ کو ہر بار توڑتے رہے اور عہد شکنی سے ڈرتے نہیں۔

قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد تھا کہ وہ آپ کے مقابلہ میں لڑنے کو نہ آئیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کی دشمنی سے کافروں کی مدد کریں گے نہ ہی مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے لیکن مشرکین مکہ جب جنگ کے لیے آئے تو انہوں نے عہد توڑ دیا اور مشرکین کی مدد ہتھیاروں سے کی۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ معاہدہ شکن کافروں سے مراد بنی قریظہ کے خاندان کے یہودی ہیں جب مسلمان کامیاب و فتحیاب ہو گئے تو وہ شرمندہ ہو کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معذرت کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ہم سے غلطی سرزد ہو گئی ہم قصوروار ہیں حضور رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا اور دوبارہ عہد لے لیا لیکن وہ اس پر بھی قائم نہ رہے اور عہد توڑ دیا۔ کعب بن اشرف نے مکہ جا کر کافروں سے حمایت کی اور خندق کے دن کافر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالے نے کافروں کو بدترین چوپائے بلکہ بدترین خلق فرمایا۔ کافروں میں بدترین وہ ہے جو عہد شکن ہیں اللہ تعالی نے شر دواب سب جانوروں سے بدتر قرار فرمایا اس لیے کہ وہ ڈرتے نہیں۔

اس کے بعد قانون نافذ فرما دیا کہ ایسے بدعہدوں سے مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے ارشاد ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔ اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں کو پائیں تو ان کو سخت سزا دیں تاکہ ان کے پیچھے بھاگ جائیں تاکہ وہ لوگ سمجھ جائیں اور ان کو اچھی طرح عبرت حاصل ہو۔

فَشَرِّدْ بِهِمْ کا لغوی معنی بے چین کرا کے منتشر کر دینا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو ایسی سزا دو کہ پچھلے والوں کو عبرت حاصل ہو جائے اسی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بنی قریظہ کو ایسی سزا دی ان کے باقی رہنے والوں کو تاکہ وہ آئندہ عہد شکنی کی جرأت نہ کریں حتی کہ قتل بھی کیا مال غنیمت بھی حاصل کیا علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ بِہٖ ھٰھُنَا التَّرتِیْبُ عَلَی الْمُصَادَفَۃِ وَالْمُلَاقَاتِ ۔ اور فشرد بہم کی تفسیر میں لئے فرق بہم فرمایا یعنی ان کو منتشر و متفرق کردو۔ مَنْ خَلْفَھُمْ کے معنی اَیْ مَنْ وَّرَاءَھُمْ مِنَ الْکَفَرَۃِ ۔ یعنی جو ان کے پسماندگان ہیں کافر ہیں ان سے معاہدہ آئندہ کے لیے کیسے کیا جائے ارشاد ہے۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَۃً فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ط اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت اور نقض عہد کا خوف ہو تو فَانْبِذْ اِلَیْھِمْ تو آپ ان کو ان کا معاہدہ واپس کردیں۔ خِیَانَۃً ۔ عہد شکنی اگر علامات اور حالات سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ یہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں فَانْبِذْ تم بھی ان کا معاہدہ ان پر دے مارو۔ پھینک دو۔ آلوسی کہتے ہیں

اَیْ فَاطْرَحْ اِلَیْھِمْ عَھْدَھُمْ ۔ پھینک دو ان کی طرف ان کا عہد برابری کے ساتھ عَلٰی سَوَآءٍ انصاف کے موافق نقض معاہدہ کی خبر دینے میں برابر ہو تاکہ تمہاری طرف سے خیانت نہ ہو۔

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حکم کے ماتحت اہل مکہ سے جہاد کیا بنی خزاعہ حلیف تھے ان پر بنی کنانہ نے مشرکین کی حمایت میں چڑھائی جو نقض عہد تھا خواہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاہد تھے یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معاہد کے معاہد تھے دونوں صورتوں میں ان کا نقض عہد لازم آیا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ۔ بے شک اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا عقلاء کے نزدیک بھی عہد شکنی انسانیت کے لیے مذموم و شرمناک جرم ہے بنا بریں یہ حکم نافذ کیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۃ انفال پ۱۰

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّھُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ۝

اور کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ سبقت لے گئے اور اب کوئی ڈر نہیں رہا اور اب وہ پہچانے کیسے جا سکیں گے۔

وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ

اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تم سے بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ دھاک بٹھا

عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

سکو ان سے دشمن الٰہی اور تمہارے دشمن پر اور ان کے سوا اور جو ہیں ان کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا ملے گا تم کو اور تم ظلم سے کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اگر وہ جھکیں صلح کے لیے تو جھک جاؤ تم بھی ان کے لیے اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اگر وہ تمہیں فریب دینا چاہیں تو یقیناً تمہیں اللہ کافی ہے وہ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے زور کو بڑھایا اپنی مدد سے اور مسلمانوں کا بھی۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۚ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور ان کے دلوں میں تمہاری الفت پیدا کی اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے الفت تو بھی ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیے بے شک وہی ہے غالب حکمت والا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے نبی کافی ہے تجھے اللہ اور جو تیرے پیرو ہیں مومنین سے۔

حل لغات رکوع ہشتم سورۃ انفال پ۱۰

و۔ اور	لا۔ نہ	تحسبن۔ خیال کریں	الذین۔ وہ جو
کفروا۔ کافر ہیں		سبقوا۔ کہ وہ آگے بڑھ جائیں گے	انھم۔ بیشک وہ
لا۔ نہ		یعجزون۔ عاجز کر سکیں گے	و۔ اور

اعدوا۔ تیار کرو	لہم۔ ان کے لیے	ما۔ جو	استطعتم۔ تم سے ہو سکے
من۔ ہر طرح کی	قوۃ۔ قوت	و۔ اور	
من رباط۔ باندھنا	الخیل۔ گھوڑوں کا	ترھبون۔ ڈراؤ تم	بہ۔ اس سے
عدو۔ دشمنان	اللہ۔ خدا کو	و۔ اور	عدو۔ اپنے
کم۔ دشمنوں کو	و۔ اور	اٰخرین۔ اوروں کو بھی	من دونہم۔ جو انکے سوا ہیں
لا۔ نہیں	تعلمونہم۔ جانتے تم ان کو		اللہ۔ اللہ
یعلمہم۔ جانتا ہے انکو	و۔ اور	ما۔ جو	تنفقوا۔ تم خرچ کرو گے
فی۔ بیچ	سبیل۔ راہ	اللہ۔ اللہ کے	یوف۔ تو پورا پورا دیا جائے گا
الیکم۔ تم کو	و۔ اور	انتم۔ تم	
لا۔ نہ	تظلمون۔ ظلم کیے جاؤ گے	و۔ اور	ان۔ اگر
جنحوا۔ جھکیں	للسلم۔ صلح کے لیے	فاجنح۔ تو جھک جاؤ	لہا۔ اس کے لیے
و۔ اور	توکل۔ بھروسہ کر	علی۔ اوپر	اللہ۔ اللہ کے
انہ۔ بیشک	ھو۔ وہ	السمیع۔ سننے والا	العلیم۔ جاننے والا ہے
و۔ اور	ان۔ اگر	یریدوا۔ ارادہ کریں	ان۔ یہ کہ
یخدعوا۔ دھوکہ دیں	ک۔ تجھ کو	فان۔ تو بیشک	حسبک۔ کافی ہے تجھ کو
اللہ۔ اللہ	ومن۔ اور انکو جو	اتبعک۔ تیرے پیرو ہیں	من المؤمنین۔ مومنوں میں سے۔

مختصر تفسیر اردو رکوع ہشتم سورۃ انفال پ۱۰

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا۔ اور یہ کافر لوگ نہ گمان کریں کہ سبقت لے گئے اور وہ قبضہ میں نہ آئیں گے۔

علامہ بغوی کہتے ہیں کہ غزوہ بدر سے جو مشرک کافر شکست کھا کر بھاگے تھے اور جو قتل و قید سے بچ نکلے تھے وہ یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ اب ان پر مسلمانوں کا غلبہ نہ ہو سکے گا۔

اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ۔ یقیناً وہ لوگ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ مسلمانوں تم سے جس قدر ہو سکے ان کافروں کے مقابلہ کے لیے طاقت فراہم کرو۔

اَعِدُّوْا۔ کے معنی ضرورت کے لیے تیاری کرنا۔ قوت سے مراد سامان ہتھیار۔ ٹریننگ۔ جنگی گھوڑے وغیرہ مسلم شریف میں ہے کہ حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ عَنْ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ قَالَهَا ثَلٰثًا۔

حضرت عقبہ بن عامر کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرما رہے تھے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ خبردار ہو جاؤ قوت تیر اندازی ہے خوب سن لو قوت تیر اندازی ہے یہ تین بار فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا جنت میں اس کے لیے ایک درجہ ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا وہ اس کے لیے گناہوں کا فدیہ ہے اور دوزخ سے آزاد ہو جائے گا۔ رواہ النسائی

تبدیلی حالات اور زمانہ کے لحاظ سے آجکل رائفل۔ ریوالور وغیرہ بھی مِنْ قُوَّةٍ کے تحت آتے ہیں اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کر ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے اور تمہارے دشمن ہیں۔ اس دشمنی میں تمام دنیا کے کفار عام ہیں خواہ مکہ والے ہوں یا عام عرب وعراق والے خواہ ہندوستان والے ہوں یا تمام دنیا کے۔

وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ۔ اور پلے ہوئے گھوڑوں کو بھی تیار رکھو یعنی جہاد کے لیے گھوڑوں کو پرورش کرنا رباط وہ گھوڑے جو جہاد کے لیے باندھے جائیں (بیضاوی)

حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھوڑے کی پیشانی کے بال اپنی انگلی سے مروڑ رہے تھے اور فرماتے تھے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں قیامت تک خیر ہے بھلائی ہے جہاد یا شہادت کا ثواب ہے رواہ مسلم۔

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔ اور اس کے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اللہ انکو جانتا ہے۔

عَدُوَّ اللّٰهِ سے مراد کفار مکہ ہیں اور آخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ۔ سے روح المعانی میں آلوسی فرماتے ہیں تمام کفار

مراد ہیں۔ مجاہد کے نزدیک بنو قریظہ ہیں۔ مقاتل اور ابن زید کے نزدیک منافقین اسلام ہیں۔ سدی کے نزدیک اہل فارس ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں ہیں مثل فارس اور بنو قریظہ اور مشرکین عالم ہیں جنہیں آپ جانتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ آخرین سے مراد کافر جن ہیں۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارے حق میں کوئی کمی نہ کی جائے گی یعنی ثواب پورا دیا جائے گا۔ جہاد میں بھی خرچ کرنے کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا۔

حضرت زید بن خالد راوی ہیں کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مجاہد کو سامان جہاد دیا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں کی نگہداشت کی اس کے بدلے میں اس نے جہاد کیا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اور اگر وہ کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ تمہارے اقوال کو سننے والا اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے۔

جنوح سے جنحوا بنا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے الجنوح المیل ومنہ جناح الطائر لانہ منہ یتحرک ویمیل۔ یعنی جنوح میلان کو کہتے ہیں اور اسی سے پرندوں کے بازو مراد ہیں اس لیے کہ وہ حرکت کر کے ہل جاتے ہیں۔ للسلم کا ترجمہ صلح اس لیے ہے کہ الاستلام والصلح سلم صلح کے معنی میں مستعمل ہے اور اللہ پر بھروسہ کرو بیشک وہ سنتا ہے جانتا ہے۔

وَاِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ۔ اور اگر وہ تم سے فریب کرنا چاہیں گے تو اللہ تمہارے لیے یقیناً کافی ہے۔ اگر وہ صلح کے پیرایہ میں جنگ کی تیاری کرنا چاہیں گے یا صلح میں کچھ فریب کریں گے تو ان کے فریب کو ناکام کرنے کے لیے اللہ تعالے تمہاری طرف سے کافی ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۔ اللہ وہی ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ذریعہ سے تم کو قوت عطا کی اور مومنوں کے دلوں کو باہم جوڑ دیا اگر زمین کی تمام چیزیں تم خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں کو نہیں جوڑ سکتے تھے مگر اللہ ہی نے ان کے دل میں الفت پیدا کر دی کوئی شک نہیں کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

مومنین سے مراد قبیلہ اوس اور خزرج میں الفت پیدا کر دی۔ باوجودیکہ ان میں باہمی عداوت سو برس سے بھی زیادہ مدت کی تھی جس کی وجہ سے بڑے بڑے جنگ ہوئے یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل تھا اگر تم سب روئے زمین کا سب کچھ خرچ کر دیتے تو بھی ان کے دل نہیں ملا سکتے تھے اس لیے کہ ان کی عداوت و رنجش اس حد تک پہنچ چکی تھی۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور عرب کے لوگ آپ پر ایمان لائے اور دل سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع بنے تو ان کی عداوت محبت سے بدل گئی اور وہ دماغ جن میں جنون حسد سمایا ہوا تھا محبت و مودت سے بھر گئے کینے نکل گئے ایمانی محبتیں پیدا ہو گئیں اور یہ صرف اور صرف حضور کا روشن معجزہ ہے بے شک وہی غالب حکمت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ مومنین جو آپ کے پیرو ہیں۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت تک ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں کل اسلام لائی تھیں اور چالیسویں حضرت فاروق اعظم تھے چنانچہ ابن مسیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

انها نزلت يوم اسلم عمر بن الخطاب رضى الله عنه مكملا اربعين مسلما ذكورا واناثا هن ست وحينئذ تكون مكية۔ ابن مسیب فرماتے ہیں یہ آیت اس دن نازل ہوئی جب فاروق اعظم نے مسلمان ہو کر مومنین کی تعداد چالیس پوری کر دی اس سے قبل تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام میں داخل تھیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام میں آنے کے بعد چالیس مسلمان مکمل ہو گئے۔ اس قول کی بنا پر یہ آیت مکی ہے اور یہ حکم حضور سے مدنی سورت میں داخل کیا گیا (روح المعانی)

افادہ

اس چالیس کے ذریعہ چونکہ اسلام ترقی پر آیا اسی وجہ میں صوفیائے کرام نے چلہ کشی کے لیے چالیس دن رکھے کہ اس عدد کی برکت سے روحانی صفائی میں کامیابی ہو اور نام پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول حرف میم کے چالیس عدد ہیں اس کی برکت بھی اس چلہ میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور میت کا چہلم بھی چالیس دن کے بعد اسی نسبت سے متاخرین نے رکھا کہ ایصال ثواب کے ساتھ میت کو اس نسبت چہل کی برکت کا بھی تمتع حاصل ہو جائے۔ اور نبی کا ترجمہ غیبی خبر دینے

والا ازروئے لغت کیا گیا۔ اس لیے کہ نبی نبا سے مشتق ہے اور نبا خبر کو کہتے ہیں جیسے فرمایا عن النبأ العظیم تو نبی کے معنی خبر دینے والے کے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جنت دوزخ۔ حور۔ غلمان۔ قیامت۔ حشر۔ نشر حتی کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کے وجود کی خبر دی جو ہم سے غیب تھی تو معنی مذکورہ صحیح ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع نہم سورۃ انفال پ۱۰

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

اے غیبی خبریں دینے والے نبی ترغیب دے مومنین کو قتال کی اگر تم میں کے بیس ہوں صبر والے غالب ہوں گے دو سو پر اور اگر تم میں کے سو ہوں تو غالب ہوں گے ہزار پر ان میں جو کافر ہیں بایں وجہ کہ وہ قوم بے سمجھ ہے۔

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اب اللہ نے تخفیف فرمائی تم پر سے اور اسے معلوم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر ہوں تم میں سے سو صبر والے غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

نہیں زیبا کسی نبی کو یہ کہ ہو وہ قید کرنے والا کافروں کو جب تک ان کا خون نہ بہائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا اور اللہ چاہتا ہے آخرت اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اگر اللہ پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانوں تم کو چھوتا اس میں جو لیا تم نے کافروں سے مال بڑا عذاب۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو کھاؤ جو تم نے غنائم سے لیا حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حل لغات رکوع نہم سورۃ انفال پ۱۰

یاایہا۔اے	النبی۔نبی	حرض۔ترغیب دے	المؤمنین۔مومنوں کو
علی۔اوپر	القتال۔جہاد کے	ان۔اگر	یکن۔ہونگے
منکم۔تم میں سے	عشرون۔بیس	صابرون۔صبر والے	یغلبوا۔تو غالب آئیں گے
مائتین۔دوسو پر	و۔اور	ان۔اگر	یکن۔ہوں گے
منکم۔تم میں سے	مائۃ۔سو	یغلبوا۔تو غالب آئینگے	الفا۔ہزار پر
من الذین۔ان سے	کفروا۔جو کافر ہیں	بانہم۔کیونکہ وہ	قوم۔قوم ہیں
لا۔بے	یفقہون۔سمجھ	الئٰن۔اب	خفف۔ہلکا کردیا
اللہ۔اللہ نے	عنکم۔تم سے	و۔اور	علم۔جانتا ہے
ان۔کہ بے شک	فیکم۔تم میں	ضعفا۔اب کمزوری ہے	فان۔تو اگر
یکن۔ہوں گے	منکم۔تم میں سے	مائۃ۔سو	صابرۃ۔صبر والے
یغلبوا۔غالب آئینگے	مائتین۔دوسو پر	و۔اور	ان۔اگر
یکن۔ہونگے	منکم۔تم میں سے	الف۔ہزار	یغلبوا۔تو غالب آئینگے
الفین۔دو ہزار پر	باذن۔حکم	اللہ۔خدا سے	و۔اور
اللہ۔اللہ	مع۔ساتھ	الصابرین۔صبر کرنے والوں کے ہے	
ما۔نہیں	کان۔ہے	لنبی۔نبی کے لیے	ان۔یہ کہ
یکون۔ہوں	لہ۔اسکے لیے	اسری۔قیدی	حتی۔یہاں تک کہ
یثخن۔خونریزی کرے	فی۔بیچ	الارض۔زمین کے	تریدون۔تم چاہتے ہو
عرض۔سامان	الدنیا۔دنیا کا	و۔اور	اللہ۔اللہ
یرید۔چاہتا ہے	الاخرۃ۔آخرت	و۔اور	اللہ۔اللہ

عزیز۔ غالب ہے	حکیم حکمت والا	لو۔ اگر	لا۔ نہ
کتب۔ لکھا ہوتا	من اللہ۔ اللہ سے	سبق جو پہلے گذر چکا	لمسکم۔ تو پہنچتا تم کو
فیما۔ اس میں جو	اخذتم۔ لیا تم نے	عذاب۔ عذاب	عظیم۔ بڑا
فکلوا۔ تو کھاؤ	مما۔ اس سے جو	غنمتم غنیمت لو تم	حلالا۔ حلال
طیبا۔ پاک	و۔ اور	اتقوا۔ ڈرو	اللہ۔ اللہ سے
ان۔ بیشک	اللہ۔ اللہ	غفور بخشنے والا	رحیم۔ مہربان ہے

مختصر تفسیر اردو رکوع نہم سورۂ انفال پ۱۰

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ۝

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ترغیب دو مومنین کو قتال و جہاد کی اگر ہوں تم میں سے بیس صابر دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر ہوں تم میں کے سو تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے باین وجہ کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ کی تفسیر میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں والتحریض الحث علی الشئ وقال الزجاج ھو فی اللغۃ ان یحث الانسان علی شئ۔ تحریض کسی شے پر کسی کو آمادہ کرنا اور برانگیختہ کرنا ہے علامہ زجاج بھی لغوی روشنی میں کہتے ہیں کہ یہ لغت میں کسی چیز پر انسان کے آمادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالے کی طرف سے تحریض قتال کا حکم ہوا ہے اس کے ساتھ ہی وعدہ ہے کہ مسلمان صابر بہ اعانت الٰہی کافروں پر غالب رہیں گے۔ کیونکہ کافر اپنے جہل کے ساتھ حسد و عناد کی آگ میں جل کر برانگیختہ ہوتے ہیں۔ اور یہ کیفیت حیوانوں میں ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حیوان جب کسی کے مقابلہ پر آتا ہے تو اسے اس مقابلہ سے کوئی مقصود مدنظر نہیں ہوتا بلکہ محض از خود رفتگی میں وہ ابھر کر حملہ آور ہوتا ہے پھر خواہ اس کی زد میں اپنا آجائے یا پرایا۔ یہی حال مشرکین کے غضب و غصہ کا ہے برخلاف مومنین کے کہ ان کا مقصد محض اور محض اعلاء کلمۃ الحق ہوتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو شق ذلک علی المسلمین اذ فرض

علیہم ان لا یفر واحد من عشرۃ فجاء التخفیف مسلمانوں پر یہ شاق گذرا اس لیے کہ بموجب حکم ان پر فرض کر دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان اگر دس مشرکین کے مقابل ہو تو نہ بھاگے تو پھر یہ تخفیف نازل ہوئی کما قال تعالے

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ۔ اب اللہ نے تم پر تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم کمزور ہو تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے اور تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہونگے اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

اس میں یہ لازم کیا گیا کہ ایک سو صابر مسلمان دو سو کے مقابل قائم رہیں اور جو ایک کا دس گنے کے مقابل رہنا فرض تھا وہ منسوخ کر دیا گیا اور اپنے سے دو چند سے فرار ممنوع قرار پایا۔ اس کے بعد کا ایک واقعہ ہے جسے مسلم شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

جب جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کیے گئے تو حضور نے ان کے متعلق صحابہ کرام سے استشارہ کیا تو سب سے پہلے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے عرض کی کہ حضور یہ حضور کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو مالی قوت بھی حاصل ہو جائے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالے ان کی پیشانی پر آفتاب ہدایت چمکا کر انہیں اسلام قبول کرنے کی بھی توفیق دیدے اس کے بعد

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میری رائے میں ان لوگوں نے چونکہ حضور کی تکذیب۔ توہین اور تحقیر کی ہے حتی کہ انہوں نے حضور کا مکہ میں رہنا بھی گوارا نہ کیا یہ کفر کے سردار اور کافروں کے سرغنے ہیں ان کی گردنیں قلم کی جائیں اللہ تعالی آپ کی ذات مقدس کو فدیہ سے مستغنی کر دے گا۔ علی مرتضی اپنے بھائی عقیل کو قتل کریں اور حمزہ عباس کو اور میں اپنی قرابت والوں کو ماروں اور ہمیشہ کے لیے انہیں ختم کروں۔

لیکن آخر امر اکثریت اسی طرف رہی کہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور فاروقی رائے کی موافقت میں حکم آیا چنانچہ ارشاد ہوا

مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ اس کے قیدی باقی رہیں جبتک کہ وہ اچھی طرح زمین

میں کفار کا خون نہ بہا دیں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت کو چاہتا ہے۔ اور اللہ زبردست قوت و حکمت والا ہے۔

کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جبتک زمین میں ان کا خون اتنا نہ بہائے کہ سرخی سے زمین لالہ زار نہ ہو جائے۔ گویا قتل کفار میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ کفر کی ذلت اور اسلام کی شوکت کا علی وجہ الکمال مظاہرہ ہو جائے۔ حتی یثخن فی الارض کی تفسیر میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں ای یبالغ فی القتل ویکثر منہ حتی یذل الکفر ویقل حزبہ ویعز الاسلام ویتقوی اھلہ واصل معنی الثخانۃ الغلظ والکثافۃ فی الاجسام۔

تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو۔ یہ خطاب مومنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے اور اللہ چاہتا ہے آخرت یعنی تمہارے لیے ثواب آخرت ہے جو قتل کفار اور اعزاز اسلام پر موقوف ہے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جبکہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور مسلمین جماعتیں فضل الٰہی سے قوت پکڑ گئیں تو پھر قیدیوں کے لیے دوسرا حکم آیا فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا یعنی مومنین کو اختیار ہے کہ چاہیں تو کافروں کو قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو انہیں غلام بنا لیں اور چاہیں تو فدیہ لے کر رہا کر دیں۔ خواہ آزاد کر دیں۔

مسئلہ

بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا فی قیدی تھا جس کے سولہ سو درہم ہوتے ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ اور اگر ایک بات پہلے نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے فدیہ میں مال لیا تھا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

اس میں اس کو اجتہاد صحابہ پر عمل کرنے والوں کو مطمئن رکھا گیا جنہوں نے اس پر عمل کر کے فدیہ لیا۔ ان لینے والوں سے مواخذہ نہ فرمانے کی بشارت مل چکی تھی چونکہ بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ نے اجتہاد ہی کیا تھا۔ ان کے خیال میں یہی بات آئی تھی کہ کافروں کو فدیہ لے کر زندہ چھوڑ دیں ہمیں انکے اسلام لانے کی امید ہے اور فدیہ لینے سے مومنین کو مالی قوت مل جائے گی اس طرف ان کا ذہن نہیں گیا کہ قتل کفار میں عزت و شوکت اسلام اور تہدید کفار ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ سے اس معاملہ میں استشارہ فرمانا مشروعیت اجتہاد کی دلیل ہے۔

یا لولا کتب من اللہ سبق کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو لوح محفوظ میں لکھ دیا اس میں کفار بدر کے لیے عذاب بھی مقرر فرما دیا اور اہل بدر یعنی جانبازان اسلام پر عذاب نہ ہونا بھی مقدر فرما دیا اور حکم نافذ کیا۔

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. تو جو کچھ تم نے لیا اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو بلا شبہ اللہ بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے۔

کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال طیب یہ آیت اس لیے نازل ہوئی کہ صحابہ کرام ڈر گئے اور جو فدیہ لیا تھا اس سے دستبردار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ حلال و طیب فرما دیں اور اجازت دی کہ کھاؤ چنانچہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے غنیمتیں حلال فرمائیں جو ہم سے پہلے کسی کے لیے بھی حلال نہ کی گئی تھیں اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (روح المعانی)

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۃ انفال پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے غیبی خبریں دینے والے نبی فرما دو ابھی جو تمہارے ہاتھ میں آئے قیدیوں سے اگر اللہ نے جانی تمہارے دلوں میں بھلائی تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا ہوگا اور تمہاری بخشش ہوگی اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر وہ اے محبوب تم سے دغا کرنا چاہیں تو یقیناً خیانت کر چکے ہیں وہ پہلے جس پر اس نے اتنے تمہارے قابو میں دے دیے اور اللہ جاننے حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

بے شک جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ

اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہیں اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ بعض ان کے وارث ہیں بعض کے اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی نہیں ان کے لیے ان کا ترکہ کچھ جبتک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم پر مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم میں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اور وہ جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ ہیں سچے ایمان والے ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور وہ جو ایمان لائے بعد میں اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ وہ بھی تم سے ہیں اور رشتہ والے بعض ان کے دوسروں سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حل لغات رکوع دہم سورۃ انفال پ۱۰

یا۔ اے	ایہا۔ اے	النبی۔ نبی	قل۔ کہہ
لمن۔ ان سے جو	فی۔ بیچ	ایدیکم۔ تمہارے ہاتھوں کے ہیں	
من الاسری۔ قیدیوں میں سے		ان۔ اگر	یعلم۔ جانے گا
اللہ۔ اللہ	فی۔ بیچ	قلوبکم۔ تمہارے دلوں کے	خیرا۔ بھلائی

یوتکم۔ وہ دیگا تم کو　خیرا۔ بہتر　مما۔ اس سے جو　اخذ۔ لیا گیا

منکم۔ تم سے　و۔ اور　یغفر۔ بخشے گا　لکم۔ تم کو

و۔ اور　اللہ۔ اللہ　غفور۔ بخشنے والا　رحیم۔ مہربان ہے

و۔ اور　ان۔ اگر　یریدوا۔ ارادہ کریں　خیانتک۔ تجھ سے

خیانت کرنے کا　فقد۔ تو بیشک　خانوا۔ خیانت کر چکے　اللہ۔ اللہ سے

من قبل۔ پہلے اس سے　فامکن۔ تو اس نے قابو دیا تم کو　منہم۔ ان پر

و۔ اور　اللہ۔ اللہ　علیم۔ جاننے والا　حکیم۔ حکمت والا ہے

ان۔ بیشک　الذین۔ وہ جو　امنوا۔ ایمان لائے　و۔ اور

ھاجروا۔ ہجرت کی　و۔ اور　جاھدوا۔ جہاد کیا　باموالہم۔ اپنے مالوں سے

و۔ اور　انفسہم۔ اپنی جانوں سے　فی۔ بیچ　سبیل۔ رستے

اللہ۔ اللہ کے　و۔ اور　الذین۔ وہ جنہوں نے　اووا۔ جگہ دی

و۔ اور　نصروا۔ مدد کی　اولئک۔ یہ لوگ　بعضہم۔ بعض ان کے

اولیاء۔ دوست ہیں　بعض۔ بعض کے　و۔ اور　الذین۔ وہ جو

امنوا۔ ایمان لائے　و۔ اور　لم۔ نہ　یہاجروا۔ ہجرت کی

ما۔ نہیں　لکم۔ تمہارے لیے　من ولایتہم۔ ان کی دوستی سے

من۔ کوئی　شئی۔ چیز　حتی۔ یہاں تک کہ　یہاجروا۔ ہجرت کریں

و۔ اور　ان۔ اگر　استنصروا۔ مدد مانگیں　کم۔ تم سے

فی۔ بیچ　الدین۔ دین کے　فعلیکم۔ تو تم پر لازم ہے　النصر۔ مدد کرنا

الا۔ مگر　علی۔ اوپر　قوم۔ اس قوم کے کہ　بینکم۔ تمہارے

و۔ اور　بینہم۔ ان کے درمیان　میثاق۔ معاہدہ ہے　و۔ اور

اللہ۔ اللہ　بما۔ اس سے جو　تعملون۔ تم کرتے ہو　بصیر۔ دیکھنے والا ہے

و۔ اور　الذین۔ وہ جو　کفروا۔ کافر ہیں　بعضہم۔ بعض ان کے

اولیاء۔ دوست ہیں　بعض۔ بعض کے　الا۔ اگر نہ　تفعلوہ۔ کرو گے

کا۔ ایسا تو　تکن۔ ہوگا　فتنۃ۔ فتنہ　فی۔ بیچ

الارض۔ زمین کے　و۔ اور　فساد۔ فساد　کبیر۔ بڑا

و۔ اور	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے	و۔ اور
ھاجروا۔ ہجرت کی	و۔ اور	جاھدوا۔ جہاد کیا	فی۔ بیچ
سبیل۔ رستے	اللہ۔ اللہ کے	و۔ اور	الذین۔ وہ جو
اووا۔ جگہ دی	و۔ اور	نصروا۔ مدد کی	اولئک۔ یہ لوگ
ھم۔ وہی ہیں	المومنون۔ مومن	حقا۔ پکے	لھم۔ ان کے لیے
مغفرۃ۔ بخشش ہے	و۔ اور	رزق۔ رزق	کریم۔ اچھا
و۔ اور	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے	من بعد۔ اسکے بعد
و۔ اور	ھاجروا۔ ہجرت کی	و۔ اور	جاھدوا۔ جہاد کیا
معکم۔ تمہارے ساتھ	و۔ اور	اولو۔ صاحب	الارحام۔ رحم
بعضھم۔ بعض انکے	اولی۔ زیادہ قریب ہیں	ببعض۔ بعض کے	فی۔ بیچ
کتاب۔ کتاب	اللہ۔ اللہ کے	ان۔ بیشک	اللہ۔ اللہ
بکل۔ ہر	شئ۔ چیز کو	علیم۔ جاننے والا ہے۔	

مختصر اردو تفسیر رکوع دہم سورۃ انفال پ۱۰

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ اے غیبی خبریں دینے والے نبی فرمادیجئے انہیں جو تمہارے قبضہ میں قید ہو کر آئے ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ کو تمہارے دلوں کے اندر بہتری معلوم ہوئی تو تم سے جو کچھ لیا گیا ہے اس سے بہتر اللہ تم کو عنایت کرے گا اور تمہارے قصور معاف کر دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب حضور کے چچا کفار قریش کے دس سرداروں میں سے تھے جنہوں نے بدر کے کافروں کے کھانے کا ذمہ لیا تھا اور روزانہ ایک ایک کھانے کا انتظام کرتا تھا جیسا کہ ہم پہلے رکوع چہارم کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں وہاں بارہ آدمی جو بیان کیے گئے ہیں ان میں دس سردار اور دو مالدار قریشی ہیں۔ حضرت عباس اپنی باری والے دن کے لیے لشکر کے کھانے کا انتظام کرنے کو بیس اوقیہ سونا ساتھ لے کر چلے تھے ایک اوقیہ چالیس

درہم کا ہوتا ہے لیکن جس دن ان باری آئی تھی اس دن کچھ ایسے گھمسان کی جنگ ہوئی تھی کہ کھانے کھلانے کا انتظام ہی نہ کر سکے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے یہ سونا جامہ تلاشی میں ان کے پاس سے نکلا مسلمانوں نے وہ رقم ضبط کر لی آپ نے حضور سے درخواست کی کہ یہ سونا ان کے فدیہ میں محسوب کر لیا جائے۔

حضور نے فرمایا جو رقم تم نے ہماری مخالفت میں صرف کرنے کو رکھی تھی وہ ضبط کی جائے گی فدیہ میں محسوب نہ ہوگی اور تمہارے ذمہ صرف تمہارا فدیہ ہی نہ ہو گا بلکہ تمہارے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا بار بھی تم پر پڑیگا۔

حضرت عباس نے عرض کی حضور تو آپ مجھے ایسے حال میں چھوڑیں گے کہ میں بقیہ عمر قریش سے مانگ مانگ کر بسر کروں۔

حضور نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ تمہارے پاس سونا بھی تو ہے جو تم نے اپنی بیوی ام الفضل کو دے کر گھر میں دفن کر دیا تھا اور چلتے وقت ان سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ سونا تمہارا ہے اور میرے چاروں بیٹے عبداللہ، عبیداللہ، فضل اور قثم اس میں برابر کے حصہ دار ہیں اور اسے مخفی رکھنا کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔

یہ سن کر حضرت عباس متحیر ہو گئے اور حضور سے مستفسر ہوئے کہ یہ راز تو میرے اور میری بیوی کے مابین تھا آپ کو کس نے بتا دیا۔

حضور نے فرمایا مجھے میرے رب نے مطلع کیا۔

اس پر حضرت عباس بے تابانہ عرض پیرا ہوئے کہ اب میں مانتا ہوں کہ بے شک، آپ سچے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ۔

پھر حضرت عباس نے اپنے بھتیجوں کو بھی اسلام لانے کا حکم دیا اور وہ بھی سب مسلمان ہو گئے۔

اس پر یہ بشارت آئی کہ اگر اللہ تعالے نے تمہارے دل میں بھلائی جانی اور تمہارا ایمان خلوص و ایقان سے ہوا تو تم سے جو لیا گیا ہے یعنی فدیہ اس سے بہتر تمہیں عطا فرمایا جائے گا۔ اور اللہ تعالے تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چنانچہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مالیت اسی ہزار تھی تو حضور

نے نماز ظہر کے لیے وضو فرما کر اداء صلوٰۃ سے پہلے ہی سب تقسیم فرما دیا اور حضرت عباس کو بالخصوص فرمایا کہ اس میں سے جتنا تم اٹھا سکتے ہو لے لو۔

چنانچہ آپ نے جتنا اٹھ سکا اٹھا لیا اور آپ یہ کہتے اٹھے کہ یہ اس سے بہتر ہے جو اللہ نے مجھ سے لیا تھا اور میں اس کی طرف سے بخشش و مغفرت کا امیدوار ہوں۔ چنانچہ آپ کے تمول کا یہ حال ہوا کہ آپ کے بیس غلام تھے وہ بھی سب کے سب تاجر تھے اور ان میں ادنےٰ درجے کے غلام کا سرمایہ بیس ہزار کا تھا آگے ارشاد ہے۔

وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْکَنَ مِنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ

اور اے محبوب اگر وہ (قیدی) آپ سے دغا کرنا چاہیں اور بعد میں تمہاری بیعت سے انحراف کر کے پھر کفر کریں تو وہ ایسی خیانت اللہ سے پہلے بھی کر چکے ہیں جس پر اللہ تعالےٰ نے ان میں سے بہت آپ کے قابو میں دیدیے جیسا کہ غزوہ بدر میں دیکھ چکے ہیں کہ ذلیل بھی ہوئے اور قتل بھی اور قید بھی آئندہ بھی اگر ان کے طور طریقے ایسے ہی رہے تو انہیں اسی انجام کا انتظار کرنا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۔ بے شک جو ایمان لائے اور کچھ دی نہ کی اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں یعنی مہاجرین اولین اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی مسلمانوں کی اور انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا یہ ان لوگوں کی شان میں ارشاد ہے جو انصار و مہاجرین اولین ہیں وہ ایک دوسرے کے وارث اور مددگار ہیں یعنے مہاجر انصار کے اور انصار مہاجرین کے مگر اس آیت کو اولوالارحام بعضہم اولی ببعض سے منسوخ الحکم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍۢ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۔ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی بلکہ مکہ معظمہ میں ہی مقیم رہے (ان کا حکم یہ ہے) کہ تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں مگر اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ان کی مدد لازم و واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۔ اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں یعنے

کافر اور مومن کے درمیان احکام وراثت نہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو کفار کی موالات و موارثت حاصل نہیں۔ ان سے علیحدہ رہنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور مسلمانوں میں باہمی میل جول رکھنا ضروری ہے۔

آگے ارشاد ہے اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور زبردست فساد ہو جائے گا یعنی اگر مومنین و مسلمین میں باہمی تعاون نہ ہوا اور ایک دوسرے کی اعانت و نصرت میں سرگرم نہ ہوئے اور بنیان مرصوص نہ بنے تو کفار و مشرکین اپنے اتحاد سے تم پر قوت پکڑ جائیں گے انکا غلبہ ہوگا اور تم ضعیف و منتشر ہو کر اتنے کمزور ہو جاؤ گے جو فتنہ و فساد کا موجب ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور لے محبوب انہوں نے آپ کی معیت میں جہاد کیا اور وہ جنہوں نے اپنے گھروں میں جگہ دی اور مدد کی وہی ایمان والے ہیں۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔ ان کے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے جرائم کو ڈھا دیتا ہے اور ہجرت بھی پہلی بداعمالیوں کو ختم کر دیتی ہے۔

پہلی آیت میں مہاجرین و انصار کا باہمی تعاون و تناصر کا بیان تھا اس آیت کریمہ میں ان دونوں جماعتوں (مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم) کے ایمان کی تصدیق ہے اور انہیں مورد رحمت و غفران فرمایا گیا آگے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور لے محبوب انہوں نے آپ کی معیت میں جہاد کیا۔ وہ بھی تمہیں میں سے ہیں یعنی بعدیت کی وجہ میں مہاجرین و انصار کے کئی طبقے ہیں۔

ایک وہ جو پہلے ہی مرحلہ میں حضور کے حکم کی تعمیل میں سب کچھ چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے تھے یہ تو مہاجرین اولین ہیں۔ ان کے متعلق دوسری جگہ فرمایا گیا اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔

دوسرے وہ ہیں جنہوں نے شعب ابی طالب میں قید سے تنگ آ کر باذن سید الانبیاء حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ آئے انہیں اصحاب الہجرتین کہا جاتا ہے۔

تیسرے وہ ہیں جو صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ سے قبل ہجرت کر گئے یہ اصحاب ہجرت ثانیہ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ پہلی آیت میں مہاجرین اولین کا ذکر فرمایا گیا اور ان آیتوں میں اصحاب ہجرت کہلاتے ہیں ان کا ذکر ہے اور باعتبار ایمان سب کے لیے معکم فاولئک منکم فرمادیا اب ان کے رشتہ دار اور قرابتیوں کا ذکر ہوتا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۔ اور مسلمانوں میں جو لوگ قرابت دار ہیں اور میراث صلہ رحمی کے استحقاق میں قرابت رکھنے والوں کے نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس آیت میں توارث بالہجرت کو منسوخ فرمادیا گیا اور ذوی الارحام کی وراثت ثابت فرمائی۔

یعنی اگر کوئی قرابت دار مسلمان ہو تو وہ غیر قرابت دار سے زیادہ مستحق ہوگا۔ اگر رشتہ قریبی ہے جس کا ذکر سورۃ نساء کی آیت میراث میں کیا گیا ہے تو حسب حکم تقسیم میراث کا مستحق ہوگا۔ اور اگر دور کا رشتہ دار ہو اور قریب کا نہ ہو تو غیر کے مقابلہ میں اس کا حق ہوگا۔

سورۃ توبہ

یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں ایک سو انتیس آیات اور سولہ رکوع ہیں چار ہزار اٹھتر کلمے دس ہزار چار سو اٹھاسی حرف ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن زبیر و قتادہ رضی اللہ عنہما اور ایک کثیر طبقہ مدنی تسلیم کرتی ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کی آخری آیتیں لقد جاءکم رسول سے لے کر آخر تک بعض محققین کے نزدیک مکی ہیں۔

حضرت قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ اور انفال ایک ہی سورۃ ہے اس لیے ان کے مابین بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

اس سورت مبارکہ میں ان مشرکین سے بیزاری کا اعلان ہے جن سے حضور کا معاہدہ تھا اور وہ معاہدہ پہ قائم نہ رہے۔

اس سورت مبارکہ کے دس نام ہیں۔ ان میں سے توبہ اور براءت دو نام مشہور ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس سورت کے ساتھ حضرت روح الامین بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

ایک قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یوں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ تلوار کے ساتھ امن اٹھا لینے کے لیے نازل ہوئی۔

بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں میں باعتبار نزول یہ آخری سورۃ ہے اس میں سورۃ کے شروع سے عتاب و تندی کا مظاہرہ ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع اول سورۃ توبہ پ۱۰

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ	بیزاری ہے اللہ اور رسول کی ان کی طرف کہ جنہوں نے تم سے عہد کیا ہے مشرکین سے اور توڑ دیا۔
فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ؕ	تو زمین میں چلو پھرو چار مہینہ اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو۔
فَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ	اور منادی ہے اللہ اور رسول کی طرف سے لوگوں کو حج اکبر کے دن بے شک اللہ بیزار ہے مشرکین سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کر لو تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر پھر و تو جان لو بے شک تم اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے اور کافروں کو بشارت دے عذاب الیم کی۔
اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ تھا مشرکین سے

ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

پھر انہوں نے تمہارا عہد نہ توڑا اور تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو بے شک اللہ تقویٰ والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں گرفتار کرو اور قید کرو اور ان کی ناکہ بندی کرو تو اگر توبہ کرلیں اور نماز قائم رکھیں زکوۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر کوئی مشرک تم سے (اے محبوب) پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔

حل لغات رکوع اول سورۃ توبہ پ ۱۰

براءۃ۔ بیزاری ہے	من اللہ۔ اللہ	و۔ اور	رسولہ۔ اس کے	
رسول سے	الی۔ طرف	الذین۔ انکی کہ	عاھدتم۔ عہد کیا تم نے	
من المشرکین۔ مشرکوں سے		فسیحوا۔ تو چلو پھرو	فی۔ بیچ	
الارض۔ زمین کے	اربعۃ۔ چار	اشھر۔ مہینے	و۔ اور	
اعلموا۔ جان لو	انکم۔ کہ تم	غیر۔ نہیں ہو	معجزی۔ عاجز کرنیوالے	
اللہ۔ اللہ کو	و۔ اور	ان۔ بیشک	اللہ۔ اللہ	
مخزی۔ ذلیل کرنے والا ہے		الکافرین۔ کافروں کو	و۔ اور	
اذان۔ اعلان ہے	من اللہ۔ اللہ	و۔ اور	رسولہ۔ اسکے رسول سے	

الی۔طرف　الناس۔لوگوں کی　یوم۔دن　الحج۔حج

الاکبر۔بڑے کے　ان۔بیشک　اللہ۔اللہ　بری۔بیزار ہے

من المشرکین۔مشرکوں سے　و۔اور　رسولہ۔اسکا رسول

فان۔پھر اگر　تبتم۔تم توبہ کرو　فھو۔تو وہ　خیر۔بہتر ہے

لکم۔تمہارے لیے　و۔اور　ان۔اگر　تولیتم۔منہ پھیرو

فاعلموا۔تو جان لو　انکم۔کہ تم　غیر۔نہیں ہو　معجزی۔عاجز کرنیوالے

اللہ۔اللہ کو　و۔اور　بشر۔خوشخبری دے　الذین۔انکو جو

کفروا۔کافر ہیں　بعذاب۔عذاب　الیم۔دردناک کی　الا۔مگر

الذین۔وہ جن سے　عاھدتم۔معاہدہ کیا تم نے　من المشرکین۔مشرکوں سے

ثم۔پھر　لم۔نہ　ینقصو۔توڑا　کم۔تم سے

شیئا۔کچھ بھی　و۔اور　لم۔نہ　یظاھروا۔مدد کی

علیکم۔تمہارے خلاف　احدا۔کسی کی　فاتموا۔تو پورا کرو

الیھم۔ان کی طرف　عھد۔عہد　ھم۔ان کا　الی۔طرف

مدتھم۔مدت انکی کے　ان۔بیشک　اللہ۔اللہ　یحب۔پسند کرتا ہے

المتقین۔پرہیزگاروں کو　فاذا۔تو جب　انسلخ۔گذر جائیں　الاشھر۔مہینے

الحرم۔حرمت والے　فاقتلوا۔تو قتل کرو　المشرکین۔مشرکوں کو　حیث۔جہاں

وجدتموہ۔پاؤ تم　ھم۔ان کو　و۔اور　خذو۔پکڑو

ھم۔ان کو　و۔اور　احصروا۔گھیرو　ھم۔ان کو

و۔اور　اقعدوا۔بیٹھو　لہم۔ان کے لیے　کل۔ہر

مرصد۔گھات میں　فان۔پھر اگر　تابوا۔توبہ کر جائیں　و۔اور

اقاموا۔قائم کریں　الصلوۃ۔نماز　و۔اور　اتوا۔دیں

الزکوۃ۔زکوۃ　فخلوا۔تو چھوڑ دو　سبیلھم۔انکا رستہ　ان۔بیشک

اللہ۔اللہ　غفور۔بخشنے والا　رحیم۔مہربان ہے　و۔اور

ان۔اگر　احد۔کوئی　من المشرکین۔مشرکوں میں سے

استجارک۔پناہ مانگے　ک۔تجھ سے　فاجرہ۔تو پناہ دو　ہ۔اس کو

حتی ۔ یہانتک کہ	لیسمع ۔ سنے	کلام ۔ کلام	اللہ ۔ اللہ کا
ثم ۔ پھر	ابلغہ ۔ پہنچا اسکو	مأمنہ ۔ اس کی امن کی جگہ پہ	
ذلک ۔ یہ	بانہم ۔ اسلیئے کہ وہ	قوم ۔ قوم ہیں جو	لا ۔ نہیں
یعلمون ۔ جانتے			

مختصر تفسیر اردو رکوع اول سورۃ توبہ پ۱۰

بَرَاءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی مشرکوں سے ۔ جنہوں نے معاہدہ کیا اور پھر اس معاملہ پر قائم نہ رہے۔

براءۃ ۔ نشاءۃ اور مأتیہ کی طرح مصدر ہے ۔ مبتدا محذوف ہے ۔ یعنی یہ براءت ہے اس سے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مشرکون تک پہنچنے والی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مشرکین عرب اور مسلمانوں کے مابین عہد تھا ان میں سے چند کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو بحکم الٰہی ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر کے حکم دیا گیا کہ

فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ

تو تم اس سرزمین میں چار ماہ چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم خدا پر غالب نہیں آ سکتے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ بے شک کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

یعنی چار مہینے کے اندر امن کے ساتھ جہاں چاہو گذارہ کرو۔ تم سے کوئی تعرض نہ ہوگا اور اس مدت میں انہیں سوچنے سمجھنے کا موقعہ بھی ملے گا تاکہ انہیں واضح ہو جائے کہ ان کے لیے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاط کے پہلو بھی سوچ لیں اور سمجھ لیں کہ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام لانا ہوگا یا پھر قتل منظور کرنا ہوگا۔

یہ سورۃ مبارکہ ۹ھ میں فتح مکہ سے ایک سال بعد نازل ہوئی ۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی سنہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرمایا تھا اور ان کے بعد حضرت شیر خدا اللہ کرم اللہ وجہہ کو مجمع حجاج میں یہ سورۃ سنانے کے لیے روانہ کیا ۔ چنانچہ حضرت مولاء کائنات نے دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی اے لوگو میں تمہاری طرف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں ۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیا پیغام لائے ہیں تو حضرت شیر خدا رضی

اللہ عنہ نے تیس چالیس آئتیں اس سورت مبارکہ کی تلاوت کرکے اعلان فرمایا کہ لوگو میں تمہارے لیے چار حکم لایا ہوں۔

اول یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک کعبہ معظمہ کے پاس نہ آئے۔

دوسرے یہ کہ کوئی شخص برہنہ ہوکر طواف کعبہ نہ کرے۔

تیسرے یہ کہ جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔

چوتھے یہ کہ جس کا عہد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ معاہدہ اپنی مدت تک قائم رہے گا اور جس کی مدت معین نہیں ہے اس کی میعاد چار مہینے کے بعد ختم ہو جائے گی۔روح المعانی۔

مشرکین نے یہ سنکر جواب دیا کہ علی تم جا کر اپنے چچا کے بیٹے (یعنے حضور سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کہہ دو کہ ہم نے عہد پس پشت پھینک دیا ہے۔ اب ہمارے ان کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہے اگر ہے تو نیزہ بازی اور تیغ زنی ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

اور بے شک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے دنیا و آخرت میں وہ ایسے کہ دنیا میں قتل کئے جائیں گے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کی تاریخوں کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اذان کے معنی اعلان کے ہیں حضرت حسن سے یوم الحج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اس سال تھا جب رسول محتشم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو اپنی جگہ حج کا قائد بنا کر بھیجا تھا اور حضرت ابو بکر نے سب کو حج کرایا تھا۔

اور منادی ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں حج اکبر کے دن۔ حج اکبر اس حج کو ہی نہیں فرمایا بلکہ ہر حج حج اکبر ہے اس لیے کہ حج اصغر اسی زمانہ میں عمرہ کو کہا جاتا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ اس حج کو حج اکبر اس لیے فرمایا کہ یہ وہ حج تھا جس میں حضور خود تشریف لائے تھے اور یہ دن جمعہ کا تھا اسی وجہ میں جو حج جمعہ کو ہو اسے حج اکبر کہہ دیتے ہیں۔ آگے اس اعلان کی توضیح فرمائی گئی کہ وہ اعلان یہ تھا

اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ۔ بے شک اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ - تو اگر تم کفر و خیانت سے توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر ایمان لانے اور توبہ کرنے سے

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ - اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے یعنی اگر تم کفر و خیانت سے توبہ کر لو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر ایمان لانے اور توبہ کرنے سے منہ پھیرو اور انحراف کرو تو تم اللہ پر غالب نہیں آ سکتے گویا وعید عظیم کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر اللہ چاہے تم پر عذاب نازل فرمانے کا تو وہ ایسا قادر علی الاطلاق ہے کہ تم اسے کسی طرح مجبور و مغلوب نہیں کر سکتے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ - اور خوشخبری دو کافروں کو دردناک عذاب کی۔ اور ان کے لیے بشارت دینے کا حکم ہے جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ - مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہے اور وہ تمہارے معاہدے میں کمی نہیں کرتے اور اس کی شرائط پوری کرتے ہیں جیسے قبیلہ بنی حمزہ جو بنی کنانہ میں سے ایک قبیلہ ہے اور ان کی مدت معاہدہ میں ۹ ماہ باقی تھے ان سے وہ معاہدہ پورا کرو۔ بشرطیکہ وہ تمہارے مقابلہ کے لیے کسی کو مدد نہ دیں تو ان کی مقررہ مدت تک عہد پورا کرو۔ بیشک اللہ متقیوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ - تو جب حرمت والے مہینوں کا سلخ ہو جائے یا وہ گذر جائیں تو ضرور مشرکوں کو قتل کرو جہاں پاؤ خواہ وہ حرم میں ہوں خواہ حل میں کسی جگہ اور مکان کے ان کے قتل میں تخصیص نہیں۔

انسلاخ کا مادہ سلخ ہے۔ سلخ الشاۃ بکری کی کھال اتارنا یا کسی چیز کا غلاف سے برآمد ہو جانا۔ مجاہد ابن اسحاق نے کہا یہاں اشہر حرم سے مراد معاہدہ کے مہینے ہیں جن کی میعاد چار ماہ ہے اور جن لوگوں سے معاہدہ نہ ہوا ان کے لیے اشہر حرم کی آخری حد ماہ محرم کی آخری تاریخ ہے یعنی ۱۰ ذی الحجہ سے جو اعلان برأت کی اولین تاریخ تھی۔

مسئلہ:۔ اگر مشرک حرم کے اندر یا ماہ ہائے حرام میں اپنی طرف سے جنگ چھیڑ دیں اور حرم اور اشہر حرم کا لحاظ نہ کریں تو ایسی صورت میں مسلمانوں کے لیے جوابی کاروائی کرنی جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ۔

وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۔ اور انہیں گرفتار کرو اور انہیں قید کرو اور ان کی تاک میں بیٹھو اور ناکہ بندی کرو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ تو اگر وہ توبہ کریں اپنے شرک وکفر سے اور ایمان لاکر نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔ قید ہوں تو رہا کر دو ان سے تعرض نہ کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۔ اے محبوب اگر تم سے کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کے مأمن اور امن کی جگہ پہنچا دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سنے اور آپ کے دعوت توحید پر غور وفکر کر سکے یہ اس لیے کہ وہ نادان قوم سے ہیں۔

اسلام اس کے مصالح وحکمت کو نہیں جانتے۔ اس سے مستأمن کو امن دینے کا حکم نکلتا ہے اور اسے ایذا دینے کی ممانعت کا حکم معلوم ہوا۔ حسن نے کہا یہ آیت محکم ہے اس کا حکم قیامت تک کے لیے ہے

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم سورۃ توبہ پ

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

کیسے ہو مشرکین کے لیے کوئی عہد اللہ اور اللہ کے رسول کے پاس مگر وہ جن سے معاہدہ کیا تم نے مسجد حرام کے پاس تو جب تک وہ قائم رہیں تمہارے لیے عہد پر تو قائم رہو تم بھی ان کے لیے بے شک اللہ تقوے والوں کو پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

بھلا کیسے حال تو یہ ہے کہ وہ تم پر قابو پا جائیں تو قرابت کا بھی لحاظ نہ کریں نہ عہد کا تمہیں راضی کرتے کو منہ سے کہہ دیتے ہیں اور انکاری ہیں دلوں میں اور اکثر ان کے فاسق ہیں۔

اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

خریدتے ہیں اللہ کی آیتیں ذلیل وقلیل رقم سے تو روکتے ہیں اس کی راہ سے بے شک وہ بہت برے ہیں جو ایسے کام کرتے ہیں۔

لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝

نہیں لحاظ کرتے قرابت کا کسی مسلمان سے نہ عہد کا اور یہی سرکش ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝

تو اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں سمجھ دار قوم کے لئے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ۝

اور اگر توڑیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور طعن تشنیع کریں تمہارے دین میں تو قتل کرو سرغنوں کفر سے بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

کیا تم نہ مقاتلہ کروگے اس قوم سے جس نے توڑا اپنی قسموں کو اور آمادہ ہوگئے رسول کے اخراج پر اور وہی پہل کر رہے ہیں اول دفعہ تو کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ زیادہ حقدار ہے اس سے کہ ڈرو تم اس سے اگر ہو تم ایمان والے لڑو ان سے عذاب دے گا اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں مدد دے گا ان پر اور شفاء دے کر سینہ مومن لوگوں کے ٹھنڈے کرے گا اور دور کرے گا ان کے

وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

دلوں کے غیظ کو اور قبول کرے گا اللہ جسے چاہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا

کیا تم اس گمان میں ہو کہ یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے ان کی پہچان نہ کرائی

مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

جو جہاد کریں گے تم میں سے اور نہیں پکڑیں گے سوا اللہ اور رسول اور مومنوں کے کسی کو راز دار اور اللہ خبردار ہے تمہارے سب کاموں سے۔

حل لغات رکوع دوم سورۃ توبہ پ ۱۰

کیف۔ کیسے	یکون۔ ہو سکتا ہے	للمشرکین۔ مشرکوں کے لیے
عہد۔ عہد	عند۔ نزدیک	اللہ۔ اللہ کے / و۔ اور
عند۔ نزدیک	رسولہ۔ اس کے رسول کے	الا۔ مگر
الذین۔ وہ لوگ کہ	عاھدتم۔ عہد کیا تم نے	عند۔ نزدیک
المسجد۔ مسجد	الحرام۔ حرام کے	فما۔ تو جب تک / استقاموا۔ قائم رہیں
لکم۔ تمہارے لیے	فاستقیموا۔ تو قائم رہو	لہم۔ ان کے لیے / ان۔ بیشک
اللہ۔ اللہ	یحب۔ پسند کرتا ہے	المتقین۔ پرہیزگاروں کو / کیف۔ کیسے ہو
و۔ اور	ان۔ اگر	یظھروا۔ وہ غالب آئیں / علیکم۔ تم پر
لا۔ تو نہ	یرقبوا۔ لحاظ کریں	فیکم۔ تمہارے متعلق / الاً۔ قرابت کا
و۔ اور	لا۔ نہ	ذمۃ۔ ذمہ کا / یرضونکم۔ راضی کرتے
ہیں تم کو	بافواھھم۔ اپنے مونہوں سے	و۔ اور
تابی۔ انکاری ہیں	قلوبہم۔ دل ان کے	و۔ اور / اکثر۔ اکثر
ھم۔ ان کے	فسقون۔ فاسق ہیں	اشتروا۔ خریدا انہوں نے / بایت۔ آیات
اللہ۔ اللہ کی کے بدلے	ثمنا۔ قیمت	قلیلا۔ تھوڑی / فصدوا۔ تو روکا انہوں نے
عن سبیلہ۔ اسکی راہ سے		انہم۔ بیشک وہ / ساء۔ برا ہے
ما۔ جو	کانوا۔ تھے وہ	یعملون۔ کرتے / لا۔ نہیں
یرقبون۔ لحاظ کرتے	فی۔ بیچ	مومن۔ کسی مومن کے / الاً۔ قرابت کا
و۔ اور	لا۔ نہ	ذمۃ۔ عہد کا / و۔ اور

اولئک۔ یہ لوگ	ھم۔ وہی ہیں	المعتدون۔ حد سے بڑھنے والے	
فان۔ پھر اگر	تابوا۔ توبہ کریں	و۔ اور	اقاموا۔ قائم کریں
الصلوٰۃ۔ نماز	و۔ اور	اتو۔ دیں زکوٰۃ	الزکوٰۃ۔ زکوٰۃ
فاخوانکم۔ تو تمہارے بھائی ہیں		فی۔ بیچ	الدین۔ دین کے
و۔ اور	نفصل۔ ہم کھول کر بیان کرتے ہیں	الایت۔ آئتیں	لقوم۔ انکے لیے جو
یعلمون۔ جانتے ہیں	و۔ اور	ان۔ اگر	نکثوا۔ توڑیں
ایمانہم۔ اپنی قسمیں	من بعد۔ بعد	عہد۔ عہد	ھم۔ اپنے کے
و۔ اور	طعنوا۔ طعنہ کریں	فی۔ بیچ	دینکم۔ دین تمہارے کے
فقاتلوا۔ تو لڑائی کرو	ائمۃ۔ اماماں	الکفر۔ کفر سے	انہم۔ بیشک وہ
لا۔ نہیں	ایمان۔ عہد	لہم۔ ان کا	لعلہم۔ تاکہ وہ
ینتہون۔ باز آئیں	الا۔ کیوں نہیں	تقاتلون۔ لڑائی کرتے تم	قوما۔ ان لوگوں سے
نکثو۔ کہ توڑا انہوں نے	ایمانہم۔ اپنا عہد	و۔ اور	ھموا۔ ارادہ کیا
باخراج۔ نکالنے	الرسول۔ رسول کے	و۔ اور	ھم۔ انہوں نے
بدءو۔ پہل کی	کم۔ تم سے	اول۔ اول	مرۃ۔ مرتبہ
ا۔ کیا	تخشونہم۔ تم ان سے ڈرتے ہو		فاللہ۔ تو اللہ
احق۔ زیادہ حق رکھتا ہے	ان۔ یہ کہ	تخشوہ۔ ڈرو تم	ہ۔ اس سے
ان۔ اگر	کنتم۔ ہو تم	مؤمنین۔ مومن	قاتلوہم۔ لڑو
ھم۔ ان سے	یعذبہم۔ سزا دے گا ان کو		اللہ۔ اللہ
بایدیکم۔ تمہارے ہاتھوں	و۔ اور	یخزہم۔ ذلیل کریگا	ھم۔ ان کو
و۔ اور	ینصرکم۔ مدد کریگا	کم۔ تم کو	علیہم۔ ان پر
و۔ اور	یشف۔ شفا دیگا	صدور۔ سینوں	قوم۔ قوم
مومنین۔ مومن کو	و۔ اور	یذھب۔ لیجائے گا	غیظ۔ غصہ
قلوبہم۔ ان کے دلوں کا	و۔ اور	یتوب۔ توبہ قبول کرے	اللہ۔ اللہ
علی۔ اوپر	من۔ جس کے	یشاء۔ چاہے	و۔ اور
اللہ۔ اللہ	علیم۔ جاننے والا	حکیم۔ حکمت والا ہے	ام۔ کیا

حسبتم۔ خیال کیا تم نے	ان۔ یہ کہ	تترکوا۔ چھوڑے جاؤ گے	و۔ اور
لما۔ ابھی نہیں	یعلم۔ ظاہر کیا	اللہ۔ اللہ نے	الذین۔ ان کو
جاھدوا۔ کہ جہاد کیا	منکم۔ تم میں سے	و۔ اور	لم۔ نہ
یتخذوا۔ پکڑا	من دون۔ سوا	اللہ۔ اللہ کے	و۔ اور
لا۔ نہ	رسولہ۔ اسکے رسول کے	و۔ اور	لا۔ نہ
المومنین۔ مومنوں کے	ولیجۃ۔ ولی دوست	و۔ اور	اللہ۔ اللہ
خبیر۔ خبردار ہے	بما۔ اس سے	تعملون۔ جو تم کرتے ہو	

مختصر تفسیر اردو رکوع دوم سورۃ توبہ پ ۱۰

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ ۔ کیسے ہو سکتا ہے مشرکین کے ساتھ کوئی عہد اللہ اور اس کے رسول کے پاس قابل رعایت ۔ یہ کیف استفہام انکاری ہے تعجب کے لیے یعنی یہ بات ناممکن ہے کہ مشرکین عہد شکنی نہ کریں ۔ مشرکین تو عہد توڑیں گے اور اس میں وہ حکمت ظاہر کی گئی ہے جو دواعی براءت ہے اور اس سے مراد وہ مشرکین ناکثین ہیں اس لیے کہ براءت کا اعلان اور بیزاری کا اعلام بھی انہیں کے شایان شان تھا جو غدر اور عہد شکنی کے خوگر تھے ۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ مگر وہ جس سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا وہ مستثنیٰ ہیں اور ان پر اس وجہ میں اعتماد ہے کہ ان سے پہلے بھی کبھی عہد شکنی ظہور میں نہیں آئی جیسے قبیلہ بنی کنانہ بنی حمزہ تو جب تک وہ تمہارے لیے عہد پر قائم رہیں تم بھی ان کے لیے قائم رہو بے شک اللہ تعالے پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے ۔

الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ سے مراد قریش ہیں قتادہ کہتے ہیں اہل مکہ ہیں جن سے حدیبیہ کے دن رسول مکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کیا تھا اللہ تعالے نے حکم دیا کہ جب تک یہ معاہدہ کے پابند رہیں تم بھی پابند رہو لیکن وہ معاہدہ پر قائم نہ رہے بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی مدد کی اسی بنیاد پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ فتح کر لیا ۔

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۔ وہ کیونکر عہد پورا کریں گے اور کیسے

اپنے قول و قرار پر قائم رہیں گے باآنکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر تم پر قابو پائیں تو رشتہ داری کا بھی لحاظ نہ کریں اور تمہارے کسی عہد کی پرواہ نہ کریں گے۔

لَا یَرْقُبُوا۔ نگہداشت نہ کریں گے ضحاک نے کہا کہ لحاظ نہ کریں گے۔ قطرب نے کہا رعایت نہ کریں گے اِلًّا۔ قتادہ نے کہا حلف کا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اِلًّا کا ترجمہ قرابت ہے اور یمان نے رشتہ داری کیا ہے

یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ وَتَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ وَاَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ۔ تمہیں راضی کرتے ہیں محض زبانی باتوں سے اور عہد وفا کے وعدہ کر کے اور ان کے دلوں میں انکار ہے یعنی کفر و عداوت اور اکثر ان کے فاسق ہیں بے حکم ہیں فسق سے مراد عہد شکنی ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ انہوں نے تو اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل و قلیل رقم لی اور نفع دنیا کے لیے ایمان و قرآن چھوڑا اور جو عہد نبی کریم رؤف و رحیم سے کیا تھا وہ ابوسفیان کے ذرا سے لالچ دینے سے توڑ دیا وہ لالچ یہ تھا کہ ابوسفیان نے ان کو کھانا کھلایا تھا اور اعرابی پر کچھ پیسے خرچ کیے تھے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اہل طائف نے قریش کو مالی امداد دی تھی تاکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قوت کے ساتھ جنگ کر سکیں راہ خدا سے مراد اللہ کا دین ہے تو اللہ کی راہ سے روکنے میں ابوسفیان کے ساتھ ہوئے۔

اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے تھے نہیں لحاظ کرتے تھے قرابت داری کا نہ عہد کا بلکہ جہاں موقع پاتے قتل کر ڈالتے تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ جب مشرکین پر قبضہ و قابو پائیں در گذر نہ کریں اور وہ لوگ سخت سرکش ہیں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۔ پس اگر شرک سے توبہ کر لیں اور ٹھیک ٹھیک نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں یعنی ان کا فائدہ و نقصان تمہارا فائدہ و نقصان ہے۔

لا یرقبون کا محاورہ رقوب سے ہے جس کے معنی ہوتے ہیں النظر بطریق الحفظ و الرعایۃ۔

الًّا ولا ذمۃ۔ اِلّ کے ماتحت یہ تحقیق ہے اِلّ بکسر الھمزۃ وقد یفتح علی ما روی عن ابن عباس الرحم والقرابۃ۔ اِلّ بکسر ہمزہ اور کبھی بہ فتح ہمزہ اَلّ بھی بولا جاتا ہے یہ دالمفسرین

ابن عباس سے مروی ہے کہ اس کے معنی رحم اور قرابت کے ہیں۔

آیۂ کریمہ کے متعلق علامہ آلوسی فرماتے ہیں وبہا استدل علی تحریم دماء اھل القبلۃ اس آیت سے تحریم دماء اہل قبلہ پر استدلال کیا گیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ۔ اور یہی بے شک شرارت و بدی میں حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ تارک صلوٰۃ کو کافر کہا جائے اس لیے کہ اخوۃ فی الدین اور اقاموا الصلوٰۃ کی قید ہے اور یہی حکم تارک زکوٰۃ کا ہے اس لیے کہ اخوۃ فی الدین پر ایتاء زکوٰۃ کی بھی قید ہے۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کو اخوۃ فی الدین کی اگرچہ تعبیر فرمایا ہے مگر ان کے کفر پر اس وقت حکم لگے گا جبکہ وہ التزاماً دونوں کے تارک ہوں (روح المعانی) اور مستحل ترک ہوں۔ گویا نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کے قائل نہ ہوں اور فرض جان کر تساہلاً ترک کرنے والا کافر نہیں بلکہ سخت گنہگار ہے اور

من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر کے بھی یہی معنے احناف میں لیے گئے ہیں کہ من ترك الصلوٰة مستحلا یعنی ترک صلوٰۃ و زکوٰۃ کو جائز جاننے والا بالاتفاق کافر ہے لیکن تساہلاً ترک کرنے والا سخت سیاہ کار ناہنجار گنہگار ہے کافر نہیں آگے ارشاد ہے۔

وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ اور ہم مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو جاننے والی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تفصیل آیات پر جس کو نظر ہو وہ عالم ہے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ۔ اور اگر وہ معاہدہ کرنے کے بعد عہد شکنی کریں اور تمہارے دین پر طنز کریں یعنے تمہارے دین کی تکذیب کریں اور اسلام پر کھلم کھلا مذاق و طنز کریں۔

فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ۔ تو تم بھی ایسے کفر کے سرغنوں سے مقاتلہ کرو۔ آلوسی نکث کی تعریف میں فرماتے ہیں وفسر بعضھم النکث بالارتداد۔ نکث ارتداد کے معنی میں ہے۔ ائمہ کفر سے کفر کے پیشوا رؤساء و صنا دید مکہ ہیں جیسے ابو سفیان اور حرث بن ہشام اور عمرو بن ہشام وغیرہ۔

اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ۔ بے شک ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں تاکہ یہ باز آئیں چنانچہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں فیمین الکافر لیست یمینا۔ کافر کی قسم قسم ہی نہیں (روح المعانی) آیہ مذکورہ سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ کفار سے جنگ کرنے کی غرض یہی ہے کہ انہیں کفر و بداعمالی سے روکا جائے۔ اسی لیے تو لعلہم ینتہون فرمایا گیا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔ کیا تم اس قوم سے مقاتلہ نہ کرو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے جلاوطن کرنے کی تجویز کی۔

اس آیت کریمہ میں تحریض علے القتال ہے۔ اس لیے اَلَا ایسا استفہام ہے جس میں انکار ہے اور استفہام انکاری نفی کے معنی میں آتا ہے اور کبھی داخل ہوتا ہے نفی پر اور نفی کی نفی اثبات آتی ہے تو اس آیت کریمہ میں اَلَا کے بعد تُقَاتِلُوْنَ آیا تو اس سے ثابت ہوا کہ مقاتلہ کا حکم ہے اس قوم سے جو عہد شکنی کرے جیسے صلح حدیبیہ کا عہد توڑنے والے مشرک اور مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل بنی بکر کی مدد کرنے والے ان سے مقاتلہ کرنے کا حکم ہے۔

وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔ اور آمادہ ہوئے ہمارے رسول کے نکالنے پر جیسا کہ دار الندوہ میں مجلس شوریٰ منعقد کی تھی جس کا مفصل حال پہلے رکوع چہارم سورۃ انفال میں بیان ہو چکا ہے۔

وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اور وہ پہل کر کے تم پر آئے پہلی مرتبہ کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان والے ہو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۚ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ لڑو ان سے عذاب دیگا اللہ تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا قتل و قید کرا کے اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور ایمان والوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا چنانچہ یہ تمام بشارتیں پوری ہوئیں اور حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سچی ہوئی اور اس سے صداقت نبوت پر برہان قائم ہوا۔ اور اللہ جس کی چاہے توبہ قبول فرمائے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ بعض اہل مکہ کفر سے توبہ کریں گے۔ چنانچہ ابوسفیان۔ عکرمہ بن ابی جہل سہیل بن عمرو مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اپنی حکمت کے ماتحت ہی جسے چاہے ہدایت کی طرف لائے اور جسے چاہے گمراہی پہ چھوڑے۔ اب عنوان

جدید کے ساتھ ارشاد ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے یعنی اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور مخلص وغیر مخلص میں تمیز پیدا کریں۔ اس سے مقصد مسلمانوں کو موالات مشرکین سے روکنا اور انہیں مسلمانوں کے راز پہنچانے سے منع فرمایا اور پوری طرح محتاط رہنا ہے۔

ولیجہ عربی زبان میں اور محاورہ عرب میں بطانہ اور ہم راز کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیساکہ حضرت ابن عباس کا فرمان ہے اور یہ ولوج سے مشتق ہے یہ دخول کے معنی میں مستعمل ہے چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں۔

وکل شئ ادخلتہ فی شئ ولیس منہ فھو ولوج ودولیجۃ اور ہر وہ شے جو کسی شے میں داخل کی جائے اور وہ اس سے غیر ہو اسے ولوج کہتے ہیں۔ تو چونکہ مشرکین مسلمین سے علیحدہ ہیں۔ انہیں ہمراز بنانا ایسا ہے جیسے ولوج الشئ فی غیر شئ ہو۔

اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ لہذا اس سے ڈرتے رہو۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع سوم سورۃ توبہ پ ۱۰

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

نہیں ہے مشرکوں کو یہ حق کہ آباد کریں مسجدیں اللہ کی گواہی دیتے ہوئے اپنے نفس پر کفر کی یہ تو وہ ہیں جن کا سب کیا دھرا حبط اور رائیگاں ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو ایمان لائیں اللہ پر اور قیامت پر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور نہ ڈریں سوا اللہ کے کسی سے

فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا تم نے حاجیوں کے لیے سبیل لگانا اور تعمیر مسجد حرام کرنے کو ایمان والوں کے برابر کر لیا جو اللہ پر ایمان لائے اور قیامت کو مان لیا اور جہاد فی سبیل اللہ کریں وہ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کیا مال اور جان کے ساتھ یہ بڑے درجے والے ہیں اللہ کے نزدیک اور یہی مراد کو پہنچے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝

بشارت ہے انہیں ان کے رب کی رحمت ورضوان کی اور ان باغوں کی کہ ان کے لیے اس میں دوامی نعمت ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ہمیشہ اس میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو اپنا دوست نہ بناؤ اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو اگر وہ محبوب رکھیں کفر کو ایمان پر اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالمین سے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ

فرما دیجئے اگر ہیں وہ تمہارے باپ یا تمہارے بیٹے یا تمہارے بھائی اور بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کا مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور مکان رہنے کے

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

تمہاری پسند کی یہ چیزیں تمہیں محبوب ہوں اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں اور جہاد کی راہ میں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسقوں کو۔

حل لغات رکوع سوم سورۃ توبہ پ۱۰

ما۔نہیں	کان۔ہے	للمشرکین۔مشرکوں کا حق	
ان۔یہ کہ	یعمروا۔تعمیر کریں	مسجد۔مسجدیں	اللہ۔اللہ کی
شٰہدین۔گواہی دیتے ہوئے		علی۔اوپر	انفسہم۔اپنی جانوں کے
بالکفر۔کفر کی	اولئک۔یہ لوگ ہیں	حبطت۔ضائع ہوئے	اعمالہم۔ان کے عمل
و۔اور	فی۔بیچ	النار۔آگ کے	ہم۔وہ
خلدون۔ہمیشہ رہنے والے ہیں		انما۔اسکے سوا نہیں	یعمر۔تعمیر کرتا ہے
مساجد۔مسجدیں	اللہ۔اللہ کی	من۔جو	اٰمن۔ایمان لایا
باللہ۔ساتھ اللہ کے	و۔اور	الیوم۔دن	الاخر۔آخرت کے
و۔اور	اقام۔قائم کی	الصلوٰۃ۔نماز	و۔اور
اٰتی۔دی	الزکوٰۃ۔زکوٰۃ	و۔اور	لم۔نہ
یخش۔ڈرا	الا۔مگر	اللہ۔اللہ سے	فعسٰی۔تو قریب ہے
ان۔یہ کہ	یکونوا۔ہوں	من المہتدین۔ہدایت والوں سے	
ا۔کیا	جعلتم۔بنایا تم نے	سقایۃ۔پانی پلانا	الحاج۔حاجیوں کا
و۔اور	عمارۃ۔تعمیر کرنا	المسجد۔مسجد	الحرام۔حرام کا
کمن۔جیسے وہ کہ	اٰمن۔ایمان لایا	باللہ۔ساتھ اللہ کے	و۔اور
الیوم۔دن	الاخر۔آخرت کے	و۔اور	جاھد۔جہاد کیا
فی۔بیچ	سبیل۔راہ	اللہ۔اللہ کے	لا۔نہیں
یستوٗن۔برابر	عند۔نزدیک	اللہ۔اللہ کے	و۔اور

الله ۔ اللہ	لا ۔ نہیں	یھدی ۔ ہدایت دیتا	القوم ۔ قوم
الظالمین ۔ ظالم کو	الذین ۔ جو	اٰمنوا ۔ ایمان لائے	و ۔ اور
ھاجروا ۔ ہجرت کی	و ۔ اور	جاھدوا ۔ جہاد کیا	فی ۔ بیچ
سبیل ۔ رستے	الله ۔ اللہ کے	باموالھم ۔ اپنے مالوں	و ۔ اور
انفسھم ۔ اپنی جانوں سے	اعظم ۔ بہت بڑے ہیں	درجۃ ۔ درجے ہیں	عند ۔ نزدیک
الله ۔ اللہ کے	و ۔ اور	اولئک ۔ یہ	ھم ۔ وہی ہیں
الفائزون ۔ کامیاب	یبشر ۔ خوشخبری دیتا ہے	ھم ۔ ان کو	ربھم ۔ ان کا رب
برحمۃ ۔ رحمت	منہ ۔ اپنی کی	و ۔ اور	رضوان ۔ رضامندی کی
و ۔ اور	جنت ۔ جنت	لھم ۔ ان کے لیے	فیھا ۔ اس میں
نعیم ۔ نعمتیں ہیں	مقیم ۔ قائم	خلدین ۔ ہمیشہ رہنے والے ہیں	
فیھا ۔ اس میں	ابدا ۔ ہمیشہ تک	ان ۔ بیشک	الله ۔ اللہ
عند ۔ نزدیک	ہ ۔ اس کے	اجر ۔ اجر ہے	عظیم ۔ بہت بڑا
یاایھا ۔ اے	الذین ۔ وہ جو	اٰمنوا ۔ ایمان لائے ہو	لا ۔ نہ
تتخذوا ۔ بناؤ	اٰباء ۔ باپ دادا	کم ۔ اپنے کو	و ۔ اور
اخوانکم ۔ اپنے بھائیوں کو	اولیاء ۔ دوست	ان ۔ اگر	استحبوا ۔ پسند کریں
الکفر ۔ کفر کو	علی ۔ اوپر	الایمان ۔ ایمان کے	و ۔ اور
من ۔ جو	یتولھم ۔ دوست رکھے انکو	منکم ۔ تم میں سے	فاولئک ۔ تو یہ لوگ
ھم ۔ وہی ہیں	الظالمون ۔ ظالم	قل ۔ کہدو	ان ۔ اگر
کان ۔ ہیں	اٰباؤ ۔ باپ	کم ۔ تمہارے	و ۔ اور
ابناء ۔ بیٹے	کم ۔ تمہارے	و ۔ اور	اخوانکم ۔ بھائی تمہارے
و ۔ اور	ازواجکم ۔ بیویاں تمہاری	و ۔ اور	عشیرتکم ۔ کنبہ تمہارا
و ۔ اور	اموال ن ۔ مال جو	اقترفتمو ۔ کمایا تم نے	ھا ۔ اس کو
و ۔ اور	تجارۃ ۔ تجارت	تخشون ۔ کہ ڈرتے ہو	کساد ۔ نقصان
ھا ۔ اس کے سے	و ۔ اور	مسکن ۔ مکان	ترضونھا ۔ کہ پسند کرتے ہو اسکو
احب ۔ زیادہ پیارے	الیکم ۔ تم کو	من الله ۔ اللہ سے	و ۔ اور

رسولہ۔ اسکے رسول سے	و۔ اور	جہاد۔ جہاد سے	فی۔ بیچ
سبیلہ۔ اسکے راہ کے	فتربصوا۔ تو انتظار کرو	حتی۔ یہانتک کہ	یاتی۔ لے آئے
اللہ۔ اللہ	بامرہٖ۔ فیصلہ اپنا	و۔ اور	اللہ۔ اللہ
لا۔ نہیں	یھدی۔ ہدایت دیتا	القوم۔ قوم	الفاسقین۔ بدکارکو

مختصر تفسیر اردو رکوع سوم سورۃ توبہ پ ۱۰

مَاکَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰہِ۔ مشرکوں کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں یہاں مسجدوں سے مراد وہ مسجد حرام ہے جو کعبہ مکرمہ میں ہے اور مسجد کو بصیغہ مساجد اللہ جو جمع کے صیغہ سے فرمایا ہے وہ تعظیماً ہے۔ اس لیے کہ مسجد حرام تمام مساجد کا قبلہ ہے۔ اس کا آباد کرنے والا ایسا ہے جیسے تمام مسجدوں کا آباد کرنے والا۔

دوسری وجہ صیغہ جمع کے استعمال کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر بقعہ مسجد حرام کا مسجد ہے اور تیسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسجد سے مراد جنس ہو اور کعبہ معظمہ اس میں داخل ہو کیونکہ وہ اس جنس کا صدر ہے چنانچہ شان نزول سے بھی یہی امر واضح ہوتا ہے۔

کفار قریش سے صنادید کی ایک جماعت جو معرکہ بدر میں گرفتار ہوئی۔ ان میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور کے چچا بھی تھے۔ انہیں صحابہ کرام نے شرک پر عار دلائی اور حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ نے تو خاص طور پر حضور کے مقابل آنے پر سخت سست کہا حضرت عباس کہنے لگے کہ علی تم ہماری برائیاں تو بیان کر رہے ہو مگر ہماری خوبیاں چھپاتے ہو آپ نے فرمایا برائیوں کے مقابلہ میں آپ میں کچھ خوبیاں جو ہیں وہ ظاہر کرو۔

حضرت عباس بولے ہم لوگ تم سے اس بنا پر افضل ہیں کہ ہم مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں کعبہ کی خدمت کرتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ اسیروں کو رہا کراتے ہیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں صاف بیان فرما دیا گیا کہ مشرکوں کو مسجدیں آباد کرنے کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ اس لیے کہ مسجدیں آباد کی جاتی ہیں اللہ کی عبادت کے لیے تو جو خدا کا بھی منکر ہو اور اس کے ساتھ کفر کر رہا ہو وہ مسجد آباد ہی نہیں کر سکتا۔ پھر مسجد آباد کرنے میں بھی چند قول ہیں۔

اول یہ کہ مسجد تعمیر کرنا۔ اس کی عمارت بلند کرنا اس کی مرمت کرنا ان کاموں سے شرعاً کافر کو روکا جائے گا۔

دوسرا پہلو یہ کہ مسجد میں داخل ہونا۔ اس میں بیٹھنا مراد ہو یہ بھی بالخصوص مسجد حرام میں کافر کے لیے ممنوع ہے جیسا کہ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام سے واضح ہے۔ ملخصاً من روح المعانی۔

شَاهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ۔ خود وہ اپنے نفس پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔

اور بت پرستی کرتے ہیں جو مومن اور مشرک میں مابہ الامتیاز ہے۔ بت پرستی کرنے والا مشرک ہے اور توحید کا اعلان کرنے والا مومن۔ تو مشرک مومن نہیں ہو سکتا اور دونوں صفت شرک اور توحید ایک جگہ مجتمع نہیں ہو سکتیں کہ آدمی مشرک بھی ہو اور موحد بھی۔ پھر مشرک عبادتخانہ توحید کو کیسے آباد کر سکتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ یعنی یہ لوگ جو حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ قیدیوں کو رہا کراتے ہیں اور نیکی کے دعویدار ہیں چونکہ یہ لوجہ اللہ نہیں اس لیے ان کے اعمال اکارت ہیں۔

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۔ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے۔ اس لیے کہ کافر کے اعمال صالح بحالت کفر مقبول نہیں بنا بریں سقایۂ حجاج اور ان کی مہمانداری اور خدمت اور قیدیوں کو رہا کرانا اگرچہ فعل مستحسن ہے۔ لیکن اگر کافر کرے تو سب غیر مقبول اور مردود البتہ مومن اگر کرے تو ماجور و مقبول ہے حتیٰ کہ صاف لفظوں میں آل عمران کے آخر میں تیسرے پارہ کے ارشاد ہے فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔ پھر حصر افراد فرما کر ارشاد ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔ اللہ کی مسجدیں وہی تعمیر کرتے ہیں اور انہیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس آیت میں یہ واضح فرمایا گیا کہ مساجد کو آباد کرنے کے حقدار صرف اور صرف مومن ہیں۔

اور عمارت مسجد کے معنی یہ ہیں کہ مسجد کی مرمت۔ اس کی صفائی اور تزئین کی جائے نہ کہ نمازی کا دل حضور قلب سے غافل ہو۔

چنانچہ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِالْعِمَارَةِ مَا يَعُمُّ مَرَمَّةَ مَا اسْتَرَمَّ مِنْهَا وَتَنْظِيفَهَا وَتَزْيِينَهَا بِالْفُرُشِ لَا عَلٰى وَجْهٍ يُشْغِلُ قَلْبَ الْمُصَلِّيْ عَنِ الْحُضُوْرِ۔

اور مسجد میں روشنی چراغوں سے یہ بھی مقتضائے ایمان ہے اور مداومت عبادت پر علوم دینیہ کا درس وغیرہ بھی اسی ایمان کی تعریف میں ہے۔

وَتَنْوِيْرُهَا بِالسُّرُجِ وَلَوْلَمْ هُنَاكَ مَنْ يَسْتَضِيْئُ بِهَا وَإِدَامَةُ الْعِبَادَةِ وَالذِّكْرِ وَدِرَاسَةُ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِيَّةِ فِيْهَا وَنَحْوُ ذٰلِكَ۔

اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کھاتا ہے۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشِيْشَ۔

طبرانی سے بسند صحیح سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جو وضو کر کے اپنے گھر سے مسجد میں آئے وہ اللہ تعالٰی کی زیارت کرنے والے کے مرتبہ میں ہے اور زائر الٰہی کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا اکرام کیا جائے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ۔

اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا۔ مَنْ أَسْرَجَ فِيْ مَسْجِدٍ سِرَاجًا لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ مَادَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ ضَوْءُهٗ۔

جو مسجد میں چراغ جلاوے تو اس وقت تک برابر ملائکہ اور حاملین عرش اس کے لیے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک مسجد میں روشنی رہے۔

ایک حدیث میں ہے وَإِخْرَاجُ الْقُمَامَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ مُهُوْرُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مسجد میں جھاڑو دینا حوران بہشتی کا مہر ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جو اللہ کے لیے مسجد بنائے تو اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور یہ مسجدیں بھی اسی اجر کی موجب ہیں جو راستہ میں بنادی جاتی ہیں حضور نے فرمایا ہاں انکا بھی یہی اجر ہے۔

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الْمَسَاجِدُ

الَّتِیْ تُبْنٰی فِی الطُّرُقِ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُنَّ الْمَسَاجِدُ الَّتِیْ تُبْنٰی فِی الطُّرُقِ۔

صبح وشام مسجد کی طرف جانا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ روح المعانی

اس آیت سے یہ بھی مستفاد ہو گیا کہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت کے معنی ہی یہ ہیں کہ جس کے ذریعہ ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت حاصل ہوا اس پر ایمان لانا بھی شرط ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ اور اگر فرمایا اور اگر اس کے عقیدہ میں حضور کے بعد کسی نئے نبی کی نبوت ہو تو اس میں اور ایک مشرک مرتد میں کوئی فرق نہیں۔

علی ہذا القیاس قرآن مبین پر بھی ایمان لانا شرط ایمان ہے اگر کوئی قرآن کریم کو محرف مان کر ایمان لائے اور اس کی آیتوں میں تحریف کا عقیدہ رکھے تو وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے اب آگے ارشاد ہے۔

وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ تعالیٰ فَعَسٰی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ اور نہ ڈرے کسی سے سوا اللہ کے قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ جماعت میں ہوں۔ اس لیے کہ رضا الٰہی کے مقابلہ میں کسی کے خوف کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے یہی معنی اللہ سے ڈرنے کے ہیں۔ اب آگے ارشاد ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَاجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرائی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

خلاصہ یہ کہ مشرک کی خدمت مسافرین اور ان کی خدمت وغیرہ انہیں کسی طرح مسلمانوں کے برابر نہیں کر سکتیں بلکہ کفار اور مومنین میں تو ان کی کوئی نسبت ہی نہیں تو ان کے اعمال کو مومنین کے اعمال سے کوئی نسبت۔ اس لیے کہ اعمال کفار رائیگاں ہیں خواہ وہ حاجیوں کے لیے سبیل لگائے خواہ مسجد حرام کی خدمت کرے ان کے اعمال کو مومنین کے اعمال کے مقابل مساوی کہنا ہی ظلم ہے آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

بدر میں جب حضرت عباس گرفتار ہوئے تو انہوں نے اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم لوگ اسلام اور ہجرت اور جہاد میں ہم سے سبقت لے گئے لیکن ہمیں بھی کوئی شرف حاصل ہے

اور وہ مسجد حرام کی خدمت اور حاجیوں کے لیے سبیل لگانا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں ارشاد ہوا کہ جو عمل ایمان کے بغیر ہو وہ بیکار ہے (روح المعانی) اس کے بعد فضائل صحابہ مہاجرین بیان فرمائے گئے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے یہ بلند درجہ ہیں اللہ کے نزدیک اور وہی فائز المرام ہیں۔ یعنی سب سے بڑا درجہ انہی کا ہے اور انہیں کو دنیا و آخرت میں سعادت حاصل ہے۔

یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ ان کا رب انہیں بشارت دیتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضامندی کی اور ان باغوں کی جن میں انہیں دوامی نعمت ہے۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

اور یہ اعلیٰ ترین بشارت ہے اس لیے کہ رب العزت جلت و مجد عز اسمہ کی رحمت و رضا حاصل کرنا عبد صادق کا بڑا مقصد ہے اور یہی مومن کی مراد ہے۔

نعیم مقیم۔ دوامی راحت و رحمت اور غیر معمولی نعمتیں ہوں گی۔ خلود کے معنی ہیں طویل مدت اس کے بعد رشتہ و قرابت سے مقدم اسلام و ایمان کی شان ظاہر فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ اگر وہ محبوب رکھیں کفر کو ایمان پر اور جو تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہی ظالم ہے۔

جب مشرکین سے ترک موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گذرا اور وہ کہنے لگ گئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے باپ بھائی وغیرہ اقربا سے ترک تعلق کر لیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں بتایا گیا کہ کفار سے موالات کسی طرح جائز نہیں اور ایمان کے مقابلہ میں کسی رشتہ اور قرابت کو ترجیح دینا بے ایمانی ہے چنانچہ اس کے ساتھ ہی اور واضح لفظوں میں مفصل حکم ہوا۔

اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ فرما دیجئے اگر ہوں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کما کر جمع کیا اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خوف ہے اور وہ مکان جو تمہارے پسندیدہ ہیں یہ سب محبوب ہوں تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے تو انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو کبھی راہ نہیں دیتا۔

آیت متلوہ میں غیر مبہم الفاظ میں بیان فرمادیا کہ اللہ اور اس کے حبیب اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبت اگر باپ بیٹے بیوی اقرباء سے ہو یا مال و منال جائداد جاگیر سے ہو یا اپنے تجارتی معاملات سے ہو تو حکم الٰہی یعنی عذاب کا انتظار کرو وہ عذاب جلدی آئے یا تعویق و تاخیر سے اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ دین کی محافظت میں دنیا کی ہر مصیبت و مشقت برداشت کرنا مسلمان کا فرض ہے خواہ وہ مصائب قید و بند کے ہوں یا نقصان جان و مال کے مختصر یہ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات اصلاً قابل التفات نہیں ہر قسم کی مصیبت برداشت کرنا اور اعلاء کلمۃ الحق میں پیش پیش رہنا محبت خدا و رسول اور ایمان کی دلیل ہے۔

اللھم ارزقنا توفیق طاعتك واطاعۃ حبیبك صلی اللہ علیہ وسلم

بامحاورہ ترجمہ رکوع چہارم سورۃ توبہ پ ۱۰

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝

بے شک مدد کی اللہ نے تمہاری بہت جگہ اور حنین کے دن جب اترا گئے تھے تم اپنی کثرت پر تو نہ مستغنی کیا تمہیں کسی چیز نے اور زمین تم پر تنگ ہو گئی باوجود وسیع ہونے کے پھر تم بھاگ پڑے پیٹھ دے کر۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى

پھر نازل کیا اللہ نے تم پر سکون اور اپنے رسول

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝	پراور مومنین پر۔ اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہیں دیکھے۔ اور عذاب دیا ان کافروں کو اور یہ بدلہ ہے ان کافروں کا۔
ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	پھر رجوع فرمایا اللہ نے بعد اس کے جس پہ چاہا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝	اے ایمان والو مشرک تو نجس ہی ہیں تو نہ قریب ہوں مسجد حرام سے بعد اس برس کے اور اگر تمہیں خوف محتاجی کا ہو تو عنقریب غنی کر دے گا اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝	مقابلہ کرو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے جسے حرام کیا اللہ اور رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوئے وہ جنہیں کتاب دی گئی جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں اور ذلت تسلیم نہ کریں۔

حل لغات رکوع چہارم سورۂ توبہ پ۱۰

لقد۔ بیشک	نصر۔ مدد کی	کم۔ تمہاری	اللہ۔ اللہ نے
فی۔ بیچ	مواطن۔ جگہوں	کثیرۃ۔ بہت کے	و۔ اور
یوم۔ دن	حنین۔ حنین کے	اذ۔ جب	اعجبتکم۔ پسند آئی تم کو
کثرتکم۔ تمہاری کثرت	فلم۔ تو نہ	تغن۔ کام آئی	عنکم۔ تمہارے
شیئا۔ کچھ بھی	و۔ اور	ضاقت۔ تنگ ہو گئی	علیکم۔ تم پہ

الارض۔ زمین | بما۔ باوجود | رحبت۔ فراخ ہونیکے | ثم۔ پھر
ولیتم۔ پھر گئے تم | مدبرین۔ پیٹھ دیکر | ثم۔ پھر | انزل۔ آتاری
اللہ۔ اللہ نے | سکینتہ۔ اپنی تسلی | علی۔ اوپر | رسولہ۔ اپنے رسول کے
و۔ اور | علی۔ اوپر | المؤمنین۔ مومنوں کے | و۔ اور
انزل۔ آتارا | جنودا۔ ایسا لشکر کہ | لم۔ نہ | ترو۔ دیکھا تم نے
ھا۔ اس کو | و۔ اور | عذب۔ سزادی | الذین۔ ان کو جو
کفروا۔ کافر ہیں | و۔ اور | ذلک۔ یہی ہے | جزاء۔ بدلہ
الظالمین۔ ظالموں کا | ثم۔ پھر | یتوب۔ پھر آیا | اللہ۔ اللہ
من بعد۔ بعد | ذلک۔ اس کے | علی۔ اوپر | من جس کے
یشاء۔ چاہے | و۔ اور | اللہ۔ اللہ | غفور۔ بخشنے والا
رحیم۔ مہربان ہے | یا ایہا۔ اے | الذین۔ لوگو جو | امنوا۔ ایمان لائے ہو
انما۔ اس کے سوا نہیں کہ | المشرکون۔ مشرک | نجس۔ پلید ہیں | فلا۔ تو نہ
یقربوا۔ قریب جائیں | المسجد۔ مسجد | الحرام۔ حرام کے | بعد۔ بعد
عامھم۔ سال اپنے | ھذا۔ اس کے | و۔ اور | ان۔ اگر
خفتم۔ ڈرو تم | عیلۃ۔ تنگدستی سے | فسوف۔ تو جلدی | یغنیکم۔ غنی کردے گا تم کو
اللہ۔ اللہ | من فضلہ۔ اپنے فضل سے
ان۔ اگر | شاء۔ چاہے | ان۔ بیشک | اللہ۔ اللہ
علیم۔ جاننے والا | حکیم۔ حکمت والا ہے | قاتلوا۔ لڑائی کرو | الذین۔ ان سے جو
لا۔ نہیں | یؤمنون۔ ایمان لاتے | باللہ۔ اللہ پر | و۔ اور
لا۔ نہ | بالیوم۔ دن | الآخر۔ پچھلے پر | و۔ اور
لا۔ نہیں | یحرمون۔ حرام جانتے | ما۔ اسے جسکو | حرم۔ حرام کیا
اللہ۔ اللہ نے | و۔ اور | رسولہ۔ اسکے رسول نے | و۔ اور
لا۔ نہیں | یدینون۔ دین قبول کرتے | دین۔ دین | الحق۔ سچا
من الذین۔ ان سے جو | اوتوا۔ دیے گئے | الکتب۔ کتاب | حتی۔ یہاں تک کہ
یعطوا۔ دیں | الجزیۃ۔ جزیہ | عن ید۔ اپنے ہاتھ سے | و۔ اور

مختصر تفسیر اردو رکوع چہارم سورۃ توبہ پ ۱۰

لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَوَاطِنَ کَثِیۡرَۃٍ ۙ وَّ یَوۡمَ حُنَیۡنٍ ۙ اِذۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ کَثۡرَتُکُمۡ فَلَمۡ تُغۡنِ عَنۡکُمۡ شَیۡئًا وَّ ضَاقَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ثُمَّ وَلَّیۡتُمۡ مُّدۡبِرِیۡنَ ۚ﴿۲۵﴾ بے شک مدد کی تمہاری اللہ نے بہت سے مقامات پر اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو تمہاری کثرت نے مغرور کر دیا تھا پھر تمہاری کثرت نے تم کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ یا تمہاری کثرت دشمن کے معاملہ میں کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخ ہونے کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر بھاگے۔

بے شک مدد کی تمہاری اللہ نے بہت سے مقام پر یعنی حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں تو مسلمانوں کو کافروں پر بار ہا غلبہ عطا فرمایا۔ بدر میں۔ قریظہ میں۔ نضیر میں۔ حدیبیہ میں۔ خیبر میں اور فتح مکہ میں اور یوم حنین میں جبکہ مسلمان اپنی کثرت پر اترانے لگے تھے تو وہ اترانا ان کے کچھ کام نہ آیا۔

حنین طائف کے قریب ایک وادی ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے یہاں فتح مکہ کے چند روز بعد ہی قبیلہ ہوازن و ثقیف سے جنگ ہوئی تھی اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار سے بھی زائد تھی اور مشرکین ہوازن و ثقیف چار ہزار تھے جس وقت دونوں لشکر مقابل آئے تو مسلمانوں میں سے کسی نے اپنی اکثریت پر نظر ڈالتے ہوئے کہہ دیا کہ یہاں ہم ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔

بعض کہتے ہیں یہ کہنے والے سلمہ بن سلام یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ کلمہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرا اس لیے کہ حضور ہر حال میں اللہ تعالے کی اعانت و نصرت پر بھروسہ رکھتے تھے حضور نے کبھی قلت و کثرت کو سبب فتح و شکست نہیں مانا چنانچہ بدر میں تین سو تیرہ کے ساتھ ہزار بارہ سو مسلح کے مقابل ڈٹ گئے اور منجانب اللہ فتح پائی۔ غرضکہ جنگ شروع ہوئی اور شدید قتال ہوا حتی کہ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ پڑے ادھر مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہو گئے اس غفلت سے بھاگے ہوئے مشرکین نے فائدہ اٹھایا اور تیروں کی بارش مسلمانوں پر شروع کر دی۔ قبائلیہ ہوازن اور ثقیف تیر اندازی

میں مشہور تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس ہنگامہ میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور ولّوا مدبرین کا نقشہ کھنچ گیا۔ لشکر اسلام بھاگ پڑا۔ حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر اور عمر اور حضرت علی اور ربیعہ بن حرث اور فضل بن عباس اور اسامہ بن زید اور ایمن بن عبید۔ حضرت عباس حضور کے چچا اور آپ کے ابن عم ابوسفیان بن حرث اور ان کے بیٹے جعفر کل دس آدمیوں کے سوا اور کوئی نہ رہا۔

حضور نے اپنا مرکب شہباء (شہباء خچر کا نام تھا) کفار کی طرف بڑھایا اور اپنے چچا عباس کو حکم دیا کہ وہ بلند آواز سے اپنے اصحاب کو پکاریں۔ چنانچہ آپ نے تعمیل حکم لوگوں کو پکارا اور لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے اور کفار سے پھر مقابلہ آرائی شروع ہوئی جب خوب گھمسان ہونے لگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس میں ایک مٹھی سنگریزے لے کر کفار کی طرف پھینکے۔ سنگریزوں کے پھینکتے ہی کفار بھاگ پڑے اور مسلمانوں کو فتح عظیم ہوئی حضور نے ان کے غنائم مسلمانوں میں تقسیم فرما دیے۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ پر ایک رباعی فرمائی۔

نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِی الْحَرْبِ تِسْعَةً ۔۔۔ وَقَدْ فَرَّ مَنْ قَدْ فَرَّ عَنْهُمْ وَاَقْشَعُوْا

وَعَاشِرُنَا لَاقَی الْحِمَامَ بِنَفْسِهٖ ۔۔۔ بِمَا مَسَّهٗ فِی اللّٰهِ لَا يَتَوَجَّعُ

آپ فرماتے ہیں اس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اس شان سے نظر آئی کہ عقلیں حیران رہ گئیں۔ حضور اس وقت اپنے خچر شہباء کو کفار کی طرف بڑھاتے ہوئے یہ رجز فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۔۔۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اور حضرت عباس بحکم سرکار ان لفظوں میں لشکر کے لوگوں کو پکار رہے تھے یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو یا اصحاب الشجرۃ اے شجرہ پر بیعت کرنے والو یا اصحاب سورۃ البقرۃ اے سورہ بقر والو۔ یہ آواز سنتے ہی سب لبیک لبیک کہتے ہوئے پلٹ آئے۔ (روح المعانی)

یہ واقعہ ہے جس کی طرف آیہ کریمہ میں اشارہ ہے۔ مواطن۔ موطن کی جمع ہے۔ عربی میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں لوگ ٹھہریں (روح المعانی)

مواطن کثیرۃ سے مراد غزوہ بدر۔ قینقاع۔ احزاب اور بنو نضیر کی لڑائیاں اور فتح مکہ ہے

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مہینہ کی مسافت سے کافروں پر میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔

اور تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجودیکہ وسیع ہو۔ پھر تم پیٹھوں کے بل پلٹ گئے۔ پھر نازل کیا اللہ نے سکینہ اپنے رسول پر اور مومنین پر بمارحبت کے معنی وسعت کے ہیں یعنی باوجود وسیع ہونے کے زمین تم پر تنگ ہوگئی اور مدبرین کے معنی منہزمین ہیں یعنی ایسے پاؤں اکھڑ سے کہ بے اختیار بھاگ پڑے اور ایسا فرار فرار نہیں کہلاتا۔ اگرچہ گناہ ضرور تھا مگر منافی ایمان نہیں اسی لیے تو اللہ تعالے کا ارشاد ہے ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ تو گویا یہ فرار بے اختیار تھا اور با اختیار فرار پر غضب کا وعید ہے جیسا کہ ارشاد ہے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ (پ ۹ انفال رکوع ۲)

تو ثابت ہوا با اختیار زحف سے پیٹھ دے کر بھاگنا اور ہے اور بلا اختیار جبلی طور پر پاؤں اکھڑ جانا اور ہے چنانچہ بلا اختیار پاؤں اکھڑ جانے پر انزال سکینہ بھی ہوا اور ان مفرورین کو مومنین فرمایا گیا پھر ان کی اعانت کے لیے ارشاد ہوا۔

وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ٭ اور وہ لشکر اتارے جو تم ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور یہی سزا کفار کی ہے۔

یہاں جس لشکر کے اتارنے کی خبر ہے وہ ابلق گھوڑوں پر لباس سفید میں ملبوس ملائکہ تھے۔ جن کے سروں پر عمامے تھے اور کفار نے اس لشکر کو جب دیکھا تو مرعوب ہو کر بھاگ نکلے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ حنین کے دن اللہ نے اپنے رسول کی امداد پانچ ہزار فرشتوں کو بھیج کر کی اور یہ لشکر صرف شوکت اسلام بڑھانے کے لیے ہی بھیجا گیا تھا ملائکہ نے قتال کو صرف میدان بدر ہی میں کیا تھا۔ پھر عذاب یہ آیا کہ کفار گرفتار ہوئے ان کے عیال و اموال مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر ارشاد ہے۔

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پھر توفیق توبہ دے گا اللہ بعد اس کے جسے چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ چنانچہ قبیلہ ہوازن کے بقیہ لوگوں کو توفیق توبہ عطا ہوئی اور وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے

اسیروں کو رہائی عطا فرمائی۔

اب مشرکین کے متعلق خاص حکم ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ اے ایمان والو مشرکین تو نرے نجس ہیں۔ ان کا باطن بھی نجس ہے اور ظاہر بھی نجس اس لیے کہ وہ نہ طہارت کرتے ہیں اور نہ ہی وہ نجاستوں سے بچتے ہیں۔

فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا۔ تو وہ مسجد حرام کے پاس بھی نہ آنے پائیں اس سال کے بعد۔

ان کا حج حج نہیں اور ان کا عمرہ عمرہ نہیں لہذا کسی نیت سے بھی اس سال کے بعد نہ آنے پائیں اس سال سے مراد ۹ھ ہے اور مشرکین کے نہ آنے پائیں کے یہ معنی ہیں کہ انہیں روکا جائے چنانچہ آج چودھویں صدی تک تو بحمدہ تعالے اس حکم کی مکمل تعمیل ہو رہی ہے کہ مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکے اور ان شاء اللہ تا قیام قیامت یہ حکم بدستور رہے گا لیکن چونکہ مشرکین کو حج و عمرہ اور مسجد حرام میں آنے سے روکنا موجب نقصان مال اور تجارت تھا چنانچہ اہل مکہ کو اس خطرے کے ماتحت تعمیل حکم بار گذرا تو حکم آیا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝ اور اگر تمہیں خوف تنگی اور محتاجی کا ہے تو عنقریب اللہ تمہیں غنی اور دولت مند فرما دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالے نے مسلمانوں کو غنی کر دیا بارشیں خوب ہوئیں۔ پیداوار کثرت سے ہوئی۔

مقاتل کہتے ہیں بعد میں خلبہ کے یمن کے لوگ مسلمان ہو گئے انہوں نے اہل مکہ پر اپنی دولت خرچ کی اور ان شاء یعنی اگر چاہے فرما کر یہ تعلیم دی گئی کہ بندے کو چاہیئے کہ طلب خیر اور دفع آفات کے لیے ہمیشہ بارگاہ الوہیت میں دست بدعا رہے اور تمام امور کو موقوف بہ مشیت جانے بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تمام امور اسی کے علم و حکمت کے ماتحت ہیں۔

وَقَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۝ جو اہل کتاب نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخرت پر اور نہ اس چیز کو

حرام سمجھتے ہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا اور نہ حق دین اختیار کرتے ہیں ان سے اس وقت تک لڑو کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے جزیہ پیش کریں۔

اس آیت میں جہاد کا حکم دیا گیا کہ مقاتلہ کرو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کی ذات اور جملہ صفات و تنزیہات کو مانے اور جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں اسے اس کی طرف نسبت نہ کرے۔

بعض مفسرین نے اسے اور واضح کیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے رسولوں پر بھی ایمان لائے حتیٰ کہ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرے اور حضور کے بعد کسی نبی کو بہ حیثیت نبی آنے کا اعتقاد کرنے والے کو مرتد جانے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کو محض نزول کے اعتبار سے مانے نہ کہ بعثت کی حیثیت سے یعنی ان کا نازل ہونا اور امت مصطفیٰ بن کر آنا اور حضور کے امتی امام مہدی علیہ الرحمۃ کی اقتداء میں نماز کو پڑھنا تسلیم کرے نہ کہ بحیثیت نبی آنا۔ اور یہود و نصاریٰ اگر اس تعریف ایمان میں مومن ہو سکتے تھے مگر ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجسم ہے اور اس کی شبیہ ہے اور عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح نصاریٰ حلول کے معتقد ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور شریک مانتے ہیں بنابریں وہ ایمان والوں میں شمار نہیں ہو سکتے اور جو کسی ایک نبی کی تکذیب کرے وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا نہیں اور یہود و نصاریٰ تو بہت سے انبیاء کی تکذیب کرنیوالے ہیں۔

شان نزول: آیت کریمہ کا یہ ہے مجاہد کہتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روم سے جہاد فرمانے کا حکم ہوا اور اس آیت کے نزول کے بعد غزوۂ تبوک ہوا کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے قبائل قریظہ اور بنی نضیر کے حق میں آئی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح منظور فرمائی تھی مگر اس حکم کے بعد حضور نے ان سے جہاد فرمایا۔ چنانچہ یہ پہلا جزیہ ہے جو مسلمانوں کو ملا اور یہ پہلی ذلت ہے جو کفار کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچی۔

اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے اللہ نے حرام کیا اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنے وہ جو کتاب دیے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر یعنے توریت وانجیل کے مطابق عمل نہیں کرتے اس میں تحریف کرتے ہیں اور احکام اپنے دل سے گھڑ لیتے ہیں۔

معاہد اہل کتاب سے جو خراج لیا جاتا ہے اس کا نام جزیہ ہے۔ جزیہ کے لغوی معنی بدلا ہے

اس سے مراد وہ شخصی ٹیکس ہے جو فی کس مقرر کر دیا گیا ہو۔ عَنْ یَدٍ سے مراد مجبور ہو کر ذلت سے ادا کرنا ہے۔

(۱) یہ جزیہ نقد لیا جاتا ہے اس میں ادھار نہیں ہوتا اور

(۲) جزیہ دینے والے کو خود اصالتًا دینا چاہئے۔

(۳) جزیہ دینے والے کو جزیہ لا کر کھڑے ہو کر پیش کرنا چاہئے۔

(۴) جزیہ غیر مسلم ترک۔ ہندو۔ اہل کتاب پر لازم ہے مشرکین عرب سے جزیہ قبول نہیں ہوگا انکا یا قتل یا اسلام ہے۔

اسلام لانے کے بعد جزیہ ساقط ہو جاتا ہے جزیہ قائم کرنے میں یہی حکمت ہے کہ انہیں کچھ مہلت دے دی جائے تاکہ وہ محاسن اسلام اور دلائل حقہ اور قوت وصداقت دیکھ کر اسلام سے مانوس ہوں۔ کتب قدیمہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر اور حضور کے مناعت واوصاف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پنجم سورہ توبہ پ ۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝

اور یہودی کہتے ہیں عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصرانی کہتے ہیں مسیح ابن اللہ ہیں یہ بکواس ان کے منہ کی ہے بات بناتے ہیں ان کہنے والوں کی سی جو ان سے پہلے کافر تھے ہلاک کرے اللہ انہیں کیا اوندھے جاتے ہیں۔

اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا ج لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

بنایا انہوں نے اپنے علماء اور فقراء کو رب اللہ کے سوا اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ پوجیں ایک اللہ کو نہیں کوئی معبود مگر وہی پاک ہے وہ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

چاہتے ہیں کہ بجھا دیں نور اللہ کا اپنے منہ سے اور انکار ہے اللہ کا مگر یہ کہ پورا کرے اپنا نور اگرچہ کافر برا جانیں۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

وہی وہ ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اسے سب دینوں پر اور اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو بے شک بہت سے علماء اور فقراء سے ایسے ہیں کہ کھاتے ہیں مال لوگوں کا باطل طریقہ سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور وہ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس میں سے اللہ کی راہ میں تو بشارت دیجئے انہیں دردناک عذاب کی۔

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

جس دن تپایا جائے گا ان پر جہنم کی آگ میں پھر داغا جائے گا ان کے ماتھوں کو اور ان کی کروٹوں کو اور پیٹھوں کو یہ ہے وہ جو تم نے جمع کیا اپنے نفسوں کے لیے تو اب چکھو اس کا مزہ جو تم جمع کرتے تھے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں جب سے پیدا کئے آسمان اور زمین ان میں سے چار ماہ حرمت والے یہ دین ہے سیدھا تو نہ ظلم کرو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر اور مقاتلہ کرو مشرکین سے ہر وقت جیسے تم سے لڑتے ہیں ہر وقت اور جان لو بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ زُیِّنَ لَہُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِہِمْ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝

ان کا پیچھے ہٹانا مہینوں کا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا ہے بہکائے جاتے ہیں وہ جو کافر ہیں اور حلال قرار دیتے ہیں ایک سال اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام کیے اور حلال کرلیں اسے جو حرام کیا اللہ نے پسند آتے ہیں انہیں ان کے برے عمل اور اللہ نہیں ہدایت دیتا قوم کفار کو۔

حل لغات رکوع پنجم سورۃ توبہ پ۱۰

و۔ اور	قالت۔ کہا	الیھود۔ یہود نے	عزیرن۔ عزیر
ابن۔ بیٹا ہے	اللہ۔ اللہ کا	و۔ اور	قالت۔ کہا
النصاری۔ عیسائیوں نے	المسیح۔ مسیح	ابن۔ بیٹا ہے	اللہ۔ اللہ کا
ذلک۔ یہ	قولہم۔ انکی بات ہے	بافواھھم۔ ان کے مونہوں سے	
یضاھئون۔ مشابہ ہیں	قول۔ بات	الذین۔ ان لوگوں کے	کفروا۔ جو کافر ہوئے
من قبل۔ پہلے سے	قاتلہم۔ برباد کرے انکو	اللہ۔ اللہ	انی۔ کہاں
یؤفکون۔ پھیرے جاتے ہیں		اتخذوا۔ انہوں نے بنالیا	
احبار۔ علماء	ھم۔ اپنے کو	و۔ اور	رھبانہم۔ اپنے پیروں کو
اربابا۔ رب	من دون۔ سوا	اللہ۔ اللہ کے	و۔ اور
المسیح۔ مسیح	بن۔ بیٹے	مریم۔ مریم کو	و۔ اور
ما۔ نہ	امروا۔ حکم دیے گئے	الا۔ مگر	لیعبدوا۔ یہ کہ عبادت کریں
الھا۔ معبود	واحدا۔ ایک کی	لا۔ نہیں	الہ۔ کوئی معبود
الا۔ مگر	ھو۔ وہی	سبحنہ۔ پاک ہے وہ	عما۔ اس سے جو
یشرکون۔ شرک کرتے ہیں	یریدون۔ چاہتے ہیں	ان۔ یہ کہ	یطفئوا۔ بجھادیں

نور۔نور	الله۔اللہ کا	بافواھھم۔اپنے مونہوں سے	
و۔اور	یابی۔انکار کرتا ہے	الله۔اللہ	الا۔مگر
ان۔یہ کہ	یتم۔پورا کرے	نور۔نور	ہ۔اپنے کو
و۔اور	لو۔اگرچہ	کرہ۔ناپسند کریں	الکافرون۔کافر
ھو۔وہ	الذی۔وہ ہے جس نے	ارسل۔بھیجا	رسولہ۔اپنا رسول
بالھدی۔ہدایت	و۔اور	دین۔دین	الحق۔حق کے ساتھ
لیظھرہ۔تاکہ غالب کرے	ہ۔اس کو	علی۔اوپر	الدین۔دین
کلہ۔سارے کے	و۔اور	لو۔اگرچہ	کرہ۔ناپسند کریں
المشرکون۔مشرک	یاایھا۔اے	الذین۔وہ جو	آمنوا۔ایمان لائے ہو
ان۔بیشک	کثیرا۔بہت سے	من الاحبار۔مولوی	و۔اور
الرھبان۔پیر	لیاکلون۔کھاتے ہیں	اموال۔مال	الناس۔لوگوں کے
بالباطل۔باطل طریقے سے	و۔اور	یصدون۔روکتے ہیں	عن سبیل۔راہ
الله۔خدا سے	و۔اور	الذین۔وہ جو	یکنزون۔جمع کرتے ہیں
الذھب۔سونا	و۔اور	الفضۃ۔چاندی	و۔اور
لا۔نہیں	ینفقونھا۔خرچ کرتے اسکو	فی۔بیچ	سبیل۔راہ
الله۔اللہ کے	فبشرھم۔تو بشارت دو	ھم۔ان کو	بعذاب۔عذاب
الیم۔دردناک کی	یوم۔جس دن	یحمی۔گرم کیا جائے گا	علیھا۔اسکو
فی۔بیچ	نار۔آگ	جھنم۔جہنم کے	فتکوی۔پھر داغے جائیں
بھا۔اس سے	جباھھم۔انکی پیشانیاں	و۔اور	جنوبھم۔انکی کروٹیں
و۔اور	ظھورھم۔پیٹھیں	ھم۔ان کی	ھذا۔یہ ہے
ما۔جو	کنزتم۔اکٹھا کیا تم نے	لانفسکم۔اپنی جانوں کے لیے	
فذوقوا۔تو چکھو	ما۔جو	کنتم۔تھے تم	تکنزون۔اکٹھا کرتے
ان۔بیشک	عدۃ۔گنتی	الشھور۔مہینوں کی	عند۔نزدیک
الله۔اللہ کے	اثنا۔دو	عشر۔اور دس	شھرا۔مہینے
فی۔بیچ	کتاب۔کتاب	الله۔اللہ کے	یوم۔جس دن

خلق۔ پیدا کیا — السموات۔ آسمانوں — و۔ اور — الارض۔ زمین کو
منہا۔ اس سے — اربعۃ۔ چار مہینے — حرم۔ حرمت والے ہیں — ذلک۔ یہ ہے
الدین۔ دین — القیم۔ سیدھا — فلا۔ تو نہ — تظلموا۔ ظلم کرو
فیہن۔ ان میں — انفسکم۔ اپنی جانوں پر — و۔ اور — قاتلوا۔ لڑائی کرو
المشرکین۔ مشرکوں سے — کافۃ۔ سب مل کر — کما۔ جیسے — یقاتلونکم۔ لڑتے
ہیں وہ تم سے — کافۃ۔ سب مل کر — و۔ اور — اعلموا۔ جان لو
ان۔ بیشک — اللہ۔ اللہ — مع۔ ساتھ — المتقین۔ پرہیزگاروں کے ہے
انما۔ سوائے اسکے نہیں — النسئی۔ پیچھے ہٹانا — زیادۃ۔ زیادتی ہے — فی۔ بیچ
الکفر۔ کفر کے — یضل۔ گمراہ ہوتے ہیں — بہ۔ اس سے — الذین۔ وہ جو
کفروا۔ کافر ہیں — یحلونہ۔ حلال کرتے ہیں اسکو — عاما۔ ایک سال
و۔ اور — یحرمونہ۔ حرام کرتے ہیں اسکو — عاما۔ ایک سال
لیواطئوا۔ موافق کریں — عدۃ۔ گنتی — ما۔ اس کی جو — حرم۔ حرام کیا
اللہ۔ اللہ نے — زین۔ خوشنما بنائے گئے — لہم۔ ان کے لیے — سوء۔ برے
اعمالہم۔ عمل ان کے — و۔ اور — اللہ۔ اللہ — لا۔ نہیں
یہدی۔ ہدایت دیتا — القوم۔ قوم — الکافرین۔ کافروں کو

مختصر تفسیر اردو رکوع پنجم سورہ توبہ پ۱۰

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ۔ اور یہود کہنے لگے عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہود میں عزیر کو ابن اللہ ماننے کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جب عزیر علیہ السلام موجود تھے اور توریت بھی موجود تھی اور تابوت بھی یہود کے پاس موجود تھا۔ یہود نے توریت پر عمل چھوڑ دیا اور توریت کو گم کر دیا اللہ تعالے نے ان کے سینہ سے توریت اٹھالی اور تابوت بھی اٹھالیا۔ حضرت عزیر نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی اللہ تعالے نے توریت دوبارہ عطا کر دی حضرت عزیر علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توریت دوبارہ مل جانے کی بشارت دی بنی اسرائیل لوٹ کر آئے اور توریت یاد کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالے نے تابوت بھی عطا کر دیا جس میں

توریت بند تھی۔ بنی اسرائیل نے توریت تابوت والی کو حضرت عزیر والی توریت سے ملایا تو دونوں ایک جیسی تھیں اس پر یہود نے کہا عزیر تو اللہ کا بیٹا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ بخت نصر جب بنی اسرائیل پر غالب آگیا تو اس نے ان تمام لوگوں کو قتل کر دیا جو توریت کے حافظ تھے۔ حضرت عزیر اس زمانہ میں بچہ تھے اس لیے وہ بچ گئے جب سو سال کے بعد قید سے رہا ہو کر بنی اسرائیل بیت المقدس میں آئے تو کسی کو بھی توریت یاد نہ تھی اللہ تعالے نے حضرت عزیر کو مبعوث فرمایا تاکہ توریت کی تعلیم دیں۔ حضرت عزیر نے اپنے عزیر ہونے کے ثبوت توریت تلاوت کی۔ کیونکہ آپ کو بھی سو برس تک مردہ رکھا گیا تھا۔ سو برس بعد آپ زندہ کیے گئے جس کا مفصل ذکر سورۃ بقرہ میں ہے۔

ایک فرشتہ نے ایک برتن میں پانی لا کر حضرت عزیر کو پلایا جس کے پیتے ہی تمام توریت یاد ہو گئی تھی جب آپ قوم میں آئے اور ان کو اپنا بتایا تو قوم نے کہا اگر آپ عزیر ہیں تو توریت لکھوا دیں حضرت عزیر نے لکھوا دی ایک شخص نے دفن شدہ قدیم توریت جو اس کے باپ نے ایک مٹکے میں رکھ کر دفن کر دی تھی۔ زمین سے نکالی۔ قدیمی توریت سے حضرت عزیر کی عطا کردہ توریت کو ملایا تو بالکل ایک سا مطابق پایا اس پر یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ معاذ اللہ

وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ اور نصارے کہنے لگے مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد عیسائی نصرانی اکیاسی برس تک اسلام پر رہے۔

جب یہود و نصارے کی جنگ ہوئی تو ایک یہودی جس کا نام بولس تھا نے چند نصارے کو شہید کر دیا پھر بولس یہودیوں سے کہنے لگا کہ اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام حق پر تھے تو ہم ان کی مخالفت میں لامحالہ دوزخ میں جائیں گے اور نصاری جنت میں لہذا میں ایک تدبیر سے ان کو بھی گمراہ کرتا ہوں تاکہ وہ بھی جہنم میں جائیں۔

بولس نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں جس پر وہ جنگ کرتا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ نصاری نے پوچھا کیا ہوا تجھے تو ندامت سے کہنے لگا کہ مجھے آسمان سے ندا آئی ہے کہ عیسائی ہونے کے بغیر تیری نجات نہیں اور نہ تیری توبہ قبول ہے اس لیے میں نے عیسائیت قبول کر لی ہے۔ ایک برس گرجا میں رہا اور انجیل یاد کرتا رہا۔ پھر گرجا سے باہر آیا اور کہنے لگا آسمان سے میری توبہ قبول ہونے کی بشارت ملی ہے۔ بولس نے اپنی جگہ نسطورا کو جانشین بنایا اور خود

روم چلا گیا اور ان میں یہ تعلیم چھوڑ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام، مریم اور اللہ تینوں الوہیت کے عناصر ہیں اس لیے کہ تو اس کا جسم تھا جسمانیت عالم ناسوت نہیں تھی۔

اور پھر رومیوں میں اپنا ایک خلیفہ بنایا اس کو کہا کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے ایک تیسرے شخص کو جس کا نام ملکا تھا بلایا اور اس کو کہا کہ اللہ ازلی ہے ابدی ہے جب تینوں عقیدے الگ الگ وجود میں آگئے تو ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بلا کر ہر ایک کو اپنا مقرب بنالیا اور کہا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے میں عنقریب ان پر قربان ہوجاؤں گا۔ عیسیٰ کی خدمت میں چلا جاؤں گا۔ تم لوگ اپنے اپنے عقیدے پر قائم رہنا اور اسی کی تعلیم دینا اور عیسیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا پھر اس نے خودکشی کرلی اور اس طرح عیسائیوں میں تین گروہ بن گئے اور آپس میں خوب قتل وغارت ہوئی۔

یہود کہنے لگے عزیر کو ابن اللہ اور نصرانی کہنے لگے مسیح ابن اللہ یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں۔ یہاں اہل کتاب کی اس بے دینی کی تصریح ہے جو اجمالاً اوپر ذکر ہوئی۔ تاکہ سمجھ میں آجائے کہ وہ جناب الٰہی میں ایسے فاسد کاسد عقیدے رکھتے ہیں اور مخلوق کو خالق کی اولاد بنا کر پوجتے ہیں اس آیت کریمہ کا

شان نزول یہ ہے کہ حضور کی خدمت اقدس میں ایک جماعت حاضر آئی اور کہنے لگی کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں آپ نے تو ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا اور آپ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بھی نہیں مانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ۔ اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں۔

اللہ انہیں ہلاک کرے کیسے اوندھے راستہ جاتے ہیں جس پر نہ کوئی دلیل ہے نہ برہان اور اپنے جہل سے اس باطل اور گمراہ عقیدے پر جمے ہوئے ہیں اور اللہ کی وحدانیت پر حجتیں قائم ہونے کے باوجود اپنے کفر کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔ انہوں نے علماء و فقراء کو اللہ کے سوا رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی۔

یعنی حکم الٰہی کو بھول کر ان علماء و فقراء کے اقوال کو حکم الٰہی کے برابر سمجھنے لگ گئے حتی کہ خدا کو چھوڑ کر انہیں خدا کی جگہ مان بیٹھے اور مسیح ابن مریم کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا بنالیا یا یہ عقیدہ کر لیا کہ

ان میں خدا نے حلول کیا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی ذات پاک ہے ان کے شرک سے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور اللہ نہیں بجھنے دے گا مگر اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر برا مانیں۔

نور الٰہی سے مراد دلائل اسلام ہیں یا سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت اور الا ان یتم نورہ سے مراد دین اسلام کو غلبہ دینا اور اسے کفر کے مقابل چمکانا ہے آگے حضور کی شخصیت مقدسہ کا تعارف کرایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ وہ ذات پاک وہ ہے جس نے اپنا رسول آخر الزمان ہدایت اور سچے دین کے ساتھ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

اور اس کی حجت اتنی قوی فرمائی کہ دوسرے ادیان و ملل اس سے منسوخ ہو جائیں۔ چنانچہ بموجب فرمان الٰہی ایسا ہی ہوا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اظہار سے مراد غالب کر دینا ہے اور ہا کی ضمیر دین حق کی طرف راجع ہے یعنی اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کرنے اور ان کو منسوخ کرنے کے لیے ہے تاکہ تمام اہل ادیان اسلام کے مطیع ہو جائیں۔

حضرت ابوہریرہ اور ضحاک نے فرمایا ہے کہ یہ شان حضرت عیسٰی کے نزول کے وقت ظاہر ہوگی جبکہ کوئی دین ایسا دین والا نہ ہوگا جو اسلام میں داخل نہ ہو جائے۔ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (کوئی بھی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے یا عیسٰی کی موت سے اس پر ایمان نہ لائے) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ عیسٰی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کے سوا ہر ایک ملت ختم ہو جائے گی۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ اگرچہ مشرک برا مانیں

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے

خود سنا کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا بنا ہوا مکان ایسا نہ ہو گا کہ اس میں دین اسلام داخل نہ ہو عزت والے کو عزت کے ساتھ ذلت والے کو ذلت کے ساتھ یعنے اسلام کی وجہ سے اللہ عزت عطا فرمائے گا اور سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے یعنی سب پر اللہ کے دین کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اس کو امام احمد نے روایت کیا۔

اب مسلمانوں کو احبار اور یہود کے اولیاؤں کی بے دینی اور رشوت خوری کے متعلق مطلع کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ اے ایمان والو بے شک بہت سے علماء اور فقراء یہود و نصاریٰ کے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

علماء نصاریٰ اور فقراء یہود ایسے بے دین تھے کہ اپنی توریت اور انجیل کے احکام لوگوں سے رشوت لے کر ان کی مرضی کے موافق بدل دیتے تھے۔ انجیل و توریت میں تحریف کرنے سے نہیں ڈرتے تھے حتیٰ کہ کتب سابقہ میں جہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے محاسن و مناقب و محاسن تھے قوم سے مال حاصل کرنے کی غرض سے ان میں غلط تاویلیں اور فاسد تحریفیں کر ڈالتے تھے اور لوگوں کو راہ حق سے روکنے میں پوری طرح ساعی ہوتے تھے اور اس طرح مال جمع کرتے تھے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں بشارت دردناک عذاب کی دے دیجئے۔

یعنی سونا چاندی جمع کرنا اللہ کی راہ میں زکوٰۃ دینے سے بخل کرنا۔ زکوٰۃ نہ دینا ایسے لوگوں کو بشارت عذاب ہے فبشرھم بعذاب الیم کا حکم اہل کتاب کے لیے ہے۔

شان نزول:۔ بقول سدی یہ ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے لیے نازل ہوئی جبکہ اللہ تعالےٰ نے احبار و رہبان کی حرص مال کا ذکر فرمایا تو مسلمانوں کو مال جمع کرنے اور حقداروں کو نہ پہنچانے سے خوف دلایا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور اس نے اس مال سے زکوٰۃ نہ دی ہو تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل

بن کر دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر نقطے ہوں گے یہ سانپ بصورت طوق اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور دونوں باچھیوں کو وہ پکڑ کر چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ الایۃ۔ رواہ البخاری۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابہ نے عرض کیا حضور سونے چاندی کا تو یہ حال معلوم ہو گیا اب فرمایا جائے وہ کونسا مال ہے جسے جمع کیا جا سکے فرمایا ذکر کرنے والی زبان۔ اور شکر کرنے والا دل اور نیک بیوی جو ایماندار خاوند کی اس کے ایمان پر مدد کرے۔ (ترمذی)

اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ مال جمع کرنا مباح ہے مذموم نہیں بشرطیکہ اس کی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما یہ دونوں صحابی مالدار تھے ان سے دوسرے صحابہ نفرت کرتے تھے مگر یہ ہر دو صحابہ ان کی نفرت پر معترض نہ تھے آگے نوعیت عذاب کا بیان ہے۔

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ۔ جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں اور وہ سونا چاندی یا درا ہم شدت حرارت سے سفید ہو جائے گا تو

فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ۔ تو اس سے داغا جائے گا ان کی پیشانیوں اور کروٹوں اور پیٹھوں کو یعنی ان کے جسم کے تمام اطراف و جوانب داغے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا۔

ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔ یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا اب چکھو اس کا مزہ جو جوڑ رکھا تھا اور زکوٰۃ دیے بغیر جمع کیا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ دی گئی ہو وہ کنز نہیں خواہ دفینہ ہی کیوں نہ ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ کنز ہے اس کے مالک کو اس سے داغ دیا جائیگا۔

اب یہاں سے قمری مہینوں کا بیان شروع ہے اس لیے کہ بناء احکام قمری مہینوں پر ہے جن کا حساب چاند سے ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔ یعنی لوح محفوظ میں یا قرآن کریم میں یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ جب سے اس نے زمین آسمان بنا

ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

وہ تین مہینے متصل ہیں ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم الحرام اور ایک مہینہ علیحدہ ہے جس کا نام رجب المرجب کما قال صاحب روح المعانی السنۃ اثنا عشر شھرا منھا اربعۃ حرم ثلاثۃ متوالیات ورجب مضر الحدیث۔ سال بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین متواتر اور مضر قبیلہ کا رجب الحدیث

جیسا کہ روح المعانی میں ہے والجمھور علی ان حرمۃ المقاتلۃ فیھن منسوخۃ وان الظلم مؤول بارتکاب المعاصی وتخصیصھا بالنھی عن ارتکاب ذلک فیھا مع ان الارتکاب منھی عنہ مطلقا لتعظیمھا۔ جمہور کا خیال ہے کہ ان میں لڑائی کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے اور ظلم سے مراد گناہوں کا ارتکاب ہے اور گناہ کے ارتکاب کی ممانعت کی تخصیص صرف اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے ورنہ گناہ کا ارتکاب ویسے بھی منع ہے۔

ایک حدیث میں عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے انہ لا یحل ان یغزو فی الحرم و الاشھر الحرم الا ان یقاتلوا واستثنی ھذا لانہ للدافع فلا یمنع منہ بالاتفاق ویؤید القول بالنسخ انہ علیہ الصلوۃ والسلام حاصر الطائف وغزا ھوازن بحنین فی شوال وذوالقعدۃ سنۃ ثمان۔ یہ جائز نہیں کہ کوئی آدمی حرم میں اور حرمت والے مہینوں میں جنگ کرے مگر یہ کہ اس سے جنگ کی جائے اور یہ استثنا مدافعت کے لیے ہے اور یہ بالاتفاق منع نہیں ہے اور اس کے منسوخ ہونے کے قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ کے شوال اور ذولقعدہ میں طائف کا محاصرہ بھی کیا اور حنین کے مقام پر ہوازن سے جنگ بھی لڑی۔

عرب کے لوگ بھی زمانۂ جاہلیت میں ان مہینوں کو معظم مانتے تھے حتی کہ ان مہینوں میں قتال وجدال حرام سمجھتے تھے اسلام میں ان مہینوں کی حرمت وعظمت اور زیادہ کی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ۔ یہ دین قیم ہے تو ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔

دین قیم سے مراد دین ابراہیمی ہے جس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور ظلم سے مراد ان کی حرمت کی پرواہ نہ کرنا اور ان ایام میں قتل وقتال کرنا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ظلم سے

مراد حرام کو حلال کرنا ہے۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً۔ اور مشرکوں سے ہر وقت جہاد کرو جیسا کہ وہ تم سے ہر وقت مقاتلہ کرتے ہیں۔ کافہ کے معنی جمیعًا یعنی اس کو کام سے روک دیا گیا۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

ظلم کرنے کی ممانعت سے مراد گناہ یا نافرمانی ہے گویا یہ حکم ہے کہ ان مہینوں میں گناہ اور نافرمانی خاص طور پر نہیں ہونی چاہئے۔ رہا مقاتلہ مشرکین سے وہ ہر وقت کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ تم سے ہر وقت مقاتلہ کرتے ہیں ایسی صورت میں اللہ تمہاری نصرت و مدد فرمائے گا۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ۔ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔

نسی لغت عرب میں وقت کے مؤخر کرنے کو کہتے ہیں اور یہاں شہر حرام کی حرمت کا دوسرے مہینے کی طرف ہٹا دینا مراد ہے۔

صورت حال یہ تھی کہ

اہل جاہلیت اشہر حرم یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب کی حرمت و عظمت کے معتقد تھے تو جب کبھی لڑائی کے ایام میں یہ مہینے آجاتے تو انہیں شاق گذرتے اس لیے انہوں نے یہ گھڑنت گھڑی کہ ایک مہینے کی حرمت دوسرے مہینے کی طرف ہٹانے کا فیصلہ کر لیا یعنی محرم کی حرمت صفر کی طرف ہٹا کر محرم میں جنگ جاری رکھتے اور بجائے اس کے صفر کو ماہ حرام قرار دے لیتے اور جب اس سے بھی تحریم ہٹانے کی ضرورت سمجھتے تو جنگ جاری رکھتے اور ماہ ربیع الاول کو ماہ حرام بنا لیتے۔ اس طرح ان کی تحریم سال کے تمام مہینوں میں گھومتی پھرتی رہتی تھی۔ ان کے اس طرز عمل نے ماہ ہائے حرام کی تخصیص ہی باقی نہ رہنے دی اسی طرح حج کو بھی مہینوں میں گھماتے رہتے تھے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا کہ نسی کے مہینے گئے گزرے ہوئے۔ اب مہینوں کے اوقات کی وضع الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے۔

اور کوئی مہینہ اپنی وضع سے نہ ہٹایا جائے اور اس آیت کریمہ کے ذریعہ نسی کو ممنوع قرار دیا گیا اور اس قسم کے طریقہ اور بہانے کو کفر پر کفر کی زیادتی بتایا گیا۔ کیونکہ اس آیت میں ماہ ہائے حرام کے اندر تحریم قتال کو حلال جاننا اور خدا کے حرام کیے ہوئے کو حلال کر لینا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا - اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ایک برس اسے حلال ٹھہراتے ہیں اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں۔

لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام فرمائی۔

یعنی ماہ حرام چار ہی رہیں تو اس کی پابندی کرتے ہیں اور ان کی تخصیص توڑ کر حکم الٰہی کی مخالفت میں جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اس کی جگہ دوسرے مہینہ کو حرام قرار دیا

فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ اور اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کر لیتا

زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۠ ۝ ان کو بھلا لگتا ہے ان کے برے کام ان کی نظروں میں پسندیدہ ہیں اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

با محاورہ ترجمہ رکوع ششم سورۃ توبہ پ ۱۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو بوجھل ہو کر زمین پر بیٹھ جاتے ہو کیا تم دنیا کی زندگی پسند کرتے ہو آخرت سے اور نہیں متاع دنیا کی آخرت میں مگر تھوڑی۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْــٴًــا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت عذاب دے گا ہوگا اور تمہاری جگہ کوئی اور قوم بدل دی جائے گی اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ پر قادر ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

اگر تم (ہمارے نبی کی) مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر جانا پڑا دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب فرمارہے تھے اپنے یار سے غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اللہ نے اس پر اپنا سکینہ آتارا اور مدد کی ان فوجوں سے جو تم نے نہ دیکھیں اور کر دی بات ان کی جو کافر تھے نیچی اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

کوچ کرو ہلکی جان لے کر یا بھاری دل سے اور جہاد کرو مال اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

اگر ہوتا مال قریب یا سفر ہلکا تو قصد کرتے اور تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو اور مشقت کا راستہ پڑ گیا اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے کہ ہم سے اگر بن پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے اپنی جانیں ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔

حل لغات رکوع ششم سورۃ توبہ پ ۱۰

یا ایھا۔ اے	الذین۔ وہ جو	امنوا۔ ایمان لائے ہو	ما۔ کیا ہے	
لکم۔ تم کو	اذا۔ جب	قیل۔ کہا جاتا ہے	لکم۔ تم کو	
انفروا۔ نکلو	فی۔ بیچ	سبیل۔ راہ	اللہ۔ اللہ کے	
اثاقلتم۔ تم بیٹھ گئے	الی۔ طرف	الارض۔ زمین کی	ا۔ کیا	
رضیتم۔ تم راضی ہو گئے	بالحیوۃ۔ زندگی	الدنیا۔ دنیا پر	من۔ بدلے	
الاخرۃ۔ آخرت کے	فما۔ تو نہیں	متاع۔ سامان	الحیوۃ۔ زندگی	
الدنیا۔ دنیا کا	فی۔ مقابلے	الاخرۃ۔ آخرت کے	الا۔ مگر	
قلیل۔ تھوڑا	الا۔ اگر نہ	تنفروا۔ نکلو گے تم	یعذبکم۔ عذاب کریگا تم کو	

عذابا۔ عذاب	الیما۔ دردناک	و۔ اور	یستبدل۔ بدل دیگا
قوما۔ قوم	غیر۔ سوا	کم۔ تمہارے	و۔ اور
لا۔ نہ	تضروہ۔ بگاڑ سکوگے	ہ۔ اس کا	شیئا۔ کچھ بھی
و۔ اور	اللہ۔ اللہ	علی۔ اوپر	کل۔ ہر
شئ۔ چیز کے	قدیر۔ قادر ہے	الا۔ اگر نہ	تنصروہ۔ مدد کروگے
ہ۔ اسکی	فقد۔ تو بیشک	نصرہ۔ مدد کی	ہ۔ اسکی
اللہ۔ اللہ نے	اذ۔ جب	اخرجہ۔ نکالا اسکو	الذین۔ انہوں نے جو
کفروا۔ کافر ہیں	ثانی۔ دوسرا	اثنین۔ دو کا	اذ۔ جبکہ
ھما۔ وہ دونوں	فی۔ بیچ	الغار۔ غار کے تھے	اذ۔ جب
یقول۔ کہتا تھا	لصاحبہ۔ اپنے ساتھی سے	لا۔ نہ	تحزن۔ غم کھا
ان۔ بیشک	اللہ۔ اللہ	معنا۔ ہمارے ساتھ ہے	فانزل۔ تو اتاری
اللہ۔ اللہ نے	سکینتہ۔ اپنی تسلی	علیہ۔ اس پر	و۔ اور
علی۔ اوپر	المومنین۔ مومنوں کے	و۔ اور	ایدہ۔ مدد کی
ہ۔ اس کی	بجنود۔ ایسے لشکروں سے کہ	لم۔ نہ	ترو۔ دیکھا تم نے
ھا۔ ان کو	و۔ اور	جعل۔ بنائی	کلمۃ۔ بات
الذین۔ ان کی جو	کفروا۔ کافر ہیں	السفلی۔ نیچی	و۔ اور
کلمۃ۔ بات	اللہ۔ اللہ کی	ھی۔ ہوئی	العلیا۔ بلند
و۔ اور	اللہ۔ اللہ	عزیز۔ غالب	حکیم۔ حکمت والا ہے
انفروا۔ نکلو	خفافا۔ ہلکے	و۔ اور	ثقالا۔ بوجھل
و۔ اور	جاھدوا۔ جہاد کرو	باموالکم۔ اپنے مالوں سے	و۔ اور
انفسکم۔ اپنی جانوں سے	فی۔ بیچ	سبیل۔ رستے	اللہ۔ اللہ کے
ذلکم۔ یہ	خیر۔ بہتر ہے	لکم۔ تمہارے لیے	ان۔ اگر
کنتم۔ ہو تم	تعلمون۔ جانتے	لو۔ اگر	کان۔ ہوتا
عرضا۔ سامان	قریبا۔ قریب	و۔ اور	سفرا۔ سفر
قاصدا۔ درمیانہ	لاتبعو۔ تو پیروی کرتے	ک۔ تیری	و۔ اور

لکن۔ لیکن	بعدت۔ دور ہو گئی	علیہم۔ ان پر	الشقۃ۔ مشقت
و۔ اور	سیحلفون۔ جلدی قسمیں کھائیں گے		باللہ۔ اللہ کی
لو۔ اگر	استطعنا۔ ہم طاقت رکھتے تو		لخرجنا۔ ہم نکلتے
معکم۔ تمہارے ساتھ	یھلکون۔ ہلاک کرتے ہیں	انفسہم۔ اپنی جانیں	و۔ اور
اللہ۔ اللہ	یعلم۔ جانتا ہے	انہم۔ بیشک	لکذبون وہ جھوٹے ہیں

مختصر تفسیر اردو رکوع ششم سورۃ توبہ پ۱۰

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ؕ

اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں تو بوجھل ہو کر زمین پر بیٹھ جاتے ہو اور سفر کی صعوبت سے گھبراتے ہو۔

اثّاقلتم کی اصل تثاقلتم تھی چنانچہ اعمش کی روایت میں ہے تاکو ثا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل ابتداء میں لگا دیا اثّاقلتم ہو گیا۔

شان نزول:۔ اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ جب غزوہ تبوک کے لیے مسلمانوں کو حکم ملا تو اس زمانہ میں گرمی سخت تھی۔ اور قحط بھی اتنا شدید تھا کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر گذر کرتے تھے سفر دور کا تھا یعنی مدینہ منورہ سے چودہ منزل کا فاصلہ تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو جب ۹ھ ہجری تھا اور اچانک اطلاع ملی کہ عرب نصرانیوں کے ابھارنے سے ہرقل شاہ روم نے رومیوں اور شامیوں کی فوج جمع کی ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے۔

تو حضور کا حکم سن کر دشمن کی قوت کے خوف سے اکثر قبیلے بیٹھ رہے اور انہیں اس وقت اس حال میں جہاد کرنا گراں معلوم ہوا اور اس غزوہ میں بہت سے منافقین کا حال بھی واضح ہو گیا اور مومنین کا جذبہ ایمان بھی۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حکم سنتے ہی نہایت عالی ہمتی سے دس ہزار مجاہدین کے لیے سامان دیا اور دس ہزار دینار نقد دیے نوسو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز و سامان کے پیش کیے اور دیگر اصحاب نے بھی دل کھول کر خرچ کیا۔

سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اٹھے اور گھر کا سب سامان لا کر حضور کے پیش کیا جو چار ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نصف اثاث البیت پیش کر دیا۔ مختصر یہ کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اتیس ہزار کی تعداد لشکر کی پوری فرما کر مقابلہ کے لیے روانگی کا عزم فرمایا اور حضرت شیر خدا اسد اللہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔

غرضکہ لشکر روانہ ہوا اس میں عبد اللہ بن ابی بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ یہ گروہ چونکہ منافقین کا تھا۔ ان کا نفاق ثنیۃ الوداع پر کھل گیا۔ یعنے وہ یہاں سے آگے نہ بڑھا اور واپس ہو گیا۔

لشکر اسلام کو تو بہ تعمیل حکم جانا ہی تھا۔ چنانچہ جب مسلمان تبوک کے میدان میں اترے تو انہوں نے دیکھا کہ جو چشمہ انہیں ملا اس کا پانی اتنا قلیل ہے کہ لشکر کو ناکافی ہو گا۔ بارگاہ رحمت پناہ میں عرض کی حضور نے اس چشمہ سے پانی دہن اقدس میں لے کر کلی فرما دی جس سے یہ معجزہ ظہور میں آیا کہ چشمہ ایسا جوش زن ہوا کہ لشکری خود بھی سیراب ہوئے اور تمام جانور بھی خوب سیر ہو گئے حضور نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا۔

چونکہ ہرقل کے دل میں حضور کی صداقت نبوت کا سکہ جما ہوا تھا وہ حضور کو سچا نبی جانتا تھا اسے خوف ہوا کہ ایک نبی معظم کا مقابلہ کہیں سلطنت کی تباہی کا موجب نہ ہو اس نے مقابلہ نہ کیا۔ تو حضور نے گرد و نواح میں لشکر بھیجے۔

حضرت خالد سیف اللہ کو چار سو سے زاید سوار دے کر قلعہ دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا اور فرمایا اکیدر حاکم قلعہ دومۃ الجندل کو نیل گاؤ کا شکار کرتے ہوئے گرفتار کر لینا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آپ اس کی تلاش میں نکلے تو وہ نیل گاؤ کا شکار کر رہا تھا اور اپنے قلعہ سے اترا ہی تھا کہ حضرت سیف اللہ نے اسے گرفتار کر لیا اور بارگاہ رسالت میں لے آئے حضور نے جزیہ مقرر فرما کر اسے چھوڑ دیا۔

اسی طرح حاکم ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح ہوئی۔

اب حضور سید یوم النشور فاتحانہ شان سے جب واپس ہوئے تو وہ لوگ جو شدت گرما اور قلت غذا کی وجہ سے اس جہاد میں جانے سے بیٹھ رہے تھے شرمندہ و خجل ہو کر حاضر ہوئے حضور نے حکم دے دیا کہ تم میں سے کوئی بھی ان لوگوں سے کلام نہ کرے اور اپنے پاس نہ بٹھائے

جبتک ہم اجازت نہ دیں۔
غرضکہ عام لشکری ان سے مجتنب رہے جو کسی لشکری سے ملنا چاہتا وہ اس سے اعراض کرتا حتیٰ کہ باپ اور بھائی کی طرف بھی کسی نے التفات نہ کیا اس واقعہ کو اجمالاً آیت کریمہ میں بیان فرمایا۔
اَرَضِيتُم بِالحَيٰوةِ الدُّنيَا مِنَ الاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الحَيٰوةِ الدُّنيَا فِي الاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيلٌ ہ
کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کرلی اور حیات دنیا کا سامان آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں مگر ذلیل وقلیل۔ اس لیے کہ دنیا اور اس کی تمام متاع فانی ہے اور آخرت اور اس کی تمام نعمتیں باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔
اِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبكُم عَذَابًا اَلِيمًا ہ اگر تم نے کوچ نہ کیا اور جہاد میں نہ گئے تو تمہیں سخت عذاب دے گا (اللہ تعالےٰ)
وَيَستَبدِل قَومًا غَيرَكُم۔ اور تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔
یعنی حکم رسالت مآب کی تعمیل میں اگر تم لوگ جہاد کو نہ نکلے تو اللہ تم پر سخت عذاب نازل فرما کر تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ وہ قوم لائے گا جو تم سے بہتر ہو گی اور فرمانبرداری میں تم سے زیادہ مطیع ہو گی اس لیے کہ اللہ تعالےٰ اپنے طبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد اور اعانت میں خود حامی ہے اور دین کو عزت دینے کا کفیل ہے تو اگر تم اطاعت رسول میں سبقت کرو گے تو یہ سعادت تمہیں ملے گی اور اگر تم نے تعمیل حکم میں کوتاہی اور سستی کی تو اللہ تعالےٰ تمہاری بجائے دوسری کسی قوم کو لا کر رسول کی خدمت کا شرف بخشے گا۔
وَلَا تَضُرُّوهُ شَيئًا۔ اور تم اللہ تعالےٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ۔ اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے
اِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَد نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ اگر تم محبوب دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد کی۔
اِذ اَخرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ جب کافروں نے شرارت کی اور انہیں مکہ سے باہر تشریف لے جانا پڑا۔ یعنی بوقت ہجرت مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانا پڑا اس لیے کہ کفار مکہ نے دار الندوہ میں حضور کے خلاف مجلس شوریٰ کر کے حضور کے قید و قتل وغیرہ کے برے برے مشورہ کیے تھے جس کی مفصل کیفیت سورہ انفال کے رکوع چہارم میں بیان ہو چکی۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ؕ صرف دو جان سے جب دونوں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار میں تھے۔ اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے یار سے اپنے رفیق سے فرما رہے تھے غم نہ کرو اور نہ گھبراؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے غار سے مراد غار ثور ہے جو مکہ کے نشیبی جانب تھا۔

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے ہو جاتے کبھی دائیں کبھی بائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے یا پیچھے دائیں یا بائیں گھات میں نہ بیٹھا ہو اس لیے میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔

اسی لیے آپ غار میں بھی پہلے داخل ہوئے اور جو سوراخ نظر آیا اپنی چادر کو پھاڑ کر تمام سوراخ بند کر دیے صرف ایک سوراخ رہ گیا جس کو بند کرنے کے لیے کپڑا نہ رہا تو آپ نے اس سوراخ کے منہ پر اپنی ایڑی لگا دی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں سر اقدس رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ کے اندر ایک سانپ تھا اس نے آپ کے پاؤں کی انگلی میں کاٹ لیا۔ شدت تکلیف کی وجہ سے آپ کے آنسو بہہ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر گرے حضور بیدار ہوئے فرمایا کیا بات ہے آپ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب لگایا جس سے تکلیف دور ہو گئی۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مشرکوں کو نہ ملے تو شتر سوار ہو کہ آپ کی تلاش میں نکلے اور بڑا معاوضہ بھی مقرر کر دیا۔ اس پہاڑ پر چڑھ گئے جس کے اندر وہ غار تھا۔ حضرت ابوبکر پر خوف مسلط ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے یار سے فرما رہے تھے غم نہ کرو اور نہ گھبراؤ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ۔ تو اللہ نے ان پر نازل فرمایا سکونِ قلب جس سے حضرت ابوبکر کے دل میں قوت آئی اور اطمینان حاصل ہوا۔

وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا۔ اور ان فوجوں سے ان کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔
ان فوجوں سے مراد ملائکہ کی فوجیں ہیں جنہوں نے کفار سرکش کے منہ پھیر دیے اور کفار ان کو

نہ دیکھ سکے یہ اعانت اور امداد بدر۔ احزاب حنین میں بھی انہیں غیبی فوجوں سے کی گئی۔
وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ط اور کافروں کی بات نیچے کر ڈالی اور دعوائے کفر و شرک پست فرمایا۔
وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ط اور اللہ کا بول بالا ہے
وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔
انْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا۔ کوچ کرو ہلکی جان سے یا بھاری دل سے یعنی خوشی سے یا بددلی سے اور ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں قوت کے ساتھ یا کمزوری سے بے سروسامانی سے یا سامان کے ساتھ۔
وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ط ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو کہ جہاد کی کیا کچھ فضیلت ہے اور بیٹھ رہنے میں اس ثواب کا نقصان کتنا ہے تو مستعدی سے جہاد کے لیے تیار رہو سستی نہ کرو۔
لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ۔ اور سمجھ لو کہ اگر ہوتا مال قریب یا متوسط سفر تو ضرور وہ تمہاری پیروی کرتے اور دنیوی نفع کی امید میں شدید محنت مشقت بھی برداشت کر لیتے یعنی وہ چیز جس کی آپ نے دعوت دی تھی۔ دنیوی سامان یا آسانی سے حاصل ہو جانے والا مال غنیمت ہوتا اور سفر معمولی ہوتا تو وہ آپ کے ساتھ ہو جاتے یعنی مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے چلے جاتے۔ یہ آیت ان منافقین کی شان میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں جانے سے بیٹھ رہے تھے جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کی جماعت لیکن ان پر تو مشقت کا راستہ لمبا ہو گیا۔
وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ۔ لیکن ان پر تو مشقت بڑی لمبی ہو گئی۔ شُقَّۃٌ۔ لمبی مسافت کو کہتے کی وجہ یہ ہے کہ طویل مسافت مشقت سے طے ہوتی ہے۔
وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکلتے۔ ایسا کر کے وہ اپنے نفسوں کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ تو جانتا ہی ہے کہ یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔

استطاعت سے مراد ساز و سامان یا بدنی طاقت ہے گویا وہ نادار بن گئے یا بیمار ہو گئے ان میں ساتھ جانے کی طاقت تھی اور وہ نہ گئے۔

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں وقد اخرج الدارقطنی وابن شاھین وابن مردویہ وغیرھم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لابی بکر انت صاحبی فی الغار وانت معی علی الحوض۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا غار کا ساتھی ہے اور تو ہی میرے ساتھ حوض کوثر پر ہو گا۔

واخرج ابن عساکر من حدیث ابن عباس وابی ھریرۃ مثلہ واخرج ھو وابن عدی من طریق الزھری عن انس ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال لحسان ھل قلت فی ابی بکر رضی الله عنہ قال نعم قال قل وانا اسمع فقال حسان رضی الله عنہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا کیا تو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کوئی شعر کہا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا کہو میں سنوں گا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد (۱) طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا

وکان حب رسول الله قد علموا (۲) من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

فضحک رسول الله صلی الله علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال صدقت یا حسان ھو کما قلت (روح المعانی) ترجمہ

(۱) وہ بلند غار میں دو میں سے دوسرا تھا اور دشمن نے اس غار کا چکر لگایا جب کہ آپ پہاڑ پر چڑھے۔

(۲) اور مخلوق میں سے وہ رسول اللہ کے محبوب تھے ان کے برابر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں پھر آپ نے فرمایا اے حسان تو نے سچ کہا وہ واقعی ایسے ہی ہیں جیسے تو نے کہا ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی یہ فضیلت بہت بڑی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اپنے ساتھ ملا کر اللہ کی معیت دونوں کے لیے ثابت کی۔ جو حضرت ابوبکر کی فضیلت کا انکار کرتا ہے وہ اس آیت کا انکار کرتا ہے

ہجرت

ابن اسحاق و طبرانی نے حضرت اسماء کی روایت سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے جب شعور ہوا تو میں نے اپنے ماں باپ کو ایک نئے دین پر دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں صبح و شام تشریف لاتے جب مسلمانوں پر زیادہ تکلیفیں پڑیں تو رسول معظم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں تمہارا مقام ہجرت دیکھا ہے جہاں بکثرت کھجوروں کے درخت ہیں اور سنگلاخ زمینوں کے درمیان واقع ہے۔

حضرت ابوبکر بھی مدینہ ہجرت کی تیاری کرنے لگے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انتظار کرو ابھی مجھے حکم نہیں آیا حضرت ابوبکر نے دو اونٹنیاں پالیں۔ ہجرت کا حکم ملا تو حضور علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر نے ایک اونٹنی جس کا نام جدعا تھا۔ اور اس کی قیمت آٹھ سو درہم تھی پیش کی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم نے زاد راہ تیار کیا حضرت اسماء نے اپنا کمر بند کاٹ کر کھانے کے تھیلے کا منہ باندھا اس لیے اس کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بندوں والی) ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہجرت کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میری جگہ رہ کر لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس جمع ہیں ادا کر دینا۔ اور پھر رات میں آپ غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہفتم سورۃ توبہ پ ۱۰

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝	اللہ نے تمہیں معاف کیا کیوں اجازت دی تم نے انہیں جبتک نہ کھلے تم پر وہ جو سچے ہیں اور جان لیا تم نے جھوٹوں کو
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝	چھٹی نہ مانگیں گے تم سے وہ جو ایمان لائے اللہ اور قیامت پر اس سے کہ جہاد کریں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے متقیوں کو۔
اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	تم سے چھٹی وہی مانگیں گے جو اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

نہیں رکھتے اور قیامت کو نہیں مانتے اور شک میں ہیں ان کے دل تو وہ اپنے شک میں متردد ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝

اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا تو تیاری کرتے اس کی لیکن اللہ کو پسند نہ تھا ان کا اٹھنا تو ان میں بزدلی کا ہلی بھر دی اور فرما دیا بیٹھے رہو بیٹھنے والوں کے ساتھ۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

اگر وہ نکلتے تم میں تو نہ زیادہ ہوتا تمہیں مگر نقصان اور ڈالتے تم میں تمہارے درمیان فتنہ اور تم میں اور دلی کے جاسوس ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝

بے شک انہوں نے چاہا فتنہ پہلے ہی اور الٹ پلٹ کیں تمہارے لیے تدبیریں حتی کہ حق آ گیا اور غالب ہوا حکم الٰہی اور وہ انہیں ناگوار تھا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

اور ان میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو خبردار رہو وہ فتنہ میں پڑ گئے اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے سب کافروں کو۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝

اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں مصیبت پہنچے تو کہیں ہم نے قبضہ میں کر لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور پلٹتے ہیں خوشیاں کرتے۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

فرما دیجئے ہرگز نہ پہنچے گا ہمیں مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لیے وہ ہمارا مالک و کارساز ہے اور اللہ پر ہی مسلمانوں کو بھروسا ہے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى

فرمائیے کیا تم ہمارے لیے انتظار کر رہے ہو مگر

الْحُسْنَيَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۝

دو خوبیوں میں سے ایک کا اور ہم منتظر ہیں تمہارے لیے یہ کہ پہنچا دے اللہ تمہیں عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے تو اب انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں۔

قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۖ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

فرمائیے تم خرچ کرو دل سے یا بددلی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم لوگ قوم فاسقین سے ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝

اور نہیں روکا قبول کرنا ان سے ان کے خرچ کیے ہوئے کو مگر اس لیے کہ وہ کفر کرتے ہیں اللہ ورسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر ہارے جی سے اور نہیں خرچ کرتے مگر ناگواری سے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝

تو نہ تعجب ہو تمہیں ان کے مالوں اور اولاد پر اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب کرے حیوٰۃ دنیا میں اور وبال ڈالے ان کی جانوں پہ اور وہ کافر ہی ہوں۔

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝

اور قسم کھائیں گے اللہ کی کہ وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ لوگ پورے ڈرپوک ہیں۔

لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝

اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا جینے کی جگہ تو رسّی تڑا کر ادھر ادھر پھر جائیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝

اور ان میں سے وہ ہیں جو صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتے ہیں تو اگر ان میں سے مل جائے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے انہیں اس سے تو وہ ناراض ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۠	اور اگر وہ راضی ہوتے جو دیا انہیں اللہ اور رسول نے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب دیگا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

حل لغات رکوع ہفتم سورۃ توبہ پ۱۰

عفا۔ معاف کیا	الله ۔ اللہ نے	عنك ۔ تجھ کو	لم ۔ کیوں
اذنت ۔ اجازت دی تو نے	لہم ۔ ان کو	حتی ۔ یہانتک کہ	یتبین ۔ ظاہر ہو جاتے
لك ۔ تیرے لیے	الذین ۔ وہ جو	صدقوا سچے ہیں	و ۔ اور
تعلم ۔ جانتا تو	الكذبین جھوٹوں کو	لا ۔ نہیں	یستاذنك ۔ اجازت
مانگتے تجھ سے ۔	الذین ۔ وہ جو	یؤمنون ۔ ایمان لاتے ہیں	
بالله ۔ اللہ پر	و ۔ اور	الیوم ۔ دن	الاخر ۔ آخرت پر
ان ۔ یہ کہ	یجاھدوا جہاد کریں	باموالہم ۔ اپنے مالوں	و ۔ اور
انفسہم ۔ اپنی جانوں سے	و ۔ اور	الله ۔ اللہ	علیم ۔ جانتا ہے
بالمتقین ۔ پرہیزگاروں کو		انما ۔ اس کے سوا نہیں کہ	
یستاذنك ۔ اجازت لیتے ہیں تجھ سے		الذین ۔ وہ جو	لا ۔ نہیں
یؤمنون ۔ ایمان لاتے	بالله ۔ اللہ پر	و ۔ اور	الیوم ۔ دن
الاخر ۔ آخر پر	و ۔ اور	ارتابت ۔ شک میں ہیں	قلوبہم ۔ ان کے دل
فہم ۔ تو وہ	فی ۔ بیچ	ریبہم ۔ اپنے شک کے	یترددون ۔ پریشان ہیں
و ۔ اور	لو ۔ اگر	ارادوا ۔ ارادہ کرتے	الخروج نکلنے کا
لاعدوا ۔ تو تیاری کرتے	لہ ۔ اسکے لیے	عدۃ ۔ کوئی تیاری	و ۔ اور
لکن ۔ لیکن	کرہ ۔ ناپسند کیا	الله ۔ اللہ نے	انبعاثہم ۔ انکا اٹھنا
فثبطہم ۔ تو بٹھا دیا ان کو	و ۔ اور	قیل ۔ کہا گیا	اقعدوا ۔ بیٹھو
مع ۔ ساتھ	القاعدین ۔ بیٹھنے والوں کے		لو ۔ اور

خرجوا۔ نکلتے	فیکم۔ تم میں	ما۔ نہ	زادو۔ زیادہ کرتے
کم۔ تم کو	الا۔ مگر	خبالا۔ بزدلی	و۔ اور
لاوضعوا۔ دوڑاتے	خلالکم۔ تمہارے اندر	یبغونکم۔ چاہتے تم کو	الفتنۃ۔ فتنہ میں ڈالنا
و۔ اور	فیکم۔ تم میں	سمعون۔ جاسوس ہیں	لہم۔ ان کے
و۔ اور	اللہ۔ اللہ	علیم۔ جانتا ہے	بالظالمین۔ ظالموں کو
لقد۔ بیشک	ابتغوا۔ چاہا انہوں نے	الفتنۃ۔ فتنہ	من قبل۔ اس سے پہلے
و۔ اور	قلبوا۔ پلٹے	لک۔ تیرے لیے	الامور۔ کئی امور
حتی۔ یہاں تک کہ	جاء۔ آیا	الحق۔ حق	و۔ اور
ظھر۔ ظاہر ہوگیا	امر۔ حکم	اللہ۔ اللہ کا	و۔ اور
ھم۔ وہ	کرھون۔ ناپسند کرتے تھے		و۔ اور
منہم۔ ان میں سے	من۔ وہ بھی ہیں جو	یقول۔ کہتا ہے	ائذن۔ اجازت دو
لی۔ مجھ کو	و۔ اور	لا۔ نہ	تفتنی۔ فتنہ میں ڈالو مجھ کو
الا۔ خبردار	فی۔ بیچ	الفتنۃ۔ فتنہ کے	سقطوا۔ گر پڑے
و۔ اور	ان۔ بیشک	جھنم۔ جہنم	لمحیطۃ۔ گھیرنے والی
ہے	بالکافرین۔ کافروں کو	ان۔ اگر	تصبک۔ پہنچے تجھے
حسنۃ۔ بھلائی	تسؤ۔ بری لگتی ہے	ھم۔ ان کو	و۔ اور
ان۔ اگر	تصبک۔ پہنچے تجھے	مصیبۃ۔ مصیبت	یقولوا۔ کہتے ہیں
قد۔ بیشک	اخذنا۔ ہم پکڑ لیا تھا		امر۔ انتظام
نا۔ اپنا	من قبل۔ پہلے سے	و۔ اور	یتولوا۔ پھر جاتے ہیں
و۔ اور	ھم۔ وہ	فرحون۔ خوش ہوتے ہیں	قل۔ فرمائیے
لن۔ ہرگز نہ	یصیبنا۔ پہنچے گا ہمیں	الا۔ مگر	ما۔ وہی جو
کتب۔ لکھا	اللہ۔ اللہ نے	لنا۔ ہمارے لیے	ھو۔ وہ
مولا۔ مالک ہے	نا۔ ہمارا	و۔ اور	علی۔ اوپر
اللہ۔ اللہ کے	فلیتوکل۔ بھروسہ کریں	المؤمنون۔ مومن	قل۔ کہہ
ھل۔ نہیں	تربصون۔ انتظار کرتے تم		بنا۔ ہمارے متعلق

الا۔مگر | احدی۔ایک | الحسنیین۔دونیکیوں سے | و۔اور

نحن۔ہم | نتربص۔انتظار کرتے ہیں | بکم۔تمہارے متعلق

ان۔یہ کہ | یصیبکم۔پہنچائے تم کو | اللہ۔اللہ | لعذاب۔عذاب

من عندہ۔اپنے پاس سے | او۔یا | بایدینا۔ہمارے

ہاتھوں سے | فتربصوا۔تو انتظار کرو | انا۔بیشک ہم | معکم۔تمہارے ساتھ ہیں

متربصون۔انتظار کرنے والے | قل۔کہو | انفقوا۔خرچ کرو

طوعا۔خوشی سے | او۔یا | کرھا۔بددلی سے | لن۔ہرگز نہ

یتقبل۔قبول ہوگا تم سے | منکم۔تم سے | انکم۔بیشک | کنتم۔تھے

قوما۔قوم | فسقین۔فاسق | و۔اور | ما۔نہ

منعھم۔منع کیا ان کو | ان۔یہ کہ | تقبل۔قبول کیے جائیں | منھم۔ان سے

نفقتھم۔ان کے خرچ | الا۔مگر | انھم۔یہ کہ | کفروا۔کفر کیا انہوں نے

باللہ۔اللہ کا | و۔اور | رسولہ۔اسکے رسول کا | و۔اور

لا۔نہیں | یاتون۔آتے | الصلوۃ۔نماز کو | الا۔مگر

و۔اور | ھم۔وہ | کسالی۔سست ہوتے ہیں | و۔اور

لا۔نہیں | ینفقون۔خرچ کرتے | الا۔مگر | و۔اس حال ہیں کہ

ھم۔وہ | کرھون۔ناپسند کرتے ہیں | فلا۔تو نہ | تعجبک۔تعجب میں ڈالیں تمکو

اموالھم۔ان کے مال | و۔اور | لا۔نہ | اولاد۔اولاد

ھم۔ان کی | انما۔سوااسکے نہیں | یرید۔چاہتا ہے | اللہ۔اللہ

لیعذبھم۔کہ سزا دے ان کو | بھا۔اسکے ساتھ | فی۔بیچ

الحیوۃ۔زندگی | الدنیا۔دنیا کے | و۔اور | تزھق۔ہلاک ہوجائیں

انفسھم۔ان کی جانیں | و۔اور | ھم۔وہ | کفرون۔کافر ہوں

و۔اور | یحلفون۔قسمیں کھاتے ہیں | باللہ۔اللہ کی | انھم۔کہ وہ

لمنکم۔تم ہیں سے ہیں | و۔اور | ما۔نہیں | ھم۔وہ

منکم۔تم ہیں سے | و۔اور | لکنھم۔لیکن وہ | قوم۔قوم ہیں

یفرقون۔بزدل | لو۔اگر | یجدون۔پائیں | ملجا۔کوئی پناہ کی جگہ

او۔ یا | مغارات۔ کوئی غار | او۔ یا | مدخلا۔ داخل ہونے
کی جگہ | لولوا۔ تو پھر جائیں | الیہ۔ اس کی طرف | و۔ اور
ھم۔ وہ | یجمحون۔ ضد کرتے ہیں | و۔ اور | منہم۔ ان میں سے
من۔ وہ بھی ہے جو | یلمزک۔ طعنہ دیتا ہے | ک۔ تجھ کو | فی۔ بیچ
الصدقت۔ صدقات کے | فان۔ اگر | اعطوا۔ دیے جائیں | منہا۔ اس سے
رضوا۔ خوش ہوتے ہیں | و۔ اور | ان۔ اگر | لم۔ نہ
یعطوا۔ دیے جائیں | منہا۔ اس سے | اذا۔ تو اچانک | ھم۔ وہ
یسخطون۔ ناراض ہوتے ہیں | و۔ اور | لو۔ اگر | انہم۔ وہ
رضوا۔ خوش ہوتے اس پر | ما۔ جو | اتہم۔ دیا انکو | اللہ۔ اللہ
و۔ اور | رسولہ۔ اسکے رسول نے | و۔ اور | قالوا۔ کہتے
حسبنا۔ کافی ہے ہمیں | اللہ۔ اللہ | سیؤتینا۔ جلدی دیگا ہم کو
اللہ۔ اللہ | من فضلہ۔ اپنے فضل سے | و۔ اور
رسولہ۔ اسکا رسول | انا۔ بیشک ہم | الی۔ طرف | اللہ۔ اللہ کی
راغبون۔ رغبت کرنے والے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو رکوع ہفتم سورہ توبہ پ ۱۰

عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ۔ اللہ تمہیں معاف کرے۔
یہ ترجمہ ہے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ کا۔ عربی محاورہ میں اس لفظ سے ابتدائے کلام اور افتتاح خطاب جب کیا جاتا ہے تو اس میں مخاطب کی تعظیم و توقیر مقصود ہوتی ہے اور وہ تعظیم و توقیر بھی ایسی جس میں مبالغہ ہو۔
اور زبان عربی میں یہ عرف ہے کہ مخاطب کی تعظیم کے موقعہ پر ایسا کلمہ ایسے انداز سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔
حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں فرماتے ہیں جو اس لفظ کے ساتھ سوال کو عتاب قرار دے وہ غلط ہے اس لیے کہ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہونے اور گھر رہ جانے کی اجازت مانگنے

والوں کو اجازت دینا نہ دینا دونوں حضور کے اختیار میں تھے اس لیے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہو چکا تھا فَاْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ۔ آپ ان میں سے جسے چاہیں اجازت دے دیں جسے چاہیں نہ دیں لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ کے بعد فرمانا قطعاً عتاب کے نہیں تھا۔ بلکہ اس امر کا اظہار فرمانا مقصود تھا کہ اے محبوب اگر آپ انہیں اجازت نہ دیتے تو بھی انہیں جہاد میں جانا نہ تھا تو عفا اللہ عنک کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب کو ابتدائے سوال میں ہی معافی دے رہا ہے اور فرما رہا ہے اے محبوب تمہیں گناہ سے تو واسطہ ہی نہیں اسلیے عوام کی غلط فہمی مٹانے کو ہم پہلے ہی کلام میں معافی کا لفظ استعمال فرما کر لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ سے سوال فرما رہے ہیں تاکہ اس سوال میں بھی آپ کی ذات کے ساتھ کمال تعظیم و توقیر واضح ہو جائے اور قلب سامی پر لِمَ اذنت لهم فرمانے سے کوئی گرانی نہ واقع ہو اور صاحب روح المعانی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں حیث قال۔

ولا یخفی حسنہ وفی تصدیر الخطاب بما صدر بہ تعظیم لقدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتوقیر لہ وتوفیر لحرمتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وکثیرا ما یصدر الخطاب بنحو ما ذکر تعظیم المخاطب فیقال عفا اللہ عنک ما صنعت فی امری ورضی اللہ عنک ما جوابک عن کلامی والغرض التعظیم۔

اس کلام کی خوبی مخفی نہیں ہے اور ایسے انداز سے گفتگو کرنے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور آپ کی حرمت و احترام میں مبالغہ مقصود ہے اور ایسا انداز مخاطب کی تعظیم کے لیے ہوتا ہے کہا جاتا ہے اللہ تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا کیا۔ اللہ تم سے راضی ہو میری بات کا آپ کیا جواب دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف مخاطب کی تعظیم ہوتی ہے۔

ابن المنذر عون بن عبد اللہ سے راوی ہیں قال اسمعتم بمعاتبۃ احسن من ھذا بدا بالعفو قبل المعاتبۃ۔ کہا کیا اس سے اچھا عتاب بھی کبھی تم نے سنا ہے کہ عتاب سے پہلے معافی کا اعلان ہے۔

اور سجاد کہتے ہیں ان فیہ تعلیم التعظیم للنبی صلوٰۃ اللہ سبحنہ علیہ وسلامہ ولولا تصدیر العفو فی العتاب لما قام بصولۃ الخطاب۔ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے اور اگر عتاب میں معافی کا اعلان نہ ہوتا تو اس خطاب کا زور

ان ہی باقی نہ رہتا۔

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں انظروا الی ھذا اللطف بدا با العفو قبل ذکر المعفو اس لطف و مہربانی پر غور کرو کہ جس کو معاف کیا جا رہا ہے اس کے ذکر سے پہلے معاف کرنے کا اعلان ہو رہا ہے۔

آگے فرماتے ہیں واعتذر صاحب الکشف حیث قال ارادات الاصل ذلک و ابدل بالعفو تعظیما لشانہ صلی اللہ علیہ وسلم وتنبیھا علی لطف مکانہ ولذا اقدم العفو علی ماذکر۔ اور صاحب کشف نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عتاب کی جگہ عفو کو بدل دیا تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کی عظمت اور آپ کے لطیف مقام کی وضاحت ہو اسی لیے عتاب پر عفو کو مقدم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۔ کہ آپ پر کھل جاتے وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا سچی معذرت پیش کی اور آپ جھوٹوں کو بھی جان لیتے جنہوں نے سچا عذر پیش نہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس وقت تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منافقوں کو پہچانتے نہ تھے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت نہیں مانگیں گے۔ یعنی ایمان والے جہاد میں شریک ہونے کی بھی اجازت نہیں مانگیں گے بلکہ حکم سنتے ہی فوراً جہاد کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ آیت کے آخر میں ان لوگوں کے متقی ہونے کی شہادت اور ثواب کا وعدہ ہے۔

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ آپ سے اجازت وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک میں پریشان ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ سے اجازت مانگتے ہیں اور اجازت وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھی تھے جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک کی وجہ سے متردد ہیں انہیں یہ

ادھر سہارا ہے نہ ادھر اسی وجہ سے نہ تو وہ کفار کے ساتھ ہی رہ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ مومنین کے ساتھ رہتے ہیں۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَہٗ عُدَّۃً ۔ اور اگر وہ جہاد میں چلنے کا ارادہ کرتے تو لازمی طور پر جہاد کی تیاری مکمل کرتے۔

لیکن اللہ تعالٰے کو ہی ان کا جہاد میں رکھنا پسند نہ تھا۔ عُدَّۃ سے مراد سفر اور جہاد کا سامان ہتھیار وغیرہ ہے۔

وَلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَہُمْ فَثَبَّطَہُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ ۔ اور لیکن اللہ نے ان کے لیے جہاد میں جانے کو پسند نہ کیا اسی لیے ان کو اجازت نہ دی اور کہہ دیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

ثَبَّطَہُمْ ۔ اللہ نے ان کو روک دیا بزدلی اور سستی کے سبب اُقْعُدُوْا اپنے گھروں میں بیٹھے رہو الْقَاعِدِیْنَ سے بیمار و اپاہج مراد ہیں۔ ان میں سستی کاہلی بھری ہوئی تھی اور فرمایا گیا کہ بیٹھے رہو جس طرح اپاہج معذور بیمار بیٹھے ہیں تم بھی بیٹھ جاؤ۔

حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کا جہاد تبوک پر روانگی اور اکثر منافقوں کا ساتھ نہ دینا ماہ رجب ۹ھ میں رسول معظم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ثنیۃ الوداع میں فوجی کیمپ لگایا آپ کے ساتھ تیس ہزار سے زائد جمعیت تھی۔ بعض نے ستر ہزار کی تعداد بتائی ہے جن میں سے گھوڑے سوار دس ہزار تھے۔ جمعرات کو روانہ ہوئے۔

عبداللہ بن ابی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روانہ ہوا۔ لیکن جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی نے ساتھ چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ واپس آ گیا اور کہنے لگا کہ محمد رسول اللہ اتنی بدحالی، اور سخت گرمی اور لمبی مسافت پر جہاد کرنے چلے ہیں وہ دشمن سے لڑنا کھیل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ (معاذ اللہ) مجھے گرفتار ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں یہ بھی کوئی جنگ ہے۔

اس قسم کی باتیں اس نے مسلمانوں میں بددلی اور بزدلی پیدا کرنے کے لیے کیں اللہ تعالٰے نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

لَوْ خَرَجُوْا فِیْکُمْ مَا زَادُوْکُمْ اِلَّا خَبَالًا ۔ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ شامل ہو جاتے تو سوائے اس کے کہ اور دگنا فساد و فتنہ پیدا کرتے اور کچھ نہ کرتے۔

اِلَّا خَبَالًا ۔ سوا شر و فساد کے اور کچھ نہیں خَبَال سے مراد شر و فساد ہے یعنی غلط افواہیں پھیلا کر فتنہ ہی پھیلاتے ان سے کچھ فائدہ نہ ہوتا مگر نقصان ہوتا۔

وَلَاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ ۔ اور تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے یعنی اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے خلال درمیان میں ابتری پھیلاتے۔

یَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۔ فتنہ پیدا کر کے دشمنوں کا رعب ڈالنا۔

وَفِیْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۔ اور اب بھی تمہارے اندر ان کے کچھ جاسوس لگے ہوئے ہیں سمّاع جاسوس ہیں جو تمہاری راز کی باتیں لے کر ان تک پہنچاتے ہیں۔

کما قال العلامة الآلوسی نمامون یسمعون فیہ لاجل نقلہ الیہم ۔ علامہ آلوسی نے کہا سمّاعون کا معنی ہے نمّامون (چغلخور) یہ لوگ تمہاری باتیں سنتے ہیں تاکہ ان کو یہود کے پاس جا کر بیان کریں۔

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۔ اور ان ظالموں کو اللہ خوب جانتا ہے انکے اندرونی خیالات اور ظاہری حرکات سے واقف ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ ۔ انہوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی تھی اور آپ کے لیے کاروائیوں کی الٹ پلٹ کرتے رہے تھے۔

حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۔ یہاں تک کہ سچا وعدہ آگیا اور اللہ کا حکم غالب رہا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔

الحق سے مراد اللہ کی مدد اور دین اسلام کی تائید ہے اور انہیں ناگوار تھا یعنی الٹی سیدھی تدابیر سے آپ کے صحابہ کو دین سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہے تھے جیسے عبد اللہ بن سلول منافق نے یوم احد میں کیا کہ مسلمانوں کو بددل اور پست ہمت کرنے کے ایسے عین موقعہ پر اپنی جماعت لیکر واپس ہو گیا اس طرح انہوں نے تدابیر الٹ پلٹ کر کے تمہارا کام بگاڑنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا حتی کہ اللہ تعالے کی طرف سے تائید و نصرت آئی اور حکم الٰہی غالب ہو گیا جس سے مسلمان فتحیاب ہوئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّیْ وَلَا تَفْتِنِّیْ ؕ اور انہی میں سے وہ بھی تھا جس نے آپ سے اجازت طلب کی اور عرض کیا مجھے رخصت دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالیئے۔ اس کا شان نزول ۔ جد بن قیس کے حق میں ہوا یہ منافق تھا جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ

تبوک تشریف لے جانے لگے تو اس نے عرض کیا حضور میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں اور وہاں رومی عورتیں ہوں گی میری نظر جب ان پر پڑے گی تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا اس لیے مجھے یہیں ٹھہرنے کی اجازت دے دیجئے تاکہ میں عورتوں کے فتنہ میں نہ پڑوں میں آپ کی مدد مال سے کروں گا۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جد بن قیس اپنے ساتھیوں کو جن کی تعداد دس سے کم تھی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مجھے یہاں ہی رہ جانے کی اجازت دے دیں۔ میری کچھ کھیتی باڑی کی زمین ہے جس کی نگرانی ضروری ہے اس وجہ سے معذور ہوں اور یہ اس کا حیلہ اور بہانہ تھا اور اس میں نفاق کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضور نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا

اقعدوا مع القاعدین۔ بیٹھ رہو بیٹھنے والوں یعنی بچوں اندھوں لنگڑوں کے ساتھ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں انتباہ فرمایا گیا خبردار وہ فتنہ ہی میں پڑا ہے

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ۔ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو اس لیے کہ جہاد سے رکنا اور تخلف کرنا ہی بہت بڑا فتنہ ہے اور پھر حضور کے حکم سے منحرف ہونا یہ جہنم ہی کی طرف جانا ہے۔

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ۔ اگر آپ کو کوئی اچھی بات پیش آتی ہے تو ان کو دکھ ہوتا ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو کہتے ہیں ہم نے تو اسی لیے پہلے سے اپنے معاملہ میں احتیاط کر لی تھی اور یہ کہہ کر وہ خوش ہو کر چلے جاتے ہیں۔

یعنی اگر آپ دشمن پر فتحیاب ہو جائیں اور غنائم آپ کے ہاتھ آجائیں تو انہیں رنج ہوتا ہے اور اگر کوئی مصیبت پہنچے جیسے جنگ کی شدت یا دشمن کی جانب سے تنگی تو کہتے ہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا۔

تُصِبْكَ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہے۔ حَسَنَةٌ سے فتح اور مال غنیمت مراد ہے مُصِيبَةٌ سے شکست مراد ہے۔ تو اپنے شریک نہ ہونے پر اور مسلمانوں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں۔

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا۔ فرما دیجئے ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ نے

ہمارے لیے لکھ دی۔ یعنی جو کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے وہی ہم کو پہنچے گا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی عجیب حالت ہے اس کے لیے ہر بات میں خیر ہے اگر سکھ پہنچتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے خیر ہے اور اگر دکھ پہنچتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے خیر ہوتا ہے رواہ مسلم واحمد۔

وَهُوَ مَوْلٰنَا۔ وہی ہمارا مالک ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اور مسلمان کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیئے کیونکہ وہی اس کا کارساز اور ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ۔ فرمادیجئے کیا تم انتظار کرتے ہو ہم پر کسی چیز کا مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کا۔

فتح اور مال غنیمت یا شہادت اور حیات ابدی جو مغفرت کے ساتھ ہمیں ملے اس لیے کہ مسلمان جب جہاد میں اترتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو غالب ہوا تو فتح ہوگی اور مال غنیمت لائے گا جس کا اجر بھی بے پایاں ہے یا شہید ہوگا جو اس کی اعلیٰ مراد ہے۔

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ﱇ۔ اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا خواہ اپنی طرف سے دنیا و آخرت میں یا ہمارے ہاتھوں سے یعنی ہم تمہارے حق میں اس کا انتظار کررہے ہیں۔ کہ اب تمہارا انجام کیا ہوگا۔

فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ۔ لہذا تم ہمارے نتیجے کے منتظر رہو اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے انجام کے منتظر ہیں۔ حضرت حسن نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان نے جو وعدے تم سے کیے ہیں تم انکا انتظار کرو اور ہم سے جو وعدہ رحمان نے کیا ہے دین غالب کرنے کا ہم اس کا انتظار کررہے ہیں۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ فرما دیجئے تم خرچ خوشی سے کرو یا بد دلی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم لوگ فاسق ہو۔

یہ آیت کریمہ بھی جد بن قیس منافق کے متعلق نازل ہوئی اس نے کہا تھا کہ میں آپ کی مالی مدد کروں گا اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ تو جو جہاد میں جانے کے بجلئے جو مال خرچ

کہنے کو کہہ رہا ہے اور جہاد سے رخصت طلب کر رہا ہے اے محبوب فرما دیجئے کہ تو خوشی سے دے یا ناخوشی سے تیرا دیا قبول نہ ہوگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان کا صدقہ قبول نہ کریں کیونکہ یہ دینا اللہ کے لیے نہیں ہے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ٥ اور ان کی خیر خیرات قبول ہونے سے کوئی چیز سوا اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور نمازیں نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے اور راہ خیر میں نہیں دیتے مگر کراہت وناگواری کے ساتھ کیونکہ انہیں رضائے الٰہی مطلوب نہیں۔ تو نہ پسند ہو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ط اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ٥ سو ان کے مال و اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان دنیوی چیزوں کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں بھی ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جانیں بھی کفر ہی کی حالت میں نکل جائیں اور وہ کافر ہی ہوں۔ اور ان کا مال ان کی راحت کا ذریعہ نہ ہوگا بلکہ وبال ہوگا۔

اِعْجَاب کا معنی ہے کسی پسندیدہ چیز پر خوش ہونا۔

زَہوق کے لغوی معنی دشواری سے نکلنا ہے یعنی جب رسی کھینچی جائے گی تو پھڑ پھڑاتے تڑپتے رہ جائیں گے اور کسی طرح رہائی ممکن نہ ہوگی۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ط وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ۔ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں منافقین کہ وہ تم میں سے ہیں یعنے تمہارے دین وملت پر ہیں اور مسلمان ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ تم میں سے نہیں تمہیں دھوکہ دیتے اور دروغ بیانی کرتے ہیں۔

وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ۔ لیکن وہ لوگ ڈرنے والے ہیں۔

یعنی ڈرنے والی قوم سے ہیں اگر ان کا نفاق ظاہر ہو گیا تو کہیں مسلمان ان کے ساتھ وہی معاملہ نہ کریں جو مشرکین کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ تم پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ٥ اگر پائیں وہ کوئی پناہ یا غار یا سر چھپانے کی جگہ تو اسی وقت پلٹ جائیں گے اس لیے کہ ان کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے انتہائی بغض ہے۔

مَلْجَأً۔ کوئی حفاظت کا مقام جس میں پناہ مل جا سکتی ہو یا کوئی قوم جس کے پاس جا کر امن مل جائے۔ مَغَارَاتٍ۔ مغارہ کی جمع ہے یعنی پہاڑی غار چھپنے کا مقام مُدَّخَلًا۔ ایسا سوراخ جس کے اندر دشواری سے داخلہ ہو۔

لَوَلَّوْا۔ پشت پھیر کر اس طرف بھاگتے۔

وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ۔ سرپٹ تیزی سے سر اٹھائے دوڑتے ہوئے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ۔ اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو صدقہ بانٹنے میں تم پر طعن کرتے ہیں عیب لگاتے ہیں۔

لَمْزَةٌ۔ ہَمْزَةٌ۔ اس پر طعن کیا نکتہ چینی کی یعنے وہ کہتے ہیں کہ آپ تقسیم صدقات انصاف کے ساتھ نہیں کرتے۔

شانِ نزول: - یہ آیت ذوالخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کا نام حرقوص بن زہیر تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے خوارج کے فرقہ کی بنیاد رکھی۔ اس کا ایک واقعہ بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز ہوازن اور حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اِعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حضور عدل فرمائیے۔ تو حضور نے فرمایا۔

وَيْحَكَ مَنْ يَّعْدِلُ بَعْدِيْ۔ تجھے خرابی ہو میں اگر عدل نہ کروں گا تو میرے بعد اور کون عدل کرے گا۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا حضور مجھے اجازت ہو کہ میں اس منافق کی گردن اتار دوں حضور نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ لوگ کہیں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں اس کو رہنے دو اسے عمر اسے چھوڑ دو اس کے اور بھی ہمراہی ہیں جن کا یہ حال ہے کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلہ اپنی نمازیں حقیر جانو گے اور روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے گلوں سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا یہ لوگ پھر جائیں گے اور سب سے افضل گروہ کے خلاف خروج کریں گے۔

حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان لوگوں سے نہروان پر جنگ کی میں آپ کے ساتھ موجود تھا۔ آپ نے اس نشان والے کو تلاش کرایا تو اس کی لاش کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں نے اس کو غور سے دیکھا تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق پایا۔ آگے ارشاد ہے

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ

تو اگر انہیں کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو اللہ اور اس کا رسول انہیں دیتا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے عنقریب دیگا ہمیں اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔

یعنی اللہ اور اس کا رسول ہی ہم پر اپنا فضل وسیع فرمائے گا اور وہی ہمیں مخلوق سے بے نیاز کرنے والا ہے اور اسلام میں یہی تعلیم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے امید رکھنا ہی عین اسلام ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف امید رکھنا مسلمان آدمی کا کام ہرگز نہیں ہے (روح المعانی)

البتہ اولیاء اللہ کی بارگاہ چونکہ اللہ اور اس کے رسول کے متبعین کی بارگاہ ہے لہذا ان سے دعا کرانا ان کی دعاؤں کے ذریعہ سے اپنی مراد پوری ہونے کی امید رکھنا جائز ہے انکے علاوہ کسی دیو پری جن یا بت سے امید وابستہ کرنا خالص شرک ہے۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ہشتم سورۃ توبہ پ ۱۰

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

زکوٰۃ تو ہے فقراء اور نرے ناداروں اور اسے وصول کرنے والوں کے لیے اور مؤلفۃ القلوب کے لیے اور غلاموں کے لیے اور قرضداروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لیے یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ

علم و حکمت والا ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور ان میں سے وہ ہیں کہ ایذاء دیتے ہیں غیب کی خبر دینے والے کو اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں فرمائیے وہ کان تمہارے لیے بہتر ہیں وہ اللہ پر ایمان لاتے اور مومنین پر پورا یقین رکھتے ہیں اور رحمت ان کے لیے ہے جو تم میں سے ایمان لائیں اور وہ جو ایذا دیں اللہ کے رسول کو ان کے لیے عذاب الیم ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

قسم کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے سامنے تاکہ تم کو راضی کریں اور اللہ اور رسول زیادہ حقدار ہیں کہ وہ انہیں راضی کرتے اگر وہ ایمان لائے ہیں۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو خلاف کرے اللہ اور رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے یہ بڑی رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝

ڈرتے ہیں منافق کہ ان پر نازل ہو کوئی سورت جو متنبہ کر دے اسے جو ان کے دلوں میں ہے، فرما دیجئے ہنستے جاؤ بیشک اللہ کو ظاہر کرنا ہے جس سے تم ڈرتے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے فرما دیجئے کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ

بہلانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم معاف کریں تم سے کسی کو تو اوروں کو عذاب

طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝ دیں گے بایں جرم کہ وہ مجرم تھے

حل لغات رکوع ہشتم سورۃ توبہ پ ۱۰

انما۔ اسکے سوا نہیں کہ الصدقت۔ زکوٰۃ للفقراء۔ فقیروں و۔ اور
المساکین۔ مسکینوں و۔ اور العاملین۔ کام کرنے والوں کے لیے ہے
علیہا۔ اس پر و۔ اور المؤلفۃ۔ الفت ڈالنی ہے۔
قلوبہم۔ جنکے دلوں ہیں و۔ اور فی۔ بیچ الرقاب۔ گردنوں کے
و۔ اور الغارمین۔ مقروضوں کے و۔ اور فی۔ بیچ
سبیل۔ راہ اللہ۔ اللہ کے و۔ اور ابن السبیل۔ مسافروں کے
فریضۃ۔ مقرر ہے من اللہ۔ اللہ سے و۔ اور اللہ۔ اللہ
علیم۔ جاننے والا حکیم۔ حکمت والا ہے و۔ اور منہم۔ بعض
الذین۔ وہ ہیں جو یؤذون۔ تکلیف دیتے ہیں النبی۔ نبی کو و۔ اور
یقولون۔ کہتے ہیں ھو۔ وہ تو اذن۔ کان ہیں قل۔ کہہ
اذن۔ کان خیر۔ بہتر ہیں لکم۔ تمہارے لیے یؤمن۔ ایمان لاتا ہے
باللہ۔ اللہ پر و۔ اور یؤمن۔ اعتبار کر لیتا ہے
للمؤمنین۔ ایمانداروں کا و۔ اور رحمۃ۔ رحمت
للذین۔ انکے لیے جو اٰمنوا۔ ایمان لائے منکم۔ تم میں سے و۔ اور
الذین۔ وہ جو یؤذون۔ تکلیف دیتے ہیں رسول۔ رسول
اللہ۔ اللہ کو لہم۔ انکے لیے عذاب۔ عذاب ہے الیم۔ دردناک
یحلفون۔ قسمیں کھاتے ہیں باللہ۔ اللہ کی لکم۔ تمہارے لیے
لیرضوا۔ تاکہ راضی کریں کم۔ تم کو و۔ اور اللہ۔ اللہ
و۔ اور رسولہ۔ رسول اسکا احق۔ بہت حقدار ہیں ان۔ یہ کہ
یرضوہ۔ راضی کریں اسکو ان۔ اگر کانوا۔ ہیں مومنین۔ مومن
ا۔ کیا لم۔ نہیں یعلموا۔ جانتے انہ۔ کہ وہ بیشک

من۔جو	یحادد۔نافرمانی کریگا	اللہ۔اللہ کی	و۔اور
رسولہ۔اسکے رسول کی	فان۔توبیشک	لہ۔اس کے لیے	نار۔آگ ہے
جھنم۔جہنم کی	خالدا۔ہمیشہ رہے	فیہا۔اس میں	ذلک۔یہ
الخزی۔رسوائی ہے	العظیم۔بڑی	یحذر۔ڈرتے ہیں	المنفقون۔منافق
ان۔یہ کہ	تنزل۔اتاری جائے	علیھم۔ان پر	سورۃ۔کوئی سورت
تنبئھم۔جو بتلائے ان کو	بما۔جو	فی۔بیچ	قلوبھم۔انکے دلوں کے ہے
قل۔کہہ	استھزءوا۔ہنسی کرو	ان۔بیشک	اللہ۔اللہ
مخرج۔نکالنے والا ہے	ما۔جو	تحذرون۔تم ڈرتے ہو	و۔اور
لئن۔اگر	سالتھم۔تو ان سے پوچھے	لیقولن۔تو ضرور کہیں گے	انما۔اسکے سوا نہیں
کنا۔کہ ہم	نخوض۔باتیں کرتے	و۔اور	نلعب۔کھیلتے تھے
قل۔کہہ	ا۔کیا	باللہ۔ساتھ اللہ	و۔اور
ایتہ۔اسکی آیتوں کے	و۔اور	رسولہ۔اسکے رسول کے	کنتم۔تم تھے
تستھزءون۔ہنسی کرتے	لا۔نہ	تعتذروا۔عذر کرو	قد۔بیشک
کفرتم۔کفر کیا تم نے	بعد۔بعد	ایمانکم۔اپنے ایمان کے	ان۔اگر
نعف۔ہم معاف کریں	عن طائفۃ۔ایک جماعت کو		منکم۔تم میں سے
نعذب۔تو عذاب کریں گے ہم		طائفۃ۔ایک جماعت کو	بانھم۔کہ وہ
کانوا۔تھے	مجرمین۔مجرم لوگ۔		

مختصر تفسیر اردو رکوع ہشتم سورۃ توبہ پ۱۰

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

زکوۃ تو انہی لوگوں کے لیے ہے جو فقیر ہوں یا مسکین اور عاملین کے لیے اور مؤلفۃ القلوب کے لیے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ مقررہ قانون ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

جب منافقین نے تقسیم صدقات میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا جیسا کہ سب سے پہلے ذوالخویصرہ تمیمی کا تذکرہ ہو چکا۔ تو اللہ تعالے نے اس آیت کریمہ میں مستحقین زکوٰۃ کا آٹھ قسموں میں مصرف مقرر فرمادیا تھا تاکہ کوئی حقدار بن کر کسی قسم کی زبان درازی نہ کرسکے اور سمجھ لے کہ ان آٹھ کے سوا کوئی مستحق نہیں ہے حتیٰ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد پر بھی یہ حرام ہے پھر طعن کرنے والے منافقین کو تو کوئی موقعہ ہی نہیں۔

علامہ آلوسی نے غیر مبہم الفاظ میں تصریح فرما دی ہے کہ صدقہ سے مراد اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ ہے والمراد من الصدقات الزکوٰۃ۔ فقہاء نے اس آیت کریمہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل تصریح فرمائی ہے۔

اول یہ کہ زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیے گئے ہیں ان میں مؤلفۃ القلوب۔ یعنے وہ لوگ جنہیں مال دے کر ان کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرائی جاتی تھی یہ اب باجماع صحابہ ساقط ہیں اس لیے کہ جب اللہ تعالے نے اسلام کو غلبہ دے دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی۔ یہ اجماع عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ہوا کما قال الالوسی رحمہ اللہ تعالی فی روح المعانی والمؤلفۃ قلوبھم وھم کانوا ثلثۃ اصناف مؤلفۃ قلوب تین قسم کے تھے۔

ایک تو وہ جن کی حضور صلے اللہ علیہ مالی اعانت سے تالیف قلوب فرماتے تھے کہ وہ اسلام میں آجائیں۔

دوسرے وہ کہ اسلام تو لے آئے تھے لیکن ضعیف تھے جیسے عیینہ۔ اقرع بن حابس عباس بن مرداس سلمی تو حضور انہیں مالی بخشیش فرمایا کرتے تھے تاکہ ان کی پرہیزگاری اسلام میں بڑھ جائے۔

تیسرے وہ تھے جن کی مدد اس غرض سے کی جاتی تھی کہ ان کا شر دبا رہے اور مسلمان ان سے محفوظ رہیں۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ یہ صنف ثامن اب ساقط ہے۔

اور اس پر اجماع صحابہ منعقد ہوا عہد صدیقی میں۔ چنانچہ

ایک روایت ہے کہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں کچھ زمین طلب کرنے حاضر آئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رقعہ لکھ دیا تو حضرت فاروق اعظم

رضی اللہ عنہ نے وہ رقعہ چاک کر کے فرمایا۔

هٰذَا شَيْءٌ يُعْطِيكُمُوهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْلِيفًا لَكُمْ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَعَزَّ اللّٰهُ تَعَالَى الْإِسْلَامَ وَأَغْنَى عَنْكُمْ فَإِنْ ثَبَتُّمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَإِلَّا فَبَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ السَّيْفُ۔

یہ ایسی چیز ہے جسے حضور تالیف قلوب کے لیے تمہیں عطا فرمایا کرتے تھے لیکن آج کے دن اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے کر تم سے مستغنی کر دیا ہے تو اگر تم اسلام میں ثابت رہے تو تمہارے لیے بہتر ہے ورنہ ہم میں اور تم میں تلوار فیصلہ کرے گی۔

فَرَجَعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَنْتَ الْخَلِيفَةُ أَمْ عُمَرُ كَتَبْتَ لَنَا الْخَطَّ وَفَرَّقَهُ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هُوَ إِنْ شَاءَ وَوَافَقَهُ وَلَمْ يُنْكِرْهُ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

وہ پلٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ خلیفۂ وقت ہیں یا عمر آپ نے ہم کو یہ خط لکھ کر مہربانی کی اور عمر نے اُسے چاک کر ڈالا تو حضرت صدیق نے فرمایا وہی اس معاملہ میں مجاز ہیں اگر وہ چاہتے تو ہمیں اعتراض نہ تھا۔ اس پر کسی نے صحابہ کرام میں سے انکار نہ کیا۔

(۱) تعریف فقیر: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جس کے پاس نصاب زکوٰۃ سے کم ہو۔ جو غنی نہ ہو اس کے پاس مال بالکل نہ ہو یا کچھ مال ہو مگر اتنا نہ ہو کہ اس سے غنی ہو جائے۔

(۲) اور مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو اور سوال کر کے شکم سیر ہونے کا محتاج ہو اور اس کے لیے سوال جائز ہو۔

اس کی توضیح حدیث ابو سعید سے ملتی ہے۔ حَيْثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ جو ایک اوقیہ کا مال رکھتا ہو اور سوال کرے وہ ملحف ہے۔ وَكَانَ الْأُوقِيَّةُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا۔ اس زمانہ میں اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا اور ایک درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے اور الحاف کہتے ہیں گڑگڑا کر بھیک مانگنے کو۔

اس بنا پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ

والفقر رواہ ابوداؤد

اور الفقر فخری جسے حدیث کہا جاتا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ب لا اصل لہ۔

(۳) عاملین علیہا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں امام وصولی زکوٰۃ پر مقرر کر کے بھیجے۔ بحر میں ہے ان العامل یشمل العاشر والساعی والاول من نصبہ الامام علی الطریق لیاخذ الصدقات من التجار المار بأموالہم علیہ یعنی عامل۔ عاشر۔ ساعی دونوں کو کہتے ہیں۔ عاشر وہ ہیں جنہیں امام مقرر کرے تاکہ تاجر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور اموال تجارت لے کر گذرنے والوں سے چالیسواں حصہ حولان حول ہونے پر وصول کرے۔

چوتھی قسم مؤلفۃ القلوب کی ہے جس کی تصریح بیان ہو چکی۔

پانچویں قسم رقاب ہیں یعنی وہ لونڈی یا غلام جسے خرید کر آزاد کر دیا جائے یہ بھی زمانہ ہذا میں ہمارے اندر موجود نہیں۔

چھٹی قسم غارمین کی ہے یہ وہ ہیں جن پر کسی کا قرضہ ہو تو زکوٰۃ سے قرضہ ادا کر دیا جائے تو صحیح مصرف ہے۔ یعنی وہ قرضدار جنہوں نے قرض لے کر کسی نیکی کے راستہ یا مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں خرچ کیا ہو۔ یہ لوگ خواہ مالدار ہوں مگر ان کا قرضہ زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جا سکتا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے

ساتواں مصرف فی سبیل اللہ ہے اس میں امام ابویوسف کے نزدیک بہترین مصرف جہاد ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حج بہترین مصرف ہے۔ یعنی تجہیج حج۔ حاجیوں حج کرانے کے معنی میں آتا ہے کذا فی المنجد۔

اور ایک قول میں فی سبیل اللہ سے مراد خدمت طلبۂ علم دین ہے کما فی فتاوی الظہیریۃ۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں فی سبیل اللہ سے مراد جمیع قرب ہیں۔

آٹھویں قسم ابن السبیل ہے وھو المسافر المنقطع عن مالہ والاستقراض لہ خیر من قبول الصدقۃ۔

وہ ایسا مسافر ہے جو اپنے مال سے دور رہ کر پردیس میں ہو اور اس کے لیے قرض لینا قبول صدقہ سے بہتر ہے۔

اور فتح القدیر میں ہے ان لا یحل لہ ان یاخذ اکثر من حاجتہ اسے اپنی حاجت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔

تصریح مصارف صدقہ کے بعد اب دوسرا مضمون منصب مصطفیٰ علیہ السلام کے بیان میں ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ہ اور ان میں کچھ وہ ہیں کہ ستاتے ہیں ان غیب کی خبریں دینے والے نبی کو اور کہتے ہیں وہ کان ہیں فرمادیجیے وہ کان تمہارے بھلے کے لیے ہیں اللہ پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتے ہیں۔

منافقوں نے آپ کو کان کہا۔ اذن مشتق ہے اَذِن سے اس کے معنی ہیں اس نے کان رکھ کر سن لیا۔

شان نزول:۔ ابن حاتم سدی سے راوی ہیں کہ یہ ایک منافقین کی ایک جماعت کے لیے نازل ہوئی اس جماعت میں جلاس بن سوید بن صامت ہے اور رفاعہ بن عبدالمنذر اور ودیعہ بن ثابت وغیرہ تھے۔ یہ حضور کی شان میں بکواس اور ناگفتہ بہ الفاظ بکتے تھے تو ایک منافق بولا ایسی باتیں نہ کرو ہمیں ڈر ہے کہ اگر حضور تک یہ باتیں پہنچیں تو ہم پر مصیبت آجائے گی۔

جلاس بولا ہم تو جو چاہیں گے کہیں گے اور جب حضور ہم سے پوچھیں گے ہم اس کی تصدیق طلب کرکے مکر جائیں گے قسم کھالیں گے ہ تو صرف کان رکھتے ہیں یعنے ان سے جو کہہ دو مان لیتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے جواب ملا کہ ان کے کان خیر و صلاح سننے اور ماننے والے ہیں فساد اور شر کی طرف نہیں۔ ایک روایت میں اُذُن سامعۃ بھی ہے یعنی ان کے کان سننے اور قبول کرنے والے ہیں۔

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور ان لوگوں کے لیے رحمت ہیں جو تم میں سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں یعنی تم میں جو شخص مومن ہیں ان کے لیے رسول محترم سراسر رحمت ہیں قیامت کے دن ان کی شفاعت کریں گے۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول کو دکھ دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ آپ کے سامنے قسم کھاتے ہیں اللہ کی یہ منافقین

اس لیے کہ آپ کو راضی کر لیں۔

شان نزول: یہ ہے کہ منافقین اپنی مجلسوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کرتے اور جب مسلمانوں میں آتے مکر جاتے اور قسمیں کھا جاتے اور یہ واقعہ نبتل بن حرث کے متعلق ہے یہ وہ خبیث ہے جس کے متعلق حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا من اراد ان ینظر الی الشیطان فلینظر الی نبتل بن الحرث ۔جو شیطان کو دیکھنا چاہے وہ نبتل بن حرث کو دیکھے۔

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو راضی کریں اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں۔

اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یہ جھوٹی باتیں بناتے ہیں قسمیں کھا کھا کر تاکہ وہ مسلمانوں کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کا حق زیادہ تھا کہ اسے راضی کرتے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں لیکن وہ تو خالص منافق ہیں آگے ارشاد ہے۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کے لیے جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہیگا یہی بڑی رسوائی ہے۔

یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۔ منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اترے جو ان کے دلوں کی مخفی باتیں واضح کر دے۔

دلوں کی مخفی باتیں ان کا نفاق ہے اور وہ بغض وعداوت جو مسلمانوں کے ساتھ رکھتے تھے اور اسے چھپاتے تھے تو جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھیں اور آپ کی وہ خبریں جو آپ نے علم غیب سے دیں منافقوں نے مطابق واقعہ پائیں تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالے کوئی ایسی سورت نازل نہ فرمادے جس سے ان کی خفیہ مکاریاں ظاہر ہو جائیں اور ان کی رسوائی ہو۔ آیہ مذکورہ میں اسی کا بیان ہے۔

قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۔ فرما دیجیے ہنسے جاؤ اللہ لازمی طور پر ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈر رہے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۔ اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔

شانِ نزول: غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے منافقین کی تین جماعتوں سے دو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمسخراً باتیں بناتے تھے کہ ان کا یہ خیال کہ روم پر غالب آ جائیں گے کتنا بعید از خیال خیال ہے ایک بولتا تو کچھ نہ تھا مگر ہنستا تھا۔
حضور نے انہیں طلب فرما کر ان سے سوال کیا کہ تم ایسا کہہ رہے تھے وہ کہنے لگے حضور دفع الوقتی کے لیے یونہی ہنس بول رہے تھے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی جس میں ان کا یہ عذر و حیلہ رد کیا گیا اور ارشاد ہوا:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ٥ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ
فرما دیجیے کیا اللہ اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

اس سے یہ عقیدہ واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق کفر ہے۔ اور حضور کی شان میں کیسے ہی طریق پر ایسا کلمہ کہنا کفر ہے جس میں ادنیٰ گستاخی کا بھی پہلو نکلے اس میں عذر ہرگز قابل قبول نہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ٥ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں یعنی وہ جو زبان سے خاموش رہا مگر ہنستا رہا اگر چہ وہ بھی مجرم ہے مگر اسے ہم اس لیے معاف فرماتے ہیں کہ ہمارے عتاب سے وہ خوفزدہ ہو گیا۔

محمد بن اسحاق راوی ہیں اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ جو ہنس رہا تھا اور زبان سے کچھ نہ بولا وہ مخشی بن عمیر الاشجعی تھا اس نے توبہ کی اور اللہ سے دعا کی کہ وہ شہید ہو کر ایسے مرے کہ اس کے مرنے کی جگہ بھی کوئی نہ جانے چنانچہ جنگ یمامہ میں وہ شہید ہوا اور اس کے مقتل اور قاتل کو بھی کوئی نہیں جانتا (روح المعانی)

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اس نے نفاق سے توبہ کی اور بولا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَزَالُ اَسْمَعُ اٰیَةً تَقْشَعِرُّ مِنْهَا الْجُلُوْدُ وَتَجِبُ مِنْهَا الْقُلُوْبُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَفَاتِیْ قَتْلًا فِیْ سَبِیْلِكَ لَا یَقُوْلُ اَحَدٌ اَنَا غَسَلْتُ اَنَا دَفَنْتُ۔ فَاُصِیْبَ یَوْمَ الْیَمَامَةِ وَاسْتُجِیْبَ دُعَاؤُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ خلاصہ یہ کہ اس کی دعا قبول ہوئی اور جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

ان کا نام مخشی بن حمیر اشجعی تھا۔ رضی اللہ عنہ اور چونکہ ان کی زبان گستاخی سے رکی رہی اس

لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ تو اوروں کو ہم عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم تھے اور اپنے نفاق پر قائم رہے اور توبہ نہ کی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع ۹ سورۃ توبہ پ ۱۰

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی جنس ہیں برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے روکیں اور اپنی مٹھی بند رکھیں وہ اللہ کو بھلا بیٹھے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا بے شک منافق پکے فاسق ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کا۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ انہیں کافی ہے اور اللہ کی لعنت ہے ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے تم سے سخت تھے زور میں اور مال میں بھی بڑھے ہوئے تھے اور اولاد میں بھی تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے وہ اپنا حصہ برت گئے تم سے پہلے اور تم بے ہودگی میں پڑے جیسے وہ بیہودہ رہے یہ وہ ہیں کہ ان کے عمل اکارت گئے دنیا میں اور آخرت میں اور یہی لوگ نقصان و خسران میں ہیں۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ

کیا نہ آئی انہیں خبر ان کی اپنے سے پہلوں کی قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم

اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰـكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

کی اور مدین والوں کی اور ان کی جو الٹ دیے گئے آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل سے تو نہ تھا اللہ کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں حکم کرتے ہیں وہ بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور ادا کرتے ہیں زکوۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور اس کے رسول کی یہی وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

وعدہ دیا ہے اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے یہی ہے وہ بڑی کامیاب مراد

حل لغات رکوع نہم سورۃ توبہ پ۱۰

المنفقون۔ منافق مرد و۔ اور المنفقت۔ منافق عورتیں بعضہم سب ایک ہی
من بعض۔ جنس ہیں یامرون حکم دیتے ہیں بالمنکر۔ بری باتوں کا و۔ اور
ینہون۔ روکتے ہیں عن المعروف۔ بھلی باتوں سے و۔ اور
یقبضون۔ بند رکھتے ہیں ایدیہم۔ اپنے ہاتھ نسوا۔ وہ بھول گئے اللہ۔ اللہ کو

فنسیھم۔سو بھلا دیا اس نے ان کو ان۔بیشک المنافقین۔منافق

ھم۔وہی ہیں الفسقون۔بدکردار وعد۔وعدہ کیا اللہ۔اللہ نے

المنفقین۔منافق مردوں و۔اور المنفقت۔منافق عورتوں و۔اور

الکفار۔کافروں سے نار۔آگ جھنم۔دوزخ کا خلدین۔ہمیشہ رہنے

والے ہیں فیھا۔اس میں ھی۔وہ حسبھم۔انکو کافی ہے

جھنم۔جہنم و۔اور لعنھم۔لعنت کی ان پر اللہ۔اللہ نے

و۔اور لھم۔انکے لیے عذاب۔عذاب ہے مقیم۔قائم رہنے والا

کالذین۔جیسے وہ لوگ من قبلکم۔جو تم سے پہلے تھے کانوا۔تھے وہ

اشد۔زیادہ سخت منکم۔تم سے قوۃ۔قوت میں و۔اور

اکثر۔زیادہ اموالا۔مال و۔اور اولادا۔اولاد میں

فاستمتعوا۔تو فائدہ اٹھایا انہوں نے بخلاقھم۔اپنے حصے کا فاستمتعتم۔پھر فائدہ

اٹھایا تم نے بخلاقکم۔اپنے حصے کا کما۔جیسا کہ استمتع۔فائدہ اٹھایا

الذین۔انہوں نے من قبلکم۔جو تم سے پہلے تھے بخلاقھم۔اپنے حصے کا

و۔اور خضتم۔بیہودگی کی تم نے کالذی۔جیسے خاضوا۔بیہودگی کی انہوں نے

اولئک۔یہ لوگ حبطت۔ضائع ہوئے اعمالھم۔ان کے عمل فی۔بیچ

الدنیا۔دنیا کے و۔اور الاخرۃ۔آخرت کے و۔اور

اولئک۔یہ لوگ ھم۔وہی ہیں الخسرون۔خسارہ والے ا۔کیا

لم۔نہ یاتھم۔آئی انکے پاس نبا۔خبر الذین۔ان کی

من قبلھم۔جو ان سے پہلے تھے قوم۔قوم نوح۔نوح کی

و۔اور عاد۔عاد کی و۔اور ثمود۔ثمود کی

و۔اور قوم۔قوم ابراھیم۔ابراہیم کی و۔اور

اصحب۔اصحاب مدین۔مدین کی و۔اور المؤتفکت۔الٹائی گئی

بستیوں کی اتتھم۔آئے ان کے پاس رسلھم۔انکے رسول

بالبینت۔دلائل لے کر فما۔پھر نہیں کان۔تھا اللہ۔اللہ کہ

لیظلمھم۔ظلم کرتا ان پر و۔اور لکن۔لیکن کانوا۔تھے وہ

انفسهم۔اپنی جانوں پر　یظلمون۔ظلم کرتے　و۔اور　المومنون۔مومن مرد
و۔اور　المؤمنت۔مومن عورتیں　بعضهم۔بعض انکے　اولیاء۔دوست ہیں
بعض۔بعض کے　یامرون۔حکم دیتے ہیں　بالمعروف۔نیکی کا　و۔اور
ینهون۔روکتے ہیں　عن المنکر۔بری باتوں سے　و۔اور　یقیمون۔قائم کرتے ہیں
الصلوٰۃ۔نماز　و۔اور　یؤتون۔دیتے ہیں　الزکوٰۃ۔زکوٰۃ
و۔اور　یطیعون۔اطاعت کرتے ہیں　الله۔اللہ کی　و۔اور
رسولہ۔اس کے رسول کی　اولئك۔یہ لوگ　سیرحمهم۔جلدی رحم کرے گا ان پر
الله۔اللہ　ان۔بیشک　الله۔اللہ　عزیز۔غالب
حکیم۔حکمت والا ہے　وعد۔وعدہ کیا ہے　الله۔اللہ نے　المؤمنین۔مومن مردوں
و۔اور　المؤمنت۔مومن عورتوں سے　جنت۔جنت کا کہ　تجری۔چلتی ہیں
من تحتها۔اس کے نیچے　الانهر۔نہریں　خلدین۔ہمیشہ رہنے والے ہیں
فیها۔اس میں　و۔اور　مساکن۔مکان　طیبۃ۔اچھے
فی۔بیچ　جنت۔جنت　عدن۔ہمیشہ کے　و۔اور
رضوان۔رضامندی　من الله۔اللہ کی　اکبر۔بہت بڑی ہے　ذلك۔یہ ہے
الفوز۔کامیابی　العظیم۔بہت بڑی۔

مختصر تفسیر اردو رکوع نہم سورۃ توبہ پ۱۰

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ۔منافق مرد اور منافق عورتیں ایک ہی ہیں یعنے نفاق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور خبث اعمال میں یکساں ہیں اور روح المعانی میں منافقوں نے قسم کھا کر مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم تم ہی میں سے ہیں۔ان کی قسم کی تکذیب کی ہے۔
اور خازن میں ہے کہ کفر و معصیت میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں برابر ہیں۔
يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ۔برائی کے کام میں بھلائی سے سبقت لے جاتے ہیں اور تصدیق رسالت آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے روکیں اور اطاعت اسلام سے منع کریں اور اپنی مٹھی بند رکھیں راہ خدا میں خرچ کرنے سے اپنی

مٹھی بند رکھیں جیسا کہ قتادہ اور حسن نے کہا۔ قبض ید کنایہ ہے بخل سے جس طرح بسط کنایہ ہے بسط سے جبائی کہتے ہیں کہ قبض ید سے مراد جہاد فی سبیل اللہ سے ہاتھ روکنا ہے۔ وہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں بھلا دیا یعنی انہوں نے اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اللہ نے اپنا لطف اور فضل ان سے روک لیا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ بے شک منافق وہی پکے فاسق ہیں۔ یعنی تمرد و فساد میں کامل ہیں۔ فسق کے معنی خروج عن الطاعۃ کے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ۔ اللہ نے وعدہ دیا منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا هِیَ حَسْبُهُمْ۔ وہ انہیں کافی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۔ اور لعنت ہے اللہ کی ان پر اور انہی کے لیے عذاب ہے قائم رہنے والا۔

كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا۔ جیسے وہ جو تم سے پہلے تھے کہ وہ زور میں تم سے زیادہ سخت تھے اور مال کی اکثریت اور اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔

فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ تو وہ اپنا حصہ برت گئے لذات و شہوات دنیا کا۔ تو تم نے اپنا حصہ برتا جیسے پہلے تم سے پہلے تم سے اپنا حصہ برت گئے۔

وَخُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا اُولٰٓىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اور تم باطل پرستی میں پڑے رہے جیسے وہ باطل پرستی میں تھے ان کے تمام کام اکارت گئے دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔

یعنی وہ لذات دنیا کی باطل متاع میں تکذیب خدا اور رسول کرتے رہے اور مومنین کے ساتھ استہزاء کرتے تھے تم نے بھی ان کی پیروی کی ان کے کام اکارت گئے اور وہ گھاٹے میں رہے ایسے ہی تمہارا حشر ہوگا اور ایسے ہی تم خسران و نقصان میں ہو۔ گویا پہلے لوگوں کی مذمت اولاً کی عادات خسیسہ پر فرما کر انہیں بھی شہوات فانیہ میں فدا ہونے پر ملامت کی۔ آگے نظائر سے افہام و تفہیم فرمائی جاتی ہے۔

اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ

کیا انہیں اپنے سے پہلوں کی خبر نہ آئی یعنی ان منافقوں نے اپنے سے پہلے لوگوں کا حال نہیں سنا۔ نوح کی قوم جیسے غرق کیا گیا اور عاد جیسے آندھی سے برباد کیا گیا اور ثمود جو رجفہ یعنی زلزلہ سے نیست و نابود کیا گیا اور قوم ابراہیم جو نعمتیں چھین کر مار دی گئی اور ان کا بادشاہ نمرود مدعی الوہیت ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا گیا اور مدین والے جو شعیب علیہ السلام کی مخالفت سے ایسے ابر کے ذریعہ ہلاک ہوئے کہ اس سے پانی کی امید رکھتے تھے اور اس نے آگ برسائی اور ایک آیت میں ہے کہ گرج اور زلزلہ سے ہلاک کی گئی۔

وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اور مؤتفکات یعنی وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں۔

یہ مؤتفکہ کی جمع ہے۔ ائتفاک انقلاب کو کہتے ہیں یعنی یجعل اعلی الشئی اسفل بالخسف۔ اونچے مقام کو الٹ کر نیچے کر دینے کے معنی میں یہ لغتاً استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد وہ قریہ ہیں جو سدوم کا علاقہ کہلاتی ہیں جنہیں آجکل شرق اردن کہتے ہیں اور عرب سے قریب ہیں ان میں ہلاک شدہ اقوام کے نشان باقی ہیں اور جو قوم لوط علیہ السلام کے تھے جو بلند جگہ رہنے والے ہو گئے اور ان پر پتھر برسے سنگریزوں کی صورت میں ان کے تفصیلی حالات اپنے اپنے مقام پر آئیں گے (روح المعانی)

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔ ان پر عذاب کی وجہ یہی تھی کہ ان میں ان کے رسول روشن دلائل سے ان کے پاس آئے تو انہوں نے تصدیق نبوت کرنے کی بجائے تکذیب کی جیسا کہ اے منافقین تمہارا رویہ ہے تو ان سے عبرت حاصل کرو اور ڈرو کہ تم پر بھی انہی کی طرح عذاب نہ آجائے۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ۔ اللہ بلا وجہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس لیے کہ وہ عادل ہے اور عدل کا مقتضا ظلم نہیں ہوتا اور وہ حکیم ہے اور حکمت کا مقتضا حکمت کے خلاف نہیں ہوتا بلا جرم کسی کو سزا دینا عدل کے خلاف اور حکمت کے مخالف ہے۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے یعنی محض حسد و عناد سے انبیاء کرام کی مخالفت کرتے اور ان کی تکذیب میں رہتے تو آخر ش عذاب الٰہی کے مستحق بنے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار و رفیق ہیں۔ باہمی دینی محبت اور موالات رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد پر مستعد

رہتے ہیں۔

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اطاعت الٰہی اور فرمانبرداری رسالت پناہی میں رہتے ہیں یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے یعنی ایسا قوی و قادر ہے کہ ہر شے کا وجود میں لانا اس کے تحت قدرت ہے جو وہ ارادہ فرمائے اس سے کوئی روکنے والا نہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۔ اور وعدہ دیا اللہ نے مومنوں اور مومنات کو باغوں کا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے والے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حسن سے راوی ہیں کہ میں نے حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مساکن طیبہ کی کیا تفسیر ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تھا تو حضور نے فرمایا۔

قصر من لؤلؤة فی الجنة فی ذلک القصر سبعون دارا من یاقوتة حمراء فی کل دار سبعون بیتا من زمردة خضراء فی کل بیت سبعون سریرا علی کل سریر سبعون فراشا من کل لون علی کل فراش امرأة من الحور العین فی کل بیت سبعون مائدة فی کل مائدة سبعون لونا من کل طعام فی کل بیت سبعون وصیفا ووصیفة فیعطی المؤمن من القوة فی کل غداة ما یاتی علی ذلک کلہ۔

جنت میں موتی کا ایک محل ہے اس محل میں ستر گھر ہیں سرخ یاقوت کے ہر گھر میں ستر کمرے ہیں زمرد سبز کے ہر کمرہ میں ستر تخت ہیں ہر تخت پر ستر فرش ہیں رنگ رنگ کے ہر تخت پر ایک حسین حور ہے اور ہر کمرہ میں ستر دسترخوان ہیں ہر خوان میں ستر رنگ کے کھانے ہیں اور خوان کے آگے ستر وصیف یعنی کھانا پیش کرنے والے ہیں جو اس میں مومن ہوں گے انہیں پیش کریں گے۔ روح المعانی

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ اور اللہ کی خوشنودی بھی ان کو ملے

گی جو سب نعمتوں سے بڑی ہوگی یہی بڑی کامیابی ہے۔
اور اللہ کی رضا کے متعلق ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جنت میں اہل جنت کو اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہوگئے تو وہ عرض کریں گے۔ الٰہی کیوں نہ راضی ہوں تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا کہ کسی کو وہ نہ ملا تیری مخلوق میں۔ تو ارشاد ہوگا لو اب ہم تمہیں اس سے بھی افضل نعمت عطا کرتے ہیں اور یہ کہ وہ یہ ہے کہ ہم تم پر اپنی رضا حلال فرماتے ہیں اب تم پر ہمارا سخط و غضب کبھی نہ ہوگا۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع دہم سورۃ توبہ پ۱۰

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اے غیبی خبر دینے والے (نبی) جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو اور ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور بری جگہ ہے وہ پلٹنے کی۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا

قسم ہے کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک کہا انہوں نے کلمہ کفر اور کافر ہوئے وہ بعد اسلام کے اور جو چاہا وہ نہ ملا اور انہیں کیا برا لگا یہی کہ اللہ نے اور اس کے رسول نے انہیں غنی کر دیا اپنے فضل سے تو اگر وہ توبہ کریں ہوگا بھلا ان کے لیے اور اگر انحراف کریں تو عذاب دے گا ان کو اللہ عذاب بڑا ہی دردناک۔

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ان کے لیے زمین میں کوئی حمایتی نہ مددگار۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِينَ

اور ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا تھا اللہ سے کہ اگر دے گا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور صالحین

سے ہو جائیں گے۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

تو جب دیا اللہ نے ان کو اپنے فضل سے تو بخل کرنے لگے اور منحرف ہو کر منہ پھیر لیا۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

تو ان کے پیچھے رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ ملیں گے اس سے بدلہ اس کا کہ خلاف کیا اللہ سے وعدہ جھوٹا اور بدلہ اس کا جو جھوٹ بولتے تھے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کے دل کی چھپی اور سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کو بہت جانتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مومنوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں اور وہ جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں اللہ انہیں ہنسی کی سزا دیتا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

ان کے لیے تم بخشش طلب کرو یا نہ بخشش مانگو اگر آپ بخشش مانگیں ان کے لیے ستر بار تو ہرگز نہ بخشے گا اللہ انہیں یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ اور رسول سے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم فاسقین کو۔

حل لغات رکوع ۱۰ ہم سورۃ توبہ پ ۱۰

يا ايها - اے　　النبی - نبی　　جاهد - جہاد کر　　الكفار - کافروں

و - اور　　المنفقين - منافقوں سے　　و - اور

اغلظ۔ سختی کر　علیہم۔ ان پر　و۔ اور　ماوٰا۔ ٹھکانا

ھم۔ ان کا　جھنم۔ جہنم ہے　و۔ اور　بئس۔ برا ہے

المصیر۔ ٹھکانا　یحلفون۔ قسمیں کھاتے ہیں　باللہ۔ اللہ کی کہ

ما۔ نہ　قالوا۔ کہا انہوں نے　و۔ اور　لقد۔ بیشک

قالوا۔ کہی انہوں نے　کلمۃ۔ بات　الکفر۔ کفر کی　و۔ اور

کفروا۔ کفر کیا انہوں نے　بعد۔ بعد　اسلامھم۔ اپنے اسلام کے

و۔ اور　ھموا۔ قصد کیا　بما۔ اس کا جو　لم۔ نہ

ینالوا۔ پایا انہوں نے　و۔ اور　ما۔ نہ　نقموا۔ عیب پکڑا انہوں نے

الا۔ مگر　ان۔ یہ کہ　اغنا۔ کیا غنی　ھم۔ ان کو

اللہ۔ اللہ نے　و۔ اور　رسولہ۔ اس کے رسول نے

من فضلہ۔ اپنے فضل سے　فان۔ تو اگر　یتوبوا۔ توبہ کریں

یک۔ تو ہوگا　خیرا۔ بہتر　لھم۔ ان کے لیے　و۔ اور

ان۔ اگر　یتولوا۔ پھر جائیں　یعذبھم۔ تو عذاب کریگا ان کو

اللہ۔ اللہ　عذابا۔ عذاب　الیما۔ دردناک　فی۔ بیچ

الدنیا۔ دنیا　و۔ اور　الاخرۃ۔ آخرت کے　و۔ اور

ما۔ نہیں　لھم۔ ان کے لیے　فی۔ بیچ　الارض۔ زمین کے

من۔ کوئی　ولی۔ دوست　و۔ اور　لا۔ نہ کوئی

نصیر۔ مددگار　و۔ اور　منھم۔ ان میں سے　من۔ وہ بھی ہے

عٰھد۔ جس نے عہد کیا　اللہ۔ اللہ سے کہ　لئن۔ اگر　اٰتنا۔ دے ہم کو

من فضلہ۔ اپنے فضل سے　لنصدقن۔ تو ضرور صدقہ کریں گے ہم

و۔ اور　لنکونن۔ ہوں گے ہم　من الصالحین۔ نیکوں سے

فلما۔ تو جب　اٰتا۔ دیا　ھم۔ ان کو　من فضلہ۔ اپنے

فضل سے تو　بخلوا۔ بخل کیا　بہ۔ اس سے　و۔ اور

تولوا۔ پھر گئے　و۔ اور　ھم۔ وہ تھے　معرضون۔ منہ پھیرنے والے

فاعقبھم۔ تو پیچھے لگایا ان کے　نفاقا۔ نفاق　فی۔ بیچ

قلوبہم۔انکے دلوں کے | الی۔طرف اس | یوم۔دن کی کہ | یلقونہ۔ملیں اسکو
بما۔بدلے اسکے کہ | اخلفوا۔خلاف کیا | اللہ۔اللہ سے | ما۔جو
وعدوہ۔وعدہ کیا اس سے | و۔اور | بما۔بدلے اسکے
کانوا۔کہ تھے | یکذبون۔جھوٹ بولتے | ا۔کیا | لم۔نہ
یعلموا۔جانا انہوں نے | ان۔بیشک | اللہ۔اللہ | یعلم۔جانتا ہے
سر۔پوشیدہ باتیں | ھم۔ان کی | و۔اور | نجوا۔مشورے
ھم۔ان کے | و۔اور | ان۔بیشک | اللہ۔اللہ
علام۔جاننے والا ہے | الغیوب۔غیبوں کا | الذین۔وہ جو | یلمزون۔طعنہ دیتے ہیں
المطوعین۔صدقہ دینے والوں کو | من المؤمنین۔مومنوں سے
فی۔بیچ | الصدقات۔صدقہ میں | و۔اور | الذین۔وہ جو
لا۔نہیں | یجدون۔پاتے | الا۔مگر | جھد۔محنت
ھم۔اپنی | فیسخرون۔تو مذاق اڑاتے ہیں | منھم۔ان کا
سخر۔ہنسی کی سزا دیگا | اللہ۔اللہ | منھم۔ان کو | و۔اور
لھم۔ان کے لیے | عذاب۔عذاب ہے | الیم۔دردناک | استغفر۔بخشش مانگ
لھم۔ان کے لیے | او۔یا | لا۔تو | تستغفر۔بخشش مانگ
لھم۔ان کے لیے | ان۔اگر | تستغفر۔بخشش مانگے تو | لھم۔ان کے لیے
سبعین۔ستر | مرۃ۔مرتبہ | فلن۔تو کبھی نہ | یغفر۔بخشے گا
اللہ۔اللہ | لھم۔ان کو | ذلک۔یہ | بانھم۔اس لیے کہ
کفروا۔انہوں نے انکار کیا | باللہ۔اللہ کا | و۔اور | رسولہ۔اس کے رسول کا
و۔اور | اللہ۔اللہ | لا۔نہیں | یھدی۔ہدایت دیتا
القوم۔قوم | الفاسقین۔فاسق کو۔

مختصر تفسیر اردو رکوع دہم سورۃ توبہ پ ۱۰

یٰاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَمَاْوٰہُمْ جَہَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ اے

یعنی خبر دینے والے (نبی) جہاد کر کافروں سے اور سختی کرو منافقوں پر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ پلٹنے کی ہے۔

کفار پر جہاد اور منافقوں پر سختی۔ اس سے یہ مستفاد ہوا کہ کفار پر تلوار سے محاربہ کا حکم ہے اور منافقوں پر دلائل قاہرہ سے حجت قائم کرنا ہے۔ یہ اس لیے کہ اسلام میں ان سے جہاد ہے جن کا کفر ظاہر ہو اور منافقوں کی طرف سے کفر ظاہر نہیں ہوتا بنا بریں ان سے جہاد نہیں بلکہ اقامت حجت ہے اس لیے کہ نحن نحکم بظواھرھم چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ تفسیر فرمائی کہ جهاد الاولین بالسیف والاخرین باللسان وذلك بنحو الوعظ و الزام الحجة۔ چنانچہ حسن وقتادہ سے مروی ہے کہ ان جهاد المنافقین باقامة الحدود کہ منافقین سے جہاد جب ہوگا جبکہ دلائل سے ان پر حد قائم ہو جائے۔

وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ۔ حالانکہ انہوں نے کلمات کفریہ کہے ہیں۔

شان نزول:۔ ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جب قرآن کریم میں منافقین کا ذکر آیا تو جلاس بن سوید کہنے لگا خدا کی قسم اگر یہ شخص سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ اس گفتگو کو عمر بن سعد نے سن لیا اور کہا قسم بخدا اے جلاس تم مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب ہو اور باعتبار رسوخ کبھی تم مجھ سے زیادہ ہو اور تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر میں اسے لوگوں پر ظاہر کر دوں تو تمہیں ذلت ہو اور اگر خاموش رہوں تو مجھے ہلاکت ہے بہر حال ایک دوسرے کے لیے یہ وبال ہے۔ چنانچہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ جلاس نے کہا تھا وہ عرض کر دیا اور جب جلاس کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے قسم کھا لی۔ اور صاف انکار کر دیا بلکہ عرض کیا حضور عمیر نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

عبدالرزاق ابن سیرین سے راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمیر بن سعد سے فرمایا اے لڑکے تیری تصدیق تیرے رب نے فرما دی ہے۔ اس سے پہلے حضرت عمیر دعا فرما رہے تھے کہ الٰہی جلاس نے حلف اٹھا کر میری تکذیب کر دی ہے لہذا۔ اللھم انزل علی عبدك وتبيك تصديق الصادق وتكذيب الكاذب۔

چنانچہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عروہ سے مروی ہے کہ جلاس نے آیت کریمہ کے

نزول کے بعد توبہ کرلی اور ان کی توبہ قبول ہوگئی۔ روح المعانی

امام بغوی نے کلبی سے روایت کیا جو سب سے زیادہ واضح ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جلاس بن سوید کے معاملہ میں نازل ہوئی۔

واقعہ یہ تھا کہ ایک روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں خطبہ فرمایا اس میں منافقین کا ذکر فرمایا اور ان کی بدحالی اور بد مآلی کی پیشگوئی فرمائی۔ یہ سن کر جلاس نے کہا کہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں جب حضور مدینہ تشریف لائے تو عامر بن قیس نے حضور سے جلاس کا بیان عرض کیا حضور نے اسے بلاکر دریافت کیا تو وہ انکاری ہوگیا اور عرض کیا حضور عامر نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے حضور نے دونوں کو حکم دیا کہ منبر کے پاس آکر قسم کھائیں جلاس نے بعد عصر منبر کے پاس کھڑے ہوکر قسم کھالی اور کہہ دیا میں نے قسم بخدا یہ بات نہیں کہی۔ عامر نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

پھر حضرت عامر کھڑے ہوئے اور قسم کھا کر بولے کہ بیشک یہ جملے جلاس نے کہے ہیں اور میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی اپنے نبی پر سچے کی تصدیق اور جھوٹے کی تکذیب نازل فرمادے یہ دونوں جدا ہوئے ہی تھے کہ حضرت روح الامین یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیرا لھم و ان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاخرۃ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر۔

یعنی قسم کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کہا کلمہ کفر اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے اور وہ چاہتے تھے وہ انہیں نہ ملا یعنی اس افشاء راز کے انتقام میں جلاس نے حضرت عامر کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن وہ پورا نہ ہوا اور اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی کیا وہ انہیں برا لگا اس احسان پر شکر کرنا واجب تھا اس کی بجائے ناشکری کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ فضل الٰہی اور فضل رسالت پناہی دونوں پر احسان مندی لازم تھی نہ یہ کہ ایسے گستاخانہ کلمے بک دیے تو اب بھی اتنا سہارا ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کے لیے بہتر ہے اور اگر انحراف کریں اور منہ پھیریں تو اللہ انہیں عذاب الیم میں مبتلا کردے گا دنیا اور آخرت

ہیں اور ان کا زمین میں کوئی حمایتی نہ ہوگا نہ مددگار۔

تو جلاس بن سوید کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور مجھے توبہ کا موقعہ دیا گیا ہے اب میں عرض کرتا ہوں کہ بے شک میں نے وہ سب کچھ کہا جو عامر نے حضور سے عرض کیا اور میں توبہ کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے جلاس بن سوید کی توبہ قبول فرمائی اور وہ اپنی توبہ پر ثابت قدم رہے جلاس پر دزان عزاب ہے آگے ارشاد ہے۔

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ

اور ان میں وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا اللہ سے کہ اگر دے ہمیں اللہ اپنے فضل سے تو ہم خیرات کریں اور یقیناً صالحین نیکو کاروں میں سے ہوں۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُم مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُم مُّعْرِضُوْنَ۔ تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بہت سامال دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے۔ اور پھر گئے اور وہ تھے منہ پھیرنے والے۔

شان نزول:۔ طبرانی اور بیہقی دلائل میں اور ابن المنذر وغیرہ حضرت ابوامامہ باہلی سے راوی ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور درخواست لائے کہ اس کے لیے تمول کی دعا کی جائے حضور نے فرمایا اے ثعلبہ وہ تھوڑا مال جسکا تو شکر ادا کر سکے وہ ایسے کثرت تمول سے بہتر ہے جس کا تجھ سے شکر ادا نہ ہو سکے۔

ثعلبہ نے دوبارہ موقعہ پاکر پھر درخواست کی اور عرض کیا حضور مجھے اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا مختصر یہ کہ اس کی درخواست پر حضور نے دعا فرمائی اللھم ارزق ثعلبۃ مالا۔ اے اللہ اس کو مال عطا فرما۔

چنانچہ اللہ تعالے نے اس کی بکریوں میں اتنی برکت عطا فرمائی حضور کی برکت دعا سے اس کی بکریاں اتنی بڑھیں کہ مدینہ کے میدانوں میں گنجائش نہ رہی۔ آخر ثعلبہ بکریوں کو لے کر جنگل میں چلا گیا حتی کہ جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔

حضور نے ثعلبہ کا حال دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا اس کا مال اب تو اتنا کثیر ہو گیا ہے کہ جنگلوں میں بھی اس کی گنجائش نہیں رہی تو حضور نے فرمایا ویحك یا ثعلبۃ افسوس تجھ پر اے ثعلبہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ تو حضور نے ثعلبہ کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے والے بھیجے لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیے جب ثعلبہ سے انہوں نے صدقہ مانگا تو اس نے کہا یہ تو جزیہ ہو گیا جاؤ میں سوچ کر دوں گا۔

جب محصل حضور کی خدمت میں واپس آئے تو حضور نے ان کے عرض کرنے سے پہلے فرمایا ثعلبہ پر افسوس ہے پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ لینے سے منع فرما دیا ہے۔

ثعلبہ یہ سنکر اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا واپس ہوا۔

پھر ثعلبہ صدقہ کو عہد صدیقی میں لے کر حاضر ہوا حضرت صدیق نے فرمایا جب حضور نے قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے لے سکتا ہوں اور اسے واپس کر دیا۔

پھر عہد فاروقی میں لے کر آیا۔ آپ نے بھی قبول نہ کیا اور خلافت عثمان غنی میں یہ مر گیا۔ (روح المعانی - مدارک)

بعض روایات میں ہے کہ ثعلبہ اس حال سے قبل مسجد نبوی میں ملازم حتیٰ کہ اسے حمامۃ المسجد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ نماز کا سلام ہوتے ہی یہ جلدی سے مسجد سے نکل جاتا۔ حضور نے فرمایا مالک تعمل عمل المنافقین ثعلبہ تو منافقوں کا عمل کیا کرتا ہے ثعلبہ نے عرض کی حضور میں فقیر ہوں میرے اور میری بیوی کے لیے ایک ہی کپڑا ہے میں نماز کے لیے آتا ہوں پھر جلدی سے گھر جاتا ہوں اور کپڑا اتار کر اسے دیتا ہوں تو پھر وہ نماز پڑھتی ہے۔

حضور میرے لیے دعا فرمائیے اللہ مجھ پر رزق وسیع فرمائے۔

اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ والظاهر ان منع الله تعالیٰ رسوله علیه الصلوٰة والسلام عن القبول منه كان بوحي منه تعالیٰ له بانه منافق والصدقة لا تؤخذ منهم وان لم يقتلوا لعدم الاظهار وحثوه للتراب ليس للتوبة من نفاقه بل للعار من عدم قبول زكوٰته مع

المسلمین۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس سے زکوٰۃ قبول کرنے کی ممانعت اس لیے فرمائی کہ وہ علم اللہ میں منافق تھا اور منافق سے صدقہ لینا منع ہے اور اسے قتل اس لیے نہیں کیا گیا کہ اس نے اپنا کفر ظاہر نہ کیا اور اس کا اپنے سر پر مٹی ڈالنا توبہ کے لیے نہ تھا بلکہ منافقت سے عدم قبول پر اسے عار آئی تھی کہ زکوٰۃ مسلمانوں سے قبول ہوتی ہے اور وہ منافق مشہور ہو جائے گا۔ روح المعانی۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۔ تو اس کے پیچھے نفاق دلوں میں ڈالا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹا وعدہ کیا اور بدلہ اس بات کا کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے فعل کا انجام یہ کیا کہ ان کے اندر نفاق ڈالا علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد شکنی اور وعدہ خلافی سے نفاق پیدا ہوتا ہے تو مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی باتوں سے احتراز کریں اور عہد پورا کرنے اور وعدہ وفا کرنے میں پوری کوشش کریں۔

حدیث میں ہے کہ تین نشانیاں ہیں منافق کی جب بات کرے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ان کی چھپی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مخفی نہیں وہ دلوں کی مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ان کی آپس کی باتیں بھی خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ ۔ وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں۔ یہ منافق ایسے ہیں کہ نفلی صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

شانِ نزول: جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو لوگ صدقہ لاتے ان میں کوئی بہت

کثیر مال لائے تو انہیں منافقوں نے ریاکار کہا اور کوئی ایک صاع یعنی ساڑھے تین سیر لایا۔ انہیں منافقوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ بالخصوص ان لوگوں پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت مزدوری سے تو ان پر ہنستے ہیں اللہ ان کے تمسخر کا خاص بدلہ دے گا (سزا دے گا) ان کو آخرت میں دردناک عذاب سے

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ یہ آیت صدقہ جب نازل ہوئی تو میں اس زمانہ میں اپنی پشت پر بوجھ اٹھا کر مزدوری کرتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقے کی رغبت دلائی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا کل مال آٹھ ہزار درہم تھا۔ چار ہزار تو یہ راہ خدا میں حاضر ہیں اور چار ہزار میں نے گھر والوں کے لیے رکھے ہیں۔

حضور نے فرمایا جو تم نے دیا اللہ اس میں بھی برکت دے اور جو تم نے روک لیا اس میں بھی برکت عطا فرمائے۔

چنانچہ حضور کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ ان کا مال بہت بڑھا حتیٰ کہ انکی وفات کے بعد انہوں نے دو بیویاں چھوڑیں جنہیں آٹھواں حصہ ملا جس کی مقدار ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھی۔

پھر حضرت عاصم بن عدی المقری کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ عِنْدِیْ سَبْعُوْنَ وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ۔ حضور میرے پاس یہ ستر وسق کھجوریں ہیں تو منافقوں نے باتیں بنانی شروع کیں۔ یہ چار ہزار درہم لائے اور یہ ستر وسق کھجوریں لوگوں کے دکھلانے کو لایا۔

ایک شخص انصار سے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور رات بھر پانی کھینچ کر میں نے مزدوری کی تھی دو صاع کھجوروں کی ایک صاع کھجور تو میں نے اپنے عیال کے لیے رکھ لیں اور ایک صاع اللہ کے لیے حاضر ہیں۔

تو منافقین طعنہ دینے لگے کہ اونٹ والے اونٹ لائے چاندی والے چاندی لائے اور یہ ابو عقیل نامی ذرا سی کھجوریں لا رہا ہے (روح المعانی)

اللہ انہیں اس مخول کی سزا دے گا اور انہیں دردناک عذاب آخرت میں ہے اس کے بعد جو آیہ کریمہ نازل ہوئیں ان کا شان نزول یہ ہے۔ کہ

جب منافقین کا نفاق کھل گیا اور مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ کون کون سے منافق ہیں تو منافقین حضور کی خدمت میں معذرت کرنے حاضر آئے اور درخواست کی حضور ہمیں معافی دیں اور ہمارے لیے اللہ سے استغفار فرمائیں اس پر ارشاد ہوا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

اے محبوب تم ان کے لیے معافی مانگو یا نہ مانگو اگر آپ نے ان کے لیے ستر بار بھی معافی طلب کی تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا۔

یعنی آپ ان کے لیے استغفار میں کتنا ہی مبالغہ فرما دیں ہم ہرگز انہیں معاف نہ کریں گے۔

اِستَغفِر۔ امر کا صیغہ ہے لیکن مفہوم امر نہیں بلکہ استغفار ہے۔ اور عدم استغفار دونوں ہی صورتوں میں کسی برابری کی خبر دیتا ہے یعنی کوئی بھی ان کے لیے مفید نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان کے لیے ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کروں گا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ سواءعلیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم۔

اس لیے کہ آپ حقوق معاف کرانے کے مجاز ہیں جو معصیت شعار اللہ تعالے کا ہے اس کے لیے ہم اختیار دے چکے ہیں ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور یہاں بھی گویا ارشاد یہ ہوا ہے کہ چاہے آپ استغفار کریں یا چاہیں نہ کریں مگر میں صرف اس وجہ میں وہ استغفار قبول نہ کروں گا کہ انہوں نے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ انہوں نے اللہ و رسول کے ساتھ کفر کیا یعنی اے محبوب تیری شان عالی میں گستاخی کی اور تو میرا محبوب ہے لہذا محبوب کے معاملہ کا فیصلہ محب کے ہاتھ ہے اور وہ میں ہوں۔ لیکن جو آپ کی بارگاہ کا گستاخ ہے وہ ہمارا مجرم ہے اور اسے سزا دینے کا ہمیں مجاز ہے۔ اس میں آپ کی سفارش ہم ہرگز قبول نہ کریں گے اس لیے کہ یہ حق محبوب ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع یازدہم سورۃ توبہ پ ۱۰

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝

خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس پر کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور گوارہ نہ ہوا کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور کہتے ہیں نہ نکلو اس گرمی میں فرما دیجئے جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے اگر ہوں وہ سمجھ والے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

تو چاہئے کہ ہنسو کم اور چاہئے کہ روؤ زیادہ بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

تو اگر اے محبوب تمہیں اللہ ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے اجازت مانگیں نکلنے کی تو فرما دیجئے کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ نکلو اور ہرگز مقاتلہ نہ کرو میری معیت میں کسی دشمن سے تم نے پسند کیا بیٹھنا پہلی مرتبہ تو بیٹھ رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور نہ پڑھو کبھی کسی پر نماز ان میں سے جو مر چکے اور نہ کھڑے ہو ان کی قبر پر بے شک کفر کیا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے اور مر گئے ایسے حال میں کہ وہ فاسق تھے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ

اور نہ پسند آئیں تجھے ان کے مال اور اولاد اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب دے دنیا میں اور وبال ہو ان کی جان پر اور مریں

كَافِرُوْنَ ۝
حالت کفر ہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقَاعِدِيْنَ ۝
اور جب نازل ہوئی کوئی سورت کہ ایمان لائیں اللہ پر اور جہاد کریں رسول کے ساتھ تو رخصت مانگتے ہیں تم سے مالدار لوگ ان سے اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دو ہم بیٹھنے والوں کے ساتھ ہیں۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝
راضی ہیں وہ اس ہیں کہ ہو جائیں پیچھے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی گئی ان کے دلوں پر تو وہ بے سمجھ ہیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
لیکن رسول اور جو ایمان لائے ان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں اور جانوں سے اور ان کے لیے بھلائیاں ہیں اور یہی وہ ہیں جو مراد کو پہنچے۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
تیار کیا ہے اللہ نے ان کے لیے باغ رواں ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ کامیابی ہے بڑی۔

حل لغات رکوع یازدہم سورۃ توبہ پ ۱۰

فرح۔ خوش ہوئے	المخلفون۔ پیچھے رہنے والے		بمقعد۔ بیٹھ رہنے
ھم۔ اپنے سے	خلاف۔ پیچھے	رسول۔ رسول	الله۔ اللہ کے
و۔ اور	کرھوا۔ ناپسند کیا	ان۔ یہ کہ	یجاھدوا۔ جہاد کریں
باموالھم۔ اپنے مالوں	و۔ اور	انفسھم۔ اپنی جانوں سے	فی۔ بیچ
سبیل۔ راہ	الله۔ اللہ کے	و۔ اور	قالوا۔ بولے
لا۔ نہ	تنفروا۔ نکلو	فی۔ بیچ	الحر۔ گرمی کے

قل۔کہہ دیں	نار۔آگ	جھنم۔جہنم کی	اشد۔بہت سخت
حرا۔گرم ہے	لو۔کاش	کانوا۔وہ ہوتے	یفقہون۔سمجھتے
فلیضحکوا۔پھر چاہیئے کہ ہنسیں		قلیلا۔تھوڑا	و۔اور
لیبکوا۔روئیں	کثیرا۔زیادہ	جزاء۔بدلہ	بما۔اس کا جو
کانوا۔تھے	یکسبون۔کماتے	فان۔پھر اگر	رجعک۔واپس لیجائے آپ کو
اللہ۔اللہ	الی۔طرف	طائفۃ۔ایک جماعت کی	منہم۔ان میں سے
فاستاذنوا۔پھر اجازت مانگیں		لک۔آپ سے	للخروج۔نکلنے کی
فقل۔تو کہہ دیں	لن۔ہرگز نہ	تخرجوا۔نکلو گے تم	معی۔میرے ساتھ
ابدا۔کبھی بھی	و۔اور	لن۔ہرگز نہ	تقاتلوا۔لڑو گے
معی۔میرے ساتھ	عدوا۔دشمن سے	انکم۔بیشک تم	رضیتم۔خوش ہوئے
بالقعود۔بیٹھ رہنے سے	اول۔پہلی	مرۃ۔مرتبہ	فاقعدوا۔تو بیٹھو
مع۔ساتھ	الخالفین۔پیچھے رہنے والوں کے		و۔اور
لا۔نہ	تصل۔نماز پڑھ	علی۔اوپر	احد۔کسی کے
منہم۔ان میں سے	مات۔جو مر جائے	ابدا۔کبھی بھی	و۔اور
لا۔نہ	تقم۔کھڑا ہو	علی۔اور	قبرہ۔قبر
ہ۔اسکی کے	انہم۔کہ وہ	کفروا۔کافر ہوئے	باللہ۔اللہ کے
و۔اور	رسولہ۔اسکے رسول کے	و۔اور	ماتوا۔مر گئے
و۔اور	ھو۔وہ	فاسقون۔فاسق تھے	و۔اور
لا۔نہ	تعجبک۔تعجب میں ڈالیں تجھ کو		اموالہم۔انکے مال
و۔اور	اولاد۔اولاد	ھم۔ان کی	انما۔اسکے سوا نہیں
یرید۔چاہتا ہے	اللہ۔اللہ	ان۔یہ کہ	یعذبہم۔سزا دے انکو
بہا۔اس کی	فی۔بیچ	الدنیا۔دنیا کے	و۔اور
تزھق۔ہلاک ہوں	انفسہم۔ان کی جانیں	و۔اور	ھم۔وہ
کافرون۔کافر ہوں	و۔اور	اذا۔جب	انزلت۔اتاری جاتی ہے
سورۃ۔کوئی سورت	ان۔یہ کہ	امنوا۔ایمان لاؤ	باللہ۔اللہ پر

و۔ اور | جاھدوا۔ جہاد کرو | مع۔ ساتھ | رسولہ۔ اس کے
رسول کے | استاذنک۔ اجازت مانگتے ہیں آپ سے | اولو۔ صاحب
الطول۔ دولت | منھم۔ ان میں سے | و۔ اور | ذرد۔ چھوڑ دو
نا۔ ہم کو | نکن۔ ہوں ہم | مع۔ ساتھ | القاعدین۔ بیٹھنے
والوں کے | رضوا۔ خوش ہوئے | بان۔ یہ کہ | یکونوا۔ ہوں
مع۔ ساتھ | الخوالف۔ پیچھے رہنے والوں کے | و۔ اور
طبع۔ مہر کی گئی | علی۔ اوپر | قلوبہم۔ انکے دلوں کے | فہم۔ تو وہ
لا۔ نہیں | یفقہون۔ سمجھتے | لکن۔ لیکن | الرسول۔ رسول
و۔ اور | الذین۔ وہ جو | آمنوا۔ ایمان لائے | معہ۔ اس کے ساتھ
جاھدوا۔ انہوں نے جہاد کیا | باموالھم۔ اپنے مالوں سے
و۔ اور | انفسہم۔ اپنی جانوں سے | و۔ اور | اولٰئک۔ یہ لوگ
لہم۔ ان کے لیے | الخیرات۔ بھلائی ہے | و۔ اور | اولٰئک۔ یہی لوگ
ھم۔ وہ ہیں | المفلحون۔ کامیاب | اعد۔ تیار کیے | اللہ۔ اللہ نے
لہم۔ ان کے لیے | جنت۔ باغ | تجری۔ چلتی ہیں | من تحتہا۔ انکے نیچے
الانھر۔ نہریں | خلدین۔ ہمیشہ رہیں | فیہا۔ اس میں | ذلک۔ یہ ہے
الفوز۔ کامیابی | العظیم۔ بڑی۔

مختصر تفسیر اردو گیارھواں رکوع سورۃ توبہ پ ۱

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس پر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ رہے اور جب غزوہ تبوک کے لیے جہاد کا اعلان ہوا تو دبک گئے اور میدان میں نہ گئے۔

وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اور انہیں گوارا نہ ہوا یہ کہ وہ جہاد کریں اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔

وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ۔ اور کہنے

لگے نہ نکلو اس گرمی میں فرمادیجئے جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے اگر تم سمجھتے۔ کہ یہ تھوڑی مدت کی گرمی تھی اگر اسے برداشت کر لیتے تو دوامی آگ میں جلنے سے محفوظ ہوجاتے۔

شان نزول:- ابن جریر نے حضرت ابن عباس کی روایت سے لکھا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوہ تبوک کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا یہ زمانہ گرمی کا تھا ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول گرمی سخت ہے آپ کے لیے نکلنا ناقابل برداشت ہے لہذا جہاد کے لیے نہ نکلئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں غزوہ تبوک کے لیے بغرض جہاد تشریف لے گئے اس پر بنی سلمہ کے ایک شخص جبار بن صخر نے کہا کہ گرمی میں جہاد کو نہ جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا پس یہ ہنسیں گے کم اور روئیں گے زیادہ تو انہیں چاہئے کہ ہنسیں کم اور زیادہ روئیں۔

اس لیے کہ جو دنیا میں ہنس رہے ہیں وہ چند روز کا ہنسنا ہے اور آخرت میں رونے کے مقابل وہ ہنسنا ہیچ ہے اس لیے کہ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ دنیا فانی ہے اور عقبی دائمی چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث شیخین سے روایت کیا لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا۔ اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور بہت روتے۔

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ - بدلہ اس کا جو تم دنیا میں کماتے تھے۔ کسب کرتے تھے۔

آخرت کا رونا دنیا میں ہنسنے اور اعمال خبیثہ کرنے کا بدلہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں فرمایا۔ دنیا قلیل ہے وہ یہاں جس قدر چاہیں ہنس لیں جب دنیا ختم ہوجائے گی تو ایسا ہی رونا پڑے گا۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ۔ تو اگر واپس لے جائے تمہیں اللہ اے محبوب ان کے گروہ میں سے کسی کی طرف اور وہ تم سے اجازت مانگیں (جہاد میں) نکلنے کی تو فرمادینا کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ اور ہرگز مقاتلہ نہ کرو میرے ساتھ دشمن سے

اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ۔ تم نے تو پسند کیا بیٹھ رہنا پہلی بار تو بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ۔

یعنی اس غزوہ سے اللہ کامیابی کے ساتھ واپس مدینہ لے جائے تو گروہ منافقین جو تبوک میں جانے کی مخالفت کر چکا تھا اور عورتوں اور بچوں اور بیماروں اور اپاہجوں کے ساتھ بیٹھ رہا تھا۔ آپ سے معذرت کر کے کسی دوسری جنگ میں چلنے کی اجازت لیں تو آپ ہرگز انہیں اجازت نہ دینا ان سے قطعاً بے نیاز ہو کر فرما دینا کہ اب بھی بیٹھے رہو ہماری معیت میں تم لوگ نہ چلو نہ ہمارے دشمن سے ہماری حمایت میں لڑو ہمیں نہ تمہاری احتیاج ہے نہ ہمیں تمہاری کمک سے کوئی فائدہ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں الخالفین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بغیر عذر کے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے جہاد کو نہ نکلے۔

اس آیت کریمہ سے یہ امر ثابت ہوا کہ اسلام میں جس سے دھوکہ ظاہر ہوا ہو اس سے انقطاع لازم ہے اس کا محض مدعی اسلام ہونا مصاحبت اور ہمنوائی کا روادار نہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی لیے منافقین کو ہمراہ لے جانے کی ممانعت فرمادی اور یہ حکم قیامت تک عام ہے آج بھی کسی منافق بے دین کے ساتھ اتحاد و اتفاق ایسا ہی ممنوع ہے جیسا عہد رسالت میں تھا۔

ابن منذر فرماتے ہیں عَنْ قَتَادَةَ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ ذُکِرَ لَنَا اَنَّہُمْ کَانُوْا اِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ وَفِیْہِمْ قِیْلَ مَا قِیْلَ۔ یہ آیت کریمہ بارہ منافقوں کے لیے نازل ہوئی تھی اور انہیں کے لیے فرمایا گیا جو فرمایا گیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مورد کی خصوصیت حکم کو بلا مخصص مخصوص نہیں کرتی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ اور نہ نماز پڑھو کسی میت پہ ان (منافقوں سے) کبھی اور نہ کھڑے ہونا اس کی قبر پہ۔

میت کو دفن کرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر دعا کرنے کے لیے قیام فرماتے تھے اسی لیے منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کی ممانعت فرمادی۔

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ بے شک یہ وہ ہیں کہ کفر کیا انہوں نے اللہ اور رسول سے اور ایسے حال میں مرے کہ فاسق وکافر تھے۔

منافقین کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شرکت کی ممانعت فرما کر ماتوا وھم فاسقون فرمایا ہے۔ یہاں فسق کے معنی مفسرین نے کفر کے لیے ہیں قرآن کریم میں دوسرے مقام پر بھی

فسق بمعنی کفر فرمایا گیا ہے کما قال تعالے افمن کان مومنا کمن کان فاسقا یہاں بھی مومنین کے مقابلہ میں فاسق کہہ کر کفر ہی مراد لیا گیا۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب عبد اللہ بن سلول جو منافقوں کا سردار تھا مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی تھے بارگاہ رسالت میں حاضر آ کر درخواست کی کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو کفن کے لیے اپنا قمیص مبارک عطا فرمائیں اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک ممانعت نہیں آئی تھی۔ دوسرے حضور کو اپنے نور نبوت سے یہ بھی معلوم تھا کہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ایک ہزار آدمی شرف اسلام سے مشرف ہوں گے جضور نے اپنا قمیص بھی عطا فرمایا اور جنازہ بھی پڑھا۔

دوسری وجہ قمیص عطا فرمانے کی یہ بھی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو انہیں ابن ابی نے اپنا کرتہ پہنایا تھا۔ حضور کو وہ بدلہ بھی اتارنا تھا۔

علامہ آلوسی نے روح المعانی میں ابن ابی اور اس کی نماز جنازہ کے متعلق بہت سی احادیث نقل فرمائی ہیں بخوف طوالت یہاں نقل نہیں ہو سکیں اس کے بعد یہ حکم آیا کہ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ چنانچہ اس کے بعد حضور نے کبھی کسی منافق کی نماز جنازہ میں شرکت نہ فرمائی۔

اور حضور کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی کہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسے مجسمہ عداوت کے عقیدہ میں بھی حضور کا یہ مقام ہے کہ وہ بھی قمیص مبارک سے تبریک حاصل کرتا ہے تو اسکے عقیدہ میں یقینا حضور سچے نبی ہیں اور اللہ کے حبیب ہیں چنانچہ ایک ہزار کافر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ انتہی مختصرا

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اور نہ تعجب ہو تمہیں ان کے مالوں اور اولاد پر اللہ یہی چاہتا ہے کہ انہیں عذاب کرے دنیا میں اور ان کے دم حالت کفر میں ہی نکل جائیں۔ اس آیت میں منافقوں کا ذکر ہے۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ ۔ اور جب اترے کوئی سورت کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرو تو رخصت طلب کرتے ہیں آپ سے ان کے مالدار لوگ۔

وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۔ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۔ اور کہتے ہیں ہمیں چھوڑ دیجئے کہ ہم بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ ہو جائیں وہ راضی ہیں اسی میں کہ ہوں ان کے ساتھ جو پیچھے رہنے والی عورتیں ہیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اور ان پر کفر و نفاق اتنا مستولی ہے کہ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں کہ جہاد میں جانے سے کتنا فخر حاصل ہوتا ہے اور نہ جانے سے کتنی شقاوت بڑھتی ہے۔

الخوالف سے وہ عورتیں مراد ہیں جو مردوں کے جانے کے بعد اپنے گھروں میں رہتی ہیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۔ لیکن رسول اور وہ جو ان کے ساتھ ایمان لائے جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں اور جانوں سے۔

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۔ انہی کے لیے بھلائیاں ہیں۔

الخیرات سے حوریں مراد ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا خیر کے حقیقی معنے اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ اور وہی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ جو دونوں جہان میں ان لوگوں کو حاصل ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغیچے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں یہی بڑی مراد ہے کہ اس کے بعد کوئی مراد نہیں۔

بامحاورہ ترجمہ رکوع پارہ سورۃ توبہ پ ۱۱

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ	اور آئے بہانے بنانے والے اعراب یعنے گنوار کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

رہے وہ جو جھٹلا گئے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو عنقریب پہنچے گا انہیں جو کافر ہوئے ان میں سے ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

نہیں ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے جو خرچ کریں کچھ گناہ جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیرخواہ ہیں نہیں نیکی والوں پر کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝

اور نہیں ان پر جو آپ کے حضور حاضر ہوں کہ انہیں سواری دی جائے تو جواب دو میں نہیں پاتا وہ چیز جس پر تمہیں سوار کروں اس پر وہ واپس جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو ابال رہی ہیں اس غم سے کہ نہیں پاتے خرچ کی قوت۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور مواخذہ تو ان سے ہی ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ متمول ہیں انہیں پسند آیا کہ ہوں وہ بیٹھنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں جانتے۔

حل لغات رکوع بارہ سورۃ توبہ پ ۱۰

و۔ اور	جاء۔ آئے	المعذرون۔ عذر کرنے والے
من الاعراب۔ جنگلی لوگ		لیؤذن۔ تاکہ چھٹی دی جائے لھم۔ ان کو
و۔ اور	قعد۔ بیٹھ رہے	الذین۔ وہ جنہوں نے کذبوا۔ جھٹلایا

الله۔ اللہ و۔ اور رسولہ۔ اسکے رسول کو سیصیب۔ تو جلد ہی
پہنچے گا الذین۔ ان کو کفروا۔ جو کافر ہیں منہم۔ ان میں سے
عذاب۔ عذاب الیم۔ دردناک لیس۔ نہیں ہے علی۔ اوپر
الضعفاء۔ کمزوروں کے و۔ اور لا۔ نہ علی۔ اوپر
المرضی۔ بیماروں کے و۔ اور لا۔ نہ علی۔ اوپر
الذین۔ ان کے جو لا۔ نہیں یجدون۔ پاتے ما۔ جو
ینفقون۔ خرچ کریں حرج۔ کوئی حرج اذا۔ جبکہ نصحوا۔ خیرخواہ ہوں
للہ۔ اللہ و۔ اور رسولہ۔ اسکے رسول کے ما۔ نہیں
علی۔ اوپر المحسنین۔ نیکوں کے من۔ کوئی سبیل۔ راہ ملامت
و۔ اور اللہ۔ اللہ غفور۔ بخشنے والا رحیم۔ رحم والا ہے
و۔ اور لا۔ نہ علی۔ اوپر الذین۔ ان کے
اذا۔ جبکہ ما۔ وہ اتوک۔ آئیں ک۔ تیرے پاس
لتحملھم۔ تاکہ تو ان کو سواری دے قلت۔ تو کہے لا۔ نہیں
اجد۔ پاتا میں ما۔ جو احملکم۔ میں سوار کراؤں تم کو
علیہ۔ اس پر تولوا۔ تو وہ پھر جائیں و۔ اور اعینہم۔ ان کی آنکھیں
تفیض۔ بہاتی ہوں من الدمع۔ آنسو حزنا۔ غم سے الا۔ یہ کہ نہیں
یجدوا۔ پاتے ما۔ جو ینفقون۔ خرچ کریں انما۔ اسکے سوا نہیں کہ
السبیل۔ راہ ملامت علی۔ اوپر الذین۔ ان کے ہے یستاذنونک۔ جو
اجازت مانگتے ہیں و۔ اور ھم۔ وہ اغنیاء۔ دولتمند ہیں
رضوا۔ راضی ہوئے بان۔ یہ کہ یکونوا۔ ہوں مع۔ ساتھ
الخوالف۔ پیچھے رہنے والوں کے و۔ اور طبع۔ مہر کردی اللہ نے
علی۔ اوپر قلوبہم۔ انکے دلوں کے فہم۔ تو وہ لا۔ نہیں
یعلمون۔ جانتے۔

مختصر تفسیر اردو رکوع پارہ سورۃ توبہ پ ۱۰

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ اور بہانے بنانے والے اعراب آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد پہنچے گا ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب۔

یہاں سے احوال منافقین شروع ہے۔ یہ منافقین اعراب مدینہ تھے یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد سے رہ جانے کا عذر کرنے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔

ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ عامر بن طفیل کی جماعت تھی انہوں نے عرض کیا حضور اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں جائیں تو قبیلہ طے کے لوگ ہمارے اہل و عیال اور مویشیوں پر لوٹ مچا دیں گے حضور نے فرمایا قد انبأنی اللہ من اخبارکم وسیغنی اللہ سبحانہ عنکم مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال سے خبردار کر دیا ہے اور وہ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا۔

ایک قول ہے کہ وہ قبیلہ بنی اسد اور قبیلہ غطفان کے لوگ تھے (روح المعانی)

اور عمر بن علامہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ عذر محض باطل تھا اور دوسرا گروہ بھی وہ تھا جو عذر پیش بغیر ہی بیٹھ رہا یہ وہ منافقین تھے جن کا دعوی ایمان ایمان جھوٹا تھا۔ اس پر علامہ آلوسی پہلے طبقہ کے متعلق فرماتے ہیں والاولون لانفاق فیہم پہلے لوگ جن کا تذکرہ ہوا ہے وہ منافق نہ تھے بہر حال جو منافق تھے انہیں اور جو سستی و کاہلی سے عورتوں بچوں کے ساتھ تعمیل حکم رسالت مآب سے قاصر رہ کر بیٹھ رہے۔ ان دونوں گروہوں کے لیے عذاب الیم ہے دنیا میں قتل ہونے کا اور آخرت میں جہنم کا وعید ہے۔

اس کے بعد جو آیت ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں کچھ لکھ رہا تھا کہ سورۃ براءت نازل ہوئی تو میں نے قلم رکھ دیا کہ اچانک حکم قتال وارد ہو گیا تو حضور معذوروں اپاہجوں کے لیے منتظر تھے کہ کیا حکم آتا ہے۔ کہ اذا جاء اعمی فقال کیف بی یا رسول اللہ وانا اعمی فنزلت کہ اچانک ایک نابینا حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور میرے لیے کیا حکم ہے میں تو نابینا ہوں فنزلت تو

اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ نہیں ضعیفوں اور مریضوں اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور نہ ہو کوئی گناہ جب کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہیں۔ گویا عذر والوں کے حق میں فرمادیا گیا کہ ان پر سے جہاد کی فرضیت ساقط ہے اور وہ کون کون ہیں ان کے چند طبقے بیان فرمائے۔

پہلے ضعیف کمزور۔ دوسرے بوڑھے بچے عورت بیمار۔ تیسرے وہ پیدائشی نحیف و نزار ہو۔ چوتھا وہ جو مفلس و نادار ہو۔

یہ دوسرا طبقہ ایسا ہے جس میں اندھے لنگڑے لولے اپاہج بھی داخل ہیں اور نادار جو سامان جنگ بہم نہ پہنچا سکیں۔ ان کے لیے حکم خداوندی ہے کہ وہ مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کریں۔ پھر ارشاد ہے

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؕ نیکی کرنے والوں پر کوئی راہ نہیں یعنی کسی قسم کا مواخذہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آگے ارشاد ہے۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ؕ اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ اے حبیب آپ کے پاس اس غرض سے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری عطا فرمائیں اور نہ ان لوگوں پر گناہ ہے کہ آپ جواب میں انہیں فرمائیں کہ میرے پاس تمہارے سوار کرنے کو مرکب یعنی سواری نہیں اس پر وہ ایسی حالت میں واپس جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض صحابہ حضور کی خدمت میں جہاد کے لیے حاضر ہوئے اور سواری کی درخواست کی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہوئے اس پر یہ حکم نازل ہوا۔ اب وہ جو صاحب معذرت تھے لیکن جہاد سے گھبراتے تھے ان کے لیے ارشاد ہوا۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ عتاب اور مواخذہ تو ان لوگوں

سے ہے جو اے محبوب! آپ سے رخصت مانگتے ہیں۔ حالانکہ وہ دولتمند ہیں۔ جہاد میں شرکت کی قدرت رکھتے ہیں باوجود اس کے وہ آرام طلبی کاہلی سے یہ پسند کرتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہے اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی اور کچھ نہیں جانتے کہ جہاد میں کتنا ثواب ہے اور کس قدر۔

احمدك اللھم حمدا یوافی نعمك واشکرك شکرا یوازی کرمك واصلی واسلم علی من ارسلتہ خاتمۃ الانبیاء والمرسلین صلوۃ وسلاما دائمین الی یوم الدین۔

بحمدہ پارہ دسواں تمام ہوا۔ اور دو جلدوں میں طبع ہو کر نذر ناظرین ہے۔

فقیر قادری ابوالحسنات قادری امیر حزب الاحناف پاکستان
خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور۔ ۱۰ اگست ۱۹۵۴ء مطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ
یوم جانفزا دوشنبہ مبارک

اضافات:۔ فقیر قادری امین الحسنات سید خلیل احمد قادری امیر جامعہ حسنات العلوم
خطیب مسجد وزیر خاں لاہور

تقریظ منجانب مفتی استاذ العلماء شیخ الحدیث ابو العلاء محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی

ناظم دار العلوم حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

(۱) اما بعد! "تفسیر الحسنات" حقیقت میں ایک جامع اور مدلل اور مفصل تفسیر ہے جو مسلک حنفیہ اہل السنت والجماعۃ کی باحسن وجوہ اور باکمل طرق صحیح معنوں میں ترجمان ہے۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ بنظر غور و تدبر اس کا مطالعہ و مشاہدہ اور معاینہ کیا۔ تفسیر کی جہت اور حیثیت سے اس کو کامل اور مکمل پایا اور مسائل اختلافیہ کے حل میں احسن انداز برتا ہے کہ دلائل مسلک حقہ کی بھر مار کر دی ہے کہ خصم کو لب کشائی کی مجال نہیں اور دوبارہ کسی اعتراض کی گنجائش نہیں۔

(۲) بکرم اللہ العزیز! ہر مسئلہ کو علم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ علامہ السید سند میر شریف علیہ الرحمۃ اور علامہ سعد التفتازانی علیہ الرحمۃ کی طرح ہر بحث کو شرح و بسط، تحقیق و تدقیق اور توضیح و تلویح، تنقیح و توشیح، تزیین و تکمیل سے بیان کیا ہے۔ نیز منطقیانہ، فلسفیانہ طریق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ غرضیکہ دلائل منقولات کے ساتھ ساتھ دلائل معقولات کو بھی پیش کیا گیا ہے جس سے مخاطبین اور سامعین اور قارئین حضرات کو علمی چاشنی کا ذوق حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تفسیر الحسنات میں! میں نے خصوصی چیز یہ دیکھی ہے کہ عنوان اور معنون۔ موضوع اور بحث، دعویٰ اور دلائل۔ کلام اور نتیجہ میں تقریب تام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مجھے کہیں بھی اجمال اور اشکال اور اخفاء اور اشتباہ نظر نہیں آیا۔

(۴) مفسر لبیب، محقق نجیب علامہ ابو الحسنات (علیہ الرحمۃ) مسئلہ توحید باری۔ صداقت نبوت اور مسئلہ علم غیب۔ مسئلہ میلاد النبی۔ بحث ختم نبوت۔ مسئلہ معراج النبی (جسمانی) مسئلہ حدوث ارواح رویت باری للنبی صلے اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ المعراج۔ سماع موتی۔ حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ ورد مذاہب باطلہ وغیرہا اہم اور جتم بالشان مسائل اور موضوعات کے حل میں مفسر قرآن مجدد زمان علامہ امام رازی علیہ الرحمۃ کی عکاسی فرما رہے ہیں۔ جو آپ کے رازی وقت ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

(۵) نظم قرآنی (الفاظ قرآن) کے تفسیر معانی! بامحاورہ پیش کرنے کے لیے علم ادب (لغات عرب)

مقولات فصحاء عدنان و بلغاء قحطان اور عرب العرباء اور مسلم شعراء عرب کے کلام سے استناد و استدلال اور استشہاد و استنباط فرمایا گیا ہے۔

(۶) تفسیر الحسنات۔ فاضل مفسر، حبر مدقق، جید محقق علامہ ابو الحسنات السید محمد احمد شاہ قادری اشرفی نور اللہ مرقدہ بانوارہ القدسیۃ نے تنہائی و تاریکی کے مقام پر تصور صدیق اور تصدیق رسول کے ساتھ لکھی ہے۔ بلکہ میں یوں محسوس کر رہا ہوں کہ الحائر عند المدرک کے اعلیٰ مفہوم عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضوری صدیق اور حضوری رسول میں یہ تفسیر لکھی گئی ہے۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ!

(۷) پھر امتیازی حیثیت یہ کہ اس تفسیر الحسنات پر حضرت علامہ ابن الحسنات کشاف الدقائق صاحبزادہ السید خلیل احمد شاہ صاحب قادری اشرفی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم ادارہ جامعہ حسنات العلوم و خطیب پاکستان مرکزی جامع مسجد وزیر خاں لاہور نے مہتم بالشان حاشیہ انیقہ جمیلہ جلیلہ کفیلہ ثمینہ لگا کر اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ کی حقیقت کا اظہار فرمایا اور اس تفسیر کی علمی وجاہت اور تحقیقی مقام کو اور زیادہ حسن و جمال اور زیبائش و کمال بخشا۔

(۸) مولا تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ جلیلہ میں ان کو دین و دنیا میں مقام علیا عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل۔ امر و عمر۔ عظمت و جلالت۔ کرامت و شرافت۔ عزت و وقار۔ اعزاز و اکرام عطا فرمائے آمین۔ ثم آمین بحرمۃ النبی الکریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ فقط والسلام ذو المجد والاحترام سلمکم الرحمٰن الی یوم القیام۔

المقرظ: فقیر ابو العلا محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی خادم الحدیث والافتاء و ناظم دار العلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ
قصور

تفسیر الحسنات

تفسیر الحسنات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف ہے۔ جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر و تحریر۔ سیاست و تدبر میں یگانہ تھے۔ نامور طبیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ تا حین حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی و ایمانی سیرابی سے مالامال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلائق عالم تھے اور اپنے دور میں حنفیوں کی ریاست کے والی تھے۔

فقہ۔ اصول فقہ (مسائل فقہیہ) تفسیر، اصول تفسیر، تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب فلسفہ۔ ادب۔ شعر تو گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس پربہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ احترام مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم عظمت اولیاء تصرفات اولیاء۔ اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی۔ شیخ طریقت۔ طبیب حاذق۔ مفسر قرآن۔ محدث۔ فقیہ و مفتی۔ شاعر و ادیب۔ نثار و قلمکار۔ شیریں بیان مقرر۔ بے باک خطیب اور منجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاستدان بھی تھے۔ انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے۔ اور جمعیتہ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت و سیاست پروان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ۔ کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب اوراق غم۔ شمیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار تفسیر الحسنات ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوران آپ سکھر جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوران آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور تادم آخر اس میں مصروف رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات و واقعات و مشاہدات تھے

جس کا آپ کو تصف صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے کما حقہٗ استفادہ کر سکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیاب کوشش کی اور آپ کی تفسیر عصر حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام حلقوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں ٹھوس مدد ملی۔ اس تفسیر کی بنیادی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

(۱) یہ تفسیر تمام سابقہ تفسیروں سے استفادہ کر کے لکھی گئی ہے لیکن اس پر علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب روح المعانی کی گہری چھاپ ہے۔

(۲) تفسیر میں مسلک اہل سنت (حنفی) کی واضح ترجمانی ہے اور انداز انتہائی مدلل اور معقول ہے جس میں نہ تو کسی پہ بے جا تنقید ہے اور نہ ہی الزام تراشی بلکہ اپنے مسلک کی بے لاگ اور حسین و مؤثر ترجمانی ہے اور اختلافی مسائل میں اپنے نکتہ نظر کی دلکش وضاحت ہے۔

(۳) اردو زبان میں ہے اور انتہائی سلیس اور عام فہم ہے۔

(۴) ہر آیت کا لفظی، بامحاورہ ترجمہ، حل لغات، شان نزول، تاریخی واقعات، اقوال مفسرین اور احادیث نبوی کے پیش نظر جامع تشریح ہے۔

(۵) مسائل فقہیہ جہاں بھی آئے ہیں پوری تشریح کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔

(۶) تفسیر میں اہل علم، صاحب ذوق اور طالبان علم عوام کے مذاق کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔

(۷) بحث کا انداز کہیں منطقی ہے اور کہیں فلسفیانہ مگر نتیجہ وہی ہے جو کتاب و سنت سے مستفاد ہے۔

(۸) بعض مسائل پر نہ صرف تحقیق کی ہے بلکہ محققانہ فیصلہ بھی دیا ہے اور اسے علماء متقدمین و متاخرین کے اقوال سے مؤید اور مؤکد کیا ہے۔

(۹) تفسیر میں انداز محض ناصحانہ نہیں کہ قاری اس سے اکتا جائے بلکہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کی توجہ ہمہ وقت ادھر ہی رہے اور وہ تفسیر کے اندر داخل ہوتا چلا جائے اور اس کے ذوق کو کوئی امر گراں نہ گذرے۔

(۱۰) عصر حاضر کے بیشمار مسائل کا حل بھی پیش کیا گیا ہے۔

تشکیک و اوہام، الحاد و زندقہ کے اس دور میں یہ تفسیر تشنگان علم کے لیے آب حیات ہے
اور تفہیم قرآن کے طالبوں کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔
اہل ذوق کے لیے سرمایۂ افتخار ہے۔
اور خواص و علماء کے لیے ایک بیش قیمت دستاویز ہے۔
اور عوام کے لیے نعمت بے بہا ہے۔
یہ تفسیر چھ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر ایک جلد پانچ پاروں پر مبنی ہے۔
پانچ جلدیں چھپ چکی ہیں اور چھٹی زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ طباعت دیدہ زیب ہے اور آفسٹ پر چھاپی گئی ہے، کتابت عمدہ اور جلد بندی نفیس ہے۔ مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور نے اس کے چھاپنے کا اہتمام کیا ہے۔ جہاں سے یہ تفسیر بآسانی دستیاب ہے۔

طباعت بار سوئم ۱۹۹۲ء

مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور

سرٹیفکیٹ

تفسیر الحسنات بآیات بیّنات

چھ تا دس پارے کی آیات قرآنی کو بمعہ ترجمہ حرفاً حرفاً پڑھا۔

میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کسی قسم کی کوئی کمی بیشی یا کتابت کی غلطی نہیں ہے۔

فقط

تصدیق کنندہ

صاحبزادہ مشتاق الرحمان ہاشمی

خطیب جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ

اسلام پورہ۔ لاہور

طبع شدہ: